

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الذي جعل في كتابه منافع كثيرة لا يحصى

الْمُسْمَى بِالْفَتْحِ الْمُبِينِ

وَكُشِفَ

مَكْنُونُ الْمُتَّقِينَ

مُضْمَرٌ

نَبِيٍّ الْوَهَّابِينَ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَالْعِلْمُ الْعَمَلُ فَزِنْدُكَ حَاطَةُ كَرَمٍ

مقدمہ ضروری الاطلاع و تنبیہ واجب الملاحظہ

(۱) جملہ جوابات اس کتاب کے موافق ترتیب اعتراضات خرافات اوس مخفر المبین مطبوع سابق ۱۳۹۳ء کے ہیں کہ جس کا یہ مصرعہ تاریخی حکم حق بر زمان جاری کے اوسے کتاب میں مرقوم ہو چکا اور دہا ہائے خلف خرافات ہو۔ پس کوئی صاحب اس کے مضامین کو مخفر المبین مطبوع بار دوم ۱۳۹۵ء سے نہ ملا دین اس واسطے کہ جب مقرر نے اس فتح المبین کا چہنسا سنا تو گہر کر مخفر المبین کی عبارتیں گہنا پڑا دین اور مضامین کو اولٹ پلٹ کر کے خلاف ترتیب سابق کے دوبارہ چھپوایا نیز اس فریب سے لیا ہوتا ہو انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ جب یہ کتاب بارہ چھاپنی جائیگی تو بعد اضاۃ جذبات مسائل و دلائل جوابات اسکے موافق ترتیب اوسے کر دیے جائیں گے اور مخفر المبین کی یوری عبارت ہی ہر جواب کے اوپر حقت قال اللہ اور بجائگی (۲) مقرر نے جو پچیس مفاد مقلدین کی طرف منسوب کر کے بارہویوں منالطین سو مسئلے نکالے ہیں اور ہر مسئلے میں بطریق طعن لکھا ہے کہ اس میں امام عظیم نے خلاف احادیث صحیحہ و آیات صریحہ کے عمل کیا ہے سو مولف کتاب نہانے جایہ طاعن کو دفع کر کے دلائل قرآن و حدیث ہر ایک کا جواب باصواب دیا ہے اور حنفیہ کے ہر مسئلہ کا اخذ کتاب و سنت سے تبادیا ہے اور کوئی کلمہ خلاف آداب حضرات محدثین کی شان میں نہیں لکھا ہے اور مثل مقرر کے بزرگوں پر لعن و طعن کو جائز نہایت رکھا ہے۔

فہرست مضامین فتح المبین کتب کا غیر المقلدین مع ضمیمہ و تنبیہ واجب الملاحظہ

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۹	دبیاحہ و تجالیف بیان مگر کوئی مولف مخفر	۱۴	عبثت اور جھوٹ کی وعید۔	۱۹	دیناری طاہر القادار پر نہیں ہو
۱۰	وجہ اختلاف احکام شرعیہ بتقریر منقول	۱۵	اس طعن کو جو امام مسلمان نے فرمایا	"	طاہر بیعت باطنی سے محروم ہیں
۱۱	اختلاف روایات بخاری و مسلم کا	۱۶	ہر مسئلہ کے جواب میں	۲۰	ایک آدمی کو فہم مطالب حدیث میں محمد بن یزید تزیج ہو۔
"	خرافات مانع قرآن نہیں ہو سکتی	"	قریب دہی موافق طفری اصل عبارت	"	تخالف ہونا انتہادات امام بخاری
"	قوت اضعف حدیث کارادوں	"	طاعی قاری ہیں۔	"	کا صریح حدیث سے۔
"	پر موقوف نہیں۔	"	سلامت دین میں داخل اور جواب	"	دفع طعن بقیر امام بخاری جرح ۱۔
۱۲	وجہ ضرورت تطہیر حدیث ہر امام عظیم	"	ما صواب مقرب	"	تحقیق حائلیہ منصور کی
"	بیان دروغ گوئی و افتراء و دازی و لوث	"	راویان حدیث پر	۲۱	مصر محدثین کا اصحاب صحیح سند میں نہیں
۱۳	مخفر و ترک عمل حدیث صحیحین روایت کا	"	ہونا الدلیل	"	ترتیب مولف طفرہ کشش
"	دروغ گوئی و دوزخ میں بہر چلائی ہو	"	تقاہت	"	

۳۸	۳۸	۲۳	۱۲
تباہی اختلاف محبت و سعت عفو و عفو کا	۳۸	۲۳	۱۲
۳۹	۳۹	۲۲	۱۱
تفہیم کو برکات واجب گناہ ہے۔	۳۹	۲۲	۱۱
۴۰	۴۰	۲۳	۱۰
استاد کو ضروری جاسوسی قرض پر لازم	۴۰	۲۳	۱۰
۴۱	۴۱	۲۴	۹
تطبیق اور فہم حدیث میں ایضاً مجتہدین	۴۱	۲۴	۹
۴۲	۴۲	۲۵	۸
اور مقلدین کا مل ہیں۔	۴۲	۲۵	۸
۴۳	۴۳	۲۶	۷
ظاہر یا غیبی حکم خط و جان کے خلاف ایمان پر	۴۳	۲۶	۷
۴۴	۴۴	۲۷	۶
تقول ابن حجر کی حدیث غیر مرفوعہ	۴۴	۲۷	۶
۴۵	۴۵	۲۸	۵
دھکے ماندہ ای عطا اور فضیلت حکیم ہے	۴۵	۲۸	۵
۴۶	۴۶	۲۹	۴
اختلاف فقہاء خلاف حدیث کی بہت کم ہے	۴۶	۲۹	۴
۴۷	۴۷	۳۰	۳
آحاد و ثبوت پر یہ موضوع نہیں اور نہ	۴۷	۳۰	۳
۴۸	۴۸	۳۱	۲
حدیث موضوع پر کسی مقلد کا عمل ہے	۴۸	۳۱	۲
۴۹	۴۹	۳۲	۱
ثبات ہونا عمل مؤید کا نزدیکی ہے	۴۹	۳۲	۱
۵۰	۵۰	۳۳	۰
حدیث ضعیف پر باوجود صحیح حدیث کے	۵۰	۳۳	۰
۵۱	۵۱	۳۴	۰
مسائل اجتہاد میں خطا و صواب و نو	۵۱	۳۴	۰
۵۲	۵۲	۳۵	۰
کا احتمال ہے جو کہ جانب صواب کو ناسخ ہے	۵۲	۳۵	۰
۵۳	۵۳	۳۶	۰
کوئی یہ ثابت نہیں کر سکتا کہ حقیقتاً امام	۵۳	۳۶	۰
۵۴	۵۴	۳۷	۰
بخاری کو حدیث میں پوچھیں اوس قدر	۵۴	۳۷	۰
۵۵	۵۵	۳۸	۰
امام صاحب کو نہیں پوچھیں۔	۵۵	۳۸	۰
۵۶	۵۶	۳۹	۰
کوئی حدیث ایسا نہیں کہ جس کا تمام شیخین	۵۶	۳۹	۰
۵۷	۵۷	۴۰	۰
پوچھیں ہوں۔	۵۷	۴۰	۰
۵۸	۵۸	۴۱	۰
باوجود صحیح حدیث کی عمل مجاہد اور	۵۸	۴۱	۰
۵۹	۵۹	۴۲	۰
اقوال مجتہدین کے ضرورت پڑتی ہے	۵۹	۴۲	۰
۶۰	۶۰	۴۳	۰
بلا تحقیق کے حدیث صحیح پر بھی عمل	۶۰	۴۳	۰
۶۱	۶۱	۴۴	۰
کرنا مقتضای احتیاط ہے۔	۶۱	۴۴	۰
۶۲	۶۲	۴۵	۰
تحقیق کم و بیش یونی لایان کے۔	۶۲	۴۵	۰
۶۳	۶۳	۴۶	۰
۶۴	۶۴	۴۷	۰
۶۵	۶۵	۴۸	۰
۶۶	۶۶	۴۹	۰
۶۷	۶۷	۵۰	۰
۶۸	۶۸	۵۱	۰
۶۹	۶۹	۵۲	۰
۷۰	۷۰	۵۳	۰
۷۱	۷۱	۵۴	۰
۷۲	۷۲	۵۵	۰
۷۳	۷۳	۵۶	۰
۷۴	۷۴	۵۷	۰
۷۵	۷۵	۵۸	۰
۷۶	۷۶	۵۹	۰
۷۷	۷۷	۶۰	۰
۷۸	۷۸	۶۱	۰
۷۹	۷۹	۶۲	۰
۸۰	۸۰	۶۳	۰
۸۱	۸۱	۶۴	۰
۸۲	۸۲	۶۵	۰
۸۳	۸۳	۶۶	۰
۸۴	۸۴	۶۷	۰
۸۵	۸۵	۶۸	۰
۸۶	۸۶	۶۹	۰
۸۷	۸۷	۷۰	۰
۸۸	۸۸	۷۱	۰
۸۹	۸۹	۷۲	۰
۹۰	۹۰	۷۳	۰
۹۱	۹۱	۷۴	۰
۹۲	۹۲	۷۵	۰
۹۳	۹۳	۷۶	۰
۹۴	۹۴	۷۷	۰
۹۵	۹۵	۷۸	۰
۹۶	۹۶	۷۹	۰
۹۷	۹۷	۸۰	۰
۹۸	۹۸	۸۱	۰
۹۹	۹۹	۸۲	۰
۱۰۰	۱۰۰	۸۳	۰

[illegible]

۱۱۹	حرمت خمر کی حد میں ہے اگر کسی نے قلیل یا کثیر پیو	۱۰۳	بیچ سے کیوں اسے قیاس	۱	فضیلت امام صاحب کے تمام محدثین
۱۱۷	تحقیق معنی اعتکاف کہ روزے کے اعتکاف	۱۰۳	در دلیل عقلی بیان کی جاتی ہے۔	۲	تقریب بحث بیچ کتب
۱۱۷	مین ثب ضرور داخل ہے۔	۱۰۳	و جب جو از نماز حضرت خود اس سے نک	۳	تہرانہ
۱۱۸	ممانعت نقل بعد غروب قبل نماز منسوخ	۱۰۳	مسئلہ فقہ کا حدیث سے ثابت ہے کہ بارے	۴	ن سنہ ۱۱۹۰
۱۱۹	باوجود حدیث مرفوعہ اجماع پر عمل ہوگا	۱۰۳	کسی مال کا قرضو ان دیگر کے مساوی ہے	۵	سود کو جب چیز نہیں منحصر جاتے
۱۱۹	جواب حدیث بن جہان کا نسخ القہر ہے	۱۰۳	حرم کو قلیل یا کثوری پر طلاق کرے میں	۹۱	ہیں حالانکہ جمہور امت کے نزدیک
۱۲۰	بخاری ابو سلمہ بن ہبست سے راوی	۱۰۳	امام صاحب کے پانچ دلیلین قوی ہیں	۹۱	سود اور چیز نہیں ہی ثابت ہے
۱۲۰	مخرج اور مطہون ہیں۔	۱۰۳	قرآن وحدیث دولت و کلام شریعت ثابت	۹۱	ابن جریر کی فضیلت فقہانہ اور فقہانہ
۱۲۰	حدیث صحیح کہی غلط ہو جاتی ہے اور	۱۰۳	ہو اگر اطلاق غرض انرا الگوری پر تحقیق ہے	۹۱	کو قرض نے قصداً اور ادا کیا۔
۱۲۰	کبھی ضعیف صحیح ہو جاتی ہے	۱۰۸	اطلاق عام غرض کا حکم یا عمارت ہے۔	۹۲	مکمل مطلقاً حجت اور مقول ہیں
۱۲۲	غالبہ کے نزدیک حدیث صحیحین کو	۱۰۸	جو اسے بدعتوں سے معنی غلامت کا۔	۹۳	مکمل اور مقول ایک شے ہو اور دوسرے
۱۲۲	اقوال ہو صحابہ پر ترجیح ہے بلکہ یہی	۱۰۹	چار قسم کی شراب بالاتفاق حرام ہے اور	۹۳	قابل احتجاج ہیں۔
۱۲۳	خبر کی درجہ میں ہے در بیان کلام فضول	۱۰۹	چار قسم میں اختلاف ہے اور مختلف فیہ کا	۹۳	یہی کی بیج جائز ہے اور حدیث کی کو کہہ رہے
۱۲۳	نہ چاہیے ان کلام ضروری جائز ہے	۱۰۹	میا صاحب اور تابعین سے مروی ہے۔	۹۳	نہی تشریحی یا عام نفع پر محمول کیا ہے
۱۲۳	قبل ذکر بحثوں فقر کے یا بعد اسکے	۱۱۰	میں بحثہ حلال اور فہم حرام ہے	۹۵	شہادہ مصرعہ کلام میں نہیں تامل و تامل
۱۲۳	یہ ثابت نہیں بلکہ استراحت ہے	۱۱۰	قرآن کیفیت شراب اور نمید کا۔	۹۵	حدیث الخراج بالضمآن کو حدیث مصرعہ
۱۲۵	تاکید ماہتمام سنت فجر کا۔	۱۱۱	جو اسے بدعت کی حدیث کل مسکروں کل مسکروں	۹۵	پر ترجیح ہے۔
۱۲۶	ہو تا جبہ علی مکان سے تبدیل احکام کا	۱۱۱	پھر اگر کثرت کا جبکہ پانچ دہائی اوسکی	۹۸	تقریب مقررہ گا کہ شامی کا مانہ لکھا اور
۱۲۶	کبھی حدیث ضعیف قرآن سے قوی ہو جاتی ہے	۱۱۱	حاکم ایک تہائی باقی رہ جائے تو حلال ہے	۹۸	ضعیف کا بخدا اذرا دیا۔
۱۲۰	جو آیت مسند پرچم کے۔	۱۱۲	چار قسموں کی شراب حلال ہیں مگر	۹۹	تقریبی حدیث میں کہ کہ کہ کہ
۱۲۰	احصان کیوں اسے سلام نہ رہے	۱۱۳	نہند کا حلال نہ نا انا صاحبہ و تابعین	۱۰۰	آیت بخدا کی کتاب ثلاثہ میں۔
۱۲۹	نماز فجر و مغرب میں بارہ رکعت چاہیے	۱۱۳	با سند صحیح ثابت ہے۔	۱۰۱	نہ امام مالک کی تاریخہ میں روایت
۱۳۰	بیان نقل کا بعد نماز صحیح اور عصر کے	۱۱۳	ان چار شرابوں کا بیضا حلال ہے نہ بیضا	۱۰۱	امام صاحب کی چاروں میں
۱۳۱	جو قوی رکعت میں تعدہ کیا ہو تو باوجود	۱۱۳	نہ لکھو نہ مرام ہے کہ صحیحین میں	۱۰۳	بخاری و کتب
۱۳۱	رکعت کا سب سے کہ شیت نماز کا باطل م	۱۱۵	حرمت فہم میں نہ بلکہ معتبر ہے	۱۰۳	حدیث میں

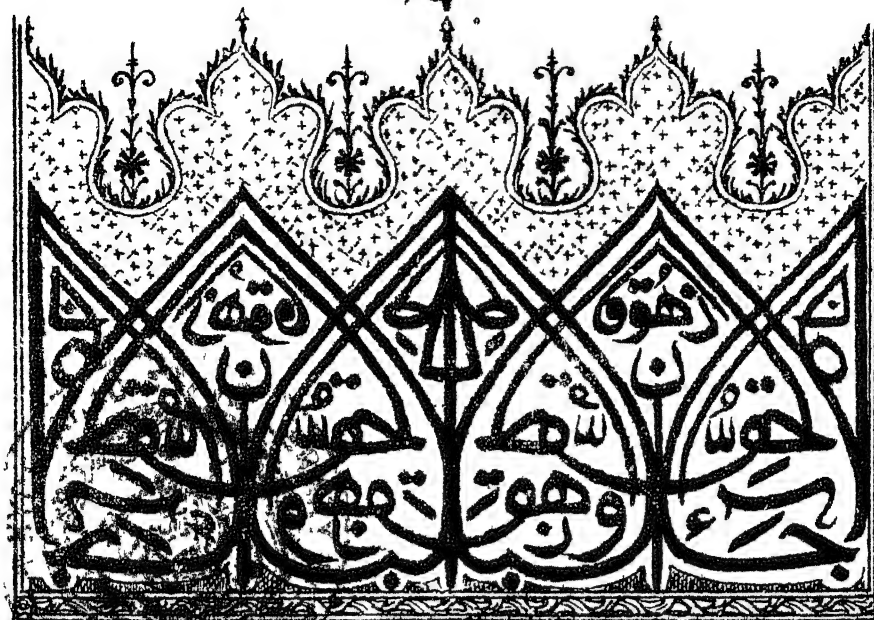
۲۱۱	۱۸۰	مہاراج حفاظت جائز ہے۔	۱۹۵	دقت پر بیع میوہ کی قبل ختمی کے	۲۱۱	تقاضی کو چور کا ماتہ کاٹنا جائز نہیں
۲۱۲	۱۸۱	کسی کا چڑھوا مال غنی اپنے صرف	۱۹۶	بلا شرط قطع کے جائز ہے۔	۲۱۲	بختر و تر کے قوت اور ناز و نین جائز
۲۱۵	۱۸۲	مین لاوی تو دقت طلب صاحب	۱۹۷	تر کھجور و دکنی بیج سو کو کھجور و دکنی	۲۱۵	نہیں مگر ناز و نین نصرت جائز ہے
۱۸۳	۱۸۳	مال کے قیمت او سکی دینی ہوگی۔	۱۹۸	ساتھ جائز ہے مگر او دہار جائز نہیں	۱۸۳	سوار پر یا بیٹھ کر ناز و تر جائز نہیں
۱۸۴	۱۸۴	درخت پر سی میوہ جو را نیو الیکا ماتہ	۱۹۹	شہر سی باہر جا کر غلہ خریدنا جائز ہے	۱۸۴	نماز و تر پر مینا ساری بیسوج ہو گیا
۱۸۵	۱۸۵	دکاٹا جائیگا۔	۲۰۰	مبشر طیکہ شہر والو کو ضرر نہ پونچے	۱۸۵	سنتین بخر کے بعد نماز فرض کے قبل
۱۸۶	۱۸۶	مقالہ و ملف ظفر کا مسئلہ بابہ بین	۲۰۱	آجرت لیکر بیع کرنا اجسمین بائع کا	۱۸۶	طلوع آفتاب نہ ٹیڑھے۔
۱۸۷	۱۸۷	جرین مین سی میوہ جو را نیو الیکا ماتہ	۲۰۲	ضرر ہو جائز نہیں۔	۱۸۷	آدم صاحب کے نزدیک نماز استقامت
۱۸۸	۱۸۸	کاٹنا جائیگا۔	۲۰۳	مدنیہ منورہ مثل مکہ معظمہ کے حرم نہیں	۱۸۸	جماعت و خطبہ کے جائز ہے مگر فتویٰ صاحب
۱۸۹	۱۸۹	حاجیوں کی گری ہوئی چیز کا بیع مال	۲۰۴	حرم مکہ و حرم مدینہ کا ایک حکم نہیں	۱۸۹	کے قول پر کہ خطبہ جماعت سنون ہے
۱۹۰	۱۹۰	معاذت او ٹالینا جائز ہے۔	۲۰۵	طاہریت رکوع و سجود کی اور قمر اور	۱۹۰	چادر لٹینا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا
۱۹۱	۱۹۱	سرزدہ درم مین قطع مریا لافغان ہے	۲۰۶	طبیہ واجب ہے فرض نہیں۔	۱۹۱	نماز و تہمتا بن بطریق خلیفائی کے تھا
۱۹۲	۱۹۲	اور اس کے مین اختلاف ہے۔	۲۰۷	قرآنی شہر مین قبل نماز کے جائز نہیں	۱۹۲	آدم احمد کے نزدیک خطبہ نماز و تہمتا
۱۹۳	۱۹۳	شیر خوار لٹکے کا پیناب کسی ششی پر	۲۰۸	مگر باہر شہر سی قیس کو س پر جائز ہے	۱۹۳	مین مسنون نہیں۔
۱۹۴	۱۹۴	پر جاوے تو او سپر لونی بمانا کافی ہے	۲۰۹	حقیقہ جائز ہے واجب نہیں۔	۱۹۴	قیہ اور بارہ بار مین دونو برابر ہے
۱۹۵	۱۹۵	تو ل شہر بلا ضرورت پینا جائز نہیں۔	۲۱۰	و تکی تین ہی رکعت ہیں دوسری	۱۹۵	قسم دعا علیہ پر ہے نہ دعی پر۔
۱۹۶	۱۹۶	عود کو واسطے دفع مضر فارش کے پانچ	۲۱۱	رکعت مین تہمتا کے تیسرے مین سلام پہر	۱۹۶	حدیث قسم دعی کے متکرار و دود ہے
۱۹۷	۱۹۷	سر پر پینا جائز ہے۔	۲۱۲	و تکی تین رکعتوں پر جامع ہے۔	۱۹۷	قسم دعی و گواہ دعا علیہ کا اعتبار نہیں
۱۹۸	۱۹۸	کتے کا جھوٹا برتن تین بار دہوئیے	۲۱۳	قوسی اور تہمتا کو مبشر طیکہ مالک	۱۹۸	کچھ کچی مولف ظفر مین کے
۱۹۹	۱۹۹	پاک ہا جائیگا۔	۲۱۴	نصاب نماز زکوٰۃ دینی جائز ہے۔	۱۹۹	تحقیق حدیث نماز کسوف کی۔
۲۰۰	۲۰۰	قرع و دقت مین بلا شرط داخل ہوگا	۲۱۵	مولف ظفر کی انڈر پردہ حنفیہ پر اور	۲۰۰	نماز کسوف کی دو رکعتیں ہیں بدو رکعت
۲۰۱	۲۰۱	جس چیز کی بیع علیحدہ درست ہے	۲۱۶	اجتہاد بجا خلاص حدیث کے۔	۲۰۱	نماز کسوف مین خطبہ سنون نہیں
۲۰۲	۲۰۲	شرط او سکی جائز۔	۲۱۷	حدیث سی تیمم کی واسطے دو وضو ہیں	۲۰۲	نماز کسوف مین فراوات ہستہ کیا
۲۰۳	۲۰۳	درخت پر پینا	۲۱۸	رضاع سی حرمت آجاتی ہے غلیل ہو جائیگا	۲۰۳	نماز عید کا اونٹ بالون پر واجب نہیں
۲۰۴	۲۰۴		۲۱۹	مالک اپنی چیز پر کر بخشدی تو م	۲۰۴	تایینا اگر مال نماز ہو تو نماز کی

۲۲۶	بیچے جائز ہی ورنہ مکروہ۔	۲۹۸	صخواہ چیکار ہی اختیار نہ کرے۔	۳۱۵	حاصل مہنا کمال قوت طہارت و عبادت کا امام صاحب کو برکت دے دو آیتوں کے۔
۲۲۷	کراہت اکل نمک طافی کے۔	۳۰۱	فراوت کہتین اخیر زعفران سی نہ بطریق وجوب صحابہ سے۔	۳۱۶	درجہ تفضیل امام صاحب کے چھلوان کا فقہا چارہن ابو حنیفہ سفیان مالک اور اسے اور فقہ فقہ ابو حنیفہ کی ہے کہ انہوں نے خوب تنقیح کی۔
۲۲۸	تخاریت اور فراحت ممنوع ہے۔	۳۰۲	تسمیہ السدوا میں تک کو بخت کنا معترض نے ثبوت صحابہ سے ثابت ہے۔	۳۱۷	دوست امام صاحب کا نام ہی اور دشمن جیتی۔
۲۲۹	مولف ظلم کا انکار ادا و ثبوت صحیح ہے۔	۳۰۳	لکھن ہر لکھ کا جائز ہے و شریطہ جواب پہلی شوق ہو۔	۳۱۸	تہر دو جواب نام صاحب کے تہر جواب تہر نماز عشا کے تہر جواب چوتس پڑ ہے۔
۲۳۰	دوسری جمعہ کو کوئی چیز میرہ کر چکا تو واپس نہ لجاوے۔	۳۰۴	جواب تیسرے ٹیپ ہا اولیا ملک سے تہر دو جواب نام صاحب کے تہر جواب تہر نماز عشا کے تہر جواب چوتس پڑ ہے۔	۳۱۹	آپ امام صاحب کی گریہ وزاری ثبوت جناب باری۔
۲۳۱	نیت روزہ رمضان قبل نال درست ہے۔	۳۰۵	جواب دس شانہ روز میں اور جواب تیسرے ٹیپ ہا اولیا ملک سے تہر دو جواب نام صاحب کے تہر جواب تہر نماز عشا کے تہر جواب چوتس پڑ ہے۔	۳۲۰	آپ امام صاحب کی گریہ وزاری ثبوت جناب باری۔
۲۳۲	تحقیق روزہ عاشور کی۔	۳۰۶	جواب تیسرے ٹیپ ہا اولیا ملک سے تہر دو جواب نام صاحب کے تہر جواب تہر نماز عشا کے تہر جواب چوتس پڑ ہے۔	۳۲۱	آپ امام صاحب کی گریہ وزاری ثبوت جناب باری۔
۲۳۳	نیت روزہ کی نفی دن میں باعتبار کمال کے ہے۔	۳۰۷	جواب تیسرے ٹیپ ہا اولیا ملک سے تہر دو جواب نام صاحب کے تہر جواب تہر نماز عشا کے تہر جواب چوتس پڑ ہے۔	۳۲۲	آپ امام صاحب کی گریہ وزاری ثبوت جناب باری۔
۲۳۴	زمین سے جو کچھ نکلے دسوان حصہ اوسمیں زکوٰۃ کا ہے۔	۳۰۸	جواب تیسرے ٹیپ ہا اولیا ملک سے تہر دو جواب نام صاحب کے تہر جواب تہر نماز عشا کے تہر جواب چوتس پڑ ہے۔	۳۲۳	آپ امام صاحب کی گریہ وزاری ثبوت جناب باری۔
۲۳۵	مال مستفاد پر زکوٰۃ واجب ہے۔	۳۰۹	جواب تیسرے ٹیپ ہا اولیا ملک سے تہر دو جواب نام صاحب کے تہر جواب تہر نماز عشا کے تہر جواب چوتس پڑ ہے۔	۳۲۴	آپ امام صاحب کی گریہ وزاری ثبوت جناب باری۔
۲۳۶	حدیث صحیحین سے ثابت ہے کہ جب امام سمع و سلم نے چہرہ کے تو مقتدیے۔	۳۱۰	جواب تیسرے ٹیپ ہا اولیا ملک سے تہر دو جواب نام صاحب کے تہر جواب تہر نماز عشا کے تہر جواب چوتس پڑ ہے۔	۳۲۵	آپ امام صاحب کی گریہ وزاری ثبوت جناب باری۔
۲۳۷	ربنا لک الحمد کو اور امام دونوں جمع کرے وقت تکبیر تحریر مرد کا نون تک اور عورتیں مونڈ ہون تک ہاتھ اوٹا دین۔	۳۱۱	جواب تیسرے ٹیپ ہا اولیا ملک سے تہر دو جواب نام صاحب کے تہر جواب تہر نماز عشا کے تہر جواب چوتس پڑ ہے۔	۳۲۶	آپ امام صاحب کی گریہ وزاری ثبوت جناب باری۔
۲۳۸	قعدہ نماز میں دہانہ قائم کرنا اور یا ان ہمارے۔	۳۱۲	جواب تیسرے ٹیپ ہا اولیا ملک سے تہر دو جواب نام صاحب کے تہر جواب تہر نماز عشا کے تہر جواب چوتس پڑ ہے۔	۳۲۷	آپ امام صاحب کی گریہ وزاری ثبوت جناب باری۔
۲۳۹	ایک سلام سے آٹھ رکعتیں یا زیادہ پڑھنے کی تحقیق۔	۳۱۳	جواب تیسرے ٹیپ ہا اولیا ملک سے تہر دو جواب نام صاحب کے تہر جواب تہر نماز عشا کے تہر جواب چوتس پڑ ہے۔	۳۲۸	آپ امام صاحب کی گریہ وزاری ثبوت جناب باری۔
۲۴۰	ظہر کی دونوں رکعتوں میں قرات برابر چاہیے۔	۳۱۴	جواب تیسرے ٹیپ ہا اولیا ملک سے تہر دو جواب نام صاحب کے تہر جواب تہر نماز عشا کے تہر جواب چوتس پڑ ہے۔	۳۲۹	آپ امام صاحب کی گریہ وزاری ثبوت جناب باری۔
۲۴۱	پچھلے دو رکعتوں میں بجان اسد پڑے۔	۳۱۵	جواب تیسرے ٹیپ ہا اولیا ملک سے تہر دو جواب نام صاحب کے تہر جواب تہر نماز عشا کے تہر جواب چوتس پڑ ہے۔	۳۳۰	آپ امام صاحب کی گریہ وزاری ثبوت جناب باری۔

۳۳۹	مقرض کے خیانت عبارت حدیث میں	۳۲۰	حاکم طاعین امام صاحب کا -
۳۳۹	حدیث دہا کی مسح میں -	۳۲۱	نماز جنازہ امام صاحب چار بار پڑھیں گے
۳۴۰	طریق طہارت کپڑا کا خون حیض سے	۳۲۲	طاعن امام صاحب جو طریق رکھتا ہو
۳۴۱	ثبوت نجاست مٹی کا حدیث سے -	۳۲۳	اوسی طریق کے جوابات -
۳۴۲	زمین نہ ٹھیک ہو نیسے طاهر ہو جاتی ہے	۳۲۴	مفاد المقرض کا مکمل حنفیہ میں
۳۴۳	بیان سند احادیث و تفسیر صاحب ہدایہ	۳۲۵	عمل حنفیہ کا صحیح احادیث پر ہی اور مسائل
۳۴۴	روایت بالمعنی میں تعیر الفاظ کا ہونا	۳۲۶	استنباطی میں جانب احتیاط پر -
۳۴۵	عمل طعن نہیں -	۳۲۷	مسئلہ کرسی وضو نہیں ٹوٹتا -
۳۴۶	آخر وقت مشاکا المانع فجر تک ہے -	۳۲۸	حدیث قیس بن طلحہ کے قوی ہے اور
۳۴۷	افضل وقت عشا کا تہائی رات تک ہے	۳۲۹	حدیث بسر و عورت کی معلول -
۳۴۸	بوجہ اختراہ ان الفاظ کے احادیث ہاں	۳۳۰	وضو میں سر کے جھٹکے غرض میں
۳۴۹	موضوع کہ دنیا نقص ہے -	۳۳۱	نماز کے اندر وضو ٹوٹنے سے نماز کو
۳۵۰	خیانت مقرض کے شرح سفر السامعین	۳۳۲	سرو سے پڑھنا افضل ہے -
۳۵۱	بیان انصاف علامہ شیخ الاسلام	۳۳۳	حدیث الوضو و ماست النازک حدیث
۳۵۲	ابن الہمام کا تحقیق احادیث ہدایہ میں	۳۳۴	ترک الوضو و ماست النازک مسنون ہے
۳۵۳	کہ معتقلہ میں چاروں مصلوں کو	۳۳۵	اجل لجزائری سے وضو نہیں جاتا کہ حدیث
۳۵۴	برعت کئے کا جواب -	۳۳۶	اوسکی مسنون ہے -
۳۵۵	اجتہاد جدید مقرض کا منہ آیت میں	۳۳۷	نماز پشت خانہ گنبد پر اور راستہ
۳۵۶	اور جواب الزامی اوسکا -	۳۳۸	اور حمام اور مقبرہ میں مگر وہ ہے اور
۳۵۷	تفسیر توفیق و اخذ و امن مقام ابراہیم مصلے	۳۳۹	حدیث ہی اسکی تہذیبی نزدیک ضعیف ہے
۳۵۸	مقرض کا اجتہاد ہدایہ و ناظر الکریم	۳۴۰	مفاد المقرض حسب عادت -
۳۵۹	غیر مقلدین سواد اعظم سے خارج ہیں	۳۴۱	براہب خرازی مقرض کا اوسکے پیشوا
۳۶۰	بیان جواز مخالفت بعض احکام فیماء	۳۴۲	ازا ہیہ بالکتاب سو کہ قصہ کثیر علیہ
۳۶۱	ایہ اجتہاد ہیں کے -	۳۴۳	دارون شیعہ کا مصلی اصل ہے اور
۳۶۲	مقلدین انا و نظائر یہ سخت اعتراض	۳۴۴	شعبہ دارمکی امام ابو زینہ کی طرف لکل لغو
۳۶۳	مقرض کے خیانت عبارت حدیث میں	۳۴۵	مسائل غیر مفتی پر -
۳۶۴	حدیث طہارت کپڑا کا خون حیض سے	۳۴۶	طاعن امام صاحب جو طریق رکھتا ہو
۳۶۵	ثبوت نجاست مٹی کا حدیث سے -	۳۴۷	اوسی طریق کے جوابات -
۳۶۶	زمین نہ ٹھیک ہو نیسے طاهر ہو جاتی ہے	۳۴۸	مفاد المقرض کا مکمل حنفیہ میں
۳۶۷	بیان سند احادیث و تفسیر صاحب ہدایہ	۳۴۹	عمل حنفیہ کا صحیح احادیث پر ہی اور مسائل
۳۶۸	روایت بالمعنی میں تعیر الفاظ کا ہونا	۳۵۰	استنباطی میں جانب احتیاط پر -
۳۶۹	عمل طعن نہیں -	۳۵۱	مسئلہ کرسی وضو نہیں ٹوٹتا -
۳۷۰	آخر وقت مشاکا المانع فجر تک ہے -	۳۵۲	حدیث قیس بن طلحہ کے قوی ہے اور
۳۷۱	افضل وقت عشا کا تہائی رات تک ہے	۳۵۳	حدیث بسر و عورت کی معلول -
۳۷۲	بوجہ اختراہ ان الفاظ کے احادیث ہاں	۳۵۴	وضو میں سر کے جھٹکے غرض میں
۳۷۳	موضوع کہ دنیا نقص ہے -	۳۵۵	نماز کے اندر وضو ٹوٹنے سے نماز کو
۳۷۴	خیانت مقرض کے شرح سفر السامعین	۳۵۶	سرو سے پڑھنا افضل ہے -
۳۷۵	بیان انصاف علامہ شیخ الاسلام	۳۵۷	حدیث الوضو و ماست النازک حدیث
۳۷۶	ابن الہمام کا تحقیق احادیث ہدایہ میں	۳۵۸	ترک الوضو و ماست النازک مسنون ہے
۳۷۷	کہ معتقلہ میں چاروں مصلوں کو	۳۵۹	اجل لجزائری سے وضو نہیں جاتا کہ حدیث
۳۷۸	برعت کئے کا جواب -	۳۶۰	اوسکی مسنون ہے -
۳۷۹	اجتہاد جدید مقرض کا منہ آیت میں	۳۶۱	نماز پشت خانہ گنبد پر اور راستہ
۳۸۰	اور جواب الزامی اوسکا -	۳۶۲	اور حمام اور مقبرہ میں مگر وہ ہے اور
۳۸۱	تفسیر توفیق و اخذ و امن مقام ابراہیم مصلے	۳۶۳	حدیث ہی اسکی تہذیبی نزدیک ضعیف ہے
۳۸۲	مقرض کا اجتہاد ہدایہ و ناظر الکریم	۳۶۴	مفاد المقرض حسب عادت -
۳۸۳	غیر مقلدین سواد اعظم سے خارج ہیں	۳۶۵	براہب خرازی مقرض کا اوسکے پیشوا
۳۸۴	بیان جواز مخالفت بعض احکام فیماء	۳۶۶	ازا ہیہ بالکتاب سو کہ قصہ کثیر علیہ
۳۸۵	ایہ اجتہاد ہیں کے -	۳۶۷	دارون شیعہ کا مصلی اصل ہے اور
۳۸۶	مقلدین انا و نظائر یہ سخت اعتراض	۳۶۸	شعبہ دارمکی امام ابو زینہ کی طرف لکل لغو

۳۵۱	حالات و خیالات غیر مقلدین کے	۳۵۹	بدویاتنی مقررہ کے تبدیل الفاظ میں	۳۵۹	مکملین کراہت نماز کی اوقات ممنوعہ میں
۳۵۳	حدیث قلین ضعیف ہو و حدیث پنج فی ہر	۳۶۰	سواہی حدیث متواتر کے سب میں	۳۶۰	بیان اوقات نماز مکملہ کا -
۳۵۴	کو ذریعہ ہزار صحابی کا مسکن تھا -	۳۶۱	ظنی ہیں مفید یقین نہیں -	۳۶۱	بیان حدیث جمع بین الصلااتین کا صحیحی و صوری -
۳۵۵	و جوہ ضعف حدیث قلین -	۳۶۲	خبر واحدہ کے قابل محبت ہو -	۳۶۲	حدیث جمع بین الصلااتین نسخہ ہر دو یا محمول ہر جمع صوری پر
۳۵۶	بآوجود صحیح حدیث کو غیر مقلدین کا	۳۶۳	جو نقل اخیر آنحضرت کا ہر روایات صحاح	۳۶۳	مقررہ حدیث صحیح و ایت ہو
۳۵۷	حدیث ضعیف پر عمل کرنا -	۳۶۴	نابت ہو و نہ نسخ ہو -	۳۶۴	کو چھوڑ کر حدیث ضعیف پر عمل کیا
۳۵۸	ہو پال کے لاندہ بہ بیٹوں کا مذہب	۳۶۵	ظاہر بہ الزامی اعتراض -	۳۶۵	بیان تقلید جابر مقررہ کا -
۳۵۹	رکتے ہیں جبکہ اکابر اہل بیت کا نہیں	۳۶۶	تحقیق بغیر دلیل کے کسی آیت حدیث	۳۶۶	حدیث نبوی سے پہلے رمضان میں غسل کرنے کی منسوخ ہو -
۳۶۰	ضعف اور اضطراب حدیث قلین -	۳۶۷	کو نسخ نہیں کہتے -	۳۶۷	بجائے رکنا مقررہ کا اس حدیث کے
۳۶۱	اجتناب لفظی و معنوی قلم کا -	۳۶۸	مقررہ کا اتمام دربارہ مسائل ضعیف	۳۶۸	مستحب ابو ہریرہ راوی نے یہ روایت کی
۳۶۲	حدیث قتال حجر منقطع و جمول الزادہ	۳۶۹	تطبیق حدیث میں ادعا ظاہر کا	۳۶۹	بیان احتجاج دوز و عاشورا کا -
۳۶۳	غیر مقلدوں کا صاحب معیار کے تقلید کرنا	۳۷۰	تحقیق شمار آیات و احادیث منسوخہ	۳۷۰	مسائل ظفر مبین کا اکثر ماخذ کتب
۳۶۴	آپ و وہ کے کوئی مقدار معین نہیں	۳۷۱	احادیث کا دس میں ظلم جمہور محققین ہو	۳۷۱	مردودہ نواب بہ پال ہیں -
۳۶۵	صحت حدیث قلین و مقدار آب قلم	۳۷۲	تقدیر احادیث منسوخہ	۳۷۲	مولانا عبدالحی صاحب نے باظہار اظہار
۳۶۶	کے ثبوت پر دلیل ہزار روپیہ کا انعام	۳۷۳	بیان منسوخ ہوئے حدیث دفع بدین و حدیث	۳۷۳	فاحشہ کتب نواب بہ پال کو مردود کرنا
۳۶۷	تعیین معنی قلم میں غیر مقلدین کا	۳۷۴	مصرافہ کا -	۳۷۴	مولف ظفر کی نا انصافی اور ہت نہر
۳۶۸	اپنی راہی کو دخل دینا -	۳۷۵	پیشاب کرنا آنحضرت کا کھڑے	۳۷۵	عجز مقررہ بچا صاحب انصاری کا اسلام
۳۶۹	غلط فہمی مقررہ کے عقوہ الجواہر میں	۳۷۶	ہو کر بوجہ عذر تھا -	۳۷۶	قول فیصل محاکمہ درمیان مولف
۳۷۰	تحقیق کے نزدیک ضعیف حدیث ہی	۳۷۷	بلا عذر کھڑے ہو کر ٹوٹنا مردود ہو	۳۷۷	ظفر و مولف انصاری اسلام کے
۳۷۱	راہی سہتر ہو -	۳۷۸	و باغت ہو گئے کا چڑا پاک نمونے	۳۷۸	توبہ حدیث وطنی فی الدہ بخاری کے
۳۷۲	بیان تعصب بریل الزمان مقلد	۳۷۹	پر کوئی دلیل نہیں -	۳۷۹	ہر حدیث بخاری کے قابل عمل نہیں
۳۷۳	نواب بہ پال کا -	۳۸۰	مخالفت مقررہ کے امام بخاری ہو	۳۸۰	ادب میں منسوخ حدیثیں بھی ہیں
۳۷۴	بیان ناخ و منسوخ کا -	۳۸۱	مقررہ کا امام بخاری کو چھوڑ کر صاحب	۳۸۱	
۳۷۵	تحقیق کسی حدیث کو امام صاحب کے	۳۸۲	دراسات کی تقلید کرنا -	۳۸۲	
۳۷۶	قول سہر منسوخ نہیں کہتے -				

غیر مقلدین کا ازراہ تحصیل نصیحت کے تمام مقلدین کو مشترک فرمایا اور تقلید کو شرک حرام جاننا اور مکہ منکر	عجائب معلومی محمد حسین لاہوری کا کہ باوجود جواب با سو اب پانچے کر گئے	چکر لکھنے کو مجلس اسی و مکاری اور فقہاء و مقلدین کو مشترک و معنی اور
چارون مصلوہ کو ضلالت و بدعت سمجھنا اور صحابہ کرام کو خاطمی و ختم بدعت ضلالہ کا لکھنا خود با سحر	۴۲۰ نقل اشتہار سوالات نو کو محمد حسین لاہوری تفصیل جوابات اشتہار مذکور کے	۴۲۸ دغا باز لکھا ہوا اور صدقات ثواب اموات کو طریقہ منہود قرار دیا ہے۔
مختصر بیان خراج بابیہ نجد کا۔ وہابیات ہند کا حال بسریل احوال حررت محل تلفیق کے۔	۴۲۱ کے سوالات مشہور ہیں۔ ۴۲۲ اشتہار جدید مقلدین کے طرے سے چودہ سوالات نمبر اول کا بوجہ لکھا	۴۳۰ التزام غیر مقلدین پر بوجہ مذمت تقلید خطا کو مذکور حسین کے تعریف مغنی میں تحقیق باب متشابہات صفات بار میں
تقلید مذہب میں کے واجب ہے احادیث پیشین گوئی ہی سب سال واقوال فرقہ ظاہریہ کے ظاہر ہو گئے امیسواں مسلہ غیر مقلدین نے دربار	۴۲۳ بیس روپیہ فی جواب۔ ۴۲۴ اشتہار پیش سوالات مذکور بوجہ انعام دس اشرفی فی جواب۔	۴۳۱ اور مخترع بدعت ضلالہ بظہر آیا۔ غیر مقلدین پر کبر سنت پر حلیہ کا دعوا کرتے ہیں اور عمل آ رہی پر ہی نہیں
تعلیم اہل حرمین کی کلمات متذکرہ کے اکثر آیات صریحہ اعلیٰ صحیحہ نقل کیا فضائل حرمین مجازہ و نام مسجد بیت الحرام کے آیات و احادیث سے	۴۲۵ تنبیہ دربارہ شرک و طعنات اکتیسواں مسلہ عقائد و اعمال غیر مقلدین میں کہ خلاف تابل سنت کی ہیں بعض	۴۳۲ مائیں زبانت نبوی کا فرقہ فاسق ملوں ہونا غیر مقلدین حضرت سعدی و جاسے و حافظ کو بوجہ تفسیر اقتباس کے کا فر بنا دیا
وین محمدی کا ثبوت و بقا حقیقت کو مقلدین پر یہ قوت ہے۔	۴۲۶ او نہیں سی موجب کفر اور بعض مقلد مازاد بعض موجب نفی و ابتداء۔	۴۳۳ تصریح حلیات غیر مقلدین کی فی مذکور امین سزا و اعمال ہیں بحوالہ صریح کتاب
مکتب اہل سنت و مصادیق سوانح کے جاسوس مقلدین پر فتنہ و غیر مقلدین تیسواں مسلہ غیر مقلدین نے واسطے	۴۲۷ نقل بابان جامع السنہ اہل فی احوال الوہابیہ میں مرید احمد۔	۴۳۴ سو کے برپا کیا گیا اتمام ان حضرت ہونا غیر مقلدین کا اہل بدعت سے
دینا جو اپنے اور شک میں لگنے عوام خ صلی کے ایک نیا طریقہ ہشتما تہوایب لکھا لاہور	۴۲۸ کے اہل سنت سی خارج ہیں۔ انجیل عقائد غیر مقلدین قابل اظہار	۴۳۵ جو کوئی اس زانیہ میں مٹا ہے ارباب خارج ہوا وہ بدعتی اور دور خبی ہے۔
تہوایب لکھا لاہور	۴۲۹ ناظرین آہیں ۲۸ عقیدہ ہیں ہر ایک بحوالہ صریح کتاب ہے۔	۴۳۶ حکم لازم ہو گا مشکل حکم پائیدار ہو حقیقت حال مسلمانانہ علمی و دینی
	۴۳۰ نقل عبارت ثواب بچاں کو حاشیہ	



الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على رسولنا محمد وآله واصحابه اجمعين
اما بعد خاكسار انی محمد منصور علی بن مولانا محمد علی مراد آبادی غفرلہ اللہ ذوالایامی عرض
کرتا ہوں کہ ان دونوں ایک کتاب النظم المبين فی رد مغالطات المقلدین مطبوعہ لاہور تصنیف ہرچند
بن دیوان چند کھتری ساکن علی پور ضلع گوجرانوالہ ملک پنجاب کہ فی الحال برائے نام مسلمان ہو کر
نام اپنا غلام محمد الدین رکھا نظر سے گذری اوسکے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ مولف نے ایسے سلف طبعین
و تشبیہ کا کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا ہے جس قدر اوسکی زبان نے یاوری ہی اوس قدر دگر
نہیں کیا اور اپنے زعم میں یوں سمجھا ہے کہ سب ائمہ مخالفت حدیث و قرآن کی کرتے تھے چنانچہ
سوسلے فقہ کے مخالف قرآن و حدیث بیان کیے ہیں اور چاروں اماموں خصوصاً امام حنفیہ
رحمۃ اللہ علیہ پر ہر سلسلے میں یہی دعو کیا ہے کہ امام صاحب نے اس سلسلے میں قرآن و حدیث کی مخالفت
کی ہے اور ہر سلسلے میں ایک حدیث انکسیر آیت بھی لکھ دی ہے کہ یہ سلسلہ اس حدیث اور آیت کے مخالف
ہے اور جو حدیث اور آیت اوس سلسلے کے موافق تھی اوسکو بالکل چھوڑ دیا پھر ان مسلمانوں کی وجہ سے

جس قدر اس میں تبرا لکھا ہوا ہو سکودیکھنے والے اس کتاب کے خوب جانتے ہیں مگر تبرا درحقیقت قرآن
 کے ساتھ ہے پر یہ تبرا وہ ہے کہ کیوں کہ کوئی مسلمان سو مسلمان ہیں سے ایسا نہیں کہ ایک کا مانعہ قرآن
 میں ہے نہ جو چیزیں معلوم ہوں اس طرح کی باعث ہوئی پھر عقیدوں کی طرف سے اور عقیدوں کے مخالفات
 فرض کیے ہیں کہ وہ مخالفے محض مصنوعی ہیں خفیہ ائمہ ہرگز قائل نہیں جو غرض خفیکہ ہو اس سے
 مخالفانہ طرز میں جو اصل دور ہو اور حدیث میں واسطہ ثابت کرنے مخالفانہ امام صاحب کے بہت کچھ
 تحریف کر دی ہے ہر امام کا ماخذ حدیث اور قرآن ہی اگر ایک امام مجتہد نے ایک حدیث سے اخذ کیا ہو تو
 دوسرے امام مجتہد کا ماخذ دوسری حدیث ہو غرض کوئی امام مخالف حدیث اور قرآن کے نہیں کہتا
 کسی کو اپنے طعن کے انہیں پہنچ سکتا اور اگر الہی بھی مخالفت مورد الزام ہے جیسا کہ یہ سمجھتے ہیں تو کوئی
 متقدم میں متاخرین سے ایسا نہیں کہ من و چہ مخالفت حدیث کی اس سے نمولی ہو بلکہ جو لوگ اپنے
 طعن کرتے ہیں اگر غور سے دیکھا جائے تو وہ سب سے زیادہ حدیث کے مخالف ہیں غرض من و چہ مخالفت
 سے حقیقت مذہب کی باطل نہیں ہو سکتی اور اماموں پر اعتراض کرنے سے درحقیقت خدا اور رسول
 پر اعتراض ہوا جاتا ہے ﴿يَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْهُمْ﴾ کہ انھوں نے مختلف طرق کیوں بیان کیے یا ہر امر کی
 تصریح قرار واقعی کیوں نہیں کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ جعفر ربیع ہوتا گیا اوسى قدر
 راہیوں نہیں بوجہ عدم عصمت اتفاق کے اختلاف واقع ہوتا گیا لوگ اختلافات شارع کی طرف سے
 نہیں فقط راہیوں کے سہو اور سیان پر مبنی ہیں مگر اس میں بھی کلام نہیں کہ اختلاف امت شارع
 کو کسی مصلحت سے منظور تھا ورنہ جب ایسے ہی لوگ مخالف حدیث اور خلاف مرضی خدا اور رسول
 ہو جائیں گے تو پھر موافق حدیث اور مطابق مرضی شارع کون ہوگا اس طرح ان کے پرکھ کر بھیجنا
 چاہیے کیونکہ تصحیح حدیث کی جیسی ان چاروں اماموں نے کر دی ہے ایسی کسی نے نہیں کی اس لیے کہ
 جو قول ان چار کے اقوال سے خارج ہو وہ غیر معتبر شمار کیا جاتا ہے لہذا شاء اللہ غرض کہ تقلید
 ایسی ہی کوئی محبوب امر نہیں بلکہ اس کو برا سمجھنا اپنی اہم بات ظاہر کرنا ہی اس میں تو بڑے بڑے مصداق
 دینیوی و اخروی سچو دین اور قاعدہ ہے کہ جب تک آدمی کسی امر دینی یا دنیوی کا التزام کرے

وہ اصرار ہونا دشوار و پس خفیہ کا التزام کرنا اسکو مقصود نہیں کہ تقلید کو جو بن میں کوئی نص
 قطعی اور ہدی اللہ بعض ضعیف نے اس میں ایسا غلو کر لیا ہے کہ محققین اسکو بے سند نہیں کرتے ہیں جیسے
 فرقہ ظاہری نے بخاری اور مسلم میں اس طرح کا غلو اور انہماک کیا ہے کہ اس کے سامنے اسکو ہر قسم
 کی حدیث بھی نہیں مانتے ہیں بلکہ آیت قرآن اگر کوئی بڑھتا ہو تو برا جانتے ہیں اور کہتے ہیں
 کیا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم قرآن نہیں سمجھتے تھے حالانکہ سیکڑوں برس تک بعد یہ کہ ابن تصنیف میں
 ہیں راویوں میں صحیحین کے خود اختلاف ہی ایک کی کچھ روایت ہی اور دوسرے کی کچھ ہی علی خلاف کیا
 بہت راؤ ضعیف بھی موجود ہیں ایک حکم کچھ بیان کرنا ہی اور دوسرا اس کے مخالف کتاب خود نقض
 راویوں کے مسلک میں بھی اختلاف پڑا ہوا ہے پھر کیونکر ایک شخص کی روایت کو قرآن کی آیت پر
 ترجیح دیا جائے گی ان اگر یہ یقین ہو جائے کہ یہ کلام بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی اور راوی
 سے اس میں غلطی نہیں تو اسوقت وہ حدیث ناسخ ہو جائے گی اور یہ یقین جب ہو گا کہ راوی
 نے اپنے کافون سے منہ ہوا اسکے حق میں وہ حدیث حکم قطعیت کا رکھتی ہے مگر جب تک اس کے راوی
 اس کثرت سے روایت کریں کہ اسکا سوا اور نسیان محال ہو کیونکہ اسکو ہم بمقابلہ آیت کے ترجیح
 دے سکتے ہیں فرض ہر چیز کو اپنے محل پر رکھنا بہتر ہی بخاری کی صحت میں بنسبت اور کتابوں کے
 زیادہ التزام کیا ہی اور شران کے متواتر ہونے میں تو کسی کو بھی کلام نہیں پس قرآن پر بخاری کے
 راویوں کو ترجیح دینی بڑی جہالت کی بات ہے حالانکہ کسی بات کا یقین ہونا کہ شرفا فلان کلام اسکا
 شخص کا ہی فقط راویوں کی صحت اور ضعف پر مبنی نہیں بسا اوقات ثقہ کی خبر غلط نکلتی ہے اور غاصت
 فاجر سے کچھ تیار ہو گیا ہو سکتا ہے۔ مگر ہمیں کلام نہیں اسوجہ سے ضعیف حدیث کا قوی ہونا
 اور قوی حدیث کا ضعیف نام ہو سکتا ہے قوت اور ضعف حدیث کا راویوں پر موقوف سمجھنا غلط
 واقع ہے بسا امور قرآن سے قوی ہو جاتے ہیں گویا راوی اس کے ضعیف ہونے سے قوی ہوتا
 جسکو سنتی نے روایت کیا ہو قرآن سے ضعیف معلوم ہوتی ہے پھر خذ حدیث میں اسقدر
 اختلاف کہ ایک شخص اسکو منسوخ جانتا ہو اور دوسرا محمول سمجھتا ہو ایک کے نزدیک بناء اس کے

ایک امر پر اور دوسکے نزدیک اور امر پر نبی ہوا اگر اس قسم کا اختلاف نہ ہوتا تو ہم ایسے کہ یکطرفہ ہرگز رجوع کرتے
ہم کو اختلاف و ات نے تقلید پر مجبور کر دیا ہے ورنہ ظاہر ہے کہ تقلید سے مقید ہونا لگاوار طبیعت کو گذرنا ہی
بے قید ہی ابھی معلوم ہوتا ہی ہم اپنی سمجھ اور عوام کی سمجھ کو اس امر اہم کی تفتیح میں کافی نہیں سمجھتے ہیں صلاً
متعصبین بنکوا اماموں سے عداوت قلبی اور حسد ملی ہوا ہے ان کے اقوال تو ہم لوگ یاد ہوائی اور خانہ ساز
باتیں افکی سمجھتے ہیں پس جو شخص جتنا قرون ثلاثہ سے قریب ہوا سید راوسمین شان حقیقت زیادہ
ہی اور یہ باتیں کہ امام صاحب غیرہ کو بہت سی حدیثیں نہیں پونچھیں متعصبین کی محض نفسانیت اور خانہ
ساز باتیں ہیں کوئی حجت اس پر نہیں خصوصاً اس کتاب مفسر سیدین میں تو تعصب اسد رجب کا موجود
ہی جس کا کچھ پایا نہیں ناظرین با انصاف خود ملاحظہ کر لیں گے چون کہ یہ کتاب مسلک حق سے
بالکل بعید تھی اس لیے اس کا جواب لکھنا ضرور ہوا گو مجھ کو اپنے کاروبار دنیوی سے فرصت نہ تھی مگر جو جواب
بعض خلص اصحاب کے مجبور ہو کر تین مہینے میں کتاب کور کے کل جوابات سے فراغت پائی اور بدو
تعصب اور نفسانیت کسی امر کے موافق اقوال محدثین ہر سلسلے کا ماخذ قرآن و حدیث سے ثابت کر دیا
چونکہ مولف کتاب مذکور نے واسطے ثابت کرنے مخالفت قرآن حدیث کے نسبت مسائل ائمہ مجتہدین
خصوصاً امام اعظم رحمہ کے اور واسطے بدعتیہ کردہ کرنے اور فریب دینے عوام مقلدین خفیہ کے جلا بجا قرآن و
حدیث کے معنی بیان کرنے میں دھوکے دیئے تھے اور حق باتوں کو چھپایا تھا لہذا نام اس کتاب کا
الفتح المبین نے کشف مکائد غیر المقلدین رکھا کہ جس سے سب فریب سازیان اور دھوکے بازیا
افکی ظاہر ہو گئیں اور اعتراضات اور مطاعن جو ائمہ مجتہدین پر کیے تھے سب دفع ہو گئے اللہ تعالیٰ
اسکو مقبول و خاص عام کرے اور اس سے ہر داران دینی کو فائدہ پہنچا دے آمین شہد آمین
قال ایک مخالطہ یہ بھی کہتے ہیں کہ فقہ پر چلنا فرض ہی اور حدیث پر چلنا جائز نہیں سو جواب اس کا یہ
کہ جس شخص کا یہ اعتقاد ہو وہ ہرگز ہرگز مسلمان نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تو قرآن مجید میں جابجا
یہی مندرمایا کہ اللہ اور اس کے رسول کی راہ پر چلو اور یہ شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے خلاف
بنکاتا ہی کہ فقہ پر چلنا فرض ہی اور حدیث پر چلنا جائز نہیں **اول** بعض من اهل

انفریاد از حق تعالی صاحب کی ہو کوئی حقیقی اس کا قائل نہیں کہ فقہ پر چلنا فرض ہی اور حدیث پر جائز نہیں بلکہ
 حنفیہ اسکے مدعی ہیں کہ کوئی بات فقہ کی قرآن اور حدیث کے برخلاف نہیں اور ماخذ فقہ کا قرآن و حدیث
 ہی پس فقہ اور حدیث میں فقط تغایر اسمی ہی رسمی ایک ہی یا فرق اجمال و تفصیل کا ہی حاصل دونوں کا
 ایک ہی یا کلیات اور جزئیات کا فرق ہو معا ایک ہی عرض اس قسم کی مغایرت حقیقت میں منافی ہے
 نہیں علیٰ ہذا القیاس فقہ شافعی اور مالکی اور حنبلی بھی ہرگز مخالف قرآن و حدیث کے نہیں اور حنبلیہ
 نزدیک اس حدیث پر چلنا جائز نہیں جو موقوف اور منسوخ ہو گو وہ بخاری اور مسلم میں لکھی ہو پس
 مخالف کو اپنی طرف سے لکھنا اور حنفیہ کی طرف منسوب کرنا بھروسے جواب میں آیتین اور حدیثین
 پیش کرنا خود حنفیہ پر کذب اور افتراء ہی کیونکہ خود حنفیہ قرآن و حدیث پر چلنے کو فرض کہتے ہیں اور جو مسئلہ
 مخالف اسکے ہوا وہ پر چلنا جائز نہیں رکھتے مقرر صاحب نے اس عقیدہ حنفیہ کے برعکس شریعت
 اور آیتین لکھنی شروع کیں اور کذب و افتراء کی وعید اور مواخذہ کا جو قرآن و حدیث سے ثابت ہو مطلق
 خیال کیا قرآن شریف میں ہو کہ لا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَلْبِسُوا الْحَقَّ وَانْتُمْ تَعْلَمُونَ
 یعنی غلط ملط کو حق کو ساتھ باطل کے اور نہ چھپاؤ حق کو حال آنکہ خود تم جانتے ہو بخاری و مسلم میں ہر
 عَنْ مُحَمَّدٍ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْكُمْ
 بِالْحَقِّ فَإِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِي إِلَى الْبِرِّ وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِي إِلَى الْحَيَاةِ الطَّيِّبَةِ وَمَا بَرَأَ الرَّجُلُ الصِّدْقَ
 وَتَجَوَّرَ عَلَى الْوَدْفِ حَتَّى يَكْتَسِبَ عِنْدَ اللَّهِ صِدْقًا وَرَأْيَاكُمْ وَالْكَذِبَ فَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِي
 إِلَى الْفُجُورِ وَإِنَّ الْفُجُورَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ وَمَا بَرَأَ الرَّجُلُ الْكَذِبَ وَيَتَجَوَّرَ عَلَى الْكَذِبِ
 حَتَّى يَكْتَسِبَ عِنْدَ اللَّهِ كَذِبًا أَيْ عِنْدَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَوَيْتُ عَنْ أَبِيهِ كَمَا أَوْضَحْتُ فَعَرَفَا رَسُولَ اللَّهِ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار کر دیا جو بولنے کو اس واسطے کہ سچ بولنا نیکی کی راہ بتاتا ہو اور نیکی جنت کی کلید
 ہو بخاری و مسلم میں ہمیشہ آدمی سچ بولتا ہی اور قصد کرا ہی سچ بولنے کا یہاں تک کہ لکھا جاتا ہی نزدیک خدا
 سچا اور جھوٹ بولنے سے بچو تم کیونکہ جھوٹ بدی کی راہ بتاتا ہی اور بدی دوزخ کی طرف ہو بخاری و مسلم
 میں ہمیشہ آدمی جھوٹ کہتا رہتا ہی اور قصد جھوٹ کا کرتا رہتا ہی یہاں تک کہ اسے کہ نزدیک جہنم لکھا

جاتا ہستی اور صحیح مسلم میں ہے عن ابی ہریرۃؓ قال سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال قال
 اللہ عز وجل ما الغیۃ قالوا اللہ ورسولہ اعم قال ذلک اھو اخلاطہ ما یکرہ قیل افرأیت
 ان کان فی اخی ما أقول قال ان کان فیہ ما نقول فقد اعتبتہ وان لم یکن فیہ ما نقول
 فقد بہتہ یعنی ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ کہا انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم
 جانتے ہو غیبت کیا چیز ہے کہا صحابہ نے اللہ اور رسول اللہ کا خوب جانتا ہو فرمایا کہ کیا تیرا اپنے بھائی کو
 ساتھ اس چیز کے کہ جو بری ہے کہا گیا ہے تیرے اگر میرے بھائی میں وہ امر ہو جسکو میں کہتا ہوں فرمایا
 اگر وہ شے جسکو تو کہتا ہو وہ میں موجود ہی تو تو نے اسکی غیبت کی اور اگر وہ بات جو تو کہتا ہو وہ میں نہیں
 ہر شخص نے بتانے لگا اور یہ امتی اور ترمذی میں ہے قال اذا اصبح ابن آدم فان لا خفاء
 کاہا تکفر اللسان فتقول اتق اللہ فیناکا واتقن یتک فان استکت رستقنا
 وان اعوججت اعوججتا یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر وقت آدمی صبح کو اٹھتا ہو گیا
 کل اعضاء بان سے عاجزی کرتے ہیں اور کہتے ہیں تو اللہ سے ڈر کہ ہم ساتھ تیرے ہیں اگر تو سیدھی ہو
 تو ہم بھی سیدھے رہیں گے اور اگر تو ٹیڑھی ہو تو ہم میں بھی کجی آجائے گی امتی اور دوسری حدیث ترمذی
 کی عن ابن عمرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اکذب العبد
 تباعدت عنہ الملائکۃ من نین ما جاء بہ یعنی ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے جب جھوٹ بولتا ہے بندہ دور ہو جاتا ہے اور جس فرشتہ ایک میل بھرا ہو
 کی وجہ سے امتی اور تیسری حدیث ترمذی کی عن سفیان بن عبد اللہ الثقفی قال قلت
 یا رسول اللہ ما الخوف ما الخوف علی قال فاختار بلسان نفسه وقال هذا یعنی
 سفیان بن عبد اللہ ثقفی سے روایت ہے کہ کہا انھوں نے عرض کی ہیں یا رسول اللہ کون شے
 زیادہ خوفناک ہے اور ان اشیا سے کہ جبکا مجھ پر خوف کرتے ہیں کہا انھوں نے یہی نصرت صلی اللہ
 علیہ وسلم اپنی زبان مبارک پر فرمائی اور فرمایا یہ ہستی اور جو تھی حدیث ترمذی عن ابن
 مسعودؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس المؤمن بالطعان ولا

يَا لَتَعَارَنَ وَكَذَا الْفَاحِشُ وَكَذَا الْبَذِيءُ يَعْنِي ابْنُ مَسْرُوقٍ سَمِعَ رَوَايَتَهُ بِرُكْمَا أَوْ نَحْوَنَ فِي كَرَامَةِ رَسُولِ
 ﷺ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي مَنِينِ مُسْلِمَانِ مَعِي كَرْنِيَا أَلَا وَرَنَ لَعْنَتُ كَرْنِيَا أَلَا وَرَنَ خَشْيَتُ كَرْنِيَا أَلَا وَرَنَ شَرْمِ
 اُنْتَهَى أَوْ بِرَاقِيُونِ حَدِيثِ تَرْمِذِي كِي عَنْ عَقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا الْبَغَاةُ
 قَالَ أَصْلُكَ عَلَيْكَ لِسَانُكَ وَلَيْسَعُكَ بَيْتُكَ وَأَبْلُكَ عَلَى خَطِيئَتِكَ يَعْنِي عَقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ
 سَمِعَ رَوَايَتَهُ بِرُكْمَا أَوْ نَحْوَنَ فِي عَرْضِ كِي مَن فِي رَسُولِ مَدَنِيَاتِ كِي شَيْءٍ فِي مَنِيَا قَاوِي مَن كَرْتُزَانِ ابْنِ
 أَوْ رَجَائِي كِي بَغَائِي شَيْءٍ فِي تَجَلُّوْهُ تَرْمِذِي أَوْ رِغْمِ كَرْتُزَانِ ابْنِ خَطَّابٍ بِرَاقِيُونِ حَدِيثِ بَخَارِي أَوْ رِغْمِ
 كِي عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ يَكْفُرْ بِمَا فِي كِتَابِي كَفَرْتُ بِهِ وَمَا فِي كِتَابِي
 رَحْلِيهِ أَتَوَكَّلُ كِي بِالْبَغَاةِ يَعْنِي سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ سَمِعَ رَوَايَتَهُ بِرُكْمَا أَوْ نَحْوَنَ فِي كَرَامَةِ رَسُولِ ﷺ عَلَيْهِ
 عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي تَوْخُضِ سِرِّ سَانِ ضَامِنِ هُوَ جَائِزُ زَبَانِ ابْنِ أَوْ شَرِّكَاهِ ابْنِ كَاوَاوِ كِي وَسَطِ حَسَنِ
 كِي ضَمَانِ كَرَامِيُونِ اُنْتَهَى أَوْ سَاوِيُونِ حَدِيثِ تَرْمِذِي كِي عَنْ أَبِي عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
 ﷺ عَلَيْكُمْ وَسَلَّمَ لَا يَكُونُ الْمُؤْمِنُ لَعَانًا يَعْنِي ابْنُ مَسْرُوقٍ سَمِعَ رَوَايَتَهُ بِرُكْمَا أَوْ نَحْوَنَ فِي كَرَامَةِ رَسُولِ
 أَنْصَحْتَ صَلَوةً عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي مَنِينِ هُوَ الْعَرَبِيُّ كَرْنِيَا أَلَا اُنْتَهَى أَوْ مُسْلِمِي مَنِيَا عَنِ كَرْنِيَا هَرَبِيَا
 قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَيْكُمْ وَسَلَّمَ إِذَا قَالَ الرَّجُلُ هَلَكَ النَّاسُ فَهُوَ كَهَلِكِهِمْ
 يَعْنِي أَبُو هَرَبِ رُغْمِ سَمِعَ رَوَايَتَهُ بِرُكْمَا أَوْ نَحْوَنَ فِي كَرَامَةِ رَسُولِ ﷺ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي جَبِّ كَرَامَتِي
 كِي كَرَاهِ هُوَ كَرَامِيُونِ أَوْ سَبِّ مَنِيَا زِيَادِ كَرَاهِ بِرَاقِيُونِ اُنْتَهَى قَالَ أَوْ رَاكِبِ مَعَالِيهِ مَقْلِدِي مَنِيَا
 حَدِيثِ بِرَاقِيُونِ وَالْوَلَدُ كِي دِي مَنِيَا كَرَامَتِي كِي لِي سَمِعَ رَسُولِ الْتَرَكِ بِرَاقِيُونِ ضَرُورِ
 مَنِينِ سَابِلِي كِي مَجْتَدُونَ بِرَاقِيُونِ سَمِي أَوْ رُكُوشِ سَمِي هَرَطِ كِي مَسَائِلِ جَمْعِ كَرَامَتِي جَوَابِ اسْكَ
 يَكِي كِي بَاتِ بِالْأَكْلِ غَلَطِي كِي كِي قَالِ سَمِعَ تَحْقُوقِ خَفِيهِ مَنِيَا مَنِيَا دَكِي كَرَامَتِي قَارِي خَفِي
 شَرَحِ فَتَا كَرَامَتِي كِي كَرَامَتِي هُوَ كَرَامَتِي هُوَ كَرَامَتِي هُوَ كَرَامَتِي هُوَ كَرَامَتِي هُوَ كَرَامَتِي هُوَ كَرَامَتِي
 اِقُولُ جَوَابِ اسْكَ جَوَابِ مَسَائِلِ مَسَائِلِ مَسَائِلِ مَسَائِلِ مَسَائِلِ مَسَائِلِ مَسَائِلِ مَسَائِلِ مَسَائِلِ مَسَائِلِ
 بَاتِ كَرَامَتِي جَوَابِ مَسَائِلِ مَسَائِلِ مَسَائِلِ مَسَائِلِ مَسَائِلِ مَسَائِلِ مَسَائِلِ مَسَائِلِ مَسَائِلِ

نیز بی حدیث

نیز بی حدیث

نیز بی حدیث

نیز بی حدیث

نیز بی حدیث

نیز بی حدیث

کہ انہیں بھی ہر مسئلہ کی سند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک موجود نہیں جسے کی صحابی تک اور بعض کی
 تابعی تک ہی کہیں اگر ان کی یہ غرض ہے کہ ہر مسئلہ کی سند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک ضرور ہی تو یہ اعتراض
 تمام حدیثوں کی کتابوں پر جو جائے گا اور اگر یہ غرض ہے کہ مطلق اسناد لکھنا دین میں داخل ہے اور بلا اسناد
 نقصان ہے تو یہ بھی خلاف حدیث ہے قطعاً یہ قول عبد اللہ بن المبارک کا ہے وہ خود کہتے ہیں کہ میرے نزدیک
 اسناد دین میں سے ہے اور غرض ان کی یہ نہیں کہ لفظ حَدَّثَنَا ضرور ہی ورنہ دین میں نقصان کا بلکہ اراد
 ان کی یہ ہے کہ ہر شخص سے بلا اسناد مان لینا نہیں چاہیے اور ظاہر ہے کہ اگر اسناد کا لکھنا دین سے ہوتا تو ہم بخاری
 تعلیقات میں اسناد نہ چھوڑتے مگر عرض صاحب خفییہ کے جواب میں تو صحابہ کے قول اور فعل کو بھی محبت
 نہیں کہتے ہیں اور خود نتیجہ تبیین کی سند لاتے ہیں ان کو چاہیے تھا کہ کوئی حدیث مرفوع یا متوف
 یا صحیح یا ضعیف کچھ تو بیان کرتے حدیث میں کہیں نہ چاہیے نہیں کہ حدیث بیان کرنے میں راوی کو
 نام بھی بتلایا کہ فقط مصلحت اسکو علمائے جاری کیا ہے اسکو بدعت حسنہ کہنا چاہیے اور محض متبدعین
 جبر یہ قدر یہ بھی غیر کیواسطے اسناد کا لکھنا ہی تاکہ بیدین لوگ موضوع حدیثین دین میں داخل نہ ہوں
 اسواسطے نہیں ہے کہ مسلمان متقی ہے کی حدیث بھی مقبول نہ کی جائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 تو فقط ایمان دریافت کر لیتے تھے اور چنے شروط میں ان سے تعزین نہیں کرتے تھے اب لوگوں نے
 اس میں ایسی شدت کی کہ انقطاع اور ارسال وغیرہ اذنی اذنی باتوں سے حدیث صحیح کو چھوڑ
 دیتے ہیں حاصل تقریر یہ ہے کہ جو خفییہ کہتے ہیں اسکا تو مترض صاحب نے جواب بالکل اوڑا دیا
 دوسری بات جواب میں بطور خالی نباشد کے اپنی طرف سے بیان کر دی حال آنکہ اسناد ضروریات
 دین سے نہیں ہے ورنہ یہ اعتراض خاص خفییہ پر نہیں بلکہ سب پر لازم آتا ہے پس مترض صاحب نے
 جواب میں سب محدثین پر بھی ہاتھ صاف کیا اور اہل علم و ادب کی طرف اس قول کی نسبت
 ہرگز نہیں ہے انہوں نے اپنا ناول کیا بلکہ امام شافعی کے اقوال انہوں نے نقل کیے ہیں اور میں ایک
 بھی انکا قول نقل کیا ہے چنانچہ شرح فقہ اکبر میں لکھتے ہیں وَقَالَ اَيْضًا كُلُّ الْعُلُومِ سِوَا
 الْقُرْآنِ مُشْخَلَةٌ اِلَّا اَحَدُهَا فَلَا الْفِقْهَ فِي الدِّينِ اَلْعِلْمُ مَا كَانَ فِيهِ قَالَ

حَدَّثَنَا وَمَا سَمِعْنَا مِنْكَ وَنَسَوْنَاهُ الشَّيْطَانُ يَعْنِي أَوْ يَهْجُلُ بِمَا شَافَعِي فِي كَمَا هِيَ كُلُّ عِلْمٍ
سِوَا سَ قُرْآنَ كَ شُغْلُ دُنْيَا مِ يَنْدَانِ لَ اے ہین مگر حدیث اور فقہ دین کی تعلیم وہ جی حسین قَالَ حَدَّثَنَا
ہو اور ما سوا اسکے و سوا شیطانون کا ہوا سنتی ہیں معتز صا حب نصف عبارت نقل کی جس سے
دھوکا ہوتا ہے کہ یہ قول ملا علی قاری کا ہی حال آگہ وہ فقط ناقل ہیں اور کایہ سلک ہونا کسی کی عبارت کے نقل
کرنے سے نہیں سمجھا ہوا معتز صا حب خفیفہ لطیف مبالغون کو منسوب کرتے ہیں اور خود مغالطے
دیتے ہیں آپس اس عبارت سے معلوم ہوا کہ فقہ دین سے خارج نہیں بلکہ دین میں داخل ہے اس کے بعد
جو امام شافعی نے یہ کلام بیان کیا کہ جس علم میں حَدَّثَنَا کہو وہ تو علم ہی باقی و سوا شیطانی ظاہر ہے کہ
مراد اس سے لفظ حَدَّثَنَا نہیں نہ نہ کوئی محدث اس سے بری نہ ہو گا خود امام شافعی کی بعض کتابیں
حَدَّثَنَا سے خالی ہیں علاوہ اسکے انھوں نے فقہ کو پہلے ہی ہستی کر دیا ہے پس مراد امام شافعی کی
یہ ہے کہ جو علم حدیث سے خالی ہوا اور مخالف حدیث ہو وہ داخل و سوا شیطانی ہے اور جو موافق قرآن
اور حدیث کے ہو وہ منجھ دین کے ہے گو او میں لفظ حَدَّثَنَا نہ لکھا ہوا و سنا سے خالی ہوا اور اگر فرمن
کیا جائے کہ یہ قول ملا علی قاری کا ہی ہو گا جو کجا خود ان کی بہت کتابوں میں ہنا و نہیں آپس اس
مراد ان کی یہ ہو گی کہ حدیث سے وہ علم تعلق رکھتا ہو کوئی خفی حدیث کو یا اسکے راویوں کو ہرگز برا
نہیں جانتا بلکہ خفیفہ روایت حدیث کو مانتے ہیں اور ان کو متقی اور بزرگ جانتے ہیں مگر مصوم نہیں
سمجھتے بر خلاف فرقہ ظاہر ہے کہ ان کے نزدیک حدیث کا راوی کل روایت قرآن سے بھی بڑھ کر
اگر ایک راوی کوئی حدیث بلفظ حَدَّثَنَا بیان کرے تو پھر اسکے مقابلے میں آیت قرآن کی بھی
نہیں مانتے ہیں اور حجت کیا معقول پیش کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا قرآن نہیں
سمجھتے تھے پس معلوم ہوا کہ انھوں نے راوی کو مصوم سمجھا اور مثال اس کی ایسی سمجھنی چاہیے کہ ایک
حدیث متواتر ہو جسکو ہر قرن میں جمہور روایت کرتے چلے آئے ہوں اور ایک حدیث آحاد ہو جسکے
ایک دو راوی مخالف روایت جمہور کے پائے جائیں آپس ظاہر ہے کہ حدیث آحاد بمقابلہ حدیث
متواتر کے ترک کی جائے گی اور اس وقت یوں نہ کہا جائیگا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کیا متواتر

کے بغیر نہیں جانتے تھے جو حدیث اتحاد فرمائی اسطرح آیت قرآنی کو سمجھنا چاہیے حاصل
تفسیر مرید ہی کہ استاد میں فرقہ فطریا ہر نے اس درجے کا غلو پیدا کیا ہے کہ باقی طریقیہ کی بالکل جھوٹ ہے
پس متقدمین نے تو اسناد کو مصلحت واسطے مخالفین اہل سنت و جماعت کے کالائے تھا اس کے
بدعت ہمسہ ہونے میں کلام نہیں مگر حضرت ظاہر نے بوجہ نص کے اسمین ایسا اہتمام کیا کہ اہل سنت
و جماعت ہی پر ہاتھ صاف کرنے لگے کہ یہی بخاری اور مسلم کے مقابلے میں اگر دوسری حدیث
صحیح بھی ہو تو سبھی اسے قبول کرے کہ وہ کو خلاف اتباع نبوی صحابیات میں غرض کہ ان کے نزدیک
ہمارا اسلام کا اسناد پر ہی جو اسناد کی ذرا بھی رعایت نہ کرے گا اپنی نہم فاسد میں اس کے واسطے
نہو خ باللہ ابدالاً با وجہ ہم سمجھتے ہیں حالانکہ ایسی اسناد کے بدعت سیدہ سوئے میں کچھ کلام نہیں
اور بخاری اور مسلم میں بھی عایشہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَسَلَّمَ مِنْ أَحَدٍ شَيْءٍ أَوْ تَرَاهُ نَأْهَذَا أَلَكَيْسَ مِنْكُمْ قَوْلُهُ كَذِبِي مَا لَيْشَ مِنْهُ رَوَايَتِ
ہو کیا انھوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص ہمارے اس میں نئی بات نکالے
کہ وہ اس سے نہوین دوم مردود ہی انتہی اور امام احمد اور ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے غائبان
ابن ساریہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نئی بات سے بچو کیونکہ کل
حدیث امور بدعت ہوتے ہیں اور ہر بدعت گمراہی ہی انتہی مختصر اور طائفہ منصوص کو صرف اہل سنت
شعیلنا بعض کا قول ہے ہمہ جہت نہیں ہو سکتا اور اگر تسلیم کیا جائے تو اہل حدیث میں چاروں
امام بدرجہ اولے داخل ہیں کچھ اہل حدیث محض ناقلین کو نہیں کہتے ہیں بلکہ اصل اہل حدیث وہ
لوگ ہیں جو حدیث کی غرض اور مراد بھی سمجھتے ہوں محض روایت سے کام نہیں چلتا پس چاروں امام
خصوصاً امام اعظم حقیقی محدث ہیں باقی محدثین کو اس درجے کی فقاہت حدیث مائل نہیں امام
شافعی اور امام احمد اور ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور دارمی اور بیہقی سے روایت ہے
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَصَرَ اللَّهُ عَبْدًا اسْمُهُ مَقَاتِلٌ فَحَفِظَهَا
وَوَعَاهَا وَادَّاهَا فَرُبَّ حَامِلٍ فُقِيرٍ غَيْرِ فُقِيرٍ وَرُبَّ حَامِلٍ فَقِيرٍ إِلَى مَنْ يُوَافِقُهُ

حین یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ترمنازہ کر کے اس سے کہ کوئی میرے کلام کو نہ سکر
 یاد رکھے اور نہ بھولے اور پوچھا اس کے اس کو اس لیے کہ اکثر اوشیانیوں نے حدیث کے مفہیم نہیں جانتے
 اور اکثر حامل اس کے ہیں کہ پوچھا دیتے ہیں طرف اس شخص کے کہ وہ زیادہ سمجھدار اور اس سے ہوتا ہے
 انتہی اور بخاری اور مسلمین ہر عن معاویۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 وسلم من یرید اللہ بہ خیراً یراہ فی الذلک کریماً انما قالہم واللہ یعطی یعنی معاویہ سے
 روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بسکواسد تعالیٰ خیر دینے کا
 ارادہ کیا ہے اس کو دین میں فتنہ کر دیتا ہے اور میں تو تقسیم کر دیتا ہوں اور اسے اکرنا ہی انتہی نہیں ان
 حدیثوں سے معلوم ہوا کہ حدیث کی روایت اور شریعت اور سمجھنا اس کی باور ہی نہیں اگر محض ظاہر الفاظ
 پر دین کی بنا ہوتی تو پھر فقہاء کے کوئی معنی نہ تھے کیونکہ ظاہر الفاظ تو تمام عرب سمجھتے
 تھے اخلاک کو معنی ہر اور جہ کو بمعنی انھیں نہیں لیتے تھے پس معلوم ہوا کہ غرض نبوی اور حکمت نبوی
 صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کے کہ نہ کو پوچھا ہم فقط معنی ظاہر جسکو ہم سمجھیں بی دان سمجھ سکتے ہیں
 بلکہ جتنا زیادہ سمجھدار ہوگا اتنا ہی زیادہ مقصود شریعت کو سمجھ کا چنانچہ قرآن شریف میں ہے لَقَدْ
 مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْ أَنْفُسِهِمْ هَیْتَ لَنَا بَلَدُنَا
 آیاتہ و مِّنْ دُونِہُمْ یُعَلِّمُہُمُ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَۃَ یعنی اسان کیا ہی اس کے مسلمانوں
 جبکہ بھیجا ان میں ایک رسول اول میں سے کہ پڑھا ہی اوپر آئین اس کی اور تہذیب کرنا ہی اس کا
 اور تعلیم کرنا ہی اس کا کتاب اور حکمت کی انتہی اس آیت سے معلوم ہوا کہ فقط دار و مدار دین کا ظاہر
 الفاظ پر نہیں کیونکہ اس کے بعد اعلیٰ نے بیان چار درجے بیان کیے ہیں پہلا مرتبہ تلاوت قرآن
 خیر من غیرہ الفاظ کے معنی صحابہ سمجھ جاتے تھے پھر اوسے ترقی کر کے دوسرا درجہ تہذیب نفس کا
 بیان فرمایا پھر اس کے بعد تیسرا درجہ تعلیم قرآن کا کہ ان دونوں مرتبوں پر حکم ہوا ارشاد کیا
 پھر اس کے بعد چوتھا درجہ حکمت کی تعلیم کا ارشاد ہوا آپس معلوم ہوا کہ علاوہ ظاہر الفاظ کے
 اور معنی بھی ہیں مگر حضرات ظاہر ہونے پر جو جن وطن و سب و شتم ائمہ دین کے محروم ہیں لیکن

انکار کرنا اور نکاح قطعی کا انکار ہی عرض حدیث اور قرآن دونوں میں معلوم ہوتا ہے کہ فقہاء صحابہ
 روایت ظاہر یہ ہے افضل میں اور زیادہ ضرورت دین میں فہم کی ہی جن لوگوں کو فہم حدیث نہیں
 محض اوی ہیں ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ حدیث پہنچاؤں اور نقل کر دین کہ
 سمجھنے والے آپ سمجھ لیں گے اس لیے حنفیہ چاروں اماموں سے بڑھ کر سیکو فہم حدیث
 میں نہیں جانتے امام بخاری اور امام مسلم کے محدث اور متقی اور بزرگ ہونے کے نہایت معتقد
 ہیں مگر ائمہ اربعہ پر فقہات حدیث میں ترجیح نہیں دیتے ہیں حدیث تو سبکی لیتے ہیں مگر اوی
 محققین کے اقوال دیکھ کر تطبیق کر دیتے ہیں ظاہر یہ کہ قول کو حجت نہیں گردانتے کیونکہ اس
 فرقے نے فرط اعتقاد سے امام بخاری کو کل ایہہ پر ترجیح دی ہے اور ایسا اعتقاد بھی اچھا نہیں
 ہوتا کہ جس سے انکار قرآنی لازم آجائے بلکہ اگر غور سے بخاری شریف کو دیکھا جائے تو خوب
 واضح ہو جائے کہ اجتہادات امام بخاری کے حدیث سے بظاہر برخلاف ہیں جیسا کہ یہ امر ترجمہ
 الباب الثانی بمجموعہ غور سے پیدا ہی علمائے کس قدر اسکی تطبیق میں تکلف اور تاویلات کیے ہیں البتہ امام
 بخاری کی روایت اکثر اول اسے کی ہم سمجھتے ہیں مگر ظاہر الفاظ جس سے تناقض حدیث اور آیت
 قرآنی پیدا ہو جائے او کی حنفیہ کے نزدیک تاویل مقول موجود ہے اگرچہ ظاہر یہ اسکو پسند نہیں
 کرتے اور اپنے تخیلات محضہ میں خلاف حدیث جانتے ہیں اور فقط ظاہر الفاظ بخاری اور مسلم پر
 اکتفا کر کے دوسری صحیح صحیح حدیثوں کی تائید اور جمہور صحابہ کے اقوال کا انکار کر دیتے ہیں کہ حنفیہ
 روایت حدیث میں امام بخاری اور امام مسلم کو چاروں اماموں پر ترجیح نہیں دیتے اگر اسکا
 نام حقارت ہے تو تابعین کو صحابہ پر اور تبع تابعین کو تابعین پر اور صحابہ کو انبیاء پر اور عالم کو
 اعلم پر ترجیح نہ دینا بھی حقارت ہو جائے گا اسطرح خلفائے اربعہ پر اور صحابہ کو ترجیح نہیں
 اسکا نام تحقیر بخیرنا وَضَعُ الشَّيْخِ فِي تَرْجِيهِ هِيَ جِيسَے امام بیہ نے حضرت علی رضا اور امام حسین رضی اللہ عنہما
 میں اسد جہ کا غلو کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور تمام صحابہ کو اسے افضل نہیں جانتے
 اور اہل سنت و جماعت کا انکار فقط اس کے افضل ہونے پر ہی فی نفسہ او کی فضیلت کے سکندر

نہیں پس حنفی امام بخاری اور امام مسلم کو امام صاحب پر ترجیح نہیں دیتے اس میں وہ حق
 پر ہیں البتہ ان کی فضیلت اور تقویٰ اور حدیث کا انکار محض حالت ہر اس میں کوئی حنفی کر سکیا
 شافعی ہم اسکو ہرگز پسند نہیں کرتے بلکہ گناہ سمجھتے ہیں اور نہ کوئی حنفیہ سے اسکا قائل ہو حاصل
 کلام یہ ہے کہ طائفہ منصور کی تفسیر میں اختلاف ہو چنانچہ امام نووی شرح مسلم میں لکھتے ہیں و
 اَمَّا هَذِهِ الطَّائِفَةُ فَقَالَ الْبُخَارِيُّ هُمُ أَهْلُ الْعِلْمِ وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ إِنْ لَمْ
 يَكُونُوا أَهْلُ الْحَدِيثِ فَلَا أَذْرَى مَنْ هُمْ قَالَ الْقَاضِي عِيَاضُ بْنُ إِسْرَافِيلَ هَذَا أَحْمَدُ أَهْلُ
 السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ وَمَنْ يَعْتَقِدُ مَذْهَبَ أَهْلِ الْحَدِيثِ قُلْتُ وَيَحْتَمِلُ أَنَّ هَذِهِ الطَّائِفَةَ
 مُتَفَرِّقَةٌ بَيْنَ أَنْوَاعِ الْمُؤْمِنِينَ مِنْهُمْ شَجَاعَاتٌ مُقَاتِلُونَ وَمِنْهُمْ فَهَاءٌ وَمِنْهُمْ مُحَلِّثُونَ
 وَمِنْهُمْ مُرْغَادٌ وَأَمْرٌ وَتَبَايَعُ مَعْرُوفٌ وَالتَّاهُونَ عَنْ الْمُسْكِرِ وَمِنْهُمْ أَهْلُ أَنْوَاعٍ أُخَرُ
 مِنَ الْخَيْرِ وَلَا بَلَدٌ أَنْ يَكُونُوا أَجْتَمَعِينَ بَلْ قَدْ يَكُونُونَ مُتَفَرِّقِينَ فِي أَقْطَافِ
 الْأَرْضِ يَعْني یہ طائفہ منصور پس کہا امام بخاری نے وہ اہل علم ہیں اور اور کہا امام احمد نے
 اگر اہل حدیث نہ ہوتے پس نہیں جانتا میں کونسے ہوتے وہ کہا قاضی عیاض نے ارادہ کیا احمد نے
 اہل سنت و جماعت کا اور جو ان کے مذہب کا معتقد ہیں کتا ہوں اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ
 گروہ انواع مسدین میں متفرق ہو بعض او نہیں کے بہادر لڑنیوالے اور بعضے اون کے فقہا
 اور بعضے محدث اور بعضے زاہد اور حکم کرنیوالے بھلائی کے اور منع کرنیوالے برائی سے اور ان میں سے اقسام
 کے خیر والے بھی ہیں اور یہ لازم نہیں کہ وہ مجتمع ہوں بلکہ کبھی اطراف زمین میں متفرق ہوتے ہیں
 انتہی اب غور کرنا چاہیے کہ معترض صاحب نے فقط ایک صورت کو کہ اس سے بھی مراد قبول
 قاضی عیاض کے اہل سنت و جماعت ہیں لے لیا اور باقی صورتیں ترک کر دین امام بخاری
 خود کہتے ہیں کہ مراد طائفہ منصور سے اہل علم ہیں اور امام نووی نے تمام فرقے اور سمین داخل کیے ہیں
 معترض صاحب نے عوام کے مخالفین کو محمد بن ہی پر صبر کر دیا کیونکہ عوام بیچارے کیا جانتا
 ظاہر یہ ہے ان کے ذہن نشین کر دیا کہ اہل حدیث فقط امام بخاری اور مسلم وغیرہ ہیں

ع
 حنفی
 حنفی
 حنفی

اور امام صاحب قجیل حدیث نے تھے اسی لیے شرح مسلم کا ایک جملہ لکھ دیا اور امام بخاری کا قول
 چونکہ مخالف اذکار کے تھا چھوڑ دیا اس لیے کہ اس سے عوام حنفیہ ہی پر حصر تھے غرض مخالف
 دنیا متفرنصا کے شیوہ ہی حنفیہ اس سے ہے **قال** اور ایک مخالف تقلید
 ایمنہ خصوصاً حنفیہ حدیث پر عمل کرنے والوں کو یہ دیتے ہیں کہ مسائل دینیہ میں قیاس کو ناشرع
 ہی اور دلیل اسکی یہ حدیث پیش کرتے ہیں جو کہ ابو داؤد اور ترمذی اور دارمی میں روایت ہے
 معاذ رضی اللہ عنہ سے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ بھیجا معاذ کو طرفین کے یعنی
 قاضی و حاکم کر کے فرمایا (یعنی امتحان کے لیے) کہ سطرح سکم کر گیا تو حسبوقت کہ پیش آویگا
 واسطے تیرے کوئی قضیہ کہ احکم کروں گا میں بموجب کتاب اللہ کے فرمایا اگر نہ پاوے تو ازبغنی
 صراحۃ کتاب اللہ میں کہما پس کم کروں گا میں بموجب سنت رسول خدا کے فرمایا اگر نہ پاوے
 تو یحسب سنت رسول اللہ کے کہما اجتہاد کروں گا میں اپنی عقل سے اور نہ قصو کروں گا میں کہما معاذ
 نے یا روایت کرنے والے نے معاذ سے پس مارا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اوپر سینے کے
 جواب اسکا میں طر حیرت پر **اقول** حنفیہ اثبات قیاس میں فقط یہی حدیث نہیں لگتی
 ہیں بلکہ اس میں صحیح صحیح حدیثیں صحیحین کی بھی موجود ہیں مگر ظاہر یہ قیاس کا مطلقاً انکار کرتے ہیں
 حالانکہ احادیث مثبت قیاس فی البغنی حد تواتر کو بوجہ بھی ہیں ظاہر بعض قیاس سے انکار
 قیاس کرتے ہیں بخاری اور مسلم میں روایت ہے عن عبد اللہ بن عمر و آتی ہر تیرۃ
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا حکم الحاکم فاجتہد و احک
فکله آجرانی و اذا حکم فاجتہد و اخطا فکله آجر و احید یعنی عبد اللہ بن عمر
 اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہما دونوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسبوقت
 حکم کر کے حاکم پر اجتہاد کر کے اور صواب کو پہنچ جائے تو اس کے لیے دو اجر ہیں اور جہت
 حکم کر کے پس اجتہاد کر کے اور خطا کر کے تو اس کے واسطے ایک اجر ہی اتنی آس حدیث سے
 معلوم ہوا کہ مجتہد کو دو صواب دو اجر ہیں ایک اجر اجتہاد کا اور ایک صواب کا اور اگر

محمد کو استنباح مسائل میں خدا واقع ہوئی کہ ایک جز قضا تھا و کا اوسکو ملے گا اور نظام ہر کو اجتناب
 قیاس کو شامل ہے کہ بیعت قیاس کا صحیح حدیث بخاری و مسلم سے ہو گیا اور دوسری حدیث
 نیب بخاری اور مسلم میں روایت ہے عن ابن عباس قال انا رَجُلٌ إِلَى اللَّهِ دَعَا لِي اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَنْتَ كَذَّابٌ اَنْتَ كَذَّابٌ اَنْتَ كَذَّابٌ اَنْتَ كَذَّابٌ اَنْتَ كَذَّابٌ اَنْتَ كَذَّابٌ
 وَسَلَّمَ لَوْ كَانَتْ عَلَيْهِ هَذِهِ اَكُنْتُ قَاضِيَةً قَالَ لَكُمْ قَالَ قَاضِيَةً دَعَا لِي اللَّهُ فَهُوَ
 اَحَقُّ بِالْقَضَاءِ لَيْسَ بِنَبِيٍّ اِنْ عَمَّاسَ رُوِيَ هُوَ كَمَا اَوْضَحُوا فِي اَكْبَرِ شَخْصِ رَسُولِ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِي خَدِثَتْ فِي حَاضِرِهِ اَبَسَ عَرَضَ كَيْسَ كَيْسَ مِيرِیْ نِي كِي كِي نَذْرَانِي كِي
 اوروہ مرگئی ہے پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر اوس پر من ہو تا کیا تو ادا کرنا
 کہا ہاں فرمایا پس ادا کر دین خدا کا کہ وہ زیادہ سختی ادا کا ہو تا تو اس حدیث سے بھی معلوم
 ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو بطور قیاس کے سمجھا یا کہ جب بندے کا فرض
 ادا کیا جائے تو ادا کیا کر من بدیعہ اصل ہے اور عمر رضی اللہ عنہ سے اشعری کو جو خط لکھا
 ہوا اس سے بھی قیاس کرنے کا ثبوت ہوتا ہے چنانچہ دارقطنی اور بیہقی میں روایت ہے اَلْقَضَاءُ
 الْقَوِيُّ فِيمَا يَخْتَلِفُ فِيهِ مَذَاهِبُ الْمَذَاهِبِ اَلْقَضَاءُ فِي الْمَذَاهِبِ وَالشُّبُهَاتِ اَعْرَضَ
 اَلْأَشْبَاهُ وَالْأَمْثَالُ شَرِّ قِسْ اَلْأَمْثَالُ عِنْدَ اَللَّهِ فَاعْمَدَ اِلَى اَحَدِهَا اِلَى اَللَّهِ وَ
 اَشْبَهَهَا بِالْحَقِّ فِيمَا نَزَلَتْ اَلْحَدِيثُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَيْسَ كَيْسَ كَيْسَ كَيْسَ كَيْسَ كَيْسَ
 اوس شے سے کہ نہیں ہو سکتی کہ کتاب اللہ اور حدیث میں یہی اواشبہ اور امثال کو کچھ
 اہوق قیاس کر دے اور کامیاب قیاس کو طرف محبوب ترکے نزدیک خدا کے کہ وہ مشابہ تر
 اہ سکے کے ساتھ حق کے اوس چیز میں کہ اسے لگاؤ انتہی اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ
 قیاس کو امو دین میں مشروع ہے اور علامہ تفتازانی نے تلویح میں لکھا ہے کہ عمل صحابہ سے
 دو وجہین قیاس کے محبت ہوئے یہ بانی جاتی ہیں ایک تو صحابہ سے قیاس پر عمل کرنا ثبوت
 نسخہ نص کے ساتھ ثابت ہے اگرچہ تفصیل اوکی احاد کو جو بخیر ہے اور عادت حکم کرتی ہے کہ ایسا نہیں

۱۰
 ۱۱
 ۱۲

۱۳
 ۱۴

۱۵
 ۱۶
 ۱۷

۲۷

رجوع کیا اسطرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شیعہ سے جبکہ اہل سنت نے باپ کی طرف سے حج کرنے کا سوال کیا فرمایا اگر تیرے باپ پر قرض ہو تو اور تو اس کو ادا کرتی کیا تیری طرف سے مقبول ہوتا کہ اس نے ہان فرمایا خدا کا دین زیادہ استحقاق رکھتا ہے اسطرح فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عرض ہے جبکہ انھوں نے پوسہ صائم کا سوال کیا بتلاؤ تو اگر تم پانی سے گھلی کر کے پھر ڈال دو کیا تم کو اس کچھ نقصان ہوگا کہ انہیں استہتس ان احادیث سے معلوم ہو کہ قرآن و حدیث سے مسائل کا استنباط امر مشروع ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جمہور صحابہ ثابت ہو لگتے وہ قیاس درست نہیں جس کا ماخذ قرآن اور حدیث نہ ہو بلکہ محض انہی رائے ہی کو دخل دیا ہو اس قیاس کی بیشک مذمت آئی ہے جتنی روایتیں رائے کی جبرائی میں وارد ہیں وہ یہی قیاس اور رائے ہی جس کا ماخذ کلام اللہ اور حدیث رسول اللہ نہ ہو نہ صریح آیات و احادیث صحیحہ کا انکار لازم آجائے گا اور ایضاً رابعہ قیاس شوم سے بالکل بری بنی لگتے اور ظاہر ہی بالکل قیاس کی نفی کرتے ہیں سوا ان کے خلافت سے بالاتفاق خرق اجماع نہیں ہوتا نہ کوئی مسئلہ اجماعی نہ ہوگا الا ماشاء اللہ اور بخاری کی حدیث کا معارضہ ہرگز نہیں ہو سکتا کیونکہ اس حدیث سے بھی قیاس ثابت ہوتا ہے باوجودیکہ ان کے سوار نے ظاہر الفاظ پر عمل کیا اور فرض اطاعت سے حجت لائے مگر صحابہ نے اس پر قیاس کیا کہ تم تو آگ سے بچنے کے واسطے ایمان لائے اور یہ آگ میں بکھو لائے ہیں یہ مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امر اطاعت سے ہرگز نہ ہوگی اس وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اولی اطاعت نہ کرنے کو پسند کیا اور نہ اور کوئی آیت یا حدیث ان کے پاس بجز اس قیاس کے آگ سے بچنے کے لیے نہ تھی ورنہ بیان کرتے اور ترندی نے امام وکیع کی جو روایت لکھی ہے وہ تاج العین کا قول ہے کسی پر حجت نہیں ہو سکتا علاوہ اسکے وکیع کو امام صاحب کے مسئلے کی حقیقت معلوم نہ تھی ورنہ ایسا نہ کہتے امام صاحب اصل اشعار کو ہرگز نہ مکر وہ نہیں جانتے تھے بلکہ اپنے اہل زمانہ کا اشعار کہ بہت مبالغے سے کرتے تھے کہ چوپایہ کے تلف ہو جانے کا خوف ہوتا تھا مکر وہ جانتے ہیں چنانچہ تحقیق اسکی سلسلہ نسبت ویکم کے جواب میں مذکور ہے اور حدیث

چنانچہ قرآن و احادیث سے
اس سے ہوتا ہے کہ قیاس کا علم
نہ ہو بلکہ محض انہی رائے ہی کو
دخل دیا ہو اس قیاس کی بیشک
مذمت آئی ہے جتنی روایتیں رائے
کی جبرائی میں وارد ہیں وہ یہی
قیاس اور رائے ہی جس کا ماخذ
کلام اللہ اور حدیث رسول اللہ
نہ ہو نہ صریح آیات و احادیث
صحیحہ کا انکار لازم آجائے
گا اور ایضاً رابعہ قیاس شوم
سے بالکل بری بنی لگتے اور
ظاہر ہی بالکل قیاس کی نفی
کرتے ہیں سوا ان کے خلافت
سے بالاتفاق خرق اجماع
نہیں ہوتا نہ کوئی مسئلہ
اجماعی نہ ہوگا الا ماشاء
اللہ اور بخاری کی حدیث کا
معارضہ ہرگز نہیں ہو سکتا
کیونکہ اس حدیث سے بھی
قیاس ثابت ہوتا ہے باوجودیکہ
ان کے سوار نے ظاہر الفاظ پر
عمل کیا اور فرض اطاعت سے
حجت لائے مگر صحابہ نے اس
پر قیاس کیا کہ تم تو آگ سے
بچنے کے واسطے ایمان لائے
اور یہ آگ میں بکھو لائے
ہیں یہ مراد آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کی امر
اطاعت سے ہرگز نہ ہوگی
اس وجہ سے آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے اولی
اطاعت نہ کرنے کو پسند
کیا اور نہ اور کوئی آیت
یا حدیث ان کے پاس
بجز اس قیاس کے آگ سے
بچنے کے لیے نہ تھی ورنہ
بیان کرتے اور ترندی نے
امام وکیع کی جو روایت
لکھی ہے وہ تاج العین کا
قول ہے کسی پر حجت نہیں
ہو سکتا علاوہ اسکے وکیع
کو امام صاحب کے مسئلے
کی حقیقت معلوم نہ تھی
ورنہ ایسا نہ کہتے امام
صاحب اصل اشعار کو ہرگز
نہ مکر وہ نہیں جانتے
تھے بلکہ اپنے اہل زمانہ
کا اشعار کہ بہت مبالغے
سے کرتے تھے کہ چوپایہ
کے تلف ہو جانے کا خوف
ہوتا تھا مکر وہ جانتے
ہیں چنانچہ تحقیق اسکی
سلسلہ نسبت ویکم کے
جواب میں مذکور ہے اور
حدیث

داری کی جس میں قیاس کی مذمت ہو وہ مطلق قیاس نہیں جیسا کہ ظاہر یہ کا مذہب ہو ورنہ اتحاد
 میں تناقض ہو جاوے گا اور تو اثر کا انکار لازم آوے گا اور صاحب رسالت نے جو لواحق کی
 عبارت نقل کی وہ بلا سبب کی تھی اور میر نہیں علاوہ اسکے ابو حنیفہ کی شخصیت کی او سن ہا
 میں کثرت علی امام صاحب کی طرف نسبت کرنا محض لغو و موهوم قطعہ ہے یہ شیعہ کا امام
 براعتراض ہے چنانچہ نوائل الجاہلیہ جو بال نے کشف اللباس میں جواب اسکا لکھا ہے بعینہ نقل کیا
 جاتا ہے یہ حکایت محمد بن نعمان ملقب شیطاں الطاق کی ہے نہ نعمان بن ثابت ابو حنیفہ کی
 کیونکہ یہ لوگ بسبب علمی عبارت ایمہ کو نہ سمجھتے تھے کہیں متنب کرنا قیاس شرعی کا اسے
 ممکن تھا اس لیے ایمہ نے انکو قیاس سے منع فرمایا اور ابو حنیفہ ضرور وغیرہ کو بلا حیلہ کثرت علم و
 قوت اجتہاد اجازت قیاس کی ہی چنانچہ کتب خفیه اور رسائل فضائل المہبت میں اجازت
 صادق علیہ السلام کی ابو حنیفہ کو واسطے قیاس کے صریح ہوتے اور تفسیر کبیر کی عبارت میں
 صاحب واسطے مغلطہ دی کے اول جھوٹے ہیں وہ یہ ہر وقت لکھتے ہیں ہذا آیت علی
 ان الشک علی اللہ یوجبہ لعقاب الشدید ولا یخرج من رحمہ ولا یرحمہ ولا یحالی فی مہلک الملعون
 ثبت ان تخصیص المنص بالقیاس لا یجوز و ہذا ہوا المراد ہما نقلہ الواح
 فی البیضا عن ابن عباس یعنی جبکہ اس آیت نے دلالت کی اسپر کہ تکبر کرنا اس پر واجب
 کرنا ہی عذاب سخت کو اور خارج کرنے کو زمرہ اولیائے اور داخل کرنے کو جماعت ملعونین میں تو
 ثابت ہو گیا یہ امر کہ خاص کرنا فی قرآنی کا قیاس سے نہیں جائز ہو اور یہی مراد اس
 حدیث سے ہے جسکو واحدی نے بسط میں ابن عباس سے نقل کیا ہوتا ہے علاوہ اسکے اس
 ابن عباس سے مطلق قیاس کی نفی ہرگز نہیں بلکہ وہی قیاس ہے جسکی سند کلام شارع سے باخ
 نوعی ہو ورنہ سب قیاسی عمل صحابہ کا درجہ ہم پر ہم ہو جائے گا بلکہ خود ابن عباس نے کہ
 جسوقت ابو ہریرہ نے نزلوا علیکم ما منکم ان تنسخوا احکام اللہ کی حدیث بیان کی او کو بطور
 قیاس کے جواب دیا تھا اگر مطلق قیاس ابن عباس نے نہ دیکھا ہوتا تو خود قیاس نہ کرتے

غلط کتاب
 ۱۰۰

۱۰۰

باقی رہا قول مدارک اور دراست کا حال آنکہ انہوں نے اس سیراجہ جامع بیان کر دیا پھر بھی معترض صاحب مغالطے سے باز نہ آئے نص کے ہوتے ہوئے تو کسی امام کے نزدیک قیاس درست نہیں ہاتھ ابرہا نکرا ان گنت صدقین اس کا کون قائل ہو جو معترض صاحب ناقص و رقی سپاہ کیے حاصل کلام یہ کہ قیاس ائمہ کے مشر و عیت میں کچھ کلام نہیں کیونکہ قیاس خدا و رسول کے احکام مخفی کو ظاہر کر دیتا ہے نیا حکم قیاس سے برآمد نہیں ہوتا چونکہ فرقہ طاہر مقلد امام داؤد ہیں اس لیے وہ اسکا انکار کرتے ہیں اور صحیح صحیح بخاری اور مسلم وغیرہ کی حدیث میں تاویلات رکھ کر اور تشوہات و اہمیت کرتے ہیں **قال** اور ایک مغالطہ مقلدین ائمہ حدیث پر چلنے والوں کو یہ دیتے ہیں کہ حدیث کے جو جو مسئلے حدیث کی کتابوں میں موجود ہیں اوپر تو حدیث پر چلنے والے عمل کریں گے لیکن جو جو مسئلے حدیث سے ثابت نہیں ہیں ان کے لیے کیا کریں گے آخر کار فرقہ کی کتابوں پر ہی چلین گے اور کسی نہ کسی امام ہی کے مقلد بنیں گے جواب اسکا یہ ہے کہ اگر کوئی شخص محض غور سے ازراہ تحقیق قرآن اور حدیث کی طرف نظر کرے اور دیکھے تو ہر ایک مسئلہ شرآن اور حدیث سے معلوم ہو سکتا ہے کسی مسئلے کے لیے بھی کسی مسئلہ فقہیہ کی حاجت نہیں **ایم اقول** معترض صاحب نے اس جگہ کمال نے انصاف سے گفتگو شروع کی ہے اور خفیہ کے کلام سے اسکو کچھ تعلق نہیں خفیہ کچھ کہتے ہیں اور معترض صاحب کچھ ارشاد کرتے ہیں تو اگر کوئی شخص محض غور سے دیکھے تو ہر ایک مسئلہ قرآن اور حدیث سے معلوم ہو سکتا ہے کسی مسئلے کے لیے بھی کسی مسئلہ فقہیہ کی حاجت نہیں **ایم اقول** یہ کلام بالکل معطل اور بے معنی ہے معترض صاحب نے مطلق انصاف نہیں کیا اور معترض صاحب نے چند مسائل فروغا کو قرآن اور حدیث سے استنباط کر کے دکھلا دیا ہوتا زبان سے کہہ دینا بہت آسان ہے مگر استنباط مسائل ہر ایک کا کام نہیں اگر ہر شخص مسائل فروغی معلوم کر لیتا تو پھر مجتہد کا ہونا مع او کے شروع جو آج کل بالکل مفقود ہیں محض بکار تھا باقی نص منی قرآن اور حدیث کے سمجھنے سے استنباط مسائل کیونکر ہو سکتا ہے اور اگر ہو گا تو رجحان الخیب ہو گا اتفاقاً

مستحق

شاید مطابق نکلے مجتہد سے اگر چار خطائیں ہوں گی تو غیر مجتہد علماء سے پچاس خطائیں سرزد
 ہوں گی پھر مجتہدوں نے کیا زہر ملا دیا ہی جو ان کے اقوال چھوڑ کر معترض صاحب بھی چھوڑ
 کرنے لگے یہ قول ان کا محض تعصب اور حدین کا دھانگی ہی غیر مجتہد کو مسائل فقہیہ میں جو مستنبط نظر
 اور حدیث سے بنی تقلید مجتہدین سے چارہ نہیں اور غیر مجتہد کو استنباط کا دعوا محض نازیبا اور
 سطر مر جہالت ہی کوئی حاکم شریعت نہیں رہا جو ایسی جہالت کی باتوں پر ترض کرتا ع آدمیان گم
 شدہ ملک خدا آخر گرفت **قال** لیکن جس کی سبب کم علمی کے یا قصور فہم یا قلت تدبر کے کوئی
 مسئلہ معلوم نہ ہو سکے تو کسی جماعت یا مجتہد یا فقیہ سے پوچھ کر عمل کرے ایسے محل میں بسبب نا چارگی
 کسی کی تقلید کرنی جائز ہے **اقول** اس کلام سے معلوم ہوا کہ نا چارگی میں تقلید درست
 ہی مقلدین بھی بدون نا چارگی کے تقلید نہیں کرتے اور مجتہد کے واسطے تقلید کو بہتر نہیں سمجھتے
 کیونکہ جس کو خود ملکہ استنباط حاصل ہو اس کو کسی کا تابع ہونا عقلاً اور نظراً مستبعد ہی خضیہ یہ
 نہیں کہتے ہیں کہ جمیع اصول و فروع میں سب پر تقلید ضروری بلکہ یہ کہتے ہیں کہ مسائل جہاں
 میں غیر مجتہد کو تقلید مجتہد کی کرنی چاہیے **قال** لیکن اس تقلیدی سلسلے کی تحقیق کی فکر
 میں رہے اور کوشش کرے **اقول** یہ کلام بالکل خلاف واقع ہے کیونکہ گفتگو تو کم علم
 اور کم فہم میں ہی ہو سکتی ہے کیونکہ تحقیق ہو سکتا ہے کہ یہ سلسلہ خلاف قرآن اور حدیث کے ہے اس لیے
 کہ یہ بولوی اپنے مذہب کے موافق ہو سکتی تحقیق بلکہ اسے گاہ جب خود علماء بلکہ مجتہدین کو اس کی
 تحقیق نہیں ہوئی تو سوائے اپنے اجتہاد کے موافق دوسرے کے مخالف کہے گا تو یہ پچاڑی
 کیونکہ اس مسئلہ کو محقق سمجھ لے گا اور محض اپنی رائے فاسد سے اس کو درست جاننا
 اس کا کچھ اعتبار نہیں کیونکہ جب دوسرے مذہب کے دلائل تو یہ سنے گا وہ تحقیق جاتی رہے گی
 پھر وہ کیونکہ کیا وجود کم علمی کے ایک کو دوسرے پر ترجیح دے سکتا ہے جب بڑے بڑے علماء کی
 ہی سمجھ میں اختلاف اور تناقض ہو گیا تو عامی کس شمار میں رہا غرض عامی کے مسئلے کا
 نام تحقیق رکھنا خلاف تحقیق ہی مثلاً راہین حدیث جو وارد ہو اس میں چھ چیزیں مذکور ہیں مگر

تمام علما اور مجاہدات کا اس پر اتفاق ہے کہ اسکے حرام ہونے کی کوئی علت ہی حیانچہ امام ابو حنیفہ اور امام شافعی اور امام مالک اور امام احمد ان چاروں اماموں نے اس کی علتیں جدا جدا بیان کی ہیں کہ ہر ایک کی علت سے معلوم ہوتا ہے کہ سوالانہ چھ چیزوں کے اور وہ ہیں بھی حکم راجح جاری ہے مگر داؤد ظاہری کوئی علت نہیں نکالتے اور انھیں چھ اشیا میں رہا کو منحصر جانتے ہیں اس واسطے کہ یہ قیاس کو نہیں مانتے ہیں ائمہ یہ متبع مخالف جمہور اہل سنت ہر اگرچہ فرقہ طائیفہ کہہ سکتے ہیں یہ قول حجت ہے مگر مخالفت جمہور سے مردود سمجھا گیا پس چاروں مذہب کے مقلد اپنے اپنے امام کے قول کے موافق سند پکڑیں پھر اگر کسی کے نزدیک بوجہ اختلاف اس علت کے ایک شخص میں رہا ہوگی تو دوسرے کے نزدیک اوس میں رہا ہوگی پس ایک شخص عامی جو عام میں بھی کم اور فہم میں بھی ناقص ہو اس کو ایسے مسائل میں کیونکر تحقیق ہو سکتی ہے پھر اس کے کہ وہ اپنے زعم فاسد میں تحقیق سمجھ لے اور فی الواقع تحقیق نہ ہو پس حیف صد حیف کہ محققین اکابر دین تو مسائل فروعیہ کی تحقیق میں تمام عمر گفتگو کرتے کرتے انتقال کر گئے اور آج تک جہد باقرین سے کوئی بات محقق اور متبع نہیں ہوئی اب یہ بیچارے کم علم جو اولیات کا لاف عام بلکہ اھل اہل میں داخل ہیں کیا تحقیق کریں گے واہ واہ انصاف اسی کا نام ہے اسے بوجہ سے جب عامی کی تحقیق کا مطلق اعتبار نہیں ہوتا تو اس کو بوجہ تقلید کے کوئی چارہ نہ ٹھہرا اور ساری نفیث اور کوشش اس کی تکلیف لایطاق میں داخل ہو گئی جس کے واسطے جناب باری فرمایا ہوں لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا یعنی نہیں تکلیف دیتا ہر ایک کو کسی نفس کو مگر موافق وسعت اوس کی کے اشیاء البہین لوگوں کو درجہ اجتہاد حاصل ہے ان کے واسطے سعی محال نہیں یا جبکہ بعض مسائل میں مرتبہ اجتہاد ہو وہ بھی اس سے خارج ہیں ان کے واسطے بھی وہی مسائل میں تقلید واجب نہیں پس عامی کو مجتہدین اہل ذکر کی تقلید کرنی عین اطاعت خدا و رسول ہے اور اس کا انکار کرنا صریح کفایت کا انکار ہے اگر عامی کو تقلید مجتہدین سے منع کیا جائے گا تو خلاف آیہ فَاَسْأَلُوا أَهْلَ الدِّينِ كَرِهًا لَّكَ لَئِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ کے لازم آئے گا اور بے علم اور کم فہم کو تکلیف تحقیق

امان دین کا جو اور سے سب نام ممکن بخلاف آیہ لا یُکَلِّفُ اللہُ کُفْرًا لَمَّا عَلِمَ کُلُّ کُلِّ کُفْرًا
 اہل علم سے دریافت کر کے تعلیم کرنی چاہیے اور اوسکو کوشش کی تکلیف دینی صریح آیت کے
 خلاف ہے البتہ جو ایسا شخص ہو کہ گواہ ہو سکے بالفعل بلکہ استنباط نہیں مگر لیاقت اور ذکاوت
 ایسی کہ گستاہی نہ اوستی اس پر و اگر نہ ہم حاصل کرے گا اور عجز تحقیق کو پہنچ جائے گا اوس
 شخص کو نہ شک نہ تحقیق کا حاصل ہونا چاہیے اور فی زمانہ بیگم کہین نصوٹا ظاہر کہ یہ بیتا
 خدا بھی اوس کے نزدیک نظریات کا حکم رکھتے ہیں اور بالکل اون سے امید نہیں کہ یہ لوگ کسی
 مسئلہ میں پایہ تحقیق کو پہنچ جائیں اوس کے واسطے جب خود خدا ہی تکلیف تحقیق کو معاف کر دے
 تو پھر دوسرے کو کب پہنچ سکتا ہے کہ اوسکو تکلیف بالایطاق میں ڈالے اور جو تکلیف دے گا وہ
 صریح این الْحُکْمُ بِاللَّهِ کے خلاف ہے کہ **قَالَ** تفسیر شیا پوری میں ضمن آیت اتَّخَذُوا
 أَتْبَاعَهُمْ دُورًا مِّنْ حُبِّهِمْ قَوْلًا مِّنْ عَمَلٍ يُغْنِي عَنْهُمُ الزُّكُورَ بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ
 اختلاف کیا ہے **انہ قول** اس آیت کا مصداق ایہ مجتہدین کو ٹھیلنا نافیست ورنہ کی
 متاخر اور یہ باکی اور سواد فی ہر بیاتین اپنی طرف سے حلال اور حرام اہل کفر تھے اوسکا
 ماضی خلیل ورتور اہل تھے ایہ مہض شرک ہی اسکے مصداق مجتہدین جو قرآن اور حدیث سے
 احکام استنباط کرتے ہیں کہ یہ سب کے ہیں چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی عقد احمد میں
 لکھتے ہیں اَعْلَمُوا أَنَّ فِي الْأَخَذِ بِذَلِكَ قَوْلًا مِّنْ عَمَلٍ يُغْنِي عَنْهُمُ الزُّكُورَ بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ
 الْأَعْمَارُ مِنْهُمْ مَفْسِدَةٌ كَمَا كُنْتُمْ تَفْعَلُونَ ذَلِكُمْ يَوْمَ جَاءَتْ هَا أَنْ
 الْأُمَّةُ أَجْمَعَتْ عَلَى أَنْ يَعْتَمِدُوا عَلَى السَّلَفِ فِي مَعْرِفَةِ الشَّرْعِ قَوْلًا مِّنْ عَمَلٍ يُغْنِي عَنْهُمُ
 زُكُورَهُمْ فِي ذَلِكَ عَلَى الصَّحَابَةِ وَتَبِعَهُمُ التَّالِعِينَ اعْتَمَدُوا عَلَى التَّالِعِينَ وَهَكَذَا
 فِي كُلِّ طَبَقَةٍ اعْتَمَدَ الْعُلَمَاءُ عَلَى مَنْ قَبْلَهُمْ وَاعْتَمَدُوا عَلَى مَنْ قَبْلَهُمْ
 لَا أَنَّ الشَّرْعَ لَا يُجَدُّ وَلَا يُنْقَلُ وَلَا يَسْتَنْبَطُ وَلَا يَسْتَنْبَطُ وَلَا يَسْتَنْبَطُ
 يَأْتِي بِمَا خُذَ عَلَى طَبَقَةٍ عَمِينَ فَيُلْهِمُهَا بِالْإِصْطِلَاقِ وَلَا يَأْتِي فِي الْأَسْتِنَابِ مِنْ أَنْ

مَذَاهِبًا لِّتَقَدَّ مِثْلَ الْبَحْرِ
 وَفِي خَرْقِ الْاَوْجَمِ
 نِي عَلَيْهَا وَتَسْتَعِينُ فِي ذَلِكَ
 بِكَ جَمِيعَ الصَّاعَاتِ
 مَرْفُوعَ الطِّيبِ وَالشَّعْرِ وَالْمِثْلِ
 الْاِبْلَاسُ مَوْاهِلُهَا وَغَيْرُهَا
 وَلَا تَعْنِي الْاَعْتِمَادُ عَلَيْهِ
 اَلَّذِي يُعْتَمَدُ عَلَيْهَا
 وَانْ يَكُونَ فَخْرًا
 فِي بَعْضِ الْمَوَادِّ
 وَيَسْتَعِينُ عَلَيْهِ
 لَوْ يَصِحُّ الْاَعْتِمَادُ عَلَيْهَا وَكَيْسَ مَذْهَبُكَ
 هَذَا وَالْاَوَّلُ
 یعنی جاننا کہ اسے اپنے آپ سے اخذ کرنے میں بڑی مصلحت ہو اور اس کے
 کوئی عیب نہ ہو بلکہ اسے کوئی وجہوں سے بیان کرنے میں ایک ایک امت نے اپنا
 کیا ہو اور ہم کرنے میں سلف پر اعتماد کریں پس تابعی صحابی پر اعتماد کریں
 اور تبع تابعی پر اعتماد کریں ہر طبقہ میں علماء اپنے اگلوں پر اعتماد کریں اور عقل اسکے
 احسن پر اعتماد کریں یہ کہ شریعت نہیں پہچانی جاتی مگر نقل اور استنباط سے
 اور نقل میں سے مگر اسطرح سے کہ ہر طبقہ پہلوں سے بالاتر اتصال سے ملتا چلا آوے
 اور سند بنا یہ ضروری کہ متقدمین کا مسلک معلوم ہوتا کہ ان کے اقوال سے خارج ہو کر
 خارج ہوں اور چاہیے کہ اس پر نہ اکرے اور پہلوں سے استعانت کرے ایسے
 کہ ہم صناعت سے صرف اور خواہ و طلب اور شہر اور لہار علی پر مبنی گری اور سناری نیز
 حاضر ہر چہ تہمت و سخت سے اور سوا اس کے کہ ہم مستبعد ہی واقع نہیں ہو اگرچہ عقل جائز
 دیکھتا ہے کہ اس کے اقوال پر اعتماد متعین ہو گیا تو قیس ضروری کہ اقوال ان کے حضرات

کیا جاتا ہے اسناد صحیح سے مروی ہو اور اس میں جمع ہوں اور ارجح محتملات سے یہ
 چاہے اور عام بعض مواضع میں خاص رہا جاوے اور بعض مواقع میں مطلق مقتدیکہ
 اور مختلف اس سے جمع ہوں اور احکام کی علشہ بیان ہوں ورنہ اعتماد اوپر صحیح ہو گا اور
 مذہب ان زمانوں اخیر میں اس صفت کا نہیں ہو گیا ہے اچانک مذہب انتہا اس تقریر سے معلوم ہو گیا کہ
 ان کے لیے کتب کا بہت بڑا اعتبار ہے اور شریعت مجتہدین اب ہونا دشوار ہو چکا ہے آپ ارادہ نفسانہ و تقصیر کے ان کی
 منقہت جو یہی ہے میں تقریر کریں سب محال و محقق کار اور قول امام فخر الدین ان کی کمر میں لے گئی آیتیں لکھا
 ان کے مذہب کے پڑھنے اور انھوں نے قبول نہیں خدا جانے کون سے مقلد کے حق میں وارد
 ہی اپنی طاعت سے ان کو مقلد پر خفیہ پر محمول کرنا محض نا انصافی ہی کو حجت اسپر نہیں وجہ اس کی
 یہ کہ خفیہ کا کوئی مسئلہ ایسا نہیں جو قرآن کے مخالف ہو اگر کسی صاحب دعوہ جو پیش کرے اور
 فقط قصے کہانیوں سے تو کام نہیں چلتا ہاں مقلدین ظاہر یہ سے عجز نہیں جو ایسی گفتگو
 آئی ہو کہ یہ اسناد کے مقابلے میں قرآن نہیں مانتے ہیں فقط یہی جو کافی سمجھتے ہیں
 کہ کیا بنی صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کے معنی نہیں سمجھتے تھے اور قاضی شہار الدینی ہی کا قول
 بھی ان کا تقلید پر دلالت نہیں کرتا اس واسطے کہ انھوں نے حدیث صحیحہ پر رد کیا ہے کہ
 اس کے دوسری حدیث معارض نہواور ناسخ بھی اس کا معلوم ہے
 نقل کرنا ضروری اور مذہب کی پابندی اس مسئلے میں نہیں چاہیے ہونا اس لیے کہ
 یہ کہ ہر مسلمان کو یوں ہی اعتقاد رکھنا چاہیے مگر جب تک کوئی ایسی حدیث یا روایت نہیں
 گئی کہ کوئی مسئلہ خفیہ کا مخالف اس کے نکلے اگر ایک حدیث کے بظاہر مخالف ہی تو ہو سکے
 موافق ہی علاوہ اسکے بعض مسائل میں خفیہ کے بیان امام صاحب کے قول پر علماء کرام
 ابی یوسف و امام محمد و امام فریم کے موافق عمل ہوتا ہے تمام کہ فقہ خفیہ سے یہ بات رہی ہے
 ہر مسئلے میں امام صاحب کے قول پر تقلید واجب جانتے تو کوئی مسئلہ امام صاحب کے خلاف
 منقہت نہ ہوتا حالانکہ ایسا نہیں اور یہی مراد علامہ شامی کی ہے اور شاہ ولی اللہ صاحب کا قول

بھی ہی معلوم ہوتا ہی کیونکہ وہ اس تقلید کو برا کہتے ہیں بلکہ میرے مقلد یوں سمجھے کہ اس امام سے
 خطا محال ہی اور جو کہتا ہی صاحب کتا ہی اور یہ بات دلیلیں رکھے کہ تقلید اسکی چھوڑوان کا
 اگرچہ خلاف پر دلیل قائم ہو جاوے پس انصاف کرنا چاہیے کہ کونسا مقلد یہ عقیدہ رکھتا
 کہ امام سے خطا محال ہی اور کسی طو کو خلاف پر دلیل قائم ہو تقلید چھوڑے اگر یہ عقیدہ مقلدین
 کا ہوتا تو کوئی مسلہ امام صاحب کا نہ چھوڑتے اور من و چہ مخالفت تو اضطراری ہو جو کوئی مسلہ کشی نہ ہو گا
 لیجئے کسی نہ کسی ماخذ سے مخالف ضرور ہو گا آپس شرکین کی آیتوں کا خود ظاہر یہ ہی مصداق
 ہیں کیونکہ کہ اپنی رائے کے آگے اہل ذکر سے دریافت کرنا جائز نہیں رکھتے اور اگر جائز رکھتے
 ہیں تو تکلیف والا ایطاق جسکی خدا نے مخالفت کی ہی اور سبب لازم جانتے ہیں وَمَا آتَاكَ اللَّهُ
 دِيْهًا مِنْ سُلْطَانٍ اور حلال و حرام میں مطلق تمیز نہیں کرتے اپنی رائے سے جسکو چاہتے ہیں
 ترجیح دیتے ہیں اور اپنی عقل کے مقابلے میں ایسہ کی رائے کو کافی نہیں جانتے اور صحابہ کی
 خدمت میں گستاخان کرتے ہیں ایسے لوگ تو موصد اور محمدی آپ کو غلبا مشہور کریں اور مسلمانوں
 مشرک قرار دیں سبحان اللہ کیا انصاف ہی خدا او کو اسلئے ضلالت سے کال کر صحابہ اور
 ائمہ مجتہدین کی طرف سے حسن ظن عنایت کرے جائے حیرت ہو کہ کجا شرک اور کجا تقلید
 یہ لوگ کس خواب خرگوش میں ہیں اور امام طحاوی کا قول خاص اپنے واسطے ہی کہ او کو درجہ
 اجتماع حاصل تھا لکریا صاحب کے مقلد رہے اور معانی الآثار میں امام صاحب کے
 مذہب کی تمام حدیثیں باقی ہیں اور برابر ان کو ترجیح دیتے ہیں اگر یہ قول امام
 طحاوی لکھیک منقول اور انھوں نے باوجود علامہ دہرہ ہونے کے تقلید کیوں ترک
 کی اور گفتگو ہماری فقط نسبت امام طحاوی وغیرہ کے نہیں گفتگو فقط عام اشخاص میں ہی
 جنکو قرآن و حدیث سے مسائل کی تلباط کی قوت نہیں امام طحاوی پر ہم بھی تقلید واجب
 نہیں جانتے مبحث کچھ ہی متقدمین کا کلام کچھ ہی اور اس قسم کے قصے ہم پر گزرتے حجت نہیں ہو
 سکتے جب تک سند اسکی امام طحاوی تک نہ ہو سجاد و حاصل کلام یہی کہ خفیہ تقلید

شخصی کو واجب نہیں جانتے ہیں معتزلیہ نے کہ جس مسئلے میں اوکو خلاف حدیث معلوم ہوا
 ترک کر دیا گو وہ مسائل شاذ و نادر ہیں اور تعجب ہے کہ معتزلی صاحب تو خود صوابہ کے قول کو
 جو قرن اول میں ہی نہیں مانتے اور ہمہ احوال بعد از رون نشہ کے محبت کے ہیں سب میں توازن
 راہ از کجاست تا کجا با اگر زیادہ تحقیق اس مسئلہ تقلید کی نظر ہو تو کہ کتاب شمارا تخی تصنیف
 جناب لوی ارشاد حسین صاحب رامپوری کی بلا خطہ فرماوین اور میں یہ بحث منقطع
 اور ایک مغالطہ مقلدین ائمہ حدیث پر چلنے والوں کو یہ دیتے ہیں کہ چاروں
 اماموں میں سے ایک کی تقلید اگر واجب نہ ہوتی تو بڑے بڑے عالم فاضل محدث اور
 مفسر اور فقیہ اور متین سے کسی کے بھی مقلد نہ ہوتے جواب اسکا دو طرح پر ہی اول یہ کہ
 سب سے بڑا عقیدہ علماء کے ایک امام کی تقلید کو واجب ہے کیا مباح تک بھی کوئی نہیں کہتے آخر
اقول معتزلی صاحب نے چند اشخاص کو کہ جنہیں بعض ظاہر بھی داخل ہیں بدون
 تحقیق لکھ دیا یہ جتنے نام لکھے ہیں سب مقلد تھے الا ماشاء اللہ اور بعض مسائل میں خلاف
 تقلید کر لینے سے تقلید فوت نہیں ہوتی غرض تقلید اسکا نام نہیں کہ خاص امام کا قول مستقل
 معمول بہ رہے بلکہ وہ قول خدا اور رسول کا ہی چونکہ وہ مخفی تھا امید لے اسکو ظاہر کر دیا
 اس نسبت سے مخفی شافعی کے الفاظ مقلدین پر صادق آتے ہیں مگر حقیقت تقلید خدا
 اور رسول کی ہر ایک طرف نسبت مجازی ہی **قال** التزم مذہب معین میں حکم اور خطاب
 شارع کا صادر نہیں ہوا **اقول** مذہب معین کا التزام بوجہ عوارض مجبور اگرنا پڑا کیونکہ
 ایک ایک مسئلے میں اختلافات کثیر تھے کسی کے نزدیک حرام اور کسی کے نزدیک حلال تھا
 اس لیے بغیر تقلید ایک کے چارہ نہ تھا کیونکہ اس صورت میں تو ارتکاب حرام میں بوجہ کفر
 قول کے شبہ تھا مگر جب وہ لوگ لون پر عمل کر لے گا تو اب یقیناً ترک حرام کا جو جادے گا
 اور اسی قسم کے مسائل میں تقلید ضروری ہے جو مسائل میں قرآن اور حدیث سے ماخوذ ہوتے ہیں
 انہیں تقلید محض ہے اصل اور لغوی علاوہ اسکے معتزلی صاحب خود التزام اسناد کو تو اسناد

اور ذہن سمجھ گئے کہ اوسے رو برو قرآن بھی نہ مانیں حالانکہ کہیں قرآن اور حدیث سے ایسا الزام
 مفہوم نہیں ہوتا اور خفیہ پر باوجود عدم الزام مذہب محبین حقیقی کے الزام دین یہ حدیث تو ہم
 پہلے ہی اوکلی رو میں لکھ چکے ہیں اور حجت الصادق علیہ السلام سے بعد ائمہ اربعہ کے تقلید کا نہیں
 ہو سکتا اس لیے کہ پہلے ان ابواب اور فصول کے ساتھ امور دینی مرتب نہ تھے محققین
 نے ان ائمہ کے اقوال کو دوسروں کے اقوال پر ترجیح دیکھی لاجلہ تقلید شروع کی حاصل
 کلام یہ کہ جو شخص واقف سنت ہو اوسکو خفی یا ناشافی بننا کچھ صنف و نہیں اور واقف ہو کچھ
 کئی صورتیں ہیں اگر ایسے امویہ ہیں کہ جن میں عام لوگ بھی شریک ہیں اور خاص بھی اور کو جانتے
 ہیں جیسے نماز اور حج اور زکوٰۃ اور روزہ اور وضو کی فرضیت اجمال علیہ القیاس زنا اور طہارت
 اور قتل وغیرہ کی حرمت کہ ہونا ان ضروریات دین سے تمام عام و خاص کو معلوم ہی تو یہ کسی مذہب
 معین یا کسی مجتہد کی اتباع پر موقوف نہیں ہر مسلمان اسکا معتقد ہی آئینہ جو امور کہ بغیر فلاؤ
 اجتہاد کے معلوم نہیں ہوتے تو جو شخص اس کے استنباط پر قادر ہو جیسے ایسے مجتہدین اسکو
 اس میں کسی کی تقلید کرنی چاہیے اور جسکو قدرت اجتماع دینا اوسکو ایسے شخص کا اتباع کرنا چاہیے
 کہ جسکو سب سے زیادہ عالم اور متقی جانتا ہے اور اسوقت اوس سے تکلیف بحث اور نظر
 کی وجہ عجز کے حکم کہ لا یُکَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اَلَّا وُسْعَهَا ساقط ہوگی اور فَاَسْأَلُكَ اَهْلَ
 الدِّینِ کِتَابًا کُنْتُمْ لَا تَهْتَكُوْنَ سے اوس پر تقلید واجب ہوگی اس تقریر کے مخالف
 کسی کا بھی قول نہیں معترض صاحب نے جہاں تقلید کی عبارت میں نقل کی ہیں سب جگہ
 مطلب کے موافق تصدیق کیا اور موافق معنیوں کے کبھی عبارت نہیں لکھی یہاں معترض صاحب
 لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ اَنْ یَّجَالِبَہِیْنَ کُوْنًا لِّیْ بَاتِ مَخْلُطًا سے خالی نہیں ہوتی ہاں
 خفیہ بیجاہد ان کی طرف منسوب کرتے ہیں اور خود مصو کے کی ٹی میں شکار کھیل رہے ہیں
 ہر نسخے کے کہ آئی می شناسم **قال** اور ایک مخالف مقلدین ائمہ حدیث پر چلنے والوں کو
 یہ کہ معنی قرآن شریف کے بدو مجتہد کے اور کوئی نہیں سمجھ سکتا جواب اسکا یہ ہے کہ

بات غلط اور وہابی ہی جو شخص کہ عربی زبان سمجھتا ہی وہ معنی قرآن کے بھی بے شک سمجھ سکتا ہے۔
اقول البتہ یہی بے ہاکی حنفیہ کے قول کو کس قدر تحریف کر دیا ہی حنفیہ تو یہ کہتے ہیں کہ یہ "و"
 مجتہد کے دوسرا شخص تشران اور حدیث سے مسائل استنباط نہیں کر سکتا معنی قرآن کے
 سمجھنے اور چیزیں اور مسائل فقہیہ کا قرآن سے اخذ کرنا اور شری ہی شخص کا کام نہیں یہ کام
 اوست شخص کا ہی کہ اوسکو قرآن کے احکام تمام یاد ہوں اور احادیث جو متعلق احکام کے وارد
 ہیں سب یاد رکھتا ہو اور خاص اور عام اور مطلق اور مقید اور مجمل اور مبہم اور منسوخ وغیرہ احکام خوب
 جانتا ہو اور حدیث متواتر اور آحاد اور مرسل اور متصل اور منقطع کو پہچانتا ہو اور راویوں کا
 حال کہ فلان راوی ثقہ ہی اور فلان ضعیف ہی سب اوسکو معلوم ہو اور صحابہ اور تابعین اور
 تبع تابعین کے اقوال سے خواہ اجماعی ہوں خواہ اختلافی آگاہی رکھتا ہو اور علم قیاس حلی اور
 حنفی اور تمیز قیاس صحیح اور فاسد کی اوسکو ہو اور پھر زبان عرب بھی باعتبار لغت اور عرب
 اور اصطلاح کے خوب جانتا ہو ایسے شخص کو مجتہد کہتے ہیں اور محترض صاحب جواہر
 کلام بھرتے ہیں ہمارے سامنے آئیں تو ان کے اجتہاد کی حقیقت معلوم ہو خیر وہ تو کس
 شمار میں ہیں اور جن جن کو اسمین دعوا ہوا ان تمام شروط مذکورہ کو بیان کریں جب خود بلوٹنا
 عبد العلی سحر العلوم باوجود اسکے کہ انقطاع اجتہاد کا رو کرتے ہیں اور انکی جامعیت شہر
 آفاق تھی مجتہد نہ ہو سکے تو اوروں کو بجز ابنے مونہ آپ بیان ٹھوہنے کے اور کیا آتا ہے
 غرض تشران کے معنی سمجھنے کا کوئی حنفی منکر نہیں مجتہد اور غیر مجتہد دونوں سمجھتے ہیں البتہ
 اجتہاد اور استنباط مسائل فردعیہ کا فقط معنی سمجھنے والوں سے ممکن نہیں جس میں اسنے
 شروط پائے جائیں اوسکا اجتہاد محققین کے نزدیک معتبر ہی و دُونَہ خُطْرُ الْفَقْدِ
قال اور ایک مخالف مقلدین ایسے حدیث پر چلنے والوں کو یہ دیتے ہیں کہ حدیث پر عمل
 کرنا الاحال حدیث کے صحیح اور ضعیف اور موضوع ہونے کا اور تحقیق روایت کی کس قدر
 بہم پہنچائے گا جواب اسکا یہ ہی کہ پہچانتا حدیث تینوں قسم یعنی صحیح اور ضعیف

موضوع کا اٹھارہ قسموں سمیت موقوف ہی تحقیق روات اور حال سند پر اقول
 کیا معترض صاحب اسکے خواستگار ہیں کہ فقہ کی روایت لفظ حدّ تشک سے امام صاحب
 تک ہوتی یا اور کوئی صوت جس سے سلسلہ اسناد وہاں تک پہنچتا اول تو یہ فرمایا
 کہ اسناد کا برابر پہنچنا حدیث سے کمان ثابت ہی جس امر کی خدا اور رسول نے تکلیف
 نہیں دی آپ اوس سے کسی کو مکلف کریں تو پہلے دعویٰ غیر ہی یا خدائی کا کر لیجیے پھر اسناد
 کا التزام کیجیے ظاہر ہو کہ یہ کیا قول ثابت کیا جائے تو کچھ اسناد پر موقوف نہیں بلکہ شہرت و کتب
 مشہورہ سے بھی اوسکا ثبوت ہو جاتا ہی چنانچہ عقد الجدید میں لکھا ہی کہ ثبوت مسئلہ کے دو طریق
 ہیں یا تو اوس کے واسطے سند پائی جائے یا اوس کتاب مشہورہ سے اخذ کیا ہو جو برابر یا کچھ
 ہاتھ چلی آئی ہی جیسے کتاب میں امام محمد کی اور مثل اونکے تصانیف اور مسانید مشہورہ مجتہدین
 کے اس لیے کہ وہ بمنزلہ خبر متواتر یا مشہورہ کے ہیں اسلیطرح ذکر کیا اسکو امام رازی نے اور
 فتاویٰ اسی فقہ میں ہی کہ جو کسی کا کلام پایا جاوے اور کسی کتاب مشہورہ میں مذکور ہو اسکا
 مدون ہو اور ہاتھوں ہاتھ وہ کتاب میں ایک دوسرے سے نقل ہوتی چلی آئی ہوں پس اوسکے
 ناظر کو یہ کہنا جائز ہی کہ فلان شخص نے یہ کہا ہی اگرچہ اوسکو کسینے سنا ہو جیسے کتاب میں امام
 محمد کی اور موطا امام مالک کی اور سوانح ان کتابوں سے جو اقسام علوم میں تصنیف کی گئی ہیں
 اس لیے کہ انکا اسطو سے پایا جانا بمنزلہ تواتر اور خبر مشہورہ کے ہی کہ مثل اوسکے نہیں محتاج
 ہوتی ہی طرف اسناد کے اتنے اس عبارت سے معلوم ہوا کہ کتب حنفیہ میں اسناد کی کچھ ضرورت
 نہیں فقط ظاہر یہ کہ مغالطے ہیں اور معترض صاحب کے چوتھے مغالطے کے جواب میں جو سننے
 دوسری عبارت عقد الجدید کی نقل کی ہو اوس سے بھی معلوم ہوتا ہی کہ حدیث کے واسطے
 اسناد کی ضرورت نہیں بلکہ کتب مشہورہ میں مدون ہونا کافی ہی اسلیطرح فقہ کو سمجھنا چاہیے
 پس معترض صاحب نے کمان سے اسناد کی ضرورت کا حکم لگا دیا اور پھر حدیث پر فقہ کو قیاس
 کیا کلام مجید کی اسناد کیوں نہ طلب کی شایہ جو سے معترض صاحب حدیث احادیث کے مقابلے میں آتے

شہرت و کتب

عقد الجدید

نہیں مانتے اور جو چہ نوے اسناد کے انکار قرآن کا کر دیتے ہیں خدا ایسی اسناد سے
 محفوظ نظر رکھے جس پر یہ دیول نے اور زندقہ میں اور محض بنابر اسناد کے لعن اور طعن اور خلاف قرآن
 سب بھی کچھ کہتے ہیں جو کہ خوف ہو کر رفتہ رفتہ کہیں اسناد کی پرستش نہ کرنے لگیں غرض کلام کا
 اسمین نہیں ہے کہ حدیث کی صحت اور ضعف معلوم نہیں ہو سکتا بلکہ گفتگو اسمین ہی کہ مسائل
 فروعی جن کے استنباط کی حاجت پڑتی ہو اسمین صحت اور ضعف کے جانتے سے کام نہیں چلتا
 علاوہ اسکے حدیث کی صحت اور ضعف اور وضع میں اس قدر اختلاف ہے کہ اب تک کوئی بات
 طبع نہیں ہوئی جسے جس مسئلہ کو اختیار کیا ہی اویسے موافق جو حدیث ہو وہ اس کے نزدیک
 مرجع ہو اس سب طرح ایک آدمی کو ایک شخص نے ضعیف کہا ہو تو دوسرے نے زابان کہہ دیا ہی
 غرض اگر صحت اور ضعف حدیث میں ہی فیصلہ ہو گیا ہوتا تو ہمیں آنسو پیچھ جاتے دشواری
 تو یہ ہے کہ اختلاف باہمی نے ساری خرابی ڈال رکھی ہے اسکا اعتبار کریں اگر ایک کے قول کو درست
 کہتے ہیں تو دوسرے کا قول غلط ہوا جاتا ہی ہے نیز ہم کا اختلاف اس سے بڑھ کر ہو ایک شخص
 کی رائے میں مسائل مستنبط میں ایک سلسلے کا یقین ہے اور دوسرے کی رائے میں دوسرا سلسلہ
 منقضی اس سلسلہ جامہ ہوا میں جو زعمی صاۃ التسلیم کی صحیح حدیث کو موضوع اور بخاری کی حدیث
 صحیحہ معارف کو باوجود صحیح ہونے کے مردود جانتے ہیں اور دارقطنی اور علامہ ابن ہمام وغیرہم
 نے بخاری کے بعض احادیث میں کلام کیا ہی اور علامہ ابن حجر عسقلانی کو بخاری اور مسلم دونوں
 کے بعض رجال میں کلام ہے جو مسلم میں بہ نسبت بخاری کے زیادہ متکلفیہ بتلاتے ہیں اور امام سیوطی
 شاکر ابن حجر بخاری میں قریب اسی آدمیوں کے اور مسلم میں بعض اسکے ضعیف کہا ہو پھر تقریباً
 بیلقیہ کے سماع کا اپنے والد سے انکار کیا ہی اور ترمذی میں سماع کا اپنے والد سے ثابت
 کیا ہی غرض اس قسم کے اختلافات بہت ہیں جسے ظاہر ہو اگر اس تحقیق کے واسطے بہت بڑا ہر
 درکار ہی معترض صاحب کو سوانام بتلانے کے اور زبانی جمع خرچ کرنے کے اور کچھ نہیں آتا ہی
 کَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ أَنْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ ذرا دو چار سلسلے ہی معترض ہوا۔

۹۰
سبب الابطال

اپنے اجتماع کے پیش کریں ورنہ فقہائے مجتہدین کے شکر گزار ہوں اور طعن اور تشنیع سے باز
آئیں و کیونکہ مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کتاب الانصاف میں لکھتے ہیں اَمَّا هَذِهِ الطَّبَقَةُ
الَّذِينَ هُمْ أَهْلُ الْحَدِيثِ وَالْأَثَرِ فَإِنَّ الْأَكْثَرِينَ مِنْهُمْ لَا يَتَمَلَّكُونَ هُنَا
فِي السَّكَايَاتِ وَجَعَلَهُمُ الطَّرِيقَ وَطَلَبَ الْغَرِيبِ فِي الشَّاذِّ مِنَ الْحَدِيثِ الَّذِي
أَكْثَرُهُ مَوْضُوعٌ أَوْ مَقْلُوبٌ وَلَا يُرَاعُونَ الْمُتَّقَانَ وَلَا يَفْقَهُونَ الْمَعَانِيَ
وَلَا يَسْتَنْبِطُونَ سِرَّ مَا وَلَا يَسْتَحْجِجُونَ بِمَا كَانَ هَاؤُنْفِقَهَا وَفَقَّهَهَا وَرَبَّهَا
عَابِقُوا الْفُقَهَاءَ وَتَنَاقَلُوا هُمُ بِالطَّعْنِ وَادَّعَوْا عَلَيْهِمْ مُخَالَفَةَ الشَّيْخِ وَ
لَا يَعْلَمُونَ أَنَّهُمْ عَنْ مَبْلَغٍ مَا أَوْثَقُوا مِنْ أَعْلَمٍ قَاصِرُونَ وَبُسُوفُ الْقَوْلِ
فِيهِمْ وَاشْتِغَالُ بَعْضِهِمْ لِيَكُنْ بِهَ طَبَقٌ جَوَالِ حَدِيثٍ كَاهِي سَوْنِ شَكِّ أَكْثَرِ أَوْ كَيْ سَمِي كَرْتَمِينَ
روایات ہی ہیں اور طرق حدیث کے جمع کرنے میں اور طلب کرنے میں غریب اور شاذ کے اوس حدیث
سے کہ جس کا اکثر موضوع یا مقولہ ہوا زمینین رعایت کرتے وہ لوگ متن کی اور زمین سمجھتے معنوں کو
اور زمینین استنباط کرتے ان کے اسرار کا اور زمینین نکالتے اول کے خزانہ اور فقہا ہستہ اور بسا اوقات
فقہا پر عیب کرتے ہیں اور طعن مارتے ہیں اور اوپر مخالفت حدیث کا دھوا کرتے ہیں اور
زمینین جانتے یہ امر کہ فقہا کو یہ مسئلہ کس مبلغ سے دیا گیا علم سے وہ لوگ قاصر ہیں اور فقہا کے
حق میں بُرے الفاظ کہنے سے گنہگار ہوتے ہیں انتہی کچھ فرقہ کا الیک ایک خبر یہ موجود ہی
اگر کسی مسئلے میں اختلاف ہو تو مسئلہ منفق بہ من تمام حنفی شریک ہیں مگر معترض صاحب حق روایت
اور اسناد کو جب تک فقہ میں زمینین یکہ لین گے ہرگز ان کو اعتدال نہ آئے گا ورنہ ان کے مسلک کے
خلاف ہو جائے گا معترض صاحب کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ جتنے اقوال انھوں نے
بزرگوں سے نقل کیے ہیں کوئی قابل اعتبار نہیں کیوں کہ کسی کتاب میں اسناد او کی نہیں ہے
اسی طرح اسناد رجال اور موضوعات حدیث اور صحت اور ضعف کی کتابیں سب کی سند لائیے
کہ یہ کتابیں انھیں شخصوں کی ہیں جن کی طرف منسوب ہیں ان سب کتابوں کے اوپوں کا زمینین

بتائیں کہ جس معترض صاحب کے قول سے کتابیں اسما والرجال وغیرہ کی شے سند ٹھہرتی ہیں کیوں کہ
سند کو وہ ضروری جانتے ہیں پس ان کے نزدیک کوئی کتاب قابل اعتبار نہ رہے گی **قال**
اور ایک مخالف مقلدین ائمہ حدیث پر چلنے والوں کو یہ دیتے ہیں کہ جب وہ حدیثیں مختلف
ہوں معنوں اور حکم میں تو اب عمل کرنے والے حدیث رسول اللہ پر کیوں کر عمل کریں گے جواب
اس کا یہ ہے کہ جن حدیثوں کو مقلدین ائمہ اربعین مختلف سمجھتے ہیں اور ظاہر میں ایک دوسرے
کی ضد اور کو معلوم ہوتی ہیں یہ سب ان کے مقصور فہم اور قلت تدبر کا ہی ان کا **اقول**
خفیہ کی غرض یہ ہے کہ احادیث مختلفہ میں ائمہ نے جو تطبیق دی ہے وہ سب سے بہتری
اور معترض صاحب نے ابن خزمیہ کا فقط قول نقل کیا ہے حالانکہ اس قول سے کوئی نتیجہ
حاصل نہیں قول شے دیگر ہی عمل شے دیگر دعا سب کرتے ہیں کوئی اس کا مصداق دکھلائیو الا
سوائے ائمہ اربعہ کے موجود نہیں معترض صاحب فقط اقوال ہی کو کافی اور وافی سمجھتے
ہیں ہم پوچھتے ہیں کہ ابن خزمیہ کا یہ قول ہمارے کس مصروف کا ہے اگر وہ کوئی کتاب تطبیق کی
لکھ جائے تو بیشک ہمارے کام آتی جس میں تطبیق ان دونوں صحیح حدیثوں کی ہے کہ ابن عباسؓ
فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلا خوف و غم وغیرہ شہر میں جمع کیا ہے اور ابن
مسعودؓ فرماتے ہیں مجھے سوائے عرفہ اور عرفہ کے اور کہیں جمع کرنے نہیں دیکھا ہے جہاں
اسی طرح ایک صحیح حدیث میں صحابہؓ سے قبل نماز مغرب نفل پڑھنے کی روایت ہے اور عبد اللہ
ابن عمرؓ سے یہ روایت ہے کہ مجھے کبھی کسی صحابی کو قبل مغرب نماز پڑھتے نہیں دیکھا ان
دونوں میں بھی تطبیق دیتے باوجودیکہ دونوں صحیح ہیں علیٰ ہذا القیاس بہت ایسی احادیث
ہیں جنہیں اختلاف ہے مگر ائمہ اربعہ نے بالکل خلاف اٹھا دیا ہے خصوصاً مذہب حنفی میں تو
حدیث کو مثل آئینہ کر دیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام اور مقلدین ان کے حدیث کو خوب
سمجھتے ہیں اور ظاہر یہ ہے حدیث کا اصل مطلب نہیں پایا دوسری حدیث کی سی ہی صحیح ہے
بخاری کی حدیث کے رد پر باوجود امکان اتفاق کے اس حدیث سے انکسار نہیں

بند کر لے میں اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیث کا انکار کر بیٹھتے ہیں اس طرح بہت
 قواعد اور نکتے جمبو کے خلاف ہیں جسکو ایمہہ اربعہ سے خارج ہونا ہو وہ اونکا مذہب اختیار
 کرے پھر ہم حیران ہیں کہ اس میں معترض صاحب کو کون سی وجہ ترجیح کی نظر آئی کہ اپنے
 ہم معترض معصوموں کی کتاب میں دیکھنے کو ارشاد فرماتے ہیں اور اماموں کے اقوال سے فرار
 کرتے ہیں کیا ایمہہ کی تطبیق ابن خزمیہ کے تطبیق سے بھی کم تھی جو حدیث مختلف کا مطلب
 ایمہہ نے بتلایا ہے وہ کسی کو بھی نہیں سوچا اور قاعدے تو سب کتابوں میں لکھے ہوئے ہیں پناہ طلب
 کے قاعدے تمام کتابوں میں موجود ہیں ہندی کی جندی ہو گئی ہے ہر دو کی خاصیت اور
 ماہیت اور افعال و خواص بالقصر صحیح موجود ہیں اب یوں کہہ دینا کہ فلاں فلاں کتاب دیکھ کر
 مطلب کرنا مشکل نہیں بہت آسان ہے مگر معترض صاحب اگر ان کتابوں کو دیکھ کر کوئی نسخہ
 کسی مرض کے واسطے لکھ دین تو ہم سلام کریں اور اگر بالفرض لکھ بھی دین گیں تو اس نسخے
 کی اور سنگیا کی ایک خاصیت ہوگی بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ آدمی کو علم ہو کہ اس کتاب
 جیسے علم طلب تمام پڑھ جاوے مگر نسخہ بغیر طب و شواہد ہی پھر طبیبوں میں بھی فرق ہوتا ہے
 جتنا زیادہ زکی اور قوی حافظ ہوگا اتنا ہی علم طب اور طب و اسکا عمدہ ہوگا اگر سب برابر
 ہو کریں تو پھر بڑے طبیبوں کو کون پوچھے خود کتاب میں دیکھ کر دوا پی لیا کریں جیسے
 آج کل کچھ حکم خطرہ جان ہیں جیسے ہی حضرات ظاہر یہ خطرہ ایمان ہیں دعوائے کچھ کہ بزرگ
 بوسے اجتہاد پائی جائے اور علم ایسا کہ جس سے فاسخ غلطی واقع ہو عرض جتنا کسی شخص کا
 علم وسیع ہوگا اتنا ہی قول اسکا بہ نسبت دوسرے کے زیادہ قوی ہوگا ورنہ امام صاحب
 کی درایت اور الم بخاری کی روایت کو کوئی نہ دریافت کرتا اور علامہ ابن حجر کی شافعی رح
 خیرات احسان کی فضل بہت و ششم میں کہتے ہیں مَنْ يَطْلُبُ الْحَدِيثَ وَلَا يَفْقَهُ
 كَمَنْ يَجْمَعُ الْأَدْوِيَةَ وَلَا يَدْرِي مَنْ أَفْعَاهَا حَتَّى يَمُوتَ الصَّبِيءُ كَمَا أَنَّ
 الْحَدِيثَ لَا يَعْرِفُ وَجَهَ حَدِيثِهِ حَتَّى يَمُوتَ الْفَقِيهَةُ يَعْنِي جَوْشَنُ حَمْدُ

غایت ان کا فہم نہ ہوتا

طلب کیا اور فقہیین میں ہوتا مثل اس شخص کے یہ کہ صحیح کتب دواؤں کو اور نہ جانے منافع اور نہ
یہاں تک کہ آوے طبیب جیسا کہ محدث نہیں پہچانتا وجہ حدیث کی یہاں تک کہ فقہ
آوے اتنے اور فقہ کا اختلاف کچھ مضمر نہیں اس لیے کہ ائمہ کثرتا ہی اختلاف ہو مگر سلسلہ
منفی بہ سبب خفیہ کے نزدیک ایک ہی ہوا لامتناہی اور حدیث میں اس قدر اختلاف
ہو کہ جس قدر چاروں مذاہب بلکہ زائد ہر ایک کا ماخذ ایک حدیث موجود ہو ورنہ اتنے مذاہب
مختلف کیوں ہو جاتے پس فقہ کا اختلاف حدیث کے اختلاف سے چوتھائی بلکہ اس سے
بھی کم سمجھنا چاہیے چنانچہ شرح مسلم میں موجود ہو اس کو ملا خطہ کیجیے کوئی باب ایسا
نہیں کہ جس میں کسی کا خلاف نہ ہو مگر یہ اختلاف کچھ معنی نہیں فقط معترض صاحب کے
اعتراض کا جواب یہ کہ وہ فقہ کا اختلاف حدیث کے اختلاف سے زیادہ بتلاتے ہیں اور
یہ جس غلطی اللہ تعالیٰ چاروں مذاہب کے فقہ کا اختلاف عجب نہیں کہ حدیث سے
کم ہو اور فقط ایک امام کے اختلاف فقہ کو زیادہ کہنا لغو بات ہو محض وہابیات ہی **قال**
بتو ایسے کہ متبع اسے ابو حنیفہ کا سر پر عمل کرے **اقول** مسئلہ مفتی پر **قال** اور ایک
مناظرہ متقدمین ائمہ حدیث پر چلنے والوں کو یہ دیتے ہیں کہ بہ نسبت حدیث کی کتابوں کے
فقہ کی کتابیں بڑی آسان اور بہت تحقیق اور کوشش سے بنائی گئی ہیں سو جواب اس کا
یہ ہے کہ یہ بات محض کذب اور دروغ ہی اگر کوئی منصف بہ نظر تحقیق دیکھے تو عبارت حدیث
کے متون فقہ مثل شرح وقایا و کنز اور ہدایہ وغیرہ سے لاکھ درجے آسان **اقول**
جواب معترض صاحب سے کہ تو خدا کا خوف کیا ہوتا ایسی رکبک اور ضعیف یمن
بچا کہ خفیہ کی طرف کیوں منسوب کر دین اور جواب دینا کا کیا ضرورت تھا شاید
یہ فرضی صورتیں ہوں فقہاء نے فرضی مسائل نکالے ہیں تو معترض صاحب بھی تو
نقدیق اجتہاد کے واسطے کوئی بات نکالیں اور غرض اس اعتراض سے یہ ہے کہ کوئی فقہ
نہ بڑے اور نہ اوسیر عمل کرے اگر ضرورت پڑے تو مسک اختتام وغیرہ کتابیں ہیں جو

کی اور نیک اور اوطار وغیرہ تصانیف قاضی شوکانی زیدی کی جو مخالف مسلک جمہور علما سنت پر دیکھ کر
 اور جب کسی خاص مسئلے کی ضرورت پڑی تو اس میں کئی ابون سے اجتہاد بھی کر لے اور ہر ایک
 کی حدیث موضوع پر کسی مقلد کا عمل نہیں اور نہ اس میں موضوع حدیث میں چنانچہ فتح الفقہ
 میں تو صحیح صحیح حدیثوں سے مسائل ہدایہ کو خوب قوت دیکر جہ فقہان کو دیا ہی ہو مطلقیت
 سے ہر کہیں ہو البتہ ضعف اور محنت میں اختلاف ہو اگر تاہی اس کا خود مدعی بننے سے بھی اعتبار
 کیا ہو اور حدیث ضعیف پر باوجود پاسے جانے صحیح کے عمل کر لیا ہو چنانچہ ترمذی میں لکھا ہے
 قَالَ يَرْيَدُ بْنُ هَاشِمٍ وَنَحْوُهُ أَنْ يَكُنِيَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَجْوَدَ سَنَدًا وَالْعَمَلُ عَلَى
 حَدِيثِ عُمَرَ بْنِ شُعَيْبٍ يَعْنِي لَكَامِزِينَ بَارُونَ سَنَةَ كَحَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ كِلَا سَنَادِ
 فِي بَرْي كَهْرِي هُوَ أَوْ عَلِ عَنِ شُعَيْبٍ كَحَدِيثِ بَرْيِ سَنَةِ تَبَسَّجٍ بَكْرٍ وَتَوْحِيدِ ثَمَرٍ
 جَمْعُ كَرَضَعِيفٍ بِرَعْلٍ كَرَلِينَ أَوْ فَقَاهُ أَوْ كَرَضَعِيفٍ بِرَعْلٍ كَرَلِينَ تَوْحِيدِ وَارْتَحِيرِ
 سَ هَرِكِي نَاصِحٍ بَرَاةٍ وَكِرَانٍ نَاصِحٍ خُودِ يَاقُومُ كَمِ دَرَهَانٍ **قَالَ** أَوْرَاكِبٍ مَخَالِطَةٍ
 اِيْمَ حَدِيثٍ بِرَعْلٍ وَالْوَنُ كَوِي دِيْتِ هِي كَمَجْتَدُونَ كَا كَوِي مُسَلِّحٍ قُرْآنٍ أَوْ حَدِيثٍ كِي
 خِلَافٍ نَهِي هُوَ أَوْ كَرُوِي هُوَ كَا كَوِي تَوَاوَسْكَ بَاعِثٍ يَبْجَهَا جَاوَسَ كَا كَا أَوْ سَكُو مَجْتَدُونَ
 بِسَبَبٍ لَأُتِي تَهْمُونِ عَمَلٍ كِي عَمَّا تَرْكُ كَرُوِي هُوَ كَا جَوَابُ اسْكَايِ هُوَ كِي اس تَقْرِيرِ سِي تَابِتِ
 هُوَ تَابِرُ كِي مَقْلَدِينَ مَجْتَدِ سِي خَطَا كِي هُونِ كِي قَائِلِ نَهِي هِي أَوْ قَائِلِ نَهْوِ خَطَا كَا مَجْتَدِ
 يَزِيدِ مَقْتَدِرُ كَا بَرَاخِ **أَقُولُ** اس كَلَامِ سِي يَهْنِي سَبْجَا جَا تَابِرُ كِي اِحْتِمَالِ خَطَا اُونِ سِي
 نَهِي اِحْتِمَالِ خَطَا تَوَهْرُ سَوْرَتِ يَهِي هُوَ اِذَا كَرِجِجِ كِي مَطَابِقِ اسْتِنْبَاطِ هُوَ كَا تَوَهْرُ اِحْتِمَالِ خَطَا
 فَخْذِ خِلَافِ حَدِيثِ كِي سَوْرَتِ كُو رَفْعِ خَطَا يَهِي دَخَلَ دِيْنَا مَحْضِ خَطَا هُوَ اِذَا مَجْتَدِ عَمَّا كَسِي حَدِيثِ
 كَسِي هَلَّتْ سِي تَرْكُ كَرُوِي اُو سَكِي اِجْتِهَادِ يَهِي اِحْتِمَالِ خَطَا هُوَ كَا اَوْ اِذَا كَرِجِجِ اسْتِنْبَاطِ اُو سَكَا
 مَخَالِفِ كَسِي حَدِيثِ كِي نَهْمُ مَعْلُومِ هُوَ تَوَهْرُ اِحْتِمَالِ خَطَا سِي جَاوَهْرِ نَهِي غَرَضِ سَمَائِلِ اِجْتِهَادِ
 يَهِي اِحْتِمَالِ خَطَا اَوْ صَوَابِ هَرُ سَوْرَتِ يَهِي هُوَ تَابِرُ مَخَالِفَتِ اَوْ رَوَافَقَتِ كُو اُو يَهِي كِيَا دَخَلَ

۴۳

۴۳

۴۳

جو مفسرین صاحب مفسر فضول گفتگو کی معلوم ہوا کہ حضرت کو نے ربط الفاظ کہنے میں بھی نہایت
 ہی مشق پہچان صواب اور خطا کے مسئلے سے کیا بحث تھی جو مفسرین صاحب انہار کمال دہائی
 کیا خفیہ ہر صورت میں خطا اور صواب دونوں کا احتمال رکھتے ہیں البتہ جانب صواب غالب
 ہوئی ہو اور جانب خطا کا احتمال ہوتا ہو اور اس میں کلام نہیں کہ ایسے نے بعض مسائل میں بعض
 احادیث کو جو کہ کسی علت کے ترک کر دیا ہو اور دوسرا خدا کا قرار دیا ہو **فصل**
 اور ایک مغالطہ مقلدین ایسے حدیث پر چلنے والوں کو یہ دیتے ہیں کہ ہمارے امام نے تمام
 مسائل حدیث ہی سے نکالے ہیں اور انکو سب حدیثیں پہنچ گئی تھیں جواباً سکا
 یہ کہ ایسا شخص بڑا کذاب اور بہت بڑے اعتقاد والا ہو خوف ہی اس لیے کہ بڑے بڑے
 اصحاب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جو کہ اکثر اوقات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے صحبت
 میں رہتے تھے انکو تو تمام حدیثیں ایک مدت تک پہنچی ہی نہیں تھیں ان اماموں کو کیا
 پہنچی ہوں گی **اسخا قول** خفیہ کسی کی نسبت یہ دعوائیں کرنے کے انکو کل حدیثیں
 بالیقین پہنچی تھیں خواہ امام صاحب ہوں یا امام مالک یا امام شافعی یا امام احمد یا امام بخاری
 یا امام مسلم ہوں کسی کی نسبت کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ اسکو سب حدیثیں پہنچ گئی تھیں
 پس بسطرح یہ نہیں کہہ سکتے کہ امام صاحب کو کل حدیثیں پہنچ گئی تھیں اسی طرح کوئی
 اس دعوے کو بھی نہیں ثابت کر سکتا کہ امام صاحب کو اس قدر حدیثیں نہیں پہنچیں جب قدر
 امام بخاری وغیرہ کو پہنچی تھیں پس مفسرین صاحب نے بیان دو مغالطے دتے ایک تو خفیہ
 کی طرف سے کل حدیثوں کا دعوہ کر دیا اور دوسرے او سکے جواب میں صحابہ کی حدیثیں
 بیان کرویں اور محبت اوس پر لائے کہ صحابہ اکثر اوقات رہتے تھے جو بات مفسرین صاحب
 نے بیان کی من قبیل بناء الفاسد علی الفاسد جو اکثر اوقات خود اس امر کا مقتضی ہو کہ کل
 حدیثیں صحابہ کو معلوم نہ ہوں پھر یہ کہنا کہ مدت تک انکو حدیثیں نہیں پہنچی تھیں اس سے
 سچی معلوم ہوا کہ بعد مدت کے وہ حدیثیں پہنچ گئیں چنانچہ خود اسکی تصریح کر دی ہے پس

کتاب
 تاریخ
 اسلام

امام صاحب کا زمانہ تو بہت بعد ہوا ہی اور کونے میں بہت سے صحابہ اگر مقیم ہوئے تھے
 اونکا علم حدیث کہاں گیا کیسا ظاہر ہونے سیکھا اور کیا کسیو میں نہوا لہذا امام صاحب کو کہہ
 کونے سے علم تھے بہت ہی احادیث پونہچے ہوں گے چنانچہ مسائل کی تطبیق میں امام صاحب
 کی مسابہ میں اسقدر احادیث موجود ہیں کہ دوسرے کی کتاب میں اتنے نہیں ہیں اور ہر حدیث
 جو ذرا بھی ایک گونہ مخالف ہو اسکو کہہ دینا کہ امام صاحب کو نہیں پونہچے محض نے دلیل بات اور
 رجم بالغیب ہی خدا ایسے سونظر میں ہے چاک ورنہ ہر امام کے حدیث دوسرے امام کی صحیح حدیث
 اور اجتہاد کے مخالف نہوتے حالانکہ کوئی حدیث ایسی نہیں کہ جسکے مخالف کسی کا قول
 موجود نہ ہو مگر یوں دعوائیں کر سکتے کہ اسکو صحیح حدیث نہیں پونہچے تھی ہم بہت حدیثیں
 صحیح دیکھتے ہیں کہ امیہ نے اونکو باوجود صحت کے ترک کر دیا ہی کچھ محض صحت پر دار و مدار عمل
 کا نہیں ورنہ جرم صحابہ خلاف حدیث صحیح کے کوئی امر مروی نہ تو ایسے سبب صحیح حدیثوں کو واجب العمل
 جانیں تو صحابہ کا عمل اونکے ضرور برخلاف موجود ہی جب صحابہ ہی خلاف کرنے لگے تو نونوف
 باندہ موافق حدیث فقط ظاہر یہ اپنے خیال میں ہوں گے اسبوجہ سے احادیث مرفوعہ
 میں صحابہ کے اعمال بھی ملحوظ خاطر ضرور ہیں خصوصاً جو راوی اوس حدیث کے ہوں اگر اونکے
 خلاف عمل کرتے ہوں گے تو وہ حدیث قابل عمل نہوگی پھر اوسمیں امیہ کے اقوال بھی ضرور دیکھنے
 جائیں کیوں کہ اکثر احادیث کی امیہ نے وہ توجہ بیان کی ہے کہ گونظاہر کے خلاف ہی گونظاہر
 نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بالیقین وہی معلوم ہوتی ہے پس نے تحقیق صحیح حدیث پر عمل کر لیا
 مسنطن تو ہی مگر حاکم اور ترمذی نے نہیں سے درمیر وزیر سلطانرا + بیوسلٹ گزیر
 سکھ زبان چو یافتہ غریب + این گریبان گرفت وآن دامن حاصل یہی کہ مختصر
 صاحب دوسروں کے مخالف فرضی نقل کرتے ہیں اور جواب کے ضمن میں خود مخالف طے کرتے
 ہیں بلکہ اونکے جواب کا نام مخالف طے ہی سمجھنا چاہیے عوام کو تو معلوم نہیں کہ خفیہ کا حقیقت
 کار کیا ہی اونکی نظر مخالف طوں پر ڈال کر ٹیٹی کی آڑ میں اون بچاروں کو بھانسن لیتے ہیں

اسکے بعد معترن صاحب نے مسئلہ مخالف احادیث نقل کیے ہیں اور عقل کو بالائے طاق رکھ دیا ہے چنانچہ ناظرین کو جواب سے معلوم ہو گا کہ یہ طعن ائمہ حدیث پر نہیں بلکہ اس پر ہے
 بین معترن صاحب نے سبھی پر طعن کیا ہے امام صاحب وغیرہم اس سے بالکل بری ہیں
قال اور ایک مؤلف مقلدین ائمہ حدیث پر چلنے والوں کو یہ دیتے ہیں کہ قرآن اور حدیث
 کا ایسا کوئی مسئلہ نہیں ہے جو کہ مجتہدوں کو نہ مل ہو و یا انھوں نے کسی مسئلہ پر قرآن و حدیث
 کے خلاف عمل کیا ہو سو جواب اس کا یہ ہے کہ یہ بات بالکل غلط ہے اگر کوئی شخص تامل کرے
 تو اکثر پاسے گا کہ ایک طرف تو حدیث صحیح ہے اور ایک طرف اسے امام کی ہے اس حدیث
 صحیح کے مخالف اور فتوے امام کی اسے پر ہے چنانچہ نشست نمونہ خروار سے چند قول اس کے
 یہاں نقل کرتا ہوں دیکھ لیجئے مسئلہ اول اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف قرآن اور حدیث
 کے یہ ہے جو کہ فقہ اکبر اور شرح عقائد نسفی میں لکھا ہے اَلْاِيْمَانُ هُوَ الْاِقْرَارُ بِاللِّتَّوَكُّلِ
 وَالْاِيْمَانُ اَهْلِي السَّمْعِ وَالْاَكْرَهِيْنَ لَا يَزِيْدُ وَلَا يَنْقُصُ یعنی ایمان اقرار ہے اور
 تصدیق ہے اور ایمان اہل آسمان اور زمین کا نہیں زیادہ ہوتا اور نہیں کم ہوتا اس لئے
 امام اعظم نے خلاف کیا ہے اس مسئلہ میں کلام اللہ کی صریح کئی آیتوں کا بھی اوجھڑیوں کا بھی
 اس لئے کہ ایمان بڑھتا بھی ہے اور کم بھی ہوتا ہے چنانچہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَلَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ
 عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهُ اِذَا تَشَاجَرْتُمْ اَلَيْسَ اِنْتُمْ بِرَاٰیِیْنَ یعنی جب بڑھی جاتی ہیں اوپر ان کے نشانیاں اس کی
 زیادہ کرتی ہیں او کہو ایمان **اقول** یہاں نزاع لفظی ہے اس میں مخالفت قرآن اور حدیث
 کی مطلق نہیں ہائی جاتی تفصیل اس جہاں کی یہ ہے کہ ایمان کے معنی جیسا کہ متاخرین حنفیہ
 کے کتب میں ہیں فقط تصدیق قلبی کہ ہیں اور اقرار کو احکام معاملات دنیوی میں ضروری اور
 داخل ایمان جانتے ہیں چنانچہ آیات قرآنی اس پر شہد ہیں فرمایا اللہ تعالیٰ نے اُولٰٓئِكَ
 كَتَبَ فِي قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ اِلٰهِيْیْهِ لَوْ كُنْتُمْ اَعْلَمُوْنَ اِلٰهِيْیْهِ لَوْ كُنْتُمْ اَعْلَمُوْنَ اِلٰهِيْیْهِ لَوْ كُنْتُمْ اَعْلَمُوْنَ اِلٰهِيْیْهِ
 كَرِيْمٌ وَّ قَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِيْمَانِ یعنی دل اس کا مطمئن ہے ساتھ ایمان کے و مَّا یَدَّخِرُ

بہارِ شریعت

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ جو معنی ایمان کی امام صاحب کے قے میں وہ ہرگز زیادتی اور کمی قبول نہیں کر سکتی جتنی آیتیں آپ نے بیان کیں سب میں ایمان سے ارکان ثلاثہ مذکورہ ادا ہیں اگر یہ معنی ایمان کے آپ مراد لے قے میں تو بجا ہی سوال معنون سے امام صاحب ایمان کی کمی اور بیشی کا انکار نہیں کرتے اور اگر صرف تصدیق یا مجموعہ اقرار و تصدیق کے معنی لیے جائیں جیسا کہ مذہب امام صاحب کا ہے تو معنی آیت کے یہ ہوں گے جو تفسیر کبیر میں لکھے ہیں اور امام صاحب سے بھی یہی معنی منقول ہیں ﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا بِمَا نَزَّلْنَا مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِمْ وَأَتَتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ خُمُسًا مِمَّا كَسَبُوا﴾ (النحل: ۹۹)۔
 الثَّانِي مِنْ زِيَادَةِ التَّصَدِيقِ أَنَّهُمْ يُصَدِّقُونَ بِكُلِّ مَا تَلَىٰ عَلَيْهِمْ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَلَمَّا كَانَتْ التَّكْلِيفُ مُتَوَالِيَةً فِي زَمَنِ الرَّسُولِ لِكُلِّ مَنْ عَلَيْهِمْ وَاسَلَّمَ مُتَعاقِبَةً فَعِنْدَ حُدُوثِ كُلِّ تَكْلِيفٍ كَانُوا يَزِيدُونَ تَصَدِيقًا وَقَرَأُوا مِنَ الْمَعْلُومَاتِ مَنْ صَدَّقَ إِنْسَانًا فِي شَيْءٍ كَانَ تَصَدِيقًا لَهُ أَكْثَرُ مِنْ تَصَدِيقٍ مَنْ صَدَّقَهُ فِي شَيْءٍ وَاحِدٍ وَقَوْلُهُ وَلَا ذَاكَ لَيْتَ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ تَرَادَتْهُمْ إِيمَانًا لَمَعْنَاهُ أَنَّهُمْ كُلَّمَا سَمِعُوا آيَةً جَدِيدَةً اتَّوَابُوا لِتَرَادٍ جَدِيدٍ فَكَانَ ذَلِكَ زِيَادَةً فِي الْإِيمَانِ وَالتَّصَدِيقِ يَعْنِي وَجْهٌ دُوسَرٌ زِيَادَتِي تَصَدِيقٍ كِي يَهْرُكُو تَصَدِيقِ كَرْتِ تَهْنِ كُلِ اَوْسِ شُكِي جَوِ طَرَحِي جَاتِي هِي اَوْ بَرِ اَسَدِي طَرَفِ اَوْ جَبَلِ تَحْيِي تَكْفِي نَادِ رَسَالَتِ بِنَا هِي نِ سَبِ دَرِ پَرِ اَوْرِي كِي بَعْدِ دِكِرِي پَسِ وَفَتِ حَادِثِ هُونِ مَرِ تَكْلِيْفِ كِ زِيَادِ كَرْتِ تَحْتِ وَهُ تَصَدِيقِ اَوْ اَقْرَارِ اَوْ نَظَا اَهْرُجِي كِي جَوْشُخِ تَصَدِيقِ كَرِي كِ سِي اِنْسَانِ كِي دَوَامِ مِيْنِ زِيَادِ هِي تَصَدِيقِ اَوْ سِ شَخْصِ كِي تَصَدِيقِ سِي كِي اَلِكِ اَعْرَبِ تَصَدِيقِ كَرِي اَوْ قَوْلِ جَنَابِ بَارِي وَلَا ذَاكَ لَيْتَ اَلْحَقُّ يَعْنِي جَبِ وَهِنِ مِيْنِ كُوْنِي اَجَدِي كَرْتِ تَهْنِ اَقْرَارِ جَدِيدِ مِيْنِ هُوْ كِي يَزِيَادَتِي اِيْمَانِ مِيْنِ اَوْ تَصَدِيقِ مِيْنِ دُوسَرِي كِي كَرْتِ تَهْنِ اَلْمَعْرِفَةِ وَالْاِقْرَارِ لَا يَقْبَلَانِ الشُّكَّ وَهُ يَعْنِي تَصَدِيقِ اَوْ اَقْرَارِ

کی بیشی قبول نہیں کرتی اور جس صفحہ کا اپنے حوالہ دیا ہو وہیں تو انھوں نے بلکہ اور کسی
 جگہ کہیں ان معنوں سے جو امام صاحب کہتے ہیں ہرگز نہ کی اور بیشی کو نہیں لکھا بلکہ
 کیا ہی چنانچہ عبارت او کی نقل کی گئی اور جس جگہ تفسیر کبیر میں ہے دیکھا نزاع فقط یا
 ہاں اب گفتگو اتنی باقی ہے کہ امام صاحب ان معنوں کے کیوں قائل ہوئے جو انکو توفی
 مجازی نے بڑے سو جواب و سکا پہ ہے کہ امام صاحب کے معنی اکثر آیات اور احادیث سے
 مطابق ہیں اگر بیان یہ معنی لیتے تو دوسری جگہ مجاز لینا پڑتا حدیث اکثراً فقہاء نے ہیں
 بلکہ میری رائے میں امام صاحب کا مذہب اس باب میں بہت درست حلقہ ہے تاہم اگر کسی نے
 سنو تا تو دونوں طرف کے دلائل لکھتا ہے معلوم ہو جاتا کہ کس کی رائے قرآن و حدیث سے
 موافق زیادہ ہے مگر دو چار سندیں ایسے لکھ دین کہ کوئی صاحب سکو عجبر پر محمول نہ کرے یا
 رہی حدیث سوا و حسین کہیں تصریح نہیں کہ ایمان بمعنی تصدیق کے زیادہ اور کم ہوتا ہے
 بلکہ خود اکی سند میں جو بخاری سے لائے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ ایمان بمعنی قول اور فعل کے
 زیادہ ہوتا ہے علاوہ اس کے اسکا حدیث ہونا ثابت نہیں چنانچہ فتح الباری شرح بخاری
 میں اسی مقام پر لکھا ہے کہ یہ لفظ سلف سے وارد ہے قول نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنا
 وہم ہی اور مراد بخاری کی بھی یہ نہیں ہے بلکہ عطف اسکا سچا کہ عبارت میں قول نبی ہی پر نہیں
 گو یہ حدیث اسناد ضعیف سے وارد ہوئی ہے انتہی اور شیخ الاسلام علامہ عینی شارح بخاری
 لکھتے ہیں قَالَ الْأَمَامُ هَذَا الْبَحْثُ لَفْظِي لِأَنَّ الْمَرَادَ بِالْإِيمَانِ أَنْ كَانَ هُوَ
 التَّصَدِيقُ فَلَا يَقْبَلُهُمَا وَإِنْ كَانَ الطَّاعَاتُ فَيَقْبَلُهُمَا أَكْلُ مَا قَامَ
 مِنَ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الْإِيمَانَ لَا يَقْبَلُهُمَا فَهُوَ مَصْرُوفٌ إِلَى أَصْلِ الْإِيمَانِ
 وَكُلُّ مَا دَلَّ عَلَى أَنَّ الْإِيمَانَ يَقْبَلُهُمَا فَهُوَ مَصْرُوفٌ إِلَى الْكَامِلِ وَهُوَ
 مَصْرُوفٌ بِالْعَمَلِ يَعْنِي كَمَا أَنَّ إِمَامَ صَاحِبِ يَدِ بَحْثِ لَفْظِي هُوَ سَلْبٌ كَمَا أَنَّ إِيمَانَ
 أَخْطَ تَصْدِيقٌ هُوَ تَوْهِيْدٌ زَيْدٌ أَوْ كَمَا نَحْنُ قَبُولٌ كَرْتِي أَوْ أَوْ كَرْتِي هُوَ تَوْهِيْدٌ كَمَا أَنَّ إِيمَانَ

فتح الباری شرح بخاری

عقائد اعلیٰ شریعہ
 صلی اللہ علیہ وسلم

رضی

کرتی ہو پس جو دلیل قائم ہو اس پر کہ ایمان کی اور بیشی قبول نہیں کرتا سو مراد اس سے اصل ایمان
 ہی اور جو دلیل ایمان کی کمی اور بیشی پر دلالت کرتی ہو اس سے مراد ایمان کامل ہی جس میں عمل
 داخل ہی آتا ہے اور محمد بن ابی ہریرہؓ فرماتا ہے میں نے شافعی مذہب لکھتے ہیں وانیچہ مشہورست کہ
 الْإِيمَانُ قَوْلٌ وَعَمَلٌ مَزِيدٌ وَيَنْقُصُ وَالْإِيمَانُ لَا يَزِيدُ وَلَا يَنْقُصُ اِنْ أَخَذْتَ
 صلی اللہ علیہ وسلم دین ماضی چیز سے صحیح فائدہ مان از اقوال صحابہ و تابعین است یعنی جو کہ مشہور
 ہو کہ ایمان قول اور عمل ہی زیادہ اور کم ہوتا ہے اور ایمان نہ زیادہ ہوتا ہے اور نہ کم آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم سے اس میں کوئی حدیث صحیح نہیں آئی بلکہ اقوال صحابہ و تابعین سے ہوا ہے اور
 شیخ المند شراح سفر السعادت بھی جنکی آپ سند لائے ہیں اس کے بعد لکھتے ہیں کہ حاصل
 کلام تحقیق یہی ہے کہ دونوں طرف کی کوئی حدیث صحیح نہیں آئی اور جس نے اقوال آپؐ سے نقل
 کیے ہیں ذرا غور سے اوس میں ملاحظہ فرمائیے کہ میں یہ لکھا ہے کہ ایمان بمعنی تصدیق یا تصدیق
 مع الاقرار زیادہ اور کم ہوتا ہے بلکہ اسکی تصریح کر دی ہے کہ قول اور عمل ہی زیادہ اور کم ہوتا ہے
 چنانچہ غنیۃ الطالبین کی عبارت جو آپؐ لکھتے ہیں اوس میں بھی تصریح کر دی ہے کہ ایمان
 اقرار لسانی اور تصدیق جنائی اور عمل ارکانی ہی زیادہ ہوتا ہے بندگی سے اور ناقص ہوتا ہے گناہ
 اور قوی ہوتا ہے علم سے اور ضعیف ہوتا ہے جبل سے آتے اور سلف کی عبارت میں قول
 و عمل نقطہ آیا ہے تصدیق کا ذکر نہیں ہوا اسکی وجہ یہ ہے کہ عمل سے مراد عام ہی خواہ جوارح سے ہو خواہ
 قلب سے چنانچہ تصریح اسکی شرح سفر السعادت میں کر دی گئی ہے اور جمع البجاری کی عبارت
 جو آپؐ سے نقل کی ہے اس عبارت کے آگے وجہ موافقت بھی موجود ہے اوسکو اپنے کیون قلم
 انداز فرمایا چنانچہ عبارت یہ ہے لَا الْحَقِيقَيْنِ مِنْهُمَا وَكَأَنَّهُمْ قَالُوا مُفْتَسِرُ التَّصَدِيقِ
 لَا يَزِيدُ وَلَا يَنْقُصُ وَالْإِيمَانُ الشَّرْعِيُّ يَزِيدُ وَيَنْقُصُ بِزِيَادَةِ تَعَمُّدِ أَيْمِهِ وَبِالتَّوَقُّفِ
 بَيْنَ خُلُوعِ الْمُصَوِّحِ أَقَاوِيلِ السُّلُوفِ يَسْنِي كَرِ حَقِيقَتِهِ أَوْ نَحْنُ سَبَسِ حَقِيقَتِهِ كَمَا أَوْضَحْنَا
 نے مراد تصدیق کا نہ زیادہ ہوتا ہے اور نہ کم اور ایمان شرعی زیادہ اور کم ہوتا ہے بسبب

سفر السعادت

صحیح

ثرون اپنے کی اور ان معنی سے موافقت در بیان ظاہر نفس اور اقوال سلف کے ہو گئے تھے
 باقی بقول صاحب تفسیر فتح البیان کا جو معبر اور مرئی آپ کے ہیں اوسکا جواب یہ ہو کہ وہ خود
 اوسی صفحے میں لکھتے ہیں وَالْمُرَادُ بِزِيَادَةِ الْاِيْمَانِ هُوَ زِيَادَةُ التَّوَكُّلِ وَالْاِيْمَانِ
 وَطَمَ اَنْبَنَةُ الْقَلْبِ وَانْفِلَاجِ السَّخَاطِرِ یعنی مراد زیادتی ایمان سے زیادتی کشاوتہ ہونے
 سینے کی ہی اور اطمینان قلبی اور شگفتہ ہونا خاطر کا ہی اتنے سو اس زیادتی کے خفیہ بھی
 قائل ہیں چنانچہ شرح فقہ اکبر ملا علی قاری میں لکھا ہے فَالْحَقِيقَةُ أَنَّ الْاِيْمَانَ كَمَا قَالَ الْاِمَامُ
 الرَّادِّيُّ لَا يَقْبَلُ الزِّيَادَةَ وَالنَّقْصَانَ مِنْ حَيْثُ نَبْذَةُ اَصْلِ التَّوَكُّلِ بَقِيَ لَا مَرْتَبَةَ
 الْيَقِيْنِ فَإِنَّ هَذَا رَأْيَ أَهْلِهَا مُخْتَلِفَةٌ فِي كَمَالِ الدِّينِ يَعْنِي تَحْقِيقَ يَهْوِيهِ اِيْمَانِ
 جیسا کہ امام رازی نے کہا ہے زیادتی اور نقصان کو باعتبار اصل تصدیق کے قبول نہیں
 کرتا البتہ باعتبار یقین کے کمی بیشی ہوتی ہے اس لیے کہ مراتب اہل یقین کے مختلف ہیں کمال دین
 میں اتنے اس عبارت کے بعد ملا علی قاری لکھتے ہیں چنانچہ اس پر کلام الہی بھی دلالت کرتا ہے
 قَالَ اَوَّلُكُمْ مُؤْمِنٌ قَالَ بَلَىٰ وَلَٰكِنْ لَّيَطْمَئِنَّ قُلُوبُ اس لِيَعْلَمَ اَنَّ رُتَبَةَ اَعْيُنِ الْيَقِيْنِ كَرْتَبَةِ
 علم الیقین سے فوق ہیں اس واسطے آیا ہے کہ سننا مثل دیکھنے کے نہیں ہوتا اگرچہ بعضوں کا
 قول ہے کہ اگر حجاب بھی اٹھا دیا جاوے تو بھی یقین زیادہ نہو یعنی اصل یقین زیادہ نہو
 بوجہ مطابقت علم الیقین کے اور یہ منافی نہیں زیادتی یقین کو وقت دیکھنے کے چنانچہ مشاہدہ
 کیا گیا ہے واسطے اوس شخص کے کہ علم ہوا اوسکو خاتمہ کعبے کا غیر متین پھر اوسکو مشاہدہ اوسکا ہو حضور
 میں اسی بنا پر بس مراد زیادتی نقصان سے قوت اور ضعف ہے اس لیے کہ تصدیق ساتھ
 طلوع آفتاب کے قوی تر ہے تصدیق سے ساتھ حدوث عالم کے اگرچہ دونوں مساوی ہیں
 اصل تصدیق مؤمن یہ ہیں یعنی جس کے ساتھ تصدیق کی گئی ہو انتہا اسکے آگے لکھتے
 ہیں فَالْخِلَافُ لَفْظِيٌّ يَعْنِي بَيْنَ اخْتِلَافِ اسْمَيْنِ لَفْظِيٍّ حَقِيقِيٍّ اخْتِلَافِ نَهْنِ اَتَمِّ اَوَّلِ
 ردالمحتول علی النہج المقبول میں لکھا ہے کہ تحقیق نفس ایمان کم و بیش نہیں ہوتا نزدیک

حجب سے پہلے

حجب سے پہلے

حجب سے پہلے

حجب سے پہلے

إِذَا كَانَ مُرَكَّبًا لَا يَحْقُقُ الْإِيمَانُ بِذَوْنِهِ فَغَيْرُ الْمُؤْمِنِ كَيْفَ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ
 وَنَدْخُلُ الْجَنَّةَ قُلْتُ الْإِيمَانُ فِي كَلَامِ الشَّارِعِ قَدْ جَاءَ بِمَعْنَى أَصْلِ الْإِيمَانِ
 وَهُوَ الَّذِي لَا يُعْتَبَرُ فِيهِ كَوْنُهُ مَقْرُورًا بِالْعَسَلِ كَمَا فِي قَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ
 الْإِيمَانُ أَنْ تُؤْمِنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَتُؤْمِنَ بِالْبَعْثِ وَالْإِسْلَامُ أَنْ
 تَعْبُدَ اللَّهَ وَلَا تُشْرِكَ بِهِ وَتُقِيَّ الصَّلَاةَ الْكَرِيمَةَ وَقَدْ جَاءَ بِمَعْنَى الْإِيمَانِ الْكُلِّ
 وَهُوَ الْمَقْرُورُ بِالْعَسَلِ وَهُوَ الْمُرَادُ بِالْإِيمَانِ الْمُنْفَعِيِّ فِي قَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ
 لَا يَزِيْرُنِي لَدُنِّي حَيْثُ يَزِيْرُنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ أَحَدِيَّتٍ وَكَذَا أَكُلُ مُوَضِّعٍ جَاءَ بِمَثَلِهِ
 فَالْخِلَافُ فِي الْمَسْأَلَةِ لَفْظِيًّا لَا كَلَامِيًّا رَاجِعٌ إِلَى تَفْسِيرِ الْإِيمَانِ وَأَنَّهُ فِي آيَةِ
 الْمُعْتَبَرِينَ مَنْقُولٌ شَرْعِيٌّ وَفِي آيَةِ هَاجِرٍ مَعْنِيٍّ كَمَا إِيَّاهُ نَعْنِي بِكَلَامِ نَهَايَتِ شَكْلِ نَهْ
 اس لیے کہ عمل جبکہ رکن ہو تو ایمان بغیر اس کے پایا نہ جائے گا پس غیر مؤمن دروزح سے کیونکر
 نکلے گا اور جنت میں کیونکر داخل ہو گا جواب دیتا ہوں میں کہ ایمان کلام شارع میں کبھی معنی
 نفس ایمان کے آیا ہے اور نفس ایمان وہ ہے کہ جس میں عمل کے ساتھ ہونا اعتبار
 نکلیا جائے چنانچہ قول رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں وارد ہوا ایمان یہ ہے کہ تصدیق کرے
 ساتھ اللہ اور فرشتوں اور کتابوں اور رسولوں اس کے اور اسلام یہ ہے کہ عبادت کرے تو
 اللہ کی اور نہ شریک کرے تو ساتھ اس کے اور قائم کرے تو نماز اور کبھی معنی ایمان کامل کے آیا ہے
 اور ایمان کامل وہ ہے جو عمل کے ساتھ ہو اور یہی مراد ہے اس ایمان سے جو نفی کیا گیا ہے قول
 نبی علیہ السلام میں نہیں زنا کرتا ہی زنا کرنے والا جسوقت وہ زنا کرتا ہے اس حال میں کہ وہ
 ایمان رکھتا ہے اور اسطرح ہر جگہ مثل اسکے آیا ہے سمجھنا چاہیے کس خلاف اس مسئلہ میں
 لفظی ہے اس لیے کہ وہ رجوع کرتا ہے ہر طرف تفسیر ایمان کے اور طرف اسکے کہ وہی ایمان کو
 دو معنوں میں سے منقول شرعی ہے اور کون سے دو معنوں میں مجاز ہے انتہی اس عبارت سے
 بھی معلوم ہوا کہ ایمان کے دو معنی آئے ہیں نفس تصدیق اور ارکان ثلاثہ اور ایمان کامل

کے معنی اس لیے بیان ہوئے تاکہ مذہب معتزلہ سے احتراز ہو جائے کیونکہ معتزلہ نفس ایمان میں
 عمل داخل کرتے ہیں پس اس سے لازم آتا ہے کہ جو عمل ترک کرے اس کو ہمیشہ دو تہ میں رہنا پڑے
 حالانکہ یہ مذہب خلاف اہل سنت اور جماعت کے ہے پس ان تقریرات سے واضح ہوا کہ
 فقط نزاع لفظی ہی معنی میں نہیں جہاں قرآن اور حدیث میں عمل پر اطلاق آیا ہے
 وہاں ایمان کامل مراد ہے اور جس جگہ نفس تصدیق پر بولا گیا ہے وہاں فقط اصل ایمان مراد
 ہے اور لغت بھی ان معنوں کے مطابق ہے قاموس میں ہر امن یہ ایماناً صدقہ یعنی ایمان
 لایا وہ ساتھ اس کے یعنی تصدیق کی اوس نے اوسکی اور لغات شرح مشکوٰۃ کے کتاب
 الایمان میں ہے تشریف فی الشرح الی تصدیق الشارح فیما أخبرنا ما وحده
 وهو مذہب المحققین أو مع الإقرار بأن لم یتمتع ما یغیر وهو قول الجمهور
 أو مع الإقرار والعمل عند المعتزلة وأما ما یحکی من الحدیثین من أن
 المؤمن اعتقاداً بالجنان ولا قراراً باللسان وعمل بالاذن کان قالوا کما یحکم
 الکامل لا أصله كما شنبہ علی أقوام من الطریق طواہیر عباد اہلہم وقد
 صرحوا بما ذکرنا یعنی پھر نقل کیا گیا شارع میں طرف تصدیق شارع کے اوس چیز
 میں کہ خبر دی شارع نے یا فقط تصدیق اور یہ مذہب محققین کا ہی جامع اقرار کے اگر کوئی
 مانع نہ ہو اور یہ قول جمہور کا ہی جامع اقرار اور عمل کے نزدیک معتزلہ کے لیکن جو کہ محدثین سے
 منقول ہے کہ ایمان اعتقاد قلبی اور اقرار زبانی اور عمل ارکانی ہے پس مراد اوس سے ایمان کامل
 ہو نہ نفس ایمان جیسا کہ شبہ ہو گیا ہے بعضوں کو اذکی ظاہر عبارت سے اور تحقیق تصریح
 کردی ہے اوغنون نے اوس چیز کی جو ذکر کی ہے اس سے اور مرقات شرح مشکوٰۃ کے کتاب
 الایمان میں ہے واختلف العلماء فیہ علی أقوال أوکھا وعلیہ اکثر وون والاکثر
 والمحققون أنه یجوز تصدیق النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیما علم بحیثیہ بہ
 بالصرح وصرح یعنی اقرار کیا ہے علمائے ایمان میں کئی قول پر اول اوکھا اور سب اکثر لوگ

قاموس لغات
 معانی شریعہ
 معانی ایمان

تہذیب
 ایمان

ناکافی۔ مختار میں محمد مصدق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہوا سمین کہ جانا گیا ہوا لانا
 اشمہ میں انہی تحقیق میں نہ المتحار اس کے بعد لکھا ہوا زمین ظاہر ہوئی ہی مخالفت درمیان قول
 ضروری ایسا وہ تمام اہل سنت کے اس لیے کہ بجا لانا اور اور نواسی کا کمال ایمان
 ہو اتفاقاً نہ ماہیت ایمان سے پس نزاع لفظی ہی نہ حقیقی ایسے ہی اختلاف کی اور پیشی بجا
 میں لفظی ہوا تھے تیس ہم حیران ہیں کہ آپ کو مخالفت صریح کا حکم کرنے پر کون سی شے باعث ہوئی
 اول آپ کو مناسب تھا کہ ایمان کے معنی متعین کرتے پھر اوسمین گفتگو کرتے کہ ان معنوں سے
 کئی اور ہمیشہ قرآن اور حدیث سے ثابت ہی یا نہیں آپ نے بلا تحقیق حکم دے دیا کہ امام صاحب
 نے صریح مخالفت کی ادنیٰ استعداد والا بھی جان سکتا ہی کہ فرق ہیں ہوا یہ آیت سلف
 سے آج تک کسی کو نہ سوچھی تھی فقط آپ کو معلوم ہوئی حیف صد حیف یہ انصاف رہ گیا آپ کو لکھتے
 وقت یہ بھی خیال نہ آیا کہ ذرا حنفیہ اور شافعیہ کی کتابیں تو دیکھ لیں پھر اس اعتراض کو غلام بند
 کروں خیر قطع نظر ان کتابوں کے جن کتابوں کو آپ نے لکھا ہی انھیں میں غور کرتے تو جو آ
 موجود تھا اگر امام صاحب ایسی مخالفتیں کیا کرتے تو شرق سے غرب تک کوئی اونکی تقلید نہ کرنا کرتے
 باوجود دعویٰ اسلام کے ایسی جرات کی ہی کہ آج تک کسی نے نہیں کی تھی آپ کو گفتگو سے تہذیبی
 مناسب تھی مگر کیا کریں ہمارا یشیوہ نہیں ورنہ بحکم ۵ کلوز انداز را پاداس سنگست
 جواب ندان شکن دیا جاتا فی الواقع بڑوں کو خبر الہنا باعث سو خاتمہ کا ہوتا ہی اس محفوظ
 رکھے آخر حضرت موسیٰ اور خضر کا قصہ قرآن شریف میں کس غرض سے لایا گیا ہی اوسمین ایک
 بھی حکمت ہی کہ ظاہر ہی مخالفت دیکھ کر بغیر غور کے یوں نہ کہنا چاہیے کہ فلا نے بزرگ نے
 مخالفت صریح کی غرض تمھاری ان گستاخیوں سے ہمارا کچھ نہ کیا تمھیں پرچار و نظرف سے
 نظریں اور طامت ہونے لگی ہے ۵ چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد + میشل اندر طاعت
 پا کان برد + قال مسئلہ دوم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف قرآن اور حدیث کے یہی
 جو کہ ہدایے اور شرح و قیایے اور کثر الدقائق اور رد المتحار اور فتاویٰ عالمگیری وغیرہ

فصلی کتابوں میں ہر صد ہا الرضا ج ثلثون شہراً عندہ
پھرنے کی تیس مہینے میں نزدیک ابی حنیفہ کے اور لفظ ہدایہ کے

کیا ہو اس مسئلے میں کلام اس کی صریح تین آیتوں کا بھی اور حدیث

یہ دو دو

پہلے کی مدت زیادہ زیادہ و برس ہو **اقول** امام صاحب نے ہر گز صریح آیتوں اور حدیثوں کا خلاف نہ

کیا بلکہ امام صاحب نے اسی آیت حمله و فصلاً کہ تلتون شہراً جس سے دو برس بھی لیے ہیں اور

دھائی برس بھی اور دلیل امام صاحب کی یہ ہو کہ ہدایہ وغیرہ میں لکھی ہو و وجہاً انہ لعلی

ذکر سبائین و ذکر لہما مئدۃ فکانت لکل واحد منہما بکمالہا کالاجل المضروب

للدینین الا انہ قاصر المنقص فی احدیہما فبقی الثانی علی ظاہرہ یعنی وجہاً

صاحب کی یہ کہ اللہ تعالیٰ نے دو چیزوں کو ذکر کیا (یعنی محل اور رضاع) اور دونوں کے واسطے

مدت بیان کی پس مدت ہر ایک کی واسطے کامل ہوگی جیسے وقت کہ دو فرض کی واسطے مقرر کیا جائے

مگر ایک میں ناقص کرنے والی شے موجود ہی نہیں باقی رہا دوسرا اپنے حال پر اور اجل مضروب کے

مثال رد المحتار اور بنیائین یہ لکھی ہے اَجَلْتُ الدِّينَ الَّذِي عَلَى فُلَانٍ وَالدِّينَ الَّذِي

عَلَى فُلَانٍ سَنَةً یعنی وقت معین کیا میں نے اوس دین کا جو فلان شخص پر ہے اور اوس دین کا جو

فلان شخص پر ہے ایک برس اتنے اس سے سمجھا جاتا ہے کہ دونوں کی واسطے ایک ایک برس چنانچہ تصریح

اس کی کتب مذکورہ میں موجود ہے اور دوسری مثال اسی محاورے کی تائید میں طحاوی اور عیاض میں یہ

لِفُلَانٍ عَلَى أَلْفٍ دَرَاهِمٍ خَمْسَةَ أَفْنَسٍ تَحْتَطُّ إِلَى شَهْرَيْنِ يَكُونُ

الشَّهْرَانِ أَجَلًا لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنَ الدَّيْنَيْنِ بِكَمَالِهِ یعنی واسطے فلان شخص کے اوپر ہر ایک

ہزار درہم میں اور پانچ گوند گیون میں دو ماہ تک اس عبارت میں دو ماہ ہر ایک دین کی کمال

اجل ہوں گے اتنے اور منقص کی مثال حدیث عائشہ کی یہ کہ فرماتی ہیں الْوَلَدُ لَا يَتَقَيُّ فِي

بَطْنِ أُمِّهِ أَكْثَرَ مِنْ سِتِّينَ يَوْمًا یعنی اگر کائین باقی رہتا مان کے پست میں زیادہ دو برس سے

اتنے چنانچہ یہ حدیث کتب مذکورہ میں موجود ہے اور دارقطنی اور سیوطی بھی اس کو روایت کرتے ہیں

کتاب النکاح

در بیان نکاح

در بیان نکاح

چنانچہ تخریج زلیعی اور در مختار میں یہ مسئلہ لَا يَعْرِفُ إِلَّا سَمَاءً یعنی اس قسم کی حدیث سنی
 ہوئی ہی موقی ہو اور در المختار میں فتح القدیر سے نقل کیا ہی اس لیے کہ مقدرات کی طرف عقل پرگز
 راہ نہیں پاسکتی پھر کہا اوسمین پس ہوگی یہ حدیث حکم میں مرفوع حدیث کے جو انحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم سے سنی گئی ہو اور فتح القدیر میں اسکو انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی روایت کیا ہی
 اسی وجہ سے امام صاحب محل کی مدت دو برس کہتے ہیں کیونکہ حدیث سے تخصیص آیت کی
 ہو گئی اور رضاع کی مدت وہی دہائی برس حسب آیت دلالت کرتی ہی باقی رہی البتہ اس صورت میں
 دو اعتراض واقع ہوتے ہیں ایک یہ کہ قرآن کو حدیث سے متغیر کر دینا لازم آتا ہی دوسرے یہ کہ
 لفظ ثلثین کا ایک اطلاق میں ثلثین یعنی تیس اور اربعۃ و جثۃ یعنی چوبیس کے معنوں میں
 استعمال کرنا پڑتا ہی اور یہ جمع ہی درمیان حقیقت اور مجاز کے جس سے منع کیا گیا ہی سؤل
 اعتراض کا جواب در المختار میں یہ لکھا ہی کہ لَا يَبْدُو أَنَّ الْآيَةَ مُؤَوَّلَةٌ لِيَتَوَرَّعَ عَنْ الْأَجَلِ عَلَى الْأَقْلِ
 وَلَا كَثَرُ فَلَكَ تَكْرُرٌ وَلَا نَهَا قَطْعُهُ يَعْنِي آيَةُ تَأْوِيلٍ كَيْ يَسَبِّحَ تَقْسِيمُ كَرْنِ أَوْ كَيْ أَجَلٍ كَو
 او پر کم اور زیادہ کے پس ہوگی دلالت اوسکی قطعی آیتیں اور کہا رد المختار شرح در المختار میں قولہ
 الْآيَةُ مُؤَوَّلَةٌ أَيْ قَابِلَةٌ لِلتَّأْوِيلِ بِمَعْنَى اخْرَافِكَ تَكْرُرُ قَطْعِيَّةٍ الدَّلَالَةُ عَلَى الْمَخْصِ
 الْأَوَّلِ بِجَوَادٍ تَخْصِيصُهَا بِخَبَرِ الْوَاحِدِ يَعْنِي قَوْلَ أَوْسَا الْآيَةِ مُؤَوَّلَةٌ كَيْ سَعْنِي يَهْمُ كَيْ تَبْتِ قَابِلِ
 تاویل کے ہی معنی دوسری کے تیس ہی آیت اول معنی بر قطعی دلالت کر کے گی پس جائز ہو اخاص
 کو آیت کا خبر واحد سے آیتیں وَفَوَكَّهُ لِيَتَوَرَّعَ عَنْ أَيْ الْعِلْمَاءِ كَالصَّاحِبِينَ وَغَيْرِهِمَا
 الْأَجَلِ أَيْ ثَلَاثِينَ شَهْرًا عَلَى الْأَقْلِ أَيْ أَقْلٍ مُدَّةٍ قَوَّاهِمِلْ وَهُوَ سِتَّةُ أَشْهُرٍ
 وَلَا كَثَرُ وَأَيْ أَكْثَرُ مُدَّةٍ الرِّضَاعِ وَهُوَ ثَنَانِ فَالْثَلَاثُونَ بَيَانٌ لِلْجَمْعِ
 الْمُدَّتَيْنِ كَالِثَلَاثِينَ وَاحِدَةٍ يَعْنِي أَوْ قَوْلَ أَوْسَا واسطے تفریق کرنے اونکے کے یعنی علمائے
 مثل صاحبین اور سوا اونکے اجل کو یعنی تیس ماہ کو اوپر اجل کے یعنی اقل مدت حمل کے اور وجہ
 ماہ میں اور اوپر اکثر کے یعنی اکثر مدت رضاع کی اور وہ دو برس ہیں پس تیس ماہ بیان ہو فزون

در مختار
در مختار
در مختار

در مختار
در مختار
در مختار

مہ تون کا نہ ہوا حد کا اتنے اس عبارت سے بھی معلوم ہوا کہ بوجہ تاویل کرنے اور انکی طرف اقل اور اکثر کے ظاہر معنی کو محل اور رضاء میں سے ہر ایک کے واسطے پوری ڈھائی برس یعنی مثنیٰ تھی چنانچہ محمولات سے یہ امر ثابت کر دیا گیا ہے اور خاص کر لینا آیت کا حدیث سے جائز ہو گیا اور دوسرے اعتراض کا جواب بھی رد المحتار شرح در مختار میں لکھا ہے کہ حَلَّہُ وَفَصَّلَہُ دو مبتدأ ہیں اور ثَلَاثُونَ فَصَّلَہُ کی خبر بجز حَلَّہُ کی خبر مقدمہ نہیں پس فَصَّلَہُ کی خبر اپنے معنی تحقیق میں اور حَلَّہُ کی خبر منی مجازی میں پس اجتماع در میان حقیقت اور مجاز کے ایک لفظ میں واضح ہو اور اس پر ایک اعتراض اور ہوتا ہے کہ ایک عدد کو دو سکڑ میں مجازاً داخل نہیں کرتے سو جواب یہ ہے کہ حَشْرٌ کَلَامٌ اِشْتِیَاقِی کہتے ہیں اور تَحْمَلُ نِیَّۃً اِشْتِیَاقِیۃً لیتے ہیں ہَاۡنَ الدَّیْبَةُ اِسْمٌ بِشَبَہِ ہوتا ہے کہ یہ استثناء میں ہے اور گفتگو اسمین نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ یہ کننا تکلف ہے بلکہ سوا استثناء کے بھی استعمال آیا ہے چنانچہ تفسیر کبیر کی عبارت آتی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابو بکر صلی اللہ علیہ وسلم معوث ہوئے چالیس سے دو برس کم تھے حالانکہ قرآن شریف میں آیا ہے لَقَدْ اَدْبَعْنَا سَنَۃً یعنی جب چالیس برس کو پونچھ سے یکما اور تفسیر سے معلوم ہوتا ہے کہ قریب چالیس کے تھے تو اس آیت میں چالیس کا اطلاق آرٹیں پر ہو جو وہاں لیا بہت استعمال آتا ہے اس کا انکار کرنا کلام عرب کا گناہ نہ ہوتا ہے اور ایک شبہ اسمین یہ وارد ہوتا ہے کہ حدیث عائشہ آیت حَوْلَیْنِ کا مِلْکَیْنِ اور حدیث لَادَصْدَاعَ بَعْدَ حَوْلَیْنِ سے بہتر نہ تھی اس کا جواب یہ کہ امام صاحب آیت اور حدیث کو استحقاق اجرت میں خاص کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آیت کے سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ حالہ مطلقہ کو دو برس دودھ پلانا چاہیے اور اجرت اس کے باپ پر ہو اس لیے کہ زوجہ کو اجرت پر لینا امام صاحب کے نزدیک درست نہیں اور امام شافعی درست کہتے ہیں علیٰ ہذا القیاس حدیث بھی اس پر محمول ہے کہ دو برس سے زیادہ رضاء کی اجرت کا استحقاق نہیں پس ان معنوں سے حدیث اور آیت اور شان نزول اور سیاق اور سیاق میں خوب مطابقت ہو جائے گی اور یہ اختلاف آیت مذکورہ سے جب ثابت ہوتا ہے

روایت شریف

کہ اس آیت کو عام شخص کے واسطے لیا جاوے اور اگر اس کو خاص ایک شخص کے واسطے مثل حضرت
 ابو بکر صدیق وغیرہم کے لیے لین جیسا کہ اکثر تفسیرین مذکور ہیں خصوصاً حضرت ابو بکر صدیق کے
 حق میں نازل ہونے کے تو اکثر مفسرین قائل ہیں چنانچہ تفسیر معالم التنزیل میں ہے وَقَالَ
 الْآخَرُونَ نَزَلَتْ فِي أَبِي بَكْرٍ لَصِدِّيْقٍ وَأَبِيهِ وَأُمِّهِ اور دوسروں نے کہا کہ یہ
 آیت حضرت ابو بکر صدیق اور ان کے والدین کے حق میں نازل ہوئی انتہی اور تفسیر احمدی میں
 لکھا ہے وَقِيلَ فِي حَقِّ أَبِي بَكْرٍ لَصِدِّيْقٍ خَاصَّةً حَيْثُ كَانَ فِي بَطْنِ أُمِّهِ
 سِتَّةَ أَشْهُرٍ وَأَذْنَعَهُ بَعْدَ الْخَوَلَيْنِ وَبَيَّنَّا عَلَيْهِ سِيَّائِ الْأَيَّةِ وَتَمَامُهَا
 وَهُوَ قَوْلُهُ تَعَالَى حَتَّى إِذَا الْبَلْغُ أَشَدُّ الْأَيَّةِ یعنی کہا بعضوں نے نازل ہوئی یہ
 آیت خاص حضرت ابو بکر صدیق کے حق میں اس لیے کہ وہ اپنی والدہ کے شکم میں چھ مہینے رہے
 ہیں اور دودھ پیا یہ انھوں نے بعد اسکے دو سال اور دلالت کرتا ہے اس پر سیاق آیت کا اور
 خاتمہ اوسکا اور وہ قول اللہ تعالیٰ حَتَّى إِذَا الْبَلْغُ أَشَدُّ آخِر آیت تک ہر انتہی اور تفسیر
 کبیر میں لکھا ہے کہ حکایت کیا واحدی نے ابن عباس اور قوم کثیر متاخرین مفسرین سے
 اور متقدمین ان کے سے کہ تحقیق یہ آیت حضرت ابو بکر صدیق کے حق میں نازل ہوئی ہے کیا انھوں
 نے دلیل اس پر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے سعید کیا اجل اور فصال کو اس جگہ ساتھ ایسی مقدار
 کے کہ معلوم ہے کہ کبھی وہ ناقص ہوتی ہے اور کبھی زیادہ بوجہ مختلف ہونے آدمیوں کے ان احوال
 میں پس ضرور ہوا کہ مقصود اس سے کوئی ایک شخص ہوتا کہ کہا جاوے کہ یہ مقدار اوسکے حال
 کی خبر ہی پس ممکن ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق کا بطن والدہ میں رہنا اور رضاع اوسکا اسی مقدار
 ہو پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے اسی شخص کی تعریف میں یہاں تک کہ جس وقت پونہچا وہ اپنی
 جوانی کو اور پونہچا چالیس برس کو کہا اسی رب میرے امام کر تو مجھ کو شکر کرو نیز تیری نعمت کا جو
 مجھ پر تو نے کی ہے اور میرے والدین پر اور معلوم ہے یہ بات کہ شریض اس قول کو نہیں کہا کرتا پس واجب
 کہ مراد اس آیت سے کوئی شخص معین ہو کہ کہا ہو اسے اس قول کو لیکن ابو بکر صدیق پس تحقیق کہا ہے

او نحو کے اقل کو قریب اس کے لے کر کہ وہ چھوٹے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو برس
 کچھ زیادہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبر کے جالین میں ہیں اور ابو بکر صدیق قریب
 جالین میں سے تھے اور او نحو نے تصدیق کی اگلی اور ایمان لائے میں ثابت ہوا اس تقریر سے
 کہ یہ آیتیں صلاحیت رکھتی ہیں کہ مراد اسے حضرت ابو بکر صدیق ہوں اور جب صلاحیت رکھنا
 ثابت ہوا ثواب ہم دعا کرتے ہیں کہ مراد اس آیت سے حضرت ابو بکر رضی عنہ ہیں انتہی پس صورت
 میں اس آیت سے ہر شخص کو واسطے دیا ڈھائی برس لینے دست نہ لو گے بلکہ خاص ایک شخص کا
 حال ہو گا اور درموت کے عام ہر شخص کے واسطے لیا جائے تو بھی دلالت اس آیت کی اقل اور اکثریت
 پر قطعی ہو گے بلکہ آیت مؤول ہو جاوے گی چنانچہ سند اسکی درمختار اور رد المحتار سے
 بیان ہو گئی پس رضاع کے دو برس معین پر دلالت یقینی آیت سے ثابت نہوئی کیوں کہ
 ان معنوں سے تاویل کھلاتی ہیں ان امام صاحب کے معنی ظاہر آیت کے مطابق ہیں اگر شہد
 ہو تا ہی تو فقط یہی ہوتا ہی کہ آیت کو حدیث سے خاص کرتے ہیں سو یہ امام صاحب کے نزدیک
 جائز ہی چنانچہ تقریر اسکی اوپر گذر چکی کہ مدت رضاع میں اختلاف ہی امام صاحب ڈھائی برس
 اسی آیت سے لیتے ہیں اور امام مالک و ہر سے دو ماہ زیادہ کرنے ہیں اور ایک روایت میں ایک
 مہینہ اور ایک میں کچھ حد معین نہیں کرتے بلکہ کہتے ہیں کہ جب بچے کو دو دھڑ کی احتیاج ہو پلانا چاہیے
 اور نبوی نے معالم الشریعہ میں حضرت علی رضی عنہ سے روایت کی ہے کہ یہ آیت حضرت ابو بکر صدیق رضی عنہ
 کی شان میں نازل ہوئی ہے انتہی پس اس صورت میں البتہ اقل اور اکثریت محل اور رضاع کی
 لینا درست ہو جائے گا کیونکہ قرینہ قائم ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق کا حال مذکور ہی اور جس صورت میں
 کہ عام لیا جاوے پھر بھی معنی مراد ہوں اور دوسرے معنی سے انکار کیا جائے تو بعد از انصاف
 ہی البتہ ان معنوں سے بھی بیشک اس میں تاویل ہی پھر قطعی دلالت نہیں چنانچہ صاحب غایہ
 لکھتے ہیں کہ تائید کرتی ہے اسکی تاویل پر وہ روایت کہ ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا پس
 بچہ مہینے میں وہ عورت لڑکا جنی پس حضرت عثمان کے پاس لائی گئی پس اپنے مشوہ لیا

بشریح

بشریح

اوسکے رجم کرنے میں اور کہا ابن عباسؓ نے کہ اگر میں کتاب سے اس میں خاصہ کروں تو کر سکتا ہوں کہ اس صحابہ نے کیونکر کہا حضرت ابن عباسؓ نے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَحَدَّثَكَ وَفَصَّلَكَ تِلْكَ الشُّعْرَ اَلسُّهْرَ آپس حضرت عثمانؓ نے بھڑک دیا اوسکو اتنے پس معلوم ہوا کہ تاویل سے دونوں معنی خالی نہیں امام صاحب کے معنی کو ظاہر نہیں لیکن اونہیں بوجہ حدیث کے تغیر آگیا اور محدثین کے معنوں میں بوجہ کمی بیشی لینے کے تاویل ہو گئی یہی وجہ ہے کہ دو سال کے تعین میں کوئی حدیث صحیح مرفوع نہیں آئی ہے بلکہ حضرت ابن عباسؓ کا قول ہے کہ جسکے معنی استحقاق اجرت کے ہیں جیسا کہ قرآن شریف سے دو برس دودھ پلانا والدہ کا سمجھا جاتا ہے اسکا مطلق ذکر نہیں کہ حرمت رضاع دو برس میں ہوگی فقط محدثین کا قول ہے ایسی ہی امام صاحب کا قول ہے تصریح آیت میں دونوں کے قول کی نہیں لیکن سیاق و سباق مذہب امام صاحب کے ہے النبیؐ بخاری اور مسلم کی روایت میں یہ آیا ہے اَمَّا الرِّضَاعَةُ فَمِنْ الْجُمُعَةِ یعنی رضاعت وقت طفلی ہی کے ہوتی ہے اتنے سوا اس عبارت سے دو برس کا تعین کیسے ہو سکتا ہے بلکہ آیت میں بھی جو خاص حرمت رضاع کے بارے میں آئی ہے مطلق الرضاع ہے چنانچہ فرمایا اللہ تعالیٰ فِيْ اَمْسِهَا تَكْمُلُ الْاُنْتِ اَسْرَضَعْتُمْ یعنی اور حرام میں مائیں تمہاری جنھوں نے تھو دو دھ پلایا ہے اتنے باقی رہی آیت وَالْوَالِدَاتُ يُرْضَعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَ الْاَمْلَيْنِ اور وہی آیت حَمَلَتْهُ اُمُّهُ وَهَذَا عَلَى فَرْصِهَا فِيْ عَامَيْنِ سوا اسکا جواب تفسیر میں مذکور ہے بِالْحَقِيقَةِ لَيْسَ هُوَ حُجَّةً لَّهُمْ فِيمَا كَذَبُوا الْاَبَّ مِنْ عَدَمِ يَادُو الرِّضَاعِ عَلَى حَوْلَيْنِ لَا نَهْ قَيْدٌ لِّوُجُوبِ الرِّضَاعِ الْوَالِدَةِ وَلَكِنَّهَا يَعْنِيْ اَنْ لَيْسَ الْوَاْجِبُ عَلَى الْوَالِدَةِ الرِّضَاعُ وَلَكِنَّهَا عِنْدَ الْعَدْلِ الْاَحْوَالَيْنِ كَامِلَيْنِ وَالزِّيَادَةُ تَبْرُعُ مِنْهَا اَوْ قَيْدٌ لِّوُجُوبِ حُرْمَةِ الرِّضَاعِ عَلَى الْاَبِّ بِقُرْبَيْتِهِ قَوْلُهُ تَعَالَى وَ عَلَى الْمَوْلُوْدِ كَهُرْدَتِهِمْ وَ كَسَوْنَهُمْ يَعْنِيْ لَيْسَ الْوَاْجِبُ عَلَى الْاَبِّ اِلَّا اُجْدَةٌ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ وَلَا يَفْهَمُ مِنْهُ اِلَّا اُجْدَةٌ يَادُو الرِّضَاعِ اَكْثَرُ مِنْ سَنَتَيْنِ یعنی درحقیقت یہ دونوں آیتیں اونکے لیے محبت نہیں ہو سکتیں اوس چیز میں کہ گئے ہیں وہ ضرر

بخاری و مسلم

تفسیر صحیحہ
صفحہ ۱۱

اوسکے نزدیک زیادہ ہونے رضاع میں دو برس سے اس لیے کہ دو برس قید بین واسطے واجب دودھ پلانے کے اپنے بچے کو یعنی نہیں واجب ہے والد پر دودھ پلانا اپنے لڑکے کا وقت عذر کے مگر دو سال اور زیادتی اسکی طرف سے احسان ہی یاد دو سال قید بین واسطے واجب ہونے اجرت دودھ پلانی کے والد پر بسبب قرینہ قول احمد قائل کے اور والد پر یہ کھانا اور کپڑا اور کالغی نہیں واجب ہے باپ پر مگر اجرت دو برس کامل کی آؤ زمین تمجھا جاتا اس سے کہ نہ جائز ہو زیادتی رضاع کی زیادہ دو برس سے اتنے اس عبارت سے واضح ہوا کہ یہ آیتیں اس بارے میں ہیں کہ ماں کو دو برس دودھ پلانا والد کو اجرت دودھ پلانے دو سال کی دینا ضروری ہے رضاع جس سے دو برس کے اندر دودھ پینے سے حرمت ثابت ہوتی ہے وہ مضمون ہرگز اس عبارت سے نہیں نکلتا بلکہ رضاع سے جو حرمت آتی ہے اوسکی آیت پہلے ہم بیان کر چکے ہیں اوس میں مطلق رضاع سے حرمت ہی اللہ تعالیٰ نے ایام طفلی کو خاطر لیا اور اگر آیت کو بھی غور سے دیکھا جاوے تو بھی معلوم ہوتا ہے کہ اگر کین بین ہی پینا مستحب ہے کیونکہ رضاع کی واسطے رضیع چاہیے اور ظاہری کہ جو ان رضیع نہیں ہوتا اور شیخ امام ابو نصر نے شرح قدوری میں لکھا ہے وَجَبَ قَوْلُهُ مَا أَكَلُوا لَمْ يَكُنْ تَعَالَى وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُنْزِلَهُ الرِّضَاعُ وَقَالَ وَفَصَالُهَا فِي عَامَيْنِ وَالْحَوَائِبُ أَنَّ رِضَاعَ الْأُمِّ لَا يَتَعَلَّقُ بِهِ تَحْرِيمٌ فَعَلِمَ أَنَّ الْفَصْلَ الْمَذْكُورَ كَيْسَ هُوَ فَصَالٌ فِي التَّحْرِيمِ وَلَا تَمَّا هُوَ فِي وَجْهِ التَّفَقُّدِ عَلَى الْأَكْبِ يَعْنِي وَجْهٌ قَوْلُ صَاحِبِينَ كِي يَدُونَ آيَتِينَ بَيْنَ أَوْ جَوَابِ يَهِي كَمَا رِضَاعُ وَالِدِهِ كِي سَاحَةِ حَرَمَتِ كَيْ مَتَعَلِقِ نَحْنِ مَعْنَى تَقَسُّ جَانَا كِيَا كِيَا اس فَصْلِ سَعِ مَرَادُ وَهُوَ فَصَالُ نَحْنِ جَوْرَامِ كَرَدِيَا هِي لَكِي تَوْفِظُ نَفْسِ كِي وَاجِبِ هُوَ بَيْنِ هِي وَالِدِ بَرَا تَمْنِي مَطْلَبِ اس عِبَارَتِ كَا يَهِي كِي بِيَا وَالِدِ كَا اُولَاوِ سَكِي دِهِي دِهِي پِلَانِي كَا ذَكْرِ كِيَا هِي نَسَبِ الْاِدِهِي كُو دودھ پلانے سے حرمت کے کیا سنی بلکہ حرمت تو غیر عورت کے دودھ پلانے سے ہوتی ہے تفسیر معلوم ہوا کہ یہ فصال وہ فصال نہیں ہے جس سے حرمت ثابت ہو جاتی ہے بلکہ یہاں اس کا بیان ہے کہ دو برس تک عذر میں دودھ پلانا اور کو ضروری

اور والد کو اسکی اجرت دینی چاہیے اس لیے کہ اسمین سب کا اتفاق ہو کہ استحقاق اجرت کے دو برترین
 جناختہ فاضل خان اور سراج الحق میں اسکی تفسیر صحیح کر دی ہو تو تب بدین احتیاق میں لکھا ہو پس اس تفسیر سے
 جانا گیا کہ فصال مذکور اس آیت میں فصال استحقاق اجرت کا والد پر ہی نہ فصال مدت رضاع کا
 کا اور اگر تسلیم کیا جاوے کہ یہ فصال مدت رضاع کا ہو اس صورت میں یہ بیان ہی کثرت مدت رضاع کا
 نہیں کہ وہ واجب کر دیتا ہی حرمت کو بعد اسکے کیا نہیں جانتا تو کہ رضاع اور حمل میں فرق ہی اور ارادہ
 کیا ہی کثرت مدت حمل کا ایسے ہی ارادہ کیا ہی کثرت مدت فصال کا اور دلیل باقی رہنے مدت رضاع کی یہ کہ
 اللہ تعالیٰ نے بعد اسکے فرمایا اگر ارادہ کریں والدین فصال کا رضاع منہ ہی اپنی اور مشورے سے اور
 ذکر کیا اس آیت کو بعد حولین کے ساتھ حرف فاکے پس دلالت کی اس نے اور باقی رہنے مدت رضاع
 کی بعد حولین کے اور اس واسطے معلوم کیا فصال کو بعد حولین کے ساتھ تراضی اونکے کے اوسیر اور دو
 چھڑا مدت رضاع میں غیر معتبر ہی جس طرح کہ رضاع بعد مدت رضاع کے غیر معتبر ہی دو دو چھڑا یا سو یا نہ انتہے
 اور شرح قدوری میں لکھا ہو **وَقَوْلُهُ لَكُمْ تَعَالَى حَمْلُهُ وَفَصَالُهُ تَلْتُونَ شَهْرًا أَلَيْسَ هَذَا بَيِّنًا**
لِغَايَةِ الْفَصَالِ وَلَمْ تَأْهُوَ بَيِّنًا لَا قِلَّ مُدَّةٍ وَفَصَالٍ لَا تَرَى أَنَّهُ كَقَوْلِكَ بَيْنَ
الْحَمْلِ وَالْفَصَالِ وَأَسَرَادَ أَقْلَ مُدَّةٍ وَالْحَمْلُ كَذَلِكَ أَسَرَادَ أَقْلَ مُدَّةٍ الْفَصَالِ
 یعنی یہ اللہ تعالیٰ کا قول انتہائے فصال کا بیان نہیں بلکہ یہ بیان ہی کثرت مدت فصال کا کیا نہیں
 دیکھتا تو کہ در بیان حمل و فصال کے فرق ہی اور ارادہ کیا ہی کثرت مدت حمل کا ایسے ہی ارادہ کیا
 کثرت فصال کا انتہے اور تفسیر ارک میں آیہ **فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ هُمَا** کے بعد لکھا ہو **مَرَادًا عَلَى**
الْمُحَوَّلِينَ أَوْ نَقَصًا وَهَذِهِ تَوْسِيعَةٌ بَعْدَ التَّحْدِيدِ یعنی زیادہ کریں والدین دو برترین
 یا کم کریں اور یہ وسعت ہی بعد تعیین کے انتہے اور تفسیر کشف میں لکھا ہو **قَالَ أَسَرَادَ الْفَصَالِ**
صَادِرًا عَنِ تَرَاضٍ مِنْهُمَا وَلَشَاوِرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ هُمَا فِي ذَلِكَ مَرَادًا عَلَى
الْمُحَوَّلِينَ أَوْ نَقَصًا وَهَذِهِ تَوْسِيعَةٌ بَعْدَ التَّحْدِيدِ یعنی مطلب اس آیت کا یہ ہے کہ
 پس اگر ارادہ کریں والدین فصال کا خوشی اور مشورے سے تو کوئی گناہ اسمین اور غیرین ہی

جناختہ فاضل خان
 اور سراج الحق
 احتیاق

شرح قدوری

تفسیر

تفسیر ابن کثیر
 صفحہ ۶۵

زیادہ کر دین دو برس سے بالکم کر دین اور یہ وسعت ہی بعد حدین کرنے کے آتے اس عبارت سے معلوم ہوا
 کہ دو برس رضاع کے بعد نہیں بلکہ اسمین وسعت کی گئی ہے اس لیے کہ امام مالک کہتے ہیں کہ دو برس
 زیادہ بھی اگر ضرورت پڑے تو بھی رضاع ہو اور امام زفر ایک سال زیادہ لیتے ہیں کیونکہ اسمین
 خوب تغیر واقع ہو جاتا ہے کیونکہ ہر فصل کی عادت ہو جاتی ہے تو بچہ دودھ چھڑانے میں تکلیف کم ہوگی
 اور امام صاحب نے ڈھائی برس لیے ہیں اس لیے کہ یکایک بعد دو برس کے انقطاع کرنا دودھ کا بچے کو
 دشوار اور باعث ہلاکت ہو گا پس کچھ مدت زیادہ ہو تاکہ اسمین اوسکو اور شوکھانے کی عادت
 ہو جاوے اور چھ ماہ میں صلاحیت ہے کہ دوسری غذا کی عادت ہو جائے کیونکہ یہ چھ ماہ ادا کرنے
 مدت حمل کے ہیں اس قدر میں غذا کا تغیر ہو سکتا ہے اس لیے کہ حدین کی غذا رضیع کے متغیر نہیں
 کی غذا اوسکی نان کی غذا ہے پھر وہ دودھ ہو کر رضیع کے کام آتی ہے ایسی ہی رضیع کی غذا متغیر ہوتی
 ہے فطم کی غذا کے یعنی جسکا دودھ چھڑایا ہو کیونکہ اسکو بھی دودھ بھی یا جاسی اور کھانا بھی دیا جاتا ہے
 پس معلوم ہو کہ غذا کا تغیر کرنا چاہیے اور تغیر غذا کا چھ مہینے میں ہوتا ہے چنانچہ حدین میں بیان
 ہوا اس لیے بیان بھی تغیر غذا کی واسطے چھ مہینے لیے گئے یہ تقریر یہ آیت اور عنایہ وغیرہ میں لکھی ہے
 علاوہ اسکے وہ آیت تِلْكَ اَيَاتُ النَّاسِ اَبْصَحُ اَبْصَحُ ابھی ڈھائی برس کی تائید کرتی ہے چنانچہ تقریر اوسکی
 اوپر ہننے بیان کی پس اسی احتیاط کی وجہ سے امام صاحب نے ڈھائی برس لیے کیونکہ
 حدیث میں تو جسکی حرمت میں شبہ ہو جائے اوس بھی بچنے کو فرمایا ہے اور اسمین تو اس قدر
 دلائل موجود ہیں اس لیے امام صاحب نے احتیاطاً فرمایا کہ ڈھائی برس میں اگر کوئی دودھ
 کسی عورت کا پیے وہ مع اپنے اقربا کے اوس پر حرام ہو جائے گا چنانچہ تفسیر احمدی وغیرہ میں اسکی
 تصریح کر دی ہے بان الذبہ اگر نص صریح دو برس کی پائی جاتی تو اوسوقت میں حرمت رضاع
 میں احتیاط کرنی مناسب تھی بلکہ آیات کے سابق اور سیاق کو دیکھا جائے تو خوب واضح
 ہو جائے کہ یہاں والدین کے معاملات کا ذکر ہی حرمت رضاع کا ہے نہ کہ یہاں کیچوں جہاں کا
 لفظ دیکھ کر شبہ ہو گیا اور مخالفت کا حکم لگادیا اگر آپ سیاق اور سابق آیت کا ہی ملاحظہ فرمائے

برایہ بیان

برایہ بیان

تو بھی ایسے ہی ہے آکھو ہرگز نہ ہوتے اور اگر آپ کو حنفیہ کی کتابوں پر نظر ہو تو اوغین تو سب کچھ موجود
 ہی کوئی بات نہیں جھوڑی جس قدر میں نے لکھا ہے ایک شمسہ ہی اس کا پس حاصل کلام یہ ہوا کہ جب
 یہ نہ ثابت ہو جاوے کہ اس آیت میں وہی دو برس مراد ہیں جس سے عزت متعلق ہوئی
 ہی اور والدہ کو دو برس دودھ پانا جبکہ کوئی دانی نہ لے یا والد غریب ہو کہ دانی کو نو کر رکھ سکتا
 یا وہ بچہ سوا اپنی والدہ کے کسی کا دودھ نہ پیتا ہوں۔ ورنہ ہرگز مخالفت نہیں ہو سکتی بلکہ
 اختلاف جو ہم نے بیان کیا اس وجہ سے واقع ہوا کہ ہر طرف کا احتمال ہو ورنہ ایسے محققین
 اپنی طرف سے کوئی بات نفاذ نہ کیا کہ سکتے ہیں جب تک کہ اس کی کوئی سند قرآن اور حدیث
 سے نہ پائی جائے یہ تمام تقریرات ہم نے واسطے رفع مخالفت کے بیان کیے ہیں تا معلوم ہو جائے
 کہ امام صاحب نے مخالفت قرآن و حدیث کی ہرگز نہیں کی بلکہ اوس سے اخذ کیا ہے چنانچہ خوب
 مدلل ہو گیا اللہ بقوہ اسودہ در مختار میں دونوں پر ہی اور دوسری کتابوں میں مذہب صاحبین
 پر ہی چنانچہ فتح القدیر میں ہی لکھا کہ **قَالَ لَيْسَ بِهٖ حُكْمٌ اَوْ هُوَ مُخْتَلَفٌ اِلَّا بِمَعْنٰی** یعنی صحیح قول
 صاحبین کا ہے اور یہ مختار امام طحاوی کا ہے اور دوسری روایت امام طحاوی میں ملتی صاحبین کے ہی چنانچہ علامہ ابن
 قیم زاد المعاد میں ہی خیر العباد میں لکھتے ہیں **وَعَنْ اَبِي حَنِيفَةَ رَوٰیةٌ اُخْرٰی كَقَوْلِ**
اَبِي يُوْسُفَ ح وَهُوَ مُخْتَلَفٌ یعنی امام صاحب سے دوسری روایت مثل قول صاحبین کے آئی
 ہی اور رد المحتار حاشیہ الفخامین بھی اس کو ترجیح دی ہے اور صاحب ہدایہ کا بھی مجموعہ ثابت
 کیا ہے علی ہذا القیاس اور فتاویٰ میں بھی یہ لکھا ہے **وَيَقُولُهَا نَاخِذٌ** یعنی ساتھ قول
 صاحبین کے ہم عمل کرتے ہیں قبل اس سے دوسرے قول میں مخالفت نہیں ہو سکتی اس لیے کہ ائمہ محدثین
 وغیرہ میں ہمیشہ اختلاف رہا ہی ایک کے قول پر عمل ہو دوسرے کا متروک ہو اس سے اول یہ
 کوئی اعتراض نہیں آسکتا بلکہ اس کو قبیل اختلاف ائمہ کے تحت رجحان کے کہتے ہیں صحابہ نہیں کہا
 تو اس قسم کا اختلاف ہوا ہی وہ صحت صواب تھا ایسے ہی اختلافات ائمہ کا سمجھنا چاہیے
 چنانچہ اس بحث کو ہم مفصل کی جگہ میں بیان کریں گے **قال** مسئلہ سوم اور ایک مسلم امام

اعظم کا مخالف قرآن اور حدیث کے یہ ہیں جو کہ ہم ایہ میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے محرمات ابدی مثل ماں
 اور بہن اور بیٹی اور ان کے سوا جنکو حرام کیا ہے خدا نے جانکر نکاح کر لے اور صحبت کرے گا تو بھی
 اوپر حد نہیں آتی اس لیے کہ محل شبہہ ہو کیونکہ تمام بیٹیاں آدم کی موضوع ہیں اولاد کے لیے اور وہ
 مقصود اس جگہ بھی حاصل ہے **اقول** اپنے موافقت کا نام مخالفت رکھا ہے اس میں ہر گز مخالفت
 نہیں پائی جاتی آپ کا قیاس مع الشارق ہی مسئلہ کچھ ہے اور آپ حدیث کچھ لاتے ہیں حدیث
 میں تو یہ آیا ہے جو شخص اپنی ماں یا اور کسی محرم سے نکاح کرے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سر او کا
 کاٹنے کو اور مال لینے کو فرمایا اس میں فقط نکاح کا ذکر ہی ملتا ہے یا بیان نہیں ہے اس کی وجہ یہ تھی کہ
 وہ شخص والدہ سے نکاح کرنے کو حلال جانتا تھا اور حکم شریعت کا انکار کرتا تھا چنانچہ لمعات
 میں آیا ہے **كَانَ الرَّجُلُ اعْتَقَدَ حِلَّهُ وَانْكَرَ حُكْمَ الشَّرْعِ لَعَنَهُ تَدَاوُلًا**
اَهْرَ بَقِيَّتِهِ وَاتَّخَذَ مَالَهُ یعنی تھا وہ شخص کہ اعتقاد کیا تھا اس نے حلال ہونے اس نکاح کا اور
 انکار کیا تھا حکم شرعی کا پس منسوب کیا وہ مرتد پس اسی وجہ سے حکم کیا انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
 اس کے قتل کا اور مال چھین لینے کا انتہی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ بوجہ مرتد ہونے کے اپنے
 اس کے قتل کا اور اس کے مال چھین لینے کا حکم فرمایا پھر امام صاحب کا مسلک اس حدیث کے مخالف ہے
 ہو سکتا ہے علاوہ اس کے قتل کا تائید کے منافی نہیں بلکہ سوا حد کے جو شارع کی طرف سے معین ہے
 سب تعزیریں داخل ہیں نصاب التعزیر میں آیا ہے **وَالْفَرْقُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْحَدِّ عَلَى مَا رَفِئَ**
فَتَادَى نَصَابٍ لَا حِسَابَ كَأَنَّ الْحَدَّ مُقَدَّرٌ وَالتَّعْزِيرُ مُقَوَّضٌ إِلَى رَأْيِ الْوَلِيِّ
وَأَنَّ الْحَدَّ نَدَى الشُّبُهَاتِ وَالتَّعْزِيرُ يَجِبُ مَعَ الشُّبُهَاتِ یعنی فرق درمیان
 تعزیر اور حد کے جیسا کہ نصاب لا احتساب میں ہے یہ کہ حد معین ہے اور تعزیر اسے امام پر ہے اور
 فرق یہ کہ حد شبہہ سے زایل ہو جاتی ہے اور تعزیر شبہہ سے واجب ہو جاتی ہے اور درمختار وغیرہ میں
 لکھا ہے **يَكُونُ التَّعْزِيرُ بِالْقَتْلِ** یعنی تعزیر قتل سے بھی ہوتی ہے اس سے پس عبارت سے
 معلوم ہوا کہ قتل کرنا بھی تعزیر ہے مگر تعزیر حبس کی کہ شبہہ ہو حد شبہہ میں ساقط ہو جاتی ہے چنانچہ

حدیث اِدْرَاؤُ الْحُلَّ وَكَدَّ بِالنَّشْمِ بِأَنْتَ مَا اسْتَطَعْتَ مَعْنٰی ساقط کر دیا کرو و دھوکہ شہدہ
 جہان کی استطاعت کھتے ہو انتے اسپر دلالت کرتی ہو کہ کچھ بھی شہدہ ہو تو حد ساقط کرنا چاہیے
 باقی رہا شہدہ کے تعین کا سو کچھ حدیث اور قرآن میں صراحتہ کہیں مذکور نہیں بلکہ ہر ایک نے استنباط
 کیا ہی اور امام صاحب نے نکاح محرمات کو بھی شہادت میں داخل کیا ہی ہے پکا یہ فرمانا کہ بیچ کر حق میں
 اعتقاد کر لیا کہ وہ بخون لئے اس سے کو نہیں سمجھا اتنے جناب میں خود آپہنیں بھیجے جو ایسا
 شہدہ وار دیا کہ بیشک آپ کے حق میں ہمارا بھی اعتقاد یہی ہے کہ بالکل آپ مطلب حدیث کا نہیں سمجھتے
 بننا چھو دیکھو خلاصہ نتجہ القدر کا بیان ہوتا ہی یعنی نزدیک امام صاحب کے نفس عقد سے جدا لگانے میں
 شہدہ ہو جاتا ہی اگرچہ اس عقد کی تحریر یہ اتفاق ہو اور وہ جانتا بھی ہو اور نزدیک و شہر کے
 جس وقت وہ جانتا ہو یہ شہدہ نفس عقد کا ثابت نہ ہو گا اس عبارت کو عربی کی آپ سمجھے نہیں یا عدا
 تغیر کر دیا اور امام عدا نکاح کرنے سے محل شہدہ نہیں اس میں عدا اور غیر عدا کو کچھ دخل نہیں بلکہ امام صاحب
 کے نزدیک نفس عقد ایسی شے ہے جس سے حد میں شہدہ واقع ہو جاتا ہو گو وہ جانتا ہو یا نہ جانتا ہو پھر
 امام صاحب اور سفیان ثوری اور امام زفریہ فرماتے ہیں کہ اگر اس نے نکاح محرم سے کیا اور
 بھڑوٹی کی تو حد اسپر واجب نہ ہو گی گو جانتا ہو لیکن مہر واجب ہے جائے گا البتہ اوسکے لغز یا شد جو
 سب تعزیروں میں زیادہ ہو سیاستہ دیجائے گی اوسکے واسطے کوئی حد شرعی مقرر نہیں ہے
 اور وہ حدیث جمیع آیا ہی کہ اوس شخص نے اپنی باپ کی بی بی سے نکاح کیا تھا اوسکے واسطے
 آپ نے حکم دیا کہ گردن اوسکی ماری جاوے اور مال اوسکا لے لیا جاوے اس لیے کہ وہ مرتد
 ہو گیا اور نہ فقط نکاح سے یہ نہیں لازم آتا کہ اوس نے وطی بھی کی ہو اور نہ کہ میں احادیث
 میں وطی کا ذکر ہے بلکہ محض نکاح آیا ہی اسکی وجہ یہی ہے کہ وہ مرتد تھا احکام شرعی کا انکار کرتا تھا
 کیونکہ سوائے وطی کے اور فعل میں مثل نکاح وغیرہ کے حد نہیں آئی نہ کہ قتل کرنا اور کل مال
 لے لینا اسکا باعث فقط ارتداد ہی سو اس میں قتل بیشک آیا ہی اس لیے کہ حد گردن دارنا
 اور مال لے لینا نہیں ہے بلکہ یہ تو لوازمات لفر سے ہیں صاحبین تو کہتے ہیں کہ محرم عمل عقد

نہیں اور امام صاحب فرماتے ہیں محل عقد میں اور دونوں میں شرعاً نفعی ہو اس لیے کہ جو نفعی کرتے ہیں
 وہ باعتبار اس عاقد یعنی نکاح کر نہ پائے گے کہتے ہیں کہ اسکے سوا سے محل عقد نہیں ہو سکتے اور محل
 عقد کا ثبوت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ ایک قطع نظر اس عقد کے محل عقد میں کسی فی الجملہ محلیت نکاح ہونے
 کو امام صاحب ثابت کرتے ہیں خاص نظر نکاح کے نہیں کہتے اسوجہ اسکی علت یہ بیان کی کہ اوٹین
 قابلیت مقامہ نکاح کی ہو ورنہ ظاہر ہے کہ اس نکاح کے اعتبار سے قابلیت نہیں البتہ فی الجملہ یہی
 امام صاحب کا مقصود ہے اس لیے کہ شہدہ جو مشابہ ثابت کے ہو اور خود ثابت نہ ہو اور ظاہر ہے کہ یہاں
 شہدہ ثبوت بوجہ مالوجہ پایا جاتا ہے اسوجہ سے امام صاحب شہدہ تفریض و سپر واجب کہتے ہیں مگر
 حد کی عقوبت روا نہیں رکھتے پس معلوم ہوا کہ اوٹین کے نزدیک یہاں زمانے محض ہو گا و ہمیں شہدہ
 عقد واقع ہو گیا ہو پس ہر اور تفریض ضروری ہو اور حدیث بھی اس قول کی تائید کرتی ہے کہ یَا أَيُّهَا النَّبِيُّ
 لَكُمْ تَبَعٌ لِمَا رَأَيْتَ فِي حُدُودِ اللَّهِ فَإِنْ كُنْتُمْ فِي شَكٍّ مِنْهُ فِى الْأَمْثَلِ فَارْجِعُوا إِلَى اللَّهِ وَأَسْأَلُوا
 مِنْهُ فَرَجًا لَكُمْ يَعْنِي جَوَازُ نِكَاحِ كَرْتِ بَعِزَانِ وَلِيِ ابْنِهِ كَيْفَ نِكَاحِ اَوْ سَكَا بَاطِلِ يَوْسَ اَكْرُوهُ وَطَلِي كَر
 اوس سے پس واسطے اس عورت کے مہر ہی بسبب جماع اوس کے کہ آیت یہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 نے حکم بطلان کا فرمایا اور مہر واجب کیا اور یہاں بالاتفاق حد ساقط ہو جائے گی اس معلوم ہوا کہ نفس
 عقد کو اتنا داخل ہو کہ حد ساقط کر دیتا ہو ورنہ اگر نکاح نہ ہوتا تو حد لازم آتی یہ فقط نکاح کی برکت ہی کہ باوجود
 باطل ہونے کے مہر لازم ہو گیا اور بالاتفاق ساقط ہو گئی ورنہ حد کے ساقط ہونے کی کوئی صورت تھی
 یہ نکاح محرمات باطل سے تو کسی طرح زیادہ نہیں اس میں کیونکہ شہدہ عقد نہ ہو گا اور کیونکہ حد ساقط نہ ہو گی علی
 القیاس بروایت ابن عباس حدیث اِدْعُوا اَلْحَدَّ بِالْمَشْهُمَاتِ اَوْ بِرُكُودِ حِكْمِي اَوْ رَحْمَتِ
 عَمْرٍَا قَوْلُ بَعْضِ اَلْعُطْلِ اَلْحَدَّ بِالْمَشْهُمَاتِ اَحَبُّ اِلَى مَنْ اَنَّ اُقْبَلُ بِالْمَشْهُمَاتِ
 یعنی البتہ اگر موقوف کروں میں حد و کو شہمات سے تو اچھا جائے گا میں اس سے کہ قائم کروں
 میں او کو شہمات سے آیت اور دوسری حدیث بروایت حضرت معاذ بن جبل اور عبد اللہ بن مسعود
 اور عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہم آئی ہے قَالُوا اِذَا اشْتَبَهَ عَلَيْكَ اَلْحَدَّ فَاذْكُرْ اَلْمِغْنَى كَمَا

او انھوں نے جسوقت مشتبہ ہو جائے تبھی حد میں توقف رکھو اسکو انتہی اور اسی طریقہ پر کہتے ہیں
 کہ حد بعد ثبوت کے حلال نہیں ہے کہ موقوف کر دی جائے اور ان آثار میں جرح کرتے ہیں کہ
 رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اسمین کوئی روایت ثابت نہیں بلکہ بعض صحابہ رحمہم سے بطریق ضعیفہ
 منقول ہے اس لیے کہ بعض اوسکا مرسل ہی ہم یہ کہتے ہیں کہ اس سال میں کچھ مضائقہ نہیں اور یہاں
 موقوف بھی حکم میں مرفوع کے ہے اس لیے کہ واجب کو ساقط کر دینا بعد ثبوت اوسکے کے شہدے سے
 خلاف مقتضائے عقلی و بالمشقہ عقلی ہے کہ بعد تحقق ہونے ثبوت کے شہدے سے مرفوع نہیں جبکہ اسکو صحابی
 نے ذکر کیا تو اوسکو مرفوع ہی پر محمول کیا جائے گا علاوہ اسکے تمام جہان کے فقہاء کا اجماع ہونا ہے
 کہ حدود و شبہات سے ساقط کر دیے جاتے ہیں کفایت کرتا ہے اسیدو اسطے بعض فقہانے کہا کہ یہ
 حدیث متفق علیہ ہو اور بھی یہ ہے کہ قبول کیا ہی اوسکو ایک جماعت نے اور بھی متبع نبی صلی اللہ علیہ
 وسلم اور صحابہ سے اس مسئلہ میں یقین ہو جاتا ہے کہ چونکہ جب عرس سے آپ باوجود اقرار صحیح کے یہ فرمایا
 کہ شاید تم نے بوسہ لیا ہو گا یا باتھ لگایا ہو گا اس سے معلوم ہوا کہ آپ یقین کرتے تھے کہ کسی طرح
 بان کمدین اور اس دریافت کرنے میں اور کوئی فائدہ نہ تھا سو اسکے کہ انھوں نے بان کہا اور چھوڑ دیا ہے
 اقرار و قرض کا کر لیا اوس آپ نے کبھی یہ فرمایا کہ شاید تیرے پاس امانت ہوگی پھر ہلاک ہو گئے ایسے
 چور سینہ فرمایا کہ کیا تو نے چوری کی محکوم تو گمان نہیں کہ تو نے چوری کی ہو اور غاہدیت سے بھی اسی
 قسم کا کلام کیا ایسے ہی حضرت علیؓ نے ایک عورت سے فرمایا شاید سنوتے میں وہ تیرے اوپر گناہ
 یاز بردستی کی ہو یا تیرے مولے نے تیرا نکاح کر دیا ہے اور تو اوسکو چھپاتی ہے اور بہت اسکی نظیریں
 ہیں جنکا بیان کرنا طول کلام ہے پس حاصل ان سب تقریروں کا یہ ہوا کہ حد کے دفع کرنے میں جلد
 کرنا بیشک جائز ہے اور ان استفسارات سے بھی جو کہ دفع حد کے لیے قصد احتیال کا فائدہ دیتی ہیں
 معلوم ہے کہ بعد ثبوت کے تھی کیونکہ بعد صریح اقرار ہے ثبوت ہوتا ہے جو یہاں پایا گیا اور یہی ان
 آثار کا حاصل ہے پس ان احادیث کے معنی جہت شارع سے یقینی ہو گئے اب اسمین کسی طرح کا
 شک نہ کرنا چاہیے اور اسکے منکرین کی طرف مطلق التفات نہ کرنا چاہیے اور نہ اعتماد نہ کرنا چاہیے

اللہ تعالیٰ بعض مواقع میں اختلاف نہ مائیں "اقرعوا ہی کو ایسا شہدہ قابلیت دفع کی رکھتا ہے یا نہیں
 سوہارہ اذ قول یہ کہ شہدہ ہی ہو جو مشابہ ثابت کے ہو اور ثابت نہوائتے شخص فقہ القدر زیادہ
 زیادہ تفصیل و تحقیق اس مسئلہ کی مولوی ابو الحسنات محمد عبدالحی لکھنوی نے رسالہ القول النجاشی
 فی سبوط الحدیث کماح المیازم میں کی ہے میں نے اس صاحب نے نکاح عہدات کو بھی داخل شہدات کیا ہے
 اگر اگر اسید شہدہ ہی تو اس کے دفع میں شک (۱) حدیث پیش کیوں نہیں کی یا کسی آیت سے سند
 لائے ہوئے امام صاحب کی جو حجت ہمارے میں مذکور ہے او انکی رد میں آپ نے دو جواب لکھے
 ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جس حدیث میں در زنی نہ لکھا جائے اسے مارے گھٹنا چھوئے لکھ
 اسمیں محض کہنے اپنی رائے کو داخل دیا ہے جب آپ کو کوئی حدیث نہیں ملتی تو خفیہ کیسی عبادت
 کیوں ہو کہ خود آستین چھڑا کر لڑنے کو مستعد ہو جاتے ہیں پھر اس سے کچھ بحث نہیں کہ الفاظ او
 معنی کو رابطہ ہو یا نہ ہو بلکہ تا مقدور رابطہ کلام نہیں دیتے اتفاق کہہ میں ہو جائے تو معذور ہیں
 جب کچھ نہ بن پڑی تو بطور خلاصہ فرمانے لگے غرض کہ خفیہ تو قرآن کی مخالفت سے ڈرتے ہیں
 اور نہ حدیث کی آیتیں جناب من قرآن اور حدیث کی مخالفت سے خفیہ تو بیشک ڈرتے ہیں مگر
 فرقہ نظامیہ کی مخالفت سے اللہ او کو کچھ باک نہیں خلاصہ یہ کہ قرآن شریف میں نکاح
 عہدات کے لیے کہیں حد نہیں آئی ہے باقی رہی حدیث سو اول تو ہر تار کے واسطے ہی خیاں عہدات
 لمعات وقوع القدر سے معلوم ہوا علاوہ اسکے قتل بھی تو زہری اللہ کسی حدیث میں رجم یا سورہ آئی
 ہوں اور نہ اس سے اتفاق میں ہو تو اس وقت بیشک ہم امام صاحب کے قول کو چھوڑ دین گے
 اور جب قول او کا ہر طرح سے موافق ہو تو پھر نہ کو نعوذ باللہ اونسے کچھ عداوت تو ہی نہیں جوش
 آپ کے بی انصافی کرین اللہ ایسے تعصب بجا دے **قال** مسئلہ چہارم ایک سالہ امام عظیم کا مخالف
 حدیث کے یہ کہ حکم قاضی کا تمام عہد او فسوق مثل نکاح اور طلاق اور بیع اور اقالہ میں امام عظیم کے
 نزدیک نافذ ہے ظاہر او باطناً آخر **اقول** اگرچہ یہ خبر بود اور خلاصہ کلام تا ہی عام کو خاص
 اور خاص کو عام کرنا بھی کلام ہی حدیث کے جسکے مخالف قول امام صاحب کا آپ سمجھتے ہیں خاص

کہو کہ یہ خبر بود اور خلاصہ کلام تا ہی عام کو خاص

اموال میں ہے چنانچہ خاتم المحدثین جناب صاحب الخط محدث مولانا مولوی احمد علی صاحب لکھنوی
 وَاحْتَجُّوا إِلَى الْحَقِّ بِأَنَّ الْحَاكِمَ قَضَى الْحُجَّةَ شَرْعِيَّةً فِيهَا كَلَامٌ وَكَأَيَّةُ الْاُنْشَاءِ وَفِيهِ
 فَيُجْعَلُ اُنْشَاءً تَحْتَ اَعْنِ الْحَوَامِ وَاحْدِيَّةً صَحِيحَةً فِي الْمَالِ وَتَكُنُ النِّزَاعُ
 فِيهِ وَقَدْ اَلْقَا فِي كَيْمَلِكَ دَفْعَ مَالٍ اَحَدٍ اِلَى الْاُخْرَى وَيَمْلِكُ اُنْشَاءُ الْعُقُودِ وَالْفُشُوحِ
 یعنی اور حجت لائے خفیہ میں طور کہ حاکم حکم کرتا ہی حجت شرعیہ سے اس خبر میں کہ اسکو ولایت انشاء
 کی اور میں نہیں کہ دانا جاوے گا حکم اسکا انشاء واسطے مجھے کے حرام سے اور یہ حدیث مال میں صریح ہو اور
 نہیں ہو گفتگو مال میں اسواسطے کہ قاضی نہیں مالک ہوتا ایک کے مال میں سے کا طرف دوسرے کے
 اور مالک ہوتا ہی نیا کرنے عقد نکاح وغیرہ وضع نکاح وغیرہ کا سنتے اور امام طحاوی اسکو لکھتے ہیں وَكَذَلِكَ
 اُنْخَرُونَ اِلَى اَنَّ اَحْكَمَ اِنْ كَانَ فِي مَالٍ وَكَانَ اَهْلًا فِي الْبَاطِنِ بِمَجْلَدٍ مَا اسْتَنْدَلُوهُ
 اَحْكَمَ مِنَ الظَّاهِرِ لَمْ يَكُنْ خِلَافَ مُوجِبٍ اِلَیْهِ لِحُكْمِهِ كَلَهُ وَلَنْ كَانَ فِي ذِكْرِ اَهْلٍ اَوْ طَرَفٍ
 فَانَّهُ يَنْفَعُ ظَاهِرًا وَبَاطِنًا وَحَمَلُوا اَحَدِيَّتِ الْبَابِ الَّذِي قَبْلَ هَذَا الْبَابِ عَلَى مَا وَرَدَ
 فِيهِ وَهُوَ اَلْمَالُ فَلْيُحْكَمْ فِيهِ دُورًا دُورًا فَمَا طَرَفِ اسے کہ حکم گریاں میں ہو اور واقع میں اور
 ہو اسے کہ حکم دیا ہی حاکم نے ظاہر کا تو نہ گویا حکم واجب کرنے والا احال ہونے اسے کا واسطے اس
 شخص کے کہ حکم کیا گیا ہو اسے لیے اور اگر ہو گا حکم نکاح میں یا طلاق میں تو تحقیق جاری ہو گا ظاہر
 اور باطن میں اور حل کیا اور انھوں نے حدیث باب کو جو کہ پہلے اس باب کے ہو پر اسے کہ واز
 ہوئی ہو اور میں حدیث اور وہ مال ہی انتہی اس عبارت سے بھی معلوم ہوا کہ حدیث خاص مال
 میں وارد ہوئی ہو چنانچہ لفظ مِنْ حَقِّ اَخِيهِ اَوْ اَقْطَعُ كَلَهُ قِطْعَةً مِنَ النَّارِ اس پر لکھا
 کرتا ہی دوسرا جواب یہ ہے کہ ظاہر اس حدیث کا دلالت کرتا ہی ہے اس پر کہ یہ حدیث خاص ہو اس حکم
 میں کہ متعلق ہوتا ہی کلام جسم کے سننے سے اور گواہ اور قسم وہاں انوں سوا میں نزاع نہیں
 کیونکہ نزاع تو اس حکم میں ہو جو گواہی پر مرتب ہوا ہے کیونکہ اَلْحَقُّ الْحَقُّ جسکے معنی خوب
 گفتگو کرنے والے کے ہیں چھوٹی بات کو بھی سچی کر دے اس میں گواہ اور قسم کا نہیں ذکر نہیں میں

مجلس ۱۰۰
 ص ۱۰۰
 ج ۱۰

مجلس ۱۰۰
 ص ۱۰۰
 ج ۱۰

مجلس ۱۰۰
 ص ۱۰۰
 ج ۱۰

اختلاف ہوا لہذا اگر فقط او کی گفتگو پر کفایت کی جائے گی جیسا کہ ظاہر الفاظ حدیث کے اس پر والہ میں
 تھا و سوفیت ظاہر اقتضا واقع ہوگی اور امام صاحب بھی اسکے خلاف نہیں کہتے لہذا جس میں کو اہل
 قسم ہو وہ حسین امام صاحب فرماتے ہیں کہ قضا قاضی کی ظاہر اور باطن میں نافذ ہوگی سو یہ بیان ہرگز
 حدیث سے نہیں نکلتا جو مخالفت ہو علاوہ اسکے اگر اس حدیث کو عام رکھا جاوے تو پھر جمہور
 کی مخالفت لازم آتی ہے اس لیے کہ سپر سب متفق ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے احکام میں خطا
 نہیں ہو سکتی اور اگر ایسا ہوا تو خدا کی طرف سے اطلاع ہو گئی چنانچہ امام نووی جو محدثین میں سے
 ہیں اس بات کو تسلیم کرتے ہیں بلکہ اسکو خاص کرتے ہیں ساتھ غیر اجتہاد کے یعنی جس میں کو اہل قسم
 ہو کہیں معلوم ہو کہ یہ حدیث جمہور کے نزدیک خاص ہے عام نہیں لہذا فرق اتنا ہی کہ محدثین میں سے اور
 یمن غنیہ اجتہاد کے ساتھ خاص کرتے ہیں اور امام صاحب احوال میں خاص کرتے ہیں غرض کہ
 طرفین یعنی امام اعظم اور امام محمد اسکو مقید کرتے ہیں اب ظاہر الفاظ حدیث کے اہل انصاف خود سمجھ
 لیں گے کہ اس سے قرینہ احوال کا ہی یا غیر اجتہاد کا علاوہ اسکے حدیث حضرت علیؓ کی جسکو آپ موقوف
 بتلاتے ہیں اور قابل حجت نہیں کہتے اس قول کی مؤید ہر اور حدیث موقوف امام شافعی کی یہاں
 حجت نہیں چنانچہ خلاصۃ الاملا میں لکھا ہے وَهُوَ كَيْسٌ مُّجْتَبَاةٌ عِنْدَ الشَّافِعِيِّ یعنی اور موقوف
 نہیں ہے حجت نزدیک شافعی کے اتنے اور ضعیف کے یہاں بیشک حجت ہی چنانچہ لمعات میں آیا ہے
 وَمِنْ مَذْهَبِ أَبِي حَنِيفَةَ وَجَوِّبُ تَقْلِيدًا لِّلصَّحَابِ فِي فِيمَا قَالُوا يَعْنِي أَوْدَهُبَ إِمَامَ صَاحِبِ
 کا واجب ہونا تقلید صحابی کا ہے اس چیز میں کہ کہا او انھوں نے اتنے اور اتقانی میں لکھا ہے اَعْلَمُكُمْ
 أَنَّ تَقْلِيدَ الصَّحَابِ وَاجِبٌ يَعْنِي جَانِ تَوْكِهٍ تَحْقِيقِ تَقْلِيدِ مَحَالٍ كِي وَاجِبٌ هُوَ اتِّسَاعُ
 لکھتے ہیں کہ حدیث معلق ضعیف اور مردود شمار کی جاتی ہے سو جناب میں ہر معلق کا یہ حکم نہیں ہے
 بعض اقسام معلق کے مقبول ہوتے ہیں چنانچہ تصریح اسکی نحوۃ الکفرین اپنی عبارت منقول کے
 بعد موجود ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو تعلیقات بخاری میں قبل تصریح ابن حجر وغیرہ کے ضرور ضعیف
 ہوا حال انکہ تعلیقات بخاری حکم میں اتصال کے ہیں کچھ انکی تصریح پر اسکی صحت موقوف

موقوف
 حجت
 تعلیقات

دین

نحوۃ الکفرین

نہیں اور بعضوں نے یہ فرق کیا ہے کہ جس میں امام بخاری صلیہ معروف لائے ہیں جیسے قَالَ فُلَانٌ
 يَكْذِبُ كَمَا قَالَ فُلَانٌ تَوَيَّهَ صَحِيحٌ وَادْرَجَ صَنِيعُهُ مَجْمُولٌ لائے ہیں جیسے قِيلَ يَأْتِيكَ لَتَوَالِمْكَسَ صَحِيحٌ
 مِّنَ النَّبَةِ كَلَامٌ لِّبَكْنٍ چوںکہ اس کتاب میں مروی ہے کوئی اصل اس کی ہوگی پس ایسے شخصوں کی
 تعلیقات کو ضعیف کہنا خالی از تعصب نہیں حالانکہ عادت مصنفین کی کبھی یہ بھی رہی ہے کہ
 کل سند کو حذف کر دیتے ہیں اور فقط قَالَ سَأَسْأَلُ اللَّهَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کہتے ہیں چنانچہ
 تصریح اس کی مقدمہ مشکوٰۃ میں موجود ہے خصوصاً متقدمین کا تو یہی دستور تھا کہ وہ سند بیان میں
 کرتے تھے اور وجہ اس کی یہ تھی کہ جب تک کذب نہ تھا سچے لوگ تھے موافق اس حدیث شریف
 كَيْفَ الْقُرْآنُ فَرَسْتَنِي إِلَى مَا قَالَ تَتَرَفَّقُونَ بِالْكَذِبِ یعنی فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم نے کہ سب قرونوں سے بہتر میرا قرن ہے پھر جو اس کے متصل ہے پھر جو اس کے متصل ہے پھر پھیل جائیگا
 جھوٹ اتنے اور عام ہوگا کہ اپکا زمانہ اور صحابہ کا ایک تھا اس کے بعد تابعین کا زمانہ ہوا انھیں
 تبع تابعین کا پھر ان کے بعد ایسا جھوٹ پھیل کہ لوگوں نے حدیثین وضع کرنے شروع کیں
 اسی لیے امام بخاری نے شروط لگائے ورنہ حدیث سے کہیں ان شروط کی تصریح نہیں
 یہ شروط فقط احتیاط تھے اور اس غرض سے کہ اب جو کوئی حدیث نقل کرے اس میں اتنی باتیں
 دیکھ لی جائیں جب اس سے اخذ کیا جائے اس کے یہ معنی نہ تھے کہ پہلے سناؤ الا سناؤ امام بخاری
 کی جو حدیثیں بیان کر گئے ہیں ان میں بھی سند اتصال ضرور ہو جاوے گا ورنہ فقط فریدۃ السیر
 کی ایجاد تازہ سے ہی بیشک امام محمدؒ کے تعلیقات حکم میں اتصال کے ہیں مثل امام بخاری کے
 چنانچہ اتفاق جمہو علماء سے حنفیہ مصنفین شافعیہ کا اس پر دلیل یہی ہے اور تصحیح الاسول میں بحث
 شرائط راوی میں مراسلات امام محمدؒ کو حجت لکھا ہے اور جو تواتر بعد اسکے کسی مصنف کے واسطے
 جاری کیے گئے وہ ہیلوں پر کیونکر حجت ہو سکتے ہیں یا پچھلے لوگ اس کے پابند ہو کر تحقیقات
 سابقہ کو سطر ترک کر سکتے ہیں البتہ اتنی بات ہو کہ ضروری ہے کہ اگر کہیں مخالفت دیکھیں تو
 اس میں تطبیق کو پس اس لیے کہ جب صحابی ہی نہ ہو ذرا بعد مخالفت کریں گے تو پھر موافقت نہ ہو

تصحیح

تصحیح

کون آئے گا پس ضرور ہو گا افعال صحابہ میں اور احادیث مرفوعہ میں حتی الامکان تطبیق میں
 ہو سا خلفاء سے راہنہ میں کے فعل اور قول کی تفسیر میں حدیث علیہ السلام کو مستند و سند
 اکتفاء الراشدین یعنی لازم کلمہ و تم طریقہ میرا اور طریقہ میرے خلفاء راشدین کا اتنے وار
 ہو گیا کہ قول تو مرفوع ہی ہے سند ہو گا علی مخصوص حضرت علی کے حق میں اقتضا اھم علی کا وار د
 یعنی صحابہ میں زیادہ اور عمدہ فیصلہ کرنے والے علی ہیں پیغمبر فرمانا حضرت علی کا کہ تیرے
 گواہوں نے تیرا پیغمبر یا صاف دلالت کہ تیری جیسے معامات میں جو خود سے تعلق رکھتے
 ہیں ظاہر اور باطن میں تھنا نافذ ہو جاتی ہے اور حدیث صحیحین کی جسکا سیاق و دلالت کرتا ہے کہ
 اموال میں وارد ہوئی ہے یا پیغمبر سند علی اسکی ہم بیان کر چکے مطابق ہی ہے یا جو ایسی ظاہر
 کے انکار کرنا کہ وہ یوں سمجھنا ہے کہ جیسے فرقہ ظاہر یہ سمجھے کہ حدیث کو حضرت علی بھی نہیں سمجھے
 اسلئے پیغمبر نے اسے فاسد سے غلط دیکھے یہ لوگ یوں سمجھتے ہیں کہ قول پیغمبر کے معنی جو ہم کہتے ہیں
 وہی مراد ہیں اور مرغی کی ایک ہی ٹانگ کہے جاتے ہیں انکے اعتقاد میں صحابہ مرفوع حدیث کے
 بالکل مخالف تھے اسلئے صحابہ کا قول نہیں مانتے تو کہتے کہ بعض و نکتہ بعض
 یعنی بعض کے ساتھ ایمان لاتے ہیں ہم اور بعض ہم انکار کرتے ہیں انھیں کے حق میں صادق ہو
 چونکہ صاف صاف بے شک صحابہ کو کرتے ہوئے ہوتے ہیں اسلئے حدیث مرفوع کے بردہ میں
 بہت کچھ نے ادبی صحابہ کی شان میں کرجاتے ہیں فی الواقع انکو صحابہ سے عداوت ہے جو صحابہ کے
 خلاف قرآن و حدیث کے عمل کرنے پر قائل ہیں اور انصاف مطلق نہیں کرتے اپنی رائے
 کو مستند سمجھتے ہیں یوں نہیں تصور کرتے کہ ہم سے ہی کچھ معنی حدیث کے سمجھنے میں قصور ہو گا
 صحابہ نے جو کچھ کیا موافق کیا اوسمیں تطبیق میں کیا اسکان ہو یا دوسرے کی بات مانیں یہ تو
 دو تک پہنچتے ہیں اور ہم کوئی بات الزام بھی کہیں تو کہتے ہیں تو بہ تو بہ ایسی بات نہ کہنا کیوں نہیں
 کہ ہم کو بھی تو اللہ نے یہ حکم نہیں دیا کہ اس فرقے کے معنی حدیث اور قرآن کے لیے ہوئے یہ
 عمل کرنا بلکہ ہم خوب جانتے ہیں کہ اگر امام صاحب قرآن اور حدیث کے معنی لینے میں

ایک دین ہو غلطیاں ہوں گی تو دوسروں سے نہ راہ میں نوسو غلطیاں ہوں گی اور خیریت میں معین
بعض صحابہ کو محاورہ نہ تھیں مانگو سداً ہر جگہ پیش کرتے ہیں اب جو حدیث ہے یہی طرف سے شیخ محمد بن
اور یوں سمجھئے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں کہا تھا کہ جو اب اپنے کسی عقیدہ کو لئے اس میں
مخالفت دوسری حدیث سے ہوئی کہ اس سے ہوئی کہ اگر کوہیت حدیث نہیں ہے نہ بھی یہی اس کا قول
قرآن اور حدیث کے مخالف نہیں ماننا چاہیے۔ اور حدیث میں لوگوں نے قرآن میں کہا کہ
سبح برین عقل و دانش سباید گریست بلکہ امام اعظم کا مسلک تطبیق نہایت درست ہے تاہم عقل
اور رسول نے حکم نہیں دیا کہ قرآن اور احادیث میں باوجود تطبیق اور موافقت عقل کے نہ خواہ
عقل کرنا یا نہ جہاں تطبیق ہو سکتی ہو گو خلاف عقل ہو ہم اس کو قبول کر لیں گے اور اس میں ایسا
قصہ سمجھیں گے اور فقط ایک لفظ کو لے لیں اور دوسری لفظ کو غور نہ کرنا بلکہ اپنی عقل کو ہر مسئلہ میں
فردہ ظاہر کا کام ہو مدہ معنی موافق عقل کے چھو کر خلاف عقل جاننا انھیں کا شبہ ہے عقل کو یوں
سمجھتے ہیں کہ محض دنیا کے واسطے عنایت ہوئی ہو دین میں اس سے مطابقت کو لازم نہ توجاہ ہے بلکہ
دوسرا کہ تو اسے تطبیق کرتے ہیں چنانچہ ایک ظاہر یہ کہ عقل یہ کہ عقل یوں بہت ضعیف ہے کہ اگر یہ
کہتے تھے کہ ان کم جنوں نے قرآن اور حدیث کے بالکل خلاف کیا ہے اکثر باتیں خلاف ہیں یا کہ
ہیں ایک وزیر ایک شخص نے دریافت کیا کہ جناب وہ کونسا قول ہے جو مخالف ہے کیا ایک ہر تو بہانہ
سیکڑوں ہیں اگر خیر مشیت نمونہ از خردارے ایک بتلائے دیتا ہوں دیکھو یہ سب منطقی تفقہ ہیں
کہ اجتماع یقین محال ہے اور اثبات اور نفی صحیح نہیں ہو سکتا حالانکہ صریح مخالف ہے قرآن اور حدیث
کیونکہ دیکھئے کہ لا الہ الا اللہ نفی ہوئی اور لا الہ الا اللہ اثبات ہے تو انکو کلمہ بھی تو یاد نہیں ورنہ ایسی صریح مخالفت
نکرتے حاصل کلام یہ کہ آدمی کو یوں سمجھنا کہ جو سمجھا ہوں دوسرا نہیں سمجھا بلکہ صریح مخالف
قرآن اور حدیث کی سمجھا یہ عین خطا ہے تمام کتابیں ایمہ اربعہ کے اختلافیات کی صحت لائل موجب
ہیں دیکھ لیجئے اور یہ نہ کیجئے کہ انھوں نے بڑی باند کے ایک طرف کی بات لکھ دی اور دوسری طرف کو
جھوٹ گئے اور نہ سمجھے ہو مجھے حکم لگا دیا کہ دیکھو یہ مخالف حدیث کے ہے اور قول قاضی شوکانی کا

کہ جنکے اقوال جسم کے مخالف ہیں الا ونا میں موجود ہیں پیش کر دینا اور ایسے ہی اقوال و کلمے مقلدین
 کے نقل کر دینا سراسر سٹہ دہری اور کچھ نہیں ہو بلکہ اسمین قول انکا چاہیے تھا کہ جنکو طوفین تسلیم کرتے
 جیسے شاہ ولی اللہ صاحب چنانچہ وہ عقیدہ اجماع اور انصاف نے بیان کیا اختلاف میں لکھتے ہیں جان تو
 کہ تحقیق امت اجماع کیا ہو سیکر اعتماد کریں وہ سلف پر شریعت کی پہچان نے میں یس تا بعین
 اعتماد کریں اسمین صحابہ پر اور شیخ تابعین اعتماد کریں تابعین پر اور سید طرہ سہرطیہ میں اعتماد کریں
 بچھلے علما اگلے علماء پر اور عقل او سلی خوبی پر دلالت کرتے ہیں اس لیے کہ شریعت میں پہچانی جاتی ہے
 ساتھ نقل اور استنباط کے اور نقل نہیں مستحب ہوتی مگر این طور کہ ذکر کے ہر طبقہ اپنے پہلوں کے
 بالاتصال اور استنباط کرنے میں یہ ضرور ہے کہ مذاہب متقدمین کے معلوم کرے تاکہ خارج نہ ہو جاوے
 انکے اقوال سے والا خارق اجماع ہو جاوے گا اور چاہیے کہ بنا کریں اوپر اور استعانت کرے
 اوس میں اور جسے جو پہلے اسکے ہیں اور جبکہ اعتماد سلف پر متعین ہو گیا تو ضرور ہے اس سے کہ ہوں
 اقوال و کلمے کہ خیر اعتماد کیا جاتا ہو روایت کی گئی اسناد صحیح سے یا اونکی کتابوں مشہور میں مجتہدین
 اور یہ کہ ہوں مخدومہ یعنی بیان کیا جاسے راجح محتمل اونکی سے اور خاص کیا جائے عموم انکا بعض
 موافق میں اور قید کیا جاوے مطلق انکا بعض جائیں جمع کیا جاوے مختلف فیہ اور بیان کیے جائیں
 سبب اونکے احکام کے اور نہیں تو صحیح ہوگا اعتماد اول پر اور نہیں ہی کوئی مذہب اس زمانہ اخیر میں
 اس صفت کا مگر یہ چار مذہب بالمد مذہب امامیہ اور زیدیہ کہ وہ اہل بدعت میں نہیں جائز ہیں اعتماد
 اوپر اتنے مختصر باقی تحقیق اس کتاب کی اول میں گذر چکی اگر جی چاہے ملاحظہ فرمائیے اب امام
 صاحب کی طرف سے بعض دلائل اسکے کہ قصداً ظاہر اور باطن میں سوامال کے جاری ہو جاتی ہی
 شروع کرتے ہیں فتح القدیر میں ہے کہ نزدیک امام صاحب کے ظاہر اور باطن میں قصداً نافذ ہوگی
 کہ جسمین قاضی کو انشائی عقد ممکن ہو کہیں اگر دوسرے کی عدت میں نہ ہوگی یا مطلقہ اثلث غیر کی جو
 تو اس صورت میں قاضی کو انشائی عقد کا اختیار نہ ہوگا کیونکہ قاضی دوسرے کی مال کی ملکیت کا غیر
 عوض کے مالک نہیں ہوتا اور تصدیق سے قطعاً منع ہے اور اس صورت میں جھگڑا طے نہیں ہو سکتا

مذاہب چار
 مذہب

مذاہب چار
 مذہب

مگر جب تصدایا بن من نافذ ہو اس واسطے کہ اگر عزت باقی رہے گی تو پھر مناعت و طمی کی طلب میں مگر ہو
 اور دوسرا منع کرے گا کیونکہ حقیقت حال جانتا ہی نہیں ضرور ہوا پہلے ہونا انتہا کا پس گویا قاضی نے
 کہہ دیا کہ میں نے تمہارا کلام کیا اور اس کے ساتھ حکم دیا اس کے بعد لکھا ہو قول اَبی حنیفۃ رضی اللہ عنہ
 یعنی اور قول امام صاحب کا بدل زیادہ ہوا کہ اور امام طحاوی لکھتے ہیں فَيَذْبُثُ الْحَلَّ عِنْدَ اللَّهِ تَعَالَى
 وَلَا يَأْتِي الْمُسْلِمَ عَمَى اِنْ شَعَرَ اَقْدَامَهُ عَلَى الدَّعْوَى الْكَافِرَةِ بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ ثَابِتَةٍ مَعْلُومَةٍ
 نزدیک اللہ تعالیٰ کے اگرچہ گناہ کا روموگا مدعی گناہ پیش قدمی کرنے اپنے کا اور چھوٹے دعوے کے
 اتنے اس عبارت سے معلوم ہوا کہ گناہ اس کو بیشک ہو گا کیسے ہی جو الزام کی اس عبارت سے واضح
 ہوتا ہو لَا يَكْفُرُ مِنَ الْقَوْلِ بِحَلِّ الْوُطْئِ حَدُّ اَثْمِهِ فَإِنَّهُ اِنْ شَعَرَ بِسَبَبِ اَقْدَامِهِ عَلَى
 الدَّعْوَى لِبَاطِلَةٍ وَإِنْ كَانَتْ اَشْعَرُ عَلَيْكَ بِسَبَبِ الْوُطْئِ بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ لَزَامَ اَنَّهُ قَائِلٌ بِمُؤَنِّطَةٍ
 وطمی سے نہ گناہ ہونا اس کا اس لیے کہ وہ گناہ کا ہی نسبت پیش قدمی کرنے اس کے اور ہوا باطل کے
 اگرچہ نہیں گناہ ہوا سبب وطمی کے اتنے اس عبارت سے بھی معلوم ہوا کہ گناہ اس کے ذمے ہو رہیگا
 پھر اس کے واسطے جو کچھ عیدائی ہی اسی کذب کا بدلہ ہو گا اسوجہ سے بھی قول امام صاحب کا حدیث کے
 مخالف ہوا بلکہ عین موافق ہو گیا اور طحاوی کہہ رہا کہ امام صاحب کی ایک یہ بھی دلیل ہے کہ اسمین
 سب کا اجماع ہے کہ جو شخص کسی نو طمی کو خریدے پھر چھوٹا دعوے کرے فسخ سح کا اور گواہ لاوے پس قاضی
 حکم کرے تو بائع کو وطمی اس کثیر کی حلال ہوگی اور اس سے خدمت لینا بھی حلال ہوگا باوجود حائے
 اس کے کہ دعویٰ مشتری کا چھوٹا ہی حال آگے اسمین تو آزاد کرے بھی خلاصی پاسکتا ہو گواہ اس کے مال کا
 ہو اتنے اس طرح امام صاحب کہتے ہیں کہ بیان ماہ الفرق کو کسی شیء جس سے یہاں وطمی جائز ہو
 وہاں جائز نہ ہو و بہت دلائل امام صاحب کے بوجہ اختصار کے بیان بیان نہیں ہو سکتے ورنہ
 بحث کو ایک فقرہ جابہ گریف ہو کہ باوجود ایسے عمدہ دلائل اور براہین کے آپ کا مخالف قرآن اور
 کے بتلانا دو حال سے خالی نہیں یا تو حدیث کا مطلب آپ خود نہیں سمجھے یا دانستہ یہ شیوہ اختیار کیا کہ
 مگر یہ احتمال تو ہم نہیں لے سکتے کیونکہ کونسا مسلمان ہو جو ایسی باتیں دانستہ کرے کہ اپنے تئیں دائرہ

مگر جب تصدایا بن من نافذ ہو اس واسطے کہ اگر عزت باقی رہے گی تو پھر مناعت و طمی کی طلب میں مگر ہو

اور دوسرا منع کرے گا کیونکہ حقیقت حال جانتا ہی نہیں ضرور ہوا پہلے ہونا انتہا کا پس گویا قاضی نے

کہہ دیا کہ میں نے تمہارا کلام کیا اور اس کے ساتھ حکم دیا اس کے بعد لکھا ہو قول اَبی حنیفۃ رضی اللہ عنہ

یعنی اور قول امام صاحب کا بدل زیادہ ہوا کہ اور امام طحاوی لکھتے ہیں فَيَذْبُثُ الْحَلَّ عِنْدَ اللَّهِ تَعَالَى

وَلَا يَأْتِي الْمُسْلِمَ عَمَى اِنْ شَعَرَ اَقْدَامَهُ عَلَى الدَّعْوَى الْكَافِرَةِ بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ ثَابِتَةٍ مَعْلُومَةٍ

نزدیک اللہ تعالیٰ کے اگرچہ گناہ کا روموگا مدعی گناہ پیش قدمی کرنے اپنے کا اور چھوٹے دعوے کے

اتنے اس عبارت سے معلوم ہوا کہ گناہ اس کو بیشک ہو گا کیسے ہی جو الزام کی اس عبارت سے واضح

ہوتا ہو لَا يَكْفُرُ مِنَ الْقَوْلِ بِحَلِّ الْوُطْئِ حَدُّ اَثْمِهِ فَإِنَّهُ اِنْ شَعَرَ بِسَبَبِ اَقْدَامِهِ عَلَى

الدَّعْوَى لِبَاطِلَةٍ وَإِنْ كَانَتْ اَشْعَرُ عَلَيْكَ بِسَبَبِ الْوُطْئِ بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ لَزَامَ اَنَّهُ قَائِلٌ بِمُؤَنِّطَةٍ

وطمی سے نہ گناہ ہونا اس کا اس لیے کہ وہ گناہ کا ہی نسبت پیش قدمی کرنے اس کے اور ہوا باطل کے

اگرچہ نہیں گناہ ہوا سبب وطمی کے اتنے اس عبارت سے بھی معلوم ہوا کہ گناہ اس کے ذمے ہو رہیگا

پھر اس کے واسطے جو کچھ عیدائی ہی اسی کذب کا بدلہ ہو گا اسوجہ سے بھی قول امام صاحب کا حدیث کے

مخالف ہوا بلکہ عین موافق ہو گیا اور طحاوی کہہ رہا کہ امام صاحب کی ایک یہ بھی دلیل ہے کہ اسمین

سب کا اجماع ہے کہ جو شخص کسی نو طمی کو خریدے پھر چھوٹا دعوے کرے فسخ سح کا اور گواہ لاوے پس قاضی

حکم کرے تو بائع کو وطمی اس کثیر کی حلال ہوگی اور اس سے خدمت لینا بھی حلال ہوگا باوجود حائے

اس کے کہ دعویٰ مشتری کا چھوٹا ہی حال آگے اسمین تو آزاد کرے بھی خلاصی پاسکتا ہو گواہ اس کے مال کا

ہو اتنے اس طرح امام صاحب کہتے ہیں کہ بیان ماہ الفرق کو کسی شیء جس سے یہاں وطمی جائز ہو

وہاں جائز نہ ہو و بہت دلائل امام صاحب کے بوجہ اختصار کے بیان بیان نہیں ہو سکتے ورنہ

بحث کو ایک فقرہ جابہ گریف ہو کہ باوجود ایسے عمدہ دلائل اور براہین کے آپ کا مخالف قرآن اور

کے بتلانا دو حال سے خالی نہیں یا تو حدیث کا مطلب آپ خود نہیں سمجھے یا دانستہ یہ شیوہ اختیار کیا کہ

مگر یہ احتمال تو ہم نہیں لے سکتے کیونکہ کونسا مسلمان ہو جو ایسی باتیں دانستہ کرے کہ اپنے تئیں دائرہ

اسلام سے خارج سمجھے ہاں آپ کے فہم میں خطا واقع ہوئی خیر یہ خطاے اجتماعی ہواس میں آپ
 معذور ہیں خدای تعالیٰ اکبوزہن رسا اور طبع سلیم عنایت فرماوے امین ثم امین **قال**
 مسئلہ پنجم اور ایک مسئلہ امام اعظم اور ان کے شاگردوں ابو یوسف و محمد کا مخالف بغیر مسلمیہ علیہ وسلم
 کی دو حدیثوں کے یہ ہیں جو کہ ہر ایہ اور شرح وقایہ او کثر الدقائق وغیرہ میں لکھا ہیں میں امتنع
 من الجرحۃ او مثل مسلم او سنن الدقی علیہ السلام او ان فی مسلم کتوب
 یلینقض عہدہ یعنی جو دعویٰ جزیرہ دینے والا جزیرہ دینے سے انکار کرے یا کسی مسلمان کو
 مار ڈالے یا کالی دے بنی علیہ السلام کو یا کسی مسلمان عورت سے زنا کرے تو ان امور سے اس کا
 عہدہ منہ ہوتا **اقول** اس حدیث سے مخالفت ہرگز نہیں سمجھی جاتی بلکہ اگر الفاظ
 حدیث آپ غور فرماتے تو بیشک موافق پاتے حدیث میں کانت کشتہ کا لفظ اسیرات
 کرتا ہے کہ جو مکرر سب و شتم واقع ہوا اور عادت ہو جائے تو اس کو قتل کرنا چاہیے اس لیے کہ لفظ
 کے معنی ہیں کہ سب و شتم کیا کرتے تھے یہ معنی نہیں کہ ایک بار اسے شتم کیا ہوا و قتل کی گئی ہو
 اور اگر ایک بار مراد ہوتی تو کانت نہ ہوتا جس کے معنی ہیں شتم کیا تھا اس سے پس لفظ
 حدیث سے معلوم ہوا کہ جب تک مکرر نہ ہو تو قتل نہ کرنا چاہیے سو امام صاحب بھی اسکے مخالفت
 نہیں کہتے اس لیے کہ دالمتاری میں جسکی عبارت اپنے نقل کی ہوا اسکے بعد جو توفیق بھی مرقوم ہو
 قوله و بہ افندی شیخنا امی ابوالسعی حنفی الروم بل افندی بہ اکثر الحنفیہ
 لاذ اکثر السیب کما قد منناہ عن الصامیہ المسلول وهو معنی قوله لاذ اظہر
 انہ معتادہ و مثلہ ما اذا اعلن بہ کما مر و ہذا معنی قول ابن الہمام اذا
 اظہرہ یعقل فیہ یعنی قول صاحب المختار کا اور ساتھ اسی کے یعنی قتل کے فتوا دیا ہے ہمارے شیخ نے یعنی ابو مسعود
 مفتی روم نے بلکہ فتوا دیا ہے ساتھ اسکے اکثر حنفیہ نے جس وقت کثرت کرے گا نی کے جیسا کہ بیان کیا ہے عنہ
 او اسکو صامیہ مسلول سے اور یہی معنی قول مصنف کے ہیں مقتبوس طبرہر جو کہ یہ عادت اسکی ہر مثل اسکے
 وجہ سے ہرگز اعلان کرے ساتھ اسکے اسکو جیسا کہ گذرا اور یہی معنی ہیں قول ابن ہمام کہ مقتبوس طبرہر اسکو قتل کیا جاوے

حدیث

روایۃ علیہ السلام

بِسَبَبِ كَيْفٍ اَوْ مُتَقَاتِي مِثْلِهِ اِذَا اَلُوْا يَحْلُلْنَ فَلَوْ اَعْلَنَ بَشْتَهْ اَوْ اَعْتَادَ قَتْلًا وَكُلَّوْا مَرَّةً
 یعنی جس وقت ظاہر نہ کرنا ہو پس اگر ظاہر کرے شتم کو یا عادت کرے اس کی قتل کیا جاوے گا اگرچہ
 عورت ہو اتنے میں معلوم ہوا کہ امام صاحب کا قول مطابق حدیث کے ہی اور حدیث میں عادت
 اور کثرت کی وجہ سے قتل ہی سوا اس کا امام صاحب انکار نہیں کرتے امام صاحب غیر معتاد کیونکہ
 یہ حکم بیان کرتے ہیں کہ قتل نہ کیا جائے چنانچہ جو عبارت آپ قتل کی ہو اوس میں لفظ سبب
 کہ ماضی ہی سبب ال ہے جیسے قتل مُسْلِمًا سے ایک ہی قتل مراد ہی ایسی ہی سبب سے ایک ہی سبب
 ہو کوئی اس میں ایسا لفظ جو استمرار اور تکرار پر دلالت کرتا ہو نہیں البتہ حدیث میں ایسا لفظ موجود
 ہے نہ کہ لفظ گان فعل مضارع سے پہلے ہوتا ہو تو معنی استمرار اور تکرار کے دیتا ہی اس صورت میں
 بیشک امام صاحب کے نزدیک بھی قتل ہی چنانچہ رد المحتار میں ہے کہ اصول حنفیہ سے یہ امر ہی کہ جس
 چیز میں قتل مقرر نہیں نزدیک خفیہ کے جس وقت وہ فعل مکرر ہو پس چاہیے امام کو کہ اس کے کرنے
 والے کو قتل کرے اتنے اسکے بعد لکھا ہو فَقَدْ اَفَادَ اَنَّهُ يَهْجُوْهُ جَعْدًا نَافِلًا اِذَا تَكَرَّرَ
 مِنْهُ ذَلَالٌ وَاَظْهَرَ؟ یعنی پس تحقیق فائدہ دیا اسے اس کا کہ جائز ہی نزدیک ہمارے قتل
 اس کا جس وقت مکرر ہو اوس سے یہ اور ظاہر کرے اس کو اتنے اور شرح قدوری کے فصل خبریہ میں لکھا
 کہ ہماری دلیل وہ ہی جو حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ کہا اَوْ نَحْنُ نے ایک جماعت یہودیوں کی
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی پس کہا اَوْ نَحْنُ نے اَلَسْنَا مِنْكُمْ عَلَيْكُمْ
 کہا عائشہ صدیقہؓ نے پس سمجھ گئی میں اس لفظ کو پس کہا میں نے اور تمہارا ملک اور بعت ہو پس
 فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نعمت کہ ایسا اسے عائشہ تحقیق اللہ تعالیٰ پس نہ فرمائی کوئی
 کام میں پس کہا میں نے کیا اپنے سنار میں جو اَوْ نَحْنُ نے کہا پس فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم نے تحقیق کہا میں نے اور تمہیں پس یہ گالے بنی صلی اللہ علیہ وسلم کو اگر ہوتی کسی مسلمان
 سے تو حلال ہوتا خون اس کا حال انکہ نہیں قتل کیا اپنے ان کو اتنے اس کی طرح کہا امام طحاوی
 نے اور ظاہر ہے کہ امام بخاری کا بھی یہی مذہب ہی چنانچہ ذکر کیا اس کو علامہ عینی نے شرح بخاری

بِسَبَبِ كَيْفٍ اَوْ مُتَقَاتِي مِثْلِهِ اِذَا اَلُوْا يَحْلُلْنَ فَلَوْ اَعْلَنَ بَشْتَهْ اَوْ اَعْتَادَ قَتْلًا وَكُلَّوْا مَرَّةً

رد المحتار جلد ۲۰ ص ۹۰۵
 شرح قدوری جلد ۲ ص ۱۰۵
 بخاری شریف جلد ۲ ص ۱۰۵

میں ہاں یہ شبہ ہو تا ہی کہ جب یہ لفظ شتم ہوا تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وَعَلَيْكُمْ عَطْفٌ
 کیوں فرمایا اسکا جواب یہ ہی کہ یہ واو عاطف نہیں بلکہ واسطی استیناف کے سر جملہ لائے ہیں دوسرا
 شبہ یہ ہو تا ہی کہ کعب بن اشرف کیواسطی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کون اوس کے قتل کا
 ذمہ کرایا اوس نے السداور رسول کو اذیت دی تو آپ نے اپنے ایسے شخص کو اوس کی طرف بھیجا تھا
 جس نے اوس کو دھوکے میں قتل کیا سو جواب اوس کا یہ ہی کہ اوس کو بوجہ شتم کے اپنے قتل
 نہیں کرایا بلکہ وہ آدمیوں کو آپ کے ساتھ لڑنے کو جمع کراتھا علاوہ اسکے وہ اہل ذمہ سے بھی
 نہ تھا بلکہ مشرک تھا آپ سے مقابلہ کراتھا ایسا ہی بیان کیا شیخ الاسلام علامہ عینی نے شرح
 بخاری میں میں یہاں بخاری کی حدیث کے اب عمل آپ کا کماں چلا گیا اور بخاری کی حدیثوں سے
 استنباط کون اٹھا کر لے گیا غرض امام صاحب کے مخالف ہونا او طعن کرنا آپ نے اپنے اوپر
 فرض سمجھ لیا ہی جہاں اپنے زعم میں خلاف واقع کے مخالفت پاتے ہو پھر کسی ہی حدیث صحیح
 موجود نہ ہو فقط اپنی رائے کو اوس وقت صائب جانتے ہو ذرا خدا سے بھی ڈرنا چاہیے اگر اسی
 اپنے خیال کا نام مخالفت ہی تو خیر دنیا میں تو کون باز پرس کرنا ہی مگر خدا سے قیامت اگر حق تعالیٰ
 آپ سے حجت طلب کرے کہ کوئی دوسرا آپ سے شیوہ طعن نہیں اختیار کیا تھا پھر تو بغلیں جھانک کر
 آئندہ آپ جانیں مگر یہ طریقہ آپ کا سب طریقوں سے بدتر ہی گو آپ اپنے خیال میں کچھ سمجھیں
قال شتم سلمہ او مای سلمہ امام اعظم کا مخالفت غیبی کی چار حدیثوں کے یہ ہو جو کہ جلیبی حاشیہ شرح وقایہ
 میں محیط سے نقل کر کے لکھا ہے اِنَّ مَا اتَّخَذَتْهُ الرَّاٰزِیَیَةُ اِنْ كَانَ یَعْقِدُ الْاَجَاوِدَ فَحَلَا
 عِنْدَ الْاَعْظَمِ وَ اَنْ اَجَرَ الْمِثْلِ طَیِّبٌ وَاِنْ كَانَ السَّبْحُ حَرَامًا یَعْنِیْ جَوْزِیَرُکَی
 عورت زنا کرنے والی بدلے زنا کرنے کے اگر لیا ہی مقرر کر کر یعنی جس طرح سے کہ کسبیاں اپنی
 خرمی زنا کرنے سے پہلے مقرر کر لیتی ہیں تو حلال ہو امام اعظم کے نزدیک اس لیے کہ تحقیق مزدوری
 یعنی مثل کی طیب ہی خواہ وہ سبب کہ جس کے بدلے وہ مزدوری لیتی ہی حرام ہی ہوتی ہے اسی سبب سے
 امام اعظم کے نزدیک جو شخص کہ خرمی دیکر کسی عورت سے زنا کرے اوس پر حدود واجب نہیں اخراج

شتم کی بدعت

جب مترض صاحب فقہ کا مطلب نہیں سمجھتے اور اجارہ فاسد اور باطل میں فرق نہیں کر سکتے تو پھر
 کیوں ایسے پر طعن کرتے ہیں اور کہندے ہیں کہ مترض نے اپنے ائمہ میں بند کر کے اعتراض کر دیا اور یہ نہ دیکھا کہ چلی
 میں اجرت شل اور اجارہ فاسد میں یہ کتنا گھٹا کی ہے اور مترض صاحب نے اس کو اجارہ باطل قرار دیا اور
 اجرت شل کو زنا کی خرچ سمجھ گئے اتنا بھی غور فرمایا کہ اجارہ فاسد میں چلی نے اسے اختلاف کو
 لکھا ہے زنا کی خرچ کیونکر مراد ہو سکتی ہے اب اس کا جواب سنئے کہ تمام خفیہ کے نزدیک یہ کلیہ مسلم ہے
 اور سب کتب فقہ اسپر متفق ہیں کہ اجارہ باطل ہے یہ کہ باطل غیر مشروع ہو اور اجارہ فاسد وہ
 کہ باطل مشروع اور بوجہ غیر مشروع ہے کہ کسی شرط یا عارض کی وجہ سے اس میں فساد آیا ہے
 ورنہ اصل میں وہ جائز اور حلال تھا اور یہ بھی متفق ہے کہ جس اجارے کا مقصد علیہ عصیت
 ہو وہ گاہ وہ باطل ہو گاہ فاسد بعد ان دونوں قاعدوں کے تحقق اور متفق علیہ ہونے کے
 وہ کون عاقل ہو کہ زنا کی اجرت کو حلال کہے اور کسی اور نے عالم کی بھی یہ شان نہیں کہ اس میں
 تامل کو ہے یہ جیسے صاحب محیط و چلی اور دوسرے تصوف صاحب بغیر منہج حلیہ کی اس میں
 ہووے ہیں بالفور و واجب ہو کہ اجرت زنا سب کے نزدیک حرام ہووے ایک اور نے عامی کا بھی
 اس میں خلافت نہیں چنانچہ ائمہ نووی شرح مسلم میں لکھتے ہیں اَمَّا مَقْرَرُ الْبَغْيِ فَهُوَ مَا اخْتَلَفَ
 الزَّانِيَةُ عَلَى الزَّانِي وَسَمَّا مَقْرَرُ الْكُفْرِ عَلَى صُورَتِهِ وَهُوَ حَرَامٌ بِاجْمَاعِ
 الْمُسْلِمِينَ یعنی لیکن خرچ زانیہ کی پس وہ شے ہو کہ جس کو زانیہ بوجہ زنا کے لےوے اور اس کا
 نام اس لیے مقرر کیا ہے کہ وہ بصورت حدی اور حرمت اور کلی تمام مسلمانوں کے نزدیک حرام
 ہو اتنے لہذا ضروری ہے کہ روایت محیط کے ایسے معنی ہیں گے جس سے اجارہ فاسد کی صورت پیدا
 ہو کیونکہ وہ تو خود ہی کلام اجارہ فاسد میں کرتا ہوا اور علت اجرت کا اور صورت فساد قائل ہوا ہے
 اور صوت باطلان پس سفیدہ کہتا ہے کہ اگر کسی کو اس کے منافع خدمت پر ایمان عین میں اجارہ دیا ہو
 یہ بھی شرط کر لی کہ اس ایمان میں زنا بھی کروں گا سو اصل مقصد علیہ خدمت ہے کہ اگر حلال ہے اور شرط
 اس کے ساتھ لگنی ہو پس یہ اجارہ فاسد ہے نہ باطل اس کی اجرت شل میں خلافت ہو نہ صحت مشہور

چلی

چلی

کیونکہ اجرت مشروط و مسمیٰ تو جنت سے خالی نہیں بسبب اس کے کہ بمقابلہ اسی اجارے کے واقع ہوئی ہے
 جو دراصل درست تھا مگر شرط حرام کی اقران سے اس مقتود علیہ میں حرمت آگئی لہذا اسمیٰ بھی
 ضمیمہ بن گیا مگر جب شارع نے اسکا اجارہ رکھا اور شرط حرام کو ملحوظ بنایا تو وہ منافع مباح کہ جو
 نے دیے اور مستاجر نے وصول کیے انکو ضائع نہ کیا اسکی اجرت مثل دلائل اوس میں کیا قیاس ہے
 کے منافع تو اسکا احوال تھے اور اب بھی منافع خدمت ہی کی اجرت دلائل ہی نہ منافع بضع کی سوا
 کسی وجہ سے شرکت زنا کی نہیں یہ ہر حال میں طیب ہے اور حدیث میں اجرت زانیہ کو حرام فرمایا ہے تو
 زنا کی اجرت کو حرام کیا ہی زانیہ کی خدمت کے منافع کو تو حرام نہیں کیا اگر زانیہ کسی قسم کی اجرت
 مباح کہے تو وہ حرام نہیں مثلاً اگر کوئی شخص کسی عورت کو لکھ کر یا سینہ پر دو روپیہ کو اجارہ دین لکھ اور یہی شرط
 کرے کہ نہ ابھی کروں گا چنانچہ اسنے لکھ لکھ بھی دیا اور اس شخص کے ساتھ مسدور زنا کا بھی ہو گیا پس اس صورت میں فقط
 اجرت مثل یعنی لکھ کر یا سینہ کی قیمت چار پانچ آنے اسکو دلائے جائیں گے اور دو روپیہ جو اجارہ کا
 کے قرار پائے تھے رد کر دیے جائیں گے کیونکہ وہ بھی بوجہ شرکت زنا حرام میں اور زنا کی اجرت تو
 قطعی حرام ہے اسکو مگر زانیہ دلا یا بلکہ فقط اجرت مثل اس اصل مقتود علیہ کا ضائع نہ کیا کیونکہ یہ اجرت
 امر مباح کی ہے ان اگر زنا کی خرچہ بیکل دام اسکو دلائے جاتے تو حرام ہوتے جو دلا یا ہے وہ حرام نہیں
 پس اسطرح یہاں یہ اجرت بھی ایسی ہی مباح امر کی ہے اور وہ شرط زنا کی جو اجارے میں حصول
 لگا دتی تھی وہ رد ہی ہو گئی کیونکہ اس سے کما اعتبار ہی ضمیمہ نہ فقط منافع کی اجرت مثل دلائل
 جس میں شرط زنا کا نام و نشان بھی نہیں پس کسب البغی کو اوس میں کچھ علاقہ اور دخل نہیں رہا اور
 صدق اس حدیث کا سرگزیدہ واقعہ نہیں ہوا اجرت مثل حلال و طیب ہوئی شاجرت سے قویٰ حکم
 الْفَرْقُ وَ تَبَّتْ الْحَقُّ حکم مشتق میں معانی مشتق منہ کلامی ہونا واجب ہے اجرت زانیہ بوجہ
 زنا حرام ہے نہ یہ کہ اجرت زانیہ بوجہ مباح بھی حرام ہوگی پس حاصل مذہب تمام صاحب کلام ہے اگر اجرت زنا
 خواہ عقد اجارہ زنا سے ہو خواہ بلا عقد ہو حرام مطلق ہے کیونکہ اجارہ باطل ہے اور جو اجارہ فاسد ہو
 وہ بطلان طور کہ اصل مقتود علیہ درست تھی اور شرط زنا مذکور لکھی اور اس شرط سے قویٰ حکم

ہر جیسا کہ مقتود علیہ حرام تھا مگر بعد رد عمل نہایت اوسکے کے انفس امر مباح کی اجرت مثل جو وے تو
 وہ درست ہی ہیں و جب کہ اوسکے اجارے کو جسمین شرط فاسد تھیں معدوم کر دیا جسکے سبب مسمی بھی
 نہ دلایا گیا اور بھی نشان رد اجارہ کا جو نہ بعد حاصل کر کے منافع کے رو کی کیا صورت ہو سکتی تھی
 جب شارع نے مسمی یعنی اجرت فاسد کی نہ دلائی تو گویا اوس مقتود علیہ ہی کو رد کر دیا اب اصل منافع
 کا اجرت مثل جو مباح ہی اپنی طرف سے تشخیص کر کے دلایا تو اس میں نہ زنا کا کوئی دخل رہا نہ اثر آیا نہ انکار
 اجرت مثل منافع زنا کی ہوتی تو لایب حرام ہو جاتی باز ملکہ رعایت اجرت میں بہتی تو بھی مشک
 اجرت حرام ہوتی مگر میان تو کوئی امر مخرم ہو جو زمین نہ زنا کی اجرت دلائی ہو نہ اجارہ فاسد کا
 سے دلایا بلکہ خدمت کا اجرت مثل مسمی یعنی اجرت فقط اوسکی خدمت میں کی ہوئی ہو وہ دوائی ہو
 اجرت حلال ہی اگرچہ سبب اصل امر سبب اصل کہ تسمیہ مقتود علیہ ہی حرام تھا و وہ سبب کہ اجارہ
 فاسد تھا اب سبب بعید ہو گیا کیونکہ اجرت مثل کی سبب کا ہی سبب واقع ہوا ہی و نہ کیوں
 یہاں پیش آتا مگر صاحبین نے اس شرط کو شرط نہیں جانا بلکہ زمین مقتود علیہ یا جزو مقتود علیہ ٹھہرایا
 تو اس صورت میں اجارہ باطل قرار دیا اور یہ حکم بطلان کا فرمایا بسبب احتیاط کے ہی یا بسبب
 غلو زانیہ محدثوں اور کثرت اور طلب فیصل کے اوسکے زمانے میں جو اہم سہر حال صاحبین کو اس تقریر
 امام صاحب پر کلام نہیں بلکہ انھوں نے شرط زنا کو جزو مقتود علیہ ٹھہرایا ہی کیونکہ زانی کو مقتود
 زنا ہوتا ہی نہ دیگر منافع کہ وہ یا زائد میں یا جزو مقتود ہیں بہر حال یہ وجہ خلاف کی ہی اور یہ خلاف
 اختلاف زمانے پر محمول ہو سکتا ہی قائم رہے اس تقریر سے واضح ہوا کہ جو معنی مترقض صاحب
 اس عبارت کے لئے تھے ہیں ہرگز ہرگز یہ معنی کسی طور سے نہیں ہو سکتے سیاق اور بیاق کے
 بالکل خلاف ہی گفتگو چلی ہے اجارہ فاسدہ میں کی ہی مترقض صاحب اوسکو اجارہ باطلہ مانتے
 ہیں جو سبب نزدیک حرام ہی کسی مسلمان کا اوس میں اختلاف نہیں اور مترقض صاحب کے منقولے
 اجارہ باطل ہو گا جس میں مدعا بحث نہیں مگر مترقض صاحب اپنے ان معنوں سے اجارہ کا
 ثابت کر دیں تو ہم سوچے ہی یہ روشنی مانگی نظر کریں پس امام صاحب امر صاحبین کے اصل قائل ہیں

خدو نہیں فقط فرق اتنا ہی کہ صاحبین نے شرط کو شرط نہیں رکھا بلکہ مستثنیٰ بنایا ہے اور اب اس میں
 میں ایسا ہی ہے اور امام صاحب نے شرط لگایا اور اس وقت میں ایسا ہی تھا یا نہ سہی مگر وہ
 تقریر یہ صورت وجود اجارہ فاسد ہے اگر کہیں پایا جاوے نہ در صورت بطلان اور حکم حلت اجرت
 مشاع کا فساد کی صورت میں لکھا ہے بطلان کی صورت میں نہیں لکھا اگر فساد محقق ہو جاوے تو
 صاحبین کو بھی تسلیم ہے اور اگر بطلان محقق ہو جاوے تو امام صاحب کو بھی حرمت میں کلام یز
 پس یا تو معترض صاحب ان معنوں کو جو بخون نے عبارت چلیبی سے اجتہاد فرمائے ہیں ثابت
 کرین بشرطیکہ ان معنوں سے اجارہ فاسد بن جائے جس میں چلیبی کلام کرتا ہے اور ہماری طرف سے
 اجازت ہے کہ اس میں اپنے اعمان اور انصار سے معترض صاحب استدعا بھی کرین ورنہ ایسے
 بیسودہ مطاعن سے توبہ کرین اور بغیر مطلب سمجھے نہ دیا کرین **قال** مسئلہ ہائیک مسئلہ
 اعظم کا مخالف بنیں کی ہیں جسکو یہ دیکھو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ اور کنز الدقائق اور رد المحتار اور فتاویٰ
 عالمگیری اور فتاویٰ قاضی خان وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے **وَيُجِبُ ذُبِّيْعُ الْكَلْبِ وَالْفَهْرُ**
وَالسَّبَّاحُ الْمُعَلَّكُ وَغَيْرُ الْمُعَلَّكِ فِي ذَلِكَ سَوَاءٌ یعنی جائز ہے سب کے لئے کی اور چیتے کی اور
 زندوں کی برابر ہے کہ سکھائے ہوئے ہوں یا نہ سکھائے ہوئے **اقول** کہ علامہ حلی نے
 شرح بخاری میں **فَبِهَ أَخْلَافِ الْعِلْمِ** فقال الحسن **وَسَبَّيْعُهُ وَصَادُّنُ بَنِي**
سَلَمَةَ لَا وَدَاعِي وَالشَّافِعِيُّ وَآخِرُ وَدَاوُدُ وَمَالِكٌ فِي سِرِّهِ وَابْنُ تَيْمِيَّةٍ
الْكَلْبُ حَرَامٌ وَفِي الْعَطَائِينِ دَبَّاحٌ وَابْنُ أَبِي هَيْمٍ وَابْنُ خَلْفَةَ وَابْنُ سَعْدٍ
وَمُحَمَّدُ بْنُ وَابْنُ دَنَانَةَ وَنَحْوُهُمْ أَنَّ مِنَ الْمَلَائِكَةِ الْكَلَابَ الَّتِي تَقْتَضِعُ بِهَا أَجْمَعُونَ
بَيْعَهَا وَابْنُ سَعْدٍ ثَمَانُهَا وَعَنْ ابْنِ خَلْفَةَ أَنَّ الْكَلْبَ الْعُقُودَ لَا يَجُوزُ بَيْعُهُ وَلَا
بِالرَّحْمَتِ وَأَجَابَ الطَّحَاوِيُّ عَنْ التَّحْمِي فِي هَذَا الْحَدِيثِ وَغَيْرِهِ أَنَّهُ كَانَ عَيْنَ
كَانَ مَتْلَمُ الْكَلَابِ أَنْ تُقْتَلَ وَكَانَ لَا يَحِلُّ مُسَاكَمَتُهَا وَقَدْ وَرَدَتْ فِيهَا أَحَادِيثُ
تَنْهِي عَنْهَا كَانَ عَلَى هَذَا الْحَدِيثِ حَسَامٌ ثَوْبًا أَيْمَنُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بِالْكَلَابِ بِالْمَدِينَةِ

کتب
 پنجابی
 نسخہ
 ۲

[illegible]

دیا جاتا تھا اور حلال نہ تھا رکھنا اور کیا اور تحقیق اور دہین یا سمن بہت حدیثیں ہیں جو اس حکم پر
 تھا اس کے دام حرام تھے چرچہ بباح ہوا نفع لینا کتوں سے شکار وغیرہ کا اور زنی کی گئی اور
 قتل سے تو منسوخ ہو گیا حکم نہیں بیع کا اور دے کے دام لینے کا نفع لےنا اور نہ یہ شریعت پر ایسا نہیں لکھا ہے
 فَبِذِكْرِ الرَّحْمَةِ هَاتَيْنِ اَنْتُمْ سَاهُ مَا تَرَوْنَ مِنْ الشَّيْءِ وَهَذَا كَيْفَ تَكُونُ
 الْفَوَاقِصُ الْكِلَابُ وَكَانَتْ الْكِلَابُ فِيهِمْ يَوْفُوِي نَصَبَاتٍ وَتَغْرِبُ عَنْهُمْ
 عَنْ اَقْتِنَا اَيُّهَا فَشَقَّ ذَلِكَ عَلَيْهِمْ فَأَمَرُوا بِقَتْلِ الْكِلَابِ وَتَهُوَ اَعْنِ سَاجِدًا
 تَحْفَظُ الْمَرْحُومَ عَنْ عَادَةِ الْمَالِكِ فَوَسَّوْهُمْ رَخَصَ لَهُمْ بَعْدَ ذَلِكَ شَيْءٌ يَكُونُ

مُتَفَعِّلًا بِهِ وَهُوَ حَكْبُ الصَّيْدِ وَالْحَوْثُ وَالْمَاثِيَةُ بِغَيْرِ تَنْوِينٍ بِسَبَبِ بَيَانِ كَوْنِ رَحْمَتِهِ
 كَيْ لَا يَهْمُ مَنُفْسُوخٌ هُوَ نَاهِي كَا وَرِيدَ اسْمٍ لِيَكُ الْأَوْخُونَ فِي الْفَتْ كَمَا طَرَى نَحْيِي بِأَنَّ كَتُونَ كِي أَوْ كَتِي
 كَتِي أَوْنِ مِينَ كَيْلِيفٍ دِيَا كَرْتِي تَحْتِي لَرَكُونُ كُو أَوْ مَسَا فِرُونُ كُو سِبَّ مَعَانَتِ كِي كَتِي بِأَنَّ أَوْنِكِي سِي
 بِسَبَبِ شَاوٍ كَذَرَا يَاعُو وَبِزَيْسٍ حَكْمٍ كَيْسِي كَتِي وَسَطِي مَوَالِي كَتُونَ كِي أَوْ مَعَانَتِ كِي كَتِي نَحْيِي وَنَحْيِي
 سِي تَكْرِيذِي مِينَ عَادَتِ مَالُوفَتِ سِي بِسَبَبِ عِدَا كِي رَحْمَتِ دِي كَتِي أَوْنِكُو أَوْ سِي كَتِي كِي قَبِيَّتِ كِي مِيرِ
 مُتَفَعِّلًا بِهِيَ كَوْنِ شَاوِي كَتِي أَوْ كَبِيَّتِي كَا أَوْ كَا كِي سِبَّ عَادَتِ سِي بِسَبَبِ مَسْطُومٍ هُوَا كِي بِسَبَبِ مَشِيَّتِي تَحَا عِدَا
 مَسْطُوفٍ بِهِيَ اسْمُ مَوْتِ مِينَ مَعَانَتِ أَوْ اجْلَانَتِ كِي حَذَرِيَّتِي مِينَ خُوبِ مَطَابَقَتِ مَحَاوِي

اور اگر یہ حدیث نہ ہو تو ایک جانب کی صحیح حدیثوں کا انکار لازم آتا ہے کیونکہ دونوں طرف کی حدیثیں صحیح ہو جو دین اور فیصلہ قرین قیاس اور ظاہر تر معلوم ہو تا ہی آخر اس میں تو سب متفق ہیں کہ ایک وقت میں اپنے اونکے مار ڈالنے کا حکم دیا تھا علیؑ نے اس میں بھی اتفاق ہے کہ بھوکے قتل کی نجات کردی اور شکاری کتے وغیرہ کے پالنے کی اجازت دے دی چنانچہ مسلم شریف میں لکھا ہے **أَمَّا عَنْ سَمْعَانَ فَإِنَّ اللَّهَ صَلَّاهُ عَلَيْكَ بِسَلَامٍ يَقْتُلُ الْكِلَابَ ثُمَّ قَالَ مَالِكُ الْحَوَّارِيُّ قَالَ قَالَ الْكِلَابُ ثُمَّ تَرَى حَصَى فِي كَلْبِ الصَّنِيدِ وَكَلْبِ الْعَنْزِ لَيْسَ بِرِشَاءٍ وَلَا بِرَسُولٍ بِاللَّهِ سَلَّمَ** اس طرح مار ڈالنے لکھتوں کا پھر فرمایا ان سے اور کتوں سے کیا واسطہ پھر خصمت ہی شکاری کتے اور کتے لگہ کر یوں کے انتہی القبتہ حدیث نہیں کی نسخ میں اتفاق نہیں بعض کے نزدیک منسوخ ہے چنانچہ شیخ ابن ہمام بھی داخل ہیں اور بعض کے نزدیک منسوخ نہیں ہوا اس اختلاف سے علماء مطلبین جانا ایسے بہت اختلاف ہیں اور ہر ایک کے دلائل موجود اب عقلاً و خور کر لین گے کہ کون عقل اور نقل کے زیادہ موافق ہو ان جو صاحب اسکے منسوخ ہونے کے قائل نہیں تو جب تک اس بات کو ثابت نہ کر دیں گے کہ حدیث نہیں کی پہلے حکم قتل کے اپنے غموائی ہی یا بعد ممانعت قتل کے ارشاد ہو ہی ہو گئے ممانعت کا جو عدم نسخ و ثابت ہو گا کیونکہ جب پہلے یا بعد ارشاد ہوئی تو اس سے معلوم ہو گا کہ نسخ کی ممانعت مطلق ہو وقت قتل کے نہیں تھی اور یہ بات ثابت ہونا محال ہو ورنہ اختلاف دینا ایسے کے ممکن تھا اور یہ لکھنا آپ کا اس باب میں خفیہ تہنی حدیثیں ملائے ہیں اولن سب حدیثوں کا شکاری کتے کی بیچ کا جائز ہونا ثابت ہو تا ہے یہ کہ ہر قسم کے کتے کی بیچ جائز ہو یہ بات محض غلط ہے اگر آپ تلاش کرتے اور کتابیں خفیہ کی ملاحظہ فرماتے تو ضرور بتا لگتا اس لیے کہ خفیہ کا لغو قرآن اور حدیث ہے جب کہ میں ان دونوں میں نہیں ملتا تو اس وقت قیاس صحیح کہہ لے میں کہ اتفاق ہے اور سب ایسے نے ایسا ہی کیا ہے بلکہ صحابہؓ اجتماع کیا کرتے تھے حضرت رسالت علیؑ اس علیہ وسلم کے اجتماع کے اکثر قائل ہیں غرض خفیہ کے یہاں اسکا بڑا التزام ہے کہ حتی المقدور جب حدیث ملے قیاس کو ترجیح نہیں دیتے اسی واسطے کتب خفیہ احادیث سے لالہ مال میں نسخ اللہ پر ہیں ہم

۹
سنت
در منصفہ

حصہ بیچ غلط ہے اس لیے کہ اس کتاب کو ابوالمؤید خوارزمی قاضی القضاۃ نے پندرہ ہندوں کے جسیمن
 امام ابو یوسف، و مسند امام محمد اور مسند امام صاحب کے بیٹے حماد کی بھی داخل ہے جسے کیا ہی خیال پچھ
 سرشت نام اور محمد بن نے مقدمہ کتاب میں لکھے ہیں اور یہ بھی مقدمے میں لکھا کہ جب میں نے بعض
 جہاں سے سرکشت شام میں سنا کہ وہ امام صاحب کو طرف قلت روایت حدیث کے نسبت
 کرتے تھے اور گمان کرتے تھے کہ امام صاحب کی کوئی مسند نہیں اور امام صاحب چند حدیثوں کے
 سوانحین روایت کرتے تھے پس مجھ کو حسرت دینی آئی تیسرا ارادہ کیا میں نے کہ جمع کروں میں یہ
 مسندوں سے جنکو بڑے بڑے علمائے حدیث نے جمع کیا ہے اتنے ہی بیت کہنا آپ کا کہ قاضی القضاۃ
 اور امام صاحب میں سلسلہ ندارد ہی محض ہے اصل یہ آپسے ان کی کتاب نہیں دیکھی فقط تاریخ
 سے جواب دیا اگر ان کی کتاب بھی ملاحظہ فرمائیے کہ ان کتابوں سے لکھا ہے زمین واسطے کی
 ضرورت نہیں تو اب اس پر گزرنے والے پیش حدیثین طبقہ راہ کی ابتدا ہی کے ہیں اور حقیقت
 پہلی کتابوں سے جمع کی گئی ہیں چنانچہ اس کتاب کے مقدمے میں لکھا ہے ایسی ہی شاہ صاحب
 کی تخریر تھیں چاہیے کیوں کہ وہ فقط اتنا لکھتے ہیں کہ بفضل جو مسند امام مشہور ہو اسکو قاضی القضاۃ
 ابوالمؤید خوارزمی نے جمع کیا ہے امام صاحب کی لکھی ہوئی نہیں یہ کہ اسکی حدیثین عباد و ابانہ
 موضوع ہیں پھر دعویٰ تو آپ کا کہ امام صاحب کو مشہور حدیثوں کے سوانحین پوچھیں اور دلیل اور بیو
 عبارات لائے یقال بکفایت ہر او آیتہ الی سبعة عشر حدیثاً و نحوہ یعنی کہا جائے
 کہ پوچھی روایت امام صاحب کی طرف مشہور حدیث کے یا قریب اس کے تو ظاہر ہو کہ لفظ یقال کا
 ضعف اور قول بعض غیر معتبر کے لائے ہیں علاوہ اسکے روایت کیا ستو حدیثوں کا اسکو مقنعی
 نہیں کیا تو انکو اور حدیث نہیں ملی جو کہ دعویٰ آپ کا ہے پس اس عبارت کو اپنے دھوکے کی حجت لانا
 عین مخالفت ہے پھر صاحب خط نے جسکی یہ عبارت آپسے نقل کی ہے گو وہ بھی نقطہ ظاہر ہو میں سے
 ہرگز انکو اس کے بعد قتل روایت کی وجہ بھی بیان کر دی اور کہا ہے کہ احتیاطاً یہ امر عبادت ہو کہ نقل کیا
 حاشا کہ بعض صحابہ بھی مثل ابو بکر صدیق وغیرہ کے پوچھ احتیاط کے روایت لکھتے تھے چنانچہ

حدیث اور روئے سے زیادہ جانتے تھے روایت کرنا شیوہ دگریم جاننا اہل آخر بقول آپ کر لیا
 تھا بہت در تھا بہت دینداری کا اثر روایت اور احادیث کے جمع کرنے پر موقوف ہوتا تھا امام
 بخاری و مسلم وغیرہ محدثین کو صحابہ پر فضیلت اور ترجیح ہو جاتی کہ ان سے کثرت روایت و تدوین احادیث
 ثابت نہیں ہوتی حالانکہ صحابہ کو باوجود نہ جمع کرنے احادیث کے ساری است پر مطلقاً اخصا و بزرگی
 ہو سید طرح امام اعظم کی فضیلت و بزرگی کہ با اتفاق ثقات محدثین کے تابعی بنی دیگر محدثین متاخرین
 پر ترجیحنا چاہیے بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ پہلے ہی کتابین حدیث کی تدوین ہو چکی تھیں اور فقہ کا استنباط
 قرآن و حدیث سے شہرہ آفاق ہو چکا تھا بڑے بڑے محدثین مان گئے تھے امام مہاسب کی
 حدیث کا انکار کرنا جیسے ان میں غلو و قبح کا انکار کرنا ہی ناجائز بحث اسکی تیرہویں مقالے کے جواب
 میں مفصل آئے گی آخر یہ تمام مسائل کہاں سے استنباط ہوئے اور علم اصول اور فقہ کہاں سے
 اخذ کیا سب کا ماخذ قرآن اور حدیث ہی کہنا کہ اصول کے خلاف ہو تو منقہ حدیث نہیں مانتے تو
 اصول کیا ہو اصول فقہی حدیث ہی سے ماخوذ ہو غرض جوابات تحقیق و تدقیق کی خفصہ کی یہاں موجود
 ہی کہیں نہیں امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کے یہاں تو یہ بات میری نہیں یہ فرقہ نظام بر
 کس شمار میں ہیں جو خلاف رہنما مذہب جانتے ہیں بسوقت و زائل میں خدا کی طرف سے
 مطالب قرآن اور احادیث اور غرض اور مقتضی کلام تقسیم ہوتا تھا خدا اب انے یہ یوں کہنا تھے جو ایسی
 نصیحت غلطی سے محروم رہ گئے پھر ہر وہ کہ خیر کچھ عنایت ہو تھا صبر کرتے اہل تحقیق کیا سمجھتے تھے مگر
 کیا علاج قاعدہ پر بزرگی میں بڑا ہوتا ہی وہ سپر لوگوں کو مسجد بھی زیادہ ہوتا یہاں تک امام اعظم کا یوں
 جانب احد تمام عالم میں مشہور ہو گیا ہی ظاہر ہے کہ مثلانے سے ہرگز نہ ملے گا جو اسے اذ
 انیر و بر فرور و دہ ہر اکس نفوذ و زلشیش بسوزدہ انکور شک آیا کو خلق مذہب کے مقتدر مقلد
 کیوں ہیں ہزاروں تدبیرین کہیں کہ کسی طرح انہیں تفریق پڑے کہیں کہ ان کی حدیثیں ضعیف
 ہیں کبھی کہ انہی عقل سے یہ لوگ کہتے ہیں کیوں نہ کہیں آخر اقول کہ آپ سید ہی لوگ ہیں غیر
 ذوی العقول تو نہیں جو اپنی عقل کو بالاسے طاق و کدین حدیث عقل سید ہی ہو کہ غرض کلام

سمجھ کر ان اس لیے ان روایت محمد بن موسیٰ اور اہل روایت محققین محمد بن کے اجتہادات معتبر
 نہیں ہوں۔ روایت انکی مستبر ہی اوسکے پرکھنے والے در لوگ بن یہ لوگ فرقہ غلام ہر مطلق نہیں
 سمجھتے کہ وہ مستبر و جوب کے ہی یا واسطے سجدات کے یا بیان جواز کی واسطے ہی علی بن القیاس نہی
 تصریح کی تھی نہ یہ اس سے کچھ نسبت نہیں تھیں اس لیے اسے کام ہی اور مخالف کعدنیا تو انکا کلمہ کلام
 ہی تحریر عبارتیں کتابوں کی جو نقل کرتے ہیں انھیں ایسا خلط ملط کرتے ہیں کہ عامی اور سکود کھیکر
 دھوکا کھاجا وے ہر البغی بن تمام اہل اسلام کا اتفاق ہی کہ حرام ہی جو تکبیر خجہ فقہ کی کتاب میں اس
 پر ہیں اور امام نووی نے بھی اجماع مسلمانوں کا اس میں بیان کیا ہی اور بیع کلب میں انھوں نے
 ہرگز اجماع تمام اہل اسلام کا نہیں لکھا نہ یہ فقط انکا حاشیہ ہی ان بیع غلام اور خیر میں اجماع تمام مسلمان
 لکھا ہی اس میں تو انھوں نے خود اختلاف لکھا ہی اور امام مالک کی تین روایتیں لکھی ہیں ایک میں
 بیع جائز نہیں لیکن جو شخص ملک کرے اس پر قیمت واجب ہو اور دوسری میں بیع درست ہی اور تیسری
 واجب ہو اور تیسری میں بیع درست ہی نہ قیمت واجب ہوں جس جگہ اگر علماء ایک طرف ہو تو ہیں
 وہ اپنی علت کے موافق جہت علماء تعبیر کرتے ہیں گو علماء شافعی ہوں مگر اجماع مسلمین وہاں کہتے
 ہیں جہاں چاروں مذہب کے علماء متفق ہوں پس نہیں کلب کو تحویلی کہنا کسی دلیل سے ثابت
 نہیں ہوا لکن نہی تصریح کی کہنا اس حدیث کے مناسب معلوم ہوتا ہی جو عبد اللہ بن عباس سے
 شیعین نے روایت کی کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بچے لگوائے اور حجام کو اجرت اوسکی دی
 اور اگر اجرت حجام کی حرام ہوتی تو انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اجرت نہ دیتے انہی روایت کیا لگوا
 بخاری اور مسلم نے مالک جسطرح آپ نے کلب سے مخالفت فرمائی اور اوسکو حدیث کہا ہی اسطرح اجرت
 حجام کو بھی حدیث کہا ہی حال انکہ صحیح حدیثوں سے اجرت دینا ثابت ہی کہس محدثین بیان نہی تشریحی
 لیتے ہیں کیونکہ دونوں حدیثیں صحیح موجود ہیں ایک بن مخالفت ہی اور دوسری میں جائز ہونا معلوم
 ہوتا ہی کیسے ہو سکتا ہی کہ جس شی کی مخالفت ہو اوسکو خود کر لین پس معلوم ہوا کہ جہاں منع کیا ہی
 اس سے نہی تشریحی مراد ہی ضابطہ امام نووی شرح صحیح مسلمین لکھتے ہیں کہ مجتہد نے حجت کچھ ہی

بجای
 حجت

حدیث عبد اللہ بن عباس سے روایت کیا اور انھوں نے احادیث میں کوئی تفسیر پر اور منقطع ہونے پر
 کتب سے اور برائے کتب کے بعد کاموں کے اور شریف مثنویوں کے اتنے اسی قسم کی توجہ ملی کی
 قیمت میں بھی کی ہے چنانچہ سوال آئندہ کے جواب میں ہم لکھیں گے پس کون سی وجہ حکومت ہے
 کہ کتب کی قیمت میں یہ تفریق کریں کہ یہاں بھی نہیں تفریق ہے اور اس وجہ سے ممانعت فرمائی ہے کہ
 آدمی کو خصوصاً شرفا کو یہ بات سرگزشت یہاں نہیں کہتے اور ملی کو بیچتے پھر اگر یہ بلکہ مال بہت ہوں
 اور روزیہ پیشہ اختیار کریں اگر بالفرض مختصر صلی اللہ علیہ وسلم کو بیچنے کے لئے ضرورت
 نہ پڑتی تو حضرات ظاہر یہ تو ہرگز یہ توجہ نہ دیتے گو کسی ہی موافق تھا کہ تھی پس مسئلہ میں تو پھر
 مخالف قیاس کے آوے اور اس کے مورد پر کہتے ہیں اور اگر موافق قیاس ہو تو اس میں
 قیاس کے علت اس کی نکالتے ہیں اور فرقہ ظاہر یہ خواہ موافق قیاس ہو نہ نہ ہو اور اس کے
 مورد پر کہتے ہیں اس لیے ربانین جو بیٹہ راہی ہوئی ہو سین فقط سوا چاند ہی بیوں ہو
 چھوڑ کر نکلتے کا ذکر قیاس نہیں کرتے چنانچہ شریعت مسدود میں امام نووی لکھتے ہیں فقہان
 الظاہر کا یہ باقی غیر ہذا والستتہ بناء علی اصلہم فی نفی انفاس قال خیر
 العلم سواہم ولا یخص بالستتہ بل یتعد فی الی ما فی معناہا وھو انہا
 فی العللہ ولکن فی العللہ الی ہی سبب تحریر الی فی الستتہ یعنی کہا انہا
 نے نہیں ہو سوا ان چھ چیزوں کے برابر اپنے قاعدے کے کہ جو نفی قیاس میں ہو کیا تمام
 علمائے جو سوا ان کے ہیں کہ نہیں خاص ہے ساتھ چھ چیزوں کے بلکہ تجاوز کرتا ہی طرف اس کے جو
 کہ معنوں میں ہے اور وہ وہ ہے جو ترکیب ہوا کلی علت میں اور اختلاف کیا اور انھوں نے اس
 میں کہ جو سبب ہی حرام کرنے سود کا ان چھ چیزوں میں انستہ اور ابن جریج راوی کو اپنے ضعیف
 کہا ہے اور دلیل اوپر شافعی مذہب کے قول کی سند لائے ہیں جبکہ بیان مرسل میں دوسری وجہ ہے
 اگر قوت ہو جاوے تو اس کو مان لے ہیں ورنہ حجت نہیں گردانتے اور تقریب میں تو ابن جریج کو قوت
 نہیں حاصل تھا اس کو آپ خلاف دیانت تصدق چھوڑ گئے بیشک عدلیس باہمی مذہب میں ہرگز

جہاں تاں خصوصاً

[illegible]

١٢٠

۱۰۰

三

۲۰۰۰

مفتی محمد رفیع

175

مادت پر بین اسکے مفت دے ڈالنے کی اور مستعار دینے کی اور جوان مردی کرنے کی ساتھ
 دینے اور اسے جیسا کہ یہی الشریعہ پر اگر ہو اس میں سے کدفع دے اور بیچے اسکو بیچ ہی
 بیچ اور ہوگی قیمت اسکی حلال یہ مذہب ہمارا ہے اور مذہب کل علما کا گروہ کہ روایت کی ابن منذر
 نے ابو ہریرہ اور طاؤس اور مجاہد اور جابر بن زید سے یہ کہ نہیں جائز ہے بیچ اسکی اور محبت نہ
 وہ ساتھ حدیث کے اور جواب دیا جمہور نے اس سے باین طور کہ تحقیق یہ حدیث محمول ہو اس پر
 جو اگر کیا ہے پس یہی جواب عمدہ ہے اتنے اس سے معلوم ہوا کہ جمہور اسی کے قائل ہیں کہ یہاں
 نئی تہذیب ہی اور بیچ علی کی جائز ہے مگر آپ حضرات تو باوجود قول جمہور کے اسکو مخالف ہی جانتے
 ہیں اس لیے ہم کہتے ہیں کہ آپ معنی اور مطلب اور غرض حدیث حنفیہ سے دریافت کر لیا کیجیے
 جسکا کام مقامی وہی اسکی نہ کہ یہ بیچ جائز یا ناجائز ہو یہ نہیں سمجھ کر ابو زینہ نیست بخاری ہی ہاں
 کے اندر بیچنے کے جس پر چاہے بس طعن کیجیے گالیان دیجیے حکم ابن کار از تو آید و مردان کثرت
قال مسلّم نعم اور ایک مسلّم امام اعظم کا مخالف پیغمبر کی حدیث کے یہ ہے کہ جو در الخیر میں لکھا ہے۔
 بخلاف الشاة المصراة فلا یکره ما معہ لکبھا او صاعہ تمر بل یکبجع بالانقصان
 یعنی بخلاف کبریٰ بندگی لکھی کے پیش واپس کرے خریدار اسکو ساتھ دو دھوا سکے کے یا گنا
 ایک صاع کھجوروں کے بلکہ بوا اسکو کم قیمت کر کے **اقول** مترض صاحب نے شاید گمان
 کیا ہے کہ حنفیہ نے حدیث مصراة کو محض بوجہ مخالفت قیاس معمول بہ نہ ٹھہرایا حاشا و کل الامام
 صاحب تو حدیث ضعیف کو بھی قیاس پر ترجیح دیتے ہیں حالانکہ اس مقام پر تو اس حدیث کے
 مخالف دوسری حدیث نہایت صحیح جس پر تمام امت کا عقل و رائد ہی موجود ہے اور قاعدہ ہے کہ جو حکم
 شارع کی طرف سے عام ہوا اسکے مقابلے میں حکم خاص کو ترجیح نہوگی بلکہ اسکو مورد خاص یہ
 جسکی وجہ ہماری عقل میں نہیں آتی محمول کیا جائے گا یا یوں کہا جاوے گا کہ حکم عام اس حکم
 خاص کا نسخہ ہے ہر حال امام صاحب نے ایک حدیث کو جہین حکم عام تھا دوسری حدیث مخالف
 ترجیح دی ہے محض قیاس کو دخل نہیں دیا جیسا کہ ظاہر سے قیاس اور گمان و طلبہ علم شافعی حکم

خاص کو حکم عام پر ترجیح دیتے ہیں چنانچہ علم اصول میں بحث اسکی مفصل مندرج ہو اور حق ہی حکم
 حکم کلی حکم جزئی پر ترجیح رکھتا ہے اس لیے کہ جزئی میں احتمالات بہت ہیں لہذا امام صاحب قاضی نے
 حکم عام کو معمول برگزانتے ہیں خصوصاً اس وقت جبکہ حکم خاص میں چند ۱۰ تین مختلف وارد ہو
 اور ترجیح قیاسات کے مخالف ہو پس اس صورت میں بدرجہ اولیٰ حکم عام قابل عمل ہو گا جو خاص
 ہو جو تعارض علم کے صورت خاص پر معمول کیا جائے گا ترمذی شریف میں جو سخن عائشہ رضی اللہ عنہا
 اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قصداً انحرأ جزاً بظہر و هذا حدیث صحیحہ غیر
 عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ خراج کا استحقاق بوجہ ضمان
 ہو تا ہی اور یہ حدیث صحیحہ صحیحہ سے حاصل اسکا یہ ہے کہ شلہ کوئی شخص کسی غلام کو خریدے اور اجرت
 اسکی جو بعد خریدنے کے آئی ہو تو وہ رکھ لے تو وہ اسکا مستحق ہے کیونکہ وہ وہی جو اسنے خریدی ہے
 اگر ہلاک ہو جاتی تو اسکی مال ہلاک ہو تا جب وہی اسکی ضمانت میں ہے تو جو منافع اسکے ہو گئے
 انکا وہی خریدنے والا مالک ہو گا اور باقی کو وہ منافع واپس کیے جائیں گے بلکہ مشتری بوجہ ضمان
 کے انکا مستحق ہے پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بکری مہرات جو اسکی ضمانت میں آئی ہو اسکا
 وہ وہ مشتری کو بامع ہوا و وہ اسکا بوجہ ضمانت مستحق ہے پس اگر دوسری حدیث سے یہ بات ثابت
 ہو کہ وہ کا عوض دینا چاہیے تو ظاہر ہے کہ ان دونوں حدیثوں میں تعارض ہو گا حالانکہ دونوں
 حدیثیں صحیحہ ہیں پس حدیث انحرأ جزاً بالظہر کا کبھی جرح ہوا است کا عمل در آمد چنانچہ قول امام ربیع
 وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے حدیث مہرات پر ترجیح ہی جائے گی اس لیے کہ اس کے الفاظ میں نہایت
 اختلاف ہے کیونکہ مسلم کی روایت میں صداعاً یعنی بکری یعنی ایک صاع کھجور دے اور دوسرے
 فقط صداعاً یعنی صداعاً غیر ستراء مرقوم ہے یعنی ایک صاع طعام سوا گندم کے دے اور
 ابو داؤد کی روایت میں مثلاً کہ لیتہا کفحاً یعنی برابر دودھ کے یا دے اس کے
 کیسوں دے پس اس مسئلے میں چار امر ارشاد ہیں یا تو اوپر عمل نہ کیا جاوے گا اور رجوع
 دوسری نص کی طرف ہو گا یا دیکھو خاص محل پر عمل کیا جاوے گا لہذا امام صاحب نے تو اسکی

۹۰
 ترمذی شریف
 صحیحہ

تقصیر شخصہ چل گیا کہ شارع نے خلاف قیاس کے مورد خاص شخصہ میں جو ہر کسی عقل میں نہیں آیا
 حکم فرمایا تھا اور جس در آمد دین کا خلاف قیاس پر نہیں ہوتا بلکہ امت کے واسطے حدیث النحر اجماعاً لفظاً
 خود ارشاد ہو چکی ہے جو غرض امام صاحب نے اس باب میں حدیث صحیح پر جو معمول بہ تعلم امت کے ہر عقل
 کیا اور امام شافعی نے اسکو خاص کر لیا ہے اور امام صاحب نے اس قضیہ شخصہ کو مخصوص کیا ہے
 انکی نظر میں اسکو ترجیح دی انکی نظر میں اسکو طرفین سے صحیح حدیث موجود ہے اور عقوۃ اجماعاً لفظاً
 فی مولدہ سبب الامام ابی حنیفہ میں ہے کہ عیسیٰ بن یابان محدث نے کتاب الحجۃ میں لکھا ہے کہ حکم حدیث
 کا اسوقت تھا کہ جب معصیت کی عقوبت اخذ اموال تھی چنانچہ اسی قسم سے وہ حدیث ہے جو زکوٰۃ
 میں روایت ہے کہ جو شخص زکوٰۃ کو بخوشی ادا کرے گا اسکا اجر پادے گا ورنہ ہم اس سے زکوٰۃ اور نصف
 مال اسکا لیں گے اور اسی قبیل سے وہ حدیث ہے جو عمر بن شعیب سے دربارہ سارق تخریر عمر
 کے روایت ہے کہ اس سارق کے چند درے عقوبت مارے جاویں اور دو مثل اس شہر کا اس سے
 لیا جاوے پس جبکہ شروع اسلام میں ایسا حکم تھا یہاں تک کہ ربا کو بھی اسد تعالٰی نے منسوخ
 کر دیا تو اشیاء ماخوذہ جیسے امثال ہیں اپنے امثال کی طرف عود کر آئیں اور جن کے امثال نہیں
 وہ اپنی قیمت کی طرف پھر گئیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تقریب سے منع فرمایا تھا اور فرمایا
 تھا کہ بیع مصرات کی فریب اور دغا بازی ہے اور مسلمانوں کو فوہب دینا حلال نہیں پس جس
 شخص نے ایسا کیا اور ایسی شے کو بیع کیا جسکی بیع سے مخالف حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کے ہو گیا اس کے واسطے یہ سزا مقرر تھی کہ تین دن کا دودھ مشتری بوجھ ایک صاع کے ہو
 اور تیار دودھ دودھ چندہ صاع کے مساوی ہو پھر یہ سزا سے مال منسوخ ہو گئی اور تیار لے اپنے
 امثال یا قیمت کی طرف عود کیا اور کہ امام طحاوی نے کہ جس دودھ کو مشتری نے تین روز تک لیا ہے
 بعض اسکا ملک بالغ میں قبل شرائتہ اور بعض ملک مشتری بین بعد شرائتہ اس کی کیوں کہ اس سے
 کئی ملکہ اسکو دہا ہے پس وہ دودھ جو ملک بالغ میں تھا بیع ہو گیا جب بکری کی بیع فسخ ہو گئی تو اس
 دودھ کی بھی بیع فسخ کی جائے گی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشتری مصرات کی واسطے

۹۷
 عقوۃ اجماعاً لفظاً
 معصوبہ علیہ

بعد رد او سکے کے سبب وہ بوجھ ایک صاع تمر کے جسکو مع بکری کے رد کرنا واجب گردانا ہی اور پھر
 اس وقت تک کل صرف ہو گیا ہے بعض پس مشتری ابن دین کا بوجھ تمر دین کے مالک ہو گا پس
 یہ صورت بتعالم الذین بالذین میں داخل ہو جائے گی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد اسکے
 بیچ الدین بالذین سے منع فرمایا چنانچہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا
 الکافی بالکافی سے یعنی بیچ دین سے بوجھ دین کے پس اس قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
 اس قول کو جو معمرات میں مروی ہے منسوخ کر دیا علاوہ اسکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
 بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ وغیرہ کے ثابت ہوا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا الخیر بالضمائم یعنی منافع بیع
 کا بوجھ ضمان کے مشتری سستی ہے اور علمائے امت نے اس حدیث کو تسلیم کیا ہی اور قبول فرمایا ہے اور
 تم جانتے ہو کہ اگر کوئی شخص بکری خریدے پس اسکو دودھ لے پھر اس کے عیب پر سوا تصریہ کے
 مطلع ہو جاوے تو وہ شخص اس بکری کو پھیر دے اور وہ دودھ اسکا ہی واسطیہ اگر وہ بکری کو
 بچہ دیوے تو بکری کو بوجھ عیب پھیر دے اور بچہ ملک اسکی ہی اور تمھارے نزدیک یہ اس
 خراج سے ہے جسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بوجھ ضمان واسطیہ مشتری کے مقرر فرمایا ہے
 پس وہ صاع جسکو تم مشتری معمرات پر وقت واپس کرنے بکری کے بوجھ تصریہ واجب کرتے ہو وہ
 حامل سے خالی نہیں یا تو بوجھ کل دودھ کے کرتے ہو جو وقت خرید موجود تھا یا بعد خرید چاٹ
 ہوا ہی یا بوجھ اس دودھ کے کہتے ہو جو اسکے تھن میں وقت وقوع بیع موجود تھا پس اگر وہ
 صاع بوجھ دونوں کے ہی تو تم نے اس حدیث کو ترک کر دیا جس کی وجہ سے مشتری کو دودھ
 اور بچہ کا استحقاق بعد رد شاة ثابت کرتے تھے کیونکہ ان دونوں کا حکم خراج کا حکم ہے جسکو رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطیہ مشتری کے بوجھ ضمان بیع کے مباح کیا ہے اور اگر یہ صاع بوجھ
 اس دودھ کے ہی جو اسکے تھن میں وقت بیع تھا اور باقی دودھ ملک مشتری کا من قبیل خراج
 کہا جاوے تو اس صورت میں ایک صاع دین بوجھ ابن دین کے ہو جاوے گا حال آنکہ بیع دین
 بعض دین موافق حدیث مذکور کسی کے نزدیک بھی جائز نہیں ہے مستحب ہے کہ

نہ کوئی حدیث ترک کرنی پڑتی ہو اور تم فسخ حکم مصرات کے قائل ہونے میں غیر سے اولے ہو کیونکہ
 تم کہیں کو حکم خراج میں کروا دیتے ہو اور غیر ایسا نہیں کرتا آتے ہیں معلوم ہو کہ طرفین کا ماخذ حدیث
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی قیاس نہیں کرتا ہر طرف حدیث صحیح موجود ہے پس معترض صاحب
 کا طعن بے سود ہے اور گویا وہ کا ماخذ تو معلوم ہی نہیں مگر دخل در حقوقات ضرور دیتے ہیں اور
 نہیں جانتے کہ فیما بین حنفیہ و شافعیہ متنازع فیہ کو نسامہ میں جس سے اختلاف مسائل متنازعہ
 واقع ہوا ہے البتہ اوسمیں گفتگو کرتے تو ایک موقع تھا حنفیہ کے ماخذ کو بالکل یک قدم اور
 کے شافعیہ کا ماخذ لکھ دیا اس سے بڑھ کر اور کیا دعو کا اور فریب ہو گا اللہ تعالیٰ ایسی فریب
 وہی سے عوام کو بچاؤ وہ بچا رہے تو شیعہ مسلمان ہوتے ہیں وہ کیا جانیں کہ حنفیہ کس کی ہے
 کا مسلک کہتے ہیں ظاہر اتنا کہ معترض صاحب کے اقوال دیکھ کر یوں ہی معلوم ہو گا کہ حنفیہ
 محض قیاس کو دخل دیا ہے حاشا کہ کوئی شخص ایسا دینا ہی نہیں جو کہ ناپائیدار میں دیدہ و دانستہ
 نے احتیاطی بن کر تواتر سورہی میں باوجود احادیث اور قرآن کے اپنے قیاس سے مسائل کا
 اختراع کیونکر کرے گا حامی کی بھی یہ جرات نہیں نہ کہ ائمہ کرام خصوصاً امام غفرلہ عنہما
 ائمہ من الشمس ہیں اور جبکہ مقلدین لاکھوں اولیائے کاملین بدولت اسی تقلید کے ہوئے
 کیونکر محض قیاس سے مسائل استنباط کر سکتے ہیں جب کوئی ماخذ اوسکا نہ پایا جو خدا مسترض
 صاحب اور تمام متعصبین کو ایسے مطاعن سے رہائی بخشنے اور انکی غفوت نصیر کرے خدا جانے
 کہ ان لوگوں سے کونسا ایسا شدید گناہ سرزد ہوا ہے جسکی سزا کیواسے مطاعن ائمہ کرام انکی
 تقدیر میں لکھ دی گئی ہے چون خدا خواہد کہ ہر کس در وہ میلش اند طعنہ پاکان مردم
 فَقَدْ خَلَّى اللَّهُ مِنْ شَرِّهِمْ أَنْفُسَنَا وَمِنْ شَرِّاتِ أَعْمَالِنَا قَالَ سَلِّمْ وَسَلِّمْ
 ایک مسئلہ امام غفرلہ عنہما الف پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے یہی جو کہ ہماری شرح و تفسیر اور
 کفر المقلدین اور رد المتعصبین شرح در المختار اور فتاویٰ عالمگیری اور فتاویٰ قاضی خان میں لکھا
 ہے وَصَلَّى اللَّهُ جَدَّائِمْ لِمَا سَرَّوْنَا وَلَا سَجْدَةً تَلَاؤُكُمْ لَا تَهْأَنِي مَخْشَى الصَّلَاةِ

محمد بن ابی ہریرہ سے اس واسطے کہ تحقیق یہ اقبال طلوع کرنا ہر درمیان دو قرون شیطان کے انتہے
 دوسری حدیث مسلم و غیرہ کی جو محمد بن عامر سے فتح القدرین لکھی تھیں ثلاث سعات کان رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھا انا ان فصل فیہن اولیٰ فیہن موتا لکن تطلع الشمس اربعة
 حین ترفع و حین تنفق فالتبرکھیزہ حین تمیل الشمس و حین تصیف لہ
 حین تغرب و هو انما یفید عدم الحول فی جنس الصلوٰۃ دون عدم الصلوٰۃ
 فی بعضہا مخصوصہ و مفید لہا انما هو قولہ علیہ السلام ان الشمس تطلع
 بین ذی الشبان و اذا السر تقعت فاسر فہا شوک اذا استوقت فاسر فہا فاذا
 سالت فاسر فہا و اذا استلغی بقلہا و اذا غربت فاسر فہا و نہی عن الصلوٰۃ
 فی ثلاث الساعات رواہ مالک فی الموطا و السنن یعنی تین وقت رسول اللہ صلی
 علیہ وسلم ممنوع کرتے تھے نماز پڑھنے کو یا مردہ دفن کرنے کو ایک تو وقت طلوع اقبال کے پہلا تک
 کہ اونچا ہوا و دوسرے وقت ٹھیک دوپہر کے یہاں تک کہ اقبال ڈھلے اوپر سے غروب ہونے
 کو جبوقت مائل ہو یہاں تک کہ غروب ہو جاوے اور یہ حدیث فائدہ دیتی ہو اسکا کہ جنس نماز کسی قسم
 کی ہو حال انہیں نہ بہ کہ خاص بعض نماز درست نہ ہو اور اسکا فائدہ دیتا ہو قول آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم کہ تحقیق اقبال طلوع کرنا ہر درمیان دو قرون شیطان کے پس جبوقت خوب بلند
 ہو جاتا ہو الگ ہو جاتا ہو اس سے شیطان پھر جبوقت برابر سر کے آجاتا ہو تو نزدیک ہو جاتا ہو و اگر
 پھر جبوقت ڈھلجی آتا ہو الگ ہو جاتا ہو اور جبوقت قریب غروب کے ہوتا ہو پھر شیطان او سے
 پاس آجاتا ہو اور جب غروب ہو جاتا ہو جدا ہو جاتا ہو اور منع کیا ہر نماز سے ان وقتوں میں نبوت
 کیا اسکو مالک نے سوطا میں اور روایت کیا انسائی نے انتہے اور یہ حدیث میں اس حدیث کے بعد
 ہوئی میں چنانچہ کہا علامہ عینی نے شرح ہدایہ میں و قال الطحاوی و ہرودہذا الحقیقۃ
 انی حدیث من اذرا لہ کان قبل تہیہ علیہ السلام من الصلوٰۃ و رواہ و قال
 المنکر و ہذا یعنی کہا امام طحاوی نے و لد و ہونا اس حدیث کا یعنی حدیث من اذرا لہ کا تھا

۴
 نسخہ شریف

۵
 نسخہ شریف

پس جب ان وقت میں شروع کرے گا کامل ہو جائیگا پس جبکہ طلوع سے نقصان عارض ہو
 جیسے غروب ہوئی تھی ویسے ادا نہیں ہوتی بخلاف عصر کے اس لیے کہ آخر وقت اس کا ناقص ہو
 کیونکہ وقت مکروہ ہے پس جبکہ شروع کرے گا اس وقت میں تو ناقص واجب ہوگا پس جبکہ غروب سے
 نقصان عارض ہوگا تو وہ جیسے واجب ہوئی تھی ادا ہو جائے گی انتہا کے بعد جبکہ ناقص
 بیان کیے ہیں پھر اخیر بحث میں لکھا ہے کہ ہر نماز کے بعد کہ نَا عَلَیْہِ اَنْ عَذَّہُ حَنِفِیَّةٌ فِیْہِ
 عَلَی التَّحْقِیْقِ وَالتَّدْقِیْقِ وَاَنْ فِیْہِ سَاۡتِہُمْ وَکَلَّہُمْ الْعَقْلِیَّةَ لَبَسَتْ فِیْ
 مُقَابَلَةِ النُّصُوصِ بَلْ لَیْزَ جِہِ بَعْضُ لَحَادِیْثٍ عَلَی بَعْضٍ کَمَا اَشْہَرْنَا لَیْسَ فِیْہِ
 مَوَاضِعٌ لِّعِنِ وَجْہُہُ کَور سے جانا گیا کہ بیشک شریعت کا تحقیق اور تدقیق یہ نہ کیا گیا ہو
 اور یہ کہ قیاسات ان کے اور دلائل عقیدہ کی احادیث کے مقابل نہیں بلکہ واسطے تہجید دینے بعض
 احادیث کے ہیں اور بعض کے چنانچہ اسکا اشارہ جمہوریت جبکہ کہ یہ ہیں انتہا کے شرح و قیاس
 میں ہے فَاَلْقِیَاسُ سَاۡکِنٌ ہَذَا اَحَدُیْنِ فِیْ صَلَاۃٍ لِّعَصْرِ وَحَدِیْثُ النَّبِیِّ فِیْ صَلَاۃِ
 النَّجْوِ وَاَمَّا سَاۡکِرُ الصَّلَاۃِ فَلَا یُجِزُّ فِیْ کُلِّ اَوَّلِیِّ السَّلَاۃِ یَحْدِیْہِ بِرِ الشَّہْرِ
 لَا مَعَارِضَ یَحْدِیْہِ بِرِ الشَّہْرِ فِیْہِ اِیْضًا قِیَاسٌ تَرْجِیْہِ اِسْ حَدِیْثُ کَونَازِ عَصْرِ
 مِیْنِ اَوْ حَدِیْثُ نَمِیْ کَونَازِ فِجْرِ مِیْنِ اَوْ رِکْنِ تَمَامِ نَمَازِ مِیْنِ پَسِ نَمِیْنِ جَائِزِ مِیْنِ اَوَاقَاتِ مُلْتَمِیْنِ اَوْ جِہِ
 حَدِیْثِ نَمِیْ کے اس واسطے کہ حدیث نہی کرنے کا اول وقتوں میں کوئی معارض نہیں آتا اور
 عرقا شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے کہ خبر و مقارن ادا کا سبب ہے وجوب نماز کا اور آخر وقت
 عصر کا ناقص ہے اس لیے کہ وہ وقت ہی ہے جسے جانے آفتاب کی پس واجب ہوگی نماز ناقص حلال
 کرے گا تو جیسا کہ نماز واجب ہوئی ہے ویسے ہی ادا کرے گا پس جب فساد بسبب غروب کے
 آجائے گا تو فاسد نہ ہوگی اور فجر کا کل وقت کامل ہے اس لیے کہ آفتاب قبل طلوع کے چہرے نہیں
 کیا جاتا پس کامل واجب ہوگی پس جب طلوع سے فساد طاری ہوگا تو فاسد ہو جائے گی اس لیے
 کہ جیسے واجب ہوئی تھی ادا نہیں ہوئی پس اگر کیا جائے کہ یہ علت مقابل حدیث کے نہیں کہنا

یہ روایت شریعت فقہ

وقت میں جبکہ

توافق نہ ہو سکے اور کیا جائے ورنہ سنی بھنگ کو بعض پر ترجیح دیجانی کی جیسے جواب سابق میں آیا
 ہوا اسی لیے اس حدیث کے بعض بیان ہوتے یا یہ معنی ہوں گے جو نہایت بین لکھنے میں کہ ہزار
 تفسیر بغیر ان بائع کے کر لیا یا بائع کو شرط کیا تھا اس حدیث میں بائع کو وہ شرط ہے کہ اس کو چاہیے
 اتنے غرض کہ جب اس حدیث کے دو سہ معنی ہو سکتے ہوں اور نہ ان کے سیاق اور بقیہ بھی ہوں
 اور موافق تھا بھی ہوں تو پھر کون سی وجہ ہوگی اور ہوں حدیث میں غرض یہ کہ یہ اس میں اور وہ حدیث
 جو امام صاحب سند لاٹ میں یہ ہے معنی شریعت میں لکھا ہے ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت علی
 المدنی نے فرمایا کہ جو شخص بیع کرے کسی مال کی بیع بیعت ہو اس کے نزدیک بیعت ہے جو غلغلہ
 میں مال اور سکا درمیان قرض خواہ ہوں گے ہر اتنے معنی سب قرض خواہ و زمین برابر ہیں پھر کہا اس حدیث میں
 نے پس اگر کرے تو کہ اسناد میں اس کے ابن عباس راوی ضعیف ہیں کہ اس ہوں کہ تحقیق تحقیق کی
 ہی ابن عباس کی امام احمد نے اور تحقیق حجت گردانا اس حدیث کو خصائص و راز میں ہے کہ اگر کوئی
 لکھا اور قطعی نے حدیث ثابت ہوئی یہ حدیث زہری سے مسند بلکہ مرسل ہے میں کہ اس میں مرسل
 نزدیک ہمارے حجت ہی اور مرفوع بیان کیا ہے تصانیف اور راز میں اس حدیث اور قرآن شریف
 کی آیت **وَلَا تَكُن مِّنَ الْكَافِرِينَ** کہ **وَلَا تَكُن مِّنَ الْكَافِرِينَ** یعنی اور اگر وہ یوں غلغلہ میں ہوتے ہیں
 کہ انتہی اس پر دلالت کرتی ہے کہ اس کو بیع بیع کر کے اپنی شراعت پر کرنی نہیں چاہیے یہی مطلب اس حدیث
 کا ہے کہ امام صاحب نے اس میں اور معنی اس پہلی حدیث کے یہ ہیں کہ جب بشرط اختیار کسی شریعت
 کرے پھر خریدار مدت اختیار میں غلغلہ ہو جائے تو وہ مستحق ہوگا اپنے مال کا یعنی بیع کا اختیار ہوگا اور
 یہی معنی ہے کہ میں ملک جماعت نے اکابر سے فرمایا امام صاحب اور ابراہیم بنی اہل کو نے کہ
 بائع برابر ہی اور قرض خواہ ہوں گے ہر حال میں اور ہی روایت کی گئی حضرت علی سے اور صحیح کہا اس
 روایت کو ابن حزم نے اور حکایت کیا ہے خطاب نے اس قول کہ ابن شہرہ سے بھی ناسخ ہے کہ اس
 تفسیر سے حدیث میں موافقت ہو گئی ورنہ صحیح حدیث کا انکا جب کو ابن حزم نے بھی صحیح کہا ہے لازم
 آجائے **لَقَالَ** مسئلہ ہوا زہری اور ایک مسئلہ امام غزالی اور ان کے شاگرد ابو یوسف کا اختلاف تھا

نسخہ

نسخہ

نسخہ

حدیثوں کے یہ جو کہ یہ اور شرح و تالیف اور زوالی شرح و تالیف اور قادی عالمگیری اور
 فتاویٰ قاضی خاں وغیرہ کتب فقہ میں لکھا ہے وَعَصِيْرُ الْعَنْبِ اِذَا طَبَخَ حَتَّى ذَهَبَ ثَلَاثًا
 وَبَقِيَ ثَلَاثٌ حَلَالٌ وَإِنْ اَشْتَدَّ وَهَذَا عِنْدَ ابْنِ حَلْبَةَ فَإِنَّ يُوْسُفَ يَنْبِيْ اور
 شیر انگور کا جب پکا جاوے یہاں تک کہ اوسکی دھماکی محل جاوے اور ایک تہائی رجاوے
 تو حلال ہے اگرچہ اوس میں نشہ پیدا ہو جاوے اور یہ مذہب ابی حنیفہ اور ابی یوسف کا ہے
اقول امام صاحب کے نزدیک خمر لغت میں اوسکو کہتے ہیں جو انگور سے بنائی گئی ہو اور امام صاحب
 کی اسیر تاریخ دلیلین میں اول یہ کہ اجماع اہل لغت اور اہل علم کا کہ لفظ خمر کا موضوع جو واسطے بانی
 مکہ کے جیکر اوس میں جوش اور تیزی آجاوے اور جھاک اٹھنے لگے چنانچہ یہاں اور زمیعی اور طوطی
 اور برجنہ می وغیرہ میں لکھا ہے لَنَا اَنْكَا اِسْمُ خَاصٍّ لِطَبَاقِ اَهْلِ اللُّغَةِ فَمَا ذَكَرْنَا وَهُوَ
 النَّمْرُ مِنْ اَهْلِ الْعَنْبِ اِذَا عَلِيَ وَاشْتَدَّ وَقَدْ فَرَغَ مِنَ الرِّبْدِ وَهَذَا الْمَعْرُوفُ عِنْدَ اَهْلِ
 اللُّغَةِ وَاهْلِ الْعِلْمِ وَتَسْمِيَةً تُخْبِرُ هَا هُنَا بِمَعْنَى واسطے ہمارے یہ دلیل ہے کہ خمر اسم خاص ہے
 ساتھ اجماع اہل لغت کے اوس چیز میں جو ہننے ذکر کیا یعنی اور وہ کچا پانی انگور کا ہے جیکر اس میں جوش
 اور تیزی آجاوے اور جھاک اٹھے اور یہی معنی مشہور میں نزدیک اہل لغت کے اور اہل علم کے اور اسکے
 غیر کا خمر نام رکھنا مجاز ہے اتنے قبل امام صاحب فرماتے ہیں کہ جو معنی باعتبار اصل لغت کے ہیں
 اوس سبب سے کہ وہ دوا و قطعیت میں محمول کریں گے اور لطلاق خمر کا مسکرات پر بعد نزول آیت محرم
 کے مجاز مستحدث ہے پس آیت کو کہ پہلے نازل ہوئی ہے مجاز مستحدث پر عمل کرنا نہیں چاہیے اور دوسری
 دلیل یہ ہے کہ عرب جبکی جمہیت پر اعتماد ہو اور سب سند اوکی لاتے ہیں اپنے کلام میں خمر کو انہیں میں مخلوق
 سے لائے ہیں چنانچہ قسبی شاعر بھی اونیخین میں ہے اوسکے شر سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل خمر کی انگور
 ہی ہوتی ہے وَلَئِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ الْعَلْبَاءَ فَتَحْضَرُوْهَا وَقَدْ كَانَ فِي الْخَمْرِ مَعْنًى كَثِيْرٌ فِي
 الْعَنْبِ یعنی اگرچہ آبا و اجداد متوفی کے اوسکے عنصر پر غالب ہے لیکن شراب میں وہ لذت ہے جو
 انگور میں بھی نہیں ملتی نہ کہ خولہ اپنے آبا و اجداد پر باوجود ان کے اصل ہونے کے بعض جو کہ

کتاب الفہرست
 جلد اول صفحہ ۱۰۶
 مطبوعہ مکتبہ

غالب تھی جیسے شراب لذت میں پانی اصل سے کہ انگور ہی غالب تھی ہی اور تیسری میں یہ ہے کہ حمل
 سے بھی کہ بت العنب اور بنت العنقہ اور معلوم ہوتا ہے کہ اصل اسکی انگور ہی اور چوتھی دلیل یہی لفظ
 خمر کا شراب انگوری کے واسطے خاص ہے کیونکہ دوسرے مسکرات کے اور زمین میں مثل باذنق
 اور منصف اور مثلث اور نقیصہ اور منبذ وغیرہ کے اور اسکا اختلاف دلالت کرتا ہے کہ مسمیات
 میں بھی اختلاف ہو مسطرع ہادیہ وغیرہ میں لکھا ہے اور پانچویں دلیل یہی کہ قول جناب باری بھی
 رَاقِیَ اسْرَاقِیَ اَعْصِرْ خَمْرَ اَیْنِیْ مِیْنِ اِبْنِیْ اَبْنِیْ آپ کو خواب میں انگور نچوڑتے دیکھنا ہون لہذا اسکی
 دلالت کرتا ہے اس لیے کہ خمر سے یہاں باتفاق مفسرین و علماء سے متقدمین و متاخرین انگور اور
 ہی من قبیل اطلاق کرنے سبب کے اور سبب کے اور کلیات ابو البقاء میں ہے کہ اصل اس اطلاق کی اطلاق
 یہ ہے کہ سبب کی واسطے مطلقاً استعارہ کیا جاتا ہے خواہ سبب کی واسطے خاص ہو یا عام
 مگر سبب کی واسطے جیلے ہیں کہ اس سبب کی سبب دوسرا ہو جیسے لفظ خمر اگر خاص عنب کے
 ساتھ نہ ہو تا تو استعارہ کرتے آتے اور اہم شوکانی نے لفظ اوطار شرح مفتی الاخبار میں لکھتے ہیں
 اَعْلَمُ اَنَّ الْخَمْرَ تَطْلُقُ عَلٰی عَصِیْرِ الْعِنَبِ الْمُسْتَدْرِ اِطْلَاقًا حَقِيقًا اِجْمَاعًا اِیْنِیْ جَانِ قَوْلِ کَلَامِ
 خَمْرٍ کَا نِجَاسٍ یُّجَاسِیْ ہُوَ انگور پر جو تیر ہو گیا ہو اطلاق حقیقی بلا جماع ہوا ہے اور تفسیر کشاف جابر
 ز مخشہ میں مرقوم ہے وَالْخَمْرُ مَا عَلٰی وَاسْتَدْرَکًا بِالْوَبْدِ مِّنْ عَصِیْرِ الْعِنَبِ ہُوَ
 حَرَامٌ اِیْنِیْ خَمْرٌ وہی کہ اول آئے اور تیر ہو جائے اور جھاک لے آئے پھر انگور سے اور وہ حرام ہے
 آتے اور جو احادیث میں بعض شراب پر سو اسے انگور کے خمر کا اطلاق آیا ہے وہ باعتبار حکم کے ہی ہے
 کہ لفظ کے معنی میں بتائے گئے یا بطریق تشبیہ کے ہی یا نہج کہ حب الشراب فیہ القدرین شیخ الاسلام ابن قیم
 لکھتے ہیں وَیَدُلُّ عَلٰی اَنَّ الْحَمْلَ الْمَذْکُورَ کَذِیْلِ تَوْحِیْدِ الشَّیْبَةِ قَوْلُ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ
 حُرْمَتِ الْخَمْرِ وَہَا بِالْمَدِیْنَةِ مِنْہَا شِئْنٌ اُخْرِجَہُ الْبَیْزَارِیُّ فِی الصَّحِیحِ وَصَلَوْا اِنَّہُ زَمَّ اَلَا مَعَ
 الْعِنَبِ یُثْبِتُ اِنَّہُ کَانَ بِالْمَدِیْنَةِ غَیْرَہَا مِیْنِیْ اور دلالت کرتا ہے کہ کل ان حدیثوں میں بطریق تشبیہ کے
 بقول ابن عمر کہ حرام کسی شراب اور حرام ہے کہ تھی شراب کوئی تھیں میں روایت کیا اسکو امام بخاری نے حرام ہوا

طهارة الوالدين
مطهره لسان

والله اعلم بالصواب
منه

کشف جلال
صفحہ ۱۴۶

فتح القدير
منازل

یہ کہ ارادہ کی خبر نہ ہو کہ باوجود ثبوت ہر امر کے کہ تمہیں نے میں اس کے اور شرابین انتہی اور نام نہانی سے تمہیں کے
 شراب کے لئے الدقائق میں لکھا ہے کہ اگر اطلاق غیر انکوری پر احادیث میں مجازی ہی یا باعتبار حکم کے
 ہی یعنی حکم اور شرابوں کا حکم شراب کا سامی یعنی اونکا پینا بھی حرام ہی کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 تعلیم حکام کے واسطے مبعوث ہوئے تھے حقائق لغت وغیرہ بیان کیو مبعوث نہیں ہوئے انتہی
 لمخالف حدیث سے یہ استدلال ہرگز نہیں ہو سکتا کہ اصل میں ہم قرآنی رہا قول صاحب
 قاسم کو کہ عمومیت اصح ہے سو یہ بنا براون کے مذہب کے ہی چنانچہ جو دلیل عمومیت پر شافعیہ احادیث
 سے لاتے ہیں ہی اور وہ ہیں نے بھی لکھی کسی لغت یا کلام عرب کی سند نہیں دی یہاں فقط اپنی را
 لکھی ہے جس سے اونکے مذہب شافعیہ کو ترجیح ہوتی ہے ورنہ سنی لغوی تو وہی تھے جو انھوں نے پہلے
 بیان کر دیے اور یہ قول اونکا کہ مدینہ شریف میں اس وقت انکو کی شراب نہ تھی بلکہ کچھ کی تھی مخالف
 ہی بخاری شریف کے حدیث سے جو حضرت انس سے مروی ہے قال حرمت علیک الخمر فحی
 حرمت و ما انما یعنی بالمدینہ خمر الا عذاب الا فلیک لا یعنی فویا یا حضرت انس
 نے کہ جرم کی گئی جو شراب جس وقت کہ حرام کی گئی اس حال میں کہ نہیں پاتے تھے ہم ہرے میں شراب
 انھوں کی مگر کہ انتہی پس اس حدیث مسلم کی سند لاف سے شہدہ پڑا ہو کہ داخل انکو کی شراب تھی حالانکہ وہاں شراب
 اکثر کہ گما ہے جیسا کہ حدیث بخاری کی اس پر حال ہی حدیث مسلم کی سند لاف مخالفینا ہی آتی ہے یہ اصول احادیث
 مخالف کے میں اس لیے چاہیے کہ عام ہو تو دایا و سکا یہ ہو کہ اس سے یہ نہیں لازم آتا کیونکہ سید اور سیاہ گھوڑوں کو لکھتے ہیں
 اور سفید اور سیاہ کپڑے کو بلو نہیں کہتے اس طرح شریعت اسے کو بوجہ انوکے کہتے ہیں اور ہر ہر کو بوجہ نہیں کہتے
 علیہ القیاس و ہر دو سے مشتق ہی کو کہتے کہ وہ نہیں کہتے گو اس میں قرار پایا جاوے اس طرح سبکی بہت نظیرین
 ہیں میں نام صاحب کا قول کہ لغت میں خمر شراب انکو کی کہتے ہیں اور حدیث میں بیان احکام ہی
 لغت نہیں بہت درست ہی مخالف کسی حدیث کے نہیں بلکہ مطابق ہی الدتہ اور شراب کو نوشی کے
 یعنی بخر انکو کا کہ پایا جاوے حتی کہ دو تہائی سے کم چلجاوے یا شل سکر کے یعنی خام پانی کی طرح
 کا جسے تیز ہو جاوے اور جہاں لے آئے یا شل نقیض زہیب کے یعنی خام پانی کی شکل انکو کا کہتے ہیں

بسیار عجیب
 نسخہ و تفسیر
 ستر باب

بخاری شریف
 نسخہ و تفسیر

اوس میں تیزی اور جھاک پیدا ہو جائے انکو امام صاحب بھی حرام جانتے ہیں یہ جلد چیزیں بالافتق
 حرام ہیں البتہ جابر بن یونس میں اختلاف ہے ایک تو چھیارے اور خشک انور کا بنید اگر کھجور کا یا لیمو کا
 اگر چہ اوس میں تیزی آجائے اسقدر بنید اوسکا امام صاحب امام ابو یوسف کے نزدیک حلال ہے
 جس سے نشہ نہ ہو نہ حرام ہو گا چنانچہ رد المحتار میں یقولون شراب ما یغلب علی ظنیہ
 انہ مستکر و فینرہم لان الشکر حرام فی کل شراب یعنی ہر شراب اوس کے وہ بنید
 کو ظن غالب ہو کہ اوس میں نشہ پیدا ہو جائے گا پس حرام ہے اس لیے کہ نشہ ہر شراب میں حرام تو ہے
 اتنے اور دلیل ملت بنید کی علامت یعنی شرح کنز میں یہ لکھی ہے یا مروی عن ابی قتادہ ان
 النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال تبتدوا الزہو والزلطہ جمیعاً ولا تبتدوا الزہو والزلطہ
 والربیب جمیعاً ولكن لتبتدوا اکل واحد منهما علی حدہ وراواہ المسلم والبخاری
 وفي رواية الزلط بدل التمر وهذا نص علی ان کل واحد منهما علی حدہ لا یفاد
 ویحل وهذا محمول علی المطبوخ منہ لان غیر المطبوخ منہ حرام بارجم
 الصحابة عن وکد لما روی عن انس بن مالک ان التمر سدر مت والتمر یومئذ البسر
 والتمر رواہ البخاری ومسلم والتمر ادریہ غیر المطبوخ منہ لان حکمہ حکم التمر
 فلهذا اطلق علیہ اسم التمر وقد ورد فی غیر متہ المتعین من التمر احادیث کثرت
 صحیح فاذا حل التمر علی التمر والحل علی المطبوخ فقد حصل التوفیق
 الادلہ وانما قد التعلل من یعنی اس سبب کہ ابو قتادہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنید نہ بنو اور رطب کا کٹھا اور رطب ان ربیب کا ساتھی نہ ہو گذر گیا کہ کھجور
 کو کہتے ہیں اور رطب کی تر کو اور ربیب خشک انور کو لیکن بنید ہر ایک کا علاوہ کہ روایت کیا
 اوسکو مسلم اور بخاری نے اور ایک روایت میں بدلہ رطب کے تر آیا ہے اور یہ حدیث صحیح ہے اس میں
 ہر ایک کا بنید بنا تا درست نہ ہو لال ہے اور یہ حدیث صحیح ہے کہ بنید پاس لیے کھانہ تو
 اجماع صحابہ حرام ہے و سیرح و حدیث جو ان سے مروی ہے کہ تحقیق شراب حرام کی گئی ہے

روایت صحیح

صوریہ

خانیہ بنی ہاشم

جیبی

شراب اس روز کے گد اور خشک کھجور کی تھی روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے ہیں اس سے خام ہو سکتا
 کہ حکم اسکا حکم شراب کا ہو اسی وجہ سے خواہ سلیط لاق کیا گیا ہو اور جو نیک تر سے بنایا جاوے اسکی
 حرمت میں حدیثین صحیحین میں آج بھی ہے کہ یہ ہم نیکہ خام ہو اور حلال کو نیکہ پر حمل کیا جائیگا
 تو درمیان حدیث کے تطبیق اور توفیق ہو جائے گی اور تعارض جاتا ہے گا اتنے دوسری نیکہ
 شہد بخیر کیوں جو کا بھی امام احمد اور ابو یوسف کے نزدیک جائز ہو اور دلیل اسکی تمیز استعناق
 میں یہ قولہ علیہ السلام الخمر من ہاتین الشجرین الخلة والعنبہ
 سارا کہ مسلولہ وَاَحْمَدُ وَتَعْبَرُ هُمَا خُصَّ الشَّجَرِیْنِ بِهَمَا وَالْمُرَادُ بَيَانُ اَحْکَمِ
 اَمی حکم ہما وَاَحَدُ کَانَ کُلًّا مِنْهُمَا یُسَمَّى خَمْرًا حَقِیْقَةً وَکَلَّ بَشَرًا فِیْہِ لَطْفٌ
 لَا تَقْلِبُہُ لَا یُقْضِیْ اِلَّا اَلْکَ تَنْدَرِ کَیْفَ مَا کَانَ یعنی اسبب قبل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
 کہ شراب ان دو درختوں سے ہوتی ہو وہ کھجور اور انگور ہی روایت کیا اس حدیث کو مسلم اور امام احمد
 وغیرہ نے خام کی گئی تحریر اس حدیث میں ساتھ ان دو چیزوں کے اور مراد بیان حکم کا ہی نہیں
 حکم و لون کا ایک ہی نہ کہ ہر ایک کو حقیقہ کہتے ہیں اور اس نیکہ میں پکنے کی شرط نہیں ہو اس لیے
 کہ تصور اسکا بہت کے طرف نہیں پہنچا تا ہی کسی طرح کا ہوتا ہے یعنی جیسے شراب میں یہ اثر ہوتا ہے
 کہ قلیل پینے سے شیر کی طرف طبیعت متیقل رہتی ہی کیوں کہ اسکی جتنی زیادتی کچال ہی علت اتنی ہی
 اسی لیے شراب کا تصور ابھی پیانہ ہی پر خلاف نیکہ کے کہ او میں یہ کیفیت نہیں پس اسکا سطر
 نوش کرنا کہ حد سکر کو نہ پہنچ جاوے جائز ہو پس نیکہ غسل کے واسطے یہ فرما آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 کہ شراب نشہ لاوے حرام ہو اس سے اسکا حرام ہونا ثابت نہیں ہوتا چنانچہ عمدہ فقہی شرح بخاری
 میں شیخ الاسلام علامہ عینی فرماتے ہیں کہ البعضون کچھ شراب نشہ لاوے یعنی اسکی شان سے
 اسکا ہو خواہ اس کے پینے سے نشہ ہو یا نہ ہو جواب میں کہتا ہوں کہ یہ معنی اس حدیث کے نہیں
 کیوں کہ شارب نے خبر دی کہ حرمت شراب کی جیکہ موصوف ہو ساتھ اسکا کہ او یہاں سے پہنچا
 کرنا کہ وہ شارب ہو کہ مستقبل میں نشہ لا کرے اتنے بھر کا قلیل نشہ ہی تو کا کہ اسکا شارب ہو

یہ کچھ نیکہ
 اور نشہ

بخاری
 جلد ۱ صفحہ ۱۱۰

نہیں بلکہ خاص نحر میں جو اس لیے کہ عبداللہ بن عباس سے روایت موقوف اور مرفوع علیٰ حدیث
 بعینہا حرام ہے اور مسکر شراب کا حرام یہ حدیث اہل سنت کرتی تو اس پر کہ حکم طہل اور کثیر حرام ہے
 نقشہ کرے یا نہ کرے اور اس پر کہ اور شراب میں سوا نحر کے بوجہ اس کا کہ حرام میں اور یہ امر طہل ہے جس پر
 اگر کہے تو کہ وارد ہو انہی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ ہر مسکر نحر ہے اور ہر مسکر حرام ہے جو اب و ن کا میں
 کھٹن کیا ہے اس حدیث میں بھی بن حسین اور اگر تسبیح یا جاوے تو صحیح ترین یہ ہے کہ یہ موقوف علیٰ بن
 عمر اس بوجہ سے مسلم نے اس کو بطور ظن کے روایت کیا ہے اور کہا ہے بن نہیں معلوم ہوتا بلکہ مرفوع اور
 اس کو بھی تسلیم کریں تو معنی اس کے یہ ہیں کہ جسے کثیر بن نقشہ ہوا اس کثیر کا حکم نحر کا ہوتا ہے اور اگر
 قسم صحیحین کے جیکو وہ پکایا جاوے اس قدر کہ دو تہائی چھوڑ کر اور ایک تہائی باقی ہے اگرچہ تہائی
 امام صاحب اور امام ابو یوسف کے نزدیک حلال ہے اور وجہ اس کی ملائکہ یعنی نے شرح کثیر بن قریبان
 کی ہے کہ روایت عن ابی موسیٰ ثناء کان یشرّب من الطلاء ما ذھب ثلثا و یقی
 الثلث مرکاة القسانی و کہ مثله عن ابی ہریرہ و قال الخوارزمی ساری عکمر
 و انہ عینہ و معاذ بن شریب الطلاء علی الثلث و شریب لبراء و نو حنیفہ
 علی التصفی و قال ابو داؤد سالت ارجل عن شریب الطلاء اذا ذھب ثلثا
 و بقی ثلثہ فقال لا بأس بہ قلت لانه یقوی لوان انہ یسکر فقال لا یسکر
 لوان کان یسکر لما اکلہ عکمر یعنی اس لیے کہ روایت کی گئی ہے ابو موسیٰ سے کہ وہ پیکر ہے
 وہ طلاء کہ ثلث اس کے چھوڑتے تھے اور ایک ثلث باقی رہتا تھا روایت کیا اس حدیث کو نسائی نے
 اور شل کے نسائی نے ابو داؤد سے روایت کی ہے اور کہا ہے امام بخاری نے کہ جائز کہا ہے اور ابو یوسف
 اور معاذ رضی اللہ عنہ نے طلاء اپنے کو جیکو تہائی باقی رہے اور پلاؤ ابو حنیفہ رضی اللہ عنہما نصف پر
 پیا ہے اور کہ ابوداؤد نے کہ حال کیا میں نے امام احمد سے طلاء اپنے کا جیکو دو تہائی اس کے جائز ہیں
 اور ایک تہائی باقی رہے پس کہا امام احمد نے کوئی قباحت نہیں میں نے کہا لوگ کہتے ہیں کہ وہ
 نقشہ پیدا کرے اور اگر نقشہ پیدا کرے تو عمر بن زید اس کو حلال کرتے اور جو تھی قسم خلیطہ جو کہ مستحق

بنی ختم انہ

بیچ

روایت صحیحہ
مستند

اسی وجہ سے اس میں حد نہیں آتی چنانچہ میں استخلاق میں ہر کان کا مباح حاصل نہ ملے گا
 فَلَا يُجِزُّ شَاكِرٌ بَعْضُ وَلَا نَسَكَرٌ بِهٖ يَعْزِزُ لِسَ اَلْمَرْءِ مَوْسَعٍ مِّنْ زَكَاةٍ يُغْنِي عَنْهُ
 مَالُ اَبَايَ لَمْ يَكُنْ يَدْرِي اَنَّ اَوَّلَ مَا يَكُونُ لَكَ مِنْ زَكَاةٍ اَنْ تَكُونَ مِمَّنْ يَكُونُ
 وَغَيْرُكَ هُوَ اَكْثَرُ يَدْرِي اَنَّ اَوَّلَ مَا يَكُونُ لَكَ مِنْ زَكَاةٍ اَنْ تَكُونَ مِمَّنْ يَكُونُ
 حَلَالٌ لِّمَنْ يَكُونُ بِالْاِتِّفَاقِ اَوْ اَوْسَى حِلَّتْ اَوْ حَرَمَتْ مِّنْ كَلَامِ اَبَايَ اِنْ جَاءَ مِنْ سِوَايَ
 تَوَامِلُ مَعْرِفَةِ غَيْرِكَ نَزْدِكِ حِدَاسٍ لِّمَنْ جَاءَ مِنْ اَبَايَ اَوْ اَمَامِ مَحَبَّتِكَ نَزْدِكِ غَيْرِ
 بِمَا اَوْجَبَ مِنْ نَفْسِ اَبَايَ حَرَامٌ مِّنْ سَبَبِ كِبَرِكَ لِمَنْ جَاءَ مِنْ اَبَايَ اَوْ اَمَامِ مَحَبَّتِكَ نَزْدِكِ غَيْرِ
 شَبَّهَ لِيَا اَوْ رَدَّ اَلْحَاثِرِينَ هُوَ قَالَ اَلَا تَقَارِئُ وَقَدْ اُطْنَبَ الْكُرْشِيُّ فِي رِوَايَةِ الْاَنْبَاءِ
 عَنِ الصَّحَابَةِ وَالْثَابِعِينَ بِالْاَسَانِيدِ الصَّحَابَةِ فِي تَحْلِيلِ النَّبِيِّ الشَّدِيدِ
 اَلْحَاصِلُ اَنَّ الْاَكَايِدَ مِنْ اَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاهْلِ
 بَيْتِهِ كَعُمَرُو عَلَى وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ وَابْنُ مَسْعُودٍ وَابْنُ مَسْعُودٍ وَابْنُ مَسْعُودٍ
 كَانُوا اِيَّاهُمْ نَهَوْا وَكَذَلِكَ الشَّعْبُ وَلَمْ يَرَوْا اَحَدًا يَكْفُرُ بِمَنْ يَكْفُرُ بِمَنْ يَكْفُرُ بِمَنْ يَكْفُرُ
 تَلَامِيذُ بَنِي اَمِيٍّ مِنْ اَحَدِي شَرَايِطُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ اَنْ لَا يُحَرِّمَ نَبِيُّكَ الْحَبْرَ
 وَفِي الْمَعْرِاجِ قَالَ اَبُو حَنِيْفَةَ كُوْنُ اَعْطِيَتْ الدُّنْيَا يَجِدُ اِفْرِهْدًا اَفْتِيَتْ بِحُجْرَتِهَا
 لَا تَقْبَلُ تَفْسِيْقَ بَعْضِ الصَّحَابَةِ وَكُوْنُ اَعْطِيَتْ الدُّنْيَا يَجِدُ اِفْرِهْدًا اَفْتِيَتْ بِحُجْرَتِهَا
 فِيْهِ وَهَذَا اَعْيَانُ تَقْتَضِيْ اَهْلِيْ كَمَا اَتَقَاتِيْ لَمْ تَقْبَلُ اَهْلِيْ كَمَا اَتَقَاتِيْ لَمْ تَقْبَلُ اَهْلِيْ
 اَنَامُ صَحَابَهُ اَوْ تَابِعِيْنَ مِنْ سَامِعَةٍ مَّحْجُوْةٍ كَيْفَ اَنْ يَكُنْ مِنْ حَلَالٍ كَرْنِ نَبِيِّكَ تَزِيْرُكَ اَوْ حَاصِلُ مَعْرِفَةِ
 كَرْنِ اَكْبَرِ مَحَابِدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ اَهْلِ بَيْتِهِ اَوْ اَهْلِ بَيْتِهِ اَوْ اَهْلِ بَيْتِهِ
 رَضِيَ اَللَّهُ عَنْهُمْ كَمَحَالٍ جَانِتِيْ حَمِيْ غَيْرُكَ اَوْ اَلِيسِيْ حَمِيْ اَوْ اَبَايَ نَبِيِّكَ حَلَالٍ كَمَتِيْ تَحِيْ اَوْ رَدَّ اَبَايَ
 كِيْ كَمِيْ اَمَامِ مَحَبَّتِكَ نَزْدِكِ اَبَايَ اَوْ اَمَامِ مَحَبَّتِكَ نَزْدِكِ اَبَايَ اَوْ اَمَامِ مَحَبَّتِكَ نَزْدِكِ
 اَكْبَرِ مَحَابِدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ اَهْلِ بَيْتِهِ اَوْ اَهْلِ بَيْتِهِ اَوْ اَهْلِ بَيْتِهِ

صحیح

اگر تمام دنیا بھی جھک دیا جائے تو بھی حرمت نبیہ کا فتوانہ دن کیوں کہ اس میں بعض صحابہ کرام کو
 باشد فسق کی طرف منسوب کرنا ہوا اور اگر جھکواسکے پیٹے کیواسے دنیا دین نہیں چوں کا اس سے
 کہ اسکے پیٹے کی کچھ ضرورت نہیں معلوم ہوتی اور یہ کمال تقویٰ امام صاحب کا ہوتا ہے اور وہ اہل
 میں لکھا ہے کہ ابو حفص کہہ ان اشربہ سے سوال کیے گئے فرمایا حلال نہیں پس کہا گیا اون سے کہ
 تم نے شیخین کی مخالفت کی فرمایا وہ حلال جانتے تھے واسطے گوارا ہونے کھانے کے اور آدمی کچھ
 پی لے ہیں واسطے فسق و فجور اور ابو حبوب کے اور امام ابو یوسف سے روایت ہے کہ اگر اسکے پیٹے
 نشے کا ارادہ کرے گا تو قلیل اور کثیر دونوں حرام ہو جائیں گے اور اسکے واسطے مٹھینا اور چلنا
 دونوں حرام ہیں اتنے غرض کہ یہ چار چیزیں اگر کوئی شخص استغفر یہ کہ نشہ نہ آئے تو امام صاحب
 کے نزدیک جائز ہے اور جو نشہ آجائے تو حرام ہے اس لیے کہ حرمت نشے کی بالاتفاق ہے کہ حد امام
 صاحب کے نزدیک لازم نہیں آتی کیونکہ حد تو ادا نہ شدہ میں ساقط ہو جاتی ہے اسی وجہ سے
 سکر کی تعریف امام صاحب نے وجوب حد میں ایسی بیان کی کہ جس میں کسی قسم کا شبہ باقی نہ ہے
 کیونکہ ادا و اقسام میں اتنا متواضع ہوا کرتا ہے اللہ تعالیٰ کے معنی میں شبہ ہوتا ہے کہ قول عمر الخضر
 مَا خَافَ الْعَقْلُ كَيْفَ مَنَافِي هُوَ كَيْفَ نَكَهَ شَرَابُ كَيْفَ حَرَمَتْ مِنْ يَدِ قَوْلٍ وَارِدٍ هُوَ اَوْ اَمَامَ صَاحِبِ
 نے بھی حق حرمت شراب میں سکر کی تعریف یہ بیان کی تو جواب اسکایہ ہے جو قلعہ القدر میں لکھا ہے
 لَا تَكُنْ مِنَ الْمُتَعَارِفِ اِذَا كَانَ بِهٖ يَسْتَقْبَلُ سَكْرًا وَاَوْ تَأْيِيْدُ يَقُوْلُ عَلٰی مَا اِذَا سَكَّرَ
 حَدِّیْ اِسْ لَیْسَ كَبِیْرٍ اَمِّیْ عِزِّیْ اِنْ كُنْیَ لَکُمَا یُتَوَعَفُ مِنْ سَكْرَانِ كُنْتُمْ مِنْ اَوْ قُوْتِ بَاقِیْ
 اس قول کے ساتھ قول علی کے جس وقت نشہ میں آئے گا بیہودہ بکے گا اتنے تینیں جس وقت صحابہ نے
 مشورہ کیا تھا کہ شراب پینے والے کی حد کس قدر ہونی چاہیے پس ہر ایک نے جسکی رائے میں جو
 آری بیان کیا اور علی نے فرمایا جب نشہ والا ہوگا بیہودہ بکے گا اور غریبان بکلاؤ ان سے اور حق
 کرے گا اور ضرر ہی کے واسطے کتاب الدین اسی در سے آئے ہیں پس اس سے لگاؤ حاجت ہے
 ایسی ہے کہ اتفاق کیا اور ظاہر ہے کہ جب تجارت عقل ہو جاتی ہے تو غریبان ہوسکے واسطے

دانش مجتہد
 صحیح

تفسیر
 صحیح

لازم ہے اصل ہدیان کی محامرت ہی علامت محامرت کی ہدیان ہے ورنہ محامرت کیونکر معلوم ہو سکتی اور حد صاحبین کے نزدیک کیونکر آسکتی ہے نشہ باز کے قول کا تو حد میں اعتبار نہیں کیونکہ اوسکے فہم میں فتور آگیا اور اوسکے کلام کا اعتبار نہیں رہا پس کیوں کہ اوپر چند قانن ہو سکتی ہیں یہاں تک کہ کوئی علامت پائی جاوے اور یہ شخص محامرت کی سطح پر نہ ہو سکتا ہے کہ نہ علامت نہ دیکھ بان جب اعتقاد کرے گا کہ اگر یہ بیالہ بیون کا تو ہدیان پیدا ہو جانے کا البتہ اس سے باز ہو گیا اور آگے ترقی نہ کرے گا کہ اوس میں امام صاحب کے نزدیک حد واجب ہے غرض آدمی کو اگر عقل ہی ہو تو سمجھے گا کہ جس نے جو معنی بیان کیے اوسکی کوئی نکوئی وجہ ہو اوس سے مخالفت لازم نہیں آتی اور جو شخص لفظ ہی کو خیال کرے کہ یہی لفظ بعینہ کیونکہ نہ کہا اور معانی کی طرف مطلق نہ جاوے تو ایسے شخص سے کچھ بحث نہیں وہ تو بحث ہی سے خارج ہے اور وہ جو حدیث میں ممانعت آئی ہے سو وہ ثابت ہو کر ہونے کے ہے ایسی وجہ سے انتہت صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کیا وہ نشہ لاتی ہے سائل نے عرض کیا ہاں اس سے معلوم ہوا کہ نشہ کی وجہ سے حرام ہوتے اس حدیث سے نہیں نکلا کہ جسکے پینے سے نشہ نہ آئے وہ بھی حرام ہو گا و میں صلاحیت نشہ کی ہو مگر جب تک نشہ نہ آئے گا حرمت اوسکی ثابت نہیں پس امام صاحب تو نشہ یا الفضل لیتے ہیں اور دوسروں کے نزدیک بالقوہ معتبر ہے سو اسے امام صاحب فرماتے ہیں کہ جب کا نشہ ہو اسی پہلے کا اعتبار ہو گا اور مثال اسکی ایسی سمجھنی چاہیے کہ جیسے کھانا اوستہ رکھنا کہ جس سے بڑھتی ہوئی حلال ہو اور جس سے نقص ہے بڑھتی ہوئی حرام ہے پہلے فقیر حرام نہیں ایسی کڑے میں نجاست گئے شل خون کے اگر تھوڑا ہو مفید مصلوۃ نہیں اور جو اس سے زیادہ ہو تو اخیر کا جز مفید نماز ہو گا اور اخیر کا جز مضر پہلے جز حرام ہو گا ایسی شخص نفقہ اپنے اہل و عیال کو دیتا ہو حلال ہے پس اگر اسراف کرے گا تو وہ زیادتی حرام ہو جاوے گی پہلے حرام نہیں اس طرح کشتی میں بوجھ رکھا ہے اور اخیر کے بوجھ پہلے من رکھنے سے مثلاً کشتی غرق ہو گئی تو ضمان اس ایک من رکھنے والے پر آجائے گا پہلے بوجھ رکھنے والوں سے کچھ سو کار نہیں ایسی اخیر کا بیالہ جو مسکرے حرام ہو گا پہلے پہلے حرام نہیں

ہون گے اور قلیل حرام ہونے کی حدیث خاص حرمین ہی چنانچہ تصریح علامہ عینی سے معلوم ہوا یا یوں
 کہیے کہ کثیر من جو قلیل ہی جس سے نشہ آیا ہو وہ حرام ہو اس لیے کہ باعث نشہ کا وہی قلیل ہی مطلب
 حدیث کا یہ ہو کہ جس کا کثیر نشہ لاوے اس کثیر کا جو قلیل ہی حرام ہو اور یہ بھی نہیں کہ بغیر کثیر کے
 کثیر قلیل حرام ہی جس سے نشہ نہ آوے اور ابو داؤد اور ابن ماجہ کی حدیث جواب بطور تشبیہ کے لائے ہیں
 اس کا جواب ابو نصر بغدادی نے شرح قدوری میں لکھ دیا **مَا رَمَتْ بِهَذَا الْقَوْلُ اَصْحَابَ**
اَبِي حَنِيفَةَ وَرَأْسَ السَّلَفِ الصَّالِحِ اَسَرَدَتْ بِذَلِكَ وَكَمْ يَكُنْكَ التَّصْرِيحُ بِذَلِكَ
لَا اَنَّ اَصْحَابَ اَبِي حَنِيفَةَ كَمْ يَكُنْكَ عَوَافِي ذَلِكَ قَوْلًا لَّا قَالُوْا اِمَّا قَالَهُ اَيْمَهُ اَصْحَابُ
رَسُولِ اللَّهِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَوُسْعُهُ السَّابِعُونَ وَكَيْفَ يُطْعَمُ بِعَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَوُسْعُهُ
أَبْنُ مَسْعُودٍ وَابْنُ عَبَّاسٍ وَعُمَرُ بْنُ الْبَاسِرِ وَعَلْقَمَةُ وَالْأَسْوَدُ وَلِثْمٌ وَابْنُ أَبِي هَاشِمٍ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ أَفَهُمْ شَرِبُوا الْخَمْرَ وَغَلَطُوا فِي اسْمِهِمَا أَيْضًا نَحْنُ طَعْنُ كَيْفَ تَقُولُ
 اس سے
 اصحاب امام صاحب یہ بلکہ مراد تیری اس طعن سے صحابہ تھے لیکن تصریح اون کے نام کی نہ
 کر سکا تو اس لیے کہ اصحاب امام صاحب نے کوئی قول اسمین اپنی طرف سے نہیں نکالا بلکہ وہ بات
 کہی جس کو اصحاب کبار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور بڑے بڑے تابعین نے کہا ہے اور
 کیونکہ گمان ہو سکتا ہے شریعت علی اور عمر اور ابن مسعود اور ابن عباس اور عمار بن ابی سہر اور طلحہ اور اسود اور
 ابراہیم رضی اللہ عنہم پر کہ انھوں نے شراب پی اور نام میں غلطی کی اتنے حاصل تصریح کیا ہے
 کہ اس میں کسی طرح سے مخالفت نہیں ورنہ نعوذ باللہ صحابہ تک سودا بی لازم آئے گی یا ان الہبۃ
 فتوہ اسمین نظر احتیاط امام محمد کے قول پر ہی اور صحیح ہی ہو کہ ان کے پیٹ سے بھی حد لازم آتی ہو اور
 قلیل اور کثیر اور کاحرام ہو و اللہ اعلم **قال** مسئلہ نہدہم اور ایک مسئلہ امام عظیم اور امام مالک اور امام شافعی
 اور امام احمد بن حنبل کا مخالف حدیث کے یہ ہے جو کہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں اور شیخ عبدالحق
 نے ترجمہ مشکوٰۃ میں اور علامہ محمد بن زرقانی شرح مؤطا امام مالک میں لکھا ہے کہ اصحاب ابن عباس
 داخل ہو چکے جبکہ اصحاب کے پہلے غروب ہونے کے آفتاب سے **آخر اقول** جو منوطا بر تبر

عروہ بن الزبیر

ابن عباس

اور تاویل اوس میں نہ تھی اور کو آپ نے غیر ظاہر بتلایا اور جو معنی خلاف ظاہر تھے وہ موافق ظاہر تھے
خدا جانے ظاہر کی اصطلاح میں کیا شے ہو ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ظاہر اپنے اوسکو قرار دیا ہے
جسکو الفاظ اور قرینہ مقصنی نہ ہو کہ **مِنْ أَفْشَةٍ فِي الْأَصْطِلَاحِ** بلکہ ظاہر معنی تو یہی ہیں کہ مستحکم
میں جو جائے اعتکاف تھی نماز صبح پڑھ کر داخل ہوتے تھے اس سے یہ کیسے معلوم ہو اگر اعتکاف
بھی اوسید وقت سے شروع ہوتا تھا یہ محض ایک آگاہی ہے کوئی قرینہ اس پر ال نہیں کیا جب آدمی
اعتکاف کی نیت کرے اوسید وقت گوشے میں بھی اوس پر ٹھینا ضرور ہو کیا شب کو اعتکاف کی
نیت سے مسجد میں رہنا اور صبح کو خلوت نشین ہونا خلاف سنت ہے فقط مستحکم میں داخل
ہونے سے ابتدا سے اعتکاف اپنی طرف سے کہنا محض اتھام ہو کہ میں ذکر اسکا صراحت یا ضمناً
نہیں جس کے الفاظ مقصنی نہ ہوں یا کوئی قرینہ اوس پر ال نہ ہو اوسکو مثل بعض جاننا اور دوسرے
طرح کی غایت سے جس کی سفاہت ہے اس سادگی یہ کون نہ مر جائے خدا ہلکے ہیں اور
ہاتھ میں تو اس بھی نہیں اس حدیث سے فقط اتنا معلوم ہوتا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گوشہ
نشینی منظور ہوئی صبح کی نماز پڑھ کے خلوت خانہ میں نشین لیجاتے تھے شب کو اوس میں
داخل نہیں ہوتے تھے بلکہ اشارۃً اس سے سمجھا جاتا ہے کہ جب مستحکم میں جائے کو بعد صبح کے
اگر کیا نیت پہلے تھی اور اعتکاف پیشتر کر چکے تھے مستحکم میں اب داخل ہونے سے شاید آپ کو
اعتکاف کی لفظ سے دھوکا ہو گیا یہاں اعتکاف کے معنی گوشہ نشینی کے ہیں اصطلاحی اعتکاف
حرا و نہیں اور مستحکم کا لفظ واسطے ان مضمون کے قرینہ ظاہر ہو علاوہ اسکے جب تمام احادیث
میں دس دن کا اعتکاف مذکور ہو تو اس میں شب بالمتع ضرور آجائے گی چنانچہ محاورات عرب
اور کلام مجید اس پر شاہ عادل کو جب ایام بولتے ہیں راتیں بھی طرد ہوتی ہیں اور جب لیالی
بولتے ہیں دن اوس میں ضرور ارادہ کرتے ہیں چنانچہ علامہ عینی شرح ہدایہ میں لکھتے ہیں کہ **لَا**
تَرَى إِلَى قِصَّةٍ مَّا كَسَى يَا عَلِيُّ السَّلَامُ حَيْثُ قَالَ إِنَّ لَكَ الْكَلِمَةَ الْثَلَاثَةَ ثَلَاثَةً أَيَّامٍ
الْأَمْرُ مَرَّةً أَوْ قَالَ إِنَّ لَكَ الْكَلِمَةَ الْثَلَاثَةَ لِكَيْلَ سَوِيَّا وَالْقِصَّةُ كَانَتْ وَاحِدَةً

یعنی کیا نہیں دیکھتا تو طرف قصہ ذکر پر علیہ السلام کے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے یہ کہ نہ کلام کرے تو آدمیوں
 تین دن مگر اشاروں سے اور فرمایا یہ کہ نہ کلام کرے تو آدمیوں سے تین شب برابر اور قطعاً ایک
 ہی تھا اسی سے یُقَالُ مَا سَرَّكَ اَيْتُكَ مُنْذُ اَيَّامٍ یعنی کہا جاتا ہے نہیں دیکھا میں نے تجھ کو کئی
 دن سے **ع** كَيْسُ الْمَرْءِ مِنْ ذَهَبِ اللَّبَانِ یعنی خوش ہوتا ہے آدمی راتوں کے گدڑنے
 سے اتنے پس جہاں دنوں کو ذکر کیا ہو وہاں راتیں بھی مراد ہیں اور جس جگہ راتیں ذکر کی ہیں
 وہاں بھی مقصود یہ ہے کہ کون سی وجہ ہو کہ اول شب ایک دن کی چھوڑ دی جاوے جب دس دن
 کو کر کے اوس کی راتیں بھی کلام کراد ہوں گی پھر اول شب نہ لینا محض دھندلکا دھندلکی ہی حدیث
 سے بہرگز ثابت نہیں اور اوس معنوں کی طرف تو سوا سے دو تین شخصوں کو جمع ہوا مست گئے ہیں
قال مسئلہ چہارم اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ ہے جو کہ ہادیہ اور شرح وقایہ اور
 کنز الدقائق اور الدر المنثور اور فتاویٰ قاضی خان اور فتاویٰ عالمگیری وغیرہ فقہ کی کتابوں میں
 لکھا ہے وَلَا يَنْقُضُ كَعْدَ الْغُرُوبِ قَبْلَ الْفَرَضِ وَلَا خَيْرُ الْمُخْرَبِ
 یعنی اور نہ نفل طے سے بعد غروب ہونے آفتاب کے پہلے نماز فرض کے اس لیے کہ اس میں مغرب کی نماز کو دیر
 ہو جاتی ہے **اقول** ہا جو دیگر حدیث میں لفظ **يَنْقُضُ** آیا ہے جس کے معنی ہیں کہ جس کا جی چاہے
 بڑے کسی شے کی تاکید نہیں پائی جاتی بلکہ مثل اور نفل کے ہے پھر امام نووی کا یہ قول **وَلَا يَنْقُضُ**
أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ وَأَخْرُؤْنَ مِنَ الصَّلَاةِ وَمَا لَكَ وَكَثَرُ الْفُقَهَاءِ
وَقَالَ النَّحَّاسُ هِيَ بِدَعَا وَحُجَّةٌ هُوَ لَا يَكُونُ اسْتِحْبَابًا بَهَا يُعَادَى إِلَى تَاخِيرِ
الْعَرَبِ عَنْ أَوَّلِ وَقْتِهَا یعنی اور نہیں مستحب جانا ان دونوں کے متون کو ابو بکر اور عمر اور عثمان
 اور علی اور دوسرے صحابہ نے اور امام مالک اور اکثر فقہاء نے اور ابونعیم حنفی نے کہا ہے کہ یہ حدیث
 اور حجت ان سب کی یہ ہے کہ استحباب اوس کا پونچا دیتا ہے طرف تاخیر مغرب کے اول وقت
 اوس کے سے آتے پھر ابو داؤد کی طاووس سے یہ روایت ہے کہ کہا انھوں نے سوال کیے کہ ان
 دو کہتوں سے قبل مغرب کے پس فرمایا نہیں دیکھا میں نے کسی کو زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

یہ حدیث صحیح ہے
 اور امام نووی کا یہ قول
 صحیح ہے
 اور امام مالک کا یہ قول
 صحیح ہے

میں کہ پڑھتا ہوا کو پھر یہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ ہر دو اذان میں نماز ہی اگر چاہے
 منسوب پھر عمرہ کا یہ کہنا کہ یہ حکم ابتدائے اسلام میں تھا اگلا آدمی وقت منوع کو یعنی جس میں نماز حرجی
 منع ہو بچان لین اجداد کے جلد منسوب پڑھنے کا حکم کر دے گئے انتہی عبارت اجماعی شرح البدایہ ملخصاً
 پس یہ امام صاحب کے قول کی غایت درجے کی تائید کرتا ہے اس لیے ہم آپ کے کہنے میں کہ ہر
 پر صحیحین کے مت اڑ جایا کرو جب تک صحابہ اور ائمہ کے اقوال پر مطلع نہ ہو جاؤ اسی وجہ سے امام
 ربیع بن یزید الحنفی میں اسی تمام کی تحقیق میں لکھتے ہیں وَإِذَا اتَّفَقَ النَّاسُ عَلَى تَرْكِ الْعَمَلِ
 بِالْحَدِيثِ الْمَرْفُوعِ لَا يَجُوزُ الْعَمَلُ بِهِ لَا تَكُنْ كَالْجُنْدِ الضَّعِيفِ عَلَى صَاعِرٍ
 فِي مَوَاضِعِهِمْ فَمَا لَمْ يَكُنْ يَفْعَلْ لِبَعْضِ الصَّحَابَةِ يَعْنِي أَوْ جِبِثَةٍ اتَّفَقَ كَرِهِينَ أَوْ دُؤْلٍ
 تَرْكُ دِينِهِمْ عَلَى سَاحَةِ حَدِيثٍ مَرْفُوعٍ كَيْفَ نَعْنِي جَانِزٍ هِيَ عَمَلُ أَوْ حَدِيثٍ بِرَأْسِ لَيْسَ كَيْفَ أَمْرٍ لَيْسَ
 ہر او پر ضعیف ہونے حدیث کے جیسا کہ اس کے موقع میں معلوم ہو ایسے کیا گمان تیرا ہی ساتھ فعل
 بعض صحابہ کے انتہی یعنی اگر ہی تو فقط بعض صحابہ کا فعل ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں
 اور حدیث ابن جہان کا جواب فتح القدیر کی عبارت میں آتا ہے وہ یہ کہ یہ حدیث معارض ہی اس
 حدیث کے جواب دہ ہیں طاؤس سے مروی ہے کہا انھوں نے سوال کیے گئے ابن عمرؓ دہر کہتوں سے
 قبل منسوب کے فرمایا نہیں دیکھا میں نے کسی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کہ ان در
 رکھتوں کو پڑھتا ہوا اور رخصت تھی دو رکعتوں کی بعد عصر کے سکوت کیا اس سے ابو داؤد نے اور
 بعد اذان کے منبری نے مختصر انی میں اور یہ سکوت صحت حدیث کا قائل ہوا ہی اور اس حدیث کا
 معارض بخاری میں ہوا بعد شریک ہونے دونوں حدیثوں کے صحت میں اسکا مستلزم نہیں کہ
 بخاری کی حدیث کو مقدم کیا جائے بلکہ اس صورت میں ترجیح خارج سے تلاش کریجے اور یہ قول اس
 شخص کا ہو کہ جس نے کہا سب احادیث سے صحیح زیادہ وہ حدیث ہے جو صحیحین میں ہو اجداد کے جو بخاری میں
 ہو اجداد کے جو مسلم میں ہو اس کے بعد جو حدیث ان دونوں کی شرط یہ ہو دو سب سے محدث سے اور جس حدیث
 وہ حدیث جو ایک کی شرط یہ ہو کہ اس کا قائل اعتبار نہیں محض خبر مستی ہی اس تین کی تفسیر

ترجمہ
 ابن جہان

فتح القدیر

کرنی جائز نہیں اس لیے کہ اصح ہونے کے سوا اسکی اور کوئی وجہ نہیں کہ راوی ان دونوں کے موافق
 شروط دونوں کے میں پس جب کہ تسلیم کیا جائے کہ غیر ان دو کتابوں سے کسی حدیث کے راوی ان
 شرطوں کو شامل میں پھر حکم کرنا کہ ان کتابوں کی حدیث اس حدیث سے اصح ہے کیا عین بے انصافی
 نہو گی پھر بخاری اور مسلم کا یہ حکم کرنا یا فقط ایک کا کہ فلا نے شخص میں یہ شرطیں پائی جاتی ہیں اس
 قبیل سے نہیں کہ مطابق واقع ہونے کا یقین کر لیا جاوے جائز ہے کہ واقع میں خلاف اس کے ہو
 حالانکہ مسلم اپنی کتاب میں بہت ایسے راوی لائے ہیں جو عجیب جرح سے سلامت نہیں ہیں
 بخاری میں ایک جماعت ہے کہ ان میں طعن کیا گیا ہے پس ہمارے کاردار اولیوں کا علمائے اجتہاد اور اس
 پر ہی ایسی شرطیں سمجھنا چاہیے حتیٰ کہ جس شخص نے ایک شرط کا اعتبار کیا اور دوسری نے اسکو
 سمجھا اور دوسرے کی روایت اس کے نزدیک واسطے معارضہ اس حدیث کے جو اس شرط کو شامل کر
 کفایت کرے گی ایسی جس شخص نے ایک راوی کو ضعیف کہا اور دوسرے نے اس کی توثیق لیا کی
 قیاس کرنا چاہیے ہاں قلب غیر مجتہد کا اور اس شخص کا جس نے حال راوی کا خود امتحان نہیں کیا اس
 چیز سے جبرئی اکثر کا اجتماع ہو سکے یا جانا ہو لیکن مجتہد شرط کے اعتبار کرنے میں اور عدم اعتبار
 میں اور جو شخص کہ حال راوی سے خود آگاہ ہو جو اپنی عقل کی طرف کرنا ہو اور جب کہ ہمارے نزدیک
 حدیث ابن عمر کی صحیح ہو تو یہ حدیث معارض ہوگی اور حدیث کی جو صحیح بخاری میں ہے پھر
 حدیث ابن عمر کی راجح ہو جائے گی اسوجہ سے کہ عمل کا برصاحب کا مثل ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے
 موافق ہے جبکہ صحیح ہے کہ ابراہیم غمی نے ممانعت کی ہے ان دو روایتوں سے اس حدیث میں جسکو روایت
 کیا ہے ابو حنیفہ نے حماد بن ابی سلیمان سے اور انھوں نے ابراہیم غمی سے کہ تحقیق منع کیا اور انھوں نے
 ان سے اور فرمایا کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما میں پڑھتے تھے
 اگر یہ حدیث حسن بھی ہوتی جیسا کہ بعضوں نے کہا تو بھی البتہ ترجیح دی جاتی اس صحیح ہلوسی بیان
 اس لیے کہ حدیث حسن اور صحیح اور ضعیف باعتبار سند کے طنی ہوتی ہیں لیکن واقع میں جائز ہے کہ صحیح
 حدیث غلط ہو اور ضعیف صحیح ہو اور اسی وجہ سے حسن میں جائز ہے کہ صحت کو بوجہ کثرت طرق کے

یہ بھی ہو جائے اور ضعیف حدیث اس میں جہت ہو جائے اس لیے کہ تقدیر اور مکار قرینہ ثبوت نفس
 الامری کا ہے پس کیوں نہیں جائز ہے کہ صحیح سند ہو یہ اور میں نے جو دلالت اور ضعف نفس الامری
 کرتا ہو ضعیف ہو جائے اور حسن حدیث ہو جو دوسرے قرینے کے مترادف ہو جس سے یہ بھی ہو جائے جیسا کہ
 ہم نے اکابر صحابہ سے موافق اس قول کے بیان کیا اور ترک کرنا اور کما مقتضی اس حدیث کو اور ایسی
 اکثر سلف کا اور امام مالک جو ستارہ حدیث ہیں واقع میں اس حدیث کے ضعف پر دلالت کرتا ہے اور
 وہ لفظ جو ابن حبان نے صحیحین سے علاوہ بیان کیے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتیں قبل
 مغرب کے پڑھیں یہ معارف اس حریص حدیث ابراہیم خنی کے نہیں ہو سکتا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 و سلم نے ان دو رکعتوں کو نہیں پڑھا اس لیے کہ یہ دو رکعتیں جو اپنے پڑھیں جائز ہے کہ قصداً
 اس کا نہ کی ہوں جو آپ سے فوت ہو گئی ہوں اور یہ امر ثابت ہے روایت کی طبرانی سے مسند شامی میں
 جائز ہے کہ کہا انہوں نے سوال کیا میں نے ازواج مطہرات سے انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا دیکھا
 تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دو رکعتیں قبل مغرب پڑھتے ہوئے کہا انہوں نے نہیں مگر اس
 نے کہا ان دو رکعتوں کو اکیلا میرے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا پس اس کا بیان ہے کہ یہ نماز
 کیسی ہے فرمایا قبل عصر کے دو رکعتیں پڑھنی بھول گیا تھا اب دونوں کو پڑھ لیا پس ام سلمہ کا یہ
 سوال کرنا اور صحابہ کا ایک ازواج مطہرات سے دریافت کرنا جیسا کہ لفظ مساکنہ جابرہ کا فرمانا اور لفظ
 سالت نہیں کہنا اس پر دلالت کرتا ہے کہ قطعا جابرہ نے نہیں دریافت کیا بلکہ اس صحابہ بھی اس میں شریک تھے
 اس امر کا فائدہ دیتا ہے کہ یہ دونوں رکعتیں مہم نہ تھیں اس طرح صحابہ کا بن عمر سے سوال کرنا کیوں
 خود بن عمر نے حدیث اول نہیں بیان کی تھی بلکہ جب سوال کیے گئے تو بیان کی اور نظامیہ کی کہ اس
 ان کا اس طرف اشارہ کرتا ہے کہ روایت ان رکعتوں کی ظاہر ہو گئی تھی گو اس میں بن عمر نے تھیں پس
 جواب سکا آپ کے ازواج نے جو کہ آپ کے اعمال سے مقدر واقف تھیں کہ دوسرا انسان نہیں جانتا تھا یہ
 دیکھ آپ نے نہیں پڑھیں اور بن عمر نے یہ جواب دیا کہ صحابہ میں سے کسی نے نہیں پڑھیں تھے حاصل اس تقریر کا
 یہ ہے کہ انہی محدثین اور اکابر سلف کی تحقیق اور جانچ پر اعتماد کرنا چاہیے جس حدیث کو ان نے روایت کیا

قبول کیا اور عمل اور سہ کر لیا یہ علماء سے محدثین کی تقلید کر کے اپنے اعتراض اور انکار نجاست سے پس منظر ہا ہر
 نے جو اس تقریر نے خفا کو متصبا نہ قرار دیا ہے نہ شاد ولی اللہ صاحب کے قول کی سند لائے ہیں
 کہ انھوں نے اس قول کو بدعت نکھا ہی محض خفا ہی یا تو وہ صاحب اس تقریر کا مطالعہ خود نہیں سمجھے
 باشاہ صاحب کی عبارت میں تیس مع ان راق کیا اور یہ کہنا ان کا کہہ دیکھنے ایسی جرات نہیں
 کی تھی جمہور کے خلاف ہی مضحکہ صبیان ابجد خوان ہر شاد و اللہ ایسا محقق ایک امر مدلل بیان کرے
 کہ جس کا آج تک کسی سے جواب نہ وہ تو خلاف جمہور کہلائے اور خود حضرت طاہر یہ جنگی اصول خلاف
 جمہور میں موافق بن جائیں خود قصب کے پتلے ہیں دوسروں پر لعن کرتے ہیں ہم دریافت کرتے ہیں
 کہ یہ کون سی بدعت ہی کوئی امر حدیث کے خلاف ہو یا قرآن کے ہاں یوں کہیے کہ یہ ترتیب صحیحین کے
 تقلید ہی طاہر یہ نے اس میں ایسا غلو کیا کہ اس کا لوجی من السماء تصور کر لیا اور اس بحث میں اگرچہ
 شفاء العی میں جسکو بعض حضرات ساکنین سہو پال نے تصنیف کیا اور مولانا ابوالحسنات محمد علی نجی
 لکھنوی نے اوسکی رو میں برابر لکھی لکھ کے اوسکو مردود کر دیا بہت کچھ زور بارا ہی لیکن سب نقل عبارات لکھ
 امام ابن ہمام کے اور کچھ ان سے منو سکا یہ تو معلوم ہے کہ چہ بعض علماء اس مقام میں ابن ہمام کے خلاف
 ہیں مگر انکی تقریر مجتہدانہ اور دلیل متقنہ کا جواب شافی کسی نے نہیں دیا حضرات طاہر یہ غیر مقلدین کا
 دستور یہ ہو گیا اگر جمہور صحابہ ایک طرف ہوں اور بخاری کی حدیث ایک طرف تو ممکن نہیں کہ اوس میں منکر
 کریں اور سوچیں اور قوال سلف دیکھیں اور تطبیق دین بلکہ امام صاحب کے پیروی میں درپردہ صحابہ
 کو سب کچھ کہہ دیتے ہیں چنانچہ منشی نمونہ از خوار سے اسی سوال نمبر کو ناظرین ملاحظہ فرمائیں کہ باوجود
 جمہور صحابہ اور خلفاء راشدین ایک طرف ہیں مگر یہ تو بخاری اور مسلم پر ایسا ایمان لائے ہیں اگرچہ اصل
 ایمان سے جو تصدیق بالقلوب اور اقرار باللسان ہی بوقت اکراہ اقرار سا تطبیق ہو جاتا ہے مگر یہ لوگ ان
 کتابوں کے مقابلے میں قرآن کی بھی نہیں سنتے خفیہ کے مذہب کی حقیقت دیکھیے کہ باوجودیکہ صحیحین
 کو اصح الکتاب جانتے ہیں مگر وہ کچھ تحقیقات کی ہی کہ اگر آدمی کو انصاف اور عقل ہو تو ہٹ دھرمی کو چھوڑ
 دے اور سچے دل سے ان کے ہم کو فقط اسوجہ سے ایسی گفتگو کرنی پڑی کہ یہ لوگ صحابہ پر کیوں طعن

ہونے اور بیداری شب کی وجہ سے الگ ہو کر تولیٹ جانا بہتر ہو اور موجب شگفتگی اور تازگی طبیعت
 کا ہو اور قول امام صاحب کا بھی یہی ہر وہ فرماتے ہیں کہ فعل الخضر صلی اللہ علیہ وسلم بھی بقصد آرام کے تھا
 نہ عبادت کے انتہی پس جب تک یہ نہ ثابت ہو جائے کہ ہر فعل اور قول آپ کا تعبدی تھا مخالفت کو
 نہایت ہر سکتی ہو بلکہ اس صورت میں حدیث ابو داؤد اور ابن ابی شیبہ میں بھی مطابقت ہو جائے گی
 کہ قاضی بیاض نے ذہب مالک و جمہور العلماء و جماعة من الصحابة کے
 ائمة بدعة و رواية الاصلية بعد ركعتي الفجر فوجوه فيقدم في ائمة الاصلية
 قبلها و لم يقل احد في الاصلية قبلها ائمة سنة فلما بعد هما وقد ذكر مسلم
 عن عائشة فان كنت مستيقظة حدثتني وكلاهما بعد ائمة على ائمة ليس
 بسنة و ائمة كان يصليهما قبل و ائمة بعد و ائمة لا يصليهما يعني گئے امام مالک
 اور جمہور علماء اور ایک جماعت صحابہ کی اس طرف کہ وہ بوقت ہی اور روایت اصطلح بعد دو رکعتوں
 فجر کے مرجح ہیں مقدم ہوگی روایت اصطلح کی قبل فجر کے اور نہیں کہا کسی نے کہ اصطلح قبل
 فجر کے سنت ہو پس بعد کو بھی ایسا ہی سمجھنا چاہیے اور تحقیق روایت کی مسلم نے عائشہ رضی
 سے پس اگر یہ جانتی ہوتی تو باتیں کرتے مجھ سے نہیں تولیٹ جاتے اور یہ دلالت کرتا ہی اس پر کہ
 وہ سنت نہیں اور کبھی آپ لیٹتے تھے پہلے اور کبھی بعد کو اور کبھی نہیں لیٹتے انتہی غرض کہ انکو
 فرض کنا اور بغیر اسے نماز میں فساد کا قائل نہ تھا جیسا کہ بعض ظاہر یہ نے کیا ہی ہرگز کسی حدیث
 سے ثابت نہیں ہوتا واللہ سبحانہ میں بھی اختلاف ہو اس لیے تطبیق اسکی وہی بہت درست
 ہو جو پہلے جسے بیان کی پس مخالفت بالکل جاتی رہی اور موافقت بخوبی ہو گئی **قال** مسئلہ
 اور ایک مسلم امام غزالی کا مخالف حدیث کے یہ ہو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ اور کنز الدقائق اور
 در المختار اور فتاویٰ عالمگیری وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہو ومن انہی الی الامام
 فی صلوات الفجر وهو لم یصل ركعتي الفجر خشی ان تفوتہ مراکعتہ و
 یکسر ائمة الاخری یصلی مراکعتي الفجر عند باب المسجد ثم یدخل یعنی

نسخہ
 اول نسخہ

فجر کی نماز کے وقت اگر کوئی شخص مسجد میں آوے اور دیکھے کہ فرضوں کی جماعت ہو رہی ہو لیکن
 اس شخص نے دو رکعت سنت نہیں پڑھی تھی تو اس صورت میں اگر وہ ڈرتا ہے کہ میری سنتیں
 پڑھنے سے ایک رکعت جماعت کی جاتی رہے گی اور ایک رکعت مل جاوے گی تو چاہئے
 کہ دو رکعت سنت مسجد کے دروازے پر پہلے پڑھے پھر جماعت میں داخل ہو جاوے **اقول**
 چنانچہ ایسے فجر کی سنتوں میں سب سنتوں سے زیادہ تاکید آئی ہے بخاری اور مسلم میں ہے
 كَمَا يَكُنِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى شَيْءٍ مِنَ التَّوَاتُلِ أَشَدَّ تَعَاهُدًا مِنْهُ
 عَلَى سَائِرِ الشَّيْءِ لَمْ يَكُنْ يَنْهَى عَنْهُ رَسُوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زِيَادَةَ حِفْظَاتٍ كَرِيُوْلِ السُّنَنِ
 فجر سے اور کسی سنت پر اتنے اور مسلم میں ہے قَالَ سَأَلَ سُلَيْمٌ اللَّهَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 دَكْعَتَا الْفَجْرِ خَيْرٌ أَمْ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا يَنْبَغِي فَوَافِيَ رَسُوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَوْرَ
 سنت فجر کی بہترین دنیا و مافیہا سے اتنے اور ابوداؤد میں ہے قَالَ سَأَلَ سُلَيْمٌ اللَّهَ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَدْعُوْا سِرَّ كَعْتِي الْفَجْرِ وَكُوْطَرُكُمْ لَكُمْ الْحَبْلُ يَعْنِي فَوَافِيَ رَسُوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِيَّةً تَرْكُ كَرْدُو كَعْتُونَ فَجْرَكُمْ أَلَمْ يَكُنْ كَالِدِي مَكْمُوْلُ شُكْرِ شَمْنٍ كَانَتْ طَبْرَانِي مِنْ عَائِشَةَ
 سے روایت ہے کہ اَسْرَ كَثَرَتْ لَهَا الرُّكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الْفَجْرِ فِي سَفَرٍ وَكَأَحْضَرُ وَكَأَحْضَرُ
 وَكَأَسْقِمَ يَعْنِي نَبِيْنِ دِيكْهَا مِيْنِ نَاخَصَرْتُمْ صَلَاةَ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَوَيْلُ كَرَكُ كَعْتُونَ كَوَيْلُ
 نماز فجر کے سفر میں نہ حضر میں نہ صحت میں نہ عرض میں انتہا اور شد ابو یعلیٰ موسیٰ میں ابن عمر
 سے روایت ہے قَالَ سَمِعْتُ سُلَيْمَ بْنَ سُلَيْمٍ سَأَلَ اللَّهَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَثَرَتْ كَوَا دَكْعَتَيْنِ
 الْفَجْرِ فَإِنَّ فِيهِمَا الرِّغَائِبَ يَعْنِي كَمَا أَوْضَحْتُ سَابِقًا رَسُوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلِمَةً
 فرماتے تھے تم جھوٹا فجر کی دو رکعتوں کو اس لیے کہ ان میں مرغوب چیزیں ہیں انتہا ان احادیث
 سے معلوم ہوا کہ حتیٰ الفتور اسکو نہ چھوڑا اچھے واسطے کمال اہتمام ان دو رکعتوں کے
 امام اعظم رحمہ اللہ سے دو روایتیں ہیں ایک میں واجب اور دوسری
 میں سنت علامہ عینی نے شرح ہدایہ میں کہا ہُوَذَا كَرُ الْمَغْنَمِ ذَانِ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ

فجر کی سنتیں

احمدی ص ۹۰

احمدی ص ۹۰

عینی ص ۱۰۱ باب

ادراک ص ۱۰۱

عینی ص ۱۰۱ باب

عینی ص ۱۰۱

عینی ص ۱۰۱

عینی ص ۱۰۱

کہ کیا پاتے ہو تم تو ریت میں شانِ رجم میں نہ معلوم ہوتا ہے کہ رجم شرع میں تھا ایسی ہی صحیح
 ظاہر ہے کہ اسلام شرط نہ تھا اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رجم کرنے کیونکہ نہ ریت ہو دیوں کی
 منسوخ ہو گئی تھی بلکہ جو خدا حکم نازل کرادی حکم فرمائے اور سوال اوں سے اسوجہ سے آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا تاکہ اؤں کو الزام دین کہ جو احکام تمہارا نازل ہوئے ہیں اؤں کو ترک کرنے
 ہو پیر حکم رجم کا اسی شرع سے جو رجم میں موافق اؤں کے شرع کے تھا صادر ہوا پس وقت رجم کے
 رجم اس شرع میں ثابت تھا مگر بلا شرط اسلام کے پس جب حدیث مذکور ثابت ہو گئی اور تاریخ
 معلوم نہیں ہوئی کہ جس سے معلوم ہو کہ قول سید بنی یافعل پس تعارض واقع ہوا اب مرجع اس کا
 چاہیے اور قول مقدم ہوتا ہے فعل پر انتہی قطعاً یعنی یہ حدیث قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہے
 اور رجم فعل ہے پس اس قول کو ترجیح دیجائے گی کیونکہ قول فعل پر مقدم ہوتا ہوا اس لیے کہ فعل میں تو
 استعمال خصوصیت وغیرہ موجود ہے **مسئلہ نوزدہم** اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث
 کے یہ ہے جو کہ مدایہ اور شرح وقایہ اور کنز الدقائق اور درالحقار اور فتاویٰ عالمگیری وغیرہ فقہ کی
 کتابوں میں لکھا ہو کہ **كَانَتْ الْعَصْرُ أَوْ الْمَغْرِبُ أَوْ الْفَجْرُ خَيْرٌ وَأِنْ أَخَذَ الْمُؤَدِّبُ**
فِيهَا لِكُلِّ أَحْيَاةٍ النَّعْلَ بَعْدَ حَايَةٍ اور اگر ہو نماز عصر یا مغرب یا فجر پہلے یعنی مسجد سے اگرچہ شروع
 ہو مؤذن تکبیر میں واسطے کہ وہ ہونے نقلوں کے سمجھان کے یعنی ان نمازوں کے **اقول** حدیث
 ابن عمر کی درحقیقی میں رفع بھی آئی ہے چنانچہ مراتب شرح مشکوٰۃ میں ہو فیہ حدیث صحیحہ آخر
الدَّارِ قُطْنِي عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَصَلَيْتَ فِي أَهْلِكَ
ثُمَّ أَدْرَسْتَ فَصَلِّ لَكَ الْفَجْرَ وَالْمَغْرِبَ فَلَا عَبْدَ أَحَقَّ تَفَرَّدَ بِرَفْعِهِ سَهْلٌ مِنْ
صَالِحٍ إِلَّا لَطَائِكُ وَكَانَ نَفَقَةً وَلَا إِذَا كَانَ كَذَلِكَ فَلَا يَصُحُّ وَقُفُّ مِنْ وَقْفِهِ **وَإِنْ**
يُزَادُ لَا النَّفَقَةُ مَقْبُوءَةٌ یعنی اس میں حدیث صریح آئی ہے روایت کیا ہے اس کو دارقطنی نے
 ابن عمر سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو وقت نماز پڑھے تو اپنے مکان میں پھر بارگاہ
 تو اوس کو سو پڑھے مگر صبح اور مغرب کہا شیخ عبدالحق نے احسن بحث کو خط سہل بن صالح الظاہل نے

صحیح
 صحیح
 صحیح

مرفوع روایت کیا ہے اور وہ ثقہ تھے اور جب کہ ایسا ہوا پس نہیں ضرر کرتا موقوف بیان کرنا اس شخص کا کہ جس نے اسکو موقوف روایت کیا ہے اس لیے کہ زیادتی ثقہ کے مقبول دانستے پھر نقل کی ممانعت بعد فوج اور عصر کے صحاح ستہ سے ثابت ہے بحاری اور مسلم میں آیا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صَلَوةَ بَعْدَ الشَّمْسِ حَتَّى تَرْتَمِعَ الشَّمْسُ وَكَعْصَاوَةٌ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغِيَبَ الشَّمْسُ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں جائز نہ کوئی نماز بعد نماز عصر کے یہاں تک کہ بلند ہو جائے آفتاب اور نہیں جائز نہ کوئی نماز بعد نماز عصر کے یہاں تک کہ غروب ہو جاوے آفتاب اترے ہے فرماتے کہ ان حدیثوں کو ترجیح دیجائے گی یا اس حدیث کو جس میں لفظ صبح موجود ہے حال آنکہ اور حدیثوں میں مطلق آیا ہے سوا ان سے کچھ بحث نہیں فقط اس صحیح کی لفظ سے معترض صاحب مشہہ بڑگیا اس لیے اس کے جواب میں اس سے زیادہ قوی حدیثیں لائی گئیں کہ ہر کسی کی صورت میں احادیث صحیح ستہ کو اور اذھنی کی حدیث کو جو کہ مرفوع الہی ہے اور صریح صحیح کی ممانعت سے ممانعت کرتی ہے ترجیح دیجائے گی **قال** مسئلہ ہتم اور ایک مسئلہ امام عظم اور اس کے شاگرد ابو یوسف محمد کا مخالف حدیث کے یہ ہے جو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ اور کنز الدقائق اور درالاحتیاء اور فتاویٰ عالمگیری وغیرہ فقہل کتابوں میں لکھا ہے **فَإِنْ قَدِّمْنَا خَمْسَةَ سَجَدَاتٍ بَطُلَ فَرَضُهُ جَنَّةٌ فَإِلَّا نَسِ بَعْضُهَا** رکعت کا سجدہ کر لیا تو باطل ہو فرض اس کی ہمارے نزدیک **نَحْمَقُولُ** اگر لفظ مخالف بطور تکلیف نام کے حسب عادت صادر ہو ہی تو خیر ورنہ مخالفت اگر اسی کا نام ہے کہ جمیع منادات نہ تو التبتہ ایسی مخالفتیں ہر جگہ موجود ہیں اگر یہی عقل ہے تو ایندہ قرآن کی آیتوں میں بھی ادخوال مخالفت کا کہتے ہوئے کون مانع ہے اسی تو آپ کے قول سے امام صاحب اور صحابہ صلی علیہم وسلم کی مخالفت حدیث سے معلوم ہوتی ہے خود اپنے درست آپ اس مخالفت کا صلہ بھی کچھ ملے گا سو وہ بجز ترقی مخالفت اور کیا ہو سکتا ہے اس سونے ادبی کا نتیجہ ہی ہوا کہ دنیا اور دین میں رسول الہی اپنے سر سے بیٹھے کچھ خوف خدا نہ آیا بھلا اتنا تو سوچا تھا کہ جو صورت امام صاحب نے بطلان فرض کی بیان کی ہے وہی صورت بعینہ حدیث میں جواز فرض کے زیادہ دوسری صورت بھی ہے امام صاحب کے نزدیک اگر فقہہ اخیر نہیں کیا تو پانچویں رکعت کے سجدہ

تسکوت و سکوت
احادیث

فہرست

الْآخِرَةَ لَكُمْ نَهَارُ كُنَّا فَعَوَّادُ الصَّلَاةِ عَلَى تَقْدِيرِ تَرْكِهِ بَعْدُكَ فَهَذَا الْحَدِيثُ
 مَخْصُوصٌ عَلَى بَعْضِهِمْ تَوْفَعِلُ الْقَعْدَةُ الْآخِرَةُ تَوْفَعِلُ تَحْقِيقُ الْفَاطِ اسْ حَدِيثُ كَ صَادِقِ آتِ
 ہن ساتھ ترک کرنے قعدے کے اور ساتھ کرنے اوسے قعدے کے اور دوسری صورت راجح زیادہ
 اور قریب تر ہر اس لیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قعدہ اخیرہ کو بوجہ رکن ہونے کے ترک نہیں کرتے تھے
 پس جائز ہونا ہر قعدہ ترک قعدہ اخیرہ کے بعد ہی پس یہ حدیث خاص ہر ساتھ واقع ہونے قعدہ اخیرہ
 کے آتے اور ارکان اربعہ میں لکھا ہو گا لَا تُحْجَّ فِيهِ وَلَا مِمَّا مِ الشَّافِعِيِّ لَا تَكُنْ جَعْلًا حَالِ
 وَلَا كُفْرًا كَمَا قَالُوا كَانَ قَعْدًا فِي الرَّابِعَةِ يَعْنِي بِهٖ حَدِيثُ إِمَامِ شَافِعِيِّ عَمَّا لِيَهُ تَحْتِ
 نہیں ہو سکتی اس لیے کہ یہ حدیث حکایت ایک حال کر ہی اور عام نہیں پس جائز ہے یہ کہ بیٹھ گئے ہوں
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو تھے کہ تین تہی پس باوجود دونوں صورتوں کے اور ترجیح صورت ثانی کے
 بہر بھی پہلی صورت مرجوح یعنی تاکہ سیطرہ مخالفت ثابت ہو جائے غایت دلت کی بے انصاف
 ہوا انصاف کمان سے آوے کہ انھوں پر تھپک پر دہ پڑا ہوا خداوند تعالیٰ توفیق حق میں کی عطا
 فرماوے اور راہ راست پر لاوے **قَالَ** سَلْبُ سُبُّ كَيْمٍ أَوْ أَيْكٍ سَلْبُ إِمَامٍ عَظِيمٍ كَالْمُخَالَفَةِ حَدِيثِ كَيْهٖ
 جو کہ ہم ابہ اور شرح وقایہ اور کنز الدقائق اور المختار وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہو گا لَا يُشْعَرُ
 عِنْدَ آفِ حَيْفَةٍ يَعْنِي تَرْكُ كَيْمٍ كَيْهٖ جَاوَزَ أَوْنُ كُونِ زِدِكِ ابْلِ حَيْفَةٍ كَيْهٖ لِي كَوْنِ كَيْهٖ زِدِكِ
 اشعار مثله یعنی تکلیف دینا ہر **اقول** اشعار کی دو قسمیں ہیں ایک اشعار مسنونہ جہیں
 کمال کاٹ دیا جاتی ہے اور گوشت محفوظ رہتا ہے اس کو امام صاحب نے ہرگز مثله نہیں فرمایا اور نہ امام
 صاحب کے نزدیک ختنہ اور پچھنے اور داغ بھی ناجائز ہوتا لکن یہ جو حد مسنون سے تجاوز کرنا دستور
 ہو جائے گا تو اس کو کون مسنون بتلائے گا مثلاً ختنے میں بالفرن اگر کمال کے سوا ایک ذرہ سا
 گوشت کاٹنے کا دستور ہو جائے گا تو ہرگز سنت ادا ہوگی بلکہ یہ فعل بدعت قرار دیا جائے گا
 سنت تو وہی ہے کہ نقطہ کمال کاٹ جائے ورنہ خلاف مسنون کو مسنون کہنا لازم آئے گا پس امام
 صاحب ایسا اشعار کو جہیں گوشت نہ کٹے فقط کمال کاٹ دیا جاسے جائز اور مستحب کہتے ہیں

ارکان اربعہ میں
 جواز مسنونہ

سلب کیم اور سلب ایک

جہاں جو درخت تارین لکھا ہو فاکتا من احسنہ کہ یا نہ قطع الجذر فقط فلا باس یہ یعنی جو
 اشعار عمدہ طور پر اس طرح کرے کہ فقط کمال کاٹ دے سو کچھ ضایعہ اسکا نہیں ہوگا
 طحاوی ہی شرح درخت تارین ہو قولہ فلا کا اس یہ اس کا کہ نہ مستحق لیاخذ منا ایسی قول
 شائع کا فلا کا اس یہ اراد کیا اس سے کہ وہ یعنی اشعار منتخب ہو اس وجہ سے جو پہلے ہتے
 بیان کی انتہی علیٰ ہذا القیاس مبسوط وغیرہ سب فقہ کی کتابہ بن میں اس اشعار کو کہ بطریق مسنون
 ہرگز مشد نہیں لکھا اللہ الامام صاحب کے زمانے میں جو اشار شائع ہو گیا تھا کہ گوشت بھی کات
 ڈالتے تھے اور جانور جو گوشت کھنے کے قریب بہلاکت ہو چکا تھا یہ اشعار بیکے عرف
 مسنون ہی اسی اشعار کو امام صاحب نے مشد کیا ہو اور شد کی جانعت احادیث صحاح مثل
 بخاری ابوداؤد وسند امام احمد مستدرک حاکم وغیرہ میں موجود ہی تان اشعار مسنون مشد نہیں
 تھے وغیرہ سب مشد ہو جائیں گے حالانکہ یہ بالاتفاق جائز ہیں جہاں شیخ الاسلام علامہ عینی
 نے شرح ہدایہ میں لکھا ہے کہ اذ ان حنیفۃ کینس مطلق المتکثر لایما کما ذکرہ
 المثالۃ التی لا یباح فعلها و ابو حنیفۃ رضی اللہ عنہ ما کسب اصل کو شائع
 و کیف لکرہ ذلک مع ما اشتهر فیہ من الاثار وقال الطحاوی ہم ولفظا کرہ
 ابو حنیفۃ رحمہ اشعار اہل شرانہ لایہ لایہ سرائہ کہ سرائہ کیستقصن فی ذلک
 علی وجہ یحاف منہ ہلالہ المدائہ لیسر انہم خصوصاً فی حر الحجاز
 یعنی اس لیے کہ مراد امام صاحب کی مشد سے مطلق مشد نہیں بلکہ مراد او کی وہ مشد ہو سکا کہ نا جائز
 نہیں اور ابو حنیفہ نے اصل اشعار کو مکروہ تعین جانا اور کیوں کر مکروہ جائیں باوجودیکہ آثار مشد
 اسمیں وارد ہیں اور کہ امام طحاوی نے کہ امام صاحب نے اپنے زمانے کے لوگوں کا اشعار
 مکروہ جانا اس لیے کہ او کو اس طور سے زیادہ اشعار کرتے ہوئے دیکھا جس سے خوف ہلاکت
 جانور کا تھا خصوصاً گرمی میں ملک حجاز کے بسبب سرایت کر جانے اور سکے کے انتہی اس تقریب سے
 معلوم ہوا کہ مشد غیر سبیل امام صاحب نے اشعار کو قرار دیا ہو اور امام طحاوی کے قول سے معلوم

مکروہ
 نہ

نہی

ہوتا ہے کہ امام صاحب کے زمانے میں لوگ اشعار میں زیادتی خلاف مسنون کرتے تھے اس لیے امام
 صاحب نے مکروہ سمجھا اور اصل اشعار جو مسنون ہو امام صاحب کے نزدیک بھی مکروہ نہیں ہیں
 فقط نزاع لفظی ہو جو اشعار کو مسنون کہتے ہیں ان کے نزدیک وہی اشعار ہی حسین گوشت کا
 مک فہیت نہ آئے اور جو مکروہ کہتے ہیں وہ باعتبار اسے زمانے کے خلاف مسنون حد اعتدال سے
 تجاوز کر گیا تھا اصل اشعار مسنون کو مکروہ نہیں کہتے پس مخالفت مسئلہ نزاعی اور اشعار
 ایسا مسنون نہیں کہ اس کی ناکید ہوئی ہو بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فقط ایسا کیا ہے اسی لیے
 ابن عباسؓ اور عائشہ رضی اللہ عنہما نے اس کے ترک کرنے کی اجازت دیدی تھی چنانچہ یہ زید علیہ
 میں بعد عبارت مذکورہ کے لکھی ہے ہر حال فعل سوال اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدعت نہیں ہو سکتا ہاں فراط
 تفریط بدعت ہو جاتی ہے **قال** راقم کہتا ہے کہ مسائل امام اعظم کے جو فقہ حنفیہ کی کتابوں میں درج
 ہیں صحیح صحیح حدیثوں کے استند مخالف ہیں کہ میں شمار نہیں کر سکتا انتہی **اقول** کیوں اقرار
 برکرم بلکہ صحت ہی طحا کا بھی خوف جاتا رہا اگر مخالفت واقعی مراد ہو جیسا کہ انکی موافقت ہو تو اس کا ثبوت
 آج تک کسی مصنف سے نہیں ہو سکا بعض بعض حاسدین نے بہت زور لگائے مگر اپنا ساموئیل لیکر
 رہ گئے مخالفت جس کا نام ہو اس سے تو بغایت الہی چارون مسلک محفوظ ہیں ورنہ ان
 چارون مذہب کی حقیقت پر اجماع نہ ہوتا ہاں جس حدیث سے استنباط کیا ہوا ہو جو چھوڑ دیجئے
 بہر تو ہر جگہ مخالفت پیدا ہو اس کو مخالفت نہیں کہتے اور اگر مخالفت سے یہ مراد ہو کہ جہان تک
 ذہن رسا کی مخالفت ہو سمجھو تو اس میں امام صاحب نے کسی کا کیا چھین لیا ہے جو ایسی نیایات
 سے پیش آتے ہیں ایسے ذہن والا ہر جگہ مخالفت سمجھے گا مکروہ مخالفت فی الحقیقت اس کے ذہن
 کی مخالفت ہے حدیث اور قرآن میں مطلق مخالفت نہیں حالانکہ ایسی مولیٰ عقل والے تو اس کو
 مخالف ہی سمجھیں گے جیسے ان لوگوں نے مخالفین شمار کی ہیں فقط بیچارے عوام کے
 واسطے دام تروید ورجو لوگ ناقص ہیں وہ تو کاہے کو مخالفت جانیں گے بلکہ اگر کہیں ایسی عقل
 میں ظاہر مخالفت بھی پائیں گے تو اس کو مخالفت نہ کہیں گے بلکہ کسی عالم سے اس شہ کو

رفع کر دین کے ایسے شبہات اکثر ہو جاتے ہیں کیا قرآن اور حدیث میں نہیں بہت آیتیں اور حدیثیں ایسے عقل والوں کے نزدیک مخالف ہو جائیں گی کوئی محدثین میں سے ایسے نہیں جن کا قول کسی کسی حدیث کے مخالف واقع ہوا ہو داؤد ظاہری اور ابن حزم اور قاضی شوکانی اور ابن تیمیہ اور ابن قیم وغیرہ کلام اللہ ابن تیمیہ کے بہت اقوال قرآن اور حدیث کے مخالف میں اگر زیادہ چون و چرا آپ کریں گے اور پھر متوجہ طعن البیہ کے ہوں گے تو ہم ان حضرات کی قلعی کھول دین گے افسوس باوجود یہ عقیدت خفیہ نے امام صاحب کے کل روایات کا ماتر حدیث و قرآن سے بدل کر لیا اور ایسا مفصل بیان کر دیا ہے کہ جس کو تھوڑی سی عقل ہو وہ بھی سمجھ لے گا اور سب کے لئے امتحان کا بندہ گا لیکن آپی عقل پر تو پردہ نقیب کا پڑا ہوا ہے اسی اقبال امام صاحب کی حقیقت کیونکر معلوم ہوگا

چشم بداندیش کہ برکنہ باد و حبیب نماید نہرش در نظر **قال** مسئلہ سب و دوم یہ کہ بغیر فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ شراب کا سرکہ بنانا حلال ہے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم نے اس مسئلہ میں خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو کہ مسلم میں روایت ہے افسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پوچھے گئے شراب سے کہ بنا کر جاوے سرکہ نہ بنا یا کہ حلال نہیں اسخ **اقول** کہ اس علامہ عینی نے شرح کنز الدقائق میں کہ جاری دلیل قول اللہ تعالیٰ کا ہے حلال کی گئیں واسطے تھارے پال حیرتیں اور تحقیق عین شراب کا متغیر ہو گیا ہے اور سرکہ بالطبع پاک و ناز میں حلال ہو گا اور دوسری دلیل قول علیہ السلام کا اچھا مان خورش سرکہ کی روایت کیا اسکو مسلم اور یہ مطلق ہی میں شامل ہو گا اسکی تمام سو توں کو اور راویوں سے جو کہ حدیث میں وارد ہو چکے ہیں کہ شراب کا استعمال سرکہ کا سا ہو یا بن طور کہ اس سے نفع مثل سرکہ کیا جائے مثل ان خورش بنانے وغیرہ کے پس اگر گئے تو کہ روایت کی ابو داؤد اور امام احمد نے افسر سے کہ ابو طلحہ نے سوال کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ میتم شراب کے وارث ہو گئے ہیں فرمایا ٹباؤ او اسکو عرض کیا گیا سرکہ او سکا بنالین فرمایا نہیں میں کہتا ہوں روایتیں اسمیں مختلف آئی ہیں ایک روایت میں ہے آیا ہے کہ فرمایا آپ سرکہ بناؤ او سکا پس حجت نہیں ہو سکتی اور اگر ثابت ہو جائے کہ کہا او خون ہے پس

کتاب فی التفسیر
تفسیر القرآن
جلد اول
صفحہ ۱۳۵

جس کی جائزہ گا اور کچھ بجاخت ابتدا سے اسلام میں بھی قسوت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بابت غم کے سبب انھیں
فریاد تھے واسطے زجر اور نیکے کے اور واسطے چھوڑا دینے عادت مالوفہ کے یہ نہیں جانتا تھے کہ آنحضرت صلی

اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ توڑ نیگا اگرچہ اب جائز نہیں لیکن اس پر حسرت کہ بنائے کو سمجھنا چاہیے انتہی اور غم
سبب میں تمہارا کچھ مذہب اور اعلیٰ اور لیت کا تو اور امام مالک سے بھی ایک حدیث میں یہ آیا ہے کہ **قال**

مسلم بن انس و سہم و ابیہ و غیرہ فقہ کی کتابوں لکھا ہے کہ پہلی رکعت اور تیسری رکعت میں بعد فقہ
سجدہ کے جلسہ ستراحت کا کرنا یعنی ٹیٹھکا اور ٹٹھنا درست نہیں **انہما قول** کہ امام نووی نے کہا

اگر نووی نے کہ یہ جلسہ ستراحت نہیں حکایت کیا اس علم استجاب کو ابن منذر نے علی اور ابن مسعود اور ابن
عمر اور ابن عباس اور ابو الزناد اور ثوری اور شعبی اور مالک اور احمد اور اسحق سے انتہی اور علامہ امام ابن ماجہ فتح

القیل میں لکھتے ہیں کہ حدیث ترمذی کی ابو ہریرہ عروسی ہو کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھا کرتے نماز میں اپنے
ہاتھوں کی اوگلیوں پر باریکہ ترمذی کا کہ نقل اس حدیث پر نیز ایک اہل علم کے ہر اصل اس حدیث کی قوت کو

مستحق ہی اگرچہ خاص اس طریق ترمذی میں ضعف واقع ہو گیا ہو اور یہ حدیث ابن ابی شیبہ نے ابن مسعود سے روایت
کی ہو کہ وہ اٹھا کرتے تھے نماز میں اپنے ہاتھ ترمذیوں پر اور نہیں ٹٹھتے تھے اور اس کی علی سے اور ابن عمر اور ابن عباس

روایت کی ہو اور ابی ہریرہ سے روایت کی ہو اور شعبی سے روایت کی ہو کہ انھوں نے تھے عمر اور علی اور اسحاق
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ اٹھ کھڑے ہوئے تھے نماز میں اوگلیوں پر یہ قدموں کی اور نعمان ابن عمار

سے روایت کی ہو کہ ابیہ نے اکثر صحابہ کو کہ جب اٹھاتے سکو دوسرے سجدے سے پہلی رکعت اور
تیسرے رکعت میں کھڑے ہوتے اور نہیں بیٹھتے تھے اور یہی روایت عبد الزراق نے ابن مسعود اور

ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے کی ہو اور بیہقی نے عبد الرحمن بن زید سے روایت کی ہو کہ انھوں
نے ابن مسعود کو ابیہ کی نگاہ میں اتفاق بڑے بڑے صحابہ کا جو مقرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

وسم کے تھے اور آپ کے افعال کا زیادہ اتباع کرتے تھے اور مالک بن حویرث سے کہ جن سے
بخاری نے روایت کی ہو زیادہ لازم کرنے والے صحبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے خلاف اسکے
جو مالک بن حویرث نے روایت کی ہو ثابت ہو گیا پس تقدیم اس کی واجب ہو گئی اور اسی وجہ سے اس پر

کشف کیسوی بخاری

کشف کیسوی بخاری

کشف کیسوی بخاری

اور چھ اہلسنت کہی جاتی تھیں اور کہا ابن حزم نے محلی بن کہ عمر نے چار تکبیریں کہیں اور علی نے
چار تکبیریں کہیں اور زید بن ثابت نے اپنی والدہ پر چار تکبیریں کہیں اور عبداللہ بن ابی اوفی نے
اپنے بیٹے پر چار تکبیریں کہیں اور زید بن ارقم نے چار تکبیریں کہیں اور السیبری بن عازب اور
ابن عمر اور ابو ہریرہ اور عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہم سے مروی ہے اور صحیح ہوا ہے کہ تحقیق ابو بکر صدیق
نے نماز پڑھی انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اور چار تکبیریں کہیں پس اگر زیادہ کہیا تین واسطے کسی کے
بسیب اس کی شرافت کے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ ادا لے تھے اور نماز پڑھی عمر رضی اللہ عنہ
ابو بکر رضی اللہ عنہ چار تکبیریں کہیں اور نماز پڑھی حبیب بن مہزیب نے عمر پر تیس چار تکبیریں کہیں اور نماز پڑھی
امام حسن نے علی رضی اللہ عنہ تیس چار تکبیریں کہیں اور نماز پڑھی عثمان نے خبابؓ پر تیس چار تکبیریں
کہیں انتہی اور فتح القدیر میں ہے کہ روایت کی امام محمد نے بواسطہ امام صاحب کے حاوٹ سے کہ
کہ ابراہیم بخاری نے فرمایا کہ آدمی جنازے پر پہنچے اور چھ اور چار تکبیریں کہہ کر تے تھے یہاں تک کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی پھر اس طرح ابو بکر صدیق کی خلافت میں کیا
عمر رضی اللہ عنہ ہوئے پس لوگوں نے ابسا ہی کیا پس فرمایا اون سے عمر رضی اللہ عنہ کہ تم لوگ گروہ اچھا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوجب تم مختلف ہو جاؤ گے تو تمہارے بعد آدمی بھی اختلاف
کریں گے اور لوگ زمانہ جاہلیت سے قریب ہیں پس اجماع کرو تم ایسی شے پر کہ تمہارے بعد آویں
وہ بھی اوس پر اجماع کر لیں پس اجماع کیا اسے اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر معلوم کر دیا
آخر جنازہ کے لو کہ جسیر انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات سے پہلے تکبیر کہی ہو پس اوس کو اخذ
کر لیں اور اوس کے پاس کو ترک کو دین سو غور کیا اوسھون نے پس پایا آخر جنازہ کے کو کا دین
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار تکبیریں کہی تھیں اور اس حدیث میں انقطاع ہی درمیان
ابراہیم اور عمرؓ کے اور انقطاع ہر کو کچھ مضر نہیں علاوہ اسکے امام احمد نے اس حدیث کو دوسری
سند سے موصول بھی روایت کیا ہے اس طرح چار تکبیریں مستدرک حاکم میں اور سنن بیہقی میں
اور طبرانی اور سند کار وغیرہ میں آئی ہیں اور بعضوں نے حدیث نجاشی کو جو بخاری اور مسلم

میں آئی ہر نسخہ کہا ہوا ہے کہ راوی اس کے ابو ہریرہ بن اور اسلام ان کا اخیرین ہوا اور حق نسخہ ہو
 کیونکہ اسناد کا ضعف منہ نہیں کرنا ہی جبکہ تائید اس کی ہو جائے تو وہ صحیح ہو جائے گی اور بیان
 تائید ہو گئی ہو اور کثرت سے روایتوں کا اور دہونا اور تمام جہان میں منتشر ہو جانا ہی خصوصاً
 کثرت روایت صحابہ سے نہیں تحقیق وہ دلالت کرتا ہے کہ آخر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جاکر
 تقریباً گویا تھا علاؤ اس کے حدیث ابو حنیفہ کے صحیح ہو اگر یہ مرسل ہی بسبب صحیح ہونے مرسل کے
 بعد ثقہ ہونے راویوں کے نزدیک ہمارے اور نزدیک انکار کرنے والوں مرسل کے جس وقت وہ
 قوت پا جائے تو صحیح ہی اور یہ الیسی ہی کیونکہ اسکو قوت بوجہ کثرت طرق اور راویوں کے صل
 ہو گئی ہو اور اس سے غالب ظن حقیقت کا ہوتا ہے لہذا قطعاً گو اس میں عبارت امام نووی کی کافی تھی
 مگر سند عبارت خفیہ کی یہی ملکہ ہی ہوتا کہ معلوم ہو جائے کہ خفیہ کے یہاں بھی خوب تحقیق
 کی گئی ہو **قال** مسئلہ است و بیہ شرح وقایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ جواز سے کی نماز
 میں سورہ فاتحہ اور سورت پڑھنی درست نہیں **انہ قول** ارکان اربعہ میں لکھا ہے و کا
 یَقْرَأُ فِي صَلَوةِ الْجَنَازَةِ الْقُرْآنَ لِمَا سَمِعَ رَوَى عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ
 رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا صَلَّيْتُ عَلَى الْمَيِّتِ فَلْخُصُّوا
 لَهُ الدُّعَاءَ سَرَّاهُ أَبُو دَاوُدَ وَعَنْ نَافِعٍ قَالَ إِنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ لَا يَقْرَأُ
 فِي الصَّلَوةِ عَلَى الْجَنَازَةِ سَرَّاهُ أَبُو دَاوُدَ الْإِسْمَ مَا لَكَ لَيْسَ يَنْبَغِي أَنْ يَرْجِعَ جَاوِزَ جِزَازٍ
 نماز میں قرآن بسبب اس حدیث کے جو ابو ہریرہ سے روایت ہو کہا انھوں نے سنائے ہیں
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھے جب نماز پڑھو تم جواز سے پڑھیں خالص کو واسطے
 اس کے دعا کو روایت کیا اسکو ابو داؤد نے اور بسبب اس حدیث کے جو نافع سے مروی ہو کہا
 انھوں نے تحقیق عبد اللہ بن عمر قرآن نہیں پڑھتے تھے جاری کی نماز میں روایت کیا
 اسکو امام مالک نے اس سے اور فتح القدیر میں ہے لَا يَقْرَأُ الْفَاتِحَةَ إِلَّا أَنْ يَقْرَأَ أَهْلُ بَيْتِهِ مِنَ النَّسَاءِ
 یعنی نہ پڑھے سورہ فاتحہ مگر یہ کہ پڑھے اسکو نیت شتا سے اتنے اور یعنی شرح ہدایہ میں

نصف مدی شمس

ارکان اربعہ

فتح القدیر

ہو کہ ان قراءۃ الفاتحۃ علیٰ سبیل اللہ عاونہ اللہ و لیس فی صلوة الجنازۃ قراءۃ
 القرآن عندنا قال ابن بطال و یمنیٰ کان لا یقرأ فی الصلوة علی الجنازۃ
 و ینکر عمر بن الخطاب علی بن ابی طالب ابن عمر و انوارہ ربکہ و صحت
 التابعین عطاء و طاووس و سعید بن المسیب و ابن سیرین و ابن جبر و الشعمہ
 و الحکمہ و قال مالک قراءۃ الفاتحۃ لیسست معصوۃ بہا فی بکدنا فی صلوة
 الجنازۃ یعنی اگر پڑھی اجماعیت دعا سے جائز ہو اور نہیں ہو نماز جسٹ از دین پڑھنا قرآن
 کا نزدیک ہمارے کہا ابن بطال نے اور ان مفسرین میں سے جو جنازے کی نماز میں نہیں
 پڑھتے تھے اور انکار کرتے تھے عمر بن الخطاب اور علی بن ابی طالب اور ابن عمر اور ابو ہریرہ
 اور تابعین میں سے عطاء و طاووس و سعید بن المسیب و ابن سیرین اور ابن جبر و الشعمہ
 او حکم بن اور کہا امام مالک نے سورت فاتحہ کے پڑھنے پر جنازے کی نماز میں ہمارے شہر
 میں (یعنی مدینہ شریف میں) عمل نہیں ہوتا تھے اور کہا امام طحاوی نے و لعل قراءۃ لبعض
 الصلحۃ کتبہ فی صلوة الجنازۃ کان بطریق الشذاع و الذاعاء علی وجہ
 الفراءۃ یعنی اور شاید پڑھنا بعض صحابہ کا سورت فاتحہ کو نماز جسٹ از دین بطریق شذاع
 اور دعا کے تھانہ بطریق قراوت کے اتنے حاصل یہ کہ خفیہ سورت فاتحہ کو مطلق نہیں
 منع کرتے ہیں بلکہ بنیت معاونت کی درست رکھتے ہیں اور جن روایات میں پڑھنا آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم یا صحابہ کرام ثابت ہوا او سکوا اسی پر جمبول کرتے ہیں پس مخالفت حدیث کی ان پر نہیں
 لازم ہوئی اسی صورت تطبیق کی ہو قال سلفیست و ششم ہادیہ وغیرہ فقہ کہ کتابوں میں
 لکھا ہو کہ نماز جنازے کی مسجد میں پڑھنی درست نہیں انہی اقوال اگر اسی پر یہ مسلم
 کو معترض صاحب غور فرماتے تو اس سے یہ بھی معلوم ہو جاتا کہ امام صاحب کا قول غلط
 نہیں بلکہ حدیث مسلم سے خود سمجھا جاتا ہو کہ صحابہ نے انکار کیا اور مسلم کی دوسری روایت
 میں یہ الفاظ ہیں قبلہم ان الناس عابقوا ذلک و قالوا اما کانت الجنازۃ

جہاں پر صلوة
 علی بن ابی طالب

جہاں پر صلوة
 علی بن ابی طالب

جہاں پر صلوة
 علی بن ابی طالب

جہاں پر صلوة
 علی بن ابی طالب

میں داخل ہوا المسجد یعنی پس خبر پونجی از نواج سطرات کو کہ صحابہ نے عجب جانا اسکو اور کہا
 نہیں سمجھنا زے کہ داخل کیے جاتے ہوں مسجد میں آتے اس سے پہلے معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ دستور نہ تھا اور فقط دو کی نماز پڑھنے سے یہ نہیں کہہ سکتے کہ
 یوں ہی ہوتا تھا اگر یہ امر مستفون ہوتا تو ایک مخلوق مسلمانوں کی جو مدینہ شریف میں وفات
 پائی سب کے جنازے نماز کے لیے مسجد میں ضرور داخل کیے جاتے اور ہمیشہ ایوں فرما
 کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں نماز پڑھتے تھے تمام عمر میں کل دو شخصوں کی نظیر تھائی
 بھر صحابہ کا انکار کرنا اور عیوب سمجھنا اس امر کو مقتضی ہے کہ مسجد سے باہر بیٹھنے پر امر قرار
 پایا تھا فتح القدیر میں ہے کہ ابو داؤد اور ابن ماجہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے یہ حدیث آئی ہے
 قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلَّى عَلَى امْرَأَةٍ فِي الْمَسْجِدِ فَلَا
 أَجْرَ لَهُ يَعْنِي فَرَّادِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَوْشَنُ نَازِ پڑھے جنازے کی مسجد میں پس
 واسطے اس کے کوئی اجر نہیں آتی اور یہ حدیث مستند ہے حجت لائے اسکی صحت پر علامہ عینی
 اور شیخ الاسلام ابن ہمام شرح ہدایہ میں اور برہان شرح صواب الرحمن میں سے
 وَصَلَوَاتُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّهْلِ وَاقْعَةُ حَالٍ لَا عُسْفَامَ لَهُ
 فَيَجُوزُ أَنْ يَكُونَ بِصُورَةٍ كَوْنُهُ مُعْتَكِفًا وَكُونُهُ عَدَمًا فَإِنَّكَ الصَّحَابَةُ
 عَلَيْهِمْ دَلِيلٌ عَلَى أَنَّ اسْتَقْرَارَ الْحُكْمِ بَعْدَ ذَلِكَ عَلَى التَّوَلُّدِ وَلَكِنْ لَا ذَلِكَ
 أَنْكَرُ وَكَهْ عَلَيْهِمْ وَصَلَوَاتُ الصَّحَابَةِ عَلَى أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ فِي الْمَسْجِدِ كَانَتْ لِعَاضِدِ
 دَفْنِهِمَا عِنْدَ سَمْعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِي اَوْ نَمَازِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ كَيْ سَبِيلِ بِوَاقِعِ حَالِ كَابِرِ عَامِ نَحْنِ بِسِجَانِزِمْ جَزِيہ کہ جو دے مسجد میں استسکان کے
 اور اگر تسلیم کیا جائے عدم ضرورت کو سوا انکار کرنا صحابہ کا ہمیشہ غریب دلیل اسکی ہے کہ بعد اسکے
 ترک پر حکم قرار پایا تھا اور اگر یہ نہ ہوتا تو انکار صحابہ نہ کرتے اور نہ صحابہ کی ابو ہریرہ اور عمر پر مسجد
 میں بسبب عارضہ دفن ہونے اور ان کے کہ نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے آتے

فتح القدیر
 المستوفی علیہ

فتح القدیر
 المستوفی علیہ

حد نہ مارے بلکہ دوسرے کو حکم کرے تو بھی خلاف حدیث نہ ہو گا حالانکہ ظاہر حدیث کے خلاف ہی
 اسی طرح یہ مان سچھنا چاہیے کہ بعد اذن امام کے خلاف حدیث نہ ہو گا البتہ اگر حدیث میں قصور
 ہو تو کہ بغیر اذن کے حد مارنی چاہیے تو بیشک خلاف حدیث لازم آتا بلکہ دوسری حدیث سے
 اذن امام صاحب ثابت ہوتا ہے اور اس حدیث کی مؤید وہ حدیث ہے جو مصنف ابن ابی شیبہ
 میں حسن بصری سے اور دوسری عطایا خراسانی سے اور تیسری عبدالصمد بن جریر سے اسی ضمن
 کی آئی ہے گو مرفوع نہ ہو مگر ایسے محققین بغیر کسی اصل کے ہرگز نہیں کہہ سکتے ہیں اگر حدیث میں
 جو صحیحین میں وارد ہے مولیٰ کی ہی جانب اقامت حد درجہ کی جائے مگر اذن امام ان حدیثوں
 سے اس میں کہا جائے تو کچھ حدیث اذن امام کا انہیں نہیں کرتے گو مترشح صاحب کو انکار
 ہی پس اس صورت میں تو بلا تکلف درست ہی اور اگر معنی سبب لیا جائے تو بھی بعید نہیں ہے
 قسم کے محاورات بہت آئے ہیں قرآن شریف میں ہی یا ہما کان ائت لی جہنم کا یعنی اسے
 پامان بنا تو واسطے میرے ایک محل انتہی اور ظاہر ہے کہ بنانے والے معمار اور موزوں کے
 اور مثلاً قتل الکامیئر فلا تادعی الکامیئر فی الناس یعنی قتل کیا پادشاہ نے فلان
 شخص کو اور مناد کی پادشاہ نے آدمیوں میں انتہی ظاہر ہے کہ قتل کا سبب پادشاہ ہی باعتبار سبب کے
 اس کی طرف نسبت کو ہی ہے اس طرح نہ اگر نیوالا اور شخص موتا ہی فقط بوجہ سبب کے پادشاہ کی طرف
 نسبت کر دیا جاتی ہو غرض اگر غور کیا جائے تو مخالفت کا نام و نشان بھی نہیں ورنہ نہ انصاف
 سے گھر میں بیٹھے جہاں چاہو مخالفت کہہ دو یا انصاف آدمی ایسے اشارات کو خوب سمجھ جاتا ہے
قال مسئلہ بیست و ہشتم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ اگر کسی شوہر اپنی عورت کو محل
 تیسرا چھ سے نہیں ہے تو نہیں ہے لیکن بیندہب ہی امام اعظم اور ان کے شاگرد زفر کا سوال امام اعظم
 اور ان کے شاگرد زفر نے اس مسئلے میں خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو کہ بخاری اور مسلم میں
 روایت ہے سہل بن سعدی سے کہ عویمر عجلانی کی عورت نے زنا کیا ایک مرد سے اور محل ہوا
 اس کو تو فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عویمر کو کہ تحقیق وہی اتنا ہی گئی تھی جتنے

۹
 بیچنے کے لیے
 سبب محدود

اقول

نہو گا ہاں اگر
نہا کو کر دیا

کے اور عورت تیرھی کے پس لہان کی دونوں نے یعنی سپان پیوی ۔

امام صاحب فرماتے ہیں کہ اگر خطہ حمل کا انکار کرے گا تو بوجہ عدم متین حمل
زنا کا دھوکا دیا یوں کہنا کہ میں ناکا ہی اس صورت میں لہان آجائے گا کیو

تہا امام صاحب کے نزدیک حدیث میں لہان بوجہ قذف کے ہوا انکار حمل سے میں اب اوچھٹ

کو ہم کہتے ہیں کہ جس میں مترض صاحب نے تحریف کی ہو اور الفاظ سابق جھوٹ گئے ہیں ناظرین با

انصاف خود ملاحظہ کر لیں گے کہ اس حدیث میں انکار حمل کیا ہے نہیں ان سرجل امرین الا نضار

جاء الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله امرأتك سرجل امرتك سرجل امرت

مع امرتك سرجل امرتك سرجل امرتك سرجل امرتك سرجل امرتك سرجل امرتك سرجل امرتك سرجل امرتك

الفرار من امر التلاع فقال النبي صلى الله عليه وسلم فقد قضى الله عليك

وفي امراتك قال فتلا عننا في المسجد يعني تحقيق اليك شخص انصارى خدمت میں رسول

صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر ہوا پس عرض کیا یا رسول اللہ خبر دیجیے اس شخص کی کہ اپنی عورت کے

ساتھ کسی شخص کو پاؤے کیا اس کو قتل کرے یا کیا کرے پس نزل کی اللہ تعالیٰ نے اس کی شان میں

آیت لہان کی جو قرآن میں مذکور ہے پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق حکم کیا ہو اللہ تعالیٰ نے

پیرے اور تیری جہ کے قصے میں کہا اسی نے پس لہان کیا دونوں نے مسجد میں انہی اس عبارت کے

بعد اوی کا یہ قول ہو گا کانت حاملہ و کان ابنہا یدعی کا مگر یہ یعنی اور تھی وہ عورت حاملہ

اور لڑکا اس کا اپنی نان کے نام سے پکارا جاتا تھا انتہی پس ظاہر ہو گا اس شخص قذوف کا ہر گز یہ

دھوا نہ تھا کہ یہ حمل جسے نہیں ہو بلکہ الفاظ لڑکا سے اس نے تعبیر کیا تھا البتہ زنا کے دھوے سے لازم

آجائے کہ حمل کا بھی منکر ہو گا اس شخص کے کلام میں کہیں کسی حدیث سے انکار حمل نہیں ہوا لہذا زنا

بالقصریح وجود میں چنانچہ اسی حدیث بخاری میں وجہ مع امراتک سرجل امرتک سرجل امرتک سرجل امرتک

نہو گا ہاں اگر
نہا کو کر دیا

بِكَاعَيْنِ مَخَالِطٍ وَفَادُ عَوَاشِدُكُمْ كُفُومٌ كُفُومٌ كُنْتُمْ صَادِقِينَ فَإِنْ كُنْتُمْ تَفْعَلُونَ
 وَلَكِنْ تَفْعَلُونَ **اقول** مسئلہ بہت نام نہانی شرح ہدایہ میں اور شیخ عبدالحق نے ترجمہ مشکوٰۃ میں لکھا ہے
 کہ بگڑی پر مسیح کرنا درست نہیں اور مذہب ہوا امام اعظم اور امام شافعی اور امام مالک کا سوا امام اعظم
 اور امام شافعی اور امام مالک کے اس مسئلے میں خلاف کیا ہے ان دو حدیثوں کا پہلے حدیث مسلم
 میں روایت ہے بخیر و بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا پھر
 مسح کیا اپنی پیشانی کے بالوں پر اور بگڑی پر اور موزوں پر **اقول** شرح سفر السعادت
 میں لکھا ہے کہ امام محمد نے اپنی موطا میں تحریر کیا ہے کہ امام مالک نے کہا کہ جو جابر کی خبر پہنچی کہ وہ ان
 لوگوں نے عامہ پر مسح کرنے کو دریافت کیا کہا انھوں نے نہیں جابر سے جب تک پیشانی پر
 مسح کرے اور ہم اسی پر عمل کرتے ہیں اور یہی قول ہے ابو حنیفہ کا اور نافع کہتے ہیں کہ میں نے صفیہ ابوعبیدہ
 کی دختر یعنی زینب ابوعبیدہ بن عبدالمطلب سے سنا کہ وہ وضو کرتے ہوئے دیکھا اور مسح کرتے ہوئے سر کا خاصہ علیہ کر کے اور آخر
 بوجھتی ہو کر اول کھما کا مسح کرتا تھا اس کے بعد ترک کر دیا گیا اور غسوخ ہو گیا اور یہی ابو حنیفہ اور تمام
 فقہاء ہمارے کا قول ہے اور ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ انھوں نے اپنے باپ عروہ بن زبیر کو
 دیکھا کہ نماز کے بعد وضو کیا پھر مسح کیا انتہی اور امام نووی محدث شرح مسلم میں لکھتے ہیں وَكَوْا قَصْرَ عَلَيَّ
 الْعِمَامَةِ وَكَوْا تَمْسِيَةً شَيْئًا مِنَ الرَّاسِ كَوَيْجُوكَ ذَلِكَ عِنْدَنَا بِلَا خِلَافٍ وَهُوَ
 قَدْ هَبَّ مَالِكٌ وَابْنُ حَنِيفَةَ وَكَثَرُ الْعُلَمَاءِ يَعْنِي أَوْ إِنْ قَطَعَ عَمَّا كَالْمَسْحِ كَمَا سَمِعْتُ أَوْ سَمِعْتُ
 مَطْلُوقٌ نَحْوُ أَنْ نَهَيْتُ كَافِي هُوَ كَانِزِيكٍ هَمَارَ بِلَا خِلَافٍ أَوْ يَمِي مَذْهَبُ هُوَ إِمَامُ مَالِكٍ أَوْ إِمَامُ ابْنِ حَنِيفَةَ
 أَوْ كَثَرُ عُلَمَاءٍ كَانَتْ فِيهِمْ مَحْلُومٌ هُوَ أَكْثَرُ جَمْعٍ أَوْ سَمِعْتُ كَسَمِعْتُ هُنَّ أَوْ رَعِضُ لَمْ يَلْزَمِ لَفْظُ سَمِعْتُ مِنْهُ
 أَوْ رَحَدِثُونَ مِنْ بَرَابَرِ سَمِعْتُ ثَابِتٌ هُوَ يَمِي أَوْ كَسَمِعْتُ أَنْ نَهَيْتُ كَافِي هُوَ كَانِزِيكٍ هَمَارَ بِلَا خِلَافٍ
 حَكَمٌ مَوْجُودٌ أَوْ حَدِيثٌ مُسَلَّمٌ فِيهِ هُوَ مَعْتَرِضٌ فِي نَقْلِ كِي هُوَ شَيْئَانِي أَوْ بَغْزِي هُوَ مَسْحٌ ثَابِتٌ هُوَ
 جَوْكَ بَعْدَ فَرَضٍ هُوَ مَقْدَارُ شَيْئَانِي هُوَ مَسْحٌ كَرَاهِيٍّ هُوَ فَرَضِي هُوَ فَرَضِي هُوَ مَسْحٌ كَرَاهِيٍّ هُوَ مَسْحٌ كَرَاهِيٍّ هُوَ مَسْحٌ
 كَرَاهِيٍّ هُوَ مَسْحٌ كَرَاهِيٍّ هُوَ مَسْحٌ كَرَاهِيٍّ هُوَ مَسْحٌ كَرَاهِيٍّ هُوَ مَسْحٌ كَرَاهِيٍّ هُوَ مَسْحٌ كَرَاهِيٍّ هُوَ مَسْحٌ كَرَاهِيٍّ

شرح سفر السعادت
 ج ۱ ص ۱۴۵

شرح مسلم ج ۱
 ص ۱۴۵

اور باقی کو گور پر چھو تو بھی جائز ہے اس وجہ سے راوی نے ذکر کیا فقط گور پر ہی کو بیان جواز کے لیے
 کچھ حصہ کو اسطے نہیں بلکہ مقدار پیشانی ہر حالت میں ضروری ہے یا یوں کہین کہ انحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم نے پیشانی کا مسح کر کے گور پر ہی کو سر مبارک پر جایا ہو گا راوی نے دیکھا کہ یوں جا نا کہ مسح
 کرتے ہیں عرض کہ بوجہ مخالفت ہونے ظاہر حدیث کے آیت قرآنی اور دوسرے احادیث اور ہر
 محققین کی عقل سے ظاہر حدیث پر عمل نہ کیا گیا اور اسکو اسی معنوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم کی طرف نسبت نہ کیا بلکہ راوی کی طرف سے شبہ یا مجاز قرار دیا گیا آپ اس قدر عقل سے کام لینا
 حنفیہ کے بیان نہایت ضروری اگر عقل کے کام نہ آئے تو یہ کس کام آئے گی اسی کو توسط بین الافراط
 والتفریط کہتے ہیں **قال** مسئلہ شئی ام کنز الدقائق میں لکھا ہے کہ ایک وقت میں دو نمازون کا حج
 کرنا بسبب عذر کے یعنی سفر اور بارش اور مرض میں جائز نہیں **انما قول** المس بین طعن
 مذہب حنفیہ پر کسی طرح سے دست نہیں پڑا ہو جب سے کہ انھوں نے بے دلیل حکم مخالفت کا نہیں دیا
 بلکہ اوں کے پاس اس کے دلائل موجود ہیں اور جو اہل شافعیہ کے ہیں ان کے جوابات بھی کتب حنفیہ
 میں مرقوم ہیں ذرا انھیں کھول کے دیکھو اور انھوں کی طرح جہل زبانی نہ کیجئے چنانچہ علامہ زلیخا رح
 تبیین الحقائق میں لکھتے ہیں کہ ہماری حجت وہ مخصوص ہیں جو اوقات کی تعیین کرتے ہیں مثل قول
 اللہ تعالیٰ کے **افجوا الصلوات** کا رد کو **لنہ الشمس** اور **سوا** اسکے آیتیں اور حدیثیں میں تیرا کرنا
 اسکا جائز نہیں جب تک کہ دوسری دلیل مثل قرآن کے قطع فی الشبوت پنا لی جائے اور ما عبدہ
 ابن مسعود رضی اللہ عنہ قسم ہے اوقات کی کوئی معیاری نہیں ہے سوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرگز کوئی نماز نہیں
 پڑھے گرا پنے وقت پر ایک دو نمازین کہ جمع کہین انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے درمیان نماز اور عصر کے
 عرفے میں اور درمیان مغرب اور عشا کی مرفقہ میں روایت کیا اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے
 اور ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے نہیں جمع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں
 مغرب اور عشا کے سفر میں کبھی مگر ایک بار اور اس قدر تاخیر کرنے میں کہ پہلی نماز کا وقت نکل جاوے
 اور دوسری نماز کا وقت داخل ہو جاوے بیشک تفریط ہے اور تحقیق فرمایا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

مذہب حنفیہ پر کسی طرح سے دست نہیں پڑا ہو جب سے کہ انھوں نے بے دلیل حکم مخالفت کا نہیں دیا

تبیین الحقائق

رسول نے کہ سونے میں تفریط نہیں ہو بلکہ تفریط (یعنی تقصیر کرنا) جاگنے میں ہی یا میں طور کہ تاخیر کرنا
 نماز دوسرے وقت تک روایت کیا اس حدیث کو مسلم نے کہا ابو جعفر نے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم کا اس حدیث کو اس حال میں کہ آپ سفر میں تھے دلالت کرتا ہے کہ ارادہ کیا آپ نے اس سے
 مسافر اور قیوم کا پس جانا گیا اس سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے احترام تفریط کے جمیع
 کیا اور مطلب اس روایت کا جس میں جمیع آئی ہو اگر صحیح ہو جائے تو یہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
 ظہر کے آخر وقت میں تاڑ پڑھی اور عصر کے اول وقت میں اکیسویں مرتبہ عشاء میں کیا پس جمع کرنا فعل میں ہوا
 ایک وقت میں ہوا اور اسی نے جو قصر صحیح کی ہو کہ پہلی نماز کا وقت خارج ہو گیا تھا اسکو مجازاً کہنا تھا
 کیا جائے گا مگر باعتبار قریب ہونے خروج کے بولا گیا ہے جیسے قول اللہ تعالیٰ کا فَاِذَا الْبُكُورُ
 فَاصْبِرْ لَهَا یعنی جب قریب اختتام عدت کے پونچھین تو روکو اور انکو اس لیے کہ بعد عدت کے
 روکنے پر قاذر نہیں ہوتا یا اس قول راوی کو اس پر حمل کریں گے کہ انکو اس کا گمان ہو گیا اور اسکی
 نظیر وہ حدیث ہے جو جبریل علیہ السلام کی امارت میں مروی ہے کہ انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم کو ظہر کی نماز دو سکے دن او سو وقت پڑھائی کہ جسوقت پہلے دن عصر کے نماز پڑھائی تھی یعنی
 قریب عصر کے وقت آگیا تھا یا یوں کہیں کہ راوی نے یہ گمان کر لیا کہ دونوں نمازیں ایک ہی
 وقت میں واقع ہوئیں اور اس تاویل کے صحیح ہونے پر وہ حدیث دلیل ہے جو نافع سے مروی
 ہے کہ انھوں نے نکلا میں ساتھ ابن عمر کے سفر میں اور آفتاب غروب ہو گیا تھا انیسویں
 ہوئی تو میں نے کہا نماز جمعہ کرے اللہ تمہیں پس دیکھا میری طرف چلے یہاں تک کہ جب آخر شفق
 کا وقت آیا تو اترے پس نماز مغرب کی پڑھی پھر کبیر عشاء کی کہی اور تحقیق شفق جاتی رہی تھی پھر
 نماز پڑھائی ہو کبیر متوجہ ہوسے طرف ہمارے اور فرمایا تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
 جب سفر میں غلط ہوتی یوں ہی کرتے اور کہا راوی نے یہ حدیث صحیح ہے کہ عبد اللہ بن عمر نے
 اس پر عرض ہے کہ ہر ایک کو دونوں نمازوں میں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وقت پر اس کے
 پچاسویں گنا نافع اور عبد اللہ بن ابی قتاد نے کہ سنو ابن عمر نے نماز کو کہا فرمایا چل یہاں تک

کہ جب قریب غائب ہونے متفق کے وقت پوچھا، ترے پس منہ کی نماز پڑھی پھر انتظار کیا تاکہ
 کہ متفق غائب ہو گئی پھر عشا کی نماز پڑھ لی پھر فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب جدی سفر کی
 ہوئی تو ایسا ہی کرتے تھے جیسا کہ میں نے کیا اور یہ حدیث پہلی حدیث سے بھی ستریت زیادہ ہو اور
 ابن عمر سے وقت میں الفاظ مختلف روایت کیے گئے ہیں اور عبد بن عمر نے احکام میں ذکر کیا ہے کہ جو حدیث
 ابن عمر سے ان دونوں نمازوں کے جمع کرنے میں مروی ہو اسناد او سکی صحیح ہو اور راوی اوس کے
 کل ثقہ ہیں لیکن بعض میں وہم ہو اور صحیح ان سے روایت جابر کی ہو اور جو اوس کے معنون میں ہو
 تحقیق کیا اونھوں نے کہ ہر نماز دو نمازوں میں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وقت پر
 پڑھی ہو اور وہ حدیث جسکو روایت کیا شافعی نے حدیث ابوالطیفاء سے کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث
 غریب ہو اور کہا ابو داؤد نے نہیں قائم ہو کوئی حدیث تقدیم وقت میں اور کہا حاکم نے حدیث ابوالطفیل
 کے موضوع پر و لیکن حدیث انس کی پس احتمال ہے کہ جمع کلام نہ ہو سے ہو کیونکہ نہ ہی حدیث کو
 اکثر اب کلام کے ساتھ ملا دیا کرتے تھے حتیٰ کہ وہم ہوتا تھا کہ یہ لفظ حدیث ہی میں ہو یا تحقیق انکار کیا
 عائشہ صدیقہ نے اوس شخص سے جو ایک وقت میں جمع کرنے کو کہتا ہو اور حدیث او کی پہلی ہمارے وسط
 بھی جیت ہو اس لیے کہ اوس میں سوائے ذکر تاخیر اور تقدیم کے اور کچھ نہیں اور یہ مسانی اوس کے نہیں جو
 ہنہ کہا ہوا ہے کلام انبیاء اور شرح سند السعائین ہے کہ امام محمد نے اپنی مؤطا میں لکھا ہے کہ مکہ و مدینہ
 روایت پوچھی ہو کہ اونھوں نے اپنے عاملوں کو اطراف میں کچھ بھیجا اور عافیت کی، او کو اس بات سے
 کہ جمع کریں وہ دو نمازوں کو ایک وقت میں اور خبر مروی اون کو کہ ایک وقت میں دو نمازیں جمع کرنی
 گناہ کبیرہ ہو اور بیان کیا ہو اس خبر کو جسے ثقات نے علاء بن الحارث سے اونھوں نے مکہ سے
 روایت کی ہو اور چونکہ تبیین اوقات قطع ہو اور متواتر ہو پس خبر ایجاد اوس کے سوا نہیں ہو سکتی بلکہ
 افطار اور قصر صلوة کے سفر میں کہ دونوں فرض قرآنی سے ثابت ہیں اور روایت کی جو بخاری، ابن عمر نے
 عبداللہ بن مسعود سے کہ کہا اونھوں نے نہیں دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ نماز
 نماز کو اوس کے غرض وقت میں پڑھا ہو مگر وہ نمازین شرب اور عشا کی کہ جمع کیا ہو اور کو مگر نہ

شیخ
 سفر السعائین
 صفحہ ۱۴۸

اور احادیث میں حج کرنا اور عصر کو عرفات میں بھی آیا ہو اور یہ حج کرنا بھگت ارکان حج کے تھانہ بوجہ
 سفر کے کہ ترمذی نے روایت کی ہے کہ لوگوں نے سالم بن عبداللہ بن عمر سے دریافت کیا کہ آیا عبداللہ
 نے کسی شب حج کیا ہو سفر میں کہا نہیں مگر فرماتے ہیں اور احادیث حج تقدیم کی محتاج ہیں بہت
 کم ہیں اور روایت میں بخاری کے اختلاف پر اس واسطے بہت ائمہ اور اسکے قائل نہایت ہیں پس
 نہ کسی مجمع تاخیر بعض وقت میں اور تاویل و سکی یہ ہے کہ مراد جمع بین الصلوٰتین سے تاخیر کرنا اول نماز کا
 اور گذارنا آخر وقت اس کے میں اور جلدی کرنا دوسری نماز کا اور ادا کرنا اول وقت اس کے میں اور حضور
 نے اسکا جمع ہوئی نام رکھا ہے اس لیے کہ سورۃ جمع پر حقیقتہً نہیں اور جمع کا اطلاق ایسی صورت پر
 جو کہ حنفیہ نے حج کرنا سفر میں ذکر کیا ہے اب استحاضہ میں حرم بنت جہش کی حدیث میں بھی ایسی
 آیا ہے اگرچہ لفظ حدیث بعض روایات میں یہ ہے کہ وقت عصر میں پڑھتے تھے مگر یہ محمول اسی صورت پر
 ہے جو کہ اول دلائل کے جو مذکور ہوئے اور بعض روایات میں تخفیف اور دفع حرج جو آگیا ہے کہ جمع
 کرنے تھے تاکہ انہی است کو حرج میں نہ ڈالیں اسوجہ سے ہے کہ اس میں وسعت ہے کہ اگر کسی کو
 فراغت اور نماز ہیث اول وقت میں ہو تو اول وقت پڑھے ورنہ تاخیر کرے اور اخیر وقت میں ادا
 کرے تاکہ اول وقت دوسری نماز کو متصل ہو جائے اور تخفیف اور وسعت اس طریقے کی جارہی
 کرنے میں ظاہر ہو اور امام محمد اپنی موطا میں کہتے ہیں کہ کہوا بن ثمر سے پوچھا کہ اگر وہ شخص نے منہ
 کی نماز قبل غروب شفق ادا کی برخلاف روایت امام مالک کے کہ کہا او نحو ان نے یہاں تک
 کہ غائب ہو گئی شفق اور جامع الاصول میں ابو داؤد کی روایت نافع اور عبداللہ بن واقد سے
 آئی ہے کہ کہا مؤذن ابن عمر رضی نے نماز کو فرمایا چل اقبل غروب شفق تک پس اوترے اور نماز منہ
 بڑھی پھر انتظار کیا یہاں تک کہ شفق غائب ہو گئی پھر عشاء پڑھی پھر کہا کہ جب سوال اللہ علیہ
 علیہ وسلم کو کسی کام کی جلدی ہوتی تو کرتے جیسا کہ میں نے کیا ہے جو مذکور ہو جامع بین الصلوٰتین
 مسافر کے واسطے تھا لیکن معقیم کے واسطے پس ترمذی کہتے ہیں کہ بعض اہلین مع بین الصلوٰتین
 معقیم کے واسطے بھی کہتے ہیں اور بعض بارس میں حج کرنے کی طرف گئے ہیں اور ترمذی نے

جس طرح تطبیق احادیث میں خفنیہ دیتے ہیں دوسرے مذہب میں یہ بات نہیں بلکہ بعض احادیث کا ترک ضرور لازم آتا ہے اس تطبیق میں آدمی کی تسکین ہو جاتی ہو کہ عجب بن جبر راوی سے تمسب یا مجازاً یہ صادر ہوا ہو ایسا اکثر جگہ ثابت ہے **قال** مسئلہ سی و یکم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہو کہ امام اگر نماز میں قرآن دیکھ کر پڑھے تو نماز فاسد ہو جاتی ہو اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے جو امام اعظم نے اس مسئلے میں خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو کہ بخاری میں ہے کہ امامت کروانا تھا حضرت عائشہ کو کہ انہیں غلام اور ان کا قرآن سے یعنی نماز میں قرآن دیکھ کر پڑھنا تھا **اقول** جو کہ قرآن سے دیکھ کے پڑھنے میں بعض صورتوں میں عمل کثیر لازم آتا ہے اور عمل کثیر سے بالاتفاق نماز فاسد ہو جاتی ہے گو اس کی تفسیر میں اختلاف ہو اس لیے اس سے بھی نماز فاسد ہو جائے گی امام ہو یا اکیلہ پڑھے تنہا امام اتفاق ہی اور جس صورت میں عمل کثیر نہ ہو تو خفنیہ کے نزدیک بوجہ تعلیم من انخارج یعنی نمازی کا بیرون نماز سے سیکھنے کے سبب نماز فاسد ہوتی ہو اور ابن حزم نے محل میں لکھا ہے **وَقَوْلُ ابْنِ الْمُسَلَّبِ وَالْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ وَالشَّعْبِيِّ قُلْتُ وَهُوَ مِنْ هَذِهِ الطَّائِفَةِ الَّتِي يُتَرَكُّ** یعنی یہی قول ہے ابن مسیب حسن بصری اور شعبی کا امین کہتا ہوں کہ یہی مذہب ظاہر ہے یا بھی تو اتنی اور عینی نے شرح ہدایہ میں لکھا ہے کہ اگر گھر تو کہہ دو ان سولے عائشہ کا امامت او کی رمضان میں کیا کرتا تھا اور قرآن دیکھ کر پڑھتا تھا ذکر کیا اسکو بخاری نے باب امامۃ العبد المومنین کہوں گا میں فعل ذکوان اگر صحیح ہو تو محمول اس پر ہے کہ قبل شروع نماز کے قرآن شریف سے دیکھ کر یاد کر لیتا تھا پھر پڑھے ہو کہ نماز میں پڑھ دیتا تھا اور بعضوں نے کہا کہ پڑھ دو شیعوں کے وہ یہاں دو رکعتوں کے مقدار حفظ کر لیا کرتا تھا کہیں دیکھنے والے نے یہ گمان کیا کہ قرآن دیکھ کر پڑھتا ہے یا پس اپنے ظن کے موافق روایت کی اور اس نے کور کی تائید یہ امر کرتا ہے کہ آخر قرأت قرآن شریف سے دیکھ کر نماز میں مکروہ تو ضرور ہو اور مکروہ عائشہ سے یہ گمان نہیں کہ مکروہ پر راضی ہوئی ہوں اور اس شخص کے پیچھے نماز پڑھیں جن جو کہ وہ نماز پڑھائے اور ابن عباس روایت کی گئی ہے کہ فرمایا انھوں نے منع کیا ہکوا میرا مومنین علی رضی اللہ عنہ نے یہ کہ امامت کریں لوگ قرآن شریف دیکھ کے پڑھنے سے

شرح کتب جامعہ دوم

عینی نے شرح ہدایہ میں لکھا ہے کہ اگر گھر تو کہہ دو ان سولے عائشہ کا امامت او کی رمضان میں کیا کرتا تھا اور قرآن دیکھ کر پڑھتا تھا ذکر کیا اسکو بخاری نے باب امامۃ العبد المومنین کہوں گا میں فعل ذکوان اگر صحیح ہو تو محمول اس پر ہے کہ قبل شروع نماز کے قرآن شریف سے دیکھ کر یاد کر لیتا تھا پھر پڑھے ہو کہ نماز میں پڑھ دیتا تھا اور بعضوں نے کہا کہ پڑھ دو شیعوں کے وہ یہاں دو رکعتوں کے مقدار حفظ کر لیا کرتا تھا کہیں دیکھنے والے نے یہ گمان کیا کہ قرآن دیکھ کر پڑھتا ہے یا پس اپنے ظن کے موافق روایت کی اور اس نے کور کی تائید یہ امر کرتا ہے کہ آخر قرأت قرآن شریف سے دیکھ کر نماز میں مکروہ تو ضرور ہو اور مکروہ عائشہ سے یہ گمان نہیں کہ مکروہ پر راضی ہوئی ہوں اور اس شخص کے پیچھے نماز پڑھیں جن جو کہ وہ نماز پڑھائے اور ابن عباس روایت کی گئی ہے کہ فرمایا انھوں نے منع کیا ہکوا میرا مومنین علی رضی اللہ عنہ نے یہ کہ امامت کریں لوگ قرآن شریف دیکھ کے پڑھنے سے

عینی نے شرح ہدایہ میں لکھا ہے کہ اگر گھر تو کہہ دو ان سولے عائشہ کا امامت او کی رمضان میں کیا کرتا تھا اور قرآن دیکھ کر پڑھتا تھا ذکر کیا اسکو بخاری نے باب امامۃ العبد المومنین کہوں گا میں فعل ذکوان اگر صحیح ہو تو محمول اس پر ہے کہ قبل شروع نماز کے قرآن شریف سے دیکھ کر یاد کر لیتا تھا پھر پڑھے ہو کہ نماز میں پڑھ دیتا تھا اور بعضوں نے کہا کہ پڑھ دو شیعوں کے وہ یہاں دو رکعتوں کے مقدار حفظ کر لیا کرتا تھا کہیں دیکھنے والے نے یہ گمان کیا کہ قرآن دیکھ کر پڑھتا ہے یا پس اپنے ظن کے موافق روایت کی اور اس نے کور کی تائید یہ امر کرتا ہے کہ آخر قرأت قرآن شریف سے دیکھ کر نماز میں مکروہ تو ضرور ہو اور مکروہ عائشہ سے یہ گمان نہیں کہ مکروہ پر راضی ہوئی ہوں اور اس شخص کے پیچھے نماز پڑھیں جن جو کہ وہ نماز پڑھائے اور ابن عباس روایت کی گئی ہے کہ فرمایا انھوں نے منع کیا ہکوا میرا مومنین علی رضی اللہ عنہ نے یہ کہ امامت کریں لوگ قرآن شریف دیکھ کے پڑھنے سے

نے مشک آئے حدیث اتباع سواد اعظم کے خلاف کیا ہے زبان بگڑی تو بگڑی تھی خبر لیجئے
بقول مسلکی و سوم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ محرم نہ پہننے کو اور نہ پاجامہ
 اور نہ عمامہ فائدہ ملا علی قاری حنفی نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے کہ جس محرم کے پاس بند
 نہ ہو پاجامہ ہی ہو تو وہ پاجامہ کو بچا کر اسکا تہ بند بنا لیں اور اگر پاجامہ ہی پہنے گا تو
 اوپر دم آوے گا یعنی جانور ذبح کر کے **اقول** امام صاحب کے نزدیک احرام باندھنے سے جو کس کو
 سلی ہوئی تو مشل پاجامہ وغیرہ کے پہنا جائز نہیں اور یہی مذہب امام مالک اور صاحبین کا ہے اور
 ماتخذوا کما وہ حدیث ہے جو صحاح ستہ اور طیحا میں مذکور ہے **سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ**
وَسَلَّمَ مَا يَلْبَسُ الْحَرَمُ مِنَ الثِّيَابِ فَقَالَ لَا يَلْبَسُ الْقَمِيصُ وَلَا الْعَمَامَةُ وَلَا
الْأُكْرَ وَبِكَاتِلِ الْحَدِيثِ یعنی سوال کیے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ کون سے کپڑے
 محرم پہننے پس فرمایا آپ نے نہ پہننے کو اور نہ بگڑی اور نہ پاجامہ انتہی پس امام مالک
 تو اس حدیث کا جس میں پاجامہ پہننے کو بوقت ضرورت اجازت ہو بالکل انکار کرتے ہیں اور کہتے
 ہیں کہ عجبہ ابن عمر کی روایت میں یہ الفاظ نہیں ہیں اور امام صاحب اور صاحبین فرماتے ہیں کہ
 اگر ضرورت پڑے پاجامہ پہننے مگر کفارہ ادا ہو گا آجائے گا گو یہ حدیث کفارے سے ساکت ہو مگر
 اور دلائل و احادیث سے مستنبط ہوتا ہے کہ جو چیزیں قبل از احرام حلال تھیں اور محرم کو انکی نعمت
 کر دی گئی اگر ضرورت اوکی پڑے تو بیاحرامین مگر کفارہ نہ روئے گا چنانچہ شرح آثار میں آیا ہے
فَقَحْنُ نَقُولُ بِنَا لِكَ وَتَلْبَسُ لِكَ لَبْسُهُ لِلطَّيْسِ وَسَرَاوِيلُهُ لَكِنَّا نَوَجِبُ عَلَيْهِ مَعْرُودَةَ
الْكَفَّارَةِ وَكَيْسُ فِيمَا سَرَاوِيلُهُ نَقُولُ لَوْ جَبِ الْكَفَّارَةُ وَذَلِكَ لَوْ نَقَلَ
يَلْبَسُ الْخُفَّيْنِ إِذَا لَمْ يَجِدْ تَعْلِينَ وَلَا السَّرَاوِيلَ إِذَا لَمْ يَجِدْ سَرَاوِيلَهُ أَوْ كَوَّ
قُلْتَ ذَلِكَ كَمَا أَخْبَرْنَا لِي هَذَا الْحَدِيثُ نَحْمُ أَوْ جَبْنَا عَلَيْهِ مَعْرُودَةَ
الْكَفَّارَةِ بِالذَّلَائِلِ الْقَائِمَةِ الْمَوْجِبَةِ لِذَلِكَ وَلَمْ نَأْخِذْ بِخِلَافِ بَيْنِنَا
وَبَيْنَكُمْ فِي السَّرَاوِيلِ لَانِي نَقُولُ الْحَدِيثُ لَا نَأْخِذُ بِحَرْفَةِ الْحَدِيثِ عَلَى

بجانب کتب حدیث و احادیث
 و ازین جهت مذکور
 رحمت

بجانب کتب حدیث و احادیث
 و ازین جهت مذکور
 رحمت

وَحَسْبِ خَلِيلٍ وَلَا يُوجِبُوا عَلَى مَنْ خَالَفَ تَأْوِيلَكُمْ خِلَافَ ذَلِكَ الْحَدِيثِ بَيْنِي بَيْنَكُمْ
 میں ہی اور مباح جانتے ہیں واسطے اس کے پہننا بوجہ ضرورت کے ولیکن واجب جانتے ہیں ہم اس پر بوجہ
 اس کے کفار کے کو ان میں ہوا و محدث میں جو بیان کی ہو تینے نفی بوجہ کفار کے کی اور ہم نہیں کہتے
 کہ نہ پہننے موزون کو جب جو بیان نہ ملین اور نہ پایج ام جبکہ تہ بند نہ ہو اور اگر ہم یہ کہیں تو اس حدیث
 کے مخالف ہو جائیں گے ہم کہان واجب کرتے ہیں ہم اس پر بوجہ اس کے کفار کے کو بوجہ دلائل موجودہ
 کے جو واجب کر نیو اسکے کفار کے کے ہر ایک جزا میں نیست کہ خلاف در میان ہمارے اور تمہارے
 تاویل میں ہر نفس حدیث میں خلاف نہیں کیونکہ تہ حدیث کو ان معنوں میں بیان کیا ہو چکی حدیث
 محتمل ہو اور جو شخص تمہاری تاویل کے خلاف کہے اس کو خلاف حدیث مت کہو تاہم مختصر اور امام صاحب
 سے بھی یہ دونوں حدیثیں عقودا ہوا ہر المینفہ اولہ الامام ابی حنیفہ میں مروی ہیں اور دونوں
 حدیثوں میں یہی تطبیق دی گئی ہے ورنہ ہر شے کے ارتکاب میں بوجہ ضرورت کے کفارہ لازم نہ آوے
 آپس ضرورت کا ہونا اس امر کو مقتضی نہیں کہ کفارہ بھی ساقط ہو جائے چنانچہ امام طحاوی نے اس کو خوب
 وعلوم و احام سے شرح معانی الآثار میں ثابت کیا ہے اور ہر ایک کا جواب باصواب دیا ہے منہ استقلع
 عَکْبَرُکَ لَا یَحْجِبُکَ الْیَقُولُ **مسئلہ سی و چہارم** ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ عورت کو اہت
 عورتوں کی کرنی مکروہ ہے **اقول** برہان شرح مؤاہب الرحمن میں ہے لِقَوْلِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ بَيُّوْهُمْ خَيْرٌ لِّمَنْ كُوْنُ يَسْلَمُ وَلَا كَانِ اجْتِمَاعُهُمْ قُلُوبًا يَخْلُو عَزْفَتَهُ
 یعنی بسبب فرمانے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ کمر اور عورتوں کے بہتر ہیں اسطے اون کے اگر جائیں
 وہ او اس لیے کہ جمع ہونا اون کا کم خالی ہوتا ہے ہر قسم سے اتنے اسی قسم کی اور بہت حدیثیں بوداؤد وغیرہ
 میں آئی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت جس قدر گوشہ نشین اور چھپکرا غار پر سے بہتر ہے مگر کسی حدیث سے
 کراہت معلوم نہیں ہوتی گو جنہوں نے ان احادیث کے نسخہ کا دھوا کیا ہے اور کہا ہے کہ جس طرح
 عورتوں کا مساجد میں اگر جماعت میں شریک ہونا موقوف ہو گیا اس طرح جماعت بھی اہل کی موقوف
 ہو گئی بلکہ احادیث کچھ کلام نہیں کہ یہ طریقہ مسنون نہیں بلکہ خلاف اولیٰ ہے کہ کراہت نہ ہو مگر اس پر

علامہ ابن العمام بھی گئے ہیں اور راقم حروف کا بھی یہی مسلک ہے فتح القدر میں یہ ذکر لکھنا کہ نَذْهَبُ
 إِلَى ذَلِكَ فَإِنَّ الْمُقْصِدَ تَبَاعُ الْحَقِّ حَيْثُ كَانَ یعنی اور نہیں دیکھتا کہ جہاں طرف کرامت
 جماعت کے اس لیے کہ مقصود تباع حق ہے کہ میں ہوا تھے اور اگر زیادہ تفصیل و تحقیق منظور ہو تو تحقیقہ الجلسا
 فیہا تعلق بجماعۃ النساء تصنیف جناب مولوی ابو الحسن محمد عیسیٰ صاحب لکھنوی کی معاونہ کیجاو
 تاریخ اشتباہ ہو جاوے **قال** سلسلہ شیخ غفرلہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ نکاح کو ناحرہ بالغہ
 کا بدون اجازت ولی کے بھی جائز ہو **اقول** فتح القدر میں اس مسئلہ کے دلائل بہت ہیں مگر
 مختصر کیجئے بیان کیے جاتے ہیں لیکن یہ حدیث اور جو اسکے معنوں میں احادیث واروہین معارف میں
 اس محل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے **الْأَنْفُ حَقٌّ بِنَفْسِهِ كَأَنْفِ الْوَلَدِ** یعنی ایم اپنے نفس کی بنا
 مختار ہوں ولی اپنے سے روایت کیا اس حدیث کو مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی نے اور مالک نے
 مؤطا میں اور ایثم و عورت ہے جس کا زوج نہ خواہ شہید یعنی رانہ ہو یا باکرہ اور وجہ استدلال کی یہ ہے کہ
 ہر ایک کے واسطے دونوں (یعنی ولی اور عورت) میں سے ضمن میں لفظ حقی کے حق ثابت کیا ہے اور
 معلوم ہو چکا کہ ولی کو بعد رضا اس کی سے سوا کبھی شرت عقد کے دوسرا فعل نہیں ہو چکا ہے اور تحقیق
 اس کو اس میں ولی سے زیادہ مستحق کہا ہی پس اس کے بعد یا تو کسی حدیث کو ترجیح ہو یا طریقہ جمع کا ہو
 اور اس حدیث مسلم کو بوجہ قوت اسناد کے اور نمونے اختلاف کے اس کی صحت میں ترجیح ہو گی مگر
 دونوں حدیثوں ترمذی کے کہ وہ ضعیف ہیں اور طریقہ جمع کا یہ ہے کہ حدیث ابو موسیٰ کی خاص کیجاو
 باین طو کہ مراد ولی سے وہ ہو جس کے اذن پر نکاح موقوف ہو جیسے نکاح مجنونہ اور لونڈی کا اور حدیث عائشہ
 کی خاص کیجاو ساتھ اس عورت کے جو نکاح اپنا غیر کفو میں کرے اور مراد باطل سے اس کے نزدیک
 غیر کفو میں نکاح بالکل صحیح نہیں کہتا باطل حقیقہ ہو گا اور اس کے نزدیک جو نکاح صحیح کہتا ہو لیکن اذن کے
 نزدیک ولی کو حق خصوصیت اور اختیار فسخ نکاح کا ہی باطل کہا ہو گا اور یہ بہت شائع ہے خصوصیت باطل
 میں اور اس صحت کا اختیار کرنا واسطے دفع معاہدہ کے واجب ہے علاوہ اس کے مذہب محمدی
 کا اس حدیث کے مخالف ہے اس واسطے کہ یہ حدیث کا یہ کہ جب نکاح اذن سے عورت کرے گی

فتح القدر میں
 یہ

فتح القدر میں
 یہ

تو صحیح و محال نہ کہ یہ مذہب انکا نہیں ہوتا بلکہ اہل علم و اہل لغت شرح مشکوٰۃ میں ہے کہ حجت ہمارے ہند
ابن عباس کے اکابر کثیرہ اشخاص نے نقل کیا ہے اور قول اللہ تعالیٰ کا کہ جسکے منہ میں نہیں
اگر طلاق ہی اسکو نہیں نہیں حلال ہو واسطے اسکے یہاں تک کہ نکاح کرے اور شخص سے پس معلوم
ہو کہ عورت کے الفاظ سے نکاح جائز ہو اور دوسرے قول اللہ تعالیٰ کا جسکا ترجمہ یہ ہے اور نہ منع کرو ان کو
اس کہ نکاح کریں وہ ازواج اپنی سے پس نسبت کیا نکاح کو طرف عورتوں کے اور منع کیا منع کرنے
اون کے سے اور ظاہر اسکا یہ ہے کہ عورت خود اپنا نکاح کر لے تو درست ہے ایسا ہی ہے قول اللہ تعالیٰ
کا یعنی پس جب پہنچ جاوین وہ اختتام عدت پر کہیں نہیں گناہ تہا پس اس چیز میں کہ خود کریں وہ عورت
کے ساتھ پس سماج کیا اللہ تعالیٰ نے فعل انکا اون کے نفسوں میں غیر شرط ولی سے اور تائید
کر لی ہے وہ حدیث جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے جو وقت ام سلمہ سے نکاح کو فرمایا جواب کیا یہ کہ
میں سے اسوقت کوئی موجود نہیں فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اولیا ترے سے کوئی ایسا
نہیں جو مجھے رضی نہواور کہا واسطے اڑ کے عمر بن ابی سلمہ کے اور تھے وہ صغیر کہ اوٹھو تم میں نکاح کرو پھر
نکاح کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بغیر ولی کے اور حکم کرنا اون کے اڑ کے کو بطریق فراح کے تھا کیوں کہ
تاریخ جلالت والوں نے لکھا ہے کہ وہ صغیر تھے معنوں نے کہا ہے چھ برس کے تھے اور بال جامع ولایت ایسے
اڑ کے کی صحیح نہیں ہے اسدی واسطے اونھوں نے کہا کہ اولیا میں کوئی حاضر نہیں اور حدیث ابو موسیٰ میں
کلام کیا گیا ہے بنی طور کہ محمد بن الحسن نے روایت کی ہے امام احمد سے کہ وہ سوال کیے گئے نکاح بغیر ولی
سے کہ اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی شہادت ہے یا نہیں کہا میرے نزدیک کوئی شہر
اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں اور عایشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں بھی کلام ہے کہ وہ
وہ روایت مسلمان بن موسیٰ کی ہے اور بخاری نے انکو ضعیف کہا ہے اور نسائی نے کہا ہے وہ ایک حدیث
میں ضعیف ہے اور امام احمد نے ابوطالب کی روایت میں کہا ہے کہ حدیث لا نکاح الا بولی قوی
نہیں اور روایت مزنی میں کہا ہے میں اسکو صحیح نہیں گمان کرتا ہوں کیونکہ عایشہ رضی اللہ عنہا نے برخلاف
اسکے عمل کیا ہے کہ امام احمد سے کہ پھر آپ اسکے بیٹوں قائل ہیں فرمایا اکثر آدمی اسی پر ہیں پھر

ابن جریج نے زہری سے نقل کیا ہے کہ انھوں نے اس حدیث کا انکار کیا اتنے اور علامہ زلیعی نے
 ہمیں اختلاف میں کہا ہے وقد وثق کتبہ احادیث کثیرہ وکیس لھا صحیحہ عنہ
 اهل الثقل حتی قال البخاری وابن معین کتبہ فی هذا الباب حدیث
 یحییٰ علی اشترط الوری یعنی اور تحقیق محدثین کے کتابوں میں احادیث بہت وارد ہیں اور
 ان کے نزدیک صحیح نہیں بیان تک کہ بخاری اور یحییٰ بن معین نے کہہ دیا ہے کہ اس باب میں کوئی حدیث
 صحیح نہیں یعنی شرط ولی میں اتنے غرض یہ ہے کہ آیات اور صحیح حدیث چھوڑ کر ضعیف پر عمل کرنا نہیں چاہیے
 بلکہ نفی کمال کی ان احادیث میں مراد لی جائے چنانچہ امام صاحب بھی اسی کے قائل ہیں کہ کان کلام
 ولی سے ہوتا ہے اور بالکل عدم جواز خلاف عقل و نقل کے ہے اور حدیث میں اسکی تائید کی وجہ بطول کے چھوڑ دیں
 عاقل کو اس قدر کافی ہے کہ ایک حرف بس سب سے گریز و سب سے دور نہ چھوڑے پر غمیش کو درست ہے
قال مسئلہ سی و ششم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ اگر کافر قسم کھا کر خواہ حالت کفر میں
 توڑ دے خواہ اسلام لاکر توڑ دے و فاکرنا و سکا او سپہ لازم نہیں فاکرہ کہ طبعی نہیں ہے صحیح فخر
 او سکی اور یہ مذہب امام عظیم کا ہے سو امام عظیم نے اس مسئلے میں خلاف کیا ہے ان تین حدیثوں کا
 پہلی حدیث بخاری اور مسلم میں روایت ہے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ کہ حضرت عمر نے پوچھا
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ انڈر کی تھی میں جاہلیت میں کہا عکاف کرو ٹھگ میں ایک رات مسجد
 حرام میں فرمایا پوری کر نذر اپنی الخ **اقول** اس حدیث سے ثابت نہیں ہوتا کہ آنحضرت صلی
 اللہ علیہ وسلم نے بوجہ واجب ہونے ادا نہ کرنے کے عذر کو حکم فرمایا بلکہ اسکا بھی احتمال ہے کہ بوجہ
 طاعت ہونے کے آپ نے فرمایا کہ اپنی نذر پوری کر لو اور تائید اسکی وہ حدیث کرتی ہے جو امام طحاوی نے
 عمرو بن شعیب سے اور انھوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم نے انما الذکر ما اتبعنی بہ وجہ اللہ یعنی نذر وہی ہے جو جسے اللہ تعالیٰ نے ظاہر کی حالت
 شرک میں جہتہ نذر نہیں ہو سکتی بلکہ معصیت ہوتی ہے اور نذر معصیت کی مخالفت میں بخاری
 وغیرہ میں احادیث موجود ہیں اور معصیت اس لیے ہے کہ شرک کی نیت سے اون اشیا کا

بیہیج

بیہیج

کفر کی تائید نہیں

کفر کی تائید نہیں

تقرب ہوتا جو جنگی و ہر شے کرنا ہر اس لیے کوئی فعل مشرک کا لے کر اس کے منہ میں ہوتا اس لیے جو سے
 ابراہیم نخعی اور ثوری اور امام صاحب اور صاحبین اور امام مالک اور امام شافعی اس لیے کہ میں
 گو امام شافعی سے دوسری روایت بھی ہو مگر مشہور قول ان کا یہی ہے چنانچہ فتح القدیر میں لکھا ہے و
 اَمَّا قَوْلُهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ اَوْ فِي بَيْتِنَا فَالْمَشْهُورُ وَمِنْ مَذْهَبِ
 الشَّافِعِيِّ اَنْ نَذَرَ الْكَافِرَ لَا بَصِيْرًا وَهُوَ يُقَوِّلُوْنَ اَنَّهُ اَكْبَرُ اَمَّا اَمْرُهُ اَنْ يَفْعَلَ قَوْلُهُ
 مُسْتَدَانِفَةً فِي حَالِ الْاِسْلَامِ لَا عَلَيَّ اَنَّهُ الْوَاجِبُ بِالْبُتْنِ لِيَعْنِي لِيَكُنْ قَوْلُ النُّحْطِ صَلَ
 الصَّلَاةِ عَلَيْهِ سَلَمٌ كَالْبَيْتِ الْاَوَّلِيِّ نَذَرَ كَالْبَيْتِ الْاَوَّلِيِّ نَذَرَ كَالْبَيْتِ الْاَوَّلِيِّ نَذَرَ كَالْبَيْتِ
 شافعی اس حدیث کے یوں معنی بیان کرتے ہیں کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر کو حکم دیا کہ حالت اسلام
 میں عبادت مستقل کے طور پر کرین نہ اس طور سے کہ نذر سے واجب ہو گئی ہو اتنے عرصے میں کہ اس
 حدیث سے ہرگز نہیں معلوم ہوتا کہ نذر واجب ہونے کی وجہ سے فرمایا ہو بلکہ کئی احتمال میں ہے
 قرآن شریف میں لا اَیْمَانَ لَکُمْ فَمَا تَعْبُدُونَ اَلَمْ تَعْلَمُوْا اَنَّ کُلَّ شَیْءٍ عِنْدَ اللّٰهِ بِاَمْرِیْ اَوْ بِاَمْرِ
 مذہب کی تائید کرتا ہے اور باقی ابن ماجہ اور ابو داؤد کی دونوں حدیثوں میں کہ میں نذر کافر کی نہیں پائی
 جاتی بلکہ سیاق سے مسلم کی نذر ہر سو یہ سب سے خارج ہے قرآن و حدیث سے ثابت ہو گیا کہ امام
 صاحب نے کوئی بات اپنی طرف سے نہیں فرمائی حاشا و لا بلکہ ماخوذ کا قرآن و حدیث ہی ہے اللہ تعالیٰ
 بعض کو بعض پر دینے میں اونسے اگر ایک غلطی ہوگی تو دوسروں سے بچاس ہوگی چونکہ احباب نے
 اس کتاب کی تکمیل کیو اس لیے نہایت قلیل مدت تک دوسری اس لیے اختصار مجبور کرنا پڑا اور نہ اگر ایک
 سال کی ہر مصلحت ملتی تو پھر مذہب حنفیہ کے دلائل دیکھتے کہ کس قدر قویان اور احادیث سے موجود ہیں
 اور ان کا ذہن کمان پونچھا ہوا ہے اس لیے اکثر موٹی عقل والے جو باریک باتوں سے بے بہرہ ہیں مثل
 آپ کے ان کے مذہب پر طعن کرتے ہیں ان بیچاروں کا کیا قصور انہی عقل کے موافق کہتے ہیں مگر
 قصور ہوتا انہی پر ہر سخن شناس نیک دل برا خطا نیست اگر ان کو بھی عقل کامل عطا ہوتی تو کتب
 حنفیہ کو بسبب اسکی غیبت اور احتیاط کے اور مذہب پر ترجیح دیتے خیر یہ مدعا غلط نہیں ہو سکتا

فتح القدیر
 فی الفقہ

اختلاف است مشیت از دی ہر ہمیشہ سے یوں ہیں پیدا آیا ہر **قال** مسئلہ سی و نہم مہابہ وغیرہ فقہ
 کی کتابوں میں لکھا ہے کہ میت کی طرف رکے اور نہ نماز پڑھے اور یہ مذہب امام اعظم اور امام
 مالک کا ہے سو اس مسئلے میں امام اعظم اور امام مالک نے خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو کہ بخاری اور
 مسلم میں روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
 جو شخص کمرے اور اوپر ہو روزہ روزہ رکھے اوسکی طرف سے وارث اوسکا **اقول** معات شریع
 مشکوٰۃ میں یہ روایت ہے **ابن ماجہ** **ابن ابی شیبہ** **ابن حبان** **ابن کثیر** **ابن عساکر** **ابن خلیفہ** **ابن عساکر** **ابن عساکر**
والشافعی **فی التہذیب** **قوی** **ابن عساکر** **ابن عساکر** **ابن عساکر** **ابن عساکر** **ابن عساکر** **ابن عساکر** **ابن عساکر**
 نہ لکھا جاوے اور اسی کے قائل ہیں امام صاحب اور امام مالک اور امام شافعی اپنے صحیح ترمذی و نو
 تولون میں جو نزدیک اونکے اصحاب کے ہوا تھے البتہ مسکن کو کھانا بدلے ہر روز کے دینا چاہیے
 چنانچہ مشکوٰۃ شریف میں **ابن ماجہ** **ابن عساکر** **ابن عساکر** **ابن عساکر** **ابن عساکر** **ابن عساکر** **ابن عساکر** **ابن عساکر**
وعلیہ صلیام **شہرہ** **مضان** **فلیطعم** **عندہ** **مکان** **کل** **یعوم** **مسکین** **رواہ** **الترمذی**
وقال **والصحیح** **ابن ماجہ** **قوی** **ابن عساکر** **ابن عساکر** **ابن عساکر** **ابن عساکر** **ابن عساکر** **ابن عساکر**
 اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص صرا اور اوپر ہر روز سے ماہ رمضان کے میں تیس چاہیے کہ کھانا دیا جاوے
 اوسکی طرف سے ہر دن کے بدلے ایک مسکین روایت کیا اس حدیث کو ترمذی نے اور کہا صحیح ہے کہ یہ
 حدیث ابن عمر پر موقوف ہوا تھا اور دوسری حدیث جس سے صوم کی نہیں پائی جاتی ہے مشکوٰۃ شریف
 میں اسطور سے آئی ہو **ابن عساکر** **ابن عساکر** **ابن عساکر** **ابن عساکر** **ابن عساکر** **ابن عساکر** **ابن عساکر** **ابن عساکر**
یصلی **احد** **عن** **احد** **فیقول** **لا یصوم** **احد** **عن** **احد** **ولا یصلی** **احد** **عن** **احد**
سواء **اکفی** **الموطا** یعنی تحقیق ابن عمر سوال کیے جاتے تھے کیا روزہ رکھے کوئی کسی کی طرف سے
 یا نماز پڑھے پس فرماتے نہ روزہ رکھے کوئی کسی کی طرف سے اور نہ نماز پڑھے روایت کیا اسکو امام
 مالک نے موطا میں اتنے تیس اس حدیث سے روزے کی ممانعت پائی جاتی ہے اور یہی حدیث
 اس حدیث صحیحین کی تفسیر ہے حسین لفظ صوم آیا ہے یعنی اوسکی طرف سے روزہ رکھنا گھڑے

مسئلہ سی و نہم

مسئلہ سی و نہم

مسئلہ سی و نہم

مسئلہ سی و نہم

اوسکا تذکرہ کر دینا ہر تین چار سال میں کوکھانا دینے سے وہ میت روزے سے بری ہو گیا تو گویا
 اوس شخص نے اوسکی طرف سے روزے ادا کیے اور ایک حدیث عبد اللہ بن عباس سے بھی صحیحین میں
 روزے کی قضائیں وارد ہو کر وہاں لفظ صوم نہیں بلکہ قضا ہی سہوہ کھانا دینے سے بھی حاصل
 ہو جاتا ہے علاوہ اسکے عبد اللہ بن عباس سے روایں اس حدیث کے میں مثل ابن عمر کے فرماتے ہیں
 چنانچہ فتح القدر میں ہے وَقَدْ أَخْرَجَ النَّسَائِيُّ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ وَهُوَ سَأَلَ عَنِ الْحَدِيثِ فِي
 سُنَنِهِ الْكُذُوبُ أَنَّهُ قَالَ لَا يُصَلِّي أَحَدٌ عَنْ أَحَدٍ وَلَا يَصُومُ أَحَدٌ عَنْ أَحَدٍ وَكَفَوُك
 الرَّاوِي عَلَى خِلَافٍ حَرْوِيَّةٍ تَبْنِي لَهَا ابْنُ عَبَّاسٍ لِمَا سَمِعَ مِنْ تَحْقِيقِ رَوَايَتِ كَيْسِ بْنِ سِنَانٍ
 نے ابن عباس سے اور وہی راوی اس حدیث کے میں اپنی سنن کبریٰ میں کہ کما اونھوں نے نماز
 نہ پڑھے کوئی کسی کی طرف سے اور نہ روزہ رکھے کوئی کسی کی طرف سے اور فتویٰ دینا راوی کا خلاف
 مروی اپنے کے بننے پر روایت کرنے اوسکی کہ ہر نسخ کے لیے اتنے پھر کے نسخے کی گید میں علامہ ابن ہمام
 نے امام مالک کا قول بھی نقل کیا ہے قَالَ مَالِكٌ لَمْ يَسْمَعْ عَنْ أَحَدٍ مِنَ الصَّحَابَةِ وَلَا مِنْ
 التَّابِعِينَ بِالْمَدِينَةِ أَنَّ أَحَدًا قَنَمَهُمْ أَوْ أَحَدًا يَفُوتُهُمْ أَحَدٌ وَلَا يُصَلِّي عَنْ أَحَدٍ انھیں وھذا
 يَوْمَئِذٍ الشَّيْخُ وَأَنَّهُ أَكْثَرُ الَّذِي اسْتَنْقَضَ الشَّيْخُ عَلَيْهِ أَخْرَجَ يَنْفِي كَمَا أَنَّ مَالِكَ لَمْ يَنْفِي
 سناین نے کسی صحابی اور تابعین میں سے میں نے شریفین کہ کسی نے اونھیں سے حکم کیا ہو کسی کو کہ
 کسی کی طرف سے روزہ رکھے یا نماز پڑھے اور یہ قول امام مالک کا اوس قسم سے ہو کہ نسخ کی تائید
 کرتا ہو وہ ایسا امر ہے کہ آخر میں شرح اسی پر قرار پائی ہے انتھے پس ان تقریرات سے واضح ہوا کہ
 دلائل خفیہ کے بہت قوی ہیں چہ جائیکہ مخالفت ہو استغفر اللہ میرے مختصر صاحب جانین اور
 اوسکا کام جانے سے رسولان بلاغ باشد و بیش قال مسئلہ ہی ہشتہم باب وغیرہ فقہ کی کتابوں میں
 لکھا ہے کہ جس عورت کی شادی نہ ہوئی ہو اگر وہ زنا کرے تو اوسکو شہر سے نکال دینا اور وٹے مارنے
 وہ نون کام جائز نہیں اخرا قول امام حبیبیہ سے نکالنے کا اندیشہ ہے بلکہ اسکی صہوہ کا شمار کرتے ہیں
 اور اگر یہ ثابت کیا جاتا تو اسکا امام صاحب کو اقرار ہو چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور بعض صحابہ

فتح القدر

کتاب النکاح

تنہا کی ہر ایک سیاست تھی اور تفریق کا حصہ نہ تھا اگر تمام عالم بھی جمع ہو جائے گا ہرگز حدیث اور قرآن
 سے ثابت نہ ہو سکے گا ہاں ستر فن صاحب اسکا حصہ ہا اگر ثابت کرے تو بیشک امام صاحب کا مدبر
 مخالف ہو جائے بلکہ امام صاحب کے قول کی تائید علی کے ارشاد سے نہایت عرصہ میں ہوا تھا **فَقَدْ**
اَنَّ بَنَفِیْکَ یعنی اون دونوں کو قتل کئے اسطے جلا وطن کرنا کافی ہو تھیں البتہ ای بارہیم شخص سے
 مروی ہو اور عمر کے قول سے بھی اسکے سیاست ہونے کی تائید نکلتی ہو جبکہ سیدنا امیر مومنین
 کو انھوں نے خیمہ کی طرف جلا وطن کیا تو وہ قتل سے جان بچا اور انھیں فرما دیا پس تم میرا کیا کچھ
 بعد کہ **مُسْلِمًا** یعنی اب کسی مسلمان کو میں جلا وطن نہیں کروں گا اے اگر تفریق بعد ہوا تو ان
 نہ تھا کہ حضرت عمر اسکو موقوف کر دیتے پس معلوم ہوا کہ سیاست تھی اسکا امام کو اختیار ہوا اگر صاحب
 جلدی کرے اور اگر مصلحت ہو موقوف کر دے فقط حدیث سے اسکے قائم کرنے کی اجازت ہو نہیں
 اگر مصلحت مقتضی ہوں کرے ورنہ ترک کر دے بلکہ جہاں اسکا نبوت ہو وہاں مصلحت مقتضی تھی اگرچہ
 جلا وطنی کی گئی بلکہ تفریق حد کے ساتھ موقوف نہیں اگر امام کی اسے کسی شخص کی نسبت بوجہ خوف
 قتلے اسکے کے قرار دیا کہ اس شخص کا جلا وطن ہونا مناسب ہو تو بیشک امام کو اختیار ہے چنانچہ مسند
 عمر نے تفریق حجاج کو کہ جہاں اور نہایت حسین تھا جس سے عورتوں کا قتلے میں پڑ جائیگا خوف تھا
 جلا وطن کر دیا تھا حالانکہ حسن ایسی ہی نہیں جس سے آدمی جلا وطن کیا جاوے گا لیکن وہ خاصہ کوئی
 مصلحت سمجھی اور اس شخص نے عرض بھی کیا کہ حضرت میرا کیا گناہ ہے یا تیرا گناہ کچھ نہیں ہے اگر گناہ
 اگر دارالہجرت کو تجھے نہ پاک کروں پس نکال دیا اور وہ شخص جلا گیا پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ
 کسی کو جلا وطن نہیں کروں گا بلکہ صحیح بخاری میں ہے کہ ہر گز کا قول کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس
 شخص کی نسبت جس نے زنا کیا تھا اور مشر تھا ایک برس کی جلا وطنی اور قائم کرنے کا حکم فرمایا صاحب
 حالات کہ تاہم کہ جلا وطنی حد میں سے نہیں کیونکہ عطف حد کا جلا وطنی پر ہے پس انھوں نے سارے
 اور یہاں کہنا کہ حد کا استعمال اپنی سسی کے جہاں کیا گیا ہو اور دوسرے جہاں پر عطف ہو تو یہ امر مذہبی اور
 کوئی دلیل نہیں جس سے یہ حجاز واجب ہو جائے اور لفظ حدیثی جو ذکر کیے گئے ہیں وہ اسکے معنی

۱۰
 نسخہ تصدیق شدہ

۱۱
 نسخہ تصدیق شدہ

۱۲
 نسخہ تصدیق شدہ

۱۳
 نسخہ تصدیق شدہ

نہیں کیوں کہ بائرنہ کی قریب واسطے مصلحت کے ہوا ہے علاوہ اسکے آیت الزَّانِبَةُ وَالزَّانِي سے یہ حدیث
 منسوخ ہو چکا ہے شیخ الاسلام عینی اور علامہ ابن ہمام اور امام زلیحی نے تصریح اسکی خوب مفصل کر دی ہے
 جس کا جی چاہے دیکھ لے **قال** مسئلہ سی و نہم ہاید وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہو کہ واسطے ثبوت
 رضاع کے فقط عورتوں کی گواہی مستبر نہیں اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم نے اس مسئلہ میں
 خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو کہ بخاری میں بروایت ہی عقبہ بن الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ تحقیق
 اوس نے نکاح کیا بھیگی کی ان کو جو بیٹی تھی ابی اباب کی قیس آئی ایک عورت اور بولی میں نہ وہ وہ یا ہی تم
 دونوں کو بچھو چھو جانی صلی اللہ علیہ وسلم سے پس نہ ریا کیونکر ہوگا اور تحقیق کہا گیا قیس جدا کر دیا عقبہ نے
 اور نکاح کیا عورت نے دوسرے کو **اقول** علامہ بیہقی وغیرہ نے لکھا ہو کہ اگر نہ نزدیک یہ حدیث بطور
 احتیاط اور تقویٰ کے وارد ہی کہ نہ بطور اداسے شہادت اور حکم قضا کے نہیں آئی بلکہ فقط اخبار اور
 استفسار تھا چنانچہ اسی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فقط ایک عورت کی گواہی پر حکم جاری نہیں
 ہوتا ہمیں احتیاط میں علامہ بیہقی نے لکھا ہے **فَصَادَ هَبْنَا لَالِيَهُ مَذْهَبُ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ**
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَكَفَى بِهِمْ فِدَاؤُهُ وَحَدِيثُ عُقْبَةَ حُجَّةٌ لَنَا أَيْضًا فَإِنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ
أَعْرَضَ عَنْ مَرَكَنٍ فَلَوْ كَانَتْ الْحُرْمَةُ نَائِبَةً لَمَا فَعَلَ ذَلِكَ ثُمَّ لَمَّا سَأَلَنِي حَيْهَ
طَمَائِنَدَهُ الْقَلْبَ يَقُولُ لَهَا حَيْثُ كَرَّرَ السُّؤَالَ أَمَرَ أَنْ يُقَامَرَ قَهْلًا حُبًّا طَوِيلًا لِلدَّلِيلِ
عَلَيْهِمَا أَنَّ الشَّهَادَةَ كَانَتْ عَنِ ضَعْفٍ فَإِنَّهُ قَالَ حَلَّاسَتْ أَمْرًا أَهْلًا سَوْدًا كَسْتُطْعِمُنَا
فَأَبَيْنَا أَنْ نَطْعِمَهُمْ فَجَاءَتْ تَشْهَدُ عَلَى الرِّضَاعِ وَبِالْأَجْمَاعِ مِثْلُ هَذَا وَالشَّهَادَةُ
لَا تُثَبِّتُ الْحُرْمَةَ فَحَرَفْنَا أَنَّ ذَلِكَ كَانَ تَنْزِيهًا وَلَيْسَ إِشْدَادًا بِقَوْلِهِ كَيْفَ
قَدْ قِيلَ وَنَحْنُ نَقُولُ بِالتَّنْزِيهِ إِذَا وَقَعَ فِي قَلْبِهِ أَنَّهَا صَادِقَةٌ بِمَعْنَى هِيَ
 جسکی طرف ہم گئے ہیں مذہب عماد علی اور ابن عباس کا ہے اور انکی آفتد کافی ہے اور حدیث عقبہ
 کی ہماری بھی حجت ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس سے دوبار اعراف کیا پس اگر
 حرمت ثابت ہوتی تو ایسا نہ کرتے پھر جب اپنے اوتنے قلب کا اطمینان عورت کے قول سے بچھا

نسخہ
 نسخہ

نسخہ
 نسخہ

ایہ مجتہدین کو مخالفت حدیث کا الزام دینا تو ایک کلمیہ کلام ہو گیا اسلام اسی کا نام ہو گا اگر اس جرم طعن
بزرگان دین سے یہ سمجھے ہوں کہ ہمارا نام بھی باپنجویں سواروان میں لکھا جاوے سو یہ خیر و عافیت
بلکہ اولیٰ بدنامی ہوگی **ب** بزور کوہ کندن ہمسفر فرادہ نتوان شد ہذا رباب ہزار صد کی مشہور سگڑ
قال سلسلہ جہل و کیم مدایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ اگر کافر مرد یا اسکی عورت مسلمان ہو کر
دارالحرب سے دارالاسلام میں آجاوے تو او کا نکاح نہیں رہتا ٹوٹ جاتا ہے اور یہ مذہب امام عظیم
کا ہے سو امام عظیم نے اس مسئلے میں خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو کہ مسند امام احمد اور ابوداؤد اور
ترمذی اور ابن ماجہ میں روایت ہے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہ کہا پھر سی بنی صلی اللہ علیہ
وسلم نے اپنی بیٹی ابی العاص بن بجر کو بعد چھ برس کے ساتھ پہلے نکاح کے اور نہ کیا نکاح جاوے گا کیا
اور صحیح کہا اس حدیث کو احمد اور حاکم نے **اقول** ابن ماجہ میں ہے **رَأَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى**
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ تَزَوَّجَ عَلِيَّ ابْنِ الْعَاصِ بْنِ النَّبِيعِ بِنِكَاحٍ حدیث
یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی لڑکی زینب کو ابوالعاص بن پر ساتھ نکاح جدید کے نوادیاں
اور اسطرح ترمذی میں ہے **رَأَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ تَزَوَّجَ**
عَلِيَّ ابْنِ الْعَاصِ بْنِ النَّبِيعِ بِنِكَاحٍ جَدِيدٍ وَكَانَ جَدِيدًا اور علاؤ الدین یعنی وزیر علی نے شروح کفر
میں لکھا ہے **وَكَانَ الْمُثْبِتُ أَوَّلَى مَرَّةٍ الشَّافِعِي عَلَى أَنَّ مَا سَرَّ وَهُوَ غَيْرُ مَصِحِّحٍ عِنْدَ أَهْلِ**
النُّفْلِ فَلَا يُعَارِضُ مَا سَرَّ وَنَحْنُ الصَّحِيحُ معنی ثابت کر نیوال حدیث اولیٰ ہر نفی کر نیوال سے
علاوہ اسکے وہ حدیث جسکو انھوں نے روایت کیا ہے نیز دیگر اہل حدیث کے صحیح نہیں ہیں معارض
سنگی اس حدیث کے جسکو ہم نے روایت کیا ہے بسبب محبت اسکی کے اتنے البتہ حجاج او ی بن
معضون نے کلام کیا ہے اسکا جواب بھی انھیں دونوں کتابوں میں بعد عبارت مذکور کے موجود
ہو **وَقَدْ وَثَّقَهُ أَهْلُ النَّفْلِ حَتَّى خَرَجَ كَمَا مُسْلِمٌ لَا يَمْنَعُ تَحْقِيقَ تَوْثِيقِ** کی حجاج کے محدثین نے
رعان تک کہ مسلم نے اون سے روایت کیا ہے اسکی پس معلوم ہو گا کہ نکاح جدید کی حدیث قوی
ہو یا وجود اس کے جسے کرنا دونوں حدیثوں میں حتی الامکان بہتر ہے لہذا بالترکازہ اکوئل سے مراد

[illegible]

یہی جہلے کہ سبب نکاح پہلے کے رد کر دیا یعنی پہلے نکاح کی رعایت کر کے نہ کہ نکاح جدید نہ کیا اور لکن
 یُحْدِثُ شَيْئًا كَيْفَ مَعْنَى هُوْنَ كَهْرَجِيْسَا تَهَا وَيَسَا هِي رَكْعَا اَوْ مَعْنَى كَيْ مَشِي هِي وَرَنَهْ اَكْرَعَ اَرْضِ
 سَوَا كَا تَوْجِهْ حَدِيثِيْنَ اَنْبَاثِ كِي تَرْجِيْعِ دِي جَائِيْنِ كِي جِنَايَحْ مَحْقَقِيْنِ كِي كَلَامِ سِي مَعْلُوْمِ هُوْ اَلْجَلْهْ مَحْمُوْدِ كَا
 مَذْهَبِ اِسْ حَدِيْثِ كِي مَخَالَفِ هِي كَيْوَيْكْ اَسْمِيْنَ اَجْدَحْ بَرَسْ كِي كُوْثَا دِيْنَا اِيَا هِي اَوْ رَاوْنِيْ نَزْدِيْكَ مَوْتِ
 كِي حَدِيْثِ مِيْنِ اَكْرَمِ مُسْلِمَانِ هُوْ جَاوِيْ سِي تُوْ لُوْثَا دِيْنَا پَهْلِيْ نِكَاحِ سِي جَائِزِ هُوْ رَنَهْ اَكْرَعَ اَرْضِ پُوْرِيْ هُوْ جَاوِيْ
 اَوْ سِي كِي بَعْدِ زَوْجِ اِسْلَامِ لَانِيْ تُوْجِهْ لُوْثَا دِيْنَا پَهْلِيْ نِكَاحِ سِي جَائِزِ نَهِيْنِ رَكْعَتِيْ اَوْ رِيْجَانِ تُوْجِهْ
 بَرَسْ كِي اَجْدَحْ پَهْلِيْ نِكَاحِ سِي لُوْثَا دِيْنِيْ كِي حَدِيْثِ نَقْلِ كَرْتِيْ هِيْنِ اِسْ ظَاهِرِ هُوْ كِي حَدِيْثِ كِي اَجْدَحْ لُوْثَا اِيَا اَكْرَمِ
 اَوْ طَرَفِيْ هِي كِي نِكَاحِ اَوَّلِ كِي حَدِيْثِ كُوْ اَبْنِ جَهْرٍ بَلُوْخِ اَلْمَرَامِ مِيْنِ اَبُوْ اَسْنَادِ لَكْهَتِيْ هِيْنِ اَوْ رَعْمَرِ بْنِ شُعَيْبِ
 كِي حَدِيْثِ پَرِ جَسْمِيْنَ نِكَاحِ جَدِيْدِ هُوْ مَحْمُوْدِيْنَ مَعْلُومِ كَرْتِيْ هِيْنِ حَالِ اَكْلَا اَوْ مَعْنَى اَوْ رَنَهْ كَيْسِيْ حَدِيْثِ مِيْنِ كَهْنِيْ اَبْ
 نَهِيْنِ هُوْ تَا كِي حَدِيْثِ مِيْنِ اَنْخَفَرْتِ مَعْلُومِ اَقْدَمِ عَلِيْهِ سَلَامُ لِيْ زَكِيَا هُوْ يَاوَهْ اِسْلَامِ اِيَامِ عَدْتِ مِيْنِ لَانِيْ هُوْ
 اِسْ اَقْرَبِيْ سِي غُرُضِ هِمَارِيْ يِيْ هِيْ كِي يِيْ كِي مَحْمُوْدِيْنَ مَعْلُومِ اَسْنَادِ مِيْنِ كَيْسِيْ كِي زَكِيَا بِنَسْبِ
 اَوْ حَدِيْثِ كِي مَعْدِ هُوْ مَعْلُومِ اَوْ سِي پَرِ كِيَا كَرِيْ مَعْلُومِ اَوْ رَشِيْ هِيْ اَوْ اَسْنَادِ دُوْ سَرِيْ جَسْمِيْ نَفْسِ اَسْنَادِ
 كَرِ اَوْ مَعْلُومِ كِي لِيْ مَحْتِ نَهِيْنِ هُوْ سَكْتَا يِيْ اَمْرَا سِي مَحْمُوْدِيْ رِيْ مَوْتِ هِيْ جِيْسِ حَدِيْثِ كُوْ اَوْ سَا قِيَا
 سِيْجِ تَرْجِيْعِ دِيْ اَوْ سِيْجِ مَعْلُومِ **قَالَ** مَسْلُوْمِ اَوَّلِ دُوْمِ يِيْ اَوْ رَنَهْ وَغِيْرَهْ كِي كِتَابُوْنِ مِيْنِ لَكْهَتِيْ كِي
 تَبْلِ زَوْجِ سَرِ مَوْتِ اَنِيْ سِيْ دَمِ نَهِيْ جَانِ زَوْجِ كَرِ اَتَا هُوْ اَوْ رَنَهْ مَذْهَبِ اِمَامِ اَشْعَرِ اَوْ اِمَامِ مَالِكِ هِيْ اَخْرَجَ
اقول اِمَامِ طَحَاوِيْ نِيْ شَرْحِ مَعَالِيْ اَلْاَثَارِ مِيْنِ لَكْهَتِيْ حَدِيْثِ اَبْنِ حَزْرَتِ رُوْتِيْ اَلْحَوِيْثِ
 اَبُوْ يُوْسُفَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ اَبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَنْ قَدَّمَ هَدِيَّتًا
 مِنْ حِجَّةٍ اَوْ اُخْرَى فَلْيَهْرِقْ دَمًا فَهَذَا اَبْنُ عَبَّاسٍ يُوْجِبُ عَلٰى مَنْ قَدَّمَ هَدِيَّتًا
 مِنْ نُسُكِهِ اَوْ اُخْرَى دَمًا وَهُوَ اَحَدٌ مَنْ رَوٰى عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 اَنَّهُ مَا سَأَلَ يُوْسُفَ بْنَ زَيْدٍ عَنْ شَيْءٍ قَدَّمَ وَلَا اُخْرَى مِنْ اَمْرِ الْحَجِّ اَلَا قَالَ لَا حَاجَ لَكَ
 فَلَوْ لَكِنْ مَعْنَى ذٰلِكَ عِنْدَهُ عَلَى اَلَا بَا حَتَّى تَقْدِرَ مَا قَدَّمَ هُوَ اَوْ تَا حَتَّى يِيْ

تفسير الحديث

تفسير الحديث

تفرق بالاقوال عجب کے محاورے میں نہیں آتا قرآن شریف میں نظیر اسکی موجود ہی قرآن تیتقرأ
یَعْنِ اللَّهُ كُلَّ مَنْ سَعَتْهُ یعنی اگر نروج اور زوجہ جدا ہو جائیں گے تو احد تعالیٰ مرا ایک کو اپنا
وسعت سے بے پردہ کر دے گا اتملے اور نظام ہو کہ یہاں تفرق سے مراد ابدانی تفرق نہیں بلکہ
تفرق طلاق ہی جو بالاقوال ہوتا ہے اور دوسری نظیر امت کی یہ ہے وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ
الْآخَرِينَ بَعْدَ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ یعنی یہ تفرق ہوئے وہ لوگ جو کتاب دیئے گئے ہیں
مگر بعد اسکے کہ انی اونکے پاس حجت واضح آئیں اسی طرح یہاں بھی تفرق بالاقوال مراد ہے جس
تفسیر میں چاہیے ملاحظہ فرمائیے چونکہ بعضوں نے تفرق بالاقوال کا انکار کیا تھا کہ محاورہ عجب
میں نہیں آتا اس لیے ہم نے قرآن شریف سے کہ ابلغ الکلام ہر دو نظمیں بیان کر دیں پس اس سے
کہ تفرق میں کئی معنوں کا احتمال تھا مرقے نے حسب جہج قیاس نظر شرعی ایک معنی کو
اختیار کیا ہے جو اختلاف کی واقع ہوئی پس امام صاحب اور امام مالک اور ثوری اور غنی اور ربیعہ
اور اہل کوفہ اور ایک جماعت اہل مدینے کی اور امام احمد ایک روایت میں اس طرف گئے کہ حدیث
میں تفرق سے مراد تفرق بالاقوال ہے امام محمد موطا میں اسی حدیث کے بعد لکھتے ہیں وَیَلْهَذَا
تَاخُدُ وَتَفْسِيرُهُ عِنْدَنَا عَلَى مَا بَلَّغْنَا عَنْ ابْنِ أَبِي هَاشِمٍ النَّخَعِيِّ أَنَّهُ قَالَ لَمَّا بَلَغَا
بِالْحَبَابَةِ مَا لَمْ يَتَّفِقَا عَنْ مَنْطِقِ الدَّبِيعِ إِذْ قَالَ الْبَالِغُ قَدْ بَلَغْتُكَ فَلَمَّا أَنْ يَرْجِعَ
مَا لَمْ يَقُلْ الْآخَرُ قَدْ أَشْتَرَيْتُ فَإِذَا قَالَ الْمُشْتَرِي قَدْ أَشْتَرَيْتُ بِكُنْ أَوْ لَدُنَا
فَلَمَّا أَنْ يَرْجِعَ مَا لَمْ يَقُلْ الْمُبَالِغُ قَدْ بَلَغْتُ وَهُوَ قَوْلُ ابْنِ حَنَفِيَّةٍ وَطَائِفَةٍ مِنْ
فُقَهَائِنَا يَخْتَلِفُ فِيهِمْ أَسَى حَدِيثُ كَاهِلٍ عَدْبَارِ كَرِيهِمْ أَوْ تَفْسِيرُ اسْمِي نَزْدِيكَ هَمَّا سَجْدِيَا
بِوَسْطِهِمَا هُمَا بَرَاهِمُ غَضِيٍّ سَيِّئُ كَرَاهِيٍّ أَوْ هُمَا فِي مَنَاجِزٍ كَرَاهِيٍّ أَوْ هُمَا فِي مَنَاجِزٍ كَرَاهِيٍّ
بِوَسْطِهِمَا هُمَا بَرَاهِمُ غَضِيٍّ سَيِّئُ كَرَاهِيٍّ أَوْ هُمَا فِي مَنَاجِزٍ كَرَاهِيٍّ أَوْ هُمَا فِي مَنَاجِزٍ كَرَاهِيٍّ
یون نہ کہے کہ منہ دیا میں نے اور جب ظہر نہ ہوا کہے کہ خیر دیا میں نے بعض اسکے اور
پس اسکو اختیار کر اس قول سے رجوع کرے جب تک کہ بائیں نے یون نہیں کہا کہ بجا میں نے

عجب کے محاورے میں نہیں آتا

اور یہی قول ابو حنیفہ اور عام تھا ہمارے کا ہوا تھے اور تفرق بالابدان جو بعد از حجاب قبل قبول ہو
 اس میں بھی اختیار سا تھا ہو جاتا ہو اور اس مسئلے کا ماخذ سوا اس حدیث کے اور کوئی حدیث نہیں
 پنا نجد عیسیٰ بن ابان نے کتاب الحجۃ میں اس حدیث کے یہی معنی لکھے ہیں اور امام ابو یوسف
 نے بھی یہی معنی مروی ہیں اَلْفَرْقَةُ الَّتِي نَقَطَةُ الْخِيَارِ الْمَذْكُورَةِ فِي هَذِهِ الْأَنْوَاعِ
 الْفَرْقَةُ بِالْأَبْدَانِ وَذَلِكَ أَنَّ الرَّجُلَ إِذَا قَالَ لِلرَّجُلِ قَدْ جُعِلَتْكَ عَبْدِي
 هَذَا بِأَلْفٍ دِرْهَمٍ فَلَمَّا خَاطَبَ بِذَلِكَ الْقَوْلِ أَنْ يَقْبَلَ كَالْوَيْفَارِفِ صَاحِبَهُ
 قَاذًا افْتَرَقَا لَمْ يَكُنْ لَهُ بَعْدَ ذَلِكَ أَنْ يَقْبَلَ وَهَذَا الْأَوَّلُ جَمَاعُوهُ عَلَى هَذَا
 الْحَدِيثِ يَعْنِي فِيهِ فَرْقٌ بَسَاطَةً كَرَوِيٍّ هُوَ اس اختیار کو جو احادیث میں مذکور ہو وہ فرق بالابدان
 ہے اور یہ اسطرح ہے کہ ایک شخص نے ایک شخص سے کہا میں نے اپنے اس غلام کو جو بعض اکیزہ اور درم کے
 فروخت کیا پس اس قول کے مخاطب کو اختیار قبول کر لے گا جب تک کہ اپنے ساتھی
 سے جدا نہیں ہوا پس جب دونوں جدا ہو جائیں گے تو پھر اسکو قبول کرنا نہیں ہو سکتا اور یہ
 معنی اول میں اور مننون سے جب یہ حدیث حمل کیا ہو اسے اسے غرض کہ خفیہ کے نزدیک تفرق
 بالابدان اور تفرق بالا قول دونوں میں اس حدیث کے مخالف نہوا بلکہ موافق ہو گیا ہے
 دہوا جو کچھ تھا وہ بالکسر ہو گیا ادب پھر نہ اسطرح سے کوئی بات کیجیے **قال** مسلّم
 ورجعہ ایدہ بخیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص اونٹنی یا گائے کو ذبح کرے اور اس نے ٹیپٹ
 میں سے مراد چاہیہ کلمے تو نہ کھاوے خواہ اس کے بال ہوں یا نہ ہوں **انہ اقول** عینی
 شرح ہدایہ میں ہے وَلَمْ يَخْرُجْ عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ أَنَّ لَا يَصِحُّ الْأَسْتِدْكَالُ بِهِ
 فَإِنَّهُ مَرْوِيٌّ ذَكَرَهُ أُمِّيَّةٌ بِالنَّصْبِ الرَّفْعِ فَإِنْ كَانَ مَنْصُوبًا فَلَا اشْكَالَ فَإِنَّهُ
 لِلتَّشْبِيهِ وَإِنْ كَانَ مَرْفُوعًا فَلَا لِمَا لَا يَكُنْهُ أَقْبَى مِنْ التَّشْبِيهِ مِمَّا أَقْبَلُ
 عُرِفَ ذَلِكَ فِي عِلْمِ الْبَيَانِ يَعْنِي اور جواب اس حدیث کا یہ ہے کہ اس حدیث سے استدلال
 کرنا درست نہیں کیونکہ حدیث کی لفظ ذکات میں زبر اور پیش دونوں روایت کیے گئے ہیں پس اگر

منصوب لیا جاوے تو کوئی اشکال وار و نہیں ہونا کیونکہ یہ واسطے تشبیہ کے ہو اور اگر مفعول ہو تو
بھی کچھ اشکال نہیں کیونکہ یہ تشبیہ پہلی تشبیہ سے بھی زیادہ قوی ہو اسکا ذکر علم بیان میں کیا گیا ہے
انتہی میں اس تقریر سے معنی حدیث کے یہ ہوے کہ ذبیح کرنا جنہیں کا مثل ان کے ذبیح کرنے کے ہو
اور نصب کی روایت ان معنوں کے موج ہو کیونکہ او میں غیر تشبیہ کے کوئی دوسری صورت
مستعمل نہیں اور رفع کی حالت میں بھی تشبیہ بہت کثرت سے آئی ہے چنانچہ قرآن شریف میں
ہو وَجَعَلْنَا نَعْرُضَهُمْ عَلَى السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ یعنی اور جنت کو وسعت اور سکی مثل وسعت
آسمانوں اور زمین کے ہو انتہی اور عرب نے لَدَا لَسَدُ کہتے ہیں یعنی زید مانند شیر کے ہو اور
کسی شاعر کا قول ہے وَعَيْنَا لَيْ عَلَيْهِمَا وَجَدُ لَيْ جَدُ هَا وَلَكِنْ عَظَمَ
السَّكَا فَمِنْ لَيْ قَبِيْقُ یعنی اور آنکھیں تیری اسی محشوقہ ہرنی کی سی آنکھیں ہیں اور گردن
تیری مثل گردن ہرنی کے ہو لیکن ہڈی ساق کی تیری ہڈی سے باریک ہو انتہی اور اگر
رفع کی صورت میں تشبیہ ملی جائے گی تو پھر معنی درست نہوں گے کیوں کہ اس وقت معنی یہ
ہوں گے کہ ذبیح کرنا جنہیں کا او سکی مان کا ذبیح کرنا یعنی جنہیں کی ذکات کفایت کرتی ہو ان کے
ذبیح کرنے کی کچھ حاجت نہیں اس لیے کہ ذکا کا انجیناں مبتدا ہو اور ذکا کا ایہ او سکی خبر
ہو جیسا کہ کہا جاتا ہو کَلَامُ نَرَبِّدِ کَلَامُ الْقَوْمِ یعنی کلام زید کا کلام قوم کا ہو یعنی اس کے
کہ کلام زید کا کافی ہو کلام قوم کی کچھ احتیاج نہیں اور وجہ اسکی یہ ہو کہ جب مبتدا اور خبر دونوں موصوفہ
ہوتے ہیں تو مبتدا کا مقدم ہونا واجب ہوتا ہو یعنی پہلا لفظ مبتدا ہو اگر تا ہو اور دوسرا خبر پس اس قاعدہ
عرب کے رو سے حدیث کے یہ معنی ہوے کہ بچے کا ذبیح کرنا کافی ہو ان کے ذبیح کرنے کی کچھ حاجت
نہیں حالانکہ اسکا کوئی بھی قائل نہیں کہ فقط بچے کو ذبیح کرنا کافی ہو اور ان معنوں میں جو امام حسن
لیتے ہیں کہ جنہیں کا ذبیح کرنا مثل ان کے ہو یعنی جیسے ان ذبیح کی جاتی ہو ویسے جنہیں کو بھی ذبیح کرنا
چاہیے اسکے ذبیح کا کوئی اور طریق نہیں ہو دونوں کا ذبیح کرنا برابر ہو کوئی قباحت نہیں لازم آتی
بلکہ قرآن شریف کے مطابق ہو کیونکہ کلام مجید میں میتہ کا لفظ ماحرام کیا گیا ہو اور میتہ اس جگہ کو

کہتے ہیں جو بغیر فرج کے مر جائے اور پھر فرج کرنا خدا سے تعالیٰ نے شرط بھی کر دیا ہے چنانچہ لفظ
 مَا ذَكَبْتُ سے معلوم ہوتا ہے کہ فقط فرج کی ہوئی ہو کھالی درست ہو ورنہ حرام ہے یہ خلاصہ تفسیر علامہ
 زبیدی کا ہے اور موطا امام محمد میں ہے عَنْ اَبِي اَهِيمَةَ قَالَ لَا تَكُونُ نَذَاكَاةً فَفَسَدَ كَاةٌ
 نَفْسَيْنِ یعنی امام صاحب نے ابراہیم نخعی سے روایت کی ہے کہ فرمایا انھوں نے ایک جان کا بچ
 کرنا دو جانوں کے قائم مقام نہیں ہوتا آئندہ پس یہاں موافق مذہب امام صاحب کے ایک نازک
 بات جو کمال احتیاط پر دلالت کرتی ہے نکلتی ہے وہ یہ ہے کہ بعد فرج کرنے کسی جانور کے اسہل سے مراد ہوا
 بچہ کھلے تو احتمال ہے کہ یہ بچہ قبل ذکاۃ ام کے پیٹ کے اندر مر گیا ہو یا بعد ذکاۃ کے سو صورت ثانی میں
 موافق مدعا آپ کے معنی حدیث کے یہ ہو سکتے ہیں کہ ذکاۃ ام کی کافی ہے ذکاۃ جنین کو لیکن صورت
 اول میں یہ معنی ہرگز نہ صحیح ہوں گے اس واسطے کہ اول تو وقت ذکاۃ ام کے وہ جنین نہیں ہو سکتا کہ
 جنین کہتے ہیں زندہ بچے کو جو ان کے پیٹ میں ہو حالانکہ وہ یہاں مردہ تھا پس ذکاۃ ام کی بچہ
 مردہ کو کیونکر کافی ہوگی وہ بچہ جیسا مان کے پیٹ میں قبل فرج کے مڑا تھا اب بھی بعد پیدا ہونے
 کے ویسا ہی مردار رہا پس امام صاحب کے یہاں واسطے بچنے اس شبہہ حسرت کے معنی
 حدیث کے ایسے لیے گئے کہ موافق مجاورہ عرب کے بھی رہے اور احتمال مذکور سے احتیاط
 بھی کی گئی پس یہاں نظر انصاف سے دیکھنا چاہیے کہ مصداق ان دونوں حدیثوں کے
 کسا مذہب ہے مِنَ النَّفَى الشُّبُهَاتِ فَقَدْ اسْتَبْرَأَ الدِّينَ یعنی جو شخص شبہہ کی باتوں سے
 بچا سو بیشک اس نے اپنے دین کو پاک و صاف کیا دَعَا بِرَبِّكَ اِلَى مَا لَا يَرْيُكَ يَنْصُرُ
 جس چیز میں شک ہو اسکو چھوڑ دے غرض ایسے وقائع حدیث کے سمجھنے کو عقل صحیح و وقت
 سلیم چاہیے ایسی باتیں فرقہ نظا ہر یہ کی کب سمجھ میں آتی ہیں ۵ ہزار روئے کہتے یہاں
 بال کے بھی ہیں باریک + کہ جسکی عقل ہو موٹی وہ اسکو کیا جانے + **قال** مسلہ چل و شمش
 ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص نکاح کرے کسی عورت کو اور مرد مضر کرے
 وہ بھی برسن کی خدمت کرنی یا پڑھنا قرآن کا تو یہ مرد مضر نہ جانا اسکو کافی ہوگا اور جس

تخصیص ہو جاوے اور اس طرح انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لوہے کی انگوٹھی کے واسطے فرمانا
 اس پر معمول ہے کہ کوئی شو واسطے تالیف قلب کے پہلے دینی جاہیے اور جبکہ وہ شخص کچھ بھی نہ لایا
 تو فرمایا اپنے اوٹھ اور اس عورت کو میری تین تعلیم کر دی یہ تیری زوجہ ہو گئی روایت کیا اسکو
 ابو داؤد نے اور یہی حمل روایت صحیح کا ہے کہ اپنے فرمایا کہ تیرا نکاح قرآن شریف کی وجہ سے
 کر دیا کیونکہ یہ اوسکی سنانی نہیں اور اس گفتگو سے سب امتین متفق ہو جائیں گی انتہی لفظاً
 اور مبیناً محتاج من یؤامراً فؤادہ علیہ السلام ملکناکما بما معک من القرآن
 فما فی حکمک علی ان القرآن جعلہ مہراً ولہذا لولست رطاً ان تعلمہا
 ولما قال بما معک من القرآن ائی بسبب ما معک من القرآن یحدث
 ام سلیہ و فیہ فکان صدقاً ما بینہما الاسلام و هو لا یصح صدقاً الا بالجماع
 یعنی لیکن ارشاد انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ مالک کر دیا ہے جو اسکا بسبب ہے جو تیرے
 پاس قرآن نہیں نہیں دلالت اس قول میں ہر ان کو مہر کیا ہے اور اسیدو جسے یہ شرط ملی کہ اسکو
 تعلیم کر دے بلکہ بما معک من القرآن فرمایا یعنی بسبب اس کے جو جو قرآن آتا ہے کیونکہ
 حدیث ام سلیمہ میں آیا ہے کہ مہر در بیان دونوں کے اسلام تھا حال انکا اسلام بالاتفاق نہیں
 ہو سکتا انتہی خلاصہ مقرر دونوں محققوں کا یہ ہے کہ قرآن شریف کو حسب تنوع ہر محل سمجھا جا
 چنانچہ ابو داؤد کی روایت میں ارشاد تعلیم ہے تو کچھ مہر پہلے حق تعلیم میں ادا ہو جاوے گا چنانچہ
 علی رضی اللہ عنہ سے اپنے پہلے کچھ مہر دلوادیا تھا حال انکہ مہر اوکا چار سو درہم نہ ہوا تھا اس طرح
 بھان بھی اپنے جب اور کچھ نہ ملا تو قرآن شریف ہی کی تعلیم کو فرمایا اور یہ معنی نہیں کہ اب مہر اور
 دینا نہیں آتا اسقدر کافی ہے اس پر کوئی لفظ حدیث کا نہیں دلالت کرتا ابو داؤد کی روایت سے قطع نظر
 یہ بجا و صحیحین کی روایت میں قویہ لفظ نہیں پس معنی یہ ہوے کہ قرآن شریف کی وجہ سے اپنے
 کلام مجید کی برکت سے تمہارا نکاح کر دیا جیسے ابو طلحہ کا نکاح ہو جا اسلام کے کر دیا تھا پس مہر کیونکہ
 ساقط ہو سکتا ہے ان اوس عورت نے جیسا کہ بعضوں نے کہا ہے کہ یہ کر دیا ہو تو بیشک ساقط

شیخ محمد

ہو جاوے گا ورنہ حدیث سے کہیں مستنبط نہیں ہوتا کہ مرد اور سپہ نہیں رہا اور ہماری روایتیں
 بسبب کثرت طرق کے مرتبہ احتجاج اور سنادات پہنچ گئی ہیں اور امام نووی نے شرح
 معذبین کہا ہے کہ بوجہ کثرت طرق کے حدیث قابل احتجاج ہو جاتی ہے ذکر کیا اسکو علامہ رحمہ
 نے شرح کنز میں اور احادیث میں تطبیق عمدہ ہو تا ترک بان اگر تطبیق منہ سے اسوقت مجہوی
 ہی علامہ اسکے قرآن شریف میں بھی اسکی تائید موجود ہے و اِجْلُ لَكُمْ مَا وَسَّاءَ ذَلِكُمْ
 اَنْ تَلْبَثُوْا بِالْحَمْرِ یعنی حلال کی گئیں تمہرے عورتیں ماسوا ان عورتوں کے بانیطو رکھ
 طلب کرو تم بدلے مالوں اپنے کے اتنے جس مقتد کیا حلت کو طلب مال سے تو معلوم ہوا کہ نجراں
 کے حلال نہیں اور بعض ظاہر یہ کہ نزدیک تو ایک جو بھی اگر مرد ہو تب بھی نکاح درست ہے اور
 وہ عورت حلال ہو جاتی ہے حالانکہ ایک جو مال نہیں ہے چنانچہ تبہین اطفال میں لکھا ہے کہ گناہ
 بعض ظاہر یہ ہے جس قسم کا یہ یا میراث سے مالک ہو جائے وہی مرد ہو سکتی ہے اگرچہ بیچ
 میں شرم ہونے کی صلاحیت نہ رکھتی ہو جیسے گھوٹ کا دانہ یا جو کا اور قول ظاہر یہ کہ مرد کے بارے
 میں زیادہ فاسد ہی اس لیے کہ ایک دانہ گھوٹ کا یا جو کا اسکو کوئی مال شمار نہیں کرتا اسوجہ
 سے اگر گرجا یا ہوتو اسکو اوٹھائے نہیں اور اسد قمارے نے نکاح بعض مال کے مشروع کیا ہے
 اس قول سے کہ فرمایا حلال کی گئیں تمہرے ماسوا انکے بان بطور کہ طلب کرو بدلے مال کے اور نہیں
 مشروع کیا بدون مال کے انتہی **قال** مسئلہ چل و بقیتم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے
 کہ جو شخص اپنے غلام کو قتل کر ڈالے اسکو نہ قتل کرنا چاہیے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام
 اعظم نے اس مسئلے میں خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو کہ سند امام احمد اور ابو داؤد اور ترمذی
 اور نسائی اور ابن ماجہ میں روایت ہے مرفوعہ سے کہ کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 جو شخص قتل کرے گا اپنے غلام کو قتل کریں گے ہم اسکو اور جو شخص کہ کاٹے گا اعضاء اپنے غلام
 کے کاٹیں گے ہم اعضاء اس کے اور کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن (غریب) ہے اور وہ روایت
 ہے حسن بصری کی ہے مرفوعہ سے اور اختلاف کیا گیا ہے بیچ میں اس کے اس سے ابو داؤد

شیخ محمد

اور نسائی کی روایت میں ہے کہ جو خوجہ کرے گا اپنے غلام کو خوجہ کر دے البتہ گم ہوا ہو سکوا اور صحیح کہا جا سکے
 نے اس زیادتی کو **اقول** یہ حدیث جرمہ کے نزدیک الاما شاد احمد متروک النظام ہی
 مرقات شرح مشکوٰۃ میں ہے کہ خطابی نے یہ حدیث بطور زجر کے وارد ہوئی ہے تاکہ لوگ قتل
 غلام سے بچیں پس اس فعل پر اقدام کریں جیسا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب
 پینے والے کے حق میں جسوقت شراب پیے درے لگاؤ پھر اگر پیے پھر لگاؤ پھر فرمایا جو تھی یا
 پانچویں مرتبہ میں اگر پھر پیے پس قتل کرو پھر جب ایسا شخص جسے چوتھی یا پانچویں مرتبہ شراب تھی
 اکیں خدمت میں لایا گیا اور کو قتل نہ کیا اور بعضوں نے اس حدیث کو محمول کیا ہے اس صورت
 پر کہ پہلے غلام کو پھر اس کی ملک سے خارج ہو گیا ہو تو وہ حریت میں اس کے برابر ہے اور بعضے اس پر
 کہنے کہ یہ حدیث منسوخ ہے قول اللہ تعالیٰ سے **الْحُرُّ بِالنَّحْرِ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ** یعنی حر بدلے
 حر کے اور غلام بدلے غلام کے اتنے کلام ان خطابی اور ضعیفہ اس طرف گئے کہ حر دوسرے شخص کے غلام
 کے قصاص میں قتل کیا جائے اپنے غلام کے بدلے قتل نہ کیا جائے اور امام شافعی اور امام مالک
 کہتے ہیں کہ آزاد غلام کے قصاص میں قتل نہ کیا جائے اگرچہ غیر کا ہی غلام ہو انتہی اور امام محمد
 بن حنبل کا بھی یہی مذہب ہے کہ غلام کا قصاص مولیٰ سے نہ لیا جاوے گا چنانچہ ترمذی شریف
 میں **يَكْفِي بَيْنَ الْحُرِّ وَالْعَبْدِ قِصَاصٌ فِي النَّفْسِ وَلَا فِيمَا دُونَ النَّفْسِ وَكُفُو**
قَوْلِ أَحْمَدَ وَلَا شَيْءَ یعنی درمیان غلام اور مولیٰ کے قصاص نہیں قتل کرنے میں اور نہ
 ماسوائے قتل میں انتہی آن عبارتوں سے معلوم ہوا کہ چاروں اماموں کے نزدیک مولیٰ
 اور غلام میں قصاص جاری نہیں ہوتا اور حدیث یا تو منسوخ ہے یا زجر اور تنبیہ کے طور پر ارشاد
 ہوئی ہے جیسا کہ شراب خمر میں زجر اسد فرمایا ہے **قَالَ** مسئلہ چہل و ہشتہم باب و غیرہ فقہ
 کی کتابوں میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی بیٹی یا اپنی بہن کا نکاح اس شرط پر کرے کہ وہ
 کہ وہ اپنی بیٹی یا اپنی بہن اس کو نکاح میں دے اور بعد کچھ نہ باندھیں تو اس صورت میں نکاح
 دونوں کا صحیح ہے لیکن دونوں کو مہر مثل دنیا آوے گا **اقول** حدیث میں غلام کی

نکاح کی حدیث
 نہ تو صحیح ہے
 نہ مستحب

نہی غلام

نکاح کی حدیث

ممانعت ہی اسکا حنفیہ کا زمین کرتے بیشک شفا کی جو حقیقت اور ماہیت یہ وہ جائز نہیں شمار
 میں تو یہ شرط ہے کہ بالکل مہر نہ ہو جیسے اہل جاہلیت کی عادت تھی کہ وہ مطلق مہر نہیں دیتے تھے فقط
 بدلہ نکاح کا کالج سے ہو جاتا تھا یہ صورت ہمارے نزدیک نہیں جائز ہے اور اگر کسی نے ایسا کیا تو ہر
 مثل واجب ہوگا اگر فقہ میں یہ صورت بیان ہوتی کہ مہر مثل بھی دینا نہ آئے گا تو بیشک مخالفت
 حدیث ہو جاتا اگر کہیں حدیث یا لغت میں شفا کی تریف یہ آئی ہو جسمین مہر بھی کسی صورت سے
 داخل ہو تو مخالفت ہوگی یا شفا کی تریف میں حدیث اور لغت سے مہر کا ہونا ثابت ہو جب
 بھی مخالفت ہو جائے گی اس میں کوئی عاقل کیا جگہ البتہ بھی فرق کر سکتا ہے کہ ایک صورت میں مہر
 ہی اور دوسری میں مہر کی نفی ہو و نون میں فرق ہیں جو ایسی بدیہی فرق کو ایک سمجھنا اور مخالفت
 کا الزام دینا کمال سفاہت ہے یہ اب تک ہوئے منزعہ سخن سے آگاہ و لاجل و طاوۃ الابرار
 یا ان اس نکاح کی کراہیت میں ہیکو بھی کلام نہیں مگر اس کے فساد پر بھی کوئی دلیل نہیں اور
 فتح القدیر میں ہر ان متعلق النہی و النفی مستفی الشفا و مالم یؤذ فی مقصودہ
 خلق و عن الصدق و کون البصر صدقاً و تحق قائلون ان یغنی ہذا عن
 و ملصدق علیہا کثر عافلاً ثنیۃ النکاح کذلک بل یطلہ یعنی متعلق منہی اور نفی
 کا مصداق شفا ہی اور شفا کے مفہوم میں مہر سے خالی ہونا اور بضع کا مہر ہونا پایا جاتا ہے اور ہم تو
 قائل ہیں اس ماہیت کی نفی کے اور جو ہی اسے مصداق آوے پس نہیں جائز رکھتے ہم ایسے نکاح
 کو بلکہ ہم اسکو باطل جانتے ہیں انتہی **قال** مسئلہ چل نہم ہر ایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے
 کہ اگر کوئی شخص کوئی چیز پڑی ہوئی پاوے (اودہ) اگر قیمت میں کم دس درہم سے ہو تو مشہور کرے
 لوگوں میں چند روز اور اگر قیمت میں دس درہم یا دس درہم سے زیادہ ہو تو مشہور کرے لوگوں میں
 یہ سن نہ تک اور بعد ان کے کہ اس کے صحیح یہ کہ ان مقداروں میں سے لازم ایک بھی نہیں نام
اقول اگر کسی جوئی شے جو شخص اسکو پاوے اس کے مشہور کرنے میں احادیث مختلف ہیں
 کسی حدیث میں دو برس تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مشہور کرنا حکم دیا ہے چنانچہ ہیکو

فتح القدیر

مشہور کرنا

کی روایت میں یہ روایت ہے کہ عقیلہ بنت ابی انکبہ فقال اخذت صمغاً ففعلت ما فعلت وبنی علیہ
فأبنت النبي صلى الله عليه وسلم فقال عمر ففعلها حقاً ولا فعلها حقاً
أجد مني بعد ففعلها حقاً فقال عمر ففعلها حقاً ففعلها حقاً ففعلها حقاً
سودین غطفہ نے کہا کہ ملاقات کی میں نے ابی بن کعب سے پس کہا اوخون نے پائی
میں نے ایک تحصیل حسین سودینار تھے پس آیا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خدمت میں
پس فرمایا اپنے ایک سال تک اسکو مشہور کر سوشہو کیا میں نے پس نہ پایا میں نے اس
شخص کو جو اسکو بھیجے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپس فرمایا
ایک سال اور مشہور کر سوشہو دی میں نے پیش پایا میں نے انتہی اور سلام اور بخاری
اور ابو داؤد کی روایت میں تیسری مرتبہ بھی یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سال
بھر اور شہرت دو انتہی اور بعضی روایتوں میں اسی حدیث اسے بن کعب بن ایک
سال ہی فقط آیا بعضی حدیث میں مطلق تریف آئی ہو کوئی مدت معین نہیں بعضی
میں تریف بھی نہیں چنانچہ ابو داؤد میں ہے عن حابر بن عبد اللہ قال قال رسول الله صلى الله
عليه وسلم في العاصي الحبل والسوط أشباهه يلتقطه الرجل ويكتفح
یہ یعنی جلیزہ سے روایت ہے کہ کہا اوخون نے رخصت دی حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے لکڑی اور رسی اور کوڑی اور اس کے مثل کی کہ کوئی شخص اسکو اوٹھالے اور
اوسے کٹفح ہوا انتہی اور بخاری میں ہے عن انس قال قال عمر النبي صلى الله عليه وسلم
بتمزق في الطريق فقال كولا اني أخاف أن تكون من الصدقات
لا کلتھا یعنی انس رضی عنہ سے روایت ہے کہ کہا اوخون نے گذرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ایک کھجور پر راستے میں پس فرمایا اگر یہ خیال نہو تا کہ صدقہ ہو گا تو میں اسکو کھا لیتا
انتہی خیر ان چیزوں میں بوجہ کم قیمت ہونے کے تریف کی چند ان ضرورت نہیں اور
ایک حدیث میں تو ایک دینار کی واسطے بھی توفیق مذکور نہیں بلکہ مضمون حدیث سے

بخاری

بخاری

بخاری

بخاری

صفحہ ۱۷۹
ابواب و جلد اول

علوم ہوتا ہے کہ اوسین مطلق تعریف نہیں کی گئی اور ایک سال کا تو احتمال بھی نہیں ہوتا
چنانچہ ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آئے اور دونوں صاحبزادے حضرت حسنؓ و حسینؓ
رضی اللہ عنہما رو رہے تھے فرمایا کیوں رو رہے ہیں حضرت فاطمہؓ نے کہا کہ بھوک سے رو رہے ہیں
پس حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو ایک دینار بازار میں پڑا یا گھر آئے اور فاطمہؓ کو
خبر دی اونھوں نے کہا کہ فلاں یہودی کے پاس جاؤ اسکا اٹا اوس سے لیا لو پس حضرت
علیؓ کریم اللہ وجہہ اوس یہودی کے پاس آئے اور اوس دینار کا آٹا خرید کر یہودی نے کہا
تم اونکے داماد ہو جو اپنے تین اللہ کا رسول بتلاتے ہیں فرمایا ہاں کہا اوس نے کو اپنا دینا
اور آٹا لیا جو آپس حضرت علیؓ کریم اللہ وجہہ اوس آئے گو مکان میں آئے اور حضرت
فاطمہؓ سے اس امر کی اطلاع کی اونھوں نے کہا تم فلاں نے قصاب کے پاس جا کے ایک ہم
کا گوشت لیا تو آپ تشریف لے گئے اور اوس دینار کو ایک ہم کے گوشت کی عوض میں گرو
کر دیا اور گوشت لے آئے پس حضرت فاطمہؓ نے اٹا کو بڑھا اور ہانسی چڑھائی اور روٹی پکائی
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کسی شخص کو بھیجا آپس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف
لائے تو فاطمہؓ نے عرض کیا کہ میں آپ سے اس کھانے کی کیفیت بیان کرتی ہوں پس اگر آپ
اسکو حلال سمجھیں تو ہم بھی کھائیں اور آپ بھی ہمارے ساتھ کھائے یہ کھانا ایسا اور ایسا ہے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھاؤ بسم اللہ پس کھایا اونھوں نے پس وہ ہنوز اپنی جگہ پر
بیٹھے تھے کہ ایک ایک لڑکا خدا کا اور اسلام کا واسطہ دیتا ہوا دینار طلب کرنا نکلا آپس آنحضرت صلی
علیہ وسلم نے حکم دیا وہ بلا لیا اوس سے دریافت کیا تو اوسنے کہا بازار میں مجھے گریڑا تھا فرمایا اپنے
اسی علیؓ تم قصاب کے پاس جاؤ اور ہمارا نام لو کہ وہ دینار بھیج دے اور درہم تمہارا ہمارے دے دے
قصاب نے وہ دینار بھیج دیا آپس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس لڑکے کو دیر یا انتی بٹھا کر
حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تعریف نہیں کی اور کی بھی تو شاید گھڑی دو گھڑی مگر سال بھر
کسی صورت سے ثابت نہیں ہو سکتا اسی وجہ سے صاحب ہدایہ نے کہا ہے کہ صحیح یہ ہے کہ

لڑیا ہی جس جب ماننے کا انقلاب ہو جائے اور وہ شریعت ہونے لگے تو حکم اوسکا اوسوقت بشک
 خلاف اوسکے ہوگا اور وہ پکڑ لینا واسطے حفاظت اور لڑانے کے واسطے علاوہ اوسکے حدیث
 سے چھوڑ دینے کا قسط جواز نکلتا ہی وجوب نہیں نکلتا پس مخالفت کسی صورت سے نہیں
 ہو سکتی یہ آپ کے فہم کا قصور ہے جبکہ مخالف حدیث کہہ دینا آپ کا پرانا دستور ہی اس عینے کی
 عادت بد کو چھوڑ دیجئے بے سمجھ بوجھے کسی کی نکتہ گیری نہ کیجیے **سیدہ** روشتو وائس
 کہ عیب میں گر دو جو خلعہ برجن پہنچ کس مدافعت **قال** مسئلہ پنجاہ ویکم ہایہ وغیرہ فقہ
 کی کتابوں میں لکھا ہے کہ پڑی ہوئی چیز کو اگر غنی نے اوٹھا لیا تو اوسکو اپنے کام میں لانا اوسکا
 درست نہیں **الحاقول** اگر اس حدیث کے یہ معنی ہوں گے کہ بعد ایک سال کے وہ شخص
 مالک ہو جاتا ہے خواہ غنی ہو خواہ فقیر تو ہماری کی حدیثوں میں تناقض واقع ہوگا کیوں کہ ہماری
 میں روایت ہے کہ ایک شخص نے نقطہ کا مسئلہ پوچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک
 سال تک یہ کر پھر اوسکو خرچ کر لے پھر اگر مالک اوسکا آوے اوسکو وہ شہادہ کر دے اتنے
 اور مسلم کی روایت میں ہے پس خرچ کر لے اور چاہے کہ وہ شہادہ نہ کرے نہ نزدیک تیرے
 پس اگر مالک اوسکا کسی دن آوے تو ادا کر دے اوسکو انتہائی دنوں میں کی حدیثوں سے معلوم
 ہوا کہ وہ شہادہ اس کے پاس امانت ہوتی ہے حیثیت طالب اسکا آوے فوراً دیدے اگر خرچ ہو گیا
 کرے تو بھی نہیں گوارہ شمس دس بارہ سال کے بعد آوے اور مستند بازار اور دارقطنی میں یہ کہان
 جاء صاحبہ فلیؤدہ الیہ وان لم یأت فلیتصدق بہ فان جاء فلیتصدق بہ
 الآخرین الذین لہ یعنی پس اگر آوے مالک اوسکا پس چاہے کہ دیدے اوسکو اور اگر
 آوے پس مناسب ہے کہ صدقہ کر دے اوسکو پھر اگر آ جاوے تو اوسکو اختیار ہے خواہ ثواب لے
 خواہ شہادہ انتہی اسبوجہ سے حنفیہ کہتے ہیں کہ غنی کو بطور ملک اوسکا خرچ کر لینا نہیں چاہیے
 البتہ اگر محتاج ہو خرچ کر لے ورنہ دوسرے شخص کو جو محتاج ہو اوسکو تصدق کرے اور صدقہ
 بالاجل فقیر کے واسطے ہوتا ہے اور کسی حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ جنگو آنحضرت صلی اللہ

جہاں سے منقول ہے
 نہایت درست و دوام
 کتب خانہ منقولہ

فتح القدر علیہ السلام

علیہ وسلم نے اجازت دی تھی وہ غنی تھے اس لیے جو سے علامہ زبیری نے لکھا ہے کہ ابی بن کعب کی
 حدیث بحت میں جو سکتی اس لیے کہ حکایت حال تو بابر نے کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے
 فقر کو معلوم کر لیا ہو یا تو قرض کی وجہ سے یا بوجہ کمی مال کے یا اپنے منفعہ ہونیکا اذن فرمایا ہو یہ ہمارے
 نزدیک بھی جائز ہو یا نام کو کہ بطور قرض دیدے اور یہ بھی احتمال ہے کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معلوم
 کر لیا ہو کہ یہ مال کسی کافر حرن کا ہی ملک نہ ظاہر بھی ہو اس لیے کہ دار الاسلام میں اس وقت وسعت نہ
 تھی اور اگر کسی مسلمان کا مال ہوتا تو نہ پوشیدہ نہ رہتا اتنے پھر قرآن شریف میں بھی آیا ہو کہ لا تَقْرُبُوا
 اَمْوَالَ الْكَافِرِ بِالْبَاطِلِ یعنی نہ کھاجاؤ مال ایک دوسرے کا باطل سے اتنے پس حدیث اور قرآن سے
 ثابت ہو گیا کہ غنی اور صاحب نصاب کو تلگا کسی کا مال کھانا نہیں چاہیے بلکہ امام اگر اجازت بھی دے
 تو اس کو صرف کرے مگر اس کے ذمے وہ شور ہے گی جب مالک آویگا دینی پڑے گی اور فقیر کے واسطے
 صحتہ بالاجماع ثابت ہے یہ حدیث میں بھی اس کی تائیدی پس خفنیہ کے طور پر تطبیق میں الاحادیث
 خوب ہو جائے گی اور آپ کے مسلک پر صورت رفع تناقض کی بن نہ آوے گی یہ سوچے تو پھر ہرگز
 یہ کیجیے مرنے میں نامل بگفتار دوم **قال** مسئلہ پنجاہ و دوم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے
 کہ جو شخص درخت پر سے میوہ چراوے اس کا ہاتھ کاٹنا واجب نہیں اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے
 سو امام اعظم نے اس مسئلے میں خلاف کیا ہے بھی عمرو بن شیبہ کے اس حدیث کا جو کہ مسئلہ جہل
 و نہم میں ابو داؤد اور نسائی کی روایت سے قریب گزرے **اقول** مسئلہ ہدایہ کا تو یہ ہے جو
 شبنم درخت پر سے میوہ چراوے تو ہاتھ کاٹنا اس کا نہ کاٹنا جاوے اور اگر جرین سے چراوے تو
 ہاتھ کاٹنا جاوے سے معترض صاحب ہدایہ کی اول صورت لکھی اور اس کو حدیث جرین کے
 مخالفانہ امام حیران ہیں کہ معترض صاحب کے کچھ دماغ میں بوجہ پہانہ سارا کے خلل آگیا
 باروز ازل سے یہ روایت اور کجی نہیں کی ان کے حصے میں آئی ہو غیر کا مقام ہو کہ عدم قطع متروک حدیث
 میں ہو مگر لکن جرین میں جو قطع حدیث میں وارد ہو اسی وجہ میں تو ہدایہ میں بھی قطع یہ لکھا ہے
 اس میں تو ظاہر ہی مخالفت بھی نہ تھی جو معترض صاحب طعن کیا دعوا کچھ کرتے ہیں اور دلیل کچھ لائے

میں اونکے دعو اور دلیل میں بہت مطلق نہیں مگر ان جاہل ان پڑھ لوگوں کے بہکانے والے ایک
 مسئلہ اور ایک حدیث بمقابلہ اسکے کافی ہے غالباً متعرض صاحب نے سو مسائل کی منت مانی ہے اس
 انھوں نے واسطے ایسا ہی نذر کے ہدایے کا مسئلہ تو درخت سے سرقہ کا لکھا اور اسکو مخالف
 اس حدیث کے بتلایا جس میں لفظ جرین ہی یعنی اگر جرین سے جسکا ترجمہ متعرض صاحب نے لکھا ہے کہ
 میوہ چرایا جاوے تو ہاتھ لٹکیا گم ہو جیتے ہیں کہ کیا درخت پر سے میوہ لیا۔۔۔ کہلیان ایک
 شے ہے جو مخالفت حدیث لازم آوے۔۔۔ برین عقل و دانش بایک گریست آخر سو مسلمانوں کا
 التزام بھی تو ضروری وہ کیونکر ہو سکتا ہو اوکو کسی کسی طرح پورا کرنا چاہیے خفیہ کے نزدیک
 جرین سے اگر چرائے گا تو بیشک ہاتھ کاٹا جائے گا البتہ درخت پر سے چرانے میں قطع نہیں
 چنانچہ ابو داؤد میں رافع بن خدیج کی روایت سے حدیث آئی ہے اِنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا قَطْعَ فِي نَخْلٍ يَعْنِي تَحْقِيقَ اَوْ نَحْوِهَا فِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
 وَسَلَّمَ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سنا ہے کہ نہ مائے تختہ نہیں قطع ہے بھل میں انہی اور شر کے معنی قاتلوں میں تحمل الشجر
 کے لکھے ہیں یعنی وہ بھل جو درخت میں لٹکا ہو پھر خفیہ نے کیا تصور کیا جو حدیث کے موافق کہ آیا وہ
 جرین تو وہ جگہ جہاں کھجوریں وغیرہ خشک کرنے کے واسطے جمع کی جاتی ہیں اوسمیں قطع بدیہ
 چنانچہ بدیہ میں لکھا ہے وَالَّذِي يُؤَدِّيهِ الْجَوْنُ فِي عَادَتِهِ هُوَ الْيَابِسُ مِنَ الشَّجَرِ
 وَفِيهِ الْقَطْعُ يَعْنِي وَهُوَ جَسَدُ جَرِينٍ تَحْكُمُ اَوَّلُ عَادَتِهِ مِنْ وَهُوَ شَكَّ بَهْلٍ هُوَ تَاهٍ اَوْ سَمَرٍ
 قطع بدیہ انہی غرض کسی فقہ کی کتاب سے ثابت نہیں ہوتا کہ جرین سے چوری کرنے میں ہاتھ
 نہ کاٹا جائے بلکہ درخت پر سے چوری کرنے میں قطع نہیں اوسکی سند میں ابو داؤد کی حدیث بھی
 نے لکھی ہے اس موافق حدیث کے یہی مسئلہ ہے دوسری جو صورت یعنی مخالف پڑے گی اور وہ
 اوسکی یہ کہ جرین محفوظ ہوتا ہے اور درخت محفوظ نہیں ہوتا اس لیے سرقہ اوسمیں صادق آتا ہے اور
 اس میں نہیں آتا پس متعرض صاحب کی سمجھ کا پھیر تھا کہ سیدھی بات کو اولٹا سمجھ گئے ہدایے میں
 تو کوئی وجہ مخالفت کی نہ تھی نہ بدستوری واسطے انھو اسے عوام کے یہ بھی لکھ دیا اسے گھٹنا

ابو داؤد و صحیح
 مسلم و ترمذی

ابو داؤد و صحیح
 مسلم و ترمذی

ابو داؤد و صحیح
 مسلم و ترمذی

پھوٹے انکھ کون پوچھتا ہے؟ چہ خوش گفت ست سعدی در زبانیہ! کیا ایٹھا الشافعی
 آخر کا ساؤ ناؤ لکھا؟ **قال** مسئلہ بجاہ و سوم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ حکم تیری
 ہوئی چیز کے اوٹھا نیکا حل اور حرم کا برابر ہو اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم نے اس مسئلہ میں
 خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو کہ مسلم میں روایت ہے عبد الرحمن بن عثمان تیری سے کہ کہ رسول خدا
 صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا حاجیوں کی گرہ کی ہوئی چیز کے لینے سے **اقول** امام نووی نے شرح
 مسلم میں لکھا ہے قولہ نہی عن لفطۃ الحاجر یعنی عن التی قاطعہا للثلاث واما
 التی قاطعہا للحنظۃ فقط فلا منع منه وقد اوضحہا صلی اللہ علیہ وسلم فی قولہ
 صلی اللہ علیہ وسلم فی الحدیث الآخرہ کا کج حال لفظ تھا کہ لا یستند یعنی قول اسی کا
 کہ ممانعت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاجیوں کے نقطہ سے مراد اس سے اوٹھا لینا اس کا
 واسطے مالک ہونے کے ہی لیکن اوٹھا نا اس کا فقط واسطے حفاظت کے سو نہیں ممانعت اس میں
 اور تحقیق واضح کر دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنے قول میں جو دوسری حدیث میں
 وارد ہے کہ نہیں حلال ہے نقطہ کے کلمہ واسطے شہرت دینے والے کے انتہی اور یہ صحیحین میں موجود
 ہے اور علامہ ابن عمام نے اس حدیث صحیحین سے اول استدلال کر کے دلیل عقلی یہ لکھی ہے کہ اس زمانے
 میں حاجیوں کی گرہ کی ہوئی چیز واسطے تحریت لکھا اوٹھا لینا جیسا کہ یونکہ چوری کے مرتکب بہر حال
 کئی ہو اور جب احکام کے مشروریت باعتبار کسی شرط کے پائی جائے پھر بر تقدیر مشروعیت اس کے
 نے ضد اس کی کسی مسئلہ کو متضمن پائی جائے تو اس حکم کا انقطاع معلوم ہو گا برخلاف ان چیزوں کے جو
 کسی سبب سے جاری ہوئیں اور اس کے باقی رہنے میں منفسد نہ ہو جیسے طواف میں رمل اور
 اعتصام واسطے اطراف شجاعت کے اتنے اس قدر معلوم ہو گا کہ دوسری حدیث صحیحین کی اس
 حدیث کی منفسد واقع ہوئی ہے پس حاجیوں کا نقطہ واسطے حفاظت کے اوٹھا ناجائز ہو اخصاً
 اجمالاً تو مکہ معظمہ میں چوری کا ایسا شیوع ہے کہ اگر من الشمس ہے کہ یہ کام وہاں کے اہل اعتبار
 اور غرناہ اور اراذل قوم کا ہے شرف اس فعل سے محفوظ ہیں مگر حجاج تو بیچارے بنگلی چوری ہو جاتی ہیں

گفت کہ یہ نصرت نہیں امام

ابن عمام

ح

ح القاری

سہ جتے رجائے نہیں اور ادا علی کاں حج بوجہ غلغلی کے اوپر دشوار ہو جاتا ہے اگر کوئی اس وقت
 اوکھی جیانی اور ٹھاکر شہو کر وادراونکو بلجاوے تو یہ بات عمدہ اور موافق حدیث صحیحین کے ہوگی
 یا یہ امر اچھا ہے کہ اسکو ویسے ہی چھوڑ دے اور کوئی سارق اسکو اٹھالے ہو تو نقل اور
 عقل سے اٹھاؤٹھا لینا بہتر معلوم ہوتا ہے نہایت صحیحین کی حدیث میں خود اسکی تصریح ہے کہ صرف کو اٹھا
 لینا چاہیے پھر عمر اس مخالفت کیسا بغیر دیکھے کتب حدیث کے اعتراض کر دینا اپنے اوپر
 الزام لینا ہے ہر کارے کہ عاقل کہ باز آید پشیمانی **قال** مسئلہ پنجاہ و چارم ہادیہ و
 فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ جو شخص دس درہم ہون کی قیمت سے کم قیمت کی چیز چوری کرے اسکا
 ہاتھ نہ کاٹنا چاہیے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم نے اس مسئلے میں خلاف کیا ہے
 ان میں حدیثوں کا انحراف **اقول** جاننا چاہیے کہ دھال کی قیمت میں اختلاف ہی بعض قائل
 ہیں کہ قیمت اسکی تین درہم تھی اور بعض دس درہم بتلائے ہیں چنانچہ دو قسم کی حدیثیں وارد
 ہوئی ہیں مگر دس درہم میں کسی کا بھی خلاف نہیں اس لیے حدود میں اکثر دس درہم لیے تاکہ شبہ
 جس سے حدود ساقط ہو جائے ہیں نہ ہی ابو داؤد میں ہے عن ابن عباس قال قطع رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سید سرجلی فی حجۃ قیمتہ دیناراً و عتشر فکرم
 یعنی ابن عباس رضی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کا ہاتھ بوجہ سیر کے
 جسکی قیمت ایک دینار یا دس درہم تھی کاٹا انتہی اور نسائی میں ہے عن ابن عباس قال لم یقطع
 تقطع الید علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا فی ثمن الحج و
 قیمتہ یومئذ دینار یعنی ابن عباس رضی سے روایت ہے کہ انھوں نے زمین ہاتھ کاٹا جاتا
 تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مگر ایک دھال کی قیمت میں اور قیمت اسکی قیمت
 ایک دینار تھی انتہی اور ترمذی میں ہے کہ قد روى عن ابن مسعود أنه قال لا قطع
 الا فی دینار او عتشر فکرم اھو یعنی تحقیق روایت کی گئی ہے ابن مسعود سے کہ فرمایا
 انھوں نے زمین قطع ہو مگر ایک دینار میں یا دس درہم ہون میں انتہی اور دوسری روایت نسائی

ابو داؤد ابی یوسف علیہ السلام

نسائی ابی یوسف علیہ السلام

ترمذی ابی یوسف علیہ السلام

مسلم ابی یوسف علیہ السلام

ابن ماجہ ابی یوسف علیہ السلام

نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے کی یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رہنے
 میں دس درہم تھے انتہی اور بیسویں روایت نسائی کی عطا سے ہر قال کذنی ما یقطع
 فیہ ثمن الجبن و ثمن الجبن عشرۃ کہ سنا ہے یعنی کہا انھوں نے ادنیٰ اسکا جس میں
 ہاتھ کاٹا جاتا ہر قیمت سہری اور قیمت مصالح کی دس درہم ہیں انتہی اسی قسم کی روایت ابن ابی
 اور سند ابی حنیفہ و طبرانی اور سند امام احمد و عبد الرزاق اور مصنف ابن ابی شیبہ میں کی
 ہیں اور شطاسی امام محمد میں ہے قال اهل العراق لا تقطع البدن فی اقل من عشرۃ
 درہم و رواہ اذ لک عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم و عن عمر و عن عثمان و
 عن علی و عن عبد اللہ بن مسعود و عن غیر واحد فاذا اختلفوا فی
 الحد و حد فیہا بالثقل یعنی اور کہا اہل عراق نے نہ کاٹا جاسے ہاتھ کہ دس درہم سے
 اور روایت کیا انھوں نے اسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور عمر سے اور عثمان اور علی
 سے اور عبد اللہ بن مسعود سے اور بہتوں سے پس جبکہ حدود میں اختلاف ہو تو جو امر حد و دین
 احوط ہو اسکو اخذ کرنا چاہیے انتہی و فتح القدیر میں یہ کہ ابن خضر نے امام محمد کے واسطے سے جو
 حدیث روایت امام صاحب سے کی یہ کہ دس درہم سے کم میں ہاتھ نہ کاٹا جاسے یہ حدیث متصل
 اور مرفوع ہے اور اگر موقوف ہو تو بھی اس کے واسطے حکم مرفوع ہونیکا ہی کہ نہ مقدار شرعی میں
 عقل کو کچھ دخل نہیں پس موقوف بھی مرفوع کا حکم رکھتی ہے انتہی اور ربیعہ کی جو مشن صاحب
 نے حدیث نقل کی ہو شاید بیضی کے معنی ادا سے کے سمجھے ہیں یہ تو سوا بعض ظاہر کے کسی
 بھی مذہب نہیں ورنہ جمہور کے نزدیک دس اور تین میں حکم دائر ہو بیضی کے معنی خود
 کے لیتے ہیں ایسے ہی بعض روایتوں میں جبل کا لفظ بھی آیا ہے اسکی تفسیر خود اعمش نے
 جو راوی اس حدیث کے ہیں کہ وہی ہر قرات من الجبال ما یکساوی عشرۃ کہ
 یعنی تحقیق بعضے ربیان دس درہم کی قیمت رکھتے ہیں انتہی خلاصہ تمام تقریر و کالیہ
 کہ دس درہم کی حد میں کسی کا اختلاف نہیں اور کم میں صحابہ کا اختلاف ہے چنانچہ مذکور ہوا ہے

۱۰
 ۱۱
 ۱۲
 ۱۳
 ۱۴
 ۱۵
 ۱۶
 ۱۷
 ۱۸
 ۱۹
 ۲۰
 ۲۱
 ۲۲
 ۲۳
 ۲۴
 ۲۵
 ۲۶
 ۲۷
 ۲۸
 ۲۹
 ۳۰
 ۳۱
 ۳۲
 ۳۳
 ۳۴
 ۳۵
 ۳۶
 ۳۷
 ۳۸
 ۳۹
 ۴۰
 ۴۱
 ۴۲
 ۴۳
 ۴۴
 ۴۵
 ۴۶
 ۴۷
 ۴۸
 ۴۹
 ۵۰

۱۰
 ۱۱
 ۱۲
 ۱۳
 ۱۴
 ۱۵
 ۱۶
 ۱۷
 ۱۸
 ۱۹
 ۲۰
 ۲۱
 ۲۲
 ۲۳
 ۲۴
 ۲۵
 ۲۶
 ۲۷
 ۲۸
 ۲۹
 ۳۰
 ۳۱
 ۳۲
 ۳۳
 ۳۴
 ۳۵
 ۳۶
 ۳۷
 ۳۸
 ۳۹
 ۴۰
 ۴۱
 ۴۲
 ۴۳
 ۴۴
 ۴۵
 ۴۶
 ۴۷
 ۴۸
 ۴۹
 ۵۰

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک لڑکا لایا گیا اوس نے کپڑے پر پیشاب کر دیا اپنے پانی
 منگوایا پس بہایا اوسکو کپڑے پر منتھی اور شرح معانی الآثار میں ہے عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ
 كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْتِي بِالصِّبْيَانِ فَيَدْعُوهُمَا فَاتِيَةً
 بِصَبِيٍّ مَرَّةً ثُمَّ يَقَالُ فَقَالَ صَبُّوا عَلَيَّ الْمَاءَ صَبًّا يَعْنِي عَائِشَةُ مِنْهُ مَرَّةً مَرَّةً
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خدمت میں لڑکے لائے جاتے تھے پس آپ اونکو واسطے دعا
 فرماتے تھے پس ایک بار ایک لڑکا لایا گیا اوس نے پیشاب کر دیا پس فرمایا اپنے اسے خوب پانی
 ڈال دو اتمے اور دوسری روایت میں ہے وَاتَّبَعَهُ الْمَاءُ يَعْنِي اسے پانی بہا دیا اتمے پس
 ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ نضح کے معنی پانی ڈالنے کے ہیں چنانچہ شرح معانی الآثار میں
 لِكَمَا مَرَّ قُلُوبُ الْمَاءِ حِكْمُهُ حُكْمُ الْغُسْلِ الْأَنْزَلِيَّ كَانَ جَلًّا لَوْ أَصَابَتْ تَوْبَةً عَذَابَهُ
 فَاتَّبَعَهَا الْمَاءُ حَتَّى ذَهَبَ بِهَا فَإِنَّ تَوْبَةً قَدْ طَهَّرَتْ عَنْ أَمِّ الْفَضْلِ فَقُلْتُ يَا
 رَسُولَ اللَّهِ اعْطِنِي إِسْرَافًا غَسَلَهُ قَالَ إِنَّهَا بَصَبْتُ عَلَى بَوْلِ الْغُلَامِ وَغُسِلَ
 مِنْ بَوْلِ الْبَحَارِ يَهْدِيَهُ أَمُّ الْفَضْلِ فِي حَدِيثِهَا هَذَا إِنَّهَا بَصَبْتُ عَلَى بَوْلِ
 الْغُلَامِ فِي حَدِيثِهَا الَّذِي ذَكَرْتَاهُ فِي الْفَصْلِ الْأَوَّلِ إِنَّهَا بَصَبَتْ مِنْ بَوْلِ الْغُلَامِ
 فَتَبَّتْ أَنَّ النَّصْبَ الَّذِي أَسْرَافِيَهُ فِي الْحَدِيثِ الْأَوَّلِ هُوَ الصَّبُّ الْمَذْكُورُ هُنَا
 لَا يَصْنَعُهُ الْأَكْثَرُ إِنِ تَبَّتْ بِهَذِهِ الْأَتَارِ أَنَّ حُكْمَ بَوْلِ الْغُلَامِ هُوَ الْغُسْلُ لَا
 أَنَّ ذَلِكَ الْغُسْلَ يُجْزِي مِنْهُ الصَّبُّ فَذَلِكَ ذَلِكَ أَنَّ النَّصْبَ عِنْدَهُمْ هُوَ
 الصَّبُّ وَهَذَا اقْوَالُ أَبِي حَنِيفَةَ وَأَبِي يُوسُفَ وَحُجَّانٍ يَعْنِي بِنَايَانِي كَالْحَكَمِ كَمَا
 حَكَمَ وَمَنْ يَكَا هِيَ كَيْدَانِيْنِ مَعْلُومٌ كَأَنَّ كَيْسِي شَخْصٌ كَيْسِي كَيْسِي كَيْسِي كَيْسِي كَيْسِي كَيْسِي
 اوسیر الدے یہاں تک کہ وہ نجاست زائل ہو جائے پس تحقیق کپڑا اوسکا پاک
 ہے گا اور ام فضل سے روایت ہے پس کہ امین نے یا رسول اللہ اپنا مقبضہ محکمہ چمکے
 اور سے دھو وں فرمایا پانی ڈالا جاتا ہوا لڑکے کے پیشاب بہا اور دھویا جاتا ہی پیشاب لڑکے کا

میری ام الفضل میں جنسہ یہ روایت ہی اور انہیں کی حدیث میں جو پہلی فصل میں مذکور ہوئی نفع
 کا لفظ ہی سنا بہت ہوا کہ اول حدیث میں نفع سے مراد پانی ڈالنا ہی تھا کہ دونوں حدیثیں متضاد
 نہ ہو جائیں پس ان تمام حدیثوں سے ثابت ہوا کہ لڑکے کے پیشاب کا حکم بھی دھونیکا ہی مگر اس
 دھونے کو فقط پانی ڈالنا کافی ہو جاتا ہے پس لالت کی اسے کہ نفع نزدیک اونکے یعنی صحنہ
 پانی ڈالنے کے ہی اور یہی مذہب امام صاحب اور امام ابو یوسف اور امام حنفی کا ہی انتہی بالمختصا
 پس یہ مضمون مخالف حدیث شریف کے کہاں ہوا نے مجھے بوجھا اعتراض کر دیا مگر حق کو
 بدینچینا کام ہی عاقل و کانان قلوب کا ہے خاصہ ہر چند دو ولیک یعنی رسد و سعی سودی نہ پہنچ
 نہواستعداد **قال** مسئلہ پنجاہ و شتم ہادیہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہی کہ اونٹ کا پیشاب
 پینا دوا کے لیے بھی حلال نہیں اور یہ مذہب امام غزالی کا ہی سو امام اعظم نے اس مسئلے میں خلاف
 کیا ہی اس حدیث کا جو بخاری اور ترمذی میں روایت ہی انس سے کہ اے لوگ عونیہ میں سے
 مینے میں نزدیک پیڑ خند اصلی الصلی علیہ وسلم کے پس ناموافق ہوئی اونکو ہوا بدیت کہ رسول اللہ
 عیسا اونکو پیڑ خند اصلی الصلی علیہ وسلم نے پیچ اونٹوں صدقات کے اور فرمایا اونکو پیو و دھواؤ کا
 اور پیشاب اونکا **اقول** اس حدیث سے خود معلوم ہوتا ہی کہ ضرورت اول کو اجازت ہی
 اسکا امام صاحب بھی انکار نہیں کرتے بلکہ ضرورت میں تو امام صاحب کے نزدیک قطعی حرام
 بھی مساجد ہو جاتا ہی مثلاً کوئی شخص حالت اضطرار میں ہر دار کا گھونٹ کھائے یا نہایت تشنگی میں
 یا حلق میں لقمہ بچھنسن جائے بشرطیکہ حلال شے میں نہ تو شراب کے گھونٹ سے رفع تشنگی کرے
 یا لقمہ او مارے مساجد ہی اور بلا ضرورت بطور دوا کے پیشاب پینا جائز نہیں جیسا کہ رسول اللہ
 صلی علیہ وسلم کو ضرورت معلوم ہو گئی تھی اگر کسی شخص کو معلوم ہو جائے تو کیا مضائقہ ہی البتہ اگر
 کسی حدیث سے یہ ثابت ہو جائے کہ آنحضرت صلی علیہ وسلم نے بلا ضرورت بھی پیشاب
 پیا یا ہی تو اسوقت امام ابو حنیفہ کا مسئلہ مخالف ہو جائے گا اور یہ امر حدیث سے ثابت ہونا
 محال ہی پس مخالفت حدیث بھی محال ہوگی شرح معانی الآثار میں **وقالوا انما**

حدیث میں
 مساجد
 پینا
 حرام
 ہے

نَحْسَهُ وَحُكْمَهَا حُكْمُ دِمَارِهَا لَا حُكْمُ الْبَانِيهَا وَتُحْمُومُهَا وَقَالُوا مَا كَارَ وَتُحْمُومُهَا
 فِي حَدِيثِ التَّحْرِيمَيْنِ فَذَلِكَ لِمَا كَانَ لِلضَّرِّ وَرَوَيْتُ عَائِشَةَ فِي ذَلِكَ خَبِيرٌ
 أَنَّهُ مُبَاحٌ فِي غَيْرِ الضَّرِّ وَكَذَلِكَ نَأْفِدُ كَأَيُّهَا أَشْيَاءُ أُبْجَتْ فِي الضَّرِّ وَكَرِهَتْ
 وَكَوْنُهَا فِي غَيْرِ الضَّرِّ وَرَوَيْتُ فِيهَا لَا نَأْفِدُ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ
 وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ شَكَوَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقُمَّلَ
 فَرَفَّضَ لَهُمَا فِي قَبِيصِ الْحَرْبِ فِي عَيْنِ الْأَعْمَى قَالَ أَنَسٌ فَرَأَيْتُ عَلَى كُلِّ
 وَاحِدٍ مِنْهُمَا قَيْصًا فَقَدْ أَسْأَلُوا اللَّهَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَبَّاحَ الْحَرْبِ
 لَيْسَ بِأَحَدٍ لَلنَّاسِ مِنَ الرِّجَالِ لِلْحِلَّةِ الَّتِي كَانَتْ لِنَ أَبِيهِ ذَلِكَ فَكَانَ ذَلِكَ مِنْ
 عِلَاجِهَا وَكَوْنُهَا فِي إِبَاحَتِهِ ذَلِكَ لَهُمْ لِلْحِلَّةِ الَّتِي كَانَتْ بِهِمْ مَأْيِدُهَا
 أَنَّ تِلْكَ كَانَتْ مُبَاحًا فِي غَيْرِ تِلْكَ الْعِلَّةِ فَكَذَلِكَ أَيْضًا مَا أَلَحَّهَ رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْعَرَبَيْنِ لِلْعِلَّةِ الَّتِي كَانَتْ بِهِمْ فَلَسْنَا فِي إِبَاحَتِهِ
 ذَلِكَ لَهُمْ كَرِئْلُ أَنَّ تِلْكَ كَانَتْ مُبَاحًا فِي غَيْرِ تِلْكَ الْعِلَّةِ يَنْبَغِي كَمَا أَوْصَحْنَا
 نَحْنُ كَمَا مِشَابِ أَوْثَ كَمَا نَآكُ مِأُورِ حُكْمِ أَوْسَا حُكْمُ نَوْنِ أَوْسَا كَمَا هِيَ حُكْمُ دَوْرُكََا أَوْرُكَوْثَ كَا أَوْرُ
 كَمَا أَوْصَحْنَا نَحْنُ لَيْكِنَ وَهَ حَدِيثِ غَرَنِينَ كِي جَوْتَمُ نَحْنُ بِيَانِ كِي بِسَ يَهُ تَوْبُوجُهُ ضَرُورَاتِ كِي تَحَا
 اس مِّنَ اس رَا حُرُكَ دَلِيلِ نَحْنِ كِي وَهَ بِلَا ضَرُورَاتِ بِسَ مِبَاحِ يَهُ كِي وَنُكُلُهُ بَسْتِ أَشْيَاءُ دِيكْتِي هِي كِي وَهَ
 ضَرُورَاتِ مِبَاحِ كِي مِئِي هِي أَوْرُ بِلَا ضَرُورَاتِ مِبَاحِ نَحْنِ هِي أَوْرُ أَوْسَمِينَ أَحَادِيثِ حُرُومِي هِي جَنَابِ
 انْفِصَالِ رَا دِيْتِ هِي كِي زَبِيرِهُ أَوْرُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بِهِي مِئِي حَوْفِ نَحْنُ نَحْنُ صَالِي السُّلَامِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 جَوْنِ كِي شَكَايَتِ كِي أَپُ نَحْنُ زَبِيرِهُ كَا كَرِي نَحْنُ كِي وَنُكُلُهُ مِئِي أَجَانَتِ فَرَا مِئِي أَوْرُ انْفِصَالِ كِي هِي
 كِي مِئِي نَحْنُ دَوْنُونِ كُو كَرَا حُرُوبِ كَا چُخْنِي دِيكْتِي هِي كِي رَسُوْلُ السُّلَامِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْنُ نَحْنُ كُو كَرِي نَحْنُ
 مِبَاحِ كِي تَحَا سَوْبَسَبَبِ أَوْ نَحْنُ خَارِشِ كِي تَحَا بِسَ يَهُ عِلَاجِ أَوْسَا هُوَ أَوْرُ اس كِي رَا
 عِلَّتِ سَوْبَسَبَبِ أَوْ نَحْنُ مِبَاحِ كِي مِئِي دَلِيلِ نَحْنِ هُوَ سَكْتِي كِي سَوَا اَوْسَا بِمِآرِي كِي

بھی مسلح ہو گیا ہی اس پر جو کہ عزمین کے واسطے اپنے مسلح کی تھی بوجہ بیمار یوں اون کی کشتی
 پس اون کے واسطے مسلح ہونے میں یہ دلیل نہیں ہو سکتی کہ سوا اون بیمار یوں کے اور میں بھی
 جائز تھا انتہی اور پیشاب کی حرمت میں حدیث وار وہی **اِسْتَنْزِھُوْا عَنِ الْبَوْلِ فَاِنَّ**
صَامَةً عَلٰی اَبِ الْقَبْرِ مِثْلَ یعنی بچا کر پیشاب سے اس سے کہ تحقیق عام عذاب
 قبر کا اوس سے ہوتا ہے انتہی اور علامہ ابن جام نے فتح القدیر میں لکھا ہے کہ اس حدیث کو
 حاکم نے ابو ہریرہ کی روایت سے نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ ابو ہریرہ شیعہ تھے انتہی اور
 علامہ عینی نے لکھا ہے **لَا تَلْبَسُ الْبَوْلَ حُلًّا بِالْاَلِفِ وَالْکَا مِثْلُ جَمِيعِ الْبَوْلِ**
 یعنی اس کے لفظ بول پر الف لام داخل ہے پس تمام پیشابوں کو مشتمل ہو گا انتہی حاصل کلام ہے
 کہ حدیث عزمین سے حلت اور طہارت اوسکی ثابت نہ ہوئی پس اس حدیث سے کہ تمام ابدال
 کو شامل ہے حرمت اوسکی ثابت ہے پس دونوں حدیثوں میں تعارض بھی نہ ہو کہ بوجہ ضرورت
 اباحت اوسکی مقتضی نہیں کہ بلا ضرورت بھی جائز نہ ہو جو سے ورنہ دونوں حدیثوں میں تعارض صریح
 ہو جاوے گا اور علامہ اکمل نے لکھا ہے کہ بعضوں نے کہا ہے یہ حدیث مانعہ مشکلیہ کے منسوخ
 ہے لہذا صریح اسکی علامہ عینی نے شرح ہدایہ میں کی ہے پس امام صاحب نے اگر بلا نہ ورت
 بھی حرمت بیان کی تو کیا خلاف ہو معترض صاحب صرف اعتراض کر دیا جانتے ہیں اور
 کچھ فہمی سے سید سا مطلب بھی اوکی سمجھ میں نہیں آتا کہ کچھ رابطہ کیا نہ تو ان راستہ کو
 کی تر توان ساختن از چوب کمانا **قَالَ** مسئلہ پنجاہ و ہفتم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں
 لکھا ہے کہ کتے کے جھوٹے برتن کو تین بار دھونا چاہیے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سوا امام
 اعظم نے اس مسئلہ میں خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو کہ بخاری اور مسلم میں روایت ہے حضرت
 ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ پیہ کہا
 بیچ باسن ایک تھارے کے پر چاہیے کہ دھو دھوے اوسکو شات بائو و مسلح کی ایک روایت میں
 یوں ہے کہ کہا پاکی باسن ایک تھارے کی جسوقت کہ پی جاوے اوس میں کشا یہ ہے کہ دھوے

فتح القدیر

عینی

اوسکو سات بار پہلا اؤ کا ساتھ مٹی کے **افقار** بتایہ شرح ہایہ میں ہے کہ دارقطنی نے

ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دھویا جاوے برتن کتے

کے مونہ ڈالنے سے تین بار یا پانچ بار یا سات بار او ابن عدی نے کامل میں ابو ہریرہ سے

مرفوع روایت کی ہے کہ جسوقت کتا کسی کے برتن میں مونہ ڈال دے پس چاہیے کہ اوسکو خالی

کرے اور تین بار دھو ڈالے اور دارقطنی نے اسی حدیث کو سند صحیح سے ابو ہریرہ سے روایت کی

ہے کہ جب کتا برتن میں مونہ ڈال دے پس خالی کر دو اوسکو اور برتن کو تین بار دھو ڈالو اور طحاوی

نے بھی اسکو اسناد صحیح سے روایت کیا ہے اور عبد الرزاق نے ابنی مصنف میں معمر سے روایت

کی ہے کہ زہری سے سوال کیا گیا کہ کتا برتن میں مونہ ڈال دے یا نہیں بار دھو ڈالاجاے

پس زہری کے نزدیک اگر سات بار کا منسوخ ہونا ثابت ہوتا تو وہ فتواندے تھے جو ابو ہریرہ سے

دیا ہے اسوجہ سے امام صاحب کہتے ہیں کہ تین بار دھویا جاوے پس ابن حزم کس طرح کہتے ہیں کہ

تین بار دھونا کسی صحابی سے مروی نہیں انتہی اور فتح القدیر میں ہی مذہب ابو ہریرہ سے تین بار

ثابت ہونا قرینہ اس امر کا ہے کہ مرفوع حدیث یعنی تین بار دھونے کی راوی ضعیف نے تحبیک

بیان کی ہے اور اسوقت سات بار کی حدیث کے معارض ہو جاوے گی اور اس پر ترجیح

دیجائے گی کیونکہ سات بار کی حدیث مقدم معلوم ہوتی ہے اسلئے کہ جسوقت کتوں کے احکام

میں شدت کیجاتی ہے بیان تک کہ حکم اوٹنے قتل کا دے دیا تھا یہ سات بار دھونے کی تشدید

اسوقت کے مناسب ہے اور اسکا منسوخ ہونا ثابت ہے پس یہ احادیث مرفوع جو ابو ہریرہ

کی حدیث سے تائید یافتہ ہیں سات بار کی حدیث پر عمل میں مقدم ہوں گے پس سات بار کی

حدیث ابتدا پر حمل کیجاوے گی اور اگر اس مرفوع حدیث کو بالکل ترک بھی کر دیا جاوے تو بھی

ابو ہریرہ کا مخالف سات بار کی حدیث (حال آنکہ وہی راوی اس کے بھی نہیں عمل کرنا کہایت

کرنا ہے کیونکہ محال ہے کہ وہ قطعی حدیث کو اپنی راے سے چھوڑ دین اور وجہ اوسکی یہ ہے کہ خبر

کی ظہنیت باعتبار غیر راوی کے ہوتی ہے لیکن باعتبار اوسکے کہ جس نے اوسکو رسول خدا

کتاب التہذیب

باب فیہ

کتاب التہذیب

صلی اللہ علیہ وسلم کے ذہن مبارک سے منساہ قطعی ہی یہاں تک کہ اس سے اگر قطعاً اللہ لالت ہونا اور اسکا
اپنے معنی میں پایا جائیگا تو آیت قرآن بھی منسوخ ہو جائے گی پس اس سے لازم آیا کہ انھوں
نے نہیں ترک کیا اور اسکا مگر وجہ یقین کرنے اور انکے کی نسخ کا کیوں کہ نحین متروک ہوتی قطعاً
مگر قطعی سے پس قول انکا باطل ہو جو کہتے ہیں کہ جائز ہے کہ انکے اجتہاد میں جو محتاج خطا کو ہی
ثبوت نسخ ہو گیا ہو پس جب پہچانا تو نے اسکو تو ہو گیا ترک کرنا اور انکا منہ نہ روایت کرنے انکے
کے نسخ کو بلا شہد تیس دوسری حدیث بالفور ورت منسوخ ہو گی انتہی **قال** مسئلہ پنجاہ و ہشتم
یہ ایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ درخت پر میوہ پینا خواہ کپ گیا ہو خواہ خام ہو جائز ہے اور
یہ سب امام اعظم کا ہی سو امام اعظم نے اس مسئلے میں خلاف کیا ہے ان تین محدثوں کا نام **اقول**
بخاری اور مسلم وغیرہ میں ہے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من باع
تخللاً قد ابرکت فتمر مہا للبايع الا ان يشترط المبتاع عین تحقیق رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص درخت کھجور کا بعد چوڑھ اگانے کے جیسا کہ کھجور میں نرمادگی کا
دستور ہے فروخت کرے پس پھل اسکے واسطے بائع کے ہین مگر اسوقت کہ شرط کرے خریدنے
والا انتہی اس حدیث سے شرکی بیع مطلقاً جائز معلوم ہوتی ہے کیونکہ اس میں قید کینے شرکی نہیں ہے
اور حدیث نہیں کا مطلب کہ آتا ہے البتہ یہ شبہ ہوتا ہے لکن تفریق درخت میں داخل ہو جائیں گے جیسے فکا
دار مکان کے خریدنے میں داخل ہو جائے اور علم و شرکی بیع کا جائز ہونا کہا نہیں معلوم ہوا اسکا
جواب یہ ہے کہ فنامی دار تو بلا شرط بھی داخل ہو جائے اور شر نہیں شرط کے بیج درخت میں داخل نہیں ہوتا
پس جو شرط بلا شرط بالتبع داخل ہو جاتی ہے اور کسی تو علم و بیع درست ہے اور جو بلا شرط نہیں داخل
ہو گی اسکو تو بہ نسبت پہلی شرط کے زیادہ استقلال ہو گا پس دوسری شرط کے ساتھ جمع جائز ہو گی
کہ علم و بیع اسکی درست ہو مثلاً اگر گھر بیچ کیا جائے تو اسکا مال او میں داخل ہو گا جب
شرط نہ تو بیع مال کی علم و بیع جائز ہے اس لیے شرط میں داخل ہو جائے گا ورنہ اگر شراب اور سو
وغیرہ حرام چیزوں کی اگر شرط کرنے کا بیع فاسد ہو جائے گی بوجہ اسکے کہ علم و بیع اس کی

نہیں ہے

نہیں ہے

حرام ہے پس بیچ دار میں اوسی شے کی شرط کی جائے گی جو علیحدہ بھی جائز ہو ایسا ہی درخت میں
 شکر کا شرط سے داخل ہونا اسی وجہ سے ہے کہ علیحدہ بھی بیچ اوسکی جائز ہو چنانچہ مسلم اور ترمذی
 وغیرہ میں حدیث آئی ہے وَمِنْ اُتْبَاعِ عَبْدِ اَقْبَالِہٖ الَّذِیْ بَاعَہُ اِلَّا اَنْ تَشْتَرِ الْمُبْتَاعَ
 یعنی جو شخص کسی غلام کو خریدے پس مال اوسکا اور شخص کا جو جس نے غلام کو بیچ کیا ہر انتہی اور
 الفاظ مسلم کہ میں اس حدیث سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس مال کی علیحدہ بیچ بھی درست ہے کیوں کہ
 اگر مال شرباب یا سو روکا تو بیچ شرط سے فاسد ہو جائے گی پس شرط اوسی مال کی ہوگی جسکی
 بیچ علیحدہ بھی درست ہو اور جسکی بیچ علیحدہ درست نہ ہوگی اوسکی شرط بھی جائز نہ ہوگی پس معلوم
 ہوا کہ شکر کا بیچ میں شرط کرنا اوس وقت ہے جب اوسکی بیچ علیحدہ بھی جائز ہو اور دوسری حدیث
 امام مالک کی موطا میں عمرہ بنت عبد الرحمن سے روایت ہے کہ کہا اوانھوں نے ایک شخص نے ایک باغ
 کے پھل سہل الصلی علیہ وسلم کے زمانے میں خریدے پس اوسکی درستی اور اصلاح کی پھر ہمیں
 نقصان آگیا اوس نے باغ والے سے کہا یا تو دام کم کر دو یا دام پھیر دو اوس نے قسم کھالی کہ اسکا کر دگا
 پس مشتری کے باپ آنحضرت صلی علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور یہ کیفیت عرض کی آپ نے
 فرمایا عمرہ بات سے انکار کرنا ہی پس باغ والے نے سنائیں آنحضرت صلی علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا
 اور کہا دام دون گاہیں اگر بیچ درست نہ ہوئی تھی تو پھر فاکہ کیونکر صحیح ہوا اگر کوئی کہے کہ یہ کیسے
 معلوم ہوا کہ بیچ اوسکی بکنے سے پہلے تھی جواب اوسکا یہ ہے کہ نقصان اور آفت سے معلوم ہوتا ہے
 کہ بیشتر فروخت کیا ہے کیونکہ حدیث میں ممانعت قبل آفت کے ہی قرار آفت اور نقصان کا اعتبار
 اوسی وقت ہے جب تک پکانہیں کچا ہے اور جب بگ گیا پھر نقصان ہونے سے بائع کو کیا علاقہ توفانی
 رہا یہ امر کہ جب حدیث میں ممانعت آئی ہے تو پھر خفیہ اوسکو کیوں جائز رکھتے ہیں اوسکا جواب
 یہ ہے کہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر اس شرط پر فروخت کرے کہ درخت پر پھل چھوڑ دے تو ایسی
 بیچ ناجائز ہو اور اسکی سوا سب صورتیں اس حدیث میں داخل نہیں البتہ یہ موت خفیہ
 کے نزدیک بھی ناجائز ہے پس سلسلہ اس حدیث کے مخالف نہوا بلکہ صحیح سنی کی حدیث کے جو شریع

یہ منہ علیہ السلام
 سے ہے

ترمذی صحیح

فتح مبین

جواب میں مذکور ہو موافق ہو گیا اول ہم چند مسئلہ بیان کروں جس میں سب کا اتفاق ہو یا اور جمیع است
اون کے قائل ہیں پھر علامہ ابن ہمام کے کلام سے ثابت کر دیں گے کہ حدیث کا یہ مطلب نہیں جو معین
صاحب نے ظاہر الفاظ دیکھ کر مخالفت کا حکم لگا دیا ہو وہ مسائل متفق علیہ یہ ہیں اس میں کسی خلاف
نہیں کہ پہلے نمودار ہونے پھل کے بیج ناجائز ہو اور اس میں بھی کسی کا خلاف نہیں کہ بعد نمودار ہونے
پھل کے اور پہلے پکنے کے اس شرط پر کہ درخت پر چھوڑ دیں گے بیج ناجائز ہو اور پہلے شروع پکنے
کے اس شرط پر کہ پھل توڑا لیں گے اور پھل بھی ایسے ہو گئے ہوں کہ اون سے آدمی یا چوہا پیسے منتفع
ہو سکتے ہوں اُس کے جواز میں کسی کو کلام نہیں ایسی اس میں بھی کسی کو کلام نہیں کہ جب بدو صلا
ہو جائے اُس کے بعد بیج جائز ہو گو اس کی تفسیر میں خلاف ہو کہ ہمارے نزدیک تو جب آفت اور فساد
سے محفوظ ہو جائے تو بیج جائز ہوتی ہو اور امام شافعی کے نزدیک جب اوہ میں حلاوت شروع ہو جائے
تو بیج جائز ہو مگر بدو صلاح میں سب کا اتفاق ہے اب رہا مسئلہ مختلف فیہ وہ یہ ہے کہ قبل پکنے کے حدیث
کے اوسکو بلا شرط قطع بیج کیا جائے یہ بیعت حنفیہ کے نزدیک جائز ہو اور حدیث کے مخالفین
فتح القدیر میں ہے کہ ہماری حجت قول علیہ السلام کا ہے جو شخص درخت خریدے پس خر اس کا بیع کا
مگر جب غشہ ہی شرط کرے پس مشتری کیواسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شرط سے مباح کر دیا
پس دلالت کی اس حدیث نے کہ مطلقاً بیع مکر کی جائز ہو کیونکہ داخل بیع کے کو وقت شرط سے بدو
صلاح سے متفق نہیں کیا لیکر حدیث میں کی کہ اوہ میں یہ قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جو عدم
جواز کے علت واقع ہو اسی بخلاف الخذا بھل آنے سے تو کس وجہ سے بائع مشتری کا مال حلال جائیگا
اس امر کو مسلم ہی کہ معنی حدیث کے یہ ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبل پکنے کے پوکے دام دیے
اور اون کے بیج کرنے سے منع فرمایا ہے کیونکہ عادت لوگوں کی یہ ہے کہ بھلون کو پہلے کٹنے کے بیج کر دیتے ہیں
پس اس بیج سے منع کیا جب تک کہ اون میں مرغی اور زردی نمودار آفت سے امن ہو جائے اور
وہ جو حدیث ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ کی ہیں بیان کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گلوں
کی بیج سے منع فرمایا جب سب سے حال انکے وہ قبل سپاہی کے حسب نہیں کہلاتا بلکہ حصرم

اوسکو ہونے تین سو اس حدیث سے قطعاً معلوم ہوتا ہے کہ نبی اس سے بڑے بیع عتب کی واقعہ قبول
 عتب ہونے کے اور یہ نہیں ہو سکتا ہے مگر اس شرط پر کہ ہونے انکو تک اوسکو چھوڑ دیا جاوے پر
 نبی کا مصداق یہ ہوا کہ نختہ کی بیع قبل بیعت کی ہو جاوے اور اس پر لالت کرنا ہی انحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم کا علت بیان کرنا کہ اگر اس میں بچل نہ آوے تو کیونکر اپنے بھائی کے مال کو بائع حلال سمجھتا ہے
 نہیں مگر اس حدیث کے یہ ہونے کہ جب تم عتب کو قبل عتب ہونے کے اس شرط پر فروخت
 کرتے ہو کہ اوسکو عتب ہونے تک چھوڑ دیا جاوے پس اگر خدا اچلو کو منع کر دے اور وہ عتب نہ ہو
 تو کسی عوض میں بائع مشتری کے مال کو حلال سمجھتا ہے اور اگر بیع میں کاٹ لینا شرط کر لیا جاوے
 تو اوہ میں یہ بات مقصود نہیں ہے اس میں اوسکو شامل ہوگی اور جب نبی کا محل وہ بیع ہوگی کہ جس میں شرط
 ہو کہ تا مشروط بیعتی غیر درخت پر چھوڑ دے جاوے پس ہننے موافق اس نہیں ہے اس بیع کو فاسد
 کر دیا اور مطلق بیع جو اس میں بوجہ میں الوجہ شامل نہ ہو باقی رہے گی اور اس فقیر سے غلام ہوا کہ بیعت
 تا بیکر کی ہر سے ہم استدلال لائے ہیں عام نہیں کہ اوسکو خاص حاضر ہو جو کہ حدیث بدر و صلاح کی ہے تاکہ نتیجہ
 خاص کو بوجہ بائع ہونے کے ہماری حدیث پر جو بیع ہی دیکھائے بلکہ ایک یہ دوسری کو شامل نہیں
 حاصل ہے یہ کہ جس میں نہ ہو صلاحیت بیعتی نہیں آئی اگر اوسکو بشرط قطع بیع کیا جاوے تو بالاتفاق
 جائز ہے کیونکہ نبی اوسکو شامل نہیں چنانچہ دلیل اسکی ہم بیان کر چکے اور اگر مطلقاً فروخت کیا جاوے
 اگر حکم اوسکا لزوم قطع ہی تو مثل بیع بشرط قطع کے ہو جائے گی پس محل نبی کا سوا بیع بشرط ترک
 کے کوئی صورت باقی نہ رہی اور ہم قائل ہیں کہ اسی صورت سے بیشک بیع فاسد ہوگی انتہی انحصار
قال مسئلہ پنجاہ و نہم ہادیہ و غیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ جائز ہے بیعتی چنانچہ ترجمہ جہوں کا
 عوض سو کھی کھجورون کے برابر انہ **اقول** ابو داؤد میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 علیکم وسلم عن تبع الشطک بالتمر فسنبتہ یعنی ممانعت فرمائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے بیعت ترک کھجور کی بدلے خشک کے بطور اودھار کے انتہی اسی طرح اس حدیث کو حاکم نے اور
 لمحاوی نے شرح صفاتی لایا اور دارقطنی نے روایت کی ہے اور زیادتی ثقہ کی مقبول ہوتی ہے نہایت

بیان باب

شرح مباحثہ

بجائے

شرح مواہب الرحمن میں لکھا ہے کہ اِذَا حَكَمْتَ الزَّيَادَةَ يُجِبُّ قَبُولُهَا عَلَى
 الْخُتَابَةِ عِنْدَ الْمُحَدِّثِينَ وَلَمْ يَكُنْ كَأَنَّ كَثْرَتَهُمْ يَرَوْنَهَا مَعْنَى جِسْمٍ مَعْنَى
 زِيَادَةِ كَيْفِيَّةٍ تَوْجِبُ قَبُولَ كَرَاهَا سَوَاقِ مَذْهَبِ مُخْتَارِ كَرَاهِيَّةِ مُحَمَّدِ بْنِ كَرَاهِيَّةِ الْكُفْرِ
 نَافِيٍّ أَوْ سَوَاقِ رَايَةٍ نَفِيٍّ أَوْ نَفْسِيَّةٍ بِعِزِّ كَرَاهِيَّةٍ مَعْنَى بَاجَائِزِ كَمَتَةِ بَيْنِ بَيْنٍ بِحَدِّ بَشَاوِثِ
 مَوَافِقِ هِيَ مَخَالَفَتُ نَهْنِ مَخَالَفَتِ تَوْسُفِضِ صَاحِبِ كَيْفِيَّةٍ مَعْنَى بَاجَائِزِ كَمَتَةِ بَيْنِ بَيْنٍ بِحَدِّ بَشَاوِثِ
 جَلِي جَاتِي هِيَ اس سے کیا حاصل ہے جزا ایک طعن زندہ خلق و خند یا اطفال **قال** مسئلہ
 شصتم ہر ایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ اگر شہر دانوں کو تکلیف نہ ہو جسے تو شہر سے
 باہر جا کر غلہ لانے والے قافلے کو آگے ملکر اون سے غلہ خرید کرے تین قباحت نہیں **انما اقول**
 امام صاحب نے فرمایا ہے بیع موقوف ہو کر اوس موقوفین موقوف نہیں جب شہر دانوں کو نقصان نہ ہو اور بھلاؤ سے
 زیادہ نہ لے لے باوجود دلال نہ بنے اگر اس میں سے کوئی صورت ہوگی تو موافق ارشاد انحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کے امام صاحب بھی جائز نہیں بلکہ وہ مکروہ تحریمی کہتے ہیں چنانچہ احادیث
 کے مضامین سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ بوجہ ضرر کے مخالفت فرمائی ہے بلکہ ابن عباسؓ کے
 قول سے جو کہ فرماتے ہیں کہ اوسکا دلال نہ ہو یہی معلوم ہوتا ہے کہ جس میں ضرر ہو اوسکی یہ وہ فعل
 جائز نہیں اور بطور الدلائل النقصیۃ کے اگر بلا ضرر وہ ضرر ہو اوسے تو اس میں کچھ مضائقہ
 نہیں پس یہ صورت بھی میں داخل نہ ہوگی چنانچہ بخاریؒ نے اسکا باب باندھا ہے یا بکھل
 يَبِيعُ حَاوِثَ رِبَا كَيْفَ يَجْرِي وَهَلْ يُعْدِيهِ أَوْ يَمْحُوهُ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ إِذَا اسْتَنْصَحَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيَنْصَحْ لَهُ وَرَاحُصٌ فِيهِ عَطَاءٌ كَيْفَ يَبِيعُ
 بیع کر کے شہر والا واسطے گا تون والے کے بغیر اور کہے اور کیا اعانت کرے اوسکی یا بھلائی چاہے
 اوسکی اور فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کوئی نصیحت چاہے تو نصیحت کرے اوسکو اور رخصت کرے
 اس بیع میں عطا نے انہی آئینے متعلق بخاریؒ نے دو حدیثیں بیان کی ہیں ایک میں **النَّصِيحَةُ**
لِكُلِّ مُسْلِمٍ اور دوسری میں ابن عباسؓ کا قول کہ دلال ہونی سے منع فرمایا ہے پس

معلوم ہوا کہ بغیر اجیت کے اگر کواد گیا تو مضائقہ نہیں البتہ دوسرے باب میں بخاری نے کہا ہے
 بَابُ مَنْ كَرِهَ أَنْ يَكْبُرَ حَاضِرٌ لِبَاكِدٍ بِأَجْرٍ مَعْنَى مَنْ تَخَفَّضَ لِمَنْ كَرِهَ وَهَاجَانَا كَشَرِّ قَضَائِي
 کی چیز کے بعض اہل جبر کے بیچ کر لئے انتہی پھر اس باب کے متعلق وہی حدیث کہ رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم نے اس بیچ کو منع فرمایا لکھی ہو اور یہ بھی لکھا ہے وَبِهِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَعْنِي
 اِسْمِي كَقَائِلِ هُوَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَمْ يَسْمَعْ هُوَ اَوْ كَقَائِلِ هُوَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَمْ يَسْمَعْ هُوَ اَوْ كَقَائِلِ هُوَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَمْ يَسْمَعْ هُوَ
 بائع کا ہونا جائز ہی اور بدون اجرت بیع جائز ہوگی علیٰ ہذا القیاس تلفی جلب میں بھی بخاری نے
 یہی علت بیان کی ہے کہ یہ بیع فریب اور دھوکا ہو اور فریب دینا جائز نہیں پس معلوم ہوا
 کہ وہی بیع منع ہی جیسا دستور ہے کہ بھروسے زیادہ لے لیتے ہیں یا دلالی کر کے اسکا نقصان
 کراتے ہیں چنانچہ حدیث شریف میں بائع کو حیار دینا کہ جب وہ شہر میں آوے گا تو اختیار
 اسکا ہی خواہ بیع جائز رکھے خواہ نہ رکھے خود اس پر ڈال ہے کہ اسکا نقصان نہ ہو اور اگر مطلق بیع
 نا درست ہوتی اور ضرر کا خیال نہ ہوتا تو پھر بازار میں اگر اسکو اختیار دینے کے کیا معنی ہو گئے
 پس جو صورت حنفیہ نے بیان کی ہے اسکی حدیث سے ہرگز نہیں پائی جاتی بلکہ ہیئت التخصیص
 لِحَالِ مُسْلِمٍ کے موافق ہے اگر مترض صاحب اپنے زعم باطل میں مخالفت سمجھیں! دیکھئے سمجھنے
 سے کیا ہوتا ہے بلکہ اہل علم کے نزدیک اس مہٹ و صرمی سے بے اعتبار ہی ہے اور نقصان عقل
 قائل سمجھا جاتا ہے زبان لاف رسوا می کند ناقص کمالان را کہ وہ برخاک اور پریشانی
 بستہ بالان را **قال** مسئلہ شصت و یکم شیخ عبد الحق دہلوی نے ترجمہ مشکوٰۃ میں لکھا ہے
 کہ نہ بینہ حرم نہیں ہے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم نے اس مسئلے میں خلاف
 کیا ہے ان چار حدیثوں کا **اقول** علامہ توریشینی نے کہا ہے کہ انھرت صلی اللہ علیہ وسلم کا
 یہ فرمانا کہ بینہ کو میں نے حرام کیا اس سے مراد آپ کی حرمت تعلیمی ہی جو احکام کہ متعلق حرم کے
 ہوتے ہیں وہ مراد نہیں اور دلیل اسکی حدیث مسلم کی ہے کہ فرمایا آپ نے درخت بینہ کے پتے
 نہ جھاڑے جائیں مگر واسطے کھلانے جو پایوں کے کیونکہ حرم مکہ کے پتے جھاڑنے کے جائز ہے

بخاری

کشف

دست نہیں ہیں رہا شکار مدینے کا اگرچہ چند صحابہ نے اسکو حرام کہا ہی مگر جمہور صحابہ نے مدینہ منورہ کے جانوروں کے شکار کا انکار نہیں کیا ہی اور ہجو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکار مدینے میں کوئی حدیث ایسے طریق سے نہیں پہنچی جس پر اعتماد کیا جاوے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو عمر سے فرمایا کہ تمہارا الال کیا ہوا اگر حرام ہوتا تو آپ وقت ضرورت بیان کے سکوت فرماتے انتہی اور جمہور کے نزدیک شکار میں جڑا ہونے سے بھی حرم مکہ سے فرق ہے یہ فقط بعض کی رائے ہے کہ حرم مکہ اور مدینہ احکام میں ایک ہی مگر جمہور صحابہ اور ائمہ دونوں میں فرق کرتے ہیں اور ان دونوں حدیثوں سے بھی معلوم ہوا کہ دونوں کا ایک حکم نہیں چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت مدینے کو فرمائی تھی اور مسلمان آیا ہو جاتے تھے ایسیلئے اسکی نبوت رسالت کو سب سے مخالفت فرمادی تاکہ لوگ اگر درخت وغیرہ توڑ کر بیجا میں گئے تو زینت اوسکی جاتی رہے گی اور اوجاز سامعلوم ہوگا ورنہ اگر دونوں کا ایک حکم ہوتا تو پتے توڑنے کو فرماتے **قال** مسئلہ شصت و دوم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ رکوع اور سجود میں طہائیت فرض نہیں ہے نیز مسئلہ شصت و سوم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ تومہ میں یعنی رکوع سے سر اوٹھانیکے بعد کھڑا ہونا فرض نہیں ہے نیز مسئلہ شصت و چہارم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ دونوں سجدوں کے درمیان بیسٹا فرض نہیں ہے نیز **اقول** فتح اللہ ربیعہ لان الحجة بغير عدا توقيف الصحابة عليه وهو قولنا عليه السلام و ما انتقصت من هذا شيئا فقد انتقصت من صلاتك انت اخرج هذه الرواية ابو داود والترمذي والنسائي فابن داود من حديث ابن عمر عن الترمذي عن رافعة بن رافع فعلم ان الله عليه السلام انما امره باعادة تكبيرها على غير ركعة لا للفساد وما يدل عليه قوله لا تكره هذه الرواية تركها صلى الله عليه وسلم رواية بعد الاولى ركعة حتى آخره ولو كان عدوها مفسدا لفسدت يا اولي ركعة وبعد الفساد لا يجعل المصلي

مشافہ شدہ نسخہ اور نسخہ

فتح القدير

ابو داود

صحيح

بنا

الصلوة

اور بعد فاسد ہونے کے نماز پڑھنا حلال نہ تھا اور ثابت رکھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اولہ شرعیہ میں سے ہے کہ نماز باطل نہیں ہوئی تھی اور امام سرخسی سے منقول ہے کہ اعتدال کے ترک کرنے سے لوٹنا نماز کا لازم ہے اور اسکے وجوب اعادہ میں کوئی اشکال نہیں کیونکہ جو نماز مکروہ تحریمی اور ہوگی اور میں یہی حکم لوٹانے کا ہے حال طمانینت کا تو پہچان لیا تو نے اور حال قومہ اور جلسہ کا بھی ایسا ہی ہونا چاہیے کہ یہ دونوں بھی واجب ہوں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکے واسطے دوام کیا اور فرمایا ہے کہ نہیں گئی ہوتی نماز اس شخص کی جو رکوع اور سجدہ میں بیٹھ اپنی سیدھی نہ کھے اور کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیح ہے اور شاید نزدیک صاحبین کے بھی واجب ہے اور اسکے وجوب پر سجدہ سو کا واجب کرنا دلالت کرتا ہے چنانچہ قنادی قاضی خان تین مذکور ہے کہ نماز پڑھنے والا رکوع کرے اور رکوع سے سر اٹھاؤٹھاوے اور سجدے میں بھول کر چلا جاوے تو نماز اس کی ہو جائے گی لیکن اس پر سجدہ سو کا صاحبین کے نزدیک واجب ہے اور امام ابو یوسف کا قول کہ یہ فرض ہے اس پر محمول ہوگا کہ فرائض علیہ سے ہے اور فرائض علیہ واجب ہوتے ہیں پس تینوں کا اتفاق ہو جائے گا اس حدیث اور تفسیر سے معلوم کر لیا تو نے کہ ہر ایک قومہ اور جلسہ اور طمانینت واجب ہے اس لئے مختصر آپس حدیث سے معلوم ہوا کہ نقصان ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ نقصان فساد کو نہیں کہتے بلکہ فساد کی صورت میں تو صلوة صادق نہیں آتی بیان حدیث میں اس کو ناقص نماز ارشاد فرمایا ہے پس معلوم ہوا کہ رکوع میں اس قدر ٹھہرا فرض ہے کہ جسمیں نظر رکوع موافق آیت کے صادق آجائے اور زیادہ ٹھہرنا جس کا نام طمانینت ہے وہ فقط واجب ہے فرض نہیں اگر کوئی شخص زیادہ نہ ٹھہرے گا یا دو نو سجدوں کے درمیان میں خوب نہ بیٹھے گا یا رکوع سے کھڑا ہوگا تو نماز اس کی باطل نہ ہوگی بلکہ لوٹنا نماز کا اس پر واجب ہے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز اس کی لوٹائی تھی اور اگر نماز باطل ہو جاتی تو پھر باقی رکعتوں کے پڑھنے سے آپ ممانعت فرماتے بلکہ باوجود اعتدال ہونے کے اس کو باقی نماز ختم کرنے دی اور بعد طریقہ اس کا بتلایا پھر یہ بھی فرمایا کہ ان چیزوں کے نقصان سے نماز میں نقصان

آتا پروردگار فرماتے کہ نماز باطل ہو جاتی ہے علاوہ اسکے جیسے ان چیزوں کا حکم فرمایا ہے اسبطح
 گھٹنوں پر ہاتھ رکھنے کا اور سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ اور سَمِيعُ اللَّهُ کہنے کا بھی تو حکم و حال آگہ
 اسمین اگر کوئی شخص نکوے تو نماز بالاجماع فاسد نہیں ہوتی حکم دونوں کے برابر ہیں پھر اس کے
 کیا معنی کہ ایک کو فرض کہو اور دوسرے کو سنت کہو اذ حنفیہ کا مسئلہ موافق قرآن اور حدیث
 کے ہو گیا اور ان چیزوں کی فرضیت پر کوئی دلیل نہیں دے سکتا اذ علی فقہاء الکتاب
 آپس میں متعارض صاحب کو سوائے عمر ارض لا یعنی باور طعن بے معنی کرنے کے اور کچھ نہیں آتا کتاب
 تو بالکل لگاؤ نہیں مطلب کی سمجھنا کیا اسے استدلالی پر دعوائے اجتہادی استنفاذ کیجی
 کتاب کا مطلب اوکھی سمجھ میں نہ آوے گا بے فہم اگر چشم بد و زبکتاب نہ تو اندید روی مہی
 و خواب کی غور کنندہ در سخن بے مغز ان خواصی بخریبست مقدور حجاب **قال** مشہور
 و بنجم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں دیکھا ہے کہ شہر والے اگر گاؤں میں اپنی قربانی بیع دین تو انکو
 بعد صبح قبل نماز عید قربانی کرنی جائز ہے **اقول** حدیث سے فقط اتنا ثابت ہوتا ہے کہ نماز
 پڑھنے والوں کو شہر میں قبل نماز قربانی نہیں چاہیے اگر اسمین حنفیہ مخالف ہوئے تو بیشک
 خلاف حدیث تھا اور اسکے حنفیہ خود قائل ہیں کہ شہر میں قربانی درست نہیں چنانچہ بخاری
 اور مسلم کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہنوز نماز تمام نہیں کی تھی
 کہ اتنے میں دیکھا کہ قربانی ہو گئی اسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ
 ہنوز نماز ہوئی نہیں یہاں قربانی پہلے سے کر لی اس سے فقط اتنا ثابت ہوتا ہے کہ حدیث
 میں جو ممانعت آئی ہے وہ شہر کی قربانی سے قبل نماز ہو اور اگر کوئی شخص شہر سے باہر نہیں جائے
 جیسکہ قربانی کر اوسے تو اسکو حدیث کی نہی ہرگز شامل نہو گی حدیث کا محور خاص شہر
 اسکو عام کر لینا فقط اپنی طرف سے معذور خانہ زاد ہی حدیث سے بالکل یہ بات نہیں لیا
 جاتی اسی وجہ سے حنفیہ کے یہاں دو چار دس پانچ کوس کا بھی احتیاطاً حکم شہر کا ہے
 حدیث کے مخالفت کا وہم بھی نہ باقی رہے یا ان اگر اتنی دور ہو اوسے جہین قصر صلوٰۃ ہے تو

فقہ حنفیہ میں یہاں دو چار دس پانچ کوس کا بھی احتیاطاً حکم شہر کا ہے

جائزہ چنانچہ فتاویٰ قاضی خان میں یہ شرط لکھی ہو کہ اس مقدار دور ہو جاوے جس میں نماز کا
 قصر ہوتا ہو اگر پہلے نماز کے اتنی دور پر قربانی کرادے گا تو ہرگز خلاف حدیث نہوگا پس حدیث
 کو باوجود خاص ہونے کے عام لینا اور مخالف کدینیا کمال بے انصافی ہے اور نہایت سے
 بصیرتی سے بصیرت رہنا شد و حق و باطل میں مکرر کیا اندھ صبا سے سحر و اعجاز کلمہ
قال مسئلہ شصت و ششم فتاویٰ عالمگیری میں جامع صغیر سے نقل کر کے لکھا ہے کہ عقیقہ کرنا
 لڑکے اور لڑکی دونوں کا مکروہ ہے نہ کیا جاوے انہ **اقول** ظاہر یہ ہے کہ کراہت
 سے مراد طریقہ جاہلیت کی کراہت ہے اور امام محمد علیہ الرحمہ نے موطا میں لکھا ہے
 اَقَامَ الْعَقِيقَةَ قَبْلُغْنَا اَنَّهُمَا كَانَتْ فِي الْبَهَائِلِيَّةِ وَقَدْ فَعَلَتْ فِيْ اَوَّلِ الْاِسْلَامِ ثُمَّ
 تَسَمَّى الْاَضْحَى كُلُّ ذِيْهِ كَانَ تَبَكُّوْا وَتَسَمَّى فَهِنَّ مِنْ مَضَانِ كُلِّ صَوْمٍ كَانَ قَبْلَهُ وَ
 تَسَمَّى مَسْغُلُ الْحَنَابِئِ كُلُّ مَسْغُلٍ كَانَ قَبْلَهُ وَتَسَمَّى الزَّكُوَّةُ كُلُّ صَدَقَةٍ كَانَتْ قَبْلَهَا
 كَذَلِكَ بَلَّغْنَا اَيْضًا بَيْنَ عَقِيقَةٍ بِسَمْعٍ مَعْلُوْمٍ هُوَ اَمْكُوْهُ وَهَ اَيَّامُ جَاهِلِيَّةٍ مِنْ تَحَا اَوَّلِ اِسْلَامٍ مِیْن
 جَمْعٍ كِیَا گِیَا پھر منسوخ کر دیا قربانی نے ہر ذبیحہ کو کہ پہلے اوسکے تھا اور منسوخ کر دیا رمضان نے
 ہر روزے کو کہ پہلے اوسکے تھا اور منسوخ کیا غسل جنابت نے ہر غسل کو کہ پہلے اوس کے تھا
 اور منسوخ کیا زکوٰۃ نے ہر صدقے کو کہ پہلے اوسکے تھا اسی طرح ہر کو پہنچا ہی انتہی اور شریع
 موطا میں لکھا ہے وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ اَنَّهُمَا مَبْدَا حُدُودٍ اَيْضًا مَعْلُوْمٍ مِمَّا مَحَبَّبٌ لَنَا
 جَائِزٌ هِيَ اَنْتَوْنِیْسُ جَبْ نَسْبُ حُدُوْدٍ مِیْنِ تَطْبِیْقِ دِیْجَانِیْ لَیْ تَوَجُّوْا زَكَاةَ اَوْ كُوْنِیْ صَوْرَتِ
 نَمُوْکِیْ بَلْکَ اِمَامٌ مَحْمُوْدٌ تَوَكَّلْ مِیْنِ کَیْ مَوْکُوْ عَقِیْقَةُ کَا مَسْخُوْ حُوْا پُوْنِیْچَا ہِیْ سُوْ مَسْخُوْ حُوْا وَجُوْبٌ کَا
 ہُوْ گَا وَرَنَ اَحَادِیْثَ سَیْ جَوَازٌ مَعْلُوْمٌ ہُوْ تَا ہِیْ وَجُوْبٌ کَیْ حَدِیْثَ سَیْ ثَابِتٌ نَمِیْنِ ہُوْ تَا ہِیْ اِمَامٌ
 صَاہِبُ نَبَا وَجُوْادِیْ حَدِیْثَ سَیْ مَسْخُوْ حُوْنے کے اگَر مَسَاہِجَ کَیْ دِیَا تُو کُوْنِیْ اَخْلَافِ حَدِیْثَ
 ہُوْ کِیَا مَقْرُضِ صَاہِبِ کُو اِیْسَی طَعْنِیْچَا اَوْرَ الزَّامَ نَا رُو اَسَے کُوئی نہ مَاتِیْگَا بَلْکَ اَلْکُلُ جَاہِلُ مَسْخُوْ
 جَانِے گا گُو بھائے خُو د جہا مِیْنِ وَہ فَاخْلُ بَیْجَلِ بَنِ بَیْجَمِیْنِ مِیْنِ سَیْ کِیَا تَا ہِیْ سَیْ

عقیدہ قاضی خان
 سبب انصاف

عقیدہ قاضی خان

عقیدہ قاضی خان

عقیدہ قاضی خان

وَكَاكَ يَنْهَضُ فِي الثَّلَاثَةِ بِالتَّكْبِيرِ يَعْنِي كَمَا كَانُوا يَصْنَعُونَ مِنْ عَمْرٍو وَكَثَرُوا
 مِنْ وَتَرِ كِي سَلَامٍ بِحَيْثُ تَحْتَفِيزًا وَأَوْضَحُونَ فِي عَمْرٍو أَوْضَحَ زِيَادَةً حَدِيثَ سَمْعَانَ وَآلِهِ تَحْتَفِيزًا
 رَكَعَتَيْنِ كَبِيرَتَيْنِ كَبِيرَتَيْنِ هُوَ جَانِبُهُ (يعني سلام تین بھر پڑھتے تھے) اُنتی اور سکوٹ کرنا حاکم کا اس
 حدیث کی صحت پر دال ہے اور طحاوی اور ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور صحیح ابن
 حبان اور مستدرک میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین وتر پڑھتے تھے اول رَكَعَتَيْنِ
 سَبَّحَ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی اور دوسری میں قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ اور تیسری میں
 قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ اور معوذتین پڑھتے تھے پہلے اول رَكَعَتَيْنِ کو وتر سے کہنا اسپر دال ہے کہ
 ایک رَكَعَتَيْنِ وتر نہیں ہوتی ایسا ہی تیسری رَكَعَتَيْنِ کہنا بھی ایسا کہ مقتضی ہے کہ تین رَكَعَتَيْنِ
 وتر ہیں ورنہ یوں آتا کہ وتر کی رَكَعَتَيْنِ میں قُلْ ہوا سڈ پڑھتے تھے اور موطا میں امام محمدؒ کی پھر
 کہ ابوہریرہؓ سے ابوہریرہؓ نے سوال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر کس طور سے پڑھتے تھے کہا
 راوی نے ابوہریرہؓ سے فرمے کچھ جواب نہ دیا پھر اس نے سوال کیا پھر خاموش رہی پھر اس نے
 دریافت کیا فرمایا اگر کہے تو اپنا فضل تباہوں میں کیسے پڑھتا ہوں جب میں عشا کی غار
 پڑھ لیتا ہوں اس کے بعد پانچ رَكَعَتَيْنِ پڑھتا ہوں پھر سو جاتا ہوں پس اگر رات کو اٹھا تو
 دو رَكَعَتَيْنِ پڑھ لیتا ہوں اور اگر صبح ہو گئی تو وتر میرے ہو گئے اسے اس حدیث سے
 بھی معلوم ہوا کہ ابوہریرہؓ تین رَكَعَتَيْنِ وتر کی پڑھتے تھے اور دوسری حدیث موطا میں ہے
 عَنْ عُمَرَ بْنِ الْاَخْطَابِ اَنَّهٗ قَالَ مَا اَحْبَبُّ اَنِّي تَرَكَتُ الْوُتْرَ بِتَلْكَ وَانْ لِّیْ
 حَسَّ النَّحْوِ یعنی عَمْرٍو سے روایت ہے کہ کہا اُنھوں نے نہیں پسند کرتا ہوں میں کہ تین
 رَكَعَتَيْنِ وتر کی چھوڑ دوں اور میرے لیے سرخ اونٹ جو میں اس کے چوں اُنتی اور تیسری
 حدیث موطا میں ہے عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ اَلْوُتْرُ ثَلَاثُ رَكَعَاتٍ
 الْمَحْرَبِ یعنی ابو عبیدہؓ سے روایت ہے کہ کہا اُنھوں نے فرمایا عبد اللہ بن مسعودؓ نے
 وتر تین رَكَعَتَيْنِ میں مثل تین رَكَعَتَيْنِ منسوب کے اُنتی اور چوتھی حدیث موطا میں ہے عَنْ

صحیح ابی یوسف

صحیح ابی یوسف

عطاء بن یسار قال ابن عباس الوتر كصلوة المغرب یعنی عطاء بن یسار سے روایت ہو کہ فرمایا ابن عباس نے کہ وتر مثل نماز مغرب کے ہی بنتے اور یا یحییٰ بن حدیث طاہرین یہ یحییٰ بن مسعود قال ما اجزأت رکعة واحدة قط یعنی ابن مسعود سے روایت ہو کہ فرمایا انھوں نے نہیں کفایت کرے گی ایک رکعت ہرگز انتہی اور مصنف ابن ابی شیبہ بن یحییٰ حدثنا حفص حدثنا عمرو بن الحسن قال اجتمع المسلمون علی ان الوتر ثلاث لا یسلم الا فی اخرهن یعنی حسن بصری سے روایت ہو کہ فرمایا انھوں نے اجماع کیا ہے تمام مسلمانوں نے اس امر پر کہ وتر تین رکعت ہیں اور وہ سلام پہ پھیرا جاوے مگر آخر اوتے میں اور طحاوی میں ہے کہ ساتوں فقہ یعنی سعید بن السدیث عروہ بن الزبیر اور قاسم بن محمد اور ابو بکر بن عبد الرحمن اور خازن بن زید اور عبید اللہ بن عبد اللہ اور سلیمان بن یسار اور سوانکے بڑے بڑے فقیہ اور صالح صحابہ یہی مذہب ہے کہ وتر کی تین رکعت ہیں اور سلام فقط اوکی اخیر رکعت میں ہی انتہی لخصاً اور فتح القدیر میں ہے کہ قول انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز شب کی دو رکعت ہیں آپ اگر ڈر ہو صبح کا تو ایک رکعت نماز پر ہے وہ رکعت وتر کر دے گی اوس نماز کو کہ پہلے پڑھ چکا ہو اس قول میں یہ دلالت نہیں کہ وتر ایک رکعت علیحدہ و کبیر سے چاہیے تاکہ اسکے جواب دینے کی ضرورت ہو کیوں کہ اسمین ان امور سے براہ کا احتمال ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ ایک رکعت متصل پڑھ لیکن یہ حدیثیں اور تصریح حدیثوں کے کماں مقابل ہیں جو ہم بیان کر چکے اور سوا اسکے کہ روایت حدیثیں ہیں کہ جو بطول کے معنی ترک کر دیں حالانکہ اکثر صحابہ تین ہی رکعت کے قائل ہیں امام طحاوی نے کہا ہے کہ ابو خالد سے یہ روایت ہو چکی کہ کہا انھوں نے تین ابوالحالیہ سے وتر کو دریافت کیا انھوں نے کہا ہکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے تعلیم کی ہے کہ وتر مثل نماز مغرب کے ہی ہے وتر شب کے اور وہ دن کے اور دوسری حدیث ثابت ہے ہکو بوہی کہ انس نے ہکو نماز پڑھائی تین رکعت کہیں تین جانب تھا اور ام ولد ان کے صحابہ سے تھی

عطاء بن یسار

عطاء بن یسار

عطاء بن یسار

عطاء بن یسار

کہ نہ سلام بھیرا مگر آخر رکعت میں اتنی مختصر آن احادیث سے معلوم ہو گیا کہ وتر کے
 تین رکعت ہیں زیادہ او کم نہیں اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ دو رکعتوں میں وتر کے سلام بھیرا نہیں
 چاہیے اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ دو رکعتوں میں فقط تشہد کے واسطے بیٹھنا چاہیے بغیر کہ
 تین رکعت وتر کی اس قدر کثرت سے روایات ہیں کہ اگر اختصار منطوق ہوتا تو اسکی تفصیل میں
 ایک فقر ہوتا۔ درہندان مباحث کہ مضمون نامزدہ است ۱۰۰۰ سال می توان سخن گفت
 یا گفت قال سلسلہ فقہاء و حکیم ہادیہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ جو شخص مالک نصابت ہو
 یعنی جسکے پاس ساڑھے باون روپیہ ہر شاہی یا اس قدر چاندی ہو تو اسکو زکوٰۃ دینی
 درست ہے اگرچہ نذرست ہو اور کسب کرنے کی طاقت بھی رکھتا ہو اور **اقول** کہ
 غور اور مقام افسوس ہے کہ متعرض صاحب نے حدیث کے معنی محض اسوجہ سے کہ امام صاحب کے
 مخالفت ہو جائے بدل دے وہاں ہی جرات ہم مارا این گیاہ ضعیف این گمان ہو نہ ہو کہ
 اون دو شخصوں نے سوال کیا تھا اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوکو دیکھا تو قدرت
 پایا کہیں سوال کرنا اونکا نگار کدرا قوی آدمی کو سوال درست نہیں اور یہی معنی اس ارشاد کے ہیں کہ
 غنی کو اور قوی کو صدقہ حلال نہیں یعنی سوال کر کے صدقہ لینا تو درست ہی نہیں وہ نہ اگر قوی
 کو زکوٰۃ دینا حرام اور ناجائز ہوتا اور زکوٰۃ اوس سے ادا نہوتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یوں
 فرماتے کہ اگرچہ ہو تو زکوٰۃ دے دن میں کی تفسیر متعرض صاحب نے بوجہ تصب کوریون کی
 کہ اگر حرام کہا ناجائز ہو تو دے دن کیا خوب امام صاحب کے انہیات مخالفت میں ایسے محو
 ہوئے کہ یہ بھی خیال نہ کیا کہ انبیاء کی طرف فعل حرام کی نسبت ہو جائے گی خیر کچھ ہو مگر مخالفت
 یونہی ہوتی ہے بجائے شام کہ ازرقیبان دامن خیشان گذشتی حکومت خاک ہو یا
 رفتہ باشد حدیث میں زکوٰۃ دینے کا جواز برابر معلوم ہوتا ہے حرام فقط اپنے نکال ہی حدیث
 کے بالکل مخالف ہے بلکہ ایسے معنی کہنے کمال سوءادبی ہے اور اسکے کسی لفظ سے ان کو
 استنباط نہیں ہو سکتا بلکہ فقط سوال کی حرمت نکلتی ہے اور زکوٰۃ دینا اسی حدیث سے

مضمون نامزدہ است

قومی شخص کو جائز معلوم ہوا ہے نہ جہنمیہ کی تائید کے حدیث اپنے تصرف کر کے اور لفظ حرام اپنی
 طرف سے زیادہ کر کے کیوں نہ کہ حدیثی شاید یہ بھی کسی حدیث میں آیا ہو گا لَعْنُ خُبَّاءِ اللَّهِ مِنْ
 أَنْ هَذَا أَبُوتَاكَ عَظِيمٌ اُکُوْبِہ حدیث نہیں پوچھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے
 ہیں کہ جو شخص جھوٹ بات مجھ پر لگا دے تو وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں کر لے چنانچہ کذابوں اور
 مفترین کی وعید میں بہت سی حدیثیں اول کتاب میں منے لکھ دیں کچھ تو کچھ وقت پہنچے
 خدا کا خوف کیا ہوتا اگر سوسلوں میں سے ایک کم ہو جاتا تو کونسا عتاب الہی نازل ہوتا
 اور اس جھوٹ کے کئے سے کونسا الزام آتا بلکہ اب تم اس دروغ گوئی کی بلا میں مبتلا ہو گئے
 خود چو آخر لفظ دروغ بنید غین ہا بداند اینکہ دروغاقت ہزار بلاست حاصل کلام
 یہ ہے کہ اس سے جواز معلوم ہوتا ہے اور جب قدر حدیثیں اس میں وارد ہوئی ہیں سب میں کلام اور
 ضعف ہی چنانچہ علامہ عینی نے شرح ہدایہ میں اسی مقام پر مفصل بیان کیا ہے ترجمہ میں
 ہُوَ قَوْلُهُ اِذَا كَانَ الرَّجُلُ فَقِيًّا يَأْتِيهِمْ جَاوِلٌ يَكُنُّ عِنْدَهُ شَيْءٌ مُّقْتَصِدٌ فِي عِلْمِهِ اَخْبَرَهُ
 مِنَ الْمُتَّقِي عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ وَوَجَّهَهُ هَذَا الْحَدِيثُ عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ
 عَلَى الْمَسْئَلَةِ يَعْنِي جَبَّ مَيِّ قَوْمِي اور محتاج ہو اور کوئی شیء اس کے پاس نہ ہو پس کوہ دیجائے
 اس کو کافی ہو جائے گی زکوٰۃ دینے والے سے نزدیک اہل علم کے اور وجہ اس حدیث
 کی نزدیک بعض اہل علم کے اوپر سوال کے ہر انتہی یعنی صدقے سے مراد یہ ہے کہ سوال کر کے
 صدقہ لینا درست نہیں اور رفع القدر میں ہر الجواب اَنَّ الْحَدِيثَ الثَّانِي دَلَّ عَلَى اَنَّ
 الْمُرَادَ حُرْمَةَ سُؤْلِ اَهْلِ الْقَوْلِ وَلَئِنْ شِئْتُمْ اَعْطَيْتُمْ فَاَوْكَانَ لَا تَخْذُ حُرْمًا
 غَيْرَ مُسْقِطٍ عَنْ صَاحِبِ الْمَالِ كَمْ يَفْعَلُهُ يَعْنِي اور جواب یہ ہے کہ حدیث دوسری اس پر
 دلالت کرتی ہے کہ مراد ان دونوں کے سوال کی حرمت ہی بسبب فرمائے آپ کے اگرچہ ہر قوم دون
 میں قبیل کر لینا حرام ہوتا اور اس سے زکوٰۃ ادا ہوتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو کرتے
 اتنی تیس معلوم ہوا کہ موافق آیت اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ اور مطابق اس حدیث کے

ترجمہ

ترجمہ

تندرست محتاج کو زکوٰۃ درست ہر قال مسئلہ ہفتاد و دوم شرح وقایہ وغیرہ فقہی
کتابوں میں لکھا ہے کہ تمیم بن اویس نے ایک ضرب تو مونہ کے لیے اور ایک ضرب کمینوں
تک ہاتھوں کے لیے انہی اقوال حاکم اور دارقطنی نے روایت کی ہوائیہ علیہ الصلوٰۃ
و السلام قال التیمم ضرب بہ للوجہ وضرب بہ للذکر اعین المرء فقیہ
یعنی تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تمیم ایک ضرب واسطے مونہ کے ہے اور
ایک ضرب واسطے ہاتھوں کے کمینوں تک انتہی کہا حاکم نے یہ حدیث صحیح الاسناد ہے
اور کہا دارقطنی نے اس حدیث کے سب رجال ثقہ ہیں اور طبرانی میں روایت ہے انہ
علیہ الصلوٰۃ و السلام قال التیمم ضربتان ضربتہ للوجہ وضربتہ
للیدین الی المرقتین یعنی تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمیم دو ضرب ہیں
ایک بار مونہ کے لیے اور ایک بار ہاتھوں کے لیے کمینوں تک ہوائیہ اور مسند بن ابی
روایت ہے انہ علیہ الصلوٰۃ و السلام قال فی التیمم ضربتان ضربتہ
للوجہ وضربتہ للیدین الی المرقتین یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ تمیم دو ضرب ہیں ایک بار مونہ کو واسطے اور ایک بار ہاتھوں کے واسطے کمینوں تک ہوائیہ
اور ابو داؤد میں ہے عن عمار بن یاسر انہ کان یحذی ثلثاً لیسوا یتسکعوا وہم مع
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالصعبید لصلوۃ الفجر فصر یو اباً کہفہم
الصعبید ثم مسکوا وجوہہم مسحۃ واحداً ثم عادوا فصر یو اباً کہفہم
الصعبید حرۃ اخری فمسکوا ابائیہم یعنی عمار بن یاسر سے روایت ہے کہ صحابہ
نے مسح کیا در حالیکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے مٹی سے نماز صبح کی واسطے
بیں ہاتھوں کو مٹی پر بار اچھر مسح کیا مونہ کا ایک بار پھر دوبارہ ہاتھوں کو مٹی پر بار ابیں ہاتھوں
مسح کیا انتہی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اور اصحاب کو طریقہ تمیم کا کہ دو ضرب ہیں میں معلوم
تھا فقط عمار بن یاسر کو معلوم نہ تھا کہ جنابت میں بھی ضربیں ہوتی ہیں یکل ہلن پر مٹی تھیں

کشف کتبہ فیہا و تمیم
کتابہ فیہا و تمیم
کتابہ فیہا و تمیم

کتابہ فیہا و تمیم

کتابہ فیہا و تمیم

کتابہ فیہا و تمیم

کہ کیا روہین حرام نہیں کرتا فرمایا پہلے تھا پھر منسوخ ہو گیا اور ابن مسعود سے روایت ہے کہ فرمایا ابوہریرہ
 نے رجوع کیا امر رضاع نے طرف اسکے کہ تھوڑا اور بہت حرام کر دیا اور ابن عمر سے روایت ہے کہ
 قلیل رضاع حرام کر دیتا ہی ہستی اور عقود اجماع المینفہ میں لکھا ہی کہ ابو حنیفہ عن النخعی عن عقیبہ
 عن القاسم بن محمد عن شریح بن ہارث عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ
 ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یخرجکم من الرضاع ما یخرجکم من النسب قلیلاً
 وکثیراً کذا رواہ الامام ابو یوسف عنہ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
 کہ رضاع سے وہ چیز حرام ہو جاتی ہے جو نسب سے حرام ہوتی ہے قلیل رضاع ہو یا کثیر جو ایسی روایت کیا
 اس حدیث کو امام ابو یوسف نے ہستی اور راستہ کار میں لکھا ہی کہ یہی قول علی اور ابن مسعود اور
 ابن عمر اور ابن عباس اور ابن السیب حسن بھری اور مجاہد اور عروہ اور عطاء اور طاؤس اور محمد
 اور زہری اور قتادہ اور حکم اور حماد اور ابو حنیفہ اور مالک اور اوکی اصحاب اور ثوری اور لیث
 اور وزاعی اور طبری کا ہی ہستی اور لیث نے کہا ہے کہ مسلمانوں نے اس پر اجماع کیا ہے کہ تھوڑا اور
 پینا اور بہت پینا حرام کر دیتا ہی ہستی پس معلوم ہوا کہ مَصْدَقٌ وَمَصْتَنَانِ کی حدیث منسوخ ہے
قال مسند ہذا جو چارم ام ایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ چور کا ہاتھ کاٹنے کے لیے قاضی
 کے حکم دینے کے بعد جسکی چوری ہوئی وہ پنی چیز اگر چور کو بخش دے تو قاضی کو اسکا ہاتھ کاٹنا جائز
 نہیں **اقول** اس حدیث سے یہ امر ثابت نہیں ہوتا کہ صفوان بن امیہ نے اس چور کو بیٹ
 تھا اور سارق کو سو پ بھی دیا تھا تا کہ سلسلہ خفیہ کا اس حدیث کے مخالف ہو کیونکہ ام ایہ میں یہ
 شرط لکھی ہے کہ جب اسکو تسلیم کر دے گا اسوقت ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا اگر یہ صورت متعین
 صاحب ثابت کر دین کہ اوکو تسلیم کر دیا ہو تو ہم بھی تسلیم کریں گے علاوہ اسکے یہ حدیث مضطرب
 اور اضطراب باعث ضعف ہوتا ہے کیونکہ فتح القدیر میں لکھا ہے وَکَمْ یُثْبِتُ اَنَّهٗ سَلَّمَ عَلَیْہِ
 فِی الْہِیَئَةِ ثُمَّ الْوَاقِعَةُ وَاحِدَةٌ فَکَانَ فِیْ هَذِهِ الزَّیَادَةِ خَاطِطَرًا وَالْاَضْطِرَّ
 مُوجِبٌ لِلضَّعْفِ وَیَحْتَمِلُ کَوْنُ قَوْلِهِمْ هُوَ صَدَقَہٗ عَلَیْہِمْ وَکَانَ تَعْدِلُ فِی الْکَیْفِ

عقود اجماع

چھ

عقود اجماع

کنہ تہذیب

کنہ تہذیب

ابن ہمام نے
حدیث کا اعتبار
علیہ

ابن ہمام نے ہذا الحدیث کا اعتبار علیہ یعنی اس حدیث میں کچھ غبار نہیں یعنی صحیح الاسناد
 بخاری نے اس حدیث میں ہر عن صاحب عن انس قال سألت رسول اللہ عن النکاح من قبل
 الرکوع أو بعد الرکوع فقال قبل الرکوع قال قلت فإن ناساً يدعونهم
 أن يسئروا رسول الله صلى الله عليه وسلم فقلت بعد الرکوع فقال إنما كنت
 رسول الله صلى الله عليه وسلم شهراً أيدعوني على أناس قتلوا أنا ناساً من
 أصحابه يقال لهم القراء یعنی انس سے میں نے دریافت کیا کہ قنوت رکوع سے پہلے ہو یا
 بعد رکوع کے فرمایا کہ پہلے رکوع کے میں نے کہا آدمی کہاں کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم نے بعد رکوع کے قنوت پڑھا ہے فرمایا نہیں قنوت پڑھا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے مگر ایک مہینہ یعنی رکوع کے بعد بدعا کرتے اور لوگوں نے جنہوں نے آپ کے صحابہ میں سے
 اور لوگوں کو قتل کیا تھا چلو قاری کہتے تھے انتہی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قنوت قبل
 رکوع کے تھا اور عاصم بن سلیمان سے روایت ہو کہ چنانچہ اس سے کہا کہ ایک قوم کہتی ہے کہ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ صبح کی نماز میں قنوت پڑھتے تھے فرمایا جھوٹ کہتے ہیں
 قنوت پڑھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مگر ایک ماہ بدعا کرتے تھے ہمیں یوں پر مشرکین
 کے انتہی اور کتاب القنوت میں انہوں نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم نہیں قنوت پڑھتے تھے مگر حسب وقت کسی کے واسطے دعا کرتے یا کہ پڑھ دعا دیتے
 انتہی علامہ ابن ہمام نے لکھا ہے کہ سند اس حدیث کی بھیجی میسیوبہ سے اس طرح تصحیح کی کہ میں
 قنوت نہیں پڑھتے تھے چنانچہ طبرانی نے غالب بن فرقہ سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کو صبح کی نماز میں اور عشاء میں قنوت پڑھتا ہوا دیکھا اور ابن عباس نے ابوہریرہ سے
 روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں قنوت پڑھتے تھے فجر میں مگر جبکہ دعا
 کریں یا بدعا انتہی اور اس حدیث کی بھی سند صحیح ہے اور امام احمد اور ترمذی اور نسائی اور ابن
 ماجہ اور طحاوی نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے وہ اپنے والد سے روایت

صحیح
فصح

ابن ہمام نے
حدیث کا اعتبار
علیہ
صحیح
فصح

کرتے ہیں کہ فرمایا انھوں نے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی پس نہ قنوت
 پڑھا اور ابو بکر کے پیچھے نماز پڑھی پس قنوت پڑھا اور عمر کے پیچھے نماز پڑھی پس قنوت پڑھا
 اور عثمان کے پیچھے نماز پڑھی پس نہ قنوت پڑھا اور علی کے پیچھے نماز پڑھی پس نہ قنوت پڑھا
 پھر فرمایا بیٹا تحقیق یہ بدعت ہے راستی اور صحیح کیا اس حدیث کو ابن حبان نے اور کہا حافظہ
 نے سند اس حدیث کی اور بشرط مسلم کے ہی انتہی اور ابن ابی شیبہ ابن مسعود ابن عمر ابن عباس اور
 ابن الزبیر سے روایت کی ہے کہ وہ صبح کی نماز میں قنوت نہیں پڑھتے تھے اور ابو بکر اور عمر
 اور عثمان نے بھی ایسی روایت کی ہے انتہی اور امام محمد نے کتاب الآثار میں اسود بن یزید
 سے روایت کی ہے کہ میں عمر کے ہمراہ سفر اور حضر میں دو برس تک رہا پس دیکھا میں نے ان کو قنوت
 پڑھتے فخر میں انتہی اور ابن ابی شیبہ نے علی سے روایت کی ہے کہ جب انھوں نے فجر میں قنوت
 پڑھا تو لوگوں نے اوپر اٹھا کر کیا پس فرمایا کہ مٹا دینا چاہیے انتہی اور اس میں یہ بھی ہے
 کہ یہ اعراسیوں کو منکر معلوم ہوا اور آدمی یا تو صحابہ تھے یا تابعین پس معلوم ہوا کہ ابو داؤد اور
 ترمذی اور مسلم میں جو روایت ہے وہ اس وقت کی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی کے واسطے
 دعا یا بدعا کرتے تھے کیونکہ ایسی صورت حدیث میں ثابت صحیح اس کی تفسیر واقع ہوئی ہیں علی
 القیاس ابو داؤد میں انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قنوت پڑھا ہی
 اور بعد رکوع کے پڑھا ہی اسی پر جمہول کہ ایک حدیث یا بوقت ضرورت ایسا واقع ہوا نہ اس
 سے خود مسلم کی حدیث میں ثابت ہو چکا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبل رکوع قنوت فقط
 ایک حمدینہ پڑھا تھا اور یہ بھی اونسے ثابت ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ قنوت میں
 پڑھتے تھے اور خود انس نے بھی نہیں پڑھا پس امام صاحب تو حدیث کے موافق رہ گئے
 معترض صاحب مخالف ہو گئے ۷ تم لکھو ہی کہتے ہو کچھ اپنی بھی خبر **قال** مسئلہ
 وستم یعنی شرح ہدایہ میں محیط سے نقل کر کے لکھا ہے کہ در پیچہ کر پڑھنے بھی اور سوائے پہلے
 بھی جائز نہیں ہیں **انما قول** طحاوی میں اسناد صحیح سے روایت ہے **عن** لکھیں **عن**

ترجمہ

فتح المصنف

کتاب التہجد

ابن عمرؓ کہ کان یصل علی الساجدۃ ویوتر بالاکض ویزعم ان رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یفعل کذلک یعنی نافع بن عمر سے روایت کرتے ہیں
 کہ وہ نماز سواری پر پڑھتے تھے اور وتر زمین پر اور کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 ایسا ہی کیا کرتے تھے انتہی اور عقود الجواہر میں ہے ابو حنیفہ عن حماد عن مجاہد
 انہ صحب عبد اللہ بن عمر من مکة الی المدینۃ یصل علی الساجدۃ
 ایماء الا المکتوبۃ والوتر فانه کان یترک لہما یعنی مجاہد سے روایت ہے کہ وہ ابوبکر
 بن عمر کے ساتھ مکہ سے مدینہ تک رہے نہاد پڑھتے تھے اپنی سواری پر اشارے سے مگر
 فرض اور وتر پس تحقیق ان دونوں کے واسطے بیچے اور تھے انتہی پس تطبیق دونوں
 حدیثوں میں کہ بجا لگے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی عذر کی وجہ سے مثل کیچڑ بانی
 وغیرہ کے سواری پر وتر پڑھی ہو کیونکہ واقعہ حال ہو عام نہیں بانی کیچڑ کے عذر میں تو فرض نماز
 بھی سواری پر جائز ہو یا قبل ورود تاکید کے پڑھی ہو اس لیے کہ وتر بعد نماز بجا گانہ کے واجب
 ہو کی ہر قسم و نون حدیثوں میں تاقض نہ ہو گا اور علامہ طحاوی نے بعد تفصیل احادیث کے شرح معانی
 الآثار میں لکھا ہے قدین ہذا وجہ عندی ثبتت لکسۃ الوتر علی الساجدۃ یعنی
 اسی وجہ سے میرے نزدیک وتر کا سواری پر پڑھنا منسوخ ہو گیا انتہی **قال** مسلّم فقہاء
 و ہنتم یہاں وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ اگر کسی سے فجر کی سنتیں پڑھی گئی ہوں تو پڑھنا
 اور کا او سکونہ تو بعد فرض صبح قبل نکلنے آفتاب کے جائز ہے اور نہ بعد نکلنے آفتاب کے جائز ہے اگر
اقول مسلّم بن عمر بن عباس سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں
 قشرہ لائے میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا میں نے کہ وقت جائز نماز کا آپ
 بتلاویحیے فرمایا صبح کی نماز پڑھ کر پھر جاننا نماز سے یہاں تک کہ آفتاب طلوع کرے انتہی اور
 فتح القدیر میں ہے کیونکہ سنتیں بعد نماز فجر محض نفل ہو گئی ہیں بنا براسکے کہ حدیث اوس کے
 واسطے وارد نہیں ہوئی ہو یا وہ معارض ہی بخاری اور مسلم کی حدیث کے کہ آنحضرت

۴۰
 صحیح ابویوسف
 صحیح ابویوسف

۴۰
 صحیح ابویوسف
 صحیح ابویوسف

۴۰
 صحیح ابویوسف
 صحیح ابویوسف

۴۰
 صحیح ابویوسف
 صحیح ابویوسف

۴۰
 صحیح ابویوسف
 صحیح ابویوسف

صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد صبح کی نماز کے ممانعت فرمائی ہے جب کہ آفتاب نکل آوے پھر میں صحیح ہے
 کی اور حدیث پر معتدلم ہوگی جیسا کہ ابھی ہم ذکر کر چکے ہیں انتہی علاوہ اس کے ان دونوں حدیثوں
 میں جو معتزلین صاحب نے لکھی ہیں محدثین کو کلام ہے چنانچہ ترمذی کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے
 کہ اونکے نزدیک یہ حدیث قابلِ حجت نہیں اور ملا علی قاری نے شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے کہ یہ
 حدیث ثابت نہیں قطع نظر اسکے حدیث نہیں کی مقدم ہوتی ہے خصوصاً اس وقت کہ دوسری حدیث
 جس سے جواز ثابت ہوا ہی اس وقت تک نہیں کہتے جیسے کہ حدیث نہیں کی قوت رکھتی ہے پس بعد نماز
 صبح کے سنتوں کا پڑھنا خلاف احتیاط ہے **قول** مسئلہ ہفتاد و ششم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں
 میں لکھا ہے کہ استسقا میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنی سنت نہیں ہے اور مسئلہ ہفتاد و نہم ہدایہ
 وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ نماز استسقا میں چادر ملکہ کر اور یعنی امام کو بھی اور قوم
 کو بھی سنت نہیں ہے مسئلہ ہشتاد و ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ استسقا میں خطبہ نہیں
 ہے **اقول** فتح المنان میں لکھا ہے کہ امام صاحب کے نزدیک استسقا دعا اور استغفار ہی
 کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَسْتَغْفِرُكَ اَسْتَغْفِرُكَ اَسْتَغْفِرُكَ اَسْتَغْفِرُكَ اَسْتَغْفِرُكَ اَسْتَغْفِرُكَ اَسْتَغْفِرُكَ
 صَدَدُ اسرار یعنی طلب مغفرت کرو پورے روزگار اپنے سے وہ بخشے والا ہے بھیجتا ہے اور کو تو پرست
 والا علاوہ اسکے اکثر حدیثوں میں طریقے استسقا کے مرقوم ہیں اونہیں نماز نہیں ہے بلکہ
 ایک صورت میں فقط نماز ثابت ہے اور وہ حدیث یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید گاہ
 تشریف لے گئے اور نماز پڑھی اور خطبہ پڑھا اور یہ حدیث مع تمام خصوصیات اپنی کے حدیث
 کو نہیں پونجی یا خاص سوال اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی اور سنت ہے جس پر رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشگی کی ہو مگر کہیں ترک بھی کر دیا ہو اور یہاں نماز کا نہ پڑھنا زیادہ ہے فقط نماز کو
 ایک دفعہ پڑھی تو اور یہ حدیث بھی صحیح ہے کہ عمر نے استسقا کیا اور فقط دعا مانگی اور استغفا
 کیا اور نماز نہیں پڑھی اگر نماز سنون ہوتی عمر ترک نہ کرتے حالانکہ ہوا میں ہے کہ رو بہ
 کیا گیا اور عمر نہ کا نہ جانیسا باوجود محرم ہونے کے اور قرب زنا و رسالت ہوا صلی اللہ علیہ وسلم کے

۹۰
توفیق الہی

کتاب التہذیب
جلد دوم
صفحہ ۲۱۶

بید ہو باوجود جاتی کے نیک کرنا اور بھی نہیں ہو سچ صحابہ کا تہنیک کرنا نہایت مستحب ہو اور
امام صاحب کی ہر اس قول کے مستقامین جماعت نہیں ہیں کہ جماعت مع خصوصیات
دوسری کے مسنون نہیں مگر اگر شخص نماز پڑھیں بطور نفل کے اور دعا اور استغفار کر لیں تو جائز
ہو بلکہ مستحسن ہو اور احادیث جو مستقامین مروی ہیں اضطراب سے خالی نہیں اور اکثر طرق
جہن جن خصوصیات اور کیفیات مذکور ہیں خالی از ضعف نہیں ہیں ان صاحب نے اسکا خلاصہ
مقصود اصلی جو دعا اور استغفار پڑھ کر لیا ہو اور نماز کو ہر جماعت اور خطبہ جائز رکھا ہو وہ بخاند
اونکے کے متیقن کو اور فتویٰ نزدیک حنفیہ کے صاحبین کے قول پر ہو کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے فعل سے خطبہ جماعت ثابت ہو اور خصوصیت کی کوئی دلیل نہیں پائی جاتی انتہی اور غرض اللہ
میں ہو کہ چار پلٹا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بطور نیکالی کے تھا چنانچہ اسکی تہیح مستدرک
جابرہ کی روایت سے آئی ہو اور وہ صحیح حدیث ہو فرمایا او بخون نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
چار پلٹے قلب کیا تاکہ قحط سالی منقلب ہو جائے اور کلمات طبرانی میں اس شخص سے روایت ہو کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے چار کو پلٹا تاکہ قحط سالی بد لکر زانی ہو جائے اور سند اسحق میں ہو کہ چار کا
اسوچہ سے تھا کہ سختی آسانی کی طرف منقلب ہو جائے اور کتاب ربیعہ سے حدیث ابن عباس کی روایت
سے آئی ہو اگر وہ خطبہ پڑ لالت کرے تو کوئی اشکال نہیں ورنہ ترمذی نے جو صحیح کہا ہو مگر حاکم نے اسکو
کیا ہو اور سکوت او کا ضعف پر اس حدیث کے لالت کرنا ہی اور حافظ منذری نے اسکو مرسل کہا
ہو اور سند امام احمدین جو روایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آئی کہ استسقا کیو اسطے کہ
لائے پس غل قبل خطبہ کے شروع کی اور امام احمدی نے خطبہ کو مستقامین مسنون نہیں کہا ہو تو معلوم
کہ یہ حدیث اونکے نزدیک ضعیف ہو اور تو نے معلوم کر لیا ہو کہ حدیث کا ضعیف ہونا اس پر موقوف
نہیں کہ بعض راوی اس کے ضعیف ہو اگرین بلکہ علین حدیث کی اور بہت ہیں انتہی مختص
خلاصہ تحریرات یہ ہو کہ امام صاحب طریقہ مسنون ہونے کا انکار کرتے ہیں اور فی الواقع خطبہ
مسنون کے یہ معنی ہونگے کہ اکثری ہو تو بیشک مستقامین اکثر تو دعا اور استغفار فقط احادیث

مجلسه اول

میں وارد ہو ورنہ عمر اگر یہ طریقہ اکثر ہی ہوتا تو ہرگز ترک نہ کرتے اور صحابہ ضرور متنبہ کر دیتے پس ترجیح
 دینا دعا اور استغفار کا اور غار نہ پڑھنا عمر رض کا اور صحابہ کا سکوت کرنا اس پر ان کی کلمہ طاقیہ مسنون
 ہی ہو وہ نہیں گو فقط جو از او سکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے ثابت ہو گیا ہو وضو میں
 بھی تو آخر ایک ایک اور وہ دوبار دھونا غسل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو گا بسوں
 وہی ہو جو اکثر تین تین بار عرضا کو، ہو یا ہر پانچ معلوم ہو کہ امام صاحب کی جو عرض ہو وہ حدیث
 کے مطلق مخالف نہیں عا شا و کلا جہرا یا اینہم جو نہ خشوع کو ثابت ہو گیا ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 نے خطبہ و رجاعت کے ساتھ پڑھی گو ایک بار سہی اس لیے صاحبین کے مذہب پر فتویٰ ہی اور حنفیہ
 نماز مستسقی پڑھتے ہیں رجاعت اور خطبہ اور قنوت کر کے تین مگر یوں کہنا کہ غلام نے مجتہدین کے خلاف
 کیا محض خطا ہی اگر اختلاف مانا نہ ہوتا تو بیشک اختلاف ایسا نہ ہوتا اور اختلاف مانا نہ ہو جو بصحت
 کے رکھا گیا ہو ورنہ شائع سے رفع اختلاف کی تدبیر ممکن تھی اور اس اختلاف میں بندہ شک واسطے بڑی بڑی
 معلومین میں سے دم و احکام شریعت میں ازراہ خطا بہرچہ وہ دوزخ شائع ہمہ خیرست و صواب
قال مسئلہ ہستاد و کیم را یہ غیر فقہی کتابوں میں لکھا ہو کہ عورت کو ٹیڈیہ ہو یا اوڑھنی ہو یا اوڑھنی یا
 میں برابر عین اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی سوا نام اعظم نے اس مسئلہ میں خلاف کیا ہی اس حدیث کا جو
 کہ بخاری اور مسلم میں روایت ہے ابی قلابہ سے اسے **اقول** مذہب امام صاحب کا اس مقام پر ان
 و حدیث سے مانگو ہی اعتراض مخالف کتاب ہی سنت کا اوپر نہیں ہو سکتا ابو داؤد اور ترمذی اور
 نسائی اور ابن ماجہ اور امام احمد اور حاکم نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا جس شخص کی زوجہ عورتیں ہوں پس میں اس کی طرف ایک کے تو قیامت کے دن وہ شخص آگے گا
 اس حال میں کہ وہ نہ خواہو گا ٹیڈیہ ہو گا انتہی اور ابو داؤد اور نسائی اور ترمذی اور ابن ماجہ میں
 سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قسمت کرتے ہوئے برابر کرتے ہوئے فرماتے خدا یا یہ تقسیم ہو گا
 میرا اختیار میں ہے پس غیر اختیاری میں مجھ کو ملاست مگر تابعی بعض سے قلابی اختیار میں
 ہو انتہی اور خدا تعالیٰ فرماتا **وَقَدْ خَفَّ الْقُرْآنُ لَا تَعْلَمُ الْقَافِلَةُ** یعنی پس اگر خوف کہ تم کہ حد

کتاب
 تاریخ
 ہجری
 ۱۰۰۰

۹۰

نہیں ہو سکے گا تو ایک ہی عورت کو انتہی پس معلوم ہو کہ ازواج میں خواہ بکرہ ہوں خواہ نمیبہ برابری ہوا
 ازجین میں شروع شروع تک میں باکرہ کو سب سے سات روز اور نمیبہ کو سب سے تین روز میں خفیہ کا انکار
 نہیں ہوتا کہ کہتے ہیں کہ جتنے دن اسکے پاس ہو گیا وہ تنہی ہی روز پہلی کے پاس ہوتا پھر گیارہ روز خلاف حدیث
 اور قرآن نذر گیا اور مسلم نے ہر شب جو وارد ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ام سلمہ سے نکاح کیا اور تین
 روز کے بعد ورفا اگرچہ ہوتا مانتا نہ ہوں مگر سات سات دن اور دو دن کے پاس بھی رہا مگر انہی سات
 نہیں معلوم ہوتا اگر تین دن رہے تو دوسری ازواج کے پاس بھی تین تین روز قیام ہو گا بلکہ یہ فرمانا آپ کا
 پھر وہ کہیں بھی اس قدر رہو گا صحیح دلائل کے بنا جو کہ برابری چاہیے البتہ جو یہ ابتدائی نکاح کے باکرہ کے ہر
 سات روز کی اجازت اور نمیبہ کے پاس تین روز کی دی گئی جو اس حدیث سے خواہ خواہ نہ دوسری یہ افہام کہ
 دوسری کو اس قدر مستحق ہو گا غالی تھیں رسول فہمی سے نہیں بجای انصاف ہو کہ جو عقل سے غالی ہوں
 اور اہل الارای یعنی عقلا پر اعتراض کریں اور مخالفت حدیث کا الزام میں حال آنکہ جب خواہر کہہ سکتی تھیں
 تو جو مطلب حدیث کو موافق مقصد قائل کے کیونکر سمجھیں گے جادو اور زور ابترتہ اور پھر نہیں ان کو تسلیم
 اینست + **قال** سلسلہ ہر تہ دو مہر ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ مدعی کو قسم نہ دیجو اور یہ
 امام عظیم کا ہر سوا امام اعظم نے اس سلسلہ میں خلاف کیا ہوا ان وصیروں کا پہلی حدیث مسلم اور ابوداؤد اور
 نسائی میں روایت ہوا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہ تحقیق بغیر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا
 قسم و گواہ برآور کہا اس کی جید و دوسری حدیث ترمذی میں روایت ہے جعفر بن محمد رضی اللہ عنہما
 عنہ سے کہ نقل کیا اُس نے اپنے باپ سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا ساتھ قسم کے ساتھ ایک گواہ
 کہا اور حکم کیا ساتھ اس کے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اور کہا ترمذی نے یہ حدیث اصح و اقویٰ
 مسلم بن ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت سے حدیث کی ہوا **قال** اللہ علیہ وسلم **قال** کو یسئل الناس
یدعی الیہم لا یسئلونہ ما یرجوا واما ھو وکن الیہم علی اللہ علی علیہ منی تحقیق نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر آدمی موافق دعویٰ اپنے کہے دے جائیگا تو آدمیوں کی جان میں
دعویٰ کی تحقیق ہوگی لیکن تم نہ دعا علیہ رہو انتہی اور پھر نبی بن ابن عباس سے دعا ہے کہ

۴

حدیث
 صحیح
 مسلم
 بن
 ابی
 حنیفہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لیکن گواہ لائے درجہ پر ہیں اور قسم کھانی سے عا لیمہ پر انتہی اور اللہ تعالیٰ
 فرماتا ہو اسے شہید کن میں نہ جاکر کہہ دے کہ جو کچھ کہتا ہے وہ سچ ہے اور اس کے ہاتھ میں وہ
 گواہ طلب کر لیں اگر دو مرد دونوں تو ایک مرد اور دو عورتیں جن انتہی اور شاہد اور یہ عین کی حدیث کو
 علامہ نے لکھا ہے کہ بھی بن عین نے اسے روایا ہے اور اسے اسکا انکار کیا ہے پس بعد انکار کیا ہوگا
 حجت نہیں ہو سکتی علامہ اسے یہ بھی احتمال ہے کہ معنی اس حدیث کے یہ ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے ایسا ہی فرمایا ہے کہ اگر دو مرد ہیں تو ایک مرد اور دو عورتیں ہیں سے حکم کیا پس اس حدیث سے دونوں کا جمع کرنا ایک
 شخص میں نہیں پایا گیا اور مثال کسی ایسی ہو جسے کہا جاتا ہو کہ زید کچھ اور خیر پر سوار ہو اور مراد
 علی التعاقب ہوتی ہو اور اگر تسلیم بھی کیا جائے کہ یہ حدیث جمع کو مقتضی ہو مگر دعویٰ کی عین پر کہاں سے
 دلالت کرتی ہو بلکہ جائز ہے کہ قسم مدعا علیہ کی مراد ہو اور ہم اسکے قائل ہیں کیلئے کہ ایک گواہ کا اعتبار نہیں
 عدم وجود اس کا برابر ہو پس عا علیہ کی قسم پر جوع کیا جائیگا واسطے عمل کر کے کے شہور حدیث پر
 انتہی حاصل کلام یہ ہے کہ اول تو شاہد و عین کی حدیث میں بعضوں نے کلام کیا ہو اور قطع نظر اس کے اس
 میں بہت احتمال ہیں پس خواہ ایک احتمال کو خاص کر کے مخالف حدیث مشہورہ و قرآن کر دینا اچھا
 نہیں بلکہ حدیث اور قرآن سے ثابت ہو گیا کہ دو گواہ ضرور ہیں مگر گواہ دونوں مدعی پر ہیں اور قسم مدعا
 پر اس قسم سے معلوم ہوا کہ دونوں چیزیں ایک میں جمع نہ ہوں گی جیسے مدعا علیہ کے گواہ سموع نہ ہوں گے اسی
 مدعی کی قسم کا اعتبار نہ ہو گا پس اگر شرکت لیجا نیکی تو سنا فی تقسیم کے ہو جائیگی پس یہ وجود احادیث مشہورہ
 اور دلالت قطعی افکی کے نہ ماننا اور اس حدیث کے ظنی معنی کو حجت گردانا پھر مزیدی بران امام صاحب
 سب کو جو وافق حدیث اور قرآن کے ہو مخالف جانتا بجز تعصب اور کفر ہی کے کوئی بات نہیں ہے
 تمحید کو یہ نذر انگشت کو کیا ہو قال مسئلہ ہشتاد و سوم ہادیہ غیر فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ سموع گمن کی نماز
 بہت میں ایک ہی کوغہ و آخر مسئلہ ہشتاد و چہارم ہادیہ غیر فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ نماز گمن میں خطبہ نہیں پڑھا
 مسئلہ ہشتاد و چہارم شریعت وقایہ غیر فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ گمن کی نماز میں قرأت آہستہ پڑھنی چاہیے اور
 یہ مذہب امام عظیم کا ہو و امام اعظم نے اس مسئلہ میں خلاف کیا ہو بخاری و مسلم کا انہم اقول فتح مغان

۲
 بیہودہ

مفسر
 بیہودہ

بیہودہ

میں بکھارو اور اللہ علیہ ارحم الراحمین احادیث بروایات متعدّدہ صحیحہ
 و حسنہ و مستندہ لاندہب الحنفیہ و کلام علی احادیث تعدّد رکوع یا نماز اضطرب
 فیہما الرواۃ و ان مہم مہم من روى رکوعین و منہم من روى ثلث رکوعات فوجب ان
 یصلی علی المعنوی و هو الموافق لروایات الطریق نحو قولہ صلی اللہ علیہ وسلم فاذا کان
 کذاک فصلوا یعنی شیخ بن ہمام احادیث و آیات متعدّدہ سے لائے ہیں جو صحیح اور سن اور
 ثابت کہ نبوی مذہب حنفیہ کی ہیں اور کلام کیا ہو انھوں نے ثلث رکوع کی حدیثوں میں بائطوں
 او نہیں راوی مضطرب ہیں کیونکہ بعضے دو رکوع کی روایت کرتے ہیں اور بعضے تین رکوع کی پس جب
 ہو کہ نماز بطور معمول پڑھی جائے اور وہ روایات سطلے کو موافق ہو مثل قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 یسبک الیسابوسینا پڑھو انتقی اور تین احقائق میں ہے کہ ہماری حجت وہ حدیث ہے جو ابو داؤد
 میں قید شدہ سے ساتھ اسناد صحیح کے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی دو رکعتیں
 سوچ گمن کی سنت اور روایت کیا ہو دو رکعتوں کو ایک جماعت نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے بعد اللہ بن
 عمر اور عمر بن عبد الوہاب اور ابو جہر اور عثمان بن زبیر میں اور اس حدیث سے اخذ کرنا اولیٰ ہے کیونکہ اسکا
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا ہے اور ارفعل ہر مقدم ہوتا ہے اور بوجہ کثرت راویوں کے اس حدیث
 احادیث کے اور موافق ہونے اسکے کے طریقہ کسودہ کو اور حدیث عائشہؓ اور ابن عباسؓ سے اور ان
 لوگوں کی حجت قائم نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ امر ثابت ہے کہ مذہب ہارون دونوں بخلاف اسکے ہے اور جب
 مذہب راوی کا خلاف اسکے ہو جب کہ روایت کرتا ہے تو وہ روایت حجت نہیں ہو سکتی علاوہ اسکے یہ
 روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین رکوع کیے ایک رکعت میں اور چار رکوع کیے ایک
 میں اور پانچ رکوع کیے ایک رکعت میں اور چھ رکوع کیے ایک رکعت میں اور آٹھ رکوع کیے ایک
 رکعت میں اور اس روایت کو اخذ نہیں کرتے پس جو جواب دو رکوع سے زیادتی پر ہوگا وہی جواب
 ایک رکوع کی زیادتی پر ہوگا اور ایک رکوع سے زیادہ روایت کی یہ وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم نے طول رکوع بہت کیا تھا کیونکہ جنت اور ناریش کی گئی تھی پس بوجہ دیر کے بعض شخص

۴
 شیخ بن ہمام

ملول ہوئے اور انھوں نے اپنے سر کو اٹھایا یا یہ گمان ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سڑا کر
 اٹھایا ہو تب ہی انھوں نے بھی سر اٹھایا یا اپنے سر کو وافق عادت روزمرہ رکوع کے اٹھایا یا پس
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رکوع میں پایا پس رکوع کیا پس لہجہ و سہری بار اور تیسری بار کیا پس
 جو لوگ انکے پیچھے تھے انھوں نے بھی ایسا ہی کیا اس گمان سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 ایسا کیا ہو پھر لڑکپن کے موافق اپنے گمان کے روایت کر دی اور ایسا اشتباہ جو لوگ آخر صف میں
 ہوتے ہیں بھی ہو جاتا ہو کیونکہ عائشہؓ تو عورتوں کی صف میں تھیں اور ابن عباسؓ لڑکوں کی
 صف میں تھے اور جو کہ اس تاویل پر دلالت کرتا ہو وہ یہ ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 مدینہ شریف میں سورج گمن کی ایک ہی مرتبہ غارِ طہیٰ میں پس کھانے کا ایک مرتبہ میں ثابت ہو محال
 یہ معلوم ہوا کہ راویوں سے بوجہ اشتباہ کے اختلاف ہو گیا اور بعضوں نے کہا ہو کہ خود رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم سر اٹھاتے تھے تاکہ آفتاب کو دیکھیں کہ بجلی ہو یا نہیں تب بعضوں نے ہکو
 رکوع گمان کر لیا پس اس لفظ رکوع اطلاق کر دیا پس اس حدیث کی جو معنی روایت کو ہیں یہ تین
 باوجود ان احتمالات کے معارض نہ ہوئی انتہی آج یہ حدیث سننے جہلین صریح نقطہ ایک رکوع کا ایک
 رکعت ہیں مگر ثابت ہو اود اود اور نسائی اور شمائل ترمذی میں عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہو کہ
 کہا انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سورج گمن ہوا پس قیام کیا آپؐ بہت دیر تک
 رکوے کیا بہت دیر تک پھر اٹھ پایا پس کھڑے ہوئے بہت دیر تک سجا گیا بہت دیر تک اٹھ پایا اور کھڑے ہوئے بہت
 دیر تک پھر سہرا کیا بہت دیر تک پھر کھڑے ہوئے پھر دوسری رکعت میں بھی ایسا ہی کیا اور حاکم نے بھی اس حدیث کو
 روایت کیا ہے اور کہا ہو کہ حدیث صحیح ہے تب اس حدیث سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے ہر رکعت میں فقط ایک رکوع کیا اور اود اود اور نسائی میں سمرقند میں جب روایت ہو کہ رسول
 صلی اللہ علیہ وسلم کے بٹھے اور غارِ طہیٰ میں قیام کیا اور نمازوں سے بہت زیادہ کہ ہم آگے آئے اور پھر
 سنتے تھے پھر رکوع کیا اطلال کو رکوع کہہ کر کھڑے ہوئے اور کھڑے ہوئے کئی نہیں آتی تھی پھر سجدہ کیا اور سجدوں کی زیادہ کہ
 ہم آواز آگے نہ ہوتے تھے پھر دوسری رکعت میں بھی ایسا ہی کیا انتہی مختصر اور بخاری میں بھی

۲
 بیحدیث

روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سورج گھٹن ہوا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 چادر کھینچتے ہوئے نکلے میانکے مسجد میں شریف لائے اور آدمی بھی مسجد میں جمع ہوئے پھر بعض
 اونکا ٹپڑ لین پس آفتاب نے شمس ہو گیا تیس فرمایا آفتاب اور چاند دونوں شانی ہیں اللہ کی نشانیوں کے
 ڈرنا تا ہی اللہ سے پہنچے بڑا مکوس جب یسا ہو پس نماز پڑھو تم یہاں تک کہ آفتاب شمس ہو جائے انتہی
 پس احادیث بعضی امین سے صحیح ہیں اور بعضی حسن ہیں بعضی دین نور کھٹو کی تصریح ہے اور بعضی دین
 یہ حکم ہے کہ اس نماز کو مثل نماز صبح کے جواب تم پڑھ چکے ہو پھر وہ اس حدیث سے بھی دو کہ تین معلوم
 ہوئیں اور بعض حدیث میں تفصیل ایک کوع کی ہے نیا حدیث ہے اور عبداللہ بن عمرو بن العاص کی مذکور
 ہوئی اور دو کہ حدیث کو ایک کوع سے زیادہ پر محمول کرنا خلاف ظاہر ہے اگر کوع سے زیادہ ہوتا
 تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جسوقت فرمایا تھا کہ مثل صبح کی نماز کے پڑھو اور سوقت اسکی ضرور
 تصریح کرتے کہ اس میں کوع دو ہیں یا زیادہ ہیں بلکہ جہاں احادیث صحاح میں آنحضرت صلی اللہ
 وسلم نے ارشاد فرمایا جو مان طلق نماز کو فرمایا ہو ورنہ اگر خلاف دستور ہوتا تو اسکے بیان کی ضرورت نہ
 تھی پس معلوم ہوا کہ شام کو فقط ایک کوع مقصود ہے پھر آپ کے فعل کی وجہ اختلاف بھی معلوم ہوئی
 اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ ایک کوع آپ نے کیا اور خود عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما بھی ثابت ہو گیا
 کہ خلاف روایت ہے پس اتنی موجود معلوم ہوا کہ سورج گھٹن میں ایک ہی کوع کرنا چاہیے لہذا اگر
 امام صاحب نے ایک کوع گن دیا تو کوئی اختلاف ہوا باقی رہا خطبہ اسکی وجہ صاف ظاہر ہے کہ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد ادا نماز اور ان لوگوں کا رکھا تھا جو کہتے تھے کہ بوجہ وفات ابراہیم کے کسوف
 واقع ہوا ہے اسکا نام خطبہ نہیں چنانچہ علامہ زبیدی نے تصانیف اہل حق میں لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم نے نماز کا حکم کیا ہی اور خطبہ کا حکم نہیں فرمایا اور اگر خطبہ مشروع ہوتا تو آپ ضرور بیان فرماتے
 اور حدیث میں جو آیا ہو اسکی وجہ یہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسوقت بیان کیا تھا تاکہ انکو
 قول کو رد کریں کہ وہ کہتے تھے کہ کسوف شمس بوجہ موت ابراہیم کے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان
 فرمایا پس فرمایا آپ نے کسوف شمس اور قمر دونوں شانی ہیں اللہ کی نشانیوں کے کسی کی موت اور جانتے

یہ حدیث صحیح ہے

منکسف نہیں ہو اور جو امر کہ اسکی عدم شروعیت پر دلالت کرتا ہو وہ یہ ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ بعد روشن ہونے آفتاب کچھ چاٹھا اگر سنت ہوتا تو پہلے ہی روشنی کے مثل غار اور عمار کے خطبہ بھی پڑھتے انتہی اور فتح القدر میں ہو کہ خطبہ بوجہ قصد شروع ہونے کے نہ تھا بلکہ واسطے رفع یم و ن لوگوں کے جھوٹ لگانا کیا تھا کہ کو ف بوجہ موت ابراہیم کے ہو اور یس یہ خطبہ عارضی تھا انتہی اور سند امام احمد اور سند ابو یعلیٰ بن ابن عباس سے روایت ہو کہ یسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسوف کی غار بڑھی ابن سنا نے آپ سے ایک حرف انتہی اور طیبہ بن ابن عباس رحمہ اللہ روایت ہو کہ شینے آپ کے قریب بڑھی اور قرأت نہ سنی انتہی اور شرح معانی الآثار میں سمرہ بن جندبہ روایت ہو کہ بکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کسوف پڑھائی اور ہم نے انکی آواز نہیں سنی انتہی اور شرح مسلم میں امام نووی نے لکھا ہے کہ مذہب ہمارا (یعنی امام شافعی رحمہ اللہ) اور امام مالک اور امام ابو حنیفہ اور لیث بن سعد اور جریر و فقہا کا یہ ہے کہ کسوف شمس میں آہستہ قرأت کی جائے اور حجت انکی یہ ہے کہ صحابہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت تھمنا بقدر سورۃ فیرہ کی تھی اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو انکی مقدار بالتحین معلوم ہو جائی انتہی **قول** سلسلہ ہشتاد و ششم بلکہ غیر دفعہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ قانونین جمعہ پڑھنا جائز نہیں اور یہ مذہب امام عظیم کا ہی سوا امام اعظم نے اس سلسلہ میں خلافت کی اس حدیث کا جو کہ بخاری اور ابوداؤد میں روایت ہو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے **اقول** بن ابی شیبہ نے علی رض سے روایت کی ہے کہ فرمایا انھوں نے نہیں جمعہ ہو اور نہ تکبیر شریف اور نہ نماز عید الفطر اور نہ نماز عید اضحیٰ کی مگر شہر جامع میں یا بڑے شہر میں انتہی اور ابن خرم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے اور دوسری حدیث عبد الرزاق نے علی رض سے روایت کی ہے کہ فرمایا انھوں نے نہیں تشریق ہو اور نہ جمعہ مگر شہر جامع میں اور امام ابو یوسف نے اس حدیث کو املا میں سند اور مرفوع ذکر کیا ہے اگرچہ بعض نے نزدیک مرفوع ثابت نہ توئی نواسکو سند اور مرفوع نہ کہتے تو رجحان سکون علامہ عینی نے شرح ہدایہ کی کتابا بجمعہ میں ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ امام ابو یوسف امام حدیث ہیں مجتہدین اگر ثبوت اسکے رفیع کی نہ تو انکو مرفوع ذکر نہ کرتے اور علامہ ابن ہمام نے فتح القدر میں کہا ہے کہ اقتدا اعلیٰ رضی اللہ عنہ کی کفایت نہ کرنا

اور علامہ نے یسعی نے تبیینِ سخاوت میں فرمایا ہے کہ خداوند فرمے بھی ہی مروی ہے کہ گناہوں والوں پر عجز و تنہیز

بلکہ شہر والوں پر ہوش ملائیں کے اور سوچہ سے کہ مدینہ شریف کے بہت کانٹوں تھے اور کوئی روایت

نہیں آئی نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جمعہ کا حکم دیا ہو گا اور واجب ہوتا تو ان کو حکم فرماتے

اور بہکوشہرت اوسکی معلوم ہو جاتی اور حارث بن عباسؓ کی حجت نہیں ہو سکتی اس لیے کہ جو اُنی بحرن

قلعہ کا نام یوحنا پنچ اسکو جہری اور ابن اشیر نے ذکر کیا ہے اور صاحب بیٹو نے کہا کہ کجھ الٹی شہر ہو اور

شہر کو قریب لے میں فرمایا اللہ تعالیٰ نے لَوْ كُنَّا اَنْزَلْنَا هَذَا الْقُرْآنَ عَلَى رَجُلٍ مِّنَ الْقَوْمِ تَوَّابٍ

(یعنی کیون نہیں اوتا گیا یہ قرآن اور پر ایک بڑے شخص کے دونوں قرپونین سے) اور وہ مکہ اور

خائف ہوا انتہی پس معلوم ہوا کہ حوائی شہر کا نام جو لفظ قریم کا اوسے الطلاق کیا جو چنانچہ قرآن شریف میں

تاکہ کو قریہ فرمایا ہی ایسا اطلاق پیشتر بہت تھا اور ابو عبیدہ لکیری نے بھی کہا ہی کہ جو انی بحرن کے شہر کا

نامہ پڑھو اور زرخش خیر نے نام قلعہ کا کہا ہے اور ظاہر ہے کہ قلعہ کا معنی اور عالم سے خالی نہیں ہوتا ہے بلکہ اس کے

ن عباس فقط یہی فرماتے ہیں کہ جو انی میں جمع ہوا اس میں یہ مذکور نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

یہ سلم کو بھی اس پر اطلاع ہو گئی تھی اور ان کو جو جسم پر قائم رکھا تھا علماء وہ اسکے ابن عباس رضی اللہ عنہ کے قول سے

۱۱۔ اے نبیؐ کے قول کو ترجیح دے کہ یہ حدیث مرفوعہ بھی آئی ہو اور موقوف کو بھی حکم مرفوع کا ہو کیونکہ یہ فیاسی

میں معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے اس امر کی کوئی روایت نہیں کہ انھوں نے وقت فسخ کرنے

مرفی کے گانو، یمنی منبر کو لے بیٹھ اور جمعہ کا حکم دیا ہو بلکہ شہر کے جمعہ کا فقط انتظام کرنے کے

معلوم ہوا کہ امام صاحب کے ارشاد بہت ٹھیک اور موافق حدیث کے ہو گئے ہیں۔ یہ کہیں نہ کہیں خلاف نہیں آکر۔

معرض صاحب کی طبیعت میں ان کی طرف سے خلاف ہر ہو کر ہے کہ کو اس سے کیا مطلب ہمارا

ملک تو حضرت امام صاحب کی نسبت کیا بلکہ جمیع ائمہ مجتہدین و محدثین متفہم کج ساتھ حسن

یہ بیشک کسی نے مخالفتِ مکمل شرعی کے نہیں کی اور یہ جو اختلاف و فروع احکام شرعی میں ہو گیا اس

ست موجودہ کیواسطے وسعت رحمت ہی اور شارع کی طرف سے اس میں بہت بڑی مصلحت ہے جس کا مآخذ

این وحیث سے نکلتا ہر ایک جگہ تکین غلام ہر ایک سے بے بہرہ ہیں بے سمجھے بوجھ ہر کسی کو

بلکہ صاحب ہدایہ کی خود وجہ کہ اس بیت سے معلوم ہوتا ہے کہ مطلقاً نابینا کی مامت مکروہ نہیں بلکہ
 بوجہ عدم احتیاط کے مکروہ ہے پس اس مسئلہ کو ابن ام مکتوم کی حدیث کے مخالف کہنا کمال درجہ
 کی نادانی ہے قیاس مع الفارق اسی کو کہتے ہیں بان خوب یاد آیا اگر ربط یا بسن بھرتے تو سوسلوگنا
 التزام کیونکر ہو سکتا تھا کچھ متضاد صاحب خیال نہیں کیا لکھتا ہوں بے نیکیے انھل سے کام لیتے ہیں
 سمجھتی میں نہیں آتی ہو کوئی بات ذوق و سلی ہو کوئی جانے تو کیا جانے کوئی سمجھے تو کیا سمجھے **قال**
 مسلم ہذا دشمتم بالریۃ غیر فقہ کی کتاب میں لکھا ہے کہ جو مچھلی کہ خود بخود مر جاو اور اولیٰ ہو جاو ٹھانا او سکا
 مکروہ ہے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم نے اس مسئلہ میں خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو کہ ابو داؤد
 اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن ابی شیبہ میں روایت ہے **اقول** ابو داؤد اور ابن ماجہ
 جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے **قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما ألقى البحر أو جرح عنه**
فكُلُوْهُ وَمَا مَاتَ فِيْهِ فَطَفِيَ فَلَا تَأْكُلُوْهُ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو چیراں
 دریا یا علیہ ہو جائے اوس سے کھاؤ تم اوسکو اور جو شور دریا میں مر جاو اور اولیٰ ہو کر اوپر آجاسے
 پس نہ کھاؤ تم اوسکو انتہی اور علی رض سے مروی ہے کہ فرمایا اونھوں ہماری بازار وغیرہ میں مچھلی است
 بیع کرو انتہی اسی طرح ابن عباس رض اور ابوہریرہ رض اور ابن عمر رض سے طافی کی ممانعت میں احادیث
 مری ہیں اور ترمذی نے طائف میں لکھا ہے **وعن جماعة من الصحابة رض رض اللہ عنہم مثلاً وہو**
علی مالک والسافعی فی اباحتہما الطافی ولا دلیل لہما فیما روایا لان المراد بکثرة البحر
ما لفظ البحر محض لکن موثقاً لہم مضافاً الی البحر ولا یتناول ما مات فیہ من غیر البحر
 یعنی اور ایک جماعت صحابہ رض اسی سے روایت ہے اور یہ حدیث امام مالک رض اور امام شافعی رض پر حجت ہے کیونکہ
 وہ دونوں طافی مچھلی کو مباح سمجھتے ہیں اور حجت انکی وہ حدیث ہے جو اونھوں نے روایت کی ہے نہین
 ہو سکتی اس لیے کہ مراد دریا کے مینہ سے وہ ہے کہ اوسکو دریا پھینک دے تاکہ موت اوسکی طرف دریا کے
 منسوب ہو جاو زمین شامل ہے یہ حدیث اوسکو جو مرض وغیرہ مر جاو انتہی پس معلوم ہوا کہ جو
 مچھلی دریا میں اولیٰ ہو کر اوپر پانی کے آجاتی ہے وجہ اوسکا مرض ہوتا ہے دریا کی مری گری سے

شرح منہج

ابو داؤد

ابن ماجہ

ترمذی

نسائی

ابن ابی شیبہ

ابن عمر

ابن عباس

ابن عمر

طافی نہیں جوتی او سپہیتہ دریا کا صادق نہیں اسکا کیونکہ دریا کے مدیتہ سے یہ تو مراد نہیں ہو کہ
 دریا ہی میں مگر اگر بہر گری تو بھی طلال ہو بلکہ دریا کی طرف جو نسبت کی ہو اوس سے مراد فعل یا ہو
 لہذا طافی پر ملتہ نور یا صادق نہیں ہوگا پھر جب حدیث صحیح ہو جو ہو اور صحابہ کا بھی مذہب بھی
 منقول ہو کہ کھانا نہیں چاہیے اب کوئی اس میں حالت ملتظہ باقی نہیں رہی معترض صاحب نے
 تو خود ان صریح حدیثوں کی مخالفت کی ہو اور دوسرے نہ مخالفت کا اعتراض اسے جان لیا ہو
 لیکن کچھ غیر لغویہ نکات بھی عیون پر لرن چون ہی عربیہ کوئی زبان **قال** سلسلہ ہشتاد و نم
 ہزار غیر فقہ کی کتابوں میں لکھا ہو کہ اگر کوئی شخص اپنی زمین اس غرض سے کسی کو بیوکہ کہ وہ اوس میں کھیتی
 کرے اور اوس سے اپنا حصہ مقرر کر لے تو جائز نہیں ہو اور یہ مذہب عالم اعظم کا ہو سلام اعظم نے اس سلسلہ
 میں خلاف کیا ہوا ان دو حدیثوں کا ان **اقول** جانتا چاہیے کہ زمین کو کھیتی کے واسطے اجار پر
 میں اختلاف ہو حسن بصری اور طاؤس کے نزدیک کسی حال میں درست نہیں خواہ بعوض ہو
 چاندی سے خواہ اوس کھیتی کی تھائی چوتھائی کے عوض کیونکہ حدیث میں زمین کے کرایہ کی مطلق
 ممانعت آئی ہو اسلئے کسی صورت کے نزدیک کرایہ زمین کا جائز نہیں اور ربیعہ کہتے ہیں کہ فقط بعوض صحیح
 چاندی کے درست ہو اور کسی شے کی عوض درست نہیں اور امام مالک کہتے ہیں کہ بدھ کو چاندی وغیرہ
 سوا ہی عام کے جائز ہو اور امام احمد اور صاحبین اور بعض مالکی اور شافعی کے نزدیک میں بعوض ہونے
 چاندی کے اجار پر دنیا جائز ہو اور مزارعۃ الثلث والرابع وغیرہ بھی جسکو غنابت کہتے ہیں درست ہو اور
 امام ابو حنیفہ اور امام شافعی وغیرہ کے نزدیک ہونے چاندی کے کھانا اناج ہشوی کی عوض میں
 کرایہ پر دنیا درست ہو مگر اوس چیز کے حصہ کی عوض جو زمین کے کرایہ سے بچے اور سکا تھائی یا
 چوتھائی حصہ مقرر کر کے کرایہ پر دنیا درست نہیں ہو چلے ہم اس مذہب کی مؤید حدیثیں بیان
 کریں پھر حدیث خیبر کا بھی شبہ جو معترض صاحب نے پیش کی ہو رفع کر دین کے بخاری میں ہی
 حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ لَاحُظٍ عَنْ مَوْسَى بْنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كَانُوا يَرْجِعُونَ
 بِالْثَلَاثِ وَالرُّبْعِ وَالصَّعْفِ فَقَالَ لَنْ يَصْلِيَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مَنْ كَانَتْ لَهُ مَرْضٌ فَلَيْزَ عَمَّا

بجاری
صفوحہ ۲۲۸

بجاری
صفوحہ ۲۲۸

اَوَّلُ مَسْجِدٍ قَانَ لِيُفْعَلَ فَلَمَسْنَاهُ اَصْدَا نَحْنِي جَابِرٌ رَوَيْتُ بِرُكُوعِهِ فَرَمَا يَوْضُوحُ لَوْ كَلَّ
 زَمِينُ كِي زِرَاعَتِ بَهِوْضِ تَهَانِي اَوْ جَوْتَحَالِي اَوْ اَدْوَحِي كَيْ كَرْتِي تَحْتِ بِسْ فَرَمَا يَنْبِي صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 جَسَكِ بِاسْنِ مِيْنِ بَوْبِ جَابِ سِي كَيْ خُود اَوْ سَكِي زِرَاعَتِ كَرِي يَانَا سَبِي كَيْ شَعَارِ دِي كِسْ اَكْرِي سَابِي
 تَوَزِيْنِ اِنْبِي رُو كَيْ اَتَقِي اَوْ سَلَمُ مِيْنِ جَرَعَنْ جَابِرٌ رَوَيْتُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 نَهَى عَنِ التَّحَايُرِ اَيْ عَنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى فَرَمَا يَوْضُوحُ زَمِيْنِ كُو كَرِي بِرُكُوعِهِ جَسَكِ خُوضِ
 يَنْحِي اَتَقِي اَوْ اَبُو اَوْ مِيْنِ جَرَعَنْ جَابِرٌ رَوَيْتُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى فَرَمَا يَوْضُوحُ زَمِيْنِ كُو كَرِي بِرُكُوعِهِ
 يَقُوْلُ مَنْ لَمْ يَكُنْ اَلْحَاكِمَ فَلْيُؤْخَذْ مِنْ حَيْثُ كَانَ اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَيْ جَابِرٌ رَوَيْتُ بِرُكُوعِهِ كَرِي بِرُكُوعِهِ
 نِي مِيْنِ سَابِي رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُو كَرِي فَرَمَا تَحْتِ جَوْتَحَالِي مِيْنِ كُو بَهِوْضِ اَوْ سَكِي خُوضِ
 تَرِي كَرِي تُو جَابِ سِي كَيْ اَكَا كَرِي جَابِرٌ اَوْ رَسُوْلُ كَيْ سَابِي اَتَقِي اَوْ رَسُوْلُ كَيْ سَابِي اَتَقِي اَوْ رَسُوْلُ كَيْ سَابِي
 مِيْنِ جَرَعَنْ سَلَمُ اَنْ يَسَارَ اَنْ رَفَعَ بَنُ خَدِيْجٍ قَالَ كُنَّا نَحْبِرُ بِكُلِّ عَهْدٍ رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ كُنَّا بَعْضُ عُمُوْمِيَّةٍ اَنَّا فَعَلْنَا فَقَالَ نَحْنُ رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ
 اَمْرٍ كُنَّا نَكْفِي اَوْ طَوَاعِيَةً اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَنْفَعُ لَنَا وَانْفَعُ قَالَ عَلَيْنَا وَمَا ذَاكَ قَالَ
 رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَتْ لَهُ اَرْضٌ فَلْيَرْعَهَا اَوْ لِيَرْعَهَا اَخَاهُ وَاَوْ
 لَا يَكُنْ رَئِيًّا يَنْتُكُ وَاَوْ لِيَرْعَهَا اَيْ سَلِيْمَانُ بَنُ سَابِي رَوَيْتُ بِرُكُوعِهِ كَرِي بِرُكُوعِهِ
 رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْ زَمَانِ مِيْنِ خَبَرَاتِ كَرْتِي تَحْتِ بِسْ اَيْ كَيْ جَابِرٌ رَوَيْتُ بِرُكُوعِهِ
 رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيْ اَيْ كَرِي بِرُكُوعِهِ جَابِرٌ رَوَيْتُ بِرُكُوعِهِ
 اَوْ سَكِي كِي طَاعَتِ زِيَادِ نَافِعِ بِرُكُوعِهِ كَرِي بِرُكُوعِهِ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِي جَسَكِ بِاسْنِ مِيْنِ بَوْبِ جَابِ سِي كَيْ خُود زِرَاعَتِ كَرِي يَانَا سَبِي كَيْ شَعَارِ دِي كِسْ اَكْرِي سَابِي
 كَيْ دِي كَرِي اَوْ رَسُوْلُ كَيْ سَابِي اَتَقِي اَوْ رَسُوْلُ كَيْ سَابِي اَتَقِي اَوْ رَسُوْلُ كَيْ سَابِي
 جَسَكِ حَدِيْثِ مِيْنِ مَافَاتِ بِيَانِ بَوْبِ كِي وَاقِعِ نَمِيْنِ بَوْبِ جَابِرٌ رَوَيْتُ بِرُكُوعِهِ
 لَكَا كَرِي مَافَاتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَا اَبْلِ خَبَرَاتِ خُرَاجِ مَقَامَاتِ تَحَا بَطُو رَحَا نِ اَوْ

جلد اولیٰ صفحہ ۱۲
جلد دوم صفحہ ۱۳
جلد سوم صفحہ ۱۴
جلد چہارم صفحہ ۱۵

من مکتوبات

صلح کے اور خراج مقاسمت جائز اس لیے کہ خراج کی دو قسمیں ہیں ایک تو خراج وظیفہ ہے اور وہ یہ ہے
 کہ امام اور غیر وظیفہ سال کا مقرر کرے اور اس قدر مقرر کرے کہ زمینیں ان کی اوس مقدار کو اوشا سکین
 اور دوسری قسم خراج مقاسمہ ہے اور وہ یہ ہے کہ اون سے بعض خراج زمین مثل نصف اور ثلث وغیرہ کے
 شرط لے اور دلیل اس پر یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدت اون کے واسطے بیان نہیں فرمائی اگر
 مزارعت ہوتی تو ضرور بیان فرمائیے کیونکہ مزارعت جو لوگ جائز رکھتے ہیں اوس میں بیان مدت بھی
 شرط کرتے ہیں چنانچہ ہم بیان کرینگے اور دلیل اس پر بھی وہ حدیث ہے جو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے
 کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب خیبر پر غالب آئے تو یہودیوں کو سوال کیا کہ اؤ کو اسی زمین میں
 اس طور سے بھنے دین کہ وہ اس کی زراعت کریں اور نصف اوس کا لے لیا کریں پس فرمایا آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو اس زمین میں جتنا چاہینگے ٹہیرنے دینگے روایت کیا اس حدیث کو
 بخاری اور مسلم اور امام احمد نے اور یہ حدیث صریح دلالت کرتی ہے کہ خراج مقاسمت تھا اور
 لوگ مسلمانوں کے ذمی تھے اور ذمی کو جب اوس کی زمین پر برقرار رکھتے ہیں تو وہ زمین اوس کی ملک ہے
 اور جو شہر اوس کی اراضی لیجائی ہے وہ خراج ہوتا ہے انتہی بل وجودیکہ صریح احادیث میں ممانعت اچھی ہے
 معترض صاحب کسی کی تقلید کو لازم اور فرض سمجھ کر امام صاحب کے پردہ میں صریح احادیث
 طعن کیا یہ کام کہ مسلمان کا تو معلوم نہیں ہوتا جو حدیث پر طعن کرتا ہو اب معترض صاحب کا
 استنباط کمان گیا اور تقویٰ اور طہارت اور پاکدامنی کون اوشا کر لیا کبھی تو بخاری کو کلام اللہ
 سے بھی پہلا اور مقدم سمجھتے ہیں اور کبھی محض سوجہ کہ امام صاحب نے اوس کے موافق کہہ دیا ہے ترک کر دیا
 ہیں دوسروں پر الزام دیتے ہیں حال انکہ قصور اپنا ہی خلاصہ تقریر یہ ہے کہ امام صاحب موافق
 ان صریح احادیث کے منجابت اور مزارعت کو جائز نہیں رکھتے اور معاملہ خیبر کو خراج مقاسمت کہتے
 ہیں کہ وہ بطریق احسان صحاح کے معاملہ مزارعت تھا کیونکہ کہیں حدیث ثابت نہیں ہوتا کہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے اودم حیات اپنے جزیہ اون سے لیا ہوا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کبھی جزیہ لیا ہو
 اگر زمین کا نصف جو اون سے مقرر کیا تھا جزیہ نہ ہوتا تو جو ثقت آیت جزیہ کی نازل ہوئی تھی اوشی ثقت

اونسے جزئیہ لیا جاتا حالانکہ تین کسی روایت سے ثابت نہیں ہوتا کہ سو اس نصف کے اور کچھ
 پس معلوم ہوا کہ امام صاحب کا قول موافق حدیث کے ہے اور معترض صاحب مخالف حدیث کے کہے ہیں
 کیا علی بالحديث اسی مخالفت کا نام ہے یا پوچھو تو ہوا کیسی باتوں سے خود تھا اس کے اسلام میں کلام جو
 مرزا اور غنی ایک زروی عقائد ایچنین ہرگز دین میں بدداشتن **قال** مسلمہ نو دم ہر ایہ غیر فقہ کی
 کتابوں میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص فی رحم کو کوئی چیز بخش دے تو اس کو واپس لینی نہیں آتی اور یہ سب
 امام اعظم کا ہی ہوا امام اعظم نے اس مسلمہ میں خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو کہ ابو داؤد اور ترمذی اور
 نسائی اور ابن ماجہ میں روایت ہے **اقول** یہی اور دارقطنی اور سند رکابین روایت ہے
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ اکانت اہلبیت لذلک سحیح حشر لہم جمع فیہ
 یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جب کسی شخص ذی رحم رحم کو کوئی چیز بخش دے یا
 تو واپس لیا جاتا ہے حدیث میں سچ ال ہے کہ ذی رحم رحم سے ہٹو ٹا یا جا اور جس بیت میں اللہ
 رجوع آیا ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ باپ کو لے لینا اور خراج کر لینا جائز ہے اور مال و لادین باپ کو تصرف جائز
 ہے یعنی نہیں کہ ہر کچھ اور شیخ جائز و زریہ معنی جل بیت کے مخالف ہوا لیکن پس حتی الامکان تطبیق
 اولی ہے **قال** مسلمہ نو دم یکم ہر ایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ جو شخص رات کو فرض
 روز کی نیت کرے تو دن کو زوال کے وقت تک اس کو نیت کرنی جائز ہے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہی ہو
 امام اعظم نے اس مسلمہ میں خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو کہ سند امام احمد اور ابو داؤد اور ترمذی اور
 نسائی اور ابن ماجہ میں روایت ہے **اقول** اس حدیث سے یہ منہد ثابت ہوا کہ رمضان
 روز کی نسبت یہ شاذ ہوا ہے بلکہ جائز ہے کہ روزہ قضا اور کفارہ اور زنا وغیرہ میں مراد ہوا نہیں جنس کے
 نزدیک بھی رات سے نیت روز کی ضروری ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ رات پہلے قبل غروب کے نیت کرے
 منع فرمایا ہو پس یہ تخصیص کہ ان سنگھ کی کلمات کے بعد نیت درست نہیں یہ صورت کیوں نہیں لیتے جو
 کہ رات پہلے دن میں نیت نہیں چاہیے اور یہ بھی معنی ہو سکتے ہیں کہ جو شخص رات سے روز کی نیت کرے
 یعنی دن میں اگر نیت ہو تو روز کی ہو اور وقت اگر روزہ رکھ گیا اور یہ نیت نہ کر گیا کہ میرا روزہ

توضیح کی ضرورت

یہ نسخہ

سیدنا و رسول

توضیح

شب ہی تو روزہ اوسکا نہیں ہوگا اس صورت میں لفظ صائم کے متعلق ہوگا لفظ صائم
کے متعلق ہوگا اس میں کوئی خرابی لازم نہیں آئی بلکہ معنی بہت ٹھیک ہو گیا اور کوئی دلیل اس پر نہیں کہ
مِنَ اللَّيْلِ كَوْمٌ يَتَّقِي كَيْفَ شَلَوُ كَيْسَا بَلَدٌ صِيَامٌ قَرِيبٌ اَوْ ہر زیادہ اشتقاق بوجہ قریب کہتا ہوا یا
اس حدیث میں کمال روزہ کی نفی مراد ہو یعنی کمال روزہ اوسکا نہیں ہوگا اور فضیلت روزہ کی حامل
ہوگی جب تک رات سخت نہ کر لیا جائے خصوصاً میں وارد ہوا کہ جو شخص صوم لہ نہ نہیں کہیگا اوسکا وضو نہیں
ہوگا اس سے نفی کمال کی ہو اور جیسے بار سجدہ کی نسبت ار ہو کہ جو شخص سجدہ کے متصل بتا ہو سکی
غیر سوا اوس مسجد کے ہوگی پس یہاں بھی نفی فضیلت کی ہو اس قسم کی بہت احادیث و آثار
پر علماء و اہل احتمال ضعیف قوی ہیں علاوہ اسکے اس حدیث کے مرفوع ہو میں کلام تہ تہ ماری
نزدیک موقوف ہو اور اگر اس کے موقوف ہونے کے قابل ہیں بعض مرفوع کہا ہی نہیں جس حدیث
اسفندہ اضطراب ہو اور دوسرے معنی بھی ہو سکتے ہوں اوسکو صحیحین کی حدیث و قرآن پر ترجیح دی
نہیں چاہیے امام زہری نے تبیین الخلفاء میں لکھا ہر وَلَنَا قُلُوبُ تَعَالَى كَلَامُ وَاشْرَافُ تَعَالَى
لَكُمْ الْخَطِ الْأَيْضُ مِنَ الْخَطِ الْأَيْضُ مِنَ الْخَطِ تَعَالَى كَلَامُ وَاشْرَافُ تَعَالَى
وَالشَّرِبُ إِلَى طَلْعِ الْفَجْرِ تَعَالَى كَلَامُ بَعْدَ مَكَلَةٍ تَوَوَّعِي لِلدَّرَاجِي فَخَصِرَ الْعَزِيمَةُ يَدَا
الْفَجْرِ وَرَوَى اللَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَّهُ رَجُلًا أَنْ أَذِنَ فِي لُكَايَسَ أَنْ مَنْ أَكَلَ فَلَيْسَ
بِصَائِمٍ يَوْمَهُ مَنْ لَمْ يَكُنْ أَكَلَ فَلَيْسَ يَمْنَى بِهِيَ دَلِيلُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى كَلَامُ وَاشْرَافُ تَعَالَى
کہ صبح صادق کا وہ پہلا صبح ہوگا پھر غام کرو روزہ کو رات تک خدا تعالیٰ نے کھانے اور پینے کو
طلوع صبح صادق تک مباح کیا پھر حکم کیا ہو روزہ کا بعد اوس کے ساتھ لفظ تَعَالَى کے اور لفظ تَعَالَى
ترجمی اور مہلت کے آتا ہو پس عزم روزہ کا لامحالہ بعد صبح صادق ہوگا اور روایت ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو حکم دیا کہ لوگوں میں پکار دو کہ جس شخص نے کچھ کھالیا ہو چنانچہ
باقی دن رکا رہے اور جس نے کچھ نہ کھالیا ہو چنانچہ کہ روزہ رکھ لے انتقی اور شیخ الاسلام علامہ ابن
نہج القاسم میں لکھا کہ بخاری اور مسلم بن حاتم بن الاکوع سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

سید محمد

علیہ وسلم نے ایک شخص انسلی کو حکم فرمایا کہ لوگوں میں کہہ دو کہ جس نے کھالیا ہو پس چاہیے کہ باقی دن نہیں رکھ
 اور جسے نہیں کھالیا ہو پس چاہیے کہ روزہ رکھ لے اسید کہ آج کا دن عاشور کا ہے اس حدیث میں
 اس امر پر دلیل ہے کہ محرم کا روزہ قبل منسوخ ہوا اسکے کے روزہ رمضان کا واجب تھا اس واسطے
 کہ باقی دن نہ کھانے کا اویسی روز میں حکم ہوتا ہے جو مفروض متین ہو بر خلاف قضای رمضان
 اگر اوس میں افطار کر لے تو یہ حکم نہیں پس معلوم ہوا کہ جس پر روزہ کسی دن کا متعین ہوا اور اس سے
 اوسے نیت اوسکی نکی ہو تو دن کو نیت اوسکی کافی ہو جائیگی اور یہ بار بار کے ہے کہ روزہ عاشور کا
 واجب تھا اور ابن جوزی نے اسکو نسخ کیا ہے اور اس حدیث سے جو بخاری اور مسلم میں معاویہ رضی
 روایت ہے کہ سنائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے تھے یہ دن عاشور کا ہے نہیں فرض کیا گیا
 ہے یہ روزہ اوسکا پس جو چاہے تم میں سے روزہ رکھ لے یا نہ رکھ لے اور روزہ دار ہوں پس روزہ رکھا تو میں
 نے اور اس دلیل سے بھی منع کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان لوگوں نے جن کو کھانا تھا حکم
 قضا کا نہیں دیا تھا اور یہ قول ابن جوزی کا باینطو مردود ہے کہ معاویہ رضی فتح مکہ کے مسلمانوں میں
 میں پس اگر انھوں نے اس حدیث کو بجا سلام اپنے کے سنایا تو ظاہر ہے کہ سن تو یاد میں ہے چہرے میں
 سنا ہو گا پس سننا بحدیث ہے کہ روزہ عاشور کے روزہ رمضان کا تھا تو معنی اس حدیث کے یہ ہو
 کہ بعد واجب ہو رمضان کے روزہ عاشور فرض نہیں تاکہ اس حدیث میں اور ان حدیثوں میں
 جو صریح روزہ عاشور کی فرضیت پر دلالت کرتی ہیں تطبیق ہو جاوے اور اگر قبل اسلام اپنے کے سنایا
 تو جائز ہے کہ پہلے فرض ہو روزہ عاشور کے سنایا ہو اور عاشور کا روزہ رمضان کے روزہ سے منسوخ
 ہو گیا ہے بخانی بخاری اور مسلم میں عائشہ رضی روایت ہے کہ کما انھوں نے عاشور کا روزہ قریب زمانہ
 ایستین رکھا کرتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی کہتے تھے پس جب آپ مدینہ تشریف لائے
 لے عاشور کا روزہ رکھا اور حکم کیا اس روز کا پس جب رمضان کا روزہ فرض ہوا فرمایا ہر چاہا
 اور جو چاہا ترک کرے اور ہوا لفظ ام کا مشترک در میان استحباب و مرد و عورت و کفار و مسلمین
 کا ہے پس قول عائشہ رضی کہ جب رمضان فرض ہوا فرمایا ہر چاہا ہے صحیح ہے نہ کھے

دلیل اس پر ہے کہ یہاں لفظ اور واسطے وجوب کے ہو کر نہ کہ یہ بات یقینی ہے کہ اختیار دینا اس اعتبار سے
 نہیں کہ پہلے مستحب اس لیے کہ اب بھی مستحب بلکہ سنون جو پہلے اختیار دینا اس اعتبار سے ہے کہ پہلے مستحب
 تھا اس طرح اس حدیث صحیحین سے بھی جو مذکور ہوئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کرنے سے
 کہ باقی دن نہ بکایا جا فرضیت معلوم ہوتی ہے پہلے ثابت ہو گیا کہ فرضیت روزہ کے اعتبار کرنے نیت کے
 بعض نہیں منع نہیں کرتے پس مقدم کرنا اس حدیث کا جو ہم سے روایت کی ہو مخالفین کی روایت کی ہو
 حدیث پر واجب ہو اس واسطے کہ صحیحین کی حدیث اولی حدیث کی نسبت قوی ہو پھر ہم اوہیں اختلا
 صحت رفع بھی نقل کر چکے ہیں پس لازم آیا اس کے کہ مراد اس سے نفی کمال کی ہو جیسے لا وضعت
 لیکن لکھنؤ میں نفی فضیلت مراد ہی یا مراد یہ ہے کہ اس نے رات کو روزہ نہ ہوئی نیت کی پس چار
 کہ وہ من الیکل کے متعلق لفظ صیام دوسری ہے جو کا متعلق لفظ نیت کے نہیں پس نہیں جنت کمر
 شیعہ و زیدات ہی روزہ نہ ہوا انتہی **قال** سلسلہ نو دوم ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ
 میں خواہ مخوری چیز نکلے خواہ بہت کدو اوہ میں سے دیوان حصہ ہو اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے ہوا
 نے اس سلسلہ میں خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو کہ بخاری اور مسلم میں روایت ہو انہی
 بخاری اور ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ میں ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 فیما سقیتکم الماء أو الغیر ما سقیتم العشر فمأسقیتم العشر یعنی روزہ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس چیز میں کہ سیراب کیا ہو سکوا آسمانی و خشک ہوں یا عثری ہے
 حصہ ہو اور عثری وہ زمین ہے جو زمین پانی دینے کی حاجت نہ ہو اور اس چیز میں جو سیراب کیا
 آپ نبی سے دیوان حصہ ہو انتہی اور مسلم میں ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی
 سقیتکم الماء أو الغیر ما سقیتم العشر فمأسقیتم العشر یعنی روزہ یا رسول
 صلی اللہ علیہ وسلم نے اس زمین میں کہ سیراب کریں او سکونہ زمین اور بارش دیوان حصہ ہو
 اس زمین میں کہ سیراب کیا جائے یا سانیہ سے دیوان حصہ ہو اور سانیہ اس کو کہتے ہیں جس
 رکھتے ہیں کی واسطے لے زمین انتہی اور عبد الرزاق عمر بن عبد العزیز اور مجاہد اور ثعلبی سے روایت

کشف کیونکہ وہ وہاں
 سیراب کیا گیا
 سقیتکم الماء
 سقیتکم الماء

کی ہو کہ فرمایا انھوں نے اس چیز میں جو زمین کا پوسے تھوڑی ہو یا بہت دسواں حصہ ہو انتہی سبب
 ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ عن عبد العزیز بن ابی جہاد اور ابی ہریرہ عنی سے روایت کی جو پس ان احادیث
 سے معلوم ہو کہ زمین کے قلیل اور کثیر میں عشر دینا آتا ہو کیونکہ ان احادیث میں مطلق مقدار کا بیان
 نہیں بلکہ عام ہے قلیل اور کثیر سب کو شامل ہے پس جن حدیثوں میں پانچ و ستر کا بیان ہے وہ رکوع تجارت
 میں اور زمین کیونکہ قیمت و ستر اور وقت چالیس درہم تھے چنانچہ علامہ زبیدی نے تفسیر نے اسکی تفسیر
 کردی ہے بلکہ لفظ صدقہ کا اوسم مع جو ہو اور صدقہ رکوع میں لکھتے ہیں اسے رطل ج زمین پر نہ لکھنا
 اہم ہو علاوہ اسکے عام کو خاص سے ترجیح ہو اور سنائیہ میں لکھا ہو کہ علامہ ابو بکر بن العربی نے کہا ہے کہ قوی
 مذہبوں کا اس مسئلہ میں مذہب ابو حنیفہ کا ہے باعتبار دلیل اور احتیاط اس کے انتہی پھر یا انہما احتیاط
 اور دعویٰ بالدلیل کے جیسا کہ علامہ ابو بکر بن العربی نے فرمایا مسالہ محقق کو غمانا حق کو نہ پہچاننا
 ہے جو جملہ حق کو غمانا تو اوسکی بات کا کون ٹھکانا حسد کی بی آنکھوں پر بندھی ہو اور مخالفت ماہم صاحب
 دل میں ٹھنی ہو یہ بات میں بوی نفسانیت آتی ہو سرخن میں انکار دین کے ساتھ بدظنی باقی جاتی ہو
 ۱۰ گیر کہ تمام صحیحین از برداری با آن چه کنی کہ نفس کا فراری ہو سر بر این بیچ نمی بہر نماز و نماز
 بہر کہ در برداری **قال** مسئلہ نمود سوم بدین غیر فقہ کی آن بخون لکھا ہو اگر صاحب اختیار ہے کہ کھاندا اور
 مال اوسی جنس کا لکھا تو اوس مال کو پہلے مال میں شامل کر دے ورنہ کوفہ کل مال اوس کا اگر چہ اوس مال کا
 جو کچھ حاصل ہو اسی پر تنگ نہ رہے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے جو امام اعظم نے اس مسئلہ میں خلاف
 کیا ہو اوس حدیث کا جو کہ ابو داؤد میں روایت ہے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کا **قول** تھا
 شرح موابہ الرحمن میں لکھا ہو و لکننا فی المستفاد من الحسن قوی صلی اللہ علیہ وسلم ان
 من السنہ شہرا ثلثون فیہ زکوٰۃ امواکھما حدت بعدک لک فالزکوٰۃ فیہ حتی
 یجیئ ہر الشہر ہواۃ الذی مذی فہذا یقتضی ان یجب الزکوٰۃ فی الحدیث عند محیی
 رئیس السنہ و ما کما لیس بنائب و لکن ثبت فیہ مکتا فی مدہنا لانا و
 لا یجب الزکوٰۃ فی مال حتی یجوز علیہ الحول اما اصالہ او تبعاً کما فی لک و لک

۱۰
 ۱۱
 ۱۲
 ۱۳
 ۱۴
 ۱۵
 ۱۶
 ۱۷
 ۱۸
 ۱۹
 ۲۰
 ۲۱
 ۲۲
 ۲۳
 ۲۴
 ۲۵
 ۲۶
 ۲۷
 ۲۸
 ۲۹
 ۳۰
 ۳۱
 ۳۲
 ۳۳
 ۳۴
 ۳۵
 ۳۶
 ۳۷
 ۳۸
 ۳۹
 ۴۰
 ۴۱
 ۴۲
 ۴۳
 ۴۴
 ۴۵
 ۴۶
 ۴۷
 ۴۸
 ۴۹
 ۵۰

۱
 ۲
 ۳
 ۴
 ۵
 ۶
 ۷
 ۸
 ۹
 ۱۰
 ۱۱
 ۱۲
 ۱۳
 ۱۴
 ۱۵
 ۱۶
 ۱۷
 ۱۸
 ۱۹
 ۲۰
 ۲۱
 ۲۲
 ۲۳
 ۲۴
 ۲۵
 ۲۶
 ۲۷
 ۲۸
 ۲۹
 ۳۰
 ۳۱
 ۳۲
 ۳۳
 ۳۴
 ۳۵
 ۳۶
 ۳۷
 ۳۸
 ۳۹
 ۴۰
 ۴۱
 ۴۲
 ۴۳
 ۴۴
 ۴۵
 ۴۶
 ۴۷
 ۴۸
 ۴۹
 ۵۰

۱
 ۲
 ۳
 ۴
 ۵
 ۶
 ۷
 ۸
 ۹
 ۱۰
 ۱۱
 ۱۲
 ۱۳
 ۱۴
 ۱۵
 ۱۶
 ۱۷
 ۱۸
 ۱۹
 ۲۰
 ۲۱
 ۲۲
 ۲۳
 ۲۴
 ۲۵
 ۲۶
 ۲۷
 ۲۸
 ۲۹
 ۳۰
 ۳۱
 ۳۲
 ۳۳
 ۳۴
 ۳۵
 ۳۶
 ۳۷
 ۳۸
 ۳۹
 ۴۰
 ۴۱
 ۴۲
 ۴۳
 ۴۴
 ۴۵
 ۴۶
 ۴۷
 ۴۸
 ۴۹
 ۵۰

مقدم ہوتا ہے پھر نسل میں یہ بھی احتمال ہے کہ حالت انفراد میں ہو اور جس روایت میں امام کو دونوں چاہئے
 اوسکی بنا فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ کہ ظاہر عام نہیں معلوم ہوتا ہے غرض امام صاحب کے دونوں
 روایتیں موجود ہیں اور دونوں کے ماخذ صحیح احادیث ہیں پھر مخالفت کا الزام لگانا گویا جان بوجہ کے
 اندھا بنانا اور اپنا جھگڑ کر چیتا ہونا ہے۔ **ابن ماجہ** نے اپنی کتاب میں بھی کچھ کچھ کوسیدھا نہ پایا۔ **قال سلمہ**
 نود و خمیر ہا یہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ تخریر کے وقت مرد کا نون تک تھا اور عورت
 سوٹھون تک تھا اور یہ نہر ہا امام اعظم کا یہ سوانام اعظم ہے اس میں خلافت میں ہونے میں حدیثوں کا انحراف
اقول مسلم بن یحییٰ عن وائل بن حجر انکرا فی النبی صلی اللہ علیہ وسلم رفع یدیکہ حیث
 دخل فی الصلوۃ کبّر وضعمہما حیال اذنیہ الحدیث یعنی وائل بن حجر سے روایت ہے کہ
 انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اوٹھایا ہاتھ کو جنب زمین داخل ہونے تکبیر کی اور
 کیا دونوں ہاتھ کو مقابل کانوں کے انتہی سطح ابو داؤد اور نسائی اور طبرانی اور دارقطنی سے روایت ہے
 اور سند امام احمد اور سند اسحق بن راہویہ اور سنن دارقطنی اور شرح معانی الآثار میں برابر بن عازب کے
 روایت ہے **وقال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلی رفع یدیکہ حتی تکبیر**
ابہما ماہ حداء اذنیہ یعنی کہا انھوں نے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو وقت نماز پڑھتے
 اوٹھاتے دونوں ہاتھ کو ہاتھ کے کانوں کے مقابل کانوں کے ہوجاتے انتہی اور دارقطنی کی
 روایت میں **ثم یعد بھی** پر جس کے معنی ہیں کہ پھر ہاتھ نہیں اوٹھاتے تھے اور سند رک رسنیقی
 اور سنن دارقطنی میں ان سے روایت ہے **وقال راہب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبّر**
فأذنی بالکامیہ اذنیہ الحدیث یعنی کہا انھوں نے دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
 تکبیر کی پس مقابل کیا انگوٹھوں کو دونوں کانوں کے انتہی اور حاکم نے کہا اس حدیث کی اسناد صحیح مطابق شرط
 بخاری و مسلم کے ہے اور ابو داؤد اور صنف ابن ابی شیبہ و شرح معانی الآثار میں برابر بن عازب کے
 روایت ہے **وقال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا کبّر لا یتکلم الصلوۃ رفع یدیکہ حتی**
تکلمن ابہما ماہ حداء من مشی اذنیہ لا یعرف یعنی کہا انھوں نے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ابن ماجہ نے اپنی کتاب میں بھی کچھ کچھ کوسیدھا نہ پایا۔

ابن ماجہ نے اپنی کتاب میں بھی کچھ کچھ کوسیدھا نہ پایا۔

وسلم سوقت تکجی کہتے شروع نماز کے اٹھاتے ہاتھ کو یہاں تک کہ دونوں انگلیوں کے قریب کان کے
 ہونچا پھر ہاتھ نہیں اٹھاتے انتہی پس جب اس قدر صحیح اس حدیث سے ثابت ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم کا نون تک ہاتھ اٹھاتے تھے اور بعض حدیثوں میں ہونڈھون تک کہا ہوا کہ تطبیق ان احادیث میں
 جہت یہ ہے کہ ایک جہد ہی ہو شرع عثمانی الاثر میں مذکور ہے کہ واصل بن حجر سے روایت ہو کہ میں نے آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کو مقابل کانوں کے وقت تک ہاتھ اٹھاتے دیکھا جب اگلے سال میں آیا تو وہ لوگوں کو لے کر
 سرائی پہنچے ہوسے پور ہاتھ ہونڈھون تک اٹھاتے تھے پس معلوم ہوا کہ بوجہ سردی کے اگر ہونڈھون تک
 ہاتھ اٹھاتا ایسا تو کہ بوجہ زیادہ نہیں اور اگر ہاتھ کھینچے ہونڈھون اور بوجہ جاکے کہ پھر میں لپٹے ہونڈھون تو
 کا نون تک تھا بجا میں جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اٹھائے پس ہونڈھون حدیث میں
 تطبیق ہے کہ بوجہ جاکے جانتا کہ بوجہ ہونڈھون اور زیادہ تکلیف نہ کرے اور اگر ٹوٹی عذر
 نہ ہو تو بہتر کا نون تک ہاتھ اٹھاتا چاہیے اور علامہ ابن شام نے دوسری وجہ تطبیق کی یہ بیان کی ہو کہ
 جب گھوڑے کان کے انوکھے متصل ہونگے تو بتیلی ہونڈھون کے مقابل ہو جائیگی پس روایتوں میں تطبیق
 ہو جائیگی نیز جب بتیلی مقابل ہونڈھون کے ہوں تو یوں کہنا صادق ہو کہ ہاتھ ہونڈھون کے برابر
 اور کانوں کے فوس کے بھی مقابل ہو گیا اور ہونڈھون پیونج جائیگی تو دوسری روایت فوس کی صحیح
 آجائگی اور گھوڑے بھی لو کے برابر ہونگے پس ہونڈھون وایتیں مطابق ہو جائیگی چنانچہ ابو داؤد و ابن
 واصل بن حجر سے روایت ہوا کہ ابصر اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حين قام الى الصلوة
 فرفع يدايه حتى كانتا بحبال مسكديه وحاذى يداه اميه اذ نيا في نيتي تحقيق او نحو
 نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سوقت نماز کے لیے کھڑے ہوئے پس اٹھائے دونوں
 ہاتھ اپنے مقابل ہونڈھون اپنے کے اور مقابل کیا انگلیوں اپنے کو کا نون اپنے انتہی پس حدیث
 سے صراحت معلوم ہوتا ہے کہ دونوں حدیثوں میں تعارض نہیں بلکہ روایت میں بعضوں نے ہاتھ کا مقابل
 ہونڈھون سے اور کسی کا نون سے بیان کرنا فقط لفظ کا فرق ہے نہ عا ایک ہے چنانچہ اس روایت پر
 دونوں روایتوں کو جمع کر کے بیان کر دیا ہے کہ یہ سب خفیہ کا حدیث سے زیادہ مطابق ہے

۴
 شرح
 باب
 نفع
 ۵
 شرح
 باب
 نفع
 ۶

در بیان میں کوئی رجل مجہول ہو اور عبد الحمید بن جعفر ضعیف ہو چنانچہ امام ابو جعفر طحاوی نے شرح معانی الآثار کے باب صلوۃ الجلووس فی الصلوۃ کیف ہو میں اسکو مفصل لکھا ہے غرض یہ حدیث خالی از اختلاف نہیں علاوہ اسکے اس طرف بکثرت روایات صحیحہ موجود ہیں لہذا اول احادیث کو ترجیح دے اور تیسری صحیحی کہیف الجلووس فی التشہد میں کہا ہو کہ اگر اکثر اہل علم کا عمل ہو اور تو رک کو کہا ہو کہ بعض اہل علم کا عمل ہے **قال** مسلمہ نو دو ہفتہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہو کہ اگر رکعت نماز نفل اگر ایک سلام سے کوئی پڑھے تو جائز ہے لیکن اگر اگر رکعت زیادہ پڑھے جائز نہیں اور یہ مذہب امام اعظم کا ہو سوا امام اعظم نے اس مسلمہ میں خلاف کیا ہو اس حدیث کا جو مسلم میں روایت ہو حدیث ہشام سے **الخ قول** امام صاحب کے نزدیک یہ حدیث تک بھی مکروہ نہیں مگر امام شافعی کے نزدیک اسقدر بھی مکروہ ہیں اور حدیث میں مسلم کے جو آیا ہو وہ ان اور صورت ہو یہ صورت نہیں کیونکہ امام صاحب کے نزدیک ہر دو رکعت میں واسطے تشہد کے بیٹھنا بھی زہری اور حدیث میں وہ صورت کہ وہ سمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مطلقاً نہیں بیٹھے اٹھوین رکعت میں بیٹھے تھے پس اس مسلمہ کو مخالف کہنا حال آنکہ سمین دوسری صورت ہو محض بجا ہو علاوہ اسکے بڑا مان شرح ہونہب الرحمن میں لکھا ہو ان ائقاف اؤا کتہ علی القعوت علی کل شفعہ لکروینہ کلیل علی انفسا خہ اؤا انہ من حصہ الخ یعنی تحقیق ائقاف کرنا سب اماموں کا اور بیٹھنے کے ہر دو رکعتوں میں بسبب اسوجہ جو ہم بیان کر چکے دلیل ہو اور ہر دو رکعتوں کے بایہ کہ وہ خصوصیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی تھی چونکہ آحاد رکعات میں اختلاف کثیر ہو اور ہر ایک نے جو اس کے نزدیک ہو اور ہر ایک نے جو اس کے نزدیک ہو اس لیے امام صاحب کے نزدیک افضل چار رکعت موافق حدیث صحیحین کے ہیں اور امام شافعی کے نزدیک ہر رکعت ہیں اور صاحبین کے نزدیک میں دو اور دن میں چار ہیں اور سب کی استلالات احادیث موجود ہیں خود احادیث اسمیں مختلف آئی ہیں آووچہ اختلاف امام نووی نے شرح مسلم میں یہ لکھی ہو کہ بعض کہتے ہیں کہ یہ اختلاف خود عائشہ رضی اللہ عنہا ہی اور بعضوں نے کہا ہو انویون کے اختلاف ہو گیا ہو پس احتمال ہے کہ یہ رکعت تو اس

سید محمد حسین
لے بران باب
الذوالنوار
۲۵۳

ہیں اور باقی روایات عائشہ رضی اللہ عنہا کی وہ نادر اور کبھی واقع ہوئی ہوں انتہی اسی اختلاف کی وجہ سے کہ
 ترجیح دینے کی ضرورت پڑی اور مسلم کی روایت کو کہ اوسمین آٹھ رکعت بلا قصد کے ہیں اور اسکے منہ
 یا خاصہ ہونیکے قائل ہو اور محیط میں لکھا ہے والاحیاء ان الزیادۃ لا تکرہ لما فیہا من وصال
 العبادۃ وهو افضل یعنی صحیح ترین یہ کہ آٹھ رکعت زیادہ کر وہ نیک ہے اس لیے کہ اوسمین اتصال عبادت ہے
 اور وہ بہتر ہے **قال** مسئلہ نو دہ شتم بدایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ ظہر کی اول دو رکعتوں میں
 برابر کی سوئیں پڑھے کم زیادہ نہ پڑھے اور یہ مذہب امام اعظم اور مکہ شاکر ابو یوسف کا ہے سوا امام اعظم اور
 شاکر ابو یوسف اس مسلمہ میں خلاف کیا ہو اس حدیث کا جو کہ بخاری اور مسلم میں روایت ہو الی قادم
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ **اقول** مسلم میں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت ہے ان الذی سئل عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 کان یقرأ فی صلوۃ الظہر فی الرکعتین الاولیین فی کل رکعۃ قد رتل ثلثین آیتہ الحدیث
 یعنی تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے پہلی دو رکعتوں میں نماز ظہر کی مقدار تیس آیت کے برابر رکعت میں
 تیس امام صاحب اگر اس حدیث کے موافق کہدیا تو کیا گناہ ہو ابھرا انہم خلاصہ میں لکھا ہے کہ امام
 قول تری افسوس اسکو نہ دیکھنا اور اندھو کی طرح بیدھن کر عرض کر بیٹھا کیسی عداوت اور نفسانیت ہے
 کیا یہی آدمیت ہے **بنا** مذکورہ گیری آدمیت کہ کار سنگ داہو گرفتہ **قال** مسئلہ نو دہ شتم بدایہ
 فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ فرض نماز کی پچھلی دو رکعتوں میں آدمی کو اختیار ہے خواہ چار ہے (یعنی کچھ نہ پڑھے)
 خواہ پڑھے خواہ سبجان اللہ پڑھے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سوا امام اعظم نے اس مسلمہ میں بھی خلاف کیا ہے
 بخاری اور مسلم کی اوس حدیث کا جو کہ ابی قادم کی روایت ہے مسئلہ نو دہ شتم میں اور پھر رسول **اقول**
 امام محمد کے موطا میں روایت ہے کہ عبد اللہ بن مسعود امام کے پیچھے صلوۃ جبریاہ رستمین پہلی اور پچھلی دو رکعتوں
 قرات نہیں کرتے تھے اور جب کہلی نماز پڑھتے تھے تو اول کی دو رکعتوں میں الحمد اور سورت پڑھتے اور اخیر
 دو رکعتوں میں کچھ نہیں پڑھتے تھے انتہی اور شافعی ابن ابی شیبہ میں روایت ہے کہ علی رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود
 نے فرمایا پہلی دو رکعت میں قرآن پڑھا اور اخیر میں سبجان اللہ پڑھا انتہی اس ان حدیثوں معلوم ہوا
 کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرات بطریق وجوب تھی بلکہ بغور استحباب تھی اور یہی امام صاحب کا

بہین النکاح
 باب النکاح وکفر
 عقد النکاح
 جداول صلوۃ
 مسئلہ نو دہ شتم
 بدایہ وغیرہ
 فقہ کی کتابوں میں
 لکھا ہے کہ ظہر کی
 اول دو رکعتوں میں
 برابر کی سوئیں
 پڑھے کم زیادہ
 نہ پڑھے اور یہ
 مذہب امام اعظم
 اور مکہ شاکر
 ابو یوسف کا ہے
 سوا امام اعظم
 اور شاکر ابو
 یوسف اس مسلمہ
 میں خلاف کیا ہو
 اس حدیث کا جو کہ
 بخاری اور مسلم
 میں روایت ہو
 الی قادم
 رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ
 اقول
 مسلم میں
 ابو سعید خدری
 رضی اللہ عنہ
 روایت ہے
 ان الذی
 سئل عن
 النبی صلی
 اللہ علیہ
 وسلم
 کان یقرأ
 فی صلوۃ
 الظہر فی
 الرکعتین
 الاولیین
 فی کل
 رکعۃ
 قد رتل
 ثلثین
 آیتہ
 الحدیث
 یعنی
 تحقیق
 رسول
 اللہ صلی
 اللہ علیہ
 وسلم
 پڑھتے
 تھے
 پہلی
 دو
 رکعتوں
 میں
 نماز
 ظہر
 کی
 مقدار
 تیس
 آیت
 کے
 برابر
 رکعت
 میں
 تیس
 امام
 صاحب
 اگر
 اس
 حدیث
 کے
 موافق
 کہدیا
 تو
 کیا
 گناہ
 ہو
 ابھرا
 انہم
 خلاصہ
 میں
 لکھا
 ہے
 کہ
 امام
 قول
 تری
 افسوس
 اسکو
 نہ
 دیکھنا
 اور
 اندھو
 کی
 طرح
 بیدھن
 کر
 عرض
 کر
 بیٹھا
 کیسی
 عداوت
 اور
 نفسانیت
 ہے
 کیا
 یہی
 آدمیت
 ہے
 بنا
 مذکورہ
 گیری
 آدمیت
 کہ
 کار
 سنگ
 داہو
 گرفتہ
 قال
 مسئلہ
 نو
 دہ
 شتم
 بدایہ
 فقہ
 کی
 کتابوں
 میں
 لکھا
 ہے
 کہ
 فرض
 نماز
 کی
 پچھلی
 دو
 رکعتوں
 میں
 آدمی
 کو
 اختیار
 ہے
 خواہ
 چار
 ہے
 یعنی
 کچھ
 نہ
 پڑھے
 خواہ
 پڑھے
 خواہ
 سبجان
 اللہ
 پڑھے
 اور
 یہ
 مذہب
 امام
 اعظم
 کا
 ہے
 سوا
 امام
 اعظم
 نے
 اس
 مسلمہ
 میں
 بھی
 خلاف
 کیا
 ہے
 بخاری
 اور
 مسلم
 کی
 اوس
 حدیث
 کا
 جو
 کہ
 ابی
 قادم
 کی
 روایت
 ہے
 مسئلہ
 نو
 دہ
 شتم
 میں
 اور
 پھر
 رسول
 اقول
 امام
 محمد
 کے
 موطا
 میں
 روایت
 ہے
 کہ
 عبد
 اللہ
 بن
 مسعود
 امام
 کے
 پیچھے
 صلوۃ
 جبریاہ
 رستمین
 پہلی
 اور
 پچھلی
 دو
 رکعتوں
 قرات
 نہیں
 کرتے
 تھے
 اور
 جب
 کہلی
 نماز
 پڑھتے
 تھے
 تو
 اول
 کی
 دو
 رکعتوں
 میں
 الحمد
 اور
 سورت
 پڑھتے
 اور
 اخیر
 دو
 رکعتوں
 میں
 کچھ
 نہیں
 پڑھتے
 تھے
 انتہی
 اور
 شافعی
 ابن
 ابی
 شیبہ
 میں
 روایت
 ہے
 کہ
 علی
 رضی
 اللہ
 عنہ
 اور
 ابن
 مسعود
 نے
 فرمایا
 پہلی
 دو
 رکعت
 میں
 قرآن
 پڑھا
 اور
 اخیر
 میں
 سبجان
 اللہ
 پڑھا
 انتہی
 اس
 ان
 حدیثوں
 معلوم
 ہوا
 کہ
 رسول
 اللہ
 صلی
 اللہ
 علیہ
 وسلم
 کی
 قرات
 بطریق
 وجوب
 تھی
 بلکہ
 بغور
 استحباب
 تھی
 اور
 یہی
 امام
 صاحب
 کا

مسئلہ ہدایہ میں لکھا ہے اگر ان کا افضل ان یقر یعنی مگر تہہ یہ کہ قرات کرے اتنی گو حدیث مذکور
 عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی روایت اونسے غیر نہیں بنا یہ میں لکھا ہے رؤی ان رجلا سال
 عائشہ عن قراءۃ فی الآخرین قالوا کما علی جمہلہ التناہ یعنی روایت ہو کہ ایک
 شخص نے عائشہ سے سوال کیا دو کہ متون اخیر میں قرات کا فرمایا پڑھ بطریق دعا کے اتنی پس اس سے
 معلوم ہوا کہ بطور قرات کچھ کا پڑھنا نہیں چاہیے بلکہ بطریق دعا کے پڑھے پس اس سے بھی استنباط
 پس امام صاحب کی مخالفت کیونکر ہو سکتی ہو یا ان اگر کوئی وجوہ ثابت کرے تو ہو جائیگی مگر امام صاحب
 کی پھر کیا تخصیص ہو خود صحابہ رضہ کا مذہب ہو جو وہی ایسے جلیل القدر صحابہ خلاف حدیث نہیں کہہ سکتے
 بلکہ انہی صحابی کا قول بھی محبت ہوتا ہے اس وجہ سے کسی حدیث سے اخیرین میں وجوہ ثابت نہیں ہوتا
 بلکہ ان حدیثوں سے خود واضح ہو گیا کہ استنباط آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چھتے تھے اور بعضی مروج
 روایتوں میں حسن نے امام صاحب سے نقل کی ہو کہ قرات فاتحہ افضل تسبیح کہنے سے ہو اور اگر تسبیح نہ کہی
 اور قرات نہ کی تو گنہگار ہو گا اگر بھول کر ترک کرے گا تو سجدہ سہو لازم آجائیگا اور شیخ الاسلام علامہ
 ابن ہمام نے اس روایت کو احوط کہا ہے واللہ اعلم وعلما تم **قال** مسئلہ عدم فتاوی عالمگیری
 میں لکھا ہے کہ بسم اللہ اور آمین غازی میں بکار کر کہنی مکروہ ہے اور جامع الرموز میں محیط سے نقل کر کے
 لکھا ہے کہ غازی میں آمین آہستہ کہنی سنت ہے اور بکار کر کہنی مکروہ ہے اور ہر رائیہ غیرہ فقہی کتابوں
 میں لکھا ہے کہ امام اور مقتدی غازی میں آمین آہستہ کہیں اور یہ مذہب امام عظیم اور امام مالک
 اور اہل کوفہ کا ہے سو امام عظیم اور امام مالک اور اہل کوفہ نے اس مسئلہ میں خلاف کیا ہے ان پر
 حدیثوں کا ان **اقول** قولہ پہلی حدیث البور او داہ **اقول** پہلی حدیث مستند
 امام احمد کی عن وائل بن حجر **اَنَّہُ صَلَّی مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ**
فَلَمَّا بَلَغَ غَیْرَ الْمُعْصُوبِ عَلَیْہُمْ وَلَا الضَّالِّیْنَ قَالَ آمِیْنٌ وَآخَفَی بِجَا
صَوْتِہُ یعنی وائل بن حجر سے روایت ہے کہ او نحوں نے نماز پڑھی ساتھ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کے پس جبکہ پونچھے ولا الضالین پر آمین کہی اور پوشیدہ کیا

۴

۵

۶

۷

۸

۹

۱۰

تیسری اور چوتھی تھا ہذا عندی خطا یعنی یہ حدیث میرے نزدیک خطا ہے اور یہ ابن ابی
 سہر اور ان کا حافظہ خراب تھا انتہی اندوہ حدیث حسین یہ بزرگوں کا علی امین بکار نہیں کہتے تھے یا وہ
 معتبر ہوئی اور یہ حدیث جو معتض صاحب نقل کی ہو اسکے مقابلہ میں صحیح نہ تھیری قولہ
 وسوین حدیثہ قول آٹھون حدیث سنن رافعی میں ہے عن سلمہ بن کھیل عن جابر
 ابوالعباس عن علقمہ بن وائل عن ابیہ انہ صلی اللہ علیہ وسلم
 فلما بلغ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین قال امین واخفی یوحنا صوفی یعنی
 اپنے والد روایت کرتے ہیں کہ اور چوتھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نماز پڑھی جب
 والا الضالین پر نیچے آئیں کہی اور ان کا کیا آواز اس کی کو انتہی آوہ حدیث جس کو معتض صاحب نے
 عبد الجبار کی روایت بیان کی ہے منقطع ہو کر کوئلہ عبد الجبار اپنے باپ سے نہیں سنا ہے چنانچہ ترمذی میں لکھا ہے
 سمعت محمد بن یقول عبد الجبار بن وائل بن جحجہ اذ سمع من ابیہ وہ اذ سارک
 یقال انہ ولدا بعد موت ابیہ باشہر یعنی میں نے امام بخاری سے سنا ہے وہ کہتے تھے عبد الجبار
 نے اپنے باپ سے سنا نہیں اور نہ ان کا زمانہ پایا بلکہ وہ اپنے باپ کے انتقال کے کئی مہینے بعد پیدا ہوئے اور
 انتہی علاوہ اسکے دو چار درجہ پنج بار اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی سنا ہو تو سنا ہو گا
 نہیں اس لیے کہ کبھی کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعض تعلیم کے آیت اور دعا کو بجا کر پڑھ دیا کرتے تھے
 چنانچہ بعض صحابہؓ بھی ہی عادت تھی کہ واسطے تعلیم مقصد یونے کبھی کبھی بجا کر فرات و ما جیس کہ
 ابن قیم جوزی زوائد المعادین اسناد صحیح نقل فرماتے ہیں فاذا حججہ الیہ الامام اسما نا علیہ السلام
 فلا بأس بذلك فقد علمنا بالافتاء لعلنا لمؤمنین وحجرا ابن عباس یقرآن القرآن
 فی صلواتہ الخنازیر لعلنا لمؤمنین وھذا ایضا حججہ الامام بالثامین وھذا من
 الاختلاف المتعارف الذی یعترف فیہ من فعلہ وکامن ترکہ وھذا کفرہ الیدین فی
 الصلوٰۃ و ترکہ یعنی امام واسطے تعلیم مقصد یونے دعا کی قوت کو وقت نفل نماز کے کبھی بجا کر کہہ کر
 مطابق نہیں تھی حضرت عمرؓ شروع کیا فاتحہ بجا کر تاکہ تعلیم مقصد ہو سکے اور حضرت ابن عباسؓ

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱
 ۴۷۲
 ۴۷۳
 ۴۷۴
 ۴۷۵
 ۴۷۶
 ۴۷۷
 ۴۷۸
 ۴۷۹
 ۴۸۰
 ۴۸۱
 ۴۸۲
 ۴۸۳
 ۴۸۴
 ۴۸۵
 ۴۸۶
 ۴۸۷
 ۴۸۸
 ۴۸۹
 ۴۹۰
 ۴۹۱
 ۴۹۲
 ۴۹۳
 ۴۹۴
 ۴۹۵
 ۴۹۶
 ۴۹۷
 ۴۹۸
 ۴۹۹
 ۵۰۰
 ۵۰۱
 ۵۰۲
 ۵۰۳
 ۵۰۴
 ۵۰۵
 ۵۰۶
 ۵۰۷
 ۵۰۸
 ۵۰۹
 ۵۱۰
 ۵۱۱
 ۵۱۲
 ۵۱۳
 ۵۱۴
 ۵۱۵
 ۵۱۶
 ۵۱۷
 ۵۱۸
 ۵۱۹
 ۵۲۰
 ۵۲۱
 ۵۲۲
 ۵۲۳
 ۵۲۴
 ۵۲۵
 ۵۲۶
 ۵۲۷
 ۵۲۸
 ۵۲۹
 ۵۳۰
 ۵۳۱
 ۵۳۲
 ۵۳۳
 ۵۳۴
 ۵۳۵
 ۵۳۶
 ۵۳۷
 ۵۳۸
 ۵۳۹
 ۵۴۰
 ۵۴۱
 ۵۴۲
 ۵۴۳
 ۵۴۴
 ۵۴۵
 ۵۴۶
 ۵۴۷
 ۵۴۸
 ۵۴۹
 ۵۵۰
 ۵۵۱
 ۵۵۲
 ۵۵۳
 ۵۵۴
 ۵۵۵
 ۵۵۶
 ۵۵۷
 ۵۵۸
 ۵۵۹
 ۵۶۰
 ۵۶۱
 ۵۶۲
 ۵۶۳
 ۵۶۴
 ۵۶۵
 ۵۶۶
 ۵۶۷
 ۵۶۸
 ۵۶۹
 ۵۷۰
 ۵۷۱
 ۵۷۲
 ۵۷۳
 ۵۷۴
 ۵۷۵
 ۵۷۶
 ۵۷۷
 ۵۷۸
 ۵۷۹
 ۵۸۰
 ۵۸۱
 ۵۸۲
 ۵۸۳
 ۵۸۴
 ۵۸۵
 ۵۸۶
 ۵۸۷
 ۵۸۸
 ۵۸۹
 ۵۹۰
 ۵۹۱
 ۵۹۲
 ۵۹۳
 ۵۹۴
 ۵۹۵
 ۵۹۶
 ۵۹۷
 ۵۹۸
 ۵۹۹
 ۶۰۰
 ۶۰۱
 ۶۰۲
 ۶۰۳
 ۶۰۴
 ۶۰۵
 ۶۰۶
 ۶۰۷
 ۶۰۸
 ۶۰۹
 ۶۱۰
 ۶۱۱
 ۶۱۲
 ۶۱۳
 ۶۱۴
 ۶۱۵
 ۶۱۶
 ۶۱۷
 ۶۱۸
 ۶۱۹
 ۶۲۰
 ۶۲۱
 ۶۲۲
 ۶۲۳
 ۶۲۴
 ۶۲۵
 ۶۲۶
 ۶۲۷
 ۶۲۸
 ۶۲۹
 ۶۳۰
 ۶۳۱
 ۶۳۲
 ۶۳۳
 ۶۳۴
 ۶۳۵
 ۶۳۶
 ۶۳۷
 ۶۳۸
 ۶۳۹
 ۶۴۰
 ۶۴۱
 ۶۴۲
 ۶۴۳
 ۶۴۴
 ۶۴۵
 ۶۴۶
 ۶۴۷
 ۶۴۸
 ۶۴۹
 ۶۵۰
 ۶۵۱
 ۶۵۲
 ۶۵۳
 ۶۵۴
 ۶۵۵
 ۶۵۶
 ۶۵۷
 ۶۵۸
 ۶۵۹
 ۶۶۰
 ۶۶۱
 ۶۶۲
 ۶۶۳
 ۶۶۴
 ۶۶۵
 ۶۶۶
 ۶۶۷
 ۶۶۸
 ۶۶۹
 ۶۷۰
 ۶۷۱
 ۶۷۲
 ۶۷۳
 ۶۷۴
 ۶۷۵
 ۶۷۶
 ۶۷۷
 ۶۷۸
 ۶۷۹
 ۶۸۰
 ۶۸۱
 ۶۸۲
 ۶۸۳
 ۶۸۴
 ۶۸۵
 ۶۸۶
 ۶۸۷
 ۶۸۸
 ۶۸۹
 ۶۹۰
 ۶۹۱
 ۶۹۲
 ۶۹۳
 ۶۹۴
 ۶۹۵
 ۶۹۶
 ۶۹۷
 ۶۹۸
 ۶۹۹
 ۷۰۰
 ۷۰۱
 ۷۰۲
 ۷۰۳
 ۷۰۴
 ۷۰۵
 ۷۰۶
 ۷۰۷
 ۷۰۸
 ۷۰۹
 ۷۱۰
 ۷۱۱
 ۷۱۲
 ۷۱۳
 ۷۱۴
 ۷۱۵
 ۷۱۶
 ۷۱۷
 ۷۱۸
 ۷۱۹
 ۷۲۰
 ۷۲۱
 ۷۲۲
 ۷۲۳
 ۷۲۴
 ۷۲۵
 ۷۲۶
 ۷۲۷
 ۷۲۸
 ۷۲۹
 ۷۳۰
 ۷۳۱
 ۷۳۲
 ۷۳۳
 ۷۳۴
 ۷۳۵
 ۷۳۶
 ۷۳۷
 ۷۳۸
 ۷۳۹
 ۷۴۰
 ۷۴۱
 ۷۴۲
 ۷۴۳
 ۷۴۴
 ۷۴۵
 ۷۴۶
 ۷۴۷
 ۷۴۸
 ۷۴۹
 ۷۵۰
 ۷۵۱
 ۷۵۲
 ۷۵۳
 ۷۵۴
 ۷۵۵
 ۷۵۶
 ۷۵۷
 ۷۵۸
 ۷۵۹
 ۷۶۰
 ۷۶۱
 ۷۶۲
 ۷۶۳
 ۷۶۴
 ۷۶۵
 ۷۶۶
 ۷۶۷
 ۷۶۸
 ۷۶۹
 ۷۷۰
 ۷۷۱
 ۷۷۲
 ۷۷۳
 ۷۷۴
 ۷۷۵
 ۷۷۶
 ۷۷۷
 ۷۷۸
 ۷۷۹
 ۷۸۰
 ۷۸۱
 ۷۸۲
 ۷۸۳
 ۷۸۴
 ۷۸۵
 ۷۸۶
 ۷۸۷
 ۷۸۸
 ۷۸۹
 ۷۹۰
 ۷۹۱
 ۷۹۲
 ۷۹۳
 ۷۹۴
 ۷۹۵
 ۷۹۶
 ۷۹۷
 ۷۹۸
 ۷۹۹
 ۸۰۰
 ۸۰۱
 ۸۰۲
 ۸۰۳
 ۸۰۴
 ۸۰۵
 ۸۰۶
 ۸۰۷
 ۸۰۸
 ۸۰۹
 ۸۱۰
 ۸۱۱
 ۸۱۲
 ۸۱۳
 ۸۱۴
 ۸۱۵
 ۸۱۶
 ۸۱۷
 ۸۱۸
 ۸۱۹
 ۸۲۰
 ۸۲۱
 ۸۲۲
 ۸۲۳
 ۸۲۴
 ۸۲۵
 ۸۲۶
 ۸۲۷
 ۸۲۸
 ۸۲۹
 ۸۳۰
 ۸۳۱
 ۸۳۲
 ۸۳۳
 ۸۳۴
 ۸۳۵
 ۸۳۶
 ۸۳۷
 ۸۳۸
 ۸۳۹
 ۸۴۰
 ۸۴۱
 ۸۴۲
 ۸۴۳
 ۸۴۴
 ۸۴۵
 ۸۴۶
 ۸۴۷
 ۸۴۸
 ۸۴۹
 ۸۵۰
 ۸۵۱
 ۸۵۲
 ۸۵۳
 ۸۵۴
 ۸۵۵
 ۸۵۶
 ۸۵۷
 ۸۵۸
 ۸۵۹
 ۸۶۰
 ۸۶۱
 ۸۶۲
 ۸۶۳
 ۸۶۴
 ۸۶۵
 ۸۶۶
 ۸۶۷
 ۸۶۸
 ۸۶۹
 ۸۷۰
 ۸۷۱
 ۸۷۲
 ۸۷۳
 ۸۷۴
 ۸۷۵
 ۸۷۶
 ۸۷۷
 ۸۷۸
 ۸۷۹
 ۸۸۰
 ۸۸۱
 ۸۸۲
 ۸۸۳
 ۸۸۴
 ۸۸۵
 ۸۸۶
 ۸۸۷
 ۸۸۸
 ۸۸۹
 ۸۹۰
 ۸۹۱
 ۸۹۲
 ۸۹۳
 ۸۹۴
 ۸۹۵
 ۸۹۶
 ۸۹۷
 ۸۹۸
 ۸۹۹
 ۹۰۰
 ۹۰۱
 ۹۰۲
 ۹۰۳
 ۹۰۴
 ۹۰۵
 ۹۰۶
 ۹۰۷
 ۹۰۸
 ۹۰۹
 ۹۱۰
 ۹۱۱
 ۹۱۲
 ۹۱۳
 ۹۱۴
 ۹۱۵
 ۹۱۶
 ۹۱۷
 ۹۱۸
 ۹۱۹
 ۹۲۰
 ۹۲۱
 ۹۲۲
 ۹۲۳
 ۹۲۴
 ۹۲۵
 ۹۲۶
 ۹۲۷
 ۹۲۸
 ۹۲۹
 ۹۳۰
 ۹۳۱
 ۹۳۲
 ۹۳۳
 ۹۳۴
 ۹۳۵
 ۹۳۶
 ۹۳۷
 ۹۳۸
 ۹۳۹
 ۹۴۰
 ۹۴۱
 ۹۴۲
 ۹۴۳
 ۹۴۴
 ۹۴۵
 ۹۴۶
 ۹۴۷
 ۹۴۸
 ۹۴۹
 ۹۵۰
 ۹۵۱
 ۹۵۲
 ۹۵۳
 ۹۵۴
 ۹۵۵
 ۹۵۶
 ۹۵۷
 ۹۵۸
 ۹۵۹
 ۹۶۰
 ۹۶۱
 ۹۶۲
 ۹۶۳
 ۹۶۴
 ۹۶۵
 ۹۶۶
 ۹۶۷
 ۹۶۸
 ۹۶۹
 ۹۷۰
 ۹۷۱
 ۹۷۲
 ۹۷۳
 ۹۷۴
 ۹۷۵
 ۹۷۶
 ۹۷۷
 ۹۷۸
 ۹۷۹
 ۹۸۰
 ۹۸۱
 ۹۸۲
 ۹۸۳
 ۹۸۴
 ۹۸۵
 ۹۸۶
 ۹۸۷
 ۹۸۸
 ۹۸۹
 ۹۹۰
 ۹۹۱
 ۹۹۲
 ۹۹۳
 ۹۹۴
 ۹۹۵
 ۹۹۶
 ۹۹۷
 ۹۹۸
 ۹۹۹
 ۱۰۰۰

ایسے ہی التحیات برہے کیواسطے بھی لفظ قولا آیا ہے یعنی قعدہ میں التحیات پڑھا کر ان تمام کو جبر پڑھنا
کیونکہ میں سنوں کہ اور انکے آہستہ کہنے کو کیوں سنوں کہ ہو حال انکہ قولا اور فعل انہیں بھی موجود ہے کہ
سلام ہو کہ ان الفاظ معترض صاحب کا استدلال کرتا محض منالطہ اور فریب ہی عوام ہی ایسی ہی ہو چکا کہ
اس پر قوف نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں بلکہ بعض اوقات اسے تعلیم کچھ فرماتے کیا یہ
یہ جو بظاہر نہیں ہو سکتا کہ ہمیشہ سے اونکا حسد کرتا تصور ہی ہو تو جسے اقوال و افعال جو نمازین
صادقہ ہوتے تھے کیا اونکا علم تھا اور آئین کو تو ہم خود تسلیم کرتے ہیں کہ بعض اوقات جبر کہتے تھے کیا
اوقات کا جبر انکے علم کیواسطے کافی نہ ہوگا اسبوجہ کو کہ حسد تھا کہ یہ لوگ نازین ہیں ضرور کہتے ہیں اور
ہم لوگ کہیں کی فضیلت سے محروم رہتے ہیں جبر کچھ موقوف نہیں اور احادیث اخلاقی اسکی ہولناکی
اور خود معترض صاحب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ قول سے ثابت کیا ہے کہ لوگوں کے آئین چھوڑ دیں صحابہ اور تابعین
چھوڑنا بھی لغت ذیل ہے کہ یونانہ طلاق چھوڑ دینا خواہ سترابو خواہ ہر اگر لیا جائیگا تو ایسے صحابہ نہایت بعد ہی
کہ سطلق آئین میں سبکا اتفاق ہو اور احادیث میں بھی فضائل اسکا موجود ہیں کہ سر اور جبر میں اختلاف
پس معلوم ہوا کہ صحابہ آئین میں جبر نہیں کرتے تھے اور جو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہ نہ تو معیوب سمجھا تو اسکا
تعجب نہیں صحابہ میں اس قسم کا انشاء رہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے امید کا آہستہ بنا
اور اسطرح صحابہ ثابت ہوا اس پر شخص آہستہ کہنے کو برسمجھیکا اور میراث یہود میں کچھ فرق نہ ہوگا
کیا ہوں حدیث علی او کی عن ابی وائل قال قال کان عمر و علی لا یختم علیہما اللہ الرحمن
ولا اللہ العزیز ولا یامین یعنی ابو وائل رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ کما اور غنوں کے عمر رضی اللہ عنہ اور غنی رضی اللہ عنہ
اور ابو عذابہ اور آئین میں جبر نہیں کرتے تھے انہی بارہوں حدیث بخاری اور مسلم کی عن
انس قال قال صلی اللہ علیہ وسلم وحلفت ابی بکر و عمر
عثمان قالوا انہم یختمونہم بسم اللہ الرحمن الرحیم یعنی ان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
کہ انہوں نے نماز پڑھی ہے علی رضی اللہ عنہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور چھ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما
کے پس نہیں سناتے کیا وہ نہیں کہ پڑھتا ہو بسم اللہ الرحمن الرحیم اتنی اور تیرہوں حدیث مسلم میں

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰

قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَى بَكْرٍ وَمَعَهُمَا فَتَكَلَّمَا
 يَسْتَفْهِمَانِ بِالْحَمْدِ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا يَذْكُرُنَّ لِسَوِّ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ فِي أَوَّلِ
 نَزَائِلِهِمَا فِي الْخَيْمَةِ أَيْ فَرِيَا النَّسْرُ فِي كَهْ نَازِ بِرُحِي مَعَهُمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ
 أَبُو بَكْرٍ وَرَضِي وَأَوْ عُمَرُ وَرَضِي أَوْ عُمَرُ وَرَضِي أَوْ عُمَرُ وَرَضِي أَوْ عُمَرُ وَرَضِي أَوْ عُمَرُ وَرَضِي
 بِسْمِ اللَّهِ كَوَّلِ قَرَارَتِ مِينَ أَوْ لَوْ سَكَ آخِرِينَ انْتِي حَوِيْنِ حَدِيثِ ابْنِ أَبِي هُرَيْرَةَ
 رَوَايَتِ بَرَكَةِ مِينَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ أَبُو بَكْرٍ وَرَضِي أَوْ عُمَرُ وَرَضِي
 بِسْمِ اللَّهِ كَانَتْ انْتِي بِرَضِيْنِ حَدِيثِ نَسَائِي كِي كَهْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ أَبُو بَكْرٍ وَرَضِي
 مَنِ كَرْتِي تَحِي بِسْمِ اللَّهِ مِينَ انْتِي سَوَّطِيْنِ حَدِيثِ دَارِقَطْنِي كِي كَهْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ
 أَبُو بَكْرٍ وَرَضِي بِسْمِ اللَّهِ كَاهِرِ مَنِ كَرْتِي تَحِي انْتِي سَتَرِ مِينَ حَدِيثِ سَنَدِ مَعَ كِي كَهْ رَسُولِ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ أَبُو بَكْرٍ وَرَضِي بِسْمِ اللَّهِ كَاهِرِ مَنِ كَرْتِي تَحِي انْتِي اِسْتَحَارِ مِينَ حَدِيثِ
 صَحِيحِ ابْنِ حَبَّانَ كِي كَهْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ أَبُو بَكْرٍ وَرَضِي بِسْمِ اللَّهِ كَاهِرِ مَنِ كَرْتِي
 كَتَبْتِي تَحِي انْتِي أَوْنِيْسِيْنِ حَدِيثِ سَنَدِ يُوْعَلِي مَوْصَلِي كِي كَهْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ
 عُمَرُ وَرَضِي بِسْمِ اللَّهِ كَاهِرِ مَنِ قَرَارَتِ كَوَّاحِدِ تَدْرِيبِ لَعَالِيْنِ شُرُوعِ كَرْتِي تَحِي انْتِي تَبِيْوِيْنِ حَدِيثِ طَاهِي
 أَوْ حَجْمِ طَاهِي أَوْ حَلِي أَوْ بُوْنِيْمِ أَوْ مَخْصَرِ ابْنِ خُوْمِي كِي كَهْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ شِيْخِيْنِ أَوْ
 بِسْمِ اللَّهِ كَوَّاحِدِ تَحِي تَحِي انْتِي أَوْرَانِ كَوَّاحِدِ ابْنِ اِسْ حَدِيثِ كِي كَهْ رَوَايَتِيْنِ ثَقَبِيْنِ بَخَارِي أَوْ
 مِينَ أَوْ نَسِيْ رَوَايَاتِ مَوْجُوْدِيْنِ أَوْ فَرَحِ اَلْقَدِيرِيْنِ يُوْ قَالَ ابْنُ تَيْمِيَّةَ وَرَوَيْتَا عَنْ الدَّارِقَطْنِي
 أَنَّهُ قَالَ كِي كَهْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي اَلْجَهْمِ حَدِيثِي كِي كَهْ رَوَايَاتِيْنِ ابْنِ تَيْمِيَّةَ
 بِهَكَوْ دَارِقَطْنِي سِي رَوَايَتِيْنِ يُوْ كِي كَهْ اَلْمَوْضُوْنِ تَوَلَّى حَدِيثِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِي
 مِينَ صَحِيحِ مَنِ آتِي انْتِي أَوْ بَرَّانِ شَرْحِ مَوَاهِبِ الرَّحْمَنِ مِينَ يُوْ كِي كَهْ دَارِقَطْنِي مَصْرُفِيْنِ كِي كَهْ
 بَعْضِ مَصْرُفِيْنِ سَوَالِ كِي كَهْ بِسْمِ اللَّهِ كَاهِرِ مَنِ كَوَلَّى كَاتِبِ تَصْنِيفِ كِي كَهْ تَحِي تَحِي اَلْجَهْمِ
 تَصْنِيفِ كِي كَهْ بَعْضِ اَلْمَصْرُفِيْنِ أَوْ كَوْنِ قِسْمِ دَلَالِي كِي كَهْ مَوْكَوْ اَسْمِيْنِ صَحِيحِ حَدِيثِ تَبْلَا تَحِي كِي كَهْ

اَلْمَوْضُوْنِ
 بَابُ صِفَةِ
 اَلْمَوْضُوْنِ
 مَعَ بَابِ
 بَابُ صِفَةِ

حدیث کوئی صحیح نہیں جی انتہی اور عمدۃ المحدثین شیخ الاسلام علامہ عینی نے بنیاد میں لکھا ہے کہ صحیح بخاری
روایت معلول ہے اس واسطے کہ جبرسم التمدین کتبہ صحابہ اور تابعین سے جو اہم روایات کے تحت
مقتطیع کیے گئے ہیں اور کسی نقض سے ابوہریرہؓ کا صحابہ میں یہ امر نہیں ثابت ہوتا کہ ابوہریرہؓ
حدیث کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جبرسم التمدین نامعلوم ہوتا ہو پس بخاری اور مسلم نے اعراض کیا کہ
ذکر جبرسم التمدین سے ابوہریرہؓ کی حدیث میں جب کو روایت ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے کیا ہے ابوہریرہؓ
کی جیسے ہر نماز فرض اور نفل میں اس کی کبیر کہتے وقت قیام کے پہرے کبیر کہتے وقت کوع کے اس حدیث میں
قرآن مجید پڑھا کہ قسم ہے اوس فرات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے میں زیادہ مشابہ ہوں
ساتھ نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسی نماز آپ کی تا دم حیات رہی ہے اور اس حدیث میں ابوہر
ور احادیث صحیحہ میں ابوہریرہؓ کا ذکر نہیں اور اس کے گمان غالب ہے تاہم کہ روای ابوہریرہؓ
پر وہم کیا ہے انتہی اور برآن شرح مواہب الرحمن میں لکھا ہے وَعَنْ حَدِيثِ نَعِيمِ بْنِ الْحَكَمِ الْمَدَنِيِّ
قَالَ ذَكَرْتُ لِسَمْعَةَ فِيهِ مَا تَفَرَّجَ بِهِ نَعِيمٌ مِنْ بَنِي أَحْمَدَ ابْنِ هُرَيْرَةَ نَهْ وَأَنَّهُ حَدَّثَ عَنْ
ابْنِ هُرَيْرَةَ أَنَّ اللَّهَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَجْمَعُ بِالْمَسْجِدِ فِي الصَّلَاةِ وَقَدْ عَرَضَ عَنْ ذِكْرِ
فِي حَدِيثِ ابْنِ هُرَيْرَةَ صَاحِبَا الصَّحِيحِ وَلَمْ يَذْكُرْهَا وَاحِدٌ مِمَّا مَعَ شِدَّةِ حَرِّهِ الْخَلَاءِ عَلَى
مُعَاذَةِ الْأَمَامِ ابْنِ حَنِيفَةَ بِالْأَحَادِيثِ مِمَّا أَكْنَهَ بِدَلِيلٍ مَا أَشْتَحَنَ بِهِ صَحِيحِي بَيْنِي وَأَرْجَاهُ
حدیث نیم محمد کا یہ ہے کہ یہ حدیث معلول ہے کیونکہ جبرسم التمدین ذکر کرنے میں اصحاب ابوہریرہؓ کا نیم محمدی متفق
ہو ہیں اور یہ کہ وہ حدیث ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جبرسم التمدین کا کتبہ
اور تحقیق اعراض کیا ہے اس کی کہ حدیث ابوہریرہؓ میں بخاری اور مسلم نے اور کسی دونوں میں اس کو
ذکر نہیں کیا ہے یا وجود شدہ ہے جو حرص امام بخاری کے اوپر مقابلہ کرنے امام ابو حنیفہ کے ساتھ احادیث کے
حفظ اور ان کے امکان میں ہے اوس دلیل کے وجہ سے اپنی صحیح کو انھوں نے بخاری انتہی پس احادیث صحیحہ سے
ثابت ہوا کہ جبرسم التمدین نہیں کرنا چاہیے اور بعض روایات میں آنے کی وجہ سے کہ واسطے علم
کبھی جبر کر کے ہو چکے ہیں کبھی نہ کی نماز میں کھانا آیت اور پڑھ دیتے تھے یا ابوہریرہؓ کے جبرسم التمدین

ایک نیا
عظیم
اصول
منہ
نیا چاہیہ

سن لی ہو تو نہ کہہ سکتے تھے میں بھی بعض اوقات قریب لوگوں کو سموع ہو جاتا ہوں کہین حدیث
 امام ابو جعفر محمد اولیٰ اور ابن ماجہ اور نسائی اور ترمذی میں عبد اللہ بن مغفل سے روایت ہے کہ ماونحون نے
 باپ کے مجاہد غازی بن بسم اللہ کہنے ہوئے سنا پس کہا مجھے ایسی بات بدعت ہے جو بدعت اور کہا صحابہ
 زیادہ برا جاننے والا بدعت کا ہونے کو نہیں دیکھا اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غازی
 پڑھی اور ساتھ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے اور ساتھ عمر رضی اللہ عنہ کے اور ساتھ عثمان رضی اللہ عنہ کے ایسے بیٹے بسم اللہ پڑھتے
 نہیں سنا پس کہنا جہر بسم اللہ کو جو وقت تو غازی پڑھے پس کہ الحمد للہ رب العالمین انتی عافہم بہرہم
 بسم اللہ کی ہم کہنا تک ملین لکھتے جائیں اب کچھ بحث اخفای آمین کی لکھا راجع اب کو ختم کر دینے
 بہت طول ہو جائیگا متعرض صاحب نے علقمہ کی حدیث میں حجر کی کنیت ابو العنبر سے جو نے کانا لکھا ہے
 حال کہ ابن حبان عن الثقات میں لکھا ہے حجر بن عنبس بن السکن الکوفی وہو الذی قتل
 لکھ حجر ابو العنبر بن عوفی عن علی ووائل بن حجر روى عنه مسلمة بن الحکم بن عوفی
 ابن عنبس بن السکن کوفی ہے اور وہ وہ شخص ہے جسکو حجر ابو العنبر کہا جاتا ہے وہ روایت کرتے ہیں علی
 اور وائل بن حجر سے اور ان سے سلمہ بن اکسل روایت کرتے ہیں انتی پس اگر شعبۂ ابو العنبر کو
 کہا گیا تو کیونکر انکی خطا ہوئی اور شیخ الاسلام علامہ عینی نے بنایہ میں لکھا ہے کہ حجر کی کنیت ابو العنبر
 ہے پھر ابن حبان عن الثقات میں جزم کیا ہے اور کہا ہے کہ کنیت اوکی مثل نام باپ اپنے کے ہے اور
 قول بخاری کا کہ کنیت اوکی ابو السکن ہے اس کے منافی نہیں کہ کنیت اوکی ابو العنبر بھی ہو کیونکہ اب
 شخص کی دو کنیتیں ہونے تو کوئی چیز مانع نہیں انتی اور دوسری علت اس حدیث علقمہ میں تخریج
 صاحب نے یہ بھی ہے کہ شعبۂ علقمہ کا لفظ زیادہ کیا ہے اور حدیث میں نہیں جواب اسکا یہ ہے کہ
 زیادتی ثقہ کی مقبول ہے چنانچہ شیخ الاسلام علامہ عینی نے بنایہ میں لکھا ہے قوله ومارفیه علقمہ
 لکنہ لان الزیادۃ من الثقلۃ مقبولة ولا یمن من مثل شعبۂ یعنی یہ کہنا بخاری
 کہ شعبۂ علقمہ کو زیادہ کیا ہے کچھ مضمر نہیں بلکہ یہ کہ زیادتی ثقہ کی مقبول ہے خصوصاً شعبۂ جیسے روایت
 انتی پس جہاد بن یونس حدیث میں شہور ہے کہ انکو ان کی زیادتی علقمہ کی تو کیا خطا ہوئی

او بیسی تلساسین یہ بیان کرتے ہیں کہ شعبہ کی خطا اخفای الامین کی روایت کرنے میں تھو
 کیونکہ صحیحہ کی روایت ہی اسکا جواب بھی علامہ بخینی نے بنایہ میں لکھا ہے قُلْتُ بِحُطِيئَةٍ مُّصَنَّلٍ
 شُعْبَةَ خَطَا كَيْفَ وَهُوَ اَوَّلُ الْمُؤْمِنِينَ فِي الْحَدِيثِ یعنی کہنا ہونیں شعبہ کی طرف خطا کی
 نسبت کرنی خطا ہی کیونکہ یہ حال آنکہ وہ حدیث میں سیر المؤمنین میں انتہی حاصل کلام ہے
 ایسے شخص کی طرف خطا کی نسبت کرنی روایات حدیث کو درہم بہم کر دینا ہر جہت سے کوگ خطا کرنے
 لگے تو پھر کسی حدیث کا اعتبار بالکل انکی روایت کی توبہ اور روایتین مرفوع اور موقوف ہو جو دین
 کو بظاہر مذہب کی مخالفت کی وجہ تسلیم نہ کرنا انصاف بعید ہو ورنہ ہر طرح سے ان روایات کو
 قوت ہو اگر فقط شعبہ میں کچھ شبہ ہو تو انکی محامد سیف ترمذی کی کتاب العمل میں ہے حَلَّ شَا بُو مَكِّي
 عَبْدُ الْقُدُّوسِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنِي أَبُو الْوَلِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ حَمَّادَ بْنَ زَيْدٍ يَقُولُ مَا لَقِيَ
 شُعْبَةَ فِي شَيْءٍ إِلَّا تَوَكَّهَ قَالَ قَالَ أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ قَالَ لِي حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ إِنَّ أَرَدْتَ لَعْنَةَ
 فَعَلَيْكَ بِشُعْبَةَ یعنی ابو الولید نے بیان کیا کہ میں نے حماد بن زید سے سنا ہے کہ میں نے شعبہ کی سب سے
 شعبہ کسی شے میں مگر میں نے اسکو چھوڑ دیا اور کہا انھوں نے ابو الولید کہا کہ مجھے حماد بن سلمہ نے
 کہا اگر حدیث کا ارادہ ہو تو شعبہ کو لازم پکڑنا انتہی آوریہ بھی ترمذی میں ہے حَلَّ شَا بُو مَكِّي
 عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي لَاسٍ كَرَّمَ اللَّهُ وَابْنُ هَمْدٍ قَالَ سَمِعْتُ سُفْيَانَ يَقُولُ شُعْبَةُ أَوَّلُ الْمُؤْمِنِينَ
 فِي الْحَدِيثِ یعنی امام بخاری کی روایت ہے کہ معلوم ہوا کہ ابن ہمدی کہتے ہیں کہ میں نے سفیان ثوری سے
 سنا کہ میں نے شعبہ حدیث میں سب سے پہلے انکی سرور میں انتہی آوریہ بھی اوسے ترمذی میں آیا کہ
 کہ میں نے ابو بکر نے بیان کیا کہ علی بن عبد اللہ نے کہا اوسے نے یحییٰ بن سعید سے دریافت کیا کہ بڑی بڑی حدیث
 زیادہ یاد رکھنے والے سفیان میں یا شعبہ کہا شعبہ زیادہ قوی ہیں ان حدیث میں اور کہا میں نے شعبہ
 رجال کا علم فلان عن فلان زیادہ تھا اور خیال صاحب ابواب انتہی پس معلوم ہوا کہ شعبہ
 سفیان کے علم رجال میں زیادہ اور بڑی حدیثوں کو ان سے زیادہ یاد رکھنے پر سفیان کی حدیث جو بہتر
 واقع ہر شعبہ کی حدیث پر جو اخفای میں ملے ہوئی ہے ترجیح نہیں رکھتی اور امام نووی رحمہ اللہ الاما

۴
 صحیحہ کی روایت میں
 صحیحہ کی روایت میں
 صحیحہ کی روایت میں
 صحیحہ کی روایت میں

از انقطاع یعنی سماع قطع کا باب اپنے سے ثابت ہو لیس حدیث اخفا فی آئین کی انقطاع سے سلامت
 ہی انتہی باقی رہا یہ امر کہ شعبہ سے بھر کی روایت ہو اس کا حکم کیا کرتے ہیں ہم تو خود کہتے ہیں کہ یہ روایت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی جہر بھی کیا ہی اس لیے جو صحابہ نہیں اختلاف ہو بعضوں نے اس کو بوجہ
 سمجھا اور اکثر نے اس کو بوجہ تعلیم جانا پسنا کثر آؤ یونہی قول میں ترک کر دینا خود اس پر ان کے
 اوں خصوصاً انخفا کو ترجیح دی ہو پس دارقطنی کی جہر کو ترجیح دینی ہم کو کچھ مضائقہ نہیں لیکن اس میں
 حدیث کا اور بعض صحابہ کے اہتمام خود ہو یا ہو کہ ان کی رائے میں جہر کو ترجیح تھی اور اکثر نے ترک بھی کر دیا
 اور جہر نہیں کرتے تھے بلکہ آئین میں انخفا کرتے تھے ورنہ بعض صحابہ اس قدر اہتمام فرماتے تھے
 یہ خود ہی بسبب نہیں غالباً کچھ تو یہی جسکی پروردگار نے اس پر اس لیے علامہ ابن ہمام نے فتح الباری
 لکھا ہے کہ حدیث انخفا کو ترجیح دی اور دارقطنی نے حدیث جہر کو ترجیح دی کہ قوت ہوں تو خضض
 میں یوں تاویل کر دیتا کہ مراد اس سے عدم قرع عنیف ہو پس علامہ ابن ہمام کے قول سے معلوم ہوا
 کہ وہ خود اس میں تردد ہیں چونکہ اوں خصوصاً اس تاویل کو معلق بالشرط کیا ہے جب شرط کا وجود نہ پایا گیا
 بھی عدم ہو گیا اور اگر قرع اس سے مراد لیا گیا کہ اگر میرے پاس لیل انخفا ہوتی تو دونوں میں یہ توفیق دیتا
 تو خلاف مقصود ہو جائیگا کیونکہ کہیں ان کے کلام سے ثابت نہیں ہوتا کہ وہ خود بھی جہر کو ترجیح دیتے ہیں بلکہ
 ترجیح انخفا کو ہی معلوم ہوتی ہے کیونکہ اوں خصوصاً لکھا ہے کہ اگر یہ تمام ہو جائے تو حدیث میں انقطاع ہو گا
 علاوہ اسکے انقطاع کو اوں خصوصاً اپنی کتاب میں حجت گردانا ہے بلکہ حنفیہ کے نزدیک منقطع حدیث حجت نہ
 پھر اس کو ملحوظ کر دیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اوں کے نزدیک انقطاع اس کا ثابت نہیں ہوا اور انکی طبیعت سے
 معلوم ہوتا ہے کہ فقط انخفا کے لفظ میں اوں خصوصاً تاویل کر کے کو معلق کیا ہے اور جہر میں جو مضی ہوا
 کیے ہیں وہ خلاف جہر نہیں بلکہ خلاف معنی انخفا اور خضض کے کہ ان میں محض تاویل ہے کیونکہ عدم
 قرع عنیف جہر کو جو ضد انخفا کی ہے شامل ہو پس معنی انخفا اور خضض کے عدم قرع کیونکہ ہو سکتے ہیں
 جب تک جہر کو خوب قوت نہ آئے اور وقت ایسی تاویلات پیدا نہ کر کے ترک نہ کر سکتے ہیں نہ انکی تاویل
 بعد از خلاف متبادر اور خلاف لغت کے ہونے میں کیا کلامی پس لہذا یہ بڑا کاٹھن لیل ہے

۲۵۳
 فتح الباری
 ج ۱

ہوگا ورنہ اگر دلیل اخفا کی طرف ہوگا تو پھر دوسرے تاویل کے کیا ہی ہو گئے پھر تو جہرین یون تاویل کی بجائے
 کہ مراد اوس سے اوس اخفا کا عدم ہے جسکو خود بھی آیت پر یہ معنی اخفا کو شامل ہو جائیگا ورنہ ترجیح بلا مرجح
 لازم آئیگی بلکہ ترجیح مرجوح ہو جائیگی حاصل یہ ہوا کہ معترض صاحب اخفا میں تاویل کرنے میں جہر میں جو
 نہیں ہے کہ مراد اوس سے عدم اخفا کی شدید اور تاویل بعض شافعیہ سے منقول ہے علامہ ابن ہمام نے
 ہرگز قائل نہیں کیا اوسے اور انھوں نے معلق کر دیا ہے پس معلوم ہوا کہ غرض علامہ ابن ہمام کی یہی ہے کہ
 جہر کو ترجیح نہیں پائی جاتی ورنہ موافق بعض شافعیہ ہم یون تاویل کرتے ہیں معترض صاحب کو یہ بحث
 سفید نہ پڑی اور انکا حدیث میں تاویل کرنا محض لغو ہوا کفایت میں اخفا اور معترض معنی جہر کو شامل
 نہیں قلمبوس میں کیجیے کہ اخفا کے معنی میں کیا لکھا ہے اخفا سترہ و کتمہ کتبہ بلفظ لغت سے
 اخفا معنی ستر اور کتم کے ہوئے اوسکو اپنے قول کی پاسداری بیان میں اور خلاف متبادر لینا آپ ہی کا
 کام ہے کیا فقط راوی کی خبر دینے کے جراثیم سکتا ہے حال آنکہ وہ خود کہتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 نے اخفا کیا خواہ خود او دوسرے تاویلات رکھ کر کہنے کی کونسی ضرورت ہو انکو اس امر کا علم تھا کہ آپ
 امین کہتے ہیں ورنہ اخفا کہنے کی کیا ضرورت تھی کیا اگر کوئی شخص یون کہے کہ ظہر میں آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم نے المحر پڑھی کیا او سکو پھر لازم ہوگا اور خصوصاً اوسوقت جب تصریح بھی کر دی کہ اخفا کیا ہے
 او سکو نہ ماننا کسی عقل کے دشمن کا شیوہ ہے جو اپنی فقط راوی حدیث کو خراب کرتا ہے اور دوسرے نکلو
 راوی کا ازام دیتا ہے ایسے بین الفاظ کو کوئی بوقوف بھی بدل کر دینے کے برعکس معنی نہ لیکتا بلکہ
 جسکو جل مرکب ہوا وسکا کیا علاج کہہ معذور ہے یہ گمراہی کسی کہ بافتند سیاہ باب کو شروع
 نوزم سفید تو ان کو کہہ اسکے بعد معترض صاحب نے آٹھ آثار میں کلام کیا ہے کہ اثر صحابہ رض کا حجت نیز
 یہ عجیبات ہو خود تو اثر صحابہ رض استدلال کرتے ہیں کہ میں ابو ہریرہ رض رض قول سے سہی اور
 کہیں ابن زبیر رض اور پھر دوسرے نکلو اوسکی استدلال منع کرتے ہیں حال آنکہ حنفیہ کے بیان میں
 حدیث حجت ہے چنانچہ چوتھے مسئلہ کے جواب میں محققین اسکی بیان ہو چکی ہے علاوہ اسکے فرما
 حدیثین جس جواب کے شروع میں لکھی ہیں موقوف کی ہوید ہیں اور موقوف مرفوع کی ہوید

پس باوجود مرفوع حدیث کے جو موقوف کی تائید کرتی ہو چھ بھی موقوف کو نہ ماننا اپنے مسلک سے
 بھی انکار کرنا ہی تجر دوں اور جواب لکھتے ہیں کہ یہ روایتیں طبقہ رابعہ کی ہیں یہ قول و حکامنا قضی اور
 قول ہے جو مسئلہ ہفتم میں انھوں نے لکھا ہے کہ طحاوی طبقہ ثالثہ کی کتاب ہے اور شاہ ولی اللہ
 بھی طبقہ ثالثہ میں طحاوی کو داخل کیا ہے لیکن اس کو طبقہ رابعہ میں حال آنکہ قیال و حکامنا
 حجتہ اللہ البالغہ اور خود انکی تصریح کے یہی ہے کہ یہ دو غلو را حافضہ نباشد اور تیسرے جو بت
 لکھتے ہیں کہ روایت ابن سعد کی بلا اسناد ہی ہے مانا کہ یہ روایت غریب ہو مگر اور روایتیں
 موجود ہیں ایک دوسرے کی تائید کرتی ہیں اس واسطے برائے شرح مواہب الرحمن میں شہا ہو کر لکھا
 نے ابو وائل سے روایت کی ہے کہ فرمایا انھوں نے علی رضا اور عمر بن آمین میں جبرئیل کے تھے اور انھوں
 نے کتاب الثارین ابراہیم نخعی سے روایت کی ہے کہ فرمایا انھوں نے ایک کھ اخفا کرنا چاہیے ہی طرح عبد اللہ
 نے مصنف اپنی میں روایت کی ہے یہی حدیثیں حالت کرتی ہیں کہ ہر بعض اوقات میں واسطے تصدیق
 جیسا کہ وارد ہوا ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جی وقت گیت سنا ہے تھے حال آنکہ اس واسطے
 بہرہ تھا کہ سنت عامی ہو جاوے ورنہ عمر بن اور علی نہ ترک کرتے اور ابراہیم نخعی ایسے شخص اپنی طرف سے
 برخلاف اس کے حکم نہ دیتے انتہی پس معلوم ہوا کہ ابراہیم نخعی کا قول بے اصل نہیں عمر بن اور علی رض
 بھی یہی روایت ہے اور یہ روایت صحیح ہے اسکے رجال ثقہ ہیں بخلاف ابن ماجہ کی حدیث جو علی رض سے
 مروی ہے وہ ضعیف ہے چنانچہ تحقیق اسکی شہوع میں بیان ہو چکی ہے معلوم ہوا کہ علی رض بھی روایت
 منحرف سند ہے ہرگز لائق ماننے کے نہیں بلکہ صحیح اسے عدم ہے اور صحیح مسلم کی روایت جس سے
 معلوم ہوتا ہے کہ عمر بن سیدنا اکمل اللہم تو ہر سے پڑھتے تھے مرسل ہے چنانچہ امام نووی نے شرح مسلمین
 لکھا ہے وہو من سئل یعنی ان عبداً وهو ابن ابی کبابة کونیمہ کمن عمر بن یعنی یہ یقین ہے کہ
 اس کے حیدر عمر بن نہیں ہے بلکہ انتہی پس علم ہے کہ روایت جس طرف جمہور میں بہت صحیح ہے اور اس
 مرسل متعرض صاحب کجاست کہ انما ہو مگر متعرض صاحب کیا کہ ابن العزقی بکثرت سئل عن حدیث
 آدمی کیا نہیں کہ تاج فی حدیث و ما تھنیں ہی تو قوی کا ضعیف ہے متا با کہ پڑھتے ہیں اور تقلید

حجۃ الاسلام
 حضرت مولانا
 محمد شفیع
 صاحب دہلوی

نواب صاحب امیر بھوپال سے باز نہیں آئے وہی نقل ہے کہ ایسا واجب جانتے ہیں کہ صحیح صحیح ہو تو ان کے
 مقابل میں باطل کرنے پر آمادہ ہو جائیں خود ضعیف اور قطع اور مرسل حدیث کو حجت نہیں جانتے مگر قبول
 نواب صاحب کے کوئی حدیث مخالف دیکھتے ہیں تو جوہر ضعیف ہی کہ طرف دور ہیں ہارنے اوتے ہمارے ہمارے
 قابل حجت اور کالوچی میں احوال سمجھ کر پیش کرتے ہیں پھر آپ قواعد عمدہ سے بھی قطع نظر کرتے ہیں غرض
 کسی حکم کو نہ بخلاف نہیں کہ حدیث کا انکار اور حدیث کی تاویل ان کے نزدیک نہایت اہم بات ہوتا ہے
 کہنے کی دیر ہو مگر مخالفت نواب صاحب کی اپنے حق میں ہم قاتل تصور کرتے ہیں بسا ادا کوئی مخالفت
 دال میں کالابو تو سلسلہ آمدنی بلا وقور مگر توبیالا ہو **مقلد ہو تو ایسا ہو موصد ہو تو ایسا ہو**
 ہو تقلید اسکی فرض العین جسکے پاس ایسا ہو اسکے بعد معترض صاحب آیت قرآنی میں کلام شروع کیا کہ
 کہ **ادھو امریکہ** سے استدلال درست نہیں کیونکہ عا ہوا میں کاتبی قول ثابت ہوتا ہے حدیث اور قرآن
 سے ثابت نہیں جو اسکا حکم کہ الفاظ دعا توقیفی نہیں ہیں اگر کوئی شخص دعا مانگے اور دعا قرآن
 اور حدیث میں نہ آئی ہو تو کیا وہ دعا نہ ہوگی علاوہ اسکے حدیث میں آئیں کہنا آیا ہو اگر اسکے معنی دعا نہیں
 یا لفظ اسماء الہی سے نہیں نکلے یا نہ بانہ ہر لفظ کا شارح حکم دیا ہو بلکہ میں کہ سنی نامور وغیرہ
استیجہ اور **کذا** **فلیکن** اور **کذا** **کذا** کا فعل کہ ہیں اور آئیں کو اسماء الہی ہیں کبھی کہا ہو پس حال
 خالی نہیں دعا ہوگی یا اسماء الہی سے ہر صورت اسکا خفا چاہیے چنانچہ تفسیر میں لکھا کہ نام نوب حنیفہ
 اخفا ہی میں ہیں جو جہ میں بیان کی ہیں ایک کہ آئیں اور دوسری کہ آئیں اسماء الہی سے ہر ایک دعا
 تو اخفا اور سکا واجب ہو سیکے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہو دعا کر پروردگار اپنے سے زاری اور آہستگی سے اور اگر
 اسماء الہی سے ہو تو بھی اخفا واجب ہو سیکے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہو اپنے پروردگار کو دل میں یاد کرو پس اگر
 وجوہ ثبوت نہ ہوگا تو نہ کہ ہوگا استیجاب اور ہر بھی اسکی قائل ہیں انتہی تا ہی کا قول خلاف قرار
 اور حدیث نہ ہو بلکہ حدیث اور لغت اور قول کی تائید کرتا ہے اور دوسرا جواب معترض صاحب کا کہ کسی تفسیر
 اس آیت کی تفسیر میں اخفا ہی میں نہیں لکھا عجیب عمل اور بے سنی قول ہے تفسیر والوں نے جب اسکا
 اخفا کرنا اس آیت سے ثابت کر دیا تو کیا ضرور ہو کہ مسائل مختلفہ کو ہر تفسیر کے الیہ ما فخر الدین لاری نے

۲۵۶
 ۲۵۶
 ۲۵۶

اخفائی عاین اسی آیت کی تفسیر میں بہت لامل بیان کیے ہیں اس کے بعد ایم صاحب کی کچھ بحث بیان کرنا
 ہی چاہیے بھی ان کی عبارت ہم نے نقل کی ہے اب خفای دعا کے دلائل بھی سنئے تفسیر میں یہ جانتا کہ اعضا
 دعائیں متبرجہ اور اس پر کئی دلیلین ہیں اول تو یہی آیت ہے کہ یونکہ یہ آیت دلالت کرتی ہے جناب بارحق
 دعا کا سکرم دیا ہو اور حال میں کہ وہ دعا مخفی ہوا اور ظاہر ہوا کہ جو یہ نہیں لکھو جو یہ معلوم ہو تو اقل درجہ
 استجبہ کا پھر خدای تعالیٰ نے اس کے بعد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ حمد تجاؤز کر نیو ان کو دوسرے نہیں رکھتا اور
 ظاہر نیز یہ ہے کہ مراد اوس سے یہ ہے کہ خدا دوست نہیں رکھتا اور ان کو کو جو حمد تجاؤز کر جائے اور ان کو ان کے
 ترک کرنے میں کہ وہ دونوں تضرع اور اخفای پس اللہ ان کو دوست نہیں رکھتا نہ محبت اللہ کی تو
 بارت ہی پس یہی ہے کہ جو شخص دعائیں تضرع اور اخفا کو ترک کرے پس اللہ اس کو اب نہیں دیکھا
 اوس کے طواریح احسان کر گیا اور جو شخص اس کا وہ لامحالہ اہل عقاب سے ہو گا نیز یہ ہے کہ قول
 تعالیٰ کا ان کے لئے عجب اللہ تعالیٰ بظہر تدبیر تدبیر ہی اور پر تر کر کے تضرع اور ان کے دعائیں
 دوسری محبت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زکریا کی تعریف کی فرمایا جبکہ زکریا کی زکریا کے ورد سے نڈا ہے
 ناچھپایا اوس کو بندوں کے اور خالص کیا اوس دعا کو اسے اللہ اور اس کی وجہ سے خدا کو قطع ہوا
 حجت سیر ہی تھا کہ جس کو ابوسہبی شری روایت کیا ہے کہ صحابہ نے ایک غزوہ میں تھے ایک دیہی
 ایسے گئے کہ نگاہ اور لا الہ الا اللہ آواز کہہ کر آیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نرمی کے کہ میں نے نہیں
 ی بہتر سے کو تم نہیں پکارا اور نہ کسی غائب کو تم تو سمیچ اور قریب پکارا ہو اور وہ تمہارا ہے اور چوٹی
 جت قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ ایک غنی دعا برابر ہر شہر دعا کی جلی اور دو ہوا آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کا بہتر ذکر کا خفی ہو اور بہتر رزق کا وہ ہو جو کافی ہو جائے اتنی پس ابراہیمؑ اور
 سے ثابت ہو گیا کہ دعائیں اخفا مستحب ہیں اور بعض اوقات میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عا
 سمع ہوئی ہو وہ بوجہ تعلیم کے وارد ہوئے احادیث میں تناقض ہو جائے گا اس کے بعد جن صاحب
 جہت میں بھی تاویل شروع کی ہے فرماتے ہیں کہ اس آیت میں اخفا سے مراد نہ بہت جلتا ہے ہوا نہ است
 کہ یہی اور آیت کا چھہ کہ لایا ہو کی سند میں بخدای کی روایت لائے ہیں کہ یہ دعائیں

۴
 حجت سیر
 حجت سیر
 حجت سیر

نازل ہوئی ہو تو ہم کہتے ہیں کہ یہ آیت نماز کے حق میں اور ہوتی ہو چنانچہ بخاری اور مسلم میں عبد اللہ بن
 عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ قال نزلت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فحُفَّتِ بِلَمَّةٍ كَانَتْ اَدَاةً
 بِأَصْحَابِهِ فَمَعَّ صَوْتُهُ بِالْقُرْآنِ فَادَّاسِمَهُ الْمُشْرِكُونَ سَبُّوا الْقُرْآنَ وَنَسُوا أَنْ يَكُونُوا مِنْ
 جَاءِ بِهِ فَكَلَّمَ اللَّهُ تَعَالَى لِنَبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تَجْهَرُ بِصَلَاتِكَ أَوْ يُقْرَأَ نِكَ
 قِيسُهُ الْمَدْرِكُونَ فَيَسُبُّوا الْقُرْآنَ وَلَا تَخَافُ بِهَا عَنْ أَصْحَابِكَ فَلَا تَسْمَعُهُمْ وَ
 وَابْتَغِ بِكَ إِلَيْكَ سَبِيلًا لَمْ يَكُنْ فِي قَوْلِ ابْنِ عَبَّاسٍ نَزْلُ آيَةِ وَسُقُوتُ نَازِلٍ هُوَ بِكَ جَبَّاهُ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حَيْثُ يَسْتَعِجِلُ تَحْتَهُ جَبَّاهُ نَحْرَتِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آيَةِ أَصْحَابِ نَازِلٍ هُوَ جَبَّاهُ تَوَقُّرُ
 آوازِ شہین بن بشر کہنے کے قرآن اور اس کے بھیجے والے اور انہوں نے کہ تو نہیں مایا اللہ تعالیٰ
 واسطے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ نماز میں جہر نہ کر یعنی قرات نماز میں بجا کر نہ کر و پس شرک نہ
 اور قرآن کہہ کر اور آیت صاحب قرات کو پوشیدہ نہ کر و بلکہ او کو مسناؤ اور طریقتہ او سا
 کرو انتہی یہ بخاری میں ہیں پس معلوم ہوا کہ یہ آیت نماز میں نازل ہوئی ہو اور مذہب مختار یہ
 امام نووی و شرح مسلم میں لکھا ہے لکن المختار کہ لفظہ مساقا لہ ابن عباس رضی اللہ عنہما
 یعنی لکیر ایک مختار اور ظاہر تو یہی ہے جو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ بعد عرض صاحب نے پوچھ
 کی تو فرمایا میں اگر کہیں کہ عاہونا تسلیم کیا جاتا تو بھی اس حکم سے اس قدر مستفاد ہوتا ہوں کہ آمین کہ
 پہلا کرنا بلکہ میانہ آواز آئیں جو کہ نہ بہت بلند ہو اور نہ بہت پست **جواب** اسکا یہ ہے کہ کہ گنت یا
 خفیفہ کہ آئیں نہیں بلکہ اگر تم سچے تھے تو کسی شہر کا قول کیوں نہیں نقل کرتے ہو فقط اپنی رائی قرآن کے
 الفاظ کو لانا شروع کر دیا حالانکہ قرآن میں ایسی رائی معنی کہنے پر نہایت وعید آئی ہے علاوہ اسکے تفسیر
 ابوسہیل میں ایسی آیت کی تفسیر میں لکھا ہے **قَالَ الْأَخْفَاءُ ذَلِيلُ الْإِحْلَاصِ** یعنی اسلیمہ اخفا
 ذلیل الراح کی ہو انتہی اور تفسیر فتح البیان میں لکھا ہے **وَالْخَفِيَّةُ الْإِسْرَافُ** **قَالَ ذَلِيلُ الْإِحْلَاصِ**
لِغَيْرِهَا یعنی مخفی کے پوشیدہ کہنے اور اس کے کہ اسلیمہ کہ نہ بہت بلند نہ زیادہ قطع کرنا اور اگر لکھا
 انتہی اور تفسیر التمهید میں لکھا ہے **وَحَفِيَّةٌ أَيْ سِرٌّ قَالَ الْحَسَنُ بَلَدٌ دَعَا إِلَى حَقِّهِ**

بخاری

صفحہ ۲۵۸

شرح جلد ۱

اول صفحہ ۱۰۸

شرح جلد ۱

اول صفحہ ۱۰۸

شرح جلد ۱

صفحہ ۲۵۸

شرح جلد ۱

صفحہ ۲۵۸

شرح جلد ۱

صفحہ ۲۵۸

شرح جلد ۱

صفحہ ۲۵۸

اور نبی کے کوئی وجہ سنون ہونے آمین کی نہیں ہوگی اگر بعض اوقات صاویر ہو تو ہم سکا برابر قرار کرتے ہیں چنانچہ بعض دعاؤں میں بھی بعض اوقات جہ ثبات و گفتگو اکثر اوقات میں ہوا کے حقیقہ منکرین اور مشید کمین اسکا بتا نہیں اگر قیامت تک تلاش کیجے گا تو کوئی حدیث ایسی نہیں ملیگی جس سے اکثری فعل جہ عاکا ثبات ہو بلکہ دونوں قسم کی احادیث موجود ہیں اور ہر طرح سے ترجیح انکا ثبات ہی کیونکہ اکثر صحابہ و تابعین انخفا معلوم ہوتا ہوا و قرآن سے تو صریح قطع انخفا ہی کیونکہ قرآن میں دعا کی انخفا کا ارشاد ہوا اور میں دعا ہونے میں یا اسم اسمای الہی سے ہونے میں کسی کو کلام نہیں اور عجب ہے کہ معترض صاحب حدیث و قرآن کی سند پیش کی ہے کہ اوسمیں سے معنی نہیں آئے برین عقل و دانش بیادگیریت و معترض صاحب شائع کے ذمہ ان معنی لغوی بھی تصور فرمایا ہوا اس کے معنی لغت میں بھی ہے تو دعا میں یا نہیں خدا اور ان احکام بتلا ہیں یا ایک لغت تعلیم کرتے ہیں پھر اگر عطا تابعی اسکو کہد یا تو کنسی وجہ سے قابل حجت نہ ہوگا دعا کا اقرار معترض صاحب کے ہر ایر سے کرنا پڑیگا یا اسمای الہی میں سے ماننا پڑیگا یا راست بیان سمجھنا بایر بود یا معترف قند و شر بایر بود و رشچین حیلہ و کیا دی خویش و چشم پر از خون جگر بایر بود اور ان دونوں کے واسطے انخفا کا حکم ہم آپ کے بیان کر چکے ہیں لہذا خالی از استجاب نہ ہوگا فرمادی برنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انخفا ثابت ہوتا ہی چنانچہ شروع جواب میں احادیث سے نقل کر دی ہیں اور پھر کی احادیث سے مجز بعض اوقات ثبات نہیں ہوتا اول تو وہ حدیثیں خود ضعیف ہیں چنانچہ ہم بیان کر چکے ہیں کسی میں انقطاع اور کسی میں ضعف ہے اور اگر مانا جا تو بیش برین نیست کا ہی ہی ایسا اتفاق ہوا ہو ورنہ یہ بیان احادیث و قرآن کے تطبیق دشوار ہوگی اور بجز تاویلات و اہمیدہ و ترجمہ ہوگا معترض صاحب ایک کیہ کلام ہے کہ اچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تعبیر کرتے ہیں اپنے کلام اور استدلال کو بعینہ منطوق حدیث تصور کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ اگر وہ نہیں تو کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سمجھ میں نہیں آیا دیدہ و دانستہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کا خلاف کیا ہے یا ایسے سخت الفاظ کہے جاتے ہیں کہ چھپا کر نہیں کرتے خود تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فعل سمجھتے نہیں جب حدیث و قرآن میں موافق عند لفظ کے متناقض ہوتا ہو تو یہ عوی پیغمبر کا درپوش

گرتے ہیں جناب میں آپ کی سمجھ میں معنی آیت کے نہیں کیا آپ بدو دانستہ اس کے برخلاف کرتے ہیں کیونکہ
 آپ نے نزدیک حدیث کتاب اللہ مقدم شمار کی جاتی ہے کتاب اللہ کو تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بالکل بالای مطلق رکھ دیا ہے
 اگر کوئی بخاری کی حدیث کی سند بیان ہو تو جتنا اوسکا لپکے نزدیک اعتبار ہوگا ہرگز آیت قرآن کا گو کہ کسی
 قطعی الدلالتہ ہو ایسا اعتبار نہ ہوگا آپ نے ضعیف حدیثوں کا استدلال کرتے ہو اور دوسرے جو صریح قرآن کی
 آیت پر مبنی تھے تو اوسکو قابل استدلال نہ سمجھ کر کیا قرآن محض تلاوت ہی کی سی مثال ہوا ہے احکام کا استدلال
 اوس سے صحیح نہیں باوجودیکہ الفاظ کلام اللہ بعینہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ آپ تک متواتر ہو
 چلی آئی ہیں اور احادیث میں یہ بات میسر نہیں بلکہ اوس میں اس وجہ کا اختلاف ہے کہ بیان بابہر احادیث
 ضعیفہ خود کنا احادیث صحیحہ کے تھام راوی ثقہ ہیں ان میں اس وجہ کا اختلاف ہے کہ جب تک کہ کوئی بڑا ماہر
 ہرگز غرض نبوی صلی اللہ علیہ وسلم معلوم نہیں کر سکتا پس حیف ہے کہ احادیث ضعیفہ تو ایک وسیع
 مؤید ہو جائیں اور قرآن کی آیت کو تائید میں کچھ دخل نہ ہو تجارتی کو بعد کتاب اللہ علی لکھا ہے مگر چھڑا
 تو قبل کتاب اللہ سمجھتے ہیں چنانچہ کتاب میں مذکور ہو جو دین اور مشقی نمونہ از خرواری ہی معترض صاحب کی
 کتاب کے ملاحظہ کر لیجئے کہ آیت کو حدیث کے مقابل میں نہیں تا آیت میں تو ایسی تاویلین گزرتی ہیں جو کوئی
 ابلہ بھی اوسکو پسند نہیں کرے گا اور احادیث کے الفاظ کو یوں جانیں کہ بلا واسطہ ہو آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم پونجی ہیں اور یہی الفاظ بعینہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمائی ہیں خدا جانتا ہے
 امام بروجی آئی ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے یہی الفاظ اور نسبی ہی غرض ہے یا وضوح تو کئی خواب
 دیکھا ہو جسکی وجہ اپنے خیال نام میں خوش ہیں پھر آیت کے بارہ میں لکھیں جو پیغمبر بڑا نام ہے اگر مطلق ہیں
 کی ایسی حدیثیں مراد ہیں تو اسکو ہم تسلیم کرتے ہیں کہ آیت کی فضیلت اور انشاء اور ہر میں اس سے
 زیادہ حدیثیں آئی ہیں اور اگر مراد یہ ہے کہ ہر آیت میں ایسی حدیثیں ہیں چنانچہ معترض صاحب کے قول
 میں دعویٰ معلوم ہوتا ہے تو یہ قول محض لغو اور بالکل بے اصل ہے چنانچہ پہلے ہم اسکو بیان کر گئے ہیں
 ان میں ہر بات پر رد اور اہل بن ہر حدیث کی حدیث کے لیے ہر حدیث کی جہت ثبوت نہیں ہوتا اور علی رض
 کی حدیث تو ہر حدیث کے ثبوت ہوتی ہے چنانچہ کئی کتابوں کے سند اس کے لکھ دیے ہیں اور بعض صحاح میں

فعل کے اگرچہ آمیز ثابت ہوتا ہے تو اکثر صحابہ رحمہ اللہ انھیں سمجھا جاتا ہے فقط ان دو تین حدیثوں کو
 کہی کتابوں میں نے سے معترض صاحب نے بہت سا شمار کر لیا ہے اور اس قدر حرص کو ترقی دی کہ غیر ہر کی حدیث پر
 بھی او نہیں مل کر کے کہیں حدیثیں کر دین بھراؤ نہ پڑ کر تے ہیں حالانکہ اصل اور حقیقت ان کی دوز
 حدیثیں ہر کہ او نہیں بھی کلام پر اسی جہ سے ہم نے جواب ترکی بتری دیا ہے کہ یہ حدیثیں متعدد کتابوں
 جنہیں صحیح اخفای آمین مذکور ہے لکھ دین اور در حدیثیں اخفای بسم اللہ کی کہ اس پر بھی معترض صاحب اعتراض
 تھا بیان کر دین اس قدر بچوں کے ہلکا نیکی کافی ہے کہ چونکہ معترض صاحب اس پر جو گنتی میں زیادہ ہو
 بہت خوش ہوتے ہیں جیسے اطفال خرد سال عمر وغیرہ کا مطلق خیال نہیں کرتے جو پیر شمار میں زیادہ
 اویس کو لیکر خوش ہو جاتے ہیں قبول ناقص از شاہدی جو ہر سری باید کہ جزو طفلان خریداری نہیں
 تیغ جو بین راہ ان الکیس حدیثوں پر فخر کرنے میں بھی معترض صاحب نے بعینہ لکھیں کو کام فرمایا ہے اگر کو
 اختصار منظور نہوتا تو ان کے واسطے اس قسم کی سو حدیثیں بلکہ زیادہ لکھتے اسکے بعد معترض صاحب نے
 الزامی جواب دیا ہے کہ حنفیہ اس کے بموجب ہر دعا کا حنفیہ ہی کہنا لازم ہے تہی احمد وغیرہ عامین آن کی
 وغیرہ میں کیوں بکار کر ٹھٹھتے ہیں جو اسکے کی طرح پہلے اول تو حنفیہ دعا کو حنفیہ لازم نہیں جانتے بلکہ
 مستحب ہیں دوسرے کہ اچھا کویا اور کہ کسی تہی وجود دعا مضمون نہیں ہوتا نماز میں بطور دعا نہیں ہے بلکہ قرآن
 سمجھ کر ٹھٹھتے ہیں اس لیے اور صورت بود دعا پر لالت نہیں کہتی ہے اور اس کے بھی نماز جائز رکھتے ہیں حنفیہ کو فقط
 پڑھنا مقصود ہے دعا وغیرہ نماز میں نہ نہیں البتہ التحیات اور درود اور قنوت کو بطور دعا کے پڑھتے ہیں
 اسی وجہ سے کہیں اور خارج نماز اگر قرآن کی آیت دعا مانا ہیں تو اس کو بھی آہستہ کہنا بہتر ہے تہی اسکے
 کہ نماز وغیرہ کا تینوں نمازوں میں پڑھنا احادیث مشہور اور اجماع اسکے ثابت ہے اور حنفیہ کے نزدیک
 حدیث مشہور زیادتی کتابت پر ہر دعا کی البتہ حدیث اتحاد نہیں ہوتی اور ہر الحمدین تو اجماع
 است بھی موجود ہے لہذا اچھا وغیرہ کا پڑھنا خلاف قرآن مجید نہوا پس معترض صاحب کا الزام مضم
 لغو اور مانع تارکیت ہو گیا ہے جو بات اول ہی سے بن نہ آئی تو آخر آپ نے منہ کی کھالی
 اسکے بعد معترض صاحب نے اصول حنفیہ میں بحث کی ہے حالانکہ حنفیہ کے اس مسلک کے کلامیہ یقین

ہوتی ہے اور دنیا آحاد فی ظن پر قطع کی کو چھوڑ کر فقط ایک شخص کی خبر کو کہ او سمین بہت احتمالاً تین
 تسلیم کر لینا چاہیے یعنی اگر صریح ایک ایک شخص کی خبر یکساں ہو تو اس وقت آیت قرآنی پر عمل کرنا چاہیے
 خبر نہیں ہے اور اعتراض نہ کرے کہ ان کے شیوہ قدیم اور عادت دیکھو کہ کچھ عیب بھی نہیں کہ چونکہ جس شخص باوجود
 احادیث مرفوعہ اور عمل صحابہ سے سوسلو تکویناً جھڑک کر دیا اور کچھ خدا کا خوف نہ کیا پھر مزید یہ بران ہو
 مخالف حدیث اور قرآن بتلادیا اور پھر ان مسائل کو جسے جسد طعن اور تشبیہ پر مجتہدین پر کی ہو گویا
 خباثت تصنیف ہی کی داد دی ہو یا اس شخص کو کچھ لکھتے تھے وہی اس کی وجہ سے کہتے تھے ایمان میں شک معلوم ہوتا ہے
 کیونکہ اس ظفر مبین میں انھوں نے درپردہ صحابہ اور تابعین بلکہ صحیحہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں سوا دہی
 کی ہے حال اکلہ سے کہ کو آئین میں کچھ تعلق تھا خود بخود خفیہ کی طرف سے ضعیف جواب لکھ کر دیا گیا جواب
 اب جو اعتراض صحیح لگتے ہیں پھر تعجب ہے کہ خفیہ کے مسلک سے ہی بالکل آگاہ ہی نہیں مجاہد اب صاحب
 اسیر جو مال کے رسالوں کے متعلق کی کتاب کا خطہ سامی بنو زنیہ گنری مگر داخل بقول ہے کہ تو انہی میں
 چنانچہ جو شاوکی آگے آتی ہے چنانچہ قرآن میں خیم امام عظم کے مقلد اگر ان زین میں بکار اس لیے نہیں
 کہ اندر جو اب اسکا یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکار کر میں بعض اوقات میں ثابت ہوتی ہے اس کے سوا
 ایک پاس کوئی سند ہو تو لایے فاش ہو گا ان کلمہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کا فعل پر گزرا خفا ہو
 اور گفتگو استجاب اور عدم استجاب میں ہر خفیہ جو زمین کو جائز جانتے ہیں مگر مستحب نہیں جانتے کہ اگر کوئی
 بطور تعلیم جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں کیا ہو کہ بگاتا کوئی قباحت نہیں آج کل ظاہر ہے کہ تعلیم
 کوئی ضرورت نہیں ہے کہ یہ حکام معلوم ہیں اس پر حق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو کہ
 وہ بیشک موافق مرضی خدای تعالیٰ ہے اور او سمین جو غلو اور ترقی ہو گئی ہے پھر اگر رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کا فعل ثابت نہیں ہوتا پھر خفیہ کو جہاں کی حدیث کو او سمین کا نام ہے اور اخفا کی حدیث صحیح الاسناد
 بقول احکام یہاں نہ اسکا اقرار ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی کبھی جہاں بھی صادر ہوا ہوتا کہ
 اور جہاں کی حدیث نہیں ظاہر ہو جاوے فعل صحابہ بھی جہاں خود کہ جس کا خفیہ لکھا کرتے ہیں اس حدیث
 ثابت نہیں اور جہاں اقرار کرتے ہیں حدیث سے تو ثابت ہوتا ہے کہ جہاں صاحب کے کہ اپنے دعوے کو بیہ

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ تصور کرتے ہیں مخالف ہوا جاتا ہے اس لیے مترض صاحب بہت بگڑا دل
 نظر آتے ہیں خدا خیر کرے **ع** آج وہ شوخ غضب پر پورا خیر کرے بغض میں جاسے باہر ہی خدا خیر کرے
قوله ہذا مسئلہ اللہ تعالیٰ فرمایا ہے اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَّوْقُوتًا **انہ** **اقول**
 عفات اور مؤلفین جمع کی حدیثیں اس کثرت سے جو دین کے احادیث گذر کر رہ گئیں بلکہ فی المعنی متواتر ہیں
 اور اجماع صحابہ کا بھی موجود ہے پس خفیہ کے نزدیک اس قسم کی حدیث یقین ہو جاتا ہے اور زیادتی اور سلیبی
 پر کہ من وجہ نسخ ہی درست ہو کوئی حدیث آحاد پیش کیجیے اور ایک تہ قطعاً لایا آون و نو عنین اگر مخالفت
 ہوگی تو بیشک خفیہ کے نزدیک آیت پر عمل ہوگا ایک خفیہ کے مسلک سے مطلق خبر نہیں یا خبر دیگر عوام الناس
 اشتباہ میں ڈالے گی اس قسم کے مخالفے شروع کیے ہیں **قوله** دوسرا مسئلہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے
 حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اَمْثُلُهُمْ كَانُوا يَكْفُرُونَ وَبَيْنَكُمْ اَنْتُمْ **اقول** اس آیت میں کہیں نہیں سمجھا جاتا کہ سوای ان
 عورتوں کے دوسری عورتیں حرام نہیں فقط اس آیت اتنا معلوم ہوتا ہے کہ یہ عورتیں جو آیت میں مذکور
 ہیں فہم حرام ہیں اور دوسری عورتوں کی آیت نہ ہے جیسے حارثی کا قرآن میں کہ نہیں اور حارثی
 میں اس کی حرمت وارد ہے پس اصل میں مخالف قرآن کے نہ ولی البتہ جو عورتیں قرآن میں مذکور ہیں نہ
 اگر بالفرض کسی عورت کی حلت حدیث میں وارد ہوتی تو اوستو خفیہ خبر آحاد نہ جہنک مشہور ثابت
 نہ ولی قرآن کو ترک کرتے اور پھوپھی اور خالہ کا قرآن میں کہیں تباہی نہیں پس اصلیت کو قرآن
 کے مخالف سمجھنا سراسر جہالت ہے و جمیع فرق بین ہو مترض صاحب کے سکون بھی بیجا نہ کہہ سکتے ہیں
 عوام تصور کریں کہ مسائل خفیہ بھی انکو خوب یاد ہیں حالانکہ مترض صاحب کی حدیث مطلق نہیں سمجھتے
 اور نہ تطبیق دینا جانتے ہیں مگر محض حدیثوں کی نقل کرنے میں جہل نہیں اور خفیہ کچھ کہتے ہیں اور مترض صاحب
 او کی طرف سے اور کچھ خراج کرتے ہیں اور ناحق مسائل فقہ کے مطلب سمجھنے کا دم بھرتے ہیں **ع**
 کہ یہ پسند خود خود میں ہر حدیث سے توفی بہت چاق و توری دینی تصدیق اور وہ ان ہی
 فَاَيْنَ الْوِثَاقِ **قوله** تیسرا مسئلہ آیت اَمْثُلُهُمْ اَلَيْسَ اَرْضَعَكُمْ اَنْتُمْ **اقول** اس آیت سے جمع
 نہیں معلوم ہوتا کہ سوای ان قسم کے اور جلال میں ایک شوکی جہت بیان کرنے سے دوسری

شی کی کیونکہ حلت اور قول سے ہو سکتی ہے دوسری شی کے حکم سے قول ساکت ہوتا ہے جب تک
 دوسرا حکم اس میں دوسری شی کے واسطے نہ ہو اول حکم کے واسطے کافی نہ ہو گا جس میں وہ حکم وارد ہوتا ہے اور
 رہ گیا ہے جو احکام قرآن میں مذکور نہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی تصریح کر دی ہے
 اور انکو تسلیم کر لینا عین ایمان ہے ورنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا حکم جو قرآن میں جا بجا
 ہے یہ کیا رہو گا پس جس حکم کو یہ معلوم ہو جائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ قول بیشک فرمایا ہے
 اور وقت موافق آیت کی اطاعت واجب ہو اور اگر یہ کہو اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف
 ہونے میں یقین نہ ہو اور پھر آیت کے وہ قول مخالف بھی ہو تو اس وقت ہم اسکو احسنیث ترک نہیں کرتے
 کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے بلکہ بوجہ عدم یقین شاذ ہونے کے آیت پر ترجیح نہیں دیتے
 ورنہ جس شخص نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے کوئی ایسا ارشاد نہ سنا کہ وہ اپنے
 معنی میں قطعاً الہدایت ہو تو اس شخص کو اس پر عمل کرنا واجب ہو گا ورنہ آیت کے مخالف ہو اسلئے کہ وقت
 اس کے نسخ کتاب سمجھا جائیگا پس جو حدیثیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں اسیدو سے
 انہیں تفصیل کی جاتی ہے کہ ایک حدیث متواتر کہلاتی ہے جس کے اس قدر راوی ہر زمانہ میں ملتے جلتے ہوں
 کہ انکا کذب پر مجتمع ہونا عقل محال تصور کرتی ہے اور دوسری حدیث مشہور ہے کہ ابتدائین تو اسکو
 ایک نے بیان کیا پھر وہ حدیث اس قدر پھیلی کہ تنہا خبر اور تابعین وغیرہ اسکو برابر روایت کرتے
 چلے آئے کہ انکا کذب پر مجتمع ہونا محال ہو پس ان دو قسموں قرآن کی آیت منسوخ ہو جاتی ہے
 اور تیسری قسم حدیث آحاد ہے جس کے ایک راوی ہوں قیہم موجب ظن ہوتی ہے اگر مخالف قرآن
 پر گئی تو آیت اسکی وجہ منسوخ نہیں ہوگی بلکہ عمل آیت پر کہ یقینی ہے لیا جائیگا اور حدیث ظنی نیز
 تاویل معقول کر کے جائیگی پس حدیث آحاد بوجہ بہت سے واسطوں کے ترک کیے گئے کیونکہ بلا واسطہ علم
 میں اور علم بوساطہ میں فرق ظاہر ہے اور اگر مخالف قرآن ہے حدیث انہو کی تو اسکو جو وہ ظنی ہے عمل کرنا
 واجب ہے اور یہ امر یہ بھی ہے کہ بلا واسطہ علم اور بلا واسطہ قوا تر موجب یقین ہوتا ہے اور اگر ایک شخص
 کسی بات کو بیان کریں تو اس کے بیان میں ضرور کوئی وجہ ہوگی ورنہ خلاف تو اتروا قع نہ ہوتا پس اسکو

وہو
نہی
۵

صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بروایت شریف اگر ثابت ہو جاوے تو ان کی وجہ سے احادیث میں بہت فرق ہو گیا ہو
 لہذا ایسے موقع پر کہ قرآن حدیث آثار بر خلاف ہو کر نہ ہو سکیں کہ روای کی کوئی غلطی ہووا ہو گئی ہوگی
 خدا کی طرف ایسی نسبت کرنی حضرات غلامہ یہی کام ہے یا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف خبر آوا
 منی لغت قرآن کی نسبت کرنی اور نہیں حضرات کا شیوہ ہے جو جن احادیث میں اس وجہ کا غلو کیا ہو کہ اس
 منابہ میں قرآن کی کچھ بھی حقیقت نہیں سمجھتے اور ایک شخص کے قول کو خدا کے قول پر ترجیح دینا
 حال آنکہ خدا کا کذب محال ہے اور راوی کا محال نہیں قرآن میں ابراہیم علیہ السلام کا قول ذی السقیم
 آیا ہے جس کے معنی ہیں کہ تحقیق میں بیمار ہوں اور حدیث میں وارد ہے کہ ابراہیم علیہ السلام میں ہار جھوٹ ہو
 ہیں کیونکہ وہ نہیں ہی صورت ہو کہ بگو یا بتلایا اور امام فتح الدین رازی باوجود صحیح حدیث کے اسکا
 انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ پیغمبر کی طرف جھوٹ کی نسبت کرنے سے بھوکو یہ مرسل معلوم ہوتا ہے کہ رو
 کی طرف نسبت کرنا چنانچہ تفسیر میں لکھتے ہیں قَالَ بَعْضُهُمْ ذَلِكَ الْقَوْلُ عَنْ اَبِيهِمْ كَذِبًا
 وَرَوَاهُ حَدِيثًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهٗ قَالَ مَا كَذَّبَ بَنِي اِهْلِيهِمْ اِلَّا ثَلَاثَ كَذِبَاتٍ
 فَلَمْ يَلْبِغْهُمْ هَذَا الْحَدِيثَ لَا يَسْمَعُ اَنْ يَقُولَ اَنْ نُسَبِّحَ الْكُذِبَ اِلَّا بِاَرْبَعٍ اَوْ خَمْسٍ
 ذَلِكَ لِجَلِّ فَكَيْفَ يُحْكَمُ بِالْكَذِبِ اَوْ اَوَّاهُ الْعَدْلِ فَقُلْتُ لَمَّا وَقَعَ التَّعَارُفُ بَيْنَ نُسْبَةِ
 الْكُذِبِ اِلَى الرَّوِيِّ وَبَيْنَ نُسْبَةِ اِلَى اَخْلِيلِ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ الْمَكْتُومُ بِالْأَصْرَةِ اَنْ نُسَبِّحَ
 الْكُذِبَ اِلَى الرَّوِيِّ اَوْ اِلَى اُمِّي بَعْضُ مَنْ ثَمَّ كَمَا كُنَّا اَبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ جُثُوًّا اَوْ اَوْحَايَ اَنْ
 اَيْدِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کہ فرمایا آپ نے نہیں جھوٹ کہا ابراہیم نے مگر میں نے اپنے اوتے کہا
 حدیث قبول کر نیکی لائق نہیں اس لیے کہ جھوٹ کی نسبت ابراہیم علیہ السلام کی طرف جائز نہیں ہے کہا
 اوس شخص نے کہ یہ حکم نیا جاسا جھوٹ بولنے سے روکیے کہا جبکہ در بیان نسبت کرنے جھوٹ کی طرف
 راوی کو اور در بیان نسبت کرنے جھوٹ کی طرف ابراہیم علیہ السلام کے تقاضا واقع ہوا تو بالضرورت جانا چاہیگا
 کہ نسبت جھوٹ کی طرف راوی بہتر و انتہی حاصل ہے یہ کہ حدیث میں سوای ان دو قسموں کے
 (جو قرآن مثلاً ہیں کہ میں نے) آئے مخالفت قرآن میں ہو سکتی ہے حکم راوی اور وہ اور ہو سکتی

مگر حنفیہ کے قواعد و کلیات برابر نقض سے پاک ہیں البتہ جو شخص حنفیہ مذہب کا ہے نہیں رکھتا وہ اپنے
 لا علمی سے جو چاہتا ہے کہتا ہو مگر اسکا کچھ نہیں اسوائے کہ قربان اور حدیث پر لوگوں نے اعتراض کیے
 ہیں نہ جای مقلدین اور نہ مجتہدین **ما تبحرنا الله والرسول معاً** میں لسان العرب کے قافیہ کا
 اور اندھی کا خارج ہونا خود آیت ہی سمجھا جاتا ہے کیونکہ لفظ معاً میں موجود ہے اور ظاہر ہے کہ سنی
 نابینا سوزی ہو مگر ابینہ حنفیہ کے نزدیک گریہ لوگ جسم میں شامل ہو جائینگے تو پھر لہر کی غار اور ساقط
 ہو جائینگے اور لڑکا تو بالاجماع فروع القلم ہی اور حدیث میں بھی تین شخصوں کے لیے اراد ہے کہ اپنے قلم تکلیف
 دوٹھالیا گیا ہو ایک نابالغ دوسرا سویا ہوا تیسرا مجنون اس لیے جو حنفیہ و شرطیہ جمعہ کے موافق اور احادیث
 کے بڑھاتے ہیں چنانچہ حاکم کی شرط ابن ماجہ وغیرہ کی حدیث سے معلوم ہوتی ہے جابر بن عبد اللہ رضی
 وایت ہو کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جانو تم کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر جمعہ فرض کیا ہے میرا مقام
 میں اور میرے اس دن میں اور میرے اس مہینے میں اور میرے اس سال میں قیامت تک میں جو شخص اس کو
 ترک کرے گیامیری زندگی میں یا بعد میرے اور حال ہے کہ وہ اس کے امام عادل یا جابر ہوگا واسطے اسان سمجھنے
 اس کے اور انکار اس کے کے پیش جمع کرے پریشانی اس کی اور نہ برکت اللہ اس کے کام میں خبردار پہنچد
 نماز اس کی اور نہ زکوٰۃ اس کی اور نہ حج اس کا اور نہ روزہ اس کا انتہی مختصر اور کما شیخ الاسلام عہد
 الحدیثین علامہ ابن عیینہ نے یہ حدیث بوجہ کثرت طرق اور وجہ متعددہ کے روایت کی گئی ہے اس لیے جو صحیح
 آگئی ہے پس حجت ہوئے سے منع نہیں کرتی اتنی اس حدیث شرط ہونا حاکم کا واسطے کہ ثابت ہو کہ وہ
 اس مختصر صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حال میں کہ امام عادل یا جابر ہو کر نہ جمعہ پر عید فرمانی میں معلوم ہوا
 کہ امام یعنی حاکم کا ہونا جمعہ کے واسطے شرط ہے جو حنفیہ نے تو بنوستان میں بھی باوجود مسلمان حاکم
 نہ ہونے کے جبکہ کثرتی ریائی اور کہتے ہیں کہ اہل اسلام جمع ہو کر جس کے پیچھے جمعہ پڑھینگے وہی امام ہوگا
 سے معلوم ہوتا ہے کہ امام کے معنی حاکم کے ہیں کیونکہ صفت اس کی عادل یا جابر ہو کر یہ صفت
 حکام میں ہوتی ہے سجاد امام واسطے کہ سنا ہو جو قریب کر احتیاطاً متاخرین حنفیہ حاکم کی قید کو بھی
 اور اریا ہو کہ اس حدیث میں معلوم ہوتا ہے جو امام صاحب کی غرض ہے اور حسن البصری سے بھی نقل

جمعہ
 برکت
 جمعہ
 برکت

کہ چار چیزیں بادشاہ کی تفویض میں ہیں کہ اوّلین ہے جمعہ اور عیدین بھی جو چہرہ اگر امام صاحب نے امام کی
شرط فرمادی باوجودیکہ کسی حدیث میں اس کی نفی نہیں پائی جاتی بلکہ ان دونوں میں نہ تو کسی شرط امام جمعہ
کیواسطہ معلوم ہوتی ہے تو خلاف شدہ ہوا یا موافق حدیث کے بواسطہ تھیں کہ تو کہہ سکتے ہو کہ اس میں کسی لای صوبہ یا
اور آیت کو ہم پہلے ہی بیان کر چکے ہیں کہ بوجہ تخصیص اجماع کے ظنی ہوگی ہی پس خلاف قاعدہ اصول
اور خلاف قرآن بھی نہواللہ البتہ امام کا شرط نہونا خلاف حدیث ہوگا اور علی رضی اللہ عنہ کی امامت بروقت
مصور ہوئے عثمان کے (گو اس کی تصریح نہیں آئی کہ انھوں نے اجازت لی تھی یا نہیں مگر موافق اس حدیث
کے) محمول برائون کیا گیا ورنہ عدم اذن کہیں ثابت نہیں ہوتا ہی پس خلاف حدیث محمول کرنا یہ
ہی اور اگر اس وقت اذن کے مجبوری ہوگی تو بھی اس حالت میں حنفیہ کے نزدیک ناز جائز ہے چنانچہ امام المحدثین
علامہ عینی نے لکھا یا یہ کہ ہرگز نزدیک ایسی صورت میں کہ حاکم کا اذن لینا ممکن نہ ہو تو جمعہ ایک شخص کے پیچھے
جس سے کوئی نافی ہو جائے یا نہ ہو باقی ہی شرط شدہ ہوگی اس کے واسطے بھی حدیث موجود ہے مصنف ابن
ابی شیبہ میں علی رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ فرمایا انھوں نے کہ جمعۃ وکاشترقی وکلاصلواتہ فطر وکلاکھے
اکلا فی مصحح جامع وتمدینہ عظیمہ یعنی نہیں جمعہ اور تشریق اور عیدین مگر مصحح جامع میں بائیس
شہر میں اتنی اور فتح القدر میں ہے وکلاکھ اذن حرم وکھی بعلمی لغو قد وکلا یعنی صحیح کہا اس
ابن حزم ظاہر ہے اور کفایت کرتا ہے اتباع علی رضی اللہ عنہ کا اتنی اور سند عبد الرزاق میں بھی یہ حدیث موجود ہے
اور ظاہر ہے کہ اس قسم کی حدیث کما مرفوع ہوتی ہے کہ یہ کہ یہ امر عقل سے ثابت ہونا بعید ہے پس اگر دوسرے
صحابی قول سے معارضہ ہوگا تو علی رضی اللہ عنہ کا قول مقدم شمار کیا جائیگا حالانکہ اب تک کسی حدیث معارض
اس حدیث کے مذکور نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے منقول نہیں کیا جب انھوں نے شہر وکنو فتح کیا ہو
تو ہزاروں جو کھا کا تو نہیں بھی حکم دیا ہو بلکہ شہر وغیرہ جب کہ حکم ہے اور نہ ہر کھوادہ اور اگر تمیز کا ہونا
میں بھی حکم دیا ہوتا تو کوئی روایت کو احادیث سے ضروری ہوتی اور مصحح جامع کی تفسیر میں اختلاف ہے
امام صاحب نے تین روایتیں ہیں ایک ہے کہ مصحح جامع وہ جگہ ہے جہاں حوائج ضروری شعلی
اطفال کے مسیاء ہوں اور دوسری یہ کہ جہاں امیر اور قاضی حکام اور عدد و جاری کرتے ہوں اور

۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

بعضی مصر جامع کے امام ابو یوسف سے بھی منقول ہیں آہ تیرا یہ ہو کہ مصر جامع وہ ہے جہاں کو چھوڑا
 ہو متعلق اس کے گائون ہوں کہ آدمی بوقت حوادث اوس میں جمع کر جائیں اور سفیان ثوری کے نزدیک
 مصر جامع وہ ہے کہ آدمی جس کو شہر جا ہوں اور امام کرخی اور علامہ زرخشہ بھی کے نزدیک صہبن حدیث
 احکام جاری ہوں اور ابو عبد اللہ بخاری کے نزدیک مصر جامع وہ ہے جسکی بڑی سی بڑی مسجدیں
 اوس کے نہ آسکین **حاصل کا اہم یہ ہے کہ حنفیہ کی شرط مختلف حدیث میں لکائی بلکہ جب تمام**
صحابہ مصری میں جمعہ کا حکم ہے تھے اور علی رضی اللہ عنہ بھی شرط مصر کی منقول ہے اور ابن خزمہ حکومت فرما
ظاہر یہ اپنا پیشوا سمجھتے ہیں اس حدیث کی تصحیح کرتے ہیں تو پھر امام صاحب اس شرط کو انکار نہیں
مخالفت قائل اور حدیث کی کمی بلکہ عین موافقت ہو گئی البتہ کائنات میں جمعہ کو ہر جگہ کی کوئی محبت نہیں
پائی جاتی ورنہ صحابہ سے ضرور منقول ہوتا اور حوالہ کا گائون ہونا ثابت نہیں کیونکہ شہر کو قریہ بھی ہو
ہیں اور لغت میں بھی اوس کے قلعہ کے معنی ہیں لکھا ہے اور قلعہ پر مصر جامع کا تعریف صادق آتی ہے
چنانچہ تحقیق اسکی سلسلہ ہشتاد و ششم کے جواب میں بیان ہو گئی ہے غرض کہ امام صاحب جو باریق
حدیث اور قرآن کہتے ہیں مگر فرقہ ظاہر یہ یا انہما عوی علی بالحدیث سراسر غفلت حدیث اور قرآن
کرتے ہیں اگر یہ ان میں تو مسئلہ الکرہ میں شک و دوسرے میں طعن کرنے میں اپنی فضیلت پر یقین کچھ
نہیں نظر انداز ہیں خود پر اور فو کو جابہین ہے مصری قولہ ہاں چنانچہ ان مسئلہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَإِنَّكُمْ مِنْكُمْ وَمَنْ جَاءَكُمْ مِنْكُمْ فَلْيَسْبِغْ لَكُمْ وَاسْأَلُوا اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ بِرَحْمَتِهِ إِنَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ
حق میں اگر یہ متوضی سمجھنا غلط نہیں اور تقدیر اسکی یوں ہے إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ وَأَنْتُمْ خُذْتُمْ
یعنی جسوقت تم نماز کے لیے کھڑے ہو اور وضو نہو پس شورو چنانچہ تفسیر احمدی میں لکھا ہے وَتَقْدِرُ
وَأَنْتُمْ خُذْتُمْ مَشْهُورًا عَنْكَ الْبَعْضُ وَقِيلَ مَعْنَاهُ إِذَا قُمْتُمْ مِنَ التَّوَكُّفِ لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ
الْحَدِيثُ عَلَى مَا فُيَّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي كِتَابِهِ فِي الْمَكَارِ فِي الْمَكَارِ بِمَعْنَى تَقْدِيرِ رَيْتُ كِي وَأَنْتُمْ خُذْتُمْ
مشہور ہو نزدیک بعض اور بعضوں نے اسکی اس کے جسوقت اوٹھو تو تم خاب کیونکہ سبیل حدیث کی
چنانچہ یہی روایت ابن عباس سے ہے کہ یہی ہے جیسا کہ تصریح اسکی تفسیر مدارک میں موجود ہے

مصر جامع

حاصل کا اسم ہے کہ ابن عباسؓ جو بڑے جلیل القدر صحابی اور بڑے مفسر ہیں اسکی تقدیر میں
 اللہ عزوجل نے مخلوق کو مخلوق مانتے ہیں پس معلوم ہوا کہ حدیث کی قید اس میں ضرور ہو مطلق نہیں اور
 تفسیر میں لکھا ہے قُلْتُ يَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ الْأَكْرَهُ لَوُجُوبِ فَيَكُونُ الْخُطَابُ لِلْحَجَرِ نَبِيًّا
 وَأَنْ يَكُونَ لِلنَّدْبِ فَإِنْ قُلْتُ صَوِّبُوا أَنْ يَكُونَ الْأَكْرَهُ شَامِلًا لِلتَّحْدِثِ نَعْنِ وَعَدِهِمْ
 لِمَنْ لَا عَلَى قَوْلِ الْأَكْرَهُ عَلَى وَجْهِ النَّدْبِ قُلْتُ لَا يَمْنِي مِنْ جَوَابِ مَا جَاءَ
 ہر کہ امر واسطے وجوب کے ہو پس ہر کا خطاب اصل سے ہے وضو کو لوگ کہ اور یہ بھی احتمال ہے کہ امر واسطے
 استحباب کے ہو پس کہ تو کیا جائز ہو کہ ماہ وضو اور وضو و نون کو شامل ہو اور کو بطور استحباب کے اور ان کو بطور
 استحباب کے ہیں کہ وہ گانہید جان ہی نہ ہی حاصل یہ تو کہ اگر امر واسطے وجوب کے کیا جاتا ہے تو بالافتقار
 بے وضو لوگ مراد ہیں اور اگر مراد ہیں تو اس وقت ماہ وضو لوگ ہی ہو مگر بے وضو اس وقت کہ
 ہوگی ماہ وضو کی ضرورت بیان کی اس میں زیادہ تر اور وسیع تحصیل حاصل کی گئی ہے تو تفسیر فتح البیان
 میں لکھا ہے وَالْقُدْرَةُ إِلَى الصَّلَاةِ وَالْعَدْلُ عَلَى غَيْرِهَا وَهَذَا أَحَدُ اخْتِصَارَاتِ الْقَوْلِ
 وَهُوَ كَيْفَ جَدَّ ابْنِ أَوْ تَقْدِيرِ آيَةِ الْجِسْمِ قَدْ هُوَ تَمَّ طَرَفَ تَمَّ وَرِجَالٍ يَهْوَى كَيْفَ تَمَّ بَعْدَ وَضُوهُ
 یہ تقدیر بخیر اور اختصارات قرآن کے ہو اور یہ بکثرت ہوتی ہیں اس تفسیر بھی جسکی مترض صاحبیت
 سند الہین معلوم ہوا کہ یہاں یہ فقط مقدم ہو اور اس قسم کا اختصار بہت آیا ہو اور قرنہ اسپر اس میں ہے
 اَنَّكَ وَإِنْ كُنْتَ مُجْتَنِبًا فَطَرَفًا مَسْجُودًا يَمْنِي أَلَيْسَ بِوَضُوْهِ وَضُوْهِ لَوْ أَوْ رُجُلًا بَسَّ هُوَ تَوَضَّعَ
 پس آیت عام نہولی بلکہ خاص و خفیہ کے حقیقہ وارد ہوئی جو طہارت سنون اور بقدر الفاظ شر
 مذکور کے ہو ہیں پس کو عام مجھکر تفسیر پر اعتراض کرنا محض مخالفت ہے کثرت سے احادیث بھی ملے
 موجود ہیں جناب امام نووی نے شرح مسلم میں لکھا ہے وَدَلِيلُ الْمُسْلِمِ أَنَّ أَحَادِيثَ النَّبِيِّ
 مِنْهَا هَذَا الْحَدِيثُ وَحَدِيثُ آئِسِ بْنِ خُبَيْبٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 يَتَنَبَّأُ عَنْ كُلِّ صَلَاةٍ وَكَانَ أَحَدًا يَكْفِيهِ الْوُضُوءُ مَا كَمُجْدُوعٌ وَحَدِيثُ سُوَيْدِ
 ابْنِ الْحَمَّانِ فِي حَجْرِ النَّبِيِّ الْإِضَافَةُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الْعَصْرَ

۷۷
 تفسیر
 جلال
 صفحہ ۲۷۱
 جلال
 صفحہ ۲۷۱
 جلال
 صفحہ ۲۷۱

ہر صنف عام کر لینا حال آنکہ کوئی قرینہ اور سبب وجود نہیں بلکہ خصوصیت کا قرینہ جو عبارت میں موجود ہے
 احادیث صحیحہ بخاری و مسلم کو انھوں نے اس کے مقابلہ میں ایک ناپس معلوم ہوا کہ نبی پر جو کچھ آیا
 کہ جیسا قرآن مجید اور ظاہری کتب تھے ویسا ہی غیبی نہیں تھے ورنہ ایک خصوصیت کو ہر نمازین اور شریعت
 کیا یہ نیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے چنانچہ ہر کوئی امام پر اور قریبی ہر یار و دوستانہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 و سب سے اعلیٰ کی ہر ہر انسان کی توشیحان نہیں کہ انہیں کوئی بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بخیر کہ
 لیکن جو حوالہ امام داؤد کے مقدمہ و کتب اور کسی کا نہیں حال اگر خدای تعالیٰ فرماتا ہر من کلمۃ الذی
 فقد طاع اللہ یعنی جس نے اطاعت کی رسول کی اوستہ اطاعت کی اللہ کی امتی اور دوسری بات
 لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ یعنی تمہارا اسطے رسول اللہ میں ہر رفیعہ و عظیمہ
 امتی اور تیسری بات قل ان کلمۃ محمدی اللہ فالتبعوا فی حین اللہ یعنی اللہ کی ہر ہر کلمہ
 اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرا اتباع کرو اللہ کو دوست کھینکا امتی پس مولوی محمد حسین لاہوری
 قول ظاہر یعنی حتمین بہت ٹھیک صادق آتا ہے کہ جو لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حد کو پہنچنا چاہیں
 جرح سالم جائز ہو سکے مقابلہ میں قرآن کی آیت پڑھیں ہر ہر شکی ہو عقائد کے ہیں کہ نہ حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت معنی میں جو سورہ حدیث کا مقابلہ میں کہی قرآن اخذ نہ کریں بلکہ دیکھو
 باہم موافق کریں جیسے حنفیہ کرتے ہیں لیکن یہ کہ یہ بات ظاہر یہ صاف صاف عوام میں نہیں
 کہہ سکتے ہیں اس لیے وہ ایک ٹی کی آڑ میں شکار کھینچتے ہیں کہ آیت قطعی ہوتی ہے اور حدیث ظنی اور اگر
 کہ مقابلہ میں ظنی پر عمل جائز نہیں ہے پس وضو کی آیت اوستہ نزیک نام اور قطعی ہے اور احادیث
 ظنی ہیں اس لیے انکو امام داؤد و ظاہری آیت پر عمل کیا اور صحیح صحیح حدیثیں بخاری اور مسلم کی آیت
 مقابلہ میں ہر کہ دین اس ظاہر کو اولیٰ ہے کہ یہاں میں اسے دیکھنا چاہیے کہ اس کے امام کیا کہتے ہیں
 اس کے بعد دوسرے اعتراض کریں پہلے صاف کہنا چاہیے کہ بیان فرقہ ظاہر کا حدیث پر عمل کیا
 چلا گیا اور اس کا دیکھو کہ حدیث کا مقابلہ میں قرآن کی آیت نہیں چھینی چاہیے کون اوٹھا کر لے گیا ہے
 ان تمام تقریرات پر واقعی واضح ہو گیا کہ آیت اذ عوانکم فی دینکم و فی حوائجکم و فی امورکم و فی

علیہ وسلم اور صحابہ کا عمل تھا مگر حضرات ظاہرہ برضعیف حدیثوں سے صریح آیت اور حدیث کو باطل کرتے
 ہیں اور آیت اور حدیث میں تناقض پیدا کرتے ہیں خود تو دعویٰ کرتے ہیں کہ آیت اور حدیث کو
 مطابق کرنا چاہیے مگر خود کاربند ہو سکتے نہیں ذرا انصاف کرنا چاہیے کہ آیت میں صریح لفظ مضبوط
 ہے اور آیت میں دعا ہونا لغات و کلام عرب پر موقوف ہے کچھ حدیث و قرآن الفاظ کے معنی بتلانے کو کہ
 (اس لفظ کے دعا کے معنی ہیں یا نہیں) موضوع نہیں بلکہ اسطے تعلیم احکام کے وارد ہے قرآن اور
 حدیث کچھ پشت نہیں کہ مترض صاحب سیدین آمین کے معنی تلاش کریں آمین کے معنی لغت میں دیکھے
 ہوں کہ دعا کے ہیں یا نہیں تمام لغت کی کتابوں میں آمین کے معنی دعا اور اسم باری تعالیٰ کے موجود
 ہیں ایسی عطا تا بھی بیان کر دیا کہ یہاں آمین کے معنی دعا ہیں فقط ایک معنی کے حصر کرنے میں افہامی راہ
 ہو اسکو کوئی اگر تسلیم کرے اور کہے کہ وہ اسم معنی بھی ہے ہاں تو کچھ مضائقہ نہیں مگر نفسان معنوں کا انکا
 کرنا اور حدیث اور قرآن میں اس کی سند طلب کرنی چہ خوش گفتست سعدی در زینبہ کے قبیل سے
 ہو گا جیسے قرآن میں تَبٰی اَنَّا لَمَلٰی شَیْءٌ اٰیٰہِیْ اَوْرَاسِیْطِرَحْ جَنَابِ رَسُوْلِیْ وَ کَانَ طَلَعٌ کَا یَابِسٍ اَلَا فِی
 کِتٰبِ مُّصَدِّقِیْنِ فرمایا ہے جس کے معنی ہیں کہ قرآن میں رطب یا بس شو کا بیان ہے اور مراد اس سے احکام اجار
 اور تفصیلی ہیں یہ معنی نہیں کہ آمین اور دیگر الفاظ لغت کے معنی ہیں پس آمین کے معنی دعا لیے جائینگے
 تو یہ آیت صریح اغتیار و دلالت کرتی ہے اور اگر نام خدا کے معنی خدا کا ناموں کے مراد ہو تو دوسری آیت اَذْکُرُکُمْ لَکَاجَ
 فِیْ نَفْسِکَ سے اخفا اسکا لازم ہو گا اگر اس امر کو غلطے و جوب کے نہ لیا جائیگا چنانچہ مذہب جمہور ہے تو اس
 استحبابی لینا ضروری و نہایت بیکار ہو جائیگی اور در صورتیکہ حدیث اور فعل صحابہ بھی اخفا ہی آمین
 میں موجود ہے تو اس صورت میں آیت اور حدیث میں زیادہ ہوا نفق ہوگی و نہ آیت میں اخفا کے
 معنی کو خلاف لغت لینا اور حدیث اور فعل صحابہ کو بھی ترک کر دینا لازم آئیگا ہماری رائی میں حدیث
 اور قرآن میں پوری پوری تطبیق جھی ہوگی کہ آیت بوجہ قطعی الدلالتہ جو کے مآول نہوا اور جہر کی حد
 بعض اوقات مجرول کیجا ورنہ جہر آمین لینے میں آیت اور حدیث اور افعال صحابہ کوئی وجہ معلوم
 نہیں ہوتی بجز اس کے کہ تاویل و تاویل کرتے چلے جاؤ جیسے کہ مترض صاحب کو مشعل ٹپکائی ہے کہ آیت

اور حدیث کو تخیلات لاطالما اور اوہام رکیز سے فاسد کرتے چلے جاہن انکو ذہن میں شاید یہ امر سر
 ہو کہ صحابہ اور پیغمبر آیت کو نہیں سمجھے جو انھوں نے اخفا کیا یا اخفا کے معنی جہرین کی سخت میں انھوں نے
 دیکھ لیے ہیں پس امام صاحب پر اعتراض کرنا شایع ہے پر اعتراض ہو کہ خدا اخفای دعا کا کیوں حکم دیا
 اسطرح پیغمبر اور صحابہ پر اعتراض ہو کہ انھوں نے خلاف معترض کیوں کیا انھوں نے نہ نہیں
 ایسی لوگوں کے واسطے یہ آیت ادرہو و ما کان یؤمن من قومک من قبل ان یؤمنوا باللہ ورسولہ
 اگر اکیں لگوں کہو انھیں سے کہ میں نے ایمان لیا ہے اللہ ورسولہ و قد ضل ضلالتا فیسنا
 یعنی نہیں ہو چکا کسی مسلمان مرد اور عورت کو کہ رسول و سکا کہ یہ حکم کرے کہ یہ پھر افراتو کہ
 اختیار ہو لیے کام میں اور جو نافرمانی کرے اللہ اور رسول و سکا کی پس ہر شخص کہ راہ ظاہر ہو گیا انتہی پس
 ظاہر ہو کہ اللہ تعالیٰ نے حکم اخفا کا کر دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ نے سے بھی یہی نقول ہو
 باوجود اسکے ظاہر یہی راجح کہ مقابلہ میں نہیں تھے تو جو جو اس آیت عاصی نہیں ہے خدا کی بھی نافرمانی
 اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی نافرمانی ہوئی اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جہر معنی اسی آیت
 نسبت کرتے ہیں باوجودیکہ اسید لفظ خفیہ ہے وجود ہی اور جہر اسی آیت پیغمبر نے سمجھا تو اسے معنی کی
 نسبت انھوں نے پیغمبر کی طرف کی خدا بھی خوف نکلیا کہ اسید تو موافقت نہیں بلکہ عکس ہوا جاتا ہے فقط
 ہر قسم کے راویوں کی روایت گواہ ضعیف ہوں یا قوی ایسے معنی پیغمبر کی طرف نسبت کرنے سے یہ قول امام
 فخر الدین رازی کا صادق آہا ہو کہ راوی کی طرف نسبت ہوئی کرنی آسان ہو اور پیغمبر کی طرف
 خلاف شان او کے نسبت کرنی بہت بعید ہو اور ان میں تو صریح آیت وجود ہی فقط ضعیف راویوں کی
 روایت آیت کہ درہم برہم روایا جہر حال آیت ہو تو آیت اور حدیث میں برابر تطبیق دیتے ہیں آیت انکار
 یہ تطبیق بدرجہا بہتری اور دوسری آیت کہ لکم شرکوا شرعوا لکم من الدین ما لکم اذنی اللہ
 و لکم کلمۃ الفصل لکم بیکم وان الظالمین لکم عدوا لکم یعنی کیا ان کے لیے شرک ہیں
 کہ ان کے واسطے دین کی وہ راہ نکالی ہو جس کا اللہ حکم نہیں کیا اور گمراہ فیصلہ کی نہوتی تو فیصلہ کیا جاتا
 ان میں بیشک ظلم کرنے والوں پر عذاب دردناک انتہی آیت میں صریح دلیل ہے کہ چرچا لوگ خلاف حکم خدا کے

قال اور ایک مخالف امام اعظم کے قتلہ عاریث پر چلنے والوں کو یہ کہتے ہیں کہ امام اعظم کے پاس حدیث کی کتابوں کی کئی صندوق تھے اور امام اعظم نے سوای جماعت صحابہ کے تین سو تابعین شیخ سے سماع حدیث کی کی ہوا اور ان کے مسند کی روایت مانو آویس نے اوفس کی ہوا اور سب کے سب امام اعظم کے استاد علم کے جازرہ آوی میں اس کا کو شیخ جبار بنی حنفی ہوا شیخ شرح سفر السعادت میں نقل کیا ہے جو اب اس کا یہ کہ تو شیخ عبدالحق وغیرہ کہ غایہ ساز باتیں ہیں ان کو بجز بعض متصہ امام اعظم کے قتلہ کو کوئی منید ماننا اور انہی کو دل تراشی ہوئی باتوں کو سمجھا کوئی نہیں جانتا الخ **اقول** مستتر صاحب جب کہ بی جواب نہ بنا تو اقوال متحقق کو بناوٹی اور دل سے تراشی ہوئی باتیں کہہ دیا اگر اس کا نام جواب ہو تو ہوا کیا جواب بہت آسان ہے جوابات کے مخالف ہوئی جھٹاؤ سکو تراشیدہ قرار دیکر چھوٹے یہ جواب بھی قابل وجہ ہر آج تک کیونکہ سوچا ہو گا خاص حصہ مستعرض صاحب کا ہر مکران باتوں کے بناوٹی و اللہ اعلم **و** کو کچھ **المتکرمین** خس نہ فیروبر روی آب ہر صافی میر و دبی اضطراب ہر اس جوابات مستعرض صاحب نے امام صاحب کا دیکھنا صحابہ کو اور روایت کرنی صحابہ کے اور کثیر اس حدیث ہونے امام صاحب کا انکار کیا ہوا و تو تین قول ضعیف نقل کیے ہیں بعض نفی روایت اور بعض نفی رویت اور بعض قلت حدیث پائی جاتی ہے اب ہر ایک ہم باتہ ثابت کرتے ہیں بلا علی قاری نخبۃ الفکر کی شرح اشرف میں لکھتے ہیں **قال للعراقی وعلیہ عن الاکثرین وقد اشار الیہ صلی اللہ علیہ وسلم الی الصحابی والتابعی یقولہ طویل من ثرائی وین کثرای من سرائی** فاکفی بھجہ الرویۃ قلت ویدہ یند کبر الامام الاعظم فی سلالۃ التابعین **فایہ قد سرائی** انس و غیر من الصحابۃ علی ما ذکرہ الشیخ الحدیث فی اسماء رجال القراء والشورہ بنی فی تحفۃ المسترشد وصاحب کشف الکشاف فی حق المؤمنین وصاحب عمراؤ الجنان وغیرہم من العلماء المتبحرین فمن نفی انہ تابعی فاما من التنبیہ القاصر او التعصب الفاتر اتہی یعنی کما عرقی نے کہ یہ (یعنی ابن حجر) جو تعریف تابعی کی بیان کی ہے کہ تابعی وہ ہے جسے صحابی کو دیکھا ہو یا نہ دیکھا ہو

حدیث کی کتابوں کی کئی صندوق تھے

۴

تفہیم

صحابہ
 صحفہ

عمل اکثر و نماز اور تحقیق اشارہ کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکتوف صحابی اور تابعی کے ساتھ قول اپنے کے کہ
 خوشخبری ہو اوس شخص کو کہ دیکھا اوسے مجھ کو اور اوس شخص کو کہ دیکھا اوسے او کو جسے مجھ کو دیکھا ہو اور
 انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فقط دیکھنے پر کفایت میں کہتا ہوں کہ اس قہریت امام عظیم رہ سلسلہ تبارک
 میں داخل بن سیکے کہ انھوں نے انرض اور سوا او نکھو اور صحابہ کو دیکھا ہو چنانچہ ذکر کیا اسکو شیخ جزری نے
 اسامی حیا میں اور توریشتی نے تحفۃ المسترشدین اور صاحب شہادت الکشاف سورۃ مؤمنین میں اور
 صاحب مرآۃ البیان وغیرہم نے علمائے تہجد سے پس جس شخص امام صاحب کے تابعی ہوئی کسی نفی کیا ہو
 قصہ تلاش کے یا جو تصدیب کے یا انتہی اور ابن جوزی علیہ السلام نے بیان کیا ہے اور جو صحیفہ کو کہ ہم میں
 احمد بن الصبیح کہہ کر اسے اس بن مالک بن عیینہ یعنی امام صاحب نے نہیں سنا حدیث کی کسی صحابی سے
 بلکہ انرض کو دیکھا ہو انتہی اور جمال الدین سیوطی تہذیب الصحیفہ میں لکھتے ہیں کہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے
 امام صاحب کی روایت اور تابعیت کے سوال کیے گئے فرمایا کہ امام صاحب ایک جماعت صحابہ کرامہ یا اسلیہ
 ثور میں لاریت افکی سن لشی جبری میں ہوئی اور وہ ان عبداللہ بن ابی اوفی تھے کیونکہ وفات اوفی بعد
 اس کے ہو اور اس وقت بصرہ میں انس بن مالک تھے کیونکہ وفات اوفی سن نوے میں یا بعد کے ہو اور ابن
 یسی سند جمہور کوئی حرم نہیں روایت کی ہو کہ امام صاحب نے انرض کو دیکھا ہو اور سوا ان کے اور
 صحابہ چند شہ و میں نہ مذکور تھے انتہی مختصر اور اقامۃ الحجہ میں لکھا کہ ان علی ثقفی دارقطنی اور ابن سعد
 خطیب و غیرہ ہی اور ابن حجر اور ولی عراقی اور سیوطی اور علی قاری اور اگر ہم سند دلاوے عشرہ اور جزوہ اور یافعی
 اور جزری اور توریشتی اور ابن جوزی و سراج صاحب شہادت الکشاف امام صاحب کے تابعی ہو کر تصدیق کر دی
 ہو اور نہ چھوٹا انکار کیا ہو نہیں ہو گا صحابہ روایت کر نکھا انکار ہو اور دوسری جماعت میں نہیں اور مؤرخین
 نے بھی اسکی تصریح کی ہو اور نہ عبارتیں افکی ہو جو طول کلام کے ترک کر دیں اور جو کچھ منہ نقل کیا ہو نہ کھن
 ان لکھنے نقل کیا ہو جو عمدۃ نقل و سکتہ نہیں کیا ہو جو شخص ان کتابوں مذکور کو دیکھ گیا ہماری نقل کی
 تصدیق ہو جائیگی لیکن اقبال فقہا ہمارے اس میں پس وہ پیشامہ ہیں اور جسے مورخین میں امام صاحب
 کی تابعیت کا انکار کیا ہو وہ شخص عماد اور ثروت حفظہ اور نہ علم میں ان شبہ میں بیست مرتبہ کو

صنف

صنف

صنف

۴۱

صنف

صنف

صنف

صنف

صنف

صنف

صنف

صنف

صنف

نہیں ہو چکا اور اس کے قول کا اعتبار نہیں ہو کہ وہ اپنے قول کا جاحض ہو جا اور یہی شیخ الاسلام
 مخلوق کے نزدیک نقل افکی معتبر ہے اگر اکیلا امام صاحب کے تابعی ہو کی تصدیق نہ تھی تو بیشک اس کا قول
 نفی کر دیا اور اس کے قول کی زمین کافی تھا چنانچہ وہ اس کے امام کھلا ابن حجر اور سائر ثقافت کی ولی عاتق
 اور خاتم الحفظ سیوطی اور معتمدی و رضی کے یا فہمی وغیرہم ہو گئے ہوں اور سبقت کی ہر طرف اس کے خطیب
 واقفینی نے اور توجاننا ہی خطیب و واقفینی کون ہیں بڑے امام اور معتد اور مستند ہیں اور سوا ان کے
 پر آپ سن کر یہ تو ایسی امر باقی نہیں رہا کہ ان ثقافت کی تکذیب کر سب کر لیا مر اس واقع ہو تو اس
 ساتھ کلام نہیں یا اقوال ادنیٰ کو اعلیٰ پر مقدم کرے پس یہ کہے تو ترجیح جرح لازم آجائے اور
 علمای مصنف کے بعد ملاحظہ ان تصریحات یہ ہو کہ اس کا انکار باقی نہ رہا انتہی اور ثبوت و ایت امام صاحب
 صحابہ کے ہو کہ ابو معشر علی بن ابی صہرہ بن شافعی نے ابیہ سالہ بن ابیہ روایت امام صاحب کے ہر حال
 الامام ابو حنیفہ لقیبت عن اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم و ہم اس بن مالک و عبد اللہ
 ابن ابیہ و عبد اللہ بن جابر و ابیہ و جابر بن عبد اللہ و معقل بن یسار و وائل بن
 اسحق و عائشہ بنت جحجہ رحمہم اللہ عنہم کہ روای عن انس ثلثہ احادیث و عن ابن
 حذیفہ و عن وائل بن حذیفہ و عن جابر بن عبد اللہ و عن انس حدیثا و عن عائشہ
 بنت جحجہ حدیثا یعنی فرمایا امام صاحب نے کہ ملائین صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور وہ
 ابن مالک اور عبد اللہ بن ابیہ اور عبد اللہ بن جابر بن عبد اللہ اور معقل بن یسار
 وائل بن اسحق و عائشہ بنت جحجہ ہیں پھر روایت کی امام ابو حنیفہ نے تین حدیثیں انہی سے اور ایک
 حدیث ابن جریج سے اور دو حدیثیں عائشہ سے اور ایک حدیث جابر سے اور ایک حدیث عبد اللہ بن ابیہ سے
 اور ایک حدیث عائشہ بنت جحجہ سے اتنی اور طبقات خفیین ملا علی قاری لکھتے ہیں و ثبت روایت
 لبعض الصحابة و اختلف فی روایتہ عنہم و المعتمد بن ہشام یکتبہ فی سند الامام کرم
 مسند الامام مالک السنن و الی بعض الصحابة الکرام فهو من التابعین الامام کرم
 صرح بہ العمل علیہما لایحیان داخل تحت قولہ و اللہ ان اشہوہم باحسان و فی مؤلفہ

لے آئے
 ابو حنیفہ
 سے

عَلَيْهِ السَّلَامُ خَيْرُ الْقُرُونِ قَوْلِي ثُمَّ الَّذِينَ يَكُونُ لَهُمُ رِوَاةُ الشَّيْخَانِ يَسْتَحِقُّ ثَابِتٌ يُهَوِّلُهُ
امام صاحب بعض صحابہ کو اور اختلاف کیا گیا ہے روایت کرنے میں امام صاحب صحابہ کو اور اعتماد کیا گیا ہے
ثبوت روایت کا چنانچہ بیان کیا میں نے اسکو سند الانام شرح مسند الامام میں وقت اسناد اوکی کے طرف
صحابہ کرام کے پس امام صاحب تبیین کبار میں جیسا کہ بڑے علماء نے لکھا ہے لَئِنْ أَتَيْتُمُوهُ بِإِحْسَانٍ
کے تحت میں اور عمومیت قول علیہ السلام خَيْرُ الْقُرُونِ قَوْلِي ثُمَّ الَّذِينَ يَكُونُ لَهُمُ رِوَاةُ الشَّيْخَانِ یَسْتَحِقُّ ثَابِتٌ
کیا اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے اتنی اور مولانا ابوالحسنات محمد عبدالحی صاحب صابغہ راجحہ جوات
لکھتے ہیں وَ أَتَاكَ رِوَاةُ هَذِهِ عِبَارَتُهُ هَذِهِ ثُمَّ أَنَّ الصَّوْفِيَّةَ مُقْتَصِرُونَ عَلَى تَبَايُهِ الْعَامَّةِ
وَلَيْسَ كَذَلِكَ فَإِنَّ كَثْرَةَ رِوَاةٍ كُلِّهَا ذَهَبُوا إِلَى رَفِيَةِ الصَّحَابَةِ وَإِنَّا اخْتَلَفُوا فِي رِوَايَةِ عَنِ الصَّحَابَةِ
فَجَمَعْنَاهُمْ نَفَقُوا هَذَا كَجَمْعٍ مِنَ الْمُحَلِّينَ وَجَمْعٌ مِنْهُمْ أَتَبَتْهَا وَقَالُوا هُوَ الْمَذْهَبُ لِمَتَيْنِ وَ
لَقَدْ أَقْسَعَتْ جُلْدِي وَتَوَخَّشْتُ قَوْلَ دِي حِينَ رَأَيْتُ عِبَارَةَ الْأَجَلِ وَحَاكَمْتُ فِيهِمْ
أَلَّا تَجَاوِزَ عَنِ الْحَدِّ وَهُوَ الَّذِي رَأَيْتُ جَعَلِي إِلَى جَمْعٍ بَيْنَ مَنْ مُسَاهَاةً فِي تَصَانِيفِهِ لِيَكُنْ
يَعْتَرِ الْجَاهِلُونَ بِأَمْثَالِ هَذِهِ التَّحَاكُّاتِ فِي تَأْلِيفَاتِهِ وَاللَّهُ أَسْأَلُ أَنْ يَجْعَلَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ
مِنْ أَمْثَالِ هَذِهِ الْمَغَالِطَاتِ يَسْنِي جَوَاحِرَ عَرَضَتْ فِي هَذِهِ عِبَارَتِ أَوَّلِي مَوْجُودٌ فَقَطْ خَفِيَّةً لِيَسْتَأْجِبَ
بِهِ صَحَابَهُ ثَابِتٌ كَرْتِ هُنَّ حَالُ كُنْ لِي سَانِهِينَ هُوَ يَسْتَحِقُّ أَتْرُكُهُ بَلْ كَلَّ هُوَ رِوَايَةُ صَحَابَةٍ
قَالَ هُنَّ أَوْ جَزَائِنِ ثَابِتٌ كَرْتِ هَذَا خِلَافٌ وَنَحْوُهُ لِيَامُ صَحَابَةٍ كِي رِوَايَةِ مَن كِيَا هُوَ يَسْنِي جَعَلَتْ
أَوْ نَحْوِ نَفَرِي رِوَايَةِ كِي هُوَ مِثْلُ رِوَايَةِ كِي خَيْرِينَ سَ أَوْ رِوَايَةِ جَعَلَتْ أَوْ نَحْوِ نَفَرِي رِوَايَةِ كِي ثَابِتٌ
كِيَا هُوَ كَرْتِ هُوَ يَسْنِي جَعَلَتْ هُوَ أَوْ رِوَايَةِ كِي خَيْرِينَ سَ أَوْ رِوَايَةِ جَعَلَتْ أَوْ نَحْوِ نَفَرِي رِوَايَةِ كِي ثَابِتٌ
تَصْنِيفِ نَوَابِ صَحَابَةٍ بَحْوَالِ كِي مَن دِي وَجَبْنِي أَوْ سَوَّجِي كِيَا هُوَ عِبَارَتِ سَ خَاوَرِي
هُوَ أَوْ رِوَايَةِ كِي مَن دِي كِيَا هُوَ عِبَارَتِ سَ خَاوَرِي هُوَ أَوْ رِوَايَةِ كِي مَن دِي كِيَا هُوَ عِبَارَتِ سَ خَاوَرِي
بِي عِلْمِ سَوَّجِي كِيَا هُوَ عِبَارَتِ سَ خَاوَرِي هُوَ أَوْ رِوَايَةِ كِي مَن دِي كِيَا هُوَ عِبَارَتِ سَ خَاوَرِي
أَوْ رِوَايَةِ كِي مَن دِي كِيَا هُوَ عِبَارَتِ سَ خَاوَرِي هُوَ أَوْ رِوَايَةِ كِي مَن دِي كِيَا هُوَ عِبَارَتِ سَ خَاوَرِي

شرح تفسیر
مجموعہ تصانیف
امام صاحب

روایت کی گئی ہے کہ طریقوں کے پہنچ جانے میں تہہ حسن کو کہا میں نے اور میرے نزدیک یہ حدیث تو صحیح
 پہنچی ہے بسلیہ کی اس کے بچا طریقوں کے واقف ہو گیا ہوں اور میں نے علمی و ایک میں جمع کیا ہے اور دوسری حدیث
 میں اس کا صحیح پر وارد ہوئی ہے روایت ایک جماعت کے صحابہ میں سے اور اصل اس کی صحیح مسلم میں حدیث ابن مسعود رضی
 اللہ عنہما کے محل علی بن خدیج قالہ و قال الجرجانی و اور پر اور تیسری حدیث میں اس کا صحیح پر وارد ہوئی ہے
 جو روایت ایک جماعت صحابہ کے اور صحیح کہا اس کو ضیاء مقدس نے مختار میں حدیث پر وارد ہے **نَحْنُ قَالُوا بَشِيرٌ**
أَبَا بُو عَبْدِ اللَّهِ ثَنِي أَبُو بَرٍّ هَيْدَثِي أَبُو بَرٍّ الْحَنَفِيُّ ثَنِي أَبُو سَعِيدٍ الْحُسَيْنِيُّ بْنُ أَحْمَدَ ثَنِي
عَلِيُّ بْنُ أَحْمَدَ الْحُسَيْنِيُّ الرَّعْمِيُّ الْبَصْرِيُّ ثَنِي أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَرَامٍ ثَنِي الْمُظَفَّرِيُّ بْنُ هَكْلٍ
ابْنِ مُوسَى بْنِ جَسَّاسٍ بْنِ الْمُثَنَّى الرَّحْمَنِيُّ ثَنِي أَبِي ثَنِي شَيْخُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عِيَّاضٍ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ
عَنْ وَائِلَةَ بْنِ الْأَسْقَمِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَمَّ
مَا يَرْبِيكَ إِلَى مَا لَا يَرْبِيكَ وَبِهِ عَنْ وَائِلَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُنْظِمُ
الشَّامَةَ بِأَخِيكَ فَيَعَا فِيهِ اللَّهُ وَيَكْتَلِيكَ يَعْنِي يَهْرُ الْبُوعَشَرِ
 وہ وائیلہ بن الاسقم صحابی روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 جو شک میں آئے تجھ کو بڑھائے اوس چیز جو نہ شک میں آئے تجھ کو اور اہل اہل حدیث
 کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مت ظاہر کر تو خوشی تو ساتھ مبتلا ہو
 دیکھا اور تجھ کو مبتلا کر دیکھا اقول الحمد للہ کہ قول متنبہ صحیح و ذکر مرید
وَقَدْ أَخْبَرَنَا الرَّيْزِيُّ وَأَبْنُ حَيَّانٍ وَالْحَاكِمُ وَالضَّيَاءُ عَنْ حَدِيثِ
أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَأَخْبَرَنَا الشَّافِعِيُّ أَخْبَرَنَا الرَّيْزِيُّ عَنْ وَائِلَةَ
وَحَسَنَةَ وَائِلَةَ شَاهِدَتْنِ حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ يَعْنِي ابْنِ كَثَابَةَ
 صحیح پر وارد ہوئی ہے روایت ایک جماعت صحابہ اور تحقیق صحیح کہا میں نے اس حدیث کو ترمذی
 حاکم اور ضیاء طریقہ حدیث حسن بن علی رضی اللہ عنہما اور دوسری حدیث بیان کیا اس کو
 روایت وائیلہ رضی اللہ عنہما اور حسن کہا اس کو اور اسے اس حدیث میں ابی بن عباس سے اس حدیث کا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو شخص اسے اللہ کے سچے بندہ اور اگرچہ پلٹ کر شیطان کا قتلہ کے
 ہونا ہو گا اللہ اسے اوسکے مکان جنت میں اقول ہذا الحدیث صحیحہ بل مستور یعنی کہتا ہوں
 کہ یہ حدیث صحیحہ ہے بلکہ تواتر ہو رہی ہے ابی سعید اللہ کے بیان میں ابی محمد عبد اللہ بن
 کثیر اللہ کے بیان میں ابی عبد الرحمن بن ابی حاتم اللہ کے بیان میں ابی عیاش بن محمد بن اللہ و
 شعیب بن معین عن ابی حنیفہ کہ سہم عن عائشہ بنت محمد عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 تقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکم جنۃ اللہ فی الارض الجرادہ اکلہ
 ولا اخرجہ یعنی امام ابو حنیفہ روایت ہو کہ سنا انھوں نے عائشہ بنت محمد سے کہتی تھیں کہ فرمایا
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکم جنۃ اللہ کا زمین میں مٹی کا ہونہ میں اوکو کھاتا ہوں اور نہ
 اوکو زراعت کرتا ہوں اقول ہذا الحدیث متفقہ صحیحہ اخرجہ ابوداؤد میں حدیث میں
 صحیحہ الضیاع فی المختار یعنی کہتا ہوں کہ یہ حدیث میں اسکا صحیح ہو کر گیا اسکو ابو داؤد نے
 حدیث سلمان رضی اللہ عنہ صحیح کہا اسکو ضیاع نے مختار میں قال ابن الجار ان القاضی ابی الحسن
 عبد الرحمن احمد عن ابی عبد اللہ البلیخی عن ابی الفضل بن حرور قال قرات علی
 القاضی ابی سعید عبد الملک بن عبد الرحمن بن محمد بن الریحی عن ابی شعیبہ بن محمد بن
 عبد اللہ انا ابی علی بن الحسن بن علی بن ابراہیم عن ابی الحسن بن عباس بن القاضی
 البغدادی عن ابی محمد بن موسیٰ عن ابی الجلودی عن محمد بن عباس بن ابی محمد بن
 القاسم عن ابی حنیفہ عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال جاء رجل من
 الانصار الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال کذا رسول اللہ ما تفرقت ولا قط
 قال فاین انت عن کثرة الاستغفار الصدفہ یزق اللہ بها العباد قال کان
 الرجل یکنز الصدقة ویکنز الاستغفار فاولا لہ سبعۃ من الذکوان یعنی امام ابو حنیفہ
 جابر کہ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا انھوں نے ایک شخص انصاری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
 زیست میں ماضیہ اور عرض کیا یا رسول اللہ میرے کچھ بھائیوں نے کہا کہ انھیں بولی فرما انورث استغفار

حدیث صحیحہ
 مستور

اور صدقہ کیون نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ اوسکی وجہ اولاد عنایت کرے گا، کہا جابر رضی اللہ عنہ شخص صدقہ
 دیا کرتا اور استغفار بہت کیا کرتا، پس اس کے سات لڑکے پیدا ہوئے، اتنی اب غور کرنا چاہیے کہ اتنے بڑے
 محقق نے ان احادیث کا پتا اور نشان بتلا دیا اور خوب تحقیق منصفانہ کردی، پس ابن جوزی غفر
 لہ اس کے موضوع کہنے سے کیا ہوا ہے؟ باطل است انہ مدعی گوید، بلکہ اسیر خج رضی اللہ عنہ ہی ان کا
 اعتبار نہیں کرتے انھوں نے تو بعض حدیثیں بخاری کی بھی تسلیم نہیں کی ہیں البتہ بعض نے ان احادیث
 کو ضعیف کہا ہے، اوسکی تحقیق جلال الدین سیوطی نے بیان کردی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ احادیث
 اکثر صحیح ہیں پھر جو شخص متہم ہوا اوسکی بھی روایت جثقب کے مطابق ہو قبول ہوتی ہے اور ان احادیث
 میں توئی ایسا راوی نہیں جو موضوع حدیثیں روایت کرتا ہو، اسکا انکار کرنا محض تعصب و حسد
 اور نہایت بد ہے۔ شیعہ بغض و حسد کو سنگ سے انصاف کے ٹوڑا اور لڑائی بیوقوفی دل سے چھوڑ
 اور ملا علی قاری وغیرہ کے اقوال سے بھی اول ہی واضح ہو چکا ہے کہ قوت ثبوت روایت کو ہر پس اگر
 بعض نے اوسکی صحیح کا انکار کیا اور اکثر نے ثبوت روایت کا اقرار کیا تو ثبوت کو بہر نہج ترجیح ہوئی باقی
 راہ امام صاحب کی قلت حدیث کا جواب ہے، بھی سن لیجیے کہ کم روایت کرنا حدیث کا اس امر کو
 نہیں کہ حدیث کو کو اتنی نہیں تھی ایسا قول شخص کہ گیا تو تعصب کا پتلا ہو، اگر نہ مبذور و زشتہ چشم
 چشمہ آفتاب چہ گناہ اور چار ہزار شایع امام صاحب کے شیخ عبد الحق ہونے اپنی طرف سے نہیں بیان کیا
 بلکہ محدثین فاضل بھی اسکو ڈر کر گئے ہیں اگر متعرض صاحب بن محققین کی دیکھتے تو ایسے پاک لوگوں پر اتنا
 نہ کرتے یہ شیوہ تو حضرات نامہ پر کیا ہو کہ اپنی طرف دھوکا دینے کو عبارت بدل دیتے ہیں ابن حجر کی شان
 خیرات احسان میں لکھتے ہیں مَرَانَةُ اخَذَ عَنْ اَبِيهِ الْاَوَّلِ شَيْخٍ مِنْ اَيَّةِ النَّبِيِّينَ وَخَيْرِهِمْ
 وَهِيَ تَوَدُّ كَرَاهِيَةً وَغَيْرُهَا فِي طَبَقَاتِ الْحَقَائِدِ مِنَ الْحَقَائِدِ وَمِنْ رُكْنِ قَوْلِهِ اَعْتَنَاهُ
 بِالْحَدِيثِ فَهَوَا قَوْلَهُ لَسَا مِلْهُ اَهْلًا اَوْ حَسَدًا اِذْ كَيْفَ يَتَأَنَّى لِمَنْ هُوَ كَذَلِكَ اسْتِغْبَاطُ
 وَمِثْلُ مَا اسْتِغْبَاطُ مِنَ الْمَسَائِلِ الَّتِي لَا تُحْكَمُ كَثَرَتُهُ مَعَ أَنَّهُ اَوَّلُ مَنْ اسْتَنْبَطَ مِنَ الْاَوَّلِ
 عَلَى اَوْجِهٍ الْمُتَحَرِّفِ فِي الصَّحَابِ عَنْهُ وَلَا جُلَّ اسْتِغْبَاطُهُ هَذَا الْاَوَّلُ لَمْ يَكُنْ لَهُ حَدِيثٌ

فی الخارج کان ابابکر وعمر رضی اللہ عنہما لما استغلا بصالحی المسلمین العالمین یظهر
 عنہما من روایہ الحدیث مثل ما ظهر عنہم من ذلک ما حکتہ صغار الصحابة رضی اللہ عنہم
 وكذلك قالک والشافعی کہ یظهر عنہما مثل ما ظهر عنہم کفر غلہ وایۃ کانی زعۃ و
 ابن مہین لا شیخا لہما لذلک الاستنباط علی ان کثرۃ الروایۃ یقیدون الدراۃ ایۃ
 لیس فیہ کثیر ممدوح بل عقیدۃ ابن عبد البر بابان ذمہ ثم قال لندی علیہ فہم
 جماعۃ المسلمین وعلماؤہم ذموا کثرا من الحدیث بدون تفقہ ولا تدبیر
 یعنی بیان ہو چکی ربات کہ امام ابو حنیفہ نے چار ہزار مشایخ ایما تابعین غیر ہم سے حدیث اخذ کی ہوا
 سیو جبہ کو نبی غیرہ کو نکو حافظون حدیث طبقہ میں کر کیا ہوا اور جو شخص کہاں تاہو قلاب حدیث کا
 پس یا تو جوہر مسالک کرنے اوسکے کہ اہل حدیث سے یا جوہر مسالک کرنے کے ہوا سیکے کہ جس شخص کو
 چند حدیثیں حاصل ہو گئی اوسے کیونکر ایسا استنباط مسائل بشما کا ہو سکتا ہو یا جو دیکہ امام ابو حنیفہ
 اول لون لوگوں کے ہیں جنہوں نے اول کہ بطور خاص حنفیہ میں امام ابو حنیفہ سے مشہور ہیں استنباط کیا ہو
 اور اسی امر کی وجہ سے حدیث امام ابو حنیفہ کی خارج میں ظاہر نہ ہوئی جیسے ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما
 بسبب شغل ہونے مصالح عام مسلمانوں کے روایت حدیث ان سے ایسی ظاہر نہیں ہوئی جیسے ہوا ان کے اصحاب سے
 حتی کہ صفار صحابہ ظاہر ہوئی اسطرح امام مالک اگر امام شافعی سے استدر روایت ظاہر نہیں ہوئی
 جسقدر اون لوگوں کے ظاہر ہوئی جو اوسکے واسطے فاعل ہو گئے تھے جیسے ابو زرعہ اور یحییٰ بن مہین بسبب
 مشغول ہونے امام مالک اگر امام شافعی کے ساتھ اسی استنباط کے علاوہ اسکے ثلث روایت کے بدون
 سمجھنے کے ہو کر وہیں کچھ زیادہ تعریف نہیں بلکہ ابن عبد البر نے اسکی مذمت میں کیا یا باز ہا ہو
 پھر کہا ہو کہ حنفیہ جماعت مسلمانوں نے اور علما اسکے ہیں مذمت کثیر بیان کرنی حدیث کی یہ بدو
 فقہا ہت و نظر کرنیکے اتنی اب امام صاحب کے چندہ شایخ جیسے امام صاحب نے حدیث کی روایت کی کہ
 اور چند شاگرد جنہوں نے امام صاحب حدیث روایت کی تو کھے جاتے ہیں بتلیف الصنفین ہو کر روایت
 کی امام ابو حنیفہ نے ابواسمیر بن محمد بن المتشر اور اسمعیل بن عبد الملک بن ابی الصغیر اور سبلہ

۲
 حنفیہ

[illegible]

ابن مسلم الرازی و ابو طایح الحاکم بن عبد الله البلیخی اور عثمان بن الامام عظمیٰ بن حنیفہ اور حمزہ بن حبیب النبی
 اور خازن بن مصعب بن ابراہیم بن نصیر الطائی اور زفر بن بکر بن التمیمی اور زیاد بن حباب البکلی اور
 سابق الرقی اور شعیر بن الصلت قاضی شیراز اور شعیر بن ابی الجحیم بن العالی اور شعیر بن سلام بن
 ابی السیاح البصری اور مسلم بن ابی البلیخی اور سلمان بن عمرو النخعی اور شمس بن زاحم اور شعیب بن اسحق
 الدمشقی اور صباح بن محارب و رطلت بن الحجاج الکوفی اور ابو قاسم الضحاک بن مخلد اور قاسم بن
 الفرات النسوی اور عابد بن حبیب بن عباد العوام اور عبد الله بن المبارک اور عبد الله بن زید القفر
 اور عبد الحمید بن عبد الرحمن الحامی اور عبد الرزاق بن ہمام اور عبد الغفر بن خالد الترمذی اور عبد الکرم
 ابن محمد بن محمد بن ابی اور عبد الحمید بن ہلال الکھنقی اور عبد الغفر بن ابی داؤد اور عبد الوارث بن سید اور عبد الله
 ابن الزبیر القشیری اور عبد الله بن عمرو الرقی اور عبد الله بن موسیٰ اور عقاب بن محمد بن ثورب اور
 علی بن نعیان الکوفی القاضی اور علی بن قاسم الواسطی اور عمرو بن محمد العنقری اور ابو قطن عمرو بن شیم
 القطنی اور فضل بن کین اور فضل بن موسیٰ الشیبانی اور قاسم بن حکم العفری اور قاسم بن الحسن بن حمود
 اور قیس بن الیاس اور محمد بن ابان العنبری اور محمد بن بشیر العبدی اور محمد بن الحسن الشیبانی اور محمد بن
 خالد الوہبی اور محمد بن زید الواسطی اور مروان بن سالم اور مصعب بن المقدام اور عثمان بن عمران الکوفی
 اور علی بن ابراہیم البلیخی اور ابو ہریر بن نصر بن عبد الکرم البلیخی المعروف بالصیل اور نصر بن عبد الملک
 العسکری اور ابو قاسم البصری بن عبد الله لازدی اور نصر بن محمد المروزی اور نعمان بن عبد السلام الصبہانی
 اور فوج بن راج القاضی اور ابو خضیر بن یحییٰ اور یحییٰ بن سفیان اور یحییٰ بن خلیفہ اور یحییٰ بن
 بطام الجرجی اور یحییٰ بن الجراح اور یحییٰ بن ابی المغری اور یحییٰ بن نصر بن الحاکم الجرجی بن یمان
 اور یحییٰ بن راج اور یحییٰ بن مارون و یحییٰ بن بکر الشیبانی اور ابو اسحق القرانی اور ابو یحییٰ البکری اور ابو
 اسحاق الصفاقانی اور ابو شتاب النخعی اور ابو قحطان السمرقندی اور قاضی ابو یوسف انتی لب عمور بن یحییٰ
 جس شخص کے استاد و شاگرد حدیث ہوں گے ان کے فرضی راوی ذکر کرے تو یہی کمال ہے اور یحییٰ بن
 ابی اسحاق کل تہہ حدیثوں کی روایت کی ہو کوئی اندھا بھی ایسی ہی زبان سنیں لیکن ان کے بعد کو

میں کلام کیا اور سکا طریقہ ایسا بنا دیا کہ بتائیں اور مذہب امام ابو حنیفہ رحمہ علیہ تشریف
 غربت میں بھی ہونا ہزار کفر آدمی اس میں بے ہمتی اور خیرات احسان میں ہر عمل کو
 یتبعن علیک ان لا تقمہم قول العلماء عن ابی حنیفۃ واصحابہ اھم اصحاب
 الراۃ ان قولہم نہایت مستقیم نہ تھا کہ انہوں نے کہا کہ انہوں نے کہا کہ انہوں نے کہا کہ
 سنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ اعلیٰ قولی صحابہ کے خلاف ہے کہ انہوں نے کہا کہ
 فقد جاء عن ابی حنیفۃ من طرق کثیرۃ ما من کلمۃ اللہ اور باحدہ ہذا القدر
 فمن لم یجد فی الشیئہ کان لم یجد فی قول الصحابہ کثیرا من اختلاف الایمان لیسوا
 الی القرآن والسنة من اقوالہم وہو کثیر عنہم وان لم یجد منہ ہو قولہ لیسوا
 احادیث الشارحین بل یجتہدوا اجتہادوا یعنی جانو کہ وہاں یہ ہے کہ نہ تھے تو کہنے
 سے امام ابو حنیفہ اور اصحاب ان کے کو کہ وہ اصحاب ہی ہیں یہ کہ مراد ان کی اس سے منقصت میں ہیں
 ان کی ہر اور نہ نسبت کرنا اور خاطر اس کے کہ وہ راہی کو سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یا قول
 صحابہ پر مقدم تھے ہوں اس لیے کہ وہ اس سبب ہی ہیں کیونکہ امام ابو حنیفہ رحمہ علیہ کے بواسطہ طرق کثیرہ کے
 ثابت ہوا ہے کہ وہ پہلے قرآن سے اخذ کرتے تھے اگر اوس میں نہ ہوتا تو حدیث اگر اوس میں بھی نہ تھے تو قول
 صحابہ کس اگر صحابہ بھی مختلف ہوں تو جو قول ان کے اقوال سے قرآن یا حدیث سے زیادہ موافق ہو
 صحابہ کس اقوال سے خارج قول نہیں کہتے تھے پس اگر صحابہ میں سے بھی کسی کا قول نہیں ہوتا تب غیر
 قول کو اخذ نہیں کرتے تھے بلکہ اجتہاد کرتے تھے جیسے اور تابعین نے کیا ہوا ہمتی اور طحاوی نے
 اوس قصہ کا کیا جو جس سے منقصت انبیاء لازم آتی ہے یہاں جو مترض صاحب نے یہ عبارت لا طائر
 لکھی ہے اور ان کتابوں کے قصہ کہ جس سے اثبات انبیاء لازم آتی ہے ہوں کہ ان کے ساتھ جو امام صاحب
 کے پاس تھیں کچھ علماء نہیں محض غلطہ عوام کی واسطے مترض صاحب نے یہ عبارت طحاوی کی نقل
 کردی ہے کہ جس سے عوام کو شبہ نہ ہو تا کہ شاید امام طحاوی نے ان میں کتاب کو بخارہ لکھا ہے جنکو شیخ
 عبد الحق محدث دہلوی اپنی کتاب میں ثابت کرتے ہیں شاید وہاں طحاوی نے اوس قصہ کو لکھا

۶۹۱
 صحابہ

جو مشہور ہو کر عیسیٰ علیہ السلام امام قشیری کی کتاب پر آسمان سے اتر کر عمل کیلئے اسکو وہ ذکر کرتے
 ہیں کہ ایسا کام جس سے منقصت انبیاء لازم آوے کہنا چاہیے باقی رہا یہ کہ وہ کتاب میں بالفعل نہیں
 پائی جاتیں سو جو اب تک یہ کہہ کر مراد اس یہ کہ وہ کتاب میں جہنہ موجود نہیں ہوئی کوئی کتاب
 مصنف کی وقت کی موجود نہیں ہے نہ اصلی بخاری کا پتا ہی نہ مسلم کا اور اگر مراد مطلق کتاب میں جہنہ
 کی ہیں تو وہ بیشک موجود ہیں جیسے امام شافعی کی مسند اور امام مالک کی موطا کہ خود ان کی جمع کی ہوئی
 سنیں بلکہ ان کے شاگردوں نے جمع کر دیا ہے و اس طرح امام صاحب کے احادیث بھی خود امام صاحب نے
 اپنے ہاتھ سے جمع نہیں کیں بلکہ ان کے شاگردوں نے جمع کر لیا ہے اور ان کا ذکر فتح القدیر وغیرہ میں برابر موجود ہے
 اور کم ذکر کر لیگی وجہ یہ ہے کہ شافعیہ و حنفیہ سے زیادہ مقابلہ رہا ہے اسلیئے حنفیہ و حنین کی کتاب حدیث کے
 سند لائے ہیں اور ان کو قائل کیا ہے اور کہیں امام صاحب کی حدیث بھی بطور تائید آئے ہیں چنانچہ رقم
 حتی الامکان شافعیہ کی کتابوں سے سند کو کھینچ لیا گیا ہے اور بیان کر دیا ہے اگر یہ ہے کہ وہ کتاب میں نہیں
 دیکھیں تو پھر اس سے لازم نہیں آتا کہ ان کا وجود بھی عالم ہستی یا یہ ہو گیا ہو یا نہ ہو عقود الجوالہ لہذا جو مسلک
 میں چھپی ہو اسکو ملاحظہ فرمائیے کہ تمام حائین متعلق احکام کے خاص روایت امام صاحب جو سندوں
 میں انتخاب کی ہیں اور برابر صحاح ستہ نشان ہر حدیث میں ہے یہ کہ حدیث کو بخاری یا مسلم وغیرہ
 بھی روایت کیا ہو چنانچہ بیابین لکھتے ہیں اَمَّا بَعْدُ فَهَذَا كَمَا يُفِيدُ كَذَلِكَ اَمَّا دِيْنُ الْحَا
 الَّتِي رَوَاهَا اِمَامُنَا الرَّعْظُ الْمُسْنَدُ لِيَهِيَ رَوَاهُ اللهُ عَنْهُ وَاحِدًا لِيَكُنَ رَوَاهُ اللهُ عَنْهُ وَمَا
 وَافَقَهُ الْاَئِمَّةُ السُّنَّةُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ وَأَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ
 وَكُنْهُمْ مَشْهُورٌ وَسُنَنُهُمْ اَلْاَثَرُ اَوْ بَعْضُهُمْ وَاشْهَرُ اَلْوُافِقُ لَهُمْ بِاللَّفْظِ وَفِي سِيَاقِ
 الْمَثَرِ السَّنَدِ اَوْ بِالْمَعْنَى وَقَدْ ذَكَرْهُمْ تَبَعًا لَمْ يُعْتَدَ فِيهَا اَخْرَاجُهُ اِلَّا سَائِلِ الْاِمَامِ
 الْارْبَعَةِ عَشَرَ لِمُسْنَدِهِ اَلِيَهْ مِنْ تَخَارِجِ الْاِمَّةِ فَمِنْهَا مَالُ الْحَكَمِ بِالْارْبَعَةِ عَشَرَ
 اَلِيَهْ وَابْنُ يُوْسُفَ وَمُحَمَّدٌ وَابْنُ لَاحِقٍ وَابْنُ الْحَسَنِ بْنِ زِيَادٍ وَابْنُ لُؤْلُؤٍ وَابْنُ مَيْمُونٍ
 اَلَا وَاسِطَةٌ وَالْاِمَّةُ مَنْ بَعْدَهُمْ اَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللهِ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ يَعْقُوبَ

۲
 عہدہ بخاری
 الفیض

ابن الحارث البخاری المعروف بالکتاب الاستاذ تلمیذ ابن حنبل الصغیر والکمال
 طلحة بن محمد بن جعفر بالعدل وابی نعیم احمد بن عبد الله الاصبهانی
 صاحب الجلیة وابی احمد عبد الله بن عدی الجرجانی ومحمد بن الحسن الشاذلی
 وابی الحسن محمد بن المظفر وھو کلام السیئة حفاظ وابی بکر احمد بن محمد بن
 خالد الکلاعی ومحمد بن عبد الباقي الانصاری وابی القاسم عبد الله بن محمد
 ابن ابی العوام السعدي وابی بکر المقرئ والحسين بن محمد بن حنبل وقد
 جمع کل ذلک الامام ابو المظفر محمد بن محمد بن الحفص بن محمد بن حنبل
 سبعین وستمائة فی کتاب سماه جامع المسکنید فما وصل الی بعضها بالسمع
 الشیخ و بعضها بالاجازة المشافهة وبعضها فیما یسیر تحت اجازة العلامة
 یعنی لیکن بعد وصادة کے پس بغیر کتاب واسمین بیسے احادیث احکام کے ذکر کی ہیں جنکو ہمارے
 امام اعظم نے روایت کیا ہوا ان احادیث میں سے جن پر بخاری اور مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی اور
 نسائی اور ابن ماجہ موافقت کی ہو ان کی کتابوں شہو میں یا بعض نے انہیں کو موافقت کی ہو اور اشارہ
 فرمادیا ہوں میں طرف موافقت ساتھ لفظ کے سیاق میں اور سند میں یا ساتھ معنی اور غیر اونکے کو بالتح
 ذکر کر دیتا ہوں در انہی ایک اعتناء کرتا ہوں اور جس چیز میں جو ذکر کی ہو اور پرچہ سندوں نام کے جو
 اونکی طرف تخاریج ایسے منسوب ہیں پس بعضے تو وہ ہیں جنکو امام صاحب نے جمع کیا ہوا ایک
 سند حماد بن عمار صاحب کی دوسری سند امام ابو یوسف کی تیسری سند امام محمد کی چوتھی
 مشہور ہے چوتھی سند حسن بن زیاد و لوی کی ان چاروں کی روایت امام صاحب بلا واسطہ ہوا
 بعد اونکے پانچویں سند امام ابو جعفر عبد اللہ بن محمد بن یعقوب بن الحارث البخاری کی جو استاذ
 مشہور ہیں اور ابو غصص صغیر کے شاگرد ہیں چھٹی سند ابو القاسم طلحہ بن محمد بن جعفر العدل کی ساتویں
 سند ابو نعیم احمد بن عبد الله الاصبهانی صاحب طبع کی آٹھویں سند ابو احمد عبد اللہ بن عدی جرجانی
 کی نویں سند عمر بن الحسن الاشجالی کی دسویں سند ابو احسین محمد بن المظفر کی اور یہ چھ

حدیث میں ہے ہر جس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے طہارت سے بیان کیا ہو کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر علم شریعت ہو تو فارس کے لوگوں کو سکولے لیتے اور شیرازی نے القاب میں اس حدیث کو قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے کہ کما و نحوہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر علم شریعت ہو تو ایک قوم فارس کی و سکولے لیتی اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حدیث میں جو بخاری و مسلم میں آئی ہے اس لفظ بخاری کے یہ ہیں کہ اگر ایمان شریعت کے پاس ہو تو لوگوں کو قیس کے لیتے اور مسلم میں یہ ہے کہ اگر ایمان نزدیک شریعت کے ہو تو البتہ ایک شخص قیس کا جاکر و سکولے لیتا اور حدیث قیس بن سعد میں جو محکم بطریقین مذکور ہے اس لفظ سے کہ اگر ایمان حلق شریعت ہو تو لوگوں کو قیس کے لوگ لیتے اور دوسری حدیث میں کتاب میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت سے ہے کہ کما و نحوہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر دین شریعت ہو تو البتہ لوگوں کو قیس کے لوگوں کو لیتے یہ اصل صحیح ہے کہ اس پر شریعت فضیلت میں مثل و حیثیوں پہلی کے جو دونوں اماموں کے حق میں وارد ہیں عیناً کیا جاتا ہے اور حدیث موضوع کی کچھ جہت میں انتہی اور خیرات الحسانین ہر وہما یصلیٰ لہم السلام لال یہ علیٰ عظم شأنہ اٰلہ و عتہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ترفع عن ربنا اللہ انما سکتہ خیرین و ما تکتہ یعنی اوس چیز سے جو صلاحیت استدلال کی اور عظمت شان امام ابو حنیفہ کے رکھتی ہو وہ حدیث ہے جو روایت کی گئی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا اپنے اٹھالیجا بگی زینت دنیا کی سنی پڑھ سو میں انتہی قال اور ایک مثالہ امام اعظم کے مقلد حدیث پر چلنے والوں کو یہ سنی ہیں کہ امام اعظم کی بزرگی اور ائمہ پر اس لیے زیادہ ہے کہ و نحوہ چالیس برس تک ایک ضمیمہ غلام عشا اور صبح کی پڑھی ہو اور ہر شب میں ہزار رکعت نماز پڑھا کرتے تھے اس بات کو غیبیہ تاریخ بغداد میں نقل کیا ہے اور طحاوی میں ہے کہ جو مقام پر امام اعظم نے وفات پائی تو وہاں انھوں نے ستر ہزار تم گئے تھے جواب کا وہ طرح پر ہی اول یہ کہ یہ بات بالکل غلط اور راہیات اور موجب مذمت امام اعظم کے ہے نہ کہ کوئی تعریف کی باعث ہو انھوں نے جواب دیا کہ ایک بھاری تکلیف اور مشقت میں ان کا تھا کیا ان کو اتنی بھی خبر نہ تھی کہ یہ بدعت ہے کیونکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر بھر میں کبھی شب کو تہجد

۴۰
حدیث صحیح
فی مناقب امام

صلی اللہ علیہ وسلم نہ پڑھتے تھے یہاں تک کہ پیر کے پھٹ جاتے تھے انتہی اور علامہ قسطلانی ہوا کہ لہذا
 میں لکھتے ہیں کہ ابن بطال نے لکھا ہے کہ اس حدیث مفہوم ہوتا ہے کہ انسان اپنے نفس پر شہادت عبادت
 اختیار کرے اگرچہ بدن اس کے کو نقصان کرے اس لیے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کیا تو
 آپ جاننے لگے تھے کہ مغفور ہو گئے ہیں پر جو شخص اس کو نہ جانتا ہو خصوصاً جس کو بخوفی استحقاق نارس
 نہ ہوئی ہو اس کو بدرجہ اولیٰ چاہیے اور موقع اس عبادت کا جیسا کہ حافظ ابن حجر نے کہا ہے جب تک کہ
 طبیعت کے مالات کو نہ پونچھا دے اس لیے کہ حال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور احوال کے کا مل تھا
 پس آپ نے پرو دگار کی عبادت قبول نہیں ہوتے تھے اگرچہ بدن کو ضرر ہوتا تھا بلکہ ثابت ہوا ہے
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپ نے میری انگوٹھی خنکی نماز میں کی گئی ہے چنانچہ نپائی
 ان سرخ کی ہوائی کو سونیاں کیا ہے پس اس شخص جب مالات طبعی کا خوف کرے تو مسلک لائق ہو کہ اپنے نفس کو
 تکلیف میں نہ ڈالے انتہی اور اگر مترخص صاحب کی غرض ہو کہ تمام رات جاگنا رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم ثابت نہیں ہوا تو سنیے سلم اور ابو داؤد وغیرہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا روایت ہے کہ کان البی
 صلی اللہ علیہ وسلم اذ اذخل العشر لا واخرون رمضان اشبعه الليل وايقظ
 اهله وشذ الکلیہ یعنی تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب شرفہ اخیر رمضان شریف کا
 آتا تو تمام رات جاگتے اور اپنی اہل کو جگاتے اور ازواج سے قربت نہ کرتے انتہی اور صحیح ابن حبان
 وغیرہ میں عطابا ہی سے روایت ہے کہ ماؤں انھوں نے میں عائشہ رضی اللہ عنہا عرض کیا کہ مجھ کو زیادہ تعجب نہ
 بات جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دیکھی ہو بتلائیے انھوں نے فرمایا کہ انا ام رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کا قائل تعجب تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک بات میرے پاس آئے پھر فرمایا میں
 اپنے پرو دگار کی عبادت کر لوں پس کھڑے ہو اور وضو کیا پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے پس
 روئے یہاں تک کہ آنسو آپ کے سینے پر پڑے پھر کوع کیا پس روئے پھر سجدہ کیا پس روئے پھر سر اٹھایا
 پس روئے پس اس طرح کرتے رہے یہاں تک کہ بلال رضی اللہ عنہ نماز کی اطلاع کوئے دینے لگا اس پر ابھرا
 حال کیا آپ کو گناہ مقدم او ہو خیر اللہ بخش دے میں فرمایا کیا میں بندہ شاگرد نہیں ہوں انتہی

۲۹
 حاشیہ
 حاشیہ

مختصر اور زکائی اور ابن ماجہ میں ابو ذر غفاری رحمہ سے روایت ہے کہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حَتَّىٰ اصْبَحَ بَابِي وَكَأَلَيْتُ اَنْ تُعَلِّمَهُمْ عِبَادَكَ وَاِنْ تَغْفِرَ لَهُمْ فَاِنَّكَ نَسِيتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ یعنی کہا انھوں نے ٹھٹھے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہاں تک صبح کر دی ایک بیت میں اور آیت یہ ہو کہ اگر تو عذاب کرے اپنے پیغمبر بندے میرے بہن اور اگر بخش دے انکو پس تحقیق تو غالب حکمت والا ہو اتھی اور اگر مترض صاحب کی یہ غرض ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہیں اجازت اسکی نہیں دی ہو کہ جتنی آدمی کو طاقت ہو اتنی عبادت کیا کرے سو اسکا جواب ہے بخاری میں عائشہ رحمہ مرفوع روایت ہے علیکم مَّا تُطِيقُونَ مِنَ الْاَكْمَالِ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَكِلُ حَتَّىٰ تَقُولُوا یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لازم ہو کہ تم اعمال کو جس قدر طاقت رکھتے ہو پس تحقیق خدا ناخوش نہیں ہوتا یہاں تک کہ تم ملول ہو انتہی اور ابو داؤد میں ہے عَنْ عَائِشَةَ نَعَتْ قَالَتْ اَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَكْلَفُوا مِنَ الْعَمَلِ مَا تُطِيقُونَ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَكِلُ حَتَّىٰ تَقُولُوا فَإِنَّ أَحَبَّ الْعَمَلِ إِلَى اللَّهِ اَدْوَمُهُ وَإِنْ قُلْتُمْ كَانَ إِذَا عَمِلَ عَمَلًا آتَيْتَهُ یعنی عائشہ رحمہ روایت ہے کہا انھوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تکلیف و محنت و کم عمل طاقت رکھتے ہو پس یہ کہ خدا ناراض نہیں ہوتا جب تک کہ تم ملول ہو کیونکہ محبوب تر عمل کا طرف اللہ دائم تر ہے اگرچہ تھوڑا ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی عمل کرتے تو ثابت رہتے اور پرتی اور اقامت المحبہ اور اذ انتبجوا من العمل حسب الطاقة الى ان يحصل الاعياء والملك فنقول طاقه الناس مختلفه فكم من رجل يطيق شئاً ولا يطيقه آخر فكم من رجل يمل من شئ ولا يمل منه آخر فكم من رجل اعطى الشدة في القراءة ولم ينلها الاخر يعني جب ثابت ہو گیا ہو عمل کا موافق طاقت کے یہاں تک کہ تمھارا اور مالت حاصل ہو پس ہم کہتے ہیں کہ آدمی کوئی طاقت ہوئی ہو بہت آدمی ایسے ہیں کہ ایک شے کی طاقت رکھتے ہیں اور دوسرا اسکی طاقت نہیں رکھتا اور بہت آدمی ایسے ہیں کہ ایک چیز سے ملول ہو جاتے ہیں اور دوسرا اس سے ملول نہیں ہوتا اور بہت آدمی کو نہ عت قرار عطا کی گئی ہو اور دوسرا اسکو نہیں پونچھا اتھی اور اسی کتاب کے دوسرے مقام میں لکھا ہے کہ آنحضرت

۴
جہاد
نہ

۴
جہاد
نہ

صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام رات قیام کرنے کی حدیث سے ثابت ہوئی کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا قیام کل شب کی نفی کرنا
 غالب اوقات پر محمول ہو اس طرح کیا ذکر کثرتوں سے زیادہ کی نفی غالب اوقات پر محمول ہو ورنہ روایات متعارضہ
 سے اس کے زیادہ پندرہ رکعت تک ثابت ہوئی نہ فی ثلثیاں اس کو نووی نے شرح مسلم میں اور بعض روایات میں وارد
 ہوا ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بسین کثرت رمضان میں بنیہ جماعت پڑھی ہیں اور سند اس کی ضعیف
 ہو اور دوسرے یہ ہو کہ اگر تسلیم بھی کیا جائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کل رات قیام نہیں کیا اور کل
 قرآن ایک رات میں پڑھا اور نہ کیا اگر کثرت زیادہ پڑھا تو ہم کہتے ہیں کہ اس کے مثل اور شائبہ نہیں ہوا رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوا اور وہ قائم ہونا ایسا تھا کہ قدم اٹکے اور کم کر کے تھکے اور اس قدر بدعت کا
 نام اور ٹھانیے نہیں عبادات شافعیہ سے کافی ہو سیکے کہ بدعت وہ ہو کہ وہ اور نہ مثل اس کا محمد بنوی ثابت
 ہو اور یہ وسعین شرط نہیں ہے کہ ہر جزئی جزئیات عبادات سے انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو جائے
 اور تفسیر یہ ہو کہ اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قسم کی عبادت کو بوجہ شفقت امت کے اختیار
 نہیں کیا لیکن اس کو اس کو کون اختیار کیا ہو جس کے طریقہ پر چلنے کا حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 حکم کیا ہو پس عبادت کیونکر بدعت ہوگی انتہی اور اگر معترض صاحب کو یہ شبہ ہو کہ صحابہ رضی اللہ عنہم اس قسم کی
 عبادت صادر نہیں ہوئی تو اس مرحلہ کو بھی دیکھ لیجئے جافظہ ابو نعیم صہبانی حلیۃ الاولیاء میں حمال
 عثمان رضی اللہ عنہ کا کہتے ہیں حَلَّ ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ جَعْفَرٍ بْنُ حَمْدَانَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ اللَّهِ بْنِ أَحْمَدَ
 ابْنِ حَنْبَلٍ حَدَّثَنِي أَبِي نَافِعٌ حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ نَا الْوَلِيدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ جَدِّهِ لَهُ يَقَالُ لَهَا
 رُحِيمَةً قَالَتْ كَانَ عُمَانُ يَصُومُ الدَّهْرَ وَيَقُومُ اللَّيْلَ لَا هَجْمَةً مِنْ أَوَّلِهِ بَنِي زَيْدٍ
 عبد اللہ بنی دلوئی زہریہ روایت کرتے ہیں کہ کہا انھوں نے کہ عثمان رضی اللہ عنہ ہمیشہ روزہ رکھتے اور تمام
 قیام کرتے مگر دسے اول شب میں آرام کرتے حالانکہ ابراہیم بن عبد اللہ نا محمد بن
 اسحق نا قتیبة بن سعید نا ابو علفمة عبد اللہ بن محمد عن عثمان بن عبد اللہ نا حمس
 النبی قال قال ابن لا فلبان اللیلة علی المقام فلما صلیت العشاء اخصت الی
 المقام فمضت ففیہ فبینا انا فاذ ارجل وضعیداً بین کتفینی فاذا عثمان

۴۰
 عبادت کی نفی کرنا
 صحیح ہے

ابن ابی قریبہ کا بیان ہے کہ ابوبکر بن محمد بن الحسن الجوفی نے کہا کہ میں نے اپنے والد سے
 عن ثانیہ ان ابن عمر کان اذا فاتتہ صلوٰۃ العشاء فی جماعة احبہ بفسح کلمتہ
 یعنی نافع سے روایت ہو کہ ابن عمر کو جب نماز عشاء کی جماعت سے فوت ہو جاتی تو باقی شریعت کا کرتے تھے
 اور تمیم بن اوس صحابی کا حال ابو سعید معانی کتاب الناساب میں لکھتے ہیں کان یسیر محمد القرآن
 فی کعبہ و یمرارہ ذکالایۃ الواحد اللیل کلما حتی الصباہ و کان من عباد
 الصحا ابہ و رعاہ ہم من جانب اسباب العز و کرم الخلی بالعبادۃ الی ان کان
 یعنی تمیم بن اوس ایک کسب میں قرآن شریف کیا کرتے تھے اور اکثر ایک بیت کو تمام رات صبح تک پڑھتے رہتے اور
 وہ عباد اور زنا و صحابہ میں سے جنھوں نے اسباب عزت و جواد سے اجتناب کیا تھا اور عبارت ہی
 لازم بکلامی کہ انتقال کیا انتہی اور ابن حجر مکی فتح البین میں لکھتے ہیں کان یسیر محمد القرآن
 فی کعبہ یعنی تمیم شریف کرتے تھے قرآن کو ایک کسب میں انتہی اور خدا بن اوس صحابی کا حال سنیہ طبریہ
 میں یہ حدیث ہے انرا ہیون عبد اللہ بن محمد بن اسحق نا فتیبت بن سعید نا الفرج بن
 فضالہ عن اسد بن وداعۃ عن شداد لا انصاری انہ کان اذا دخل الفل
 یقلب علی الفرائش لا یأخذہ التوم فقیول التوم ان التار انھب عن التوم فقیول
 فیصل محض یضیج یعنی اسد بن وداعہ سے روایت ہو کہ شداد انصاری جب بچھونے پر آتے
 کروٹیں لینے نینداؤں کو نہیں آتی پس کہتے التوم میرے خوف نار نے مجھے خواب کی اوڑیا دی پس کھڑے
 ہو جاتے اور نماز پڑھتے یہاں تک صبح کر جاتا انتہی اور علی بن کا حال بھی سن لیجیے اقاۃ الحجۃ میں لکھا
 انما کان یخیم فی الیوم فکان حتمات کما ذکرنا بعض شراہ النجاری یعنی تحقیق کہ علی
 ایک دن میں آٹھ تم قرآن کرتے جیسا کہ ذکر کیا اسکو بعض شراہ صبیح بخاری نے انتہی پس عموماً مقام ہو
 کہ جو شری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اگرچہ بعض وقت میں ہو اور صحابہ رحمہم اللہ ثابت ہو او اسکو
 بہت کدینا بجز جہالت اور گمراہی کے اور کیا کہا جائے اللہ تعالیٰ ایسے عقیدہ فاسد سے مستباز ہو
 منہ کے اور مومنوں کا قلوب پر ہوا تم و دجالوں کے فتنوں کے خیر دار ہو تم و مستغفر

۴

۴

۴

۴

احترامات ایہ پر نہیں، حقیقت بنیا اور صحابہ پر نہیں اس عبادت میں امام صاحب کچھ مخصوص نہیں جو
 اوپر حضرت صاحب الزام بدعت سے ہیں بلکہ بڑے بڑے صحابہ و تابعین نے ایسی عبادت شائع کی جو
 خود سر سے مکمل نہیں یہ جس قدر حالات ہم نے جلیل القدر صحابہ کے نقل کیے ہیں اگر شارع کی طرف اعلیٰ دت
 کی اجازت نہ ہوتی تو ایسی عبادت صحابہ پر نہ کرتے بلکہ انہی صحابی بھی بدعت کا اجتناب کرتے تھے نہ کہ حضرت
 عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ وغیرہم ایسے امکا ارتکاب کریں مٹا
 و کلاس کار با کا نر ا قیاس از خود گمیرا گر چہ پانڈ در نوشتن نہیں شریعت او پس قرنی کے حال میں علیہ السلام
 میں لکھا ہوا حدیث ابو جحش بن احمد حدیثنا الحسن بن محمد نا عبد اللہ بن عبد اللہ بن
 نا سعید بن اسد بن موسیٰ نا صخر بن ربیعہ عن اصبغ بن زید قال کان
 اویس القرنی اذا اتمی يقول هذه لیکلہ الرکوع فیکلم حنی یصیہ وكان اذا اتمی
 يقول هذه لیکلہ الشحج فیسجد یصیہ یعنی اویس قرنی جب اتم کرتے تو کہتے یہ شب
 رکوع کی ہیں کو کہتے یہ اتم کے صبح کرتے اور پھر جب اتم کرتے کہتے یہ رات سجدہ کی ہیں سجدہ کرتے
 یہ اتم کے صبح کرتے اتنی اور سعید بن المسیب بڑے جلیل القدر تابعی ہیں ان کے حال میں اسی کتاب میں
 لکھا ہوا حدیثنا ابو جحش نا احمد بن محمد بن حمرہ بن حامد نا عبد اللہ بن ادریس عن ابي قال
 صلی سعید بن المسیب الغداکة بوضوء العتمة خمسین سنة یعنی عبد النعمان نے
 اپنا دریس روایت کرتے ہیں کہ کما او انھوں نے سعید بن مسیب صبح کی نماز عشا کے وضو سچا اس
 برس تک پڑھی ہو اور ثابت بن اسلم تابعی جنھوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے
 اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں چالیس برس میں ان کے حال میں اویس کتاب مذکور میں لکھا ہوا حدیث
 عثمان بن محمد نا العتمة نا اس جیل بن علی نا لکرا یسے حدیثنا محمد بن سنان نا
 سنان عن ابي قال نا والله اذ حلت نابتا لحن و معی حمید نا الطویل اور جلد
 غیرہ شاک محمد نا سوننا علیہ السلام قطعت لہنا فاذا اھوا فاکو فی فی و ف
 فقلت لانی معی لا تری قال سکت قلت فکنا سوننا علیہ السلام لکنا ابنتہ

۳۰۴

ہو جائیگا اور بدن نحیف ہو جائیگا پس دلالت کی اس امر نے کسی نے کسی کرنی عبادت میں اس طور سے
 کہ مال خاطر اور کس طرح کی صورت ہو یا حقوق شرعیہ میں خلل واقع ہو جائے تو منسوخ ہوا اور دلالت اسکی
 مطلق منع نہیں اور جواب حدیث جماعت صحابہ کا یہ ہے کہ انھوں نے عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 بہت کم جانا اور گمان کیا کہ آپ بوجہ مغفور ہو نیکی عبادت میں زیادہ کوشش نہیں کرتے اور اسکا بوجہ
 انھوں نے اس چیز کو واجب جانا جسکو اللہ واجب نہیں کیا تھا اور طریقہ آسان سے اعراض کیا ایسا تو
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کو نوزیر کیا اور ہدایت کردی طرف طریقہ اپنے کے اور
 فرمایا جو شخص میری سنت سے اعراض کرے یعنی اعراض کرے باینطور کہ جس طریقہ پر میں ہوں اسکو
 حسن سمجھے یہ کہ ان لوگوں نے گمان کیا تھا پس جو شخص مجھ سے نہیں (یعنی اوہ میں سے نہیں جو
 میری مسلک اور ہدایت پر چلتے ہیں) اور اس حدیث میں اس امر کی کہین دلالت نہیں کی جب آدمی
 حسب طاقت اپنی عبادت میں کوشش کرے درحالیکہ واجب کرنے والا غیر واجب کو نہوا اور اپنے
 مسلک کو مسلک نبوی پر فضیلت دینے والا نہ ہو تو بھی یہ صورت جائز نہ ہوگی انتہی اور رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسی عبادت اختیار نہ کیا باعث یہ ہو جو اسی کتاب میں لکھا ہے کہ بیشک
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر طاقت عبادت رکھتے تھے کہ اور آدمیوں کو اتنی طاقت نہیں
 لیکن آپ کثرت عبادت کو بوجہ شفقت اسکا اور بوجہ ترحم کر نیکی اور اتباع اپنے بزرگ کرتے تھے تا
 کہ بسبب اتباع اونکی کے ننگ نہ بن اور دلالت کرتا ہو اس پر قول عائشہ رضی اللہ عنہا کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم عمل کو ترک کرتے تھے حال انکہ اس عمل کو دوست رکھتے تھے واسطے خوف اس کے کہ لوگ عمل و سیا
 کرے لہٰذا پس فرض ہو جائے کہ روایت کیا اس حدیث کو بخاری اور ابوداؤد وغیرہما اور تحقیق
 اگر ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناز تراویح ساتھ جماعت کے بعد پڑھنے چند شب واسطے خوف
 کہ لوگوں پر فرض ہو جائیگی روایت کیا اس حدیث کو بخاری وغیرہ نے اور ابوداؤد وغیرہ نے عائشہ رضی
 روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشاب کیا پس عمر رضی اللہ عنہ مجھے آگے بڑھنے یا پانی کا کیکہ کھڑا
 ہوئے پس فرمایا کیا یہی ہے ایمرہ کہ ابائی آپ کے وضو کے واسطے فرمایا نہیں حکم کیا گیا میں کہ جب پیشاب

۴۰
 فی حدیث
 حضرت

کرون وضو کیا کروں اور اگر ترنا میں تو سنت ہو جاتا اور امثال کے بہت میں انتہی اور معترض صاحب
 دوسرے معترض کا جواب قائلہ ہے میں یہ لکھا ہوں کہ اِنْ قُلْتَ بَعْضُ الْحَدِيثِ لَا يُمْقَلُ وَفِيهِ
 كُنْهَانِ خَمَاتٍ فِي يَوْمٍ وَلَيْكَلٍ وَكَادَ اَلْفٌ كَعِيٍّ فِي لَيْكَلٍ وَخَوِذْ لَكَ قُلْتُ قَوْلًا مِثْلَ
 هَذَا وَاِنْ اسْتَبْعَدَ مِنَ الْعَوَامِّ لَكِنْ لَا يَسْتَبْعَدُ ذَلِكَ مِنْ اَهْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی فَلَهُمْ
 اعْظَمُ مِنْ تَرْهِيْمُ قُوَّةٍ مَّكَتِيَّةٍ وَصَلَوْا بِهَذَا اِلَى هَذِهِ الصِّفَاتِ لَا يُمْكِنُ اِلَّا مَنْ
 يَتَنَكَّرُ مَصْدُورًا لِّكَرَامَاتٍ وَخَوَارِجِ الْعَادَاتِ مِثْلِي اِذَا عَرَضَ سَعَةً تَوَكَّلَ بَعْضُ مَجَاهِدَاتِ كَا قَوْلِ
 عَقْلٍ مِّنْ نَّهْيٍ اَتَا جِسْمِ آخِرِ نَمُودَن اَو رَاتِ مِّنْ اَوْرِزَرِ كَمَتِ لِيَا تِ مِّنْ اَوْرِزَرِ اُسْكَ كَسَا هُوَ مِثْلُ قَوْلِ
 اُسْكَ اِذَا رَجَعْتَ مِّنْ سَعِيدٍ يَكُنْ اِلَى اللّٰهِ سَعِيدٌ مِّنْ اُسْكَ كَوَ اَبْرُوْرِدَا كَرِ طَرَفِ قَوْلِ اَمْلَى عَطَا كَيْ
 كُفَّ مِّنْ كَوَسْ كِي وَجِهَ اَنْ صِفَاتِ كُو پُوْنِ كُفَّ مِّنْ نَّهْيٍ اَتَا كَرِ اَسْكَ اَمْلَى مَوْضُوعِ مَنَكِرَاتِ اَوْرِزَرِ
 عَادَاتِ كَا هُوَ اَنْتَ اَوْ قِفَالِ مَوْزِي كَا قَصْدِ مَوْضُوعِ كَرِ مَحَا هُوَ اِيْ جَانِجِ خُوْدُوْ اَبْصَا صَابِرِ مَحْوِيَا اَلْاَمَلِ
 مَعْرِضِ صَا حِبِ بَسْتِ سَنَدَلَا تِي مِّنْ كَشْفِ اَلَا سَاسِ مِّنْ لَّكْ تِي مِّنْ صَا حِبِ مَرُورِ اِيْ اِيْ كَرِ عِلْمِ تِي مَخْرِنِ
 اَمَّا سِيْ وَاسِطِ الزَّامِ خَفِيَّةِ كَيْ كَيْ كَا يَتِ جَوْرِي اِيْ كَرِ اِيْ كَشْفِ اَلَا سَاسِ مِّنْ لَّكْ تِي مِّنْ صَا حِبِ مَرُورِ اِيْ اِيْ كَرِ عِلْمِ تِي مَخْرِنِ
 وضو کیا الی آخرہ جانشین الفاضلین مایہ قریب مجلس کے باب اول میں مذکور ہوا انتہی حاصل ہوا لہذا اعلیٰ
 نے انکار کیا یہ قصہ قفال انقال کا نام احرار میں پرانتہی اگر کسی صاحب کو زیادہ تفصیل منطوقہ کو
 اقامتہ الحجة تصنیف میں لکھ لائے مولانا ابوالحسنات مولوی محمد عبدالحی صاحب کھنوی کی ملاحظہ فرماؤ
 اگرچہ معترض صاحب نے امام صاحب کے بعض حالات کا ذکر کیا لیکن ہم بھی تو چند باتیں اونی کہ جسکے دیکھے سے
 اٹھو نہیں اور ذیل کو سر رہو سہ کچھ حالات دیگر ایریدین کے بیان کر دین **۱** اگر کو صاحب و شاکر کسی ستودہ شہود
 تو ان کسی ستودہ تبت مدح و ثناء امام محمدی لڑین نووی شارح مسلم تہذیب الالباب میں لکھتے ہیں کہا
 انہم نے انہما ابو حنیفہ ابھی صورت و اعمدہ لباس و اعمدہ خوشبو و انیک مجلس شکر المکرّم خوب بار
 کرنے والے اپنے بھائی سلمانو بہرے اور کہا امام ابو حنیفہ نے مین ابو جعفر ابی المونسین کے پاس کیا پس
 او خوں اپنے آپ کے علم حاصل کیا کہ اپنے حواہن ابی سلیمان او خوں اپنے آپ کے علم حاصل کیا

۴
 ۵
 ۶
 ۷
 ۸
 ۹
 ۱۰
 ۱۱
 ۱۲
 ۱۳
 ۱۴
 ۱۵
 ۱۶
 ۱۷
 ۱۸
 ۱۹
 ۲۰
 ۲۱
 ۲۲
 ۲۳
 ۲۴
 ۲۵
 ۲۶
 ۲۷
 ۲۸
 ۲۹
 ۳۰
 ۳۱
 ۳۲
 ۳۳
 ۳۴
 ۳۵
 ۳۶
 ۳۷
 ۳۸
 ۳۹
 ۴۰
 ۴۱
 ۴۲
 ۴۳
 ۴۴
 ۴۵
 ۴۶
 ۴۷
 ۴۸
 ۴۹
 ۵۰
 ۵۱
 ۵۲
 ۵۳
 ۵۴
 ۵۵
 ۵۶
 ۵۷
 ۵۸
 ۵۹
 ۶۰
 ۶۱
 ۶۲
 ۶۳
 ۶۴
 ۶۵
 ۶۶
 ۶۷
 ۶۸
 ۶۹
 ۷۰
 ۷۱
 ۷۲
 ۷۳
 ۷۴
 ۷۵
 ۷۶
 ۷۷
 ۷۸
 ۷۹
 ۸۰
 ۸۱
 ۸۲
 ۸۳
 ۸۴
 ۸۵
 ۸۶
 ۸۷
 ۸۸
 ۸۹
 ۹۰
 ۹۱
 ۹۲
 ۹۳
 ۹۴
 ۹۵
 ۹۶
 ۹۷
 ۹۸
 ۹۹
 ۱۰۰

عمر بن الخطاب اور علی بن ابی طالب و عبد اللہ بن مسعود اور عبد اللہ بن عباس غرض کہ ابوجعفر نے خوب علم
 و افق حاصل کیا اور ایک نانا ابو حنیفہ خلیفہ منصور کو پاس گئے پس کیا منصور نے شخص سو وقت میں تمام
 دنیا کا علم پڑھا اور سفیان بن عیینہ مزی کہ کہ ابونخون نے میری آنکھ سے نکلے ابو حنیفہ کے نہیں دیکھا
 اور عبد اللہ بن مبارک سے روایت ہے کہ کہ ابونخون امام ابو حنیفہ سے صاحب قاری تھے ایک دن ہم جامع تیار
 تھے پس ایک سال پہلے کو دین اور سے گڑا پس اسی کو لے کر ابونخون نے کہا کہ ابونخون نے
 کھانا پکھا دیا اور اپنی جگہ بیٹھے یہ اور کچھ نکلیا اور روح بن عبادہ روایت ہے کہ میں سترہ بڑے سوچتی تھے
 ابن حنیفہ کے پاس تھا ایجن انتقال ابو حنیفہ کی نوکھو پونجی پر اللہ و اللہ الکریم جعفری کہ کہا اور نہایت
 نگین ہوئے اور فرمایا کیا بڑا عالم اور کھلیا اور امام ابو یوسف سے روایت ہے کہ میں ابو الدین کے چھٹا امام ابو حنیفہ
 واسطے دعا مانگا ہوں اور تحقیق میں نے اسے سنا ہے فرماتے تھے کہ میں حاکم ابواسمے ابو الدین کے ساتھ دعا
 مانگا ہوں اور عبد اللہ بن مبارک سے روایت ہے کہ کہ ابونخون نے دیکھا میں نے مسعر بن کدکام امام ابو حنیفہ کے حاکم
 کیا ابونخون نے ہونے والے سوال کرتے تھے اور فرمایا وہاں تھے ابونخون نے کہا میں نے کسی کو بھی کہ اسے فقہ میں امام ابو حنیفہ
 عہد کلام کیا ہو ورنہ کچھ روایت ہے کہ ابونخون نے زیادہ فقہ سے نسبت ابو حنیفہ اور اسے زیادہ اچھے نماز پڑھنے والے اور ضرر
 نہیں سے روایت ہے کہ ابونخون نے بالکل خبر تھے میانک کہ بوشیا کر دیا اور کلام ابو حنیفہ کے ساتھ اس سے کہ کہ ابونخون
 اور کلام اور شخص کیا اور کلام اور بیان کر دیا اور کلام انسانی سے روایت ہے کہ تمام آدمی فقہ میں امام ابو حنیفہ کی طرف
 اور جعفر بن ربع سے روایت ہے کہ میں امام ابو حنیفہ کے پاس بیٹھ کر اس سے کہ میں نے اسے زیادہ باتوں میں
 پایا کہ جب کوئی بات فقہ کی سوال کیا جاتی تو مثل دریا بہتے اور سفیان بن عیینہ روایت ہے کہ ہمارے وقت میں
 ثوبی شخص امام ابو حنیفہ سے زیادہ نماز پڑھنے والا نہیں آیا اور زافر بن سلیمان سے روایت ہے کہ امام ابو حنیفہ رحم
 ایک رات میں رات گذر کر اوس میں قرآن ختم کرتے اور اس بن عمرو سے روایت ہے کہ امام ابو حنیفہ نے فجر کی نماز
 عشاء و صبح پالیس سو بار اور کثرت کو ایک کثرت میں قرآن ختم کرتے تھے اور اس نے رات کو اواز
 سنائی دیتی تھی یہاں تک کہ یہاں آؤ اور برہم کھاتے تھے اور شام کیا گیا کہ ابونخون قرآن کو صبح و وقت
 پالیس سو بار ہر روز پڑھا اور سرین کہ کہ روایت ہے کہ میں ایک لاکھ سجدہ میں گیا پس کیا میں نے

ایک شخص کو نماز پڑھتے ہوئے پس اجماعی علوم ہوئی مجھ کو قدرت اس کی پہنچی ایک منزل کہا میں اب کعبہ کر گیا
 پھر تہائی پڑھا پھر نصف پڑھا پھر السبحی و الثانی پڑھا پھر ایسا تنگ ایک کعبہ میں کل قرآن ختم کر دیا میں کجا
 بیٹے تو وہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور زائد اس کے روایت کر دینے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ ساتھ مسجد میں عشا کی نماز پڑھی
 اور لوگ چلے گئے اور مجھ کو اونھونے نہیں جانا کہ مسجد میں مجھ اور میں نے ارادہ کیا کہ ایک سالہ سے دریافت کیا
 پر کھڑے ہو اور نماز شروع کی پھر قدرت پڑھی یہاں تک اس وقت تک پہنچے فہم علیہ السلام علیہ السلام
 عذاب السمیع پس اس آیت کو دہراتے رہے یہاں تک کہ مؤذن نے صبح کی اذان کہدی اور میں نے غباری
 میں باوجود قاسم بن حسن سے روایت ہو کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تمام رات اجماعی بیت میں قیام کیا بکال الشاعۃ
 مؤید ہم والے شاعۃ اذھی کا کھڑا پس بار بار اسی کو پھٹتے تھے اور گریہ و زاری کرتے تھے اور
 وکیع سے روایت ہو کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ جب اپنی عیال کو نفقہ دیتے اور سقندر خیرات کرتے اور حسب وقت
 نیا کپڑا پہنتے اسی قیمت کا اپنے اساتذہ کو پہنا دیتے اور جب کبھی سامنے کھانا رکھا جاتا تو اپنی خوراک سے
 دو چند لیکر کسی محتاج کو دیتے اور وکیع سے یہ بھی روایت ہو کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ امانت دار تھے اور
 ہر شے پر اللہ کی رضا مقدم کرتے تھے اور اگر خدا کی راہ میں تلوار بن اور ہر طریق پر برداشت کرتے تھے اور
 قیس بن ربیع روایت ہو کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فقیہ بہت احسان اور صلہ کرنے والے تھے ہر دوس
 شخص جو اس کے پاس التجا لجاتا اور نہایت بخشش کرنے والا اپنے بھائیوں پر تھے اور بغداد کی طرف ہالٹ
 کرتے تھے اور مساکین پر خریدا جاتا اور کو فہم میں لایا جاتا اور ہر سال کا نفع جمع کرتے اور اسے اپنے شاگرد محمد
 کی حوائج اور قوت اور لباس خرید پھر باقی انشرفان نفع کی کو کو دیتے اور کہتے تھو تم اپنی حوائج میں صرف
 کرو اور نہ تعریف کرو مگر اللہ تم کی اس لیے کہ میں نے تم کو اپنے مال سے کچھ نہیں دیا اللہ تعالیٰ تمہارے واسطے میرے
 ہاتھ پر نفع بخشا پس زق اللہ میں کسی غیر تو قوت نہیں اور ابو یوسف رحمہ اللہ روایت ہو کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ
 کسی حاجت کے سوال نہیں کیے جاتے تھے مگر اس کو پورا ہی کرتے تھے اور عبد اللہ بن مبارک سے روایت ہو کہ
 ابو حنیفہ رحمہ اللہ کہتے تھے میں نے انبیاء کی حوائج میں کسی حاجت سے غفلت نہیں کی اور ان کو نہیں سنا
 کہ کبھی کسی دشمن اپنے کی غیبت کرتے ہوں کہا واللہ وہ جو غیبت میں اپنی نیکیوں پر اوس شکر و تسلط

نہیں پہنچتے جو انکو لیجا اور علی بن عاصم سے روایت ہو کہ انھوں نے اگر امام ابو حنیفہ رحمہ کی عقل نصف
 اہل ارض کی عقل سے وزن کیجائے تو انکی عقل انکی عقل پر غالب آئے اور اسمعیل بن ابی امام صاحب
 روایت ہو کہ انھوں نے ہمارے یہاں ایک آٹھ پینے والا راضی تھا اسکو دو خچر تھے ایک کا نام اوسنے ابو بکر
 رکھا تھا اور دوسرے کا عمر پس لکھا تھا اسکو پیر سے روئے کر مار ڈالا پس امام ابو حنیفہ رحمہ کو خبر دی گئی فرمایا دیکھو جسے
 اوسکو مارا ہو اسکا نام عمر ہو گا پس کیا تو جیسا انھوں نے لکھا تھا ویسا ہی پایا اور اسمعیل بن ابی امام نے
 روایت ہو کہ انھوں نے امام ابو حنیفہ رحمہ قاضی ہو کر جہیز کیے گئے ارض مانہ قبول کی اور امام محمد بن حنبل
 جب کھوکھڑ کرتے رویا کرتے اور انکو ترہم تھا اور امام ابو حنیفہ رحمہ سے روایت کی ہے ابو یحییٰ عمارانی اور شہید
 بشیر اور عباد بن العوام اور عبد اللہ بن مبارک اور کعب بن جراح اور زید بن مارون اور علی بن عاصم
 اور یحییٰ بن نصر اور ابو یوسف قاضی اور محمد بن الحسن اور عمرو بن محمد الغفری اور ابو ذر بن خلیفہ اور
 ابو عبد الرحمن المقرئ اور عبد الرزاق بن ہمام اور دوسروں نے اور امام محمد سے روایت کی امام شافعی رحمہ
 ابو سلیمان جوزجانی اور ابو عبید قاسم بن سلام وغیرہم نے اور امام شافعی رحمہ بالاسناد روایت ہو کہ انھوں
 نے ہماری جسم والیٹے امام محمد سے زیادہ لطیف روح کا نہیں دیکھا اور نہ کوئی فصیح زیادہ ونسے دیکھا
 جب میں انکو قرآن پڑھتے دیکھتا ایسا معلوم ہوتا گویا قرآن انھیں کی لنت میں نازل ہوا ہو اور
 امام شافعی سے یہ بھی روایت ہو کہ امام محمد سے زیادہ عقیل مینے کیونہیں دیکھا اور انھیں سے روایت ہو کہ
 جیسر آدمی کی زیادہ امام محمد سے کیونہیں دیکھا اور انھیں سے روایت ہو کہ جیسا امام محمد کسی مسلمان کو
 کرتے گویا قرآن نازل ہوتا ہو نہ کسی حروف کو مقدم کرتے اور نہ مؤخر اور انھیں سے روایت ہو کہ امام محمد انکو
 دل کو بھرتے تھے اور انھیں امام شافعی سے روایت ہو کہ میں امام محمد کے دو اونٹ بھرے ہوئے تھا انکے
 ہاتھوں اور یحییٰ بن یحییٰ سے روایت ہو کہ میں نے جاسع بن علی امام محمد سے لکھی اور ابو جہیز سے روایت ہو کہ میں نے
 کوئی کتاب لکھی امام محمد سے زیادہ جاننے والا نہیں دیکھا اور ابی یحییٰ سے روایت ہو کہ انھوں نے
 میں نے امام محمد کے کمال کے پانچ مسائل دقیق کہاں آئے فرمایا کہ امام محمد کی کتابوں کے تمام امام شافعی نے
 لکھ دیے نہیں دیکھا کمال کوئی سادہ حسین تر نسخہ دریافت کیا یا اور اس کے چہرہ حسین سلوک

مگر امام محمد اور امام شافعی سے اونکے اوستاد امام مالک نے کہا کہ اللہ عزوجل نے تمہارے قلب پر نور الایہ کو
 مصیبت کست بجا دینا اور کہا امام شافعی نے جب میں امام مالک کے پاس گیا پس سنا کہ امام میرا اور ایک عت
 سیری طرف دیکھا اور امام مالک کو فرست چلاصلیٰ علیہ وسلم فرمایا تمہارا نام کیا ہے میں نے کہا محمد فرمایا اللہ سے ڈرنا اور جہا
 سے پرہیز کرنا قریب ہے کہ تمہاری ایک شان عظیم ہوگی اور کہا بھی بن اکتھم نے کہ میں نے کسی کو زیادہ عقل شافعی سے
 نہیں دیکھا اور کہا حمیدی نے مزار علمای زمانہ اپنے کے امام شافعی ہیں اور حمیدی کے پاس جب امام شافعی کا ذکر ہوا
 کہتے تھے سیلفہما شافعی نے یہ حدیث بیان کی اور امام شافعی نے روایت کی ہے علمی حجاز اور یمن اور
 مصر اور عراق اور خراسان چنانچہ دارقطنی اور حاکم اور بیہقی نے اونکا ذکر کیا ہے اور اسید طرح او خوں نے
 ذکر کیا اولوں کو کو نکو جنھوں نے اونسے روایت کی ہے اور فقہ حاکم کا یہو مثل احمد بن حنبل اور ابو ثور اور حمید
 وغیرہ کے اور ابراہیم حرلی سے روایت ہے کہ امام احمد بن محمد بن ابی حاتم نے ہر قسم کا جمع کر دیا تھا اور شریع
 بن حلیل سے روایت ہے کہ ما دوست کھتا ہوں کہ میری عمر سے کم ہو جا اور امام احمد کی عمر میں زیادتی
 و جا اور امام ابو حاتم حال امام احمد اور علی بن مدینی سوال کیے گئے کہا حافظہ میں دونوں قریب ہیں
 امام احمد فقہ زیادہ ہے اسے عمرو بن محمد ناقد نے جب امام احمد کسی حدیث میں میرے موافق ہو جائیں تو
 بن پر وائندہ غص کی جو مخالفت میری کرے اور کہا امام شافعی نے میں نے امام احمد
 مان بڑے زیادہ عقل کیسی کو نہیں دیکھا اور کہا قفیلہ ابو حاتم نے جب کسی کو دیکھتے
 تھا تو پوچھتا تھا کہ وہ صاحب سنت ہے اور امام احمد حدیث کو سفیان بن عیینہ
 سے سنا ہے اور علی بن القطان و مشیم و کعب سے سنا ہے اور امام احمد سے روایت کی ہے جو کچھ غریب حدیث
 ہے وہ بھی بن کوم اور ابو الولید اور علی بن المدینی اور بخاری اور مسلم اور ابو داؤد وغیرہ نے اور کہا
 فہمی نے کہا امام مالک و سفیان بن عیینہ نہ تو علم حجاز جانتا رہتا اور کہا حاکم نے امام شافعی کیسی
 سے سنا ہے امام مالک پر ترجیح نہیں ہے تھے اور کہا ابویب بن خالد نے میں نے میان شرق اور غرب کوئی
 زیادہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا امام مالک سے اور امام شافعی سے سنا ہے صحیح روایت ہے
 کوئی کتاب اکثر صواب کی ہو طای مالک سے نہیں سنا علی بن افرح کے امام شافعی نے قبل وجود

صحیح کہ کہا ہو وہ دونوں موطن سے اتفاق علی زیادہ صحیح ہیں اور امام مالک متبعین ہیں
 کی اونسے ابن حرج اور یزید بن عبد اللہ بن ماری اور ابو داؤد اور ابو یوسف اور ابن مبارک اور امام شافعی وغیرہم
 اور محمد بن ابی یوسف روایت ہے کہ سنا میں امام بخاری کہتے تھے کہ میں ایک لاکھ حدیث صحیح اور دو لاکھ حدیث
 غیر صحیح یاد رکھتا ہوں اور حافظ ابو علی صاحب بن محمد سے روایت ہے کہ انہیں کچھ ایسے کسی خراسانی کو
 زیادہ فہم امام بخاری اور کہا زیادہ جادو اسے حدیث امام بخاری ہیں اور زیادہ حافظ حدیث کے پوزر
 ہیں اور وہ اکثر ان کے ہیں حدیث میں اور محمد بن ہشام شیخ بخاری سے روایت ہے کہ بصرہ میں مثل بخاری کوئی
 نہیں آیا اور جہاں بخاری بصرہ میں داخل ہو گیا وہیں اسے مسند الفقہاء داخل ہو گیا اور محمد بن علی بن
 ابن نمیر اور ابو بکر بن ابی شیبہ سے روایت ہے کہ میں نے مثل امام بخاری نہیں کیا اور ابو عیسیٰ ترمذی سے بکھاروا
 پونجی ہے کہ میں نے علی اور تاریخ اور معرفت اسانید میں عراق اور خراسان میں کسی کو نہیں کیا اور روایت
 کیے گئے ہیں امام مسلم سے کہ انھوں نے امام بخاری سے کہا کہ نہیں انھیں رکھنا کاتسے مگر حسد کر رہا لا اور میں
 گواہی دیتا ہوں کہ مثل تمہارے دنیا میں نہیں اور محمد بن اسحق بن خزیمہ سے بکھاروا روایت پونجی ہے کہ انھوں نے
 میں نے آسمان سے زیادہ جانتے والا حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا امام بخاری نہیں کیا اور بغداد
 اوستاد اپنے محمد بن عیسیٰ الطباع اور محمد بن سابق اور احمد بن حنبل اور اقرون ان کے ہیں اور روایت کی
 اونسے ابو اسحق مسلم بن ہشام صاحب صحیح اور ابو عیسیٰ ترمذی اور ابو عبد الرحمن نسائی وغیرہم
 انتہی فصیح اور وفات شرح مشکوٰۃ میں ہے قال ابن حجر وکلک الکتاب کما یسئلہ الامام
 والعلماء الراغبین عبد اللہ بن المبارک والکثیر بن سعد والاکام مالک
 انیس انتہی ومنہم اود الطائی واما ہم بن ادهم وفضیل بن عیاض
 من اکابر السادۃ الصوفیہ رحمۃ اللہ عنہم جمعین یعنی کہا ابن حجر نے کہ
 امام ابو حنیفہ رحمہ بڑے ائمہ مجتہدین اور علی بن اسحق بن عبد اللہ بن المبارک واریث بن
 امام مالک انتہی اور ان میں سے داؤد طائی اور ابی یوسف اور فضیل بن عیاض وغیرہم اکابر صوفیہ
 ہیں انتہی ان میں سے پہلو ہوا کہ امام مالک امام صاحب کے شاگرد ہیں اور امام شافعی امام مالک

۲۰
 ۲۱
 ۲۲

بن اور امام احمد امام شافعی کے شاگرد ہیں اور امام احمد کے امام بخاری اور امام مسلم اور ابو داؤد
 بن اور امام بخاری کے امام ترمذی اور امام نسائی شاگرد ہیں امام اعظم کے شاگرد ہیں بنی شافعی
 ہشامی مسلم نسائی ترمذی احمدی غرض کوئی محدث الا ما اشار الیہ انہیں کچھ کو امام ابو حنیفہ سے
 لیا یا ابو واسطہ ملز حاصل ہو اسطرح عبد بن مبارک اور وکیع بن جراح کے واسطے سے بھی
 چون بنی امام صاحب کے شاگرد ہیں امام بخاری اور مسلم وغیرہ امام صاحب کے بالواسطہ تلمیذ رشید
 امام ابو یوسف کے امام احمد اور امام محمد اور یحییٰ بن یحییٰ وغیرہ شاگرد ہیں غرض غافل کے واسطے ہر شاگرد
 ابو یوسف و یحییٰ کے واسطے لکھتے ہی سلسلہ ہم بیان کریں گے وہ اپنی عمر کی ایک ہی ٹانگہ بجا
 می سے باز نہ آئیگا ۵ راہیں ہاں مثال نہیں کہ وہ بھی کچھ فہم کو سید چاند پاپا اور خیرات کھسار
 بن امام شافعی بغداد میں داخل ہو اور امام صاحب کی زیارت کو گئے اور دو رخصتیں پڑھیں اور سیمین دفع میں کیا
 اہمیت ہو کہ دو رخصتیں صبح کی تحریروں اور سیمین قنوت نہ پڑھا کہ کیا اہمیت فرمایا بسبب اس بار امام
 بہر کو نہیں مخالفت اور مکی حضور میں اور تلمذ کیا اور سے بڑے مشایخ ائمہ مجتہدین اور علمائے اربعین کے
 امام علی بن ابی طالب کے کہ جنکی ملاقات اور علم اور تقدم و در زہد پر جماع ہو اور مثل امام لیث بن سعد اور
 امام مالک بن انس کے اور کفایت کرتے ہیں تلمذ پر ائمہ اور مثل امام سہو بن کرام اور زفر اور ابو یوسف
 وغیرہم کے اور جب عبد اللہ بن مبارک کے پاس پہنچا ذکر کیا اور شخص کا تم ذکر کرتے ہو جو دنیا بتا رہا
 کی گئی تو اس شخص کو اس اعراض کیا اور جب ابو حنیفہ سے ملے ہر روز اور ہر

بن ابی ہاشم بن علی بن ابی طالب کے کہ جنکی ملاقات اور علم اور تقدم و در زہد پر جماع ہو اور مثل امام لیث بن سعد اور
 امام مالک بن انس کے اور کفایت کرتے ہیں تلمذ پر ائمہ اور مثل امام سہو بن کرام اور زفر اور ابو یوسف
 وغیرہم کے اور جب عبد اللہ بن مبارک کے پاس پہنچا ذکر کیا اور شخص کا تم ذکر کرتے ہو جو دنیا بتا رہا
 کی گئی تو اس شخص کو اس اعراض کیا اور جب ابو حنیفہ سے ملے ہر روز اور ہر

نصیب کیا پیرہ وافی اپنے متقلدین میں ایسے مستحیروں کو ساتھ لکھنے اصول اور فروع مذہب اور ان کے
 جس نے مقول اور مقول اسکے میں یہاں تک کہ بجز اللہ ہو گیا وہ مذہب کفر و اعرار کا فاعل اندر میں اور تیار کیا
 اسکی بیان کرنا بعض اصحاب مناقب کا کہ ثابت والامام صاحب کے صغریٰ میں حضرت علی رضی
 میں لائے گئے پس حضرت علی رضی اور انکی اولاد کے حق میں برکت کی دعا کی اور امام ابوہ
 جو کچھ لکھے اسے ہر مائے برکت دے گئے اور کمال تقویٰ اور ان کے سے ہر کلمہ و نحوں کے بڑی کا گوشہ
 چھوڑ دیا جبکہ سن کر ایک مری کو فہم میں کہ ہو گئی تو یہاں تک کہ وہ کسی موت کا اعلام ہو گیا اور وہ شہ
 طریقوں اور ان کے سے حصہ مناقب ہو گا اور اس نہیں تو بکہ یہ بیان ایک قطعہ اور اس سند کا ہر حصہ
 پتانہیں اور او نحوں کے حشاکے و صفو چالیس برس صبح کی نماز پڑھی یہ لکھا گیا اور اس نے کہہ
 قوی کیا کہ اس نے اللہ ساتھ اسکا دعا مانگی تھی جسکا مجموعہ دو آیتیں ہیں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ
 اور دوسری اِنَّ اَنْزَلَ عَلَیْکَ الْکِتٰبَ فَاَنْزِلْ عَلَیْکَ الْکِتٰبَ فَاَنْزِلْ عَلَیْکَ الْکِتٰبَ فَاَنْزِلْ عَلَیْکَ الْکِتٰبَ
 یہ عقائد کھانا کہ ایک ایہ مجاہدین اور علمای عالمیج ہدایت اور رضای الہی پر ہیں اور سباجو
 حالات میں باتفاق یہ نقل اور برائے اور تحقیق روایت کی یہ بیہوشی نے کہ نہ مایا رسول اللہ صلی
 جو یہ حکم کتاب اللہ کی جان کو عمل کر دیا کہ عذر اس کے ترک کرنے پر نہیں ہو چتا پس اگر کتاب میں نہ
 اعتبار اور اگر اسے نہ ہو تو جو میرے اصحاب کی یہ تحقیق اصحاب یہ مثل ستاروں کے ہیں آسمان
 ہدایت یا جاؤ گے اور اختلاف اصحاب سیر کا واسطے تمہارے رحمت
 امام ابو یوسف نے نہیں کیا یہ کہ سیکو یا وہ بتائیں کہ فی حدیث کو امام ابو حنیفہ رحمہ اور تھے وہ نہ
 میں مجھے اور امام ابو حنیفہ رحمہ وہ کام کہ دوسرا اس سے عاجز تھے اور باوجود اسکے حاسدین اور ان کے
 اور یہ سنت اللہ کی برائی مخلوق میں و کون تجلی لسنۃ اللہ تبدل لک اور بسبب وقت قبر
 اس کے کہ مرنے شاکر امام شافعی کے ان کے کلام کو کیا کرتے یہاں تک کہ ان کے بجا نہ جا
 اس کی شہادت کی کہ میرے شافعی نے انہما کے سبب غرض کیا فصل بارہویں
 اس کے خلاف ہے بعد انہما پر تارے اور وہ صفات بہت ہیں بعض اعراب

یہ ہیں کہ انھوں نے ایک جماعت صحابہ کو دیکھا ہے چنانچہ ذکر اسکا اور پکڑ رکھا اور وصحت کو بوسنیا اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی طریقہ ڈفرایا آپ خود خبر ہی ہوا و سکو جسے مجھ کو دکھا اور وہ سکو جسے میرے
دیکھنے والوں کو دکھا اور بعض لوں صفات یہ ہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اوس قرن میں پیدا ہوئے ہیں گزشتہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بطریق کثیر ثابت ہوا کہ بہتر قرون کا میرا قرن ہے مگر جو لوگ کہ اوس کے متصل
ہیں اور زایت مسلمین ہر کہ بہتر آدمیوں کا وہ قرن ہے جس میں میں ہوں مگر دوسرا بھی تفسیر اور بعض لوں
صفات وہ ہیں کہ انھوں نے زمانہ تابعین میں اجتہاد کیا اور فتویٰ دیا بلکہ جب عیش نے حج کا ارادہ کیا
اور امام ابو حنیفہ رحمہ کی خدمت میں کسی کو بھیجا تاکہ امام اوس کے واسطے مناسک حج لکھ دین اور اعمش لکھا
میں مناسک حج امام ابو حنیفہ رحمہ لکھو کیونکہ میں اونسے زیادہ جانتے والا افضل مرتبہ اور افضل حج کا
سیکھ نہیں جانتا پس نظر کرو شہادت پر واسطے امام ابو حنیفہ رحمہ اعمش جسے شخص سے اور بعض اون
سے روایت کرنا کار شدیعہ اوس کے وغیر ہم کہ اونسے مثل عمرو بن دینار کے اور بعض اون صفات
بہترین تھے اونسے اصحاب پہلے اتنے اصحاب تھے بعد اونسے نہین جو چنانچہ پہلے جانا گیا اور کہا ایک شخص
نے ایک بیچ کے خطا کی امام ابو حنیفہ رحمہ بیچ کا اوسکو وکیع نے اور کہا جو اسکو کتاب دہ بڑا اگر اوروہ
کیونکہ وہ خطا کرتے حال آنکہ اونسے باسیر فقہ مثل ابویوسف اور امام محمد اور امام زفر کے اور ایسے
حدیث کے اور نام لیا وکیع نے اونا اور ایمہ لغت اور عربیت کے اور شاکیا او نکو اور ایمہ زید اور تقویٰ کے
مثال فضیل اور داؤد طائی کے ہیں اور جس کے اصحاب سے لوگ ہوں وہ شخص خطا نہیں کر سکتا اس لیے کہ اگر خطا
کرے تو وہ اونسے حق کی طرف لوٹاڈ اور بعض لوں صفات یہ ہیں کہ وہ اولوں کو گوئیے ہیں کہ
جنھوں نے علم فقہ کو مدون کیا اور بابوں اور کتابوں کی ترتیب دی جیسا کہ آج کے دن موجود ہے اور بیچ
کیا اوتنکا امام مالک نے سوطا اپنے میں اور جو پہلے آتے تھے وہ اعتماد اپنے حافظ پر کرتے تھے اور وہ
اولوں کو گوئیے ہیں جنھوں نے کتاب فرائض اور کتاب شرط و یاکاری ہی اور بعض لوں صفات
منتشر ہوئے ہیں کہ ان کا قول اقاہیم میں کہ سوای اودوسر طریق نہین مثل ہند اور سند اور رسوم
اور ماوراء النہر اور بعض ان صفات کے خارج کرنا اپنے نفس پر اور علما وغیر ہم پر کرنے یا تشدد کا مال

نہیں قبول کرتے تھے کسی سختی کو اور توڑ بونا کثرت سے ۔ ابو عثمان وغیرہ اونٹنی کا اور
 امام شافعی نے امام مالک سے چند کو نکاحا مال پر یافت کیا پس وہ ۔ یا بھر بوجھا کہا امام
 حال امام ابو حنیفہ رحمہ کا امام مالک نے **مَا سُبْحَانَ اللَّهِ عَظِيمًا تَعَالَى عَنِ الْقَوْمِ الْأَشَافِئَةِ** یعنی قسم جو اوس ضامی پاک
 تھی کہ مثل ابو حنیفہ کے ہونے کیونہیں دیکھا اور کہا ثور تھی اوس شخص سے جو امام ابو حنیفہ رحمہ کے پاس سے
 آیا اور اسے اونے کہا کہ میں امام ابو حنیفہ رحمہ کے پاس گیا آیا ہوں بلکہ نبین والونکے بڑے فقیہ کے
 پاس آیا ہوں اور ثور تھی جو شخص امام ابو حنیفہ رحمہ کی مخالفت کرتا تو وہ محتاج اس امر کو کہ اپنے
 علم میں اعلیٰ ہو اور کہا گیا اونے جبکہ اونکے سر کے نیچے امام ابو حنیفہ رحمہ کے کتابا بن کی بھی کہا آپ کو
 دیکھا کرتے ہیں کہا میں دوست رکھتا ہوں کہ میرے پاس کل کتابیں اونکی ہوں اور کہا ابو یوسف
 ثوری مجھے امام صاحب کی متابعت زیادہ کرتے ہیں اور کہا امام احمد اونکے حق میں کہ وہ اہل علم
 اور اہل تقویٰ اور اہل ہدایت ہیں اور اختیار کر نیوالے تھے آخرت کو اس مرتبہ کو پہنچ گئے ہیں کہ وہ
 نہیں پایگا اور غیب نے بعض ایسے زبہ کتل کیا کہ کہا اونھوں نے اہل اسلام پر واجب ہو کر لپٹی نہا رہی
 امام ابو حنیفہ رحمہ واسطے دعا مانگا کہ کہیں کیونکہ اونھوں نے حدیث اور فقہ کے اونکے واسطے حفاظت
 ہو اور کہا کہی بن ابراہیم نے امام ابو حنیفہ رحمہ کے زمانہ والوں کے زیادہ عالم ہیں اور کہا یحییٰ بن
 نہیں سنا ہے مستحسن اور صواب زیادہ راہی امام ابو حنیفہ رحمہ اور کہا عیسیٰ بن یونس نے مستقصا
 کرنا تم کیے بقول کہ میں امام ابو حنیفہ رحمہ کے حق میں قسم بخدا کی کوئی اونے افضل و فقیہ یادہ میری
 دیکھا اور کہا سمر نے کہ میں نے نہیں دیکھا کہ زیادہ اچھا فقہ میں کلام کرتا ہوں اور زیادہ عمدہ شریعت
 کی کرتا ہوں امام ابو حنیفہ رحمہ اور کہا امام حافظ نقاد یحییٰ بن یحییٰ نے فقہا جابرین ابو حنیفہ رحمہ اور زبانی
 اور مالک اور اوزاعی اور فقہ فقہ ابو حنیفہ رحمہ کی ہر اسی پر پایا ہونے کو کو کو اور سوال کیے گئے سنا
 امام صاحب کے حال سے کہاتے تھے بڑے سچے فقہ اور حدیث میں امانت دار دین اللہ میں اور کہا عیسیٰ بن
 ابن مبارک نے دیکھا میں نے حسن بن عمارہ کو امام ابو حنیفہ رحمہ کی رکاب پر بیٹھ کر دیکھا کہ کہتے تھے
 قسم بخدا کی تیرے کیونہیں دیکھا فقہ میں آپ زیادہ کہ عمدہ کلام کرتا ہوں اور زیادہ حافظ جواب سے

شکوہ اور آپ سردار اون لوگوں کے میں جنھوں نے فقہ میں تھماؤ وقت میں گفتا
 گرتے ہوگی نسبت میں مگر حسد اور کہا حافظ عبد العزیز نے پورا کہ جو شخص وہ
 کو پیش رفتی ہو اور جو شخص کے اونسے پس وہ بھی ہوا اور ایک وایت میں ہر کہ درین ہمارے پوریا
 لوگوں کے امام ابو حنیفہ میں پس جو شخص اونکو دوست رکھے گا جانے کہ ہم کہ وہ اہل سنت سترو
 اور جو شخص بغض رکھے گا اونسے جانے کہ ہم کہ وہ اہل بدعت ہوا اور کہا خارج بن سب سے امام ابو حنیفہ فقہ
 مثل قلیب علی کے ہیں اور مثل اور ہر اور شخص جو کہ سونے کو پرکتا ہوا اور کہا حافظ محمد بن یونس نے نہیں
 تاہم امام ابو حنیفہ میں کوئی زیادہ عالم روزہ زیادہ متقی اور نہ زیادہ زہاد اور نہ زیادہ عارف اور نہ زیادہ فقہ
 اونسے اور قسم خدا کی نہیں خوش آتے سمجھو جو شخص نے میرے اونسے ایک لاکھ دینار اور امام صاحبان کو
 داؤد طائی کے ذکر ہوا فرمایا وہ سارے کہ راہ چلنے والا اونسے ہدایت پاتا ہوا اور علم میں نہ قبول کرتے
 او سکول ہو نوکی کہ اس خلف بن ابوبکر نے آیا علم خدا طرف مصلی اللہ علیہ وسلم کے پھر اونسے طاعت
 صحابہ کے پھر اونسے فرما "اللہ کے پھر ابوبکر اور اصحاب ابوبکر کے پس بجا ہی چاہا عظیمہ
 بوجہ اور کہا گیا واسطے بعض امیہ کے کہ یہ پورے پورے تھے
 گرتے ہوا اور کی تعریف نہیں کرتے کہا اوھوں نے اس لیے کہ جیسا کہ تہذیب ویر۔ و کشادہ و اوج س
 گرتے پائے لوگوں نے ان کے علم سے پس خاص اوھیں کی تعریف وقت گرتے کہ کتابوں کا اگر ان کے واسطے
 دعا کرنے میں رغبت کریں اور روایتیں ایہ سوا ہی اسکے بہت آئی ہیں اور مصنف واسطے اسکا بعض
 کافی ہوا اور کہا ابو طیح نے نہیں داخل ہوا میں طواف کرنا کو شب میں کسی وقت مگر میں امام ابو حنیفہ کو طواف
 کرتے پایا اور امام ابو حنیفہ ہم جب انکو نماز پڑھتے تھے تو پورے پر آنسوؤں کے گرتے مثل بارش کے توار
 سنائی دیتی تھی اور علامت رسول کی اونکی آنکھوں اور اس کے رخسار و نہ معلوم ہوتی تھی اور امام ابو حنیفہ
 اپنے بعض جلیو نوکر پڑے خراب تھے تو حکم کیا اوھوں کو کہ بیٹھ رہیں یہاں تک کہ لوگ چلے گئے پس فرمایا
 اس شخص جو مصلے کے نیچے ہو سکوں لیو پس وہ شخص اٹھا اسے لگا تو ایک ہزار درہم معلوم ہوا اور جلیو
 ان کے حماد و روافا محمد بنی محمد شتم کی تو معلوم کو پان سو درہم دیا فرمائے اور ایک وایت میں ہر کہ درین ہمارے

بار کلام
 ۱ ابو حنیفہ

دیکھ کر کیا اور فرمایا اس وقت ہمارے پاس ہوتا تو بوجہ تعلیم قرآن سے زیادہ تھے اور کہا کہ
 موقوف کیس کو بیٹے است محمد صالحی اللہ علیہ وسلم میں زیادہ اچھی فصاحت کا اور بیٹے سے نہ دیکھا اور
 کہا کہ نے کہا مجھے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نہیں مالک جو امین چالیس برس سے زیادہ چارہ
 خارج کر دیا اور فقط چارہ کر کو رکھتا ہوں جو فرمائے حضرت علی رحمہ اللہ کہ چارہ اور مجھے
 اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ قرضدار درخت کے سایہ میں نہیں بیٹھتے تھے اور کہتے تھے جو قرض کم منفعت
 رہا ہو اور جب امام صاحب وفات پائی تو حسن بن عمارہ قاضی بغداد کو غسل دیا اور ابو جابر عبد اللہ
 ابن قنبرہ کو پانی ڈالا اور جب حسن بن عمارہ غسل سے فارغ ہوئے تو کہا رحمہ اللہ تمہیں برس
 برابر روک رکھتے تھے اور انکو چالیس برس تک نہیں لیٹے اور تھے آپ فقیر تر ہمارا اور عابد تر اور زکیا
 جامع تر خصلتوں غیر کے پہلے اور نہیں فارغ ہوئے تھے غسل کے گراں انداز و بیشمار مخلوق جمع ہوئے تھے
 خدا کی شہادت میں نہیں معلوم تھی کیا کہ وفات اونکی کی یاد کر دی گئی تھی اور غازی پڑھنے والو نہیں سے بعد حسن
 ہو کہ پچاس روز آدمی تھے اور بعض نے کہا ہر اس سے بھی زیادہ اور چھ مرتبہ نماز پڑھی گئی انیسویں آگ
 پھر مٹی اور سب سے تادم کے عصرتک فن پر قدرت مولیٰ اور کو بیویں بیس سے تک اونکی قبر
 پر پڑی تھی کہ مقبرہ خیزان میں جانب شرقی دفن کیا جاؤں کیونکہ زمین اوسکی طبیعت
 کی ہادی نہیں ہے اور جب بن جریج فقیر مکہ اور شیخ الشیخ امام شافعی کو خبر ہوئی تو انہوں نے
 اور نایاب کیس یاد رکھا اور جب شعبہ کو خبر ہوئی تو انہوں نے کہا اور کہا کو فتنہ نور علیکم رحمہ اللہ اور آگاہ
 اب بھی وہ لوگ نہ مل سکتے کیونکہ نہیں کھینکے اور بعد مدت مدید بادشاہ ابو سعید ستونی خوارزمی
 نے پاکین اقبہ بنوا ربا اور اوس کے پہلو پر ایک رسلہ رکھ دیا اور صدقہ المقابری کہ وہ سحاب اللہ ہوا
 ایت ہے کہ جب امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ دفن کیے گئے تو انھوں نے ماتم غیب کی آواز میں رات باریسی کہ کہل تھا
 مقامات جاتی رہی پس نہیں فقہ ہر واسطے تمہارے پیش و تم اللہ اور جو تم غائب وفات پا گئے تھا
 پس کون ہی ایسا کہ رات بھر جاؤ اور بعض نے کہا ہر شب تقال میں جنات رکھو اور لوگ آواز اونکی
 اور شخص نہیں دیکھتے تھے **فصل بیست و نواں** اور کہنے میں اماموں کے امام

کے جیسا کہ وہ اونکی حیات میں ادب کرتے تھے اور یہ کہ قبر اونکی ادائی حاجات کی
 نیت ہی جانتا تو کہ ہمیشہ علما اور صاحب حاجات اونکی قبر کی زیارت کرتے ہیں اور قضای حاجات
 میں اونکو وسیلہ کرتے ہیں اور نہیں امام شافعی ہیں جبکہ وہ بغداد میں تھے تو ان سے مروی ہو کر آیا
 اونھوں نے میں امام ابو حنیفہ کی قبر سے برکت لیتا ہوں اور اونکی قبر پر پا کر تا ہوں پس کوئی حالت
 مجھ کو پیش ہوتی ہو تو دو رکعت پڑھتا ہوں اور اونکی قبر کی طرف آتا ہوں و اللہ تعالیٰ سے نزدیک ہے
 سوال کرتا ہوں تو میری حاجت جلد پوری ہو جاتی ہو اور روایت ہے کہ امام ابو حنیفہ نے جنابی کو
 نثار سے مترجہ خواب میں دیکھا تو پس دل میں کہا اگر انکی متبہ دیکھو گا تو سوال کرو گا کہ خلافت کو اپنے خاندان
 سے نجات دے پس دیکھا اور سوال کیا پس قبول کیا اور سکو اللہ اور ابو سعید مغانی فضل بن خالد روایت ہے کہ
 میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا پس عرض کیا میں نے یا رسول اللہ امام ابو حنیفہ کے
 علم کی نسبت کیا فرماتے ہیں فرمایا یہ وہ علم ہے جسکی لوگوں کو احتیاج پڑتی ہو اور مسدود ہے عبد الرحمن بھی
 سے روایت ہے کہ وہ مکہ میں درمیان کن اور مقام ابراہیم کے قبل فجر سوئے پس دیکھا رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم پس عرض کیا یا رسول اللہ آپ انکی نسبت جو کو فیہ بن نعمان بن ثابت تھے کیا فرماتے ہیں
 میں اونکا علم انکاروں پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو رو علم اونکا اور عمل کرو انکے علم پر
 اور انھیں چھاپا ہو اور بعض نے اماموں حنبلی المذہب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا
 پس عرض کیا یا رسول اللہ مجھ کو مذہب سے مطلع فرمائیے فرمایا مذہب تین ہیں پس میرے قلب میں واقع ہوا
 کہ امام ابو حنیفہ رحمہ مذہب کو بوجہ تسکرای کے خارج کر دینگے پس شروع کیا آپ نے اور فرمایا ابو حنیفہ
 اور شافعی اور احمد پھر فرمایا مالک صحیح تھے ہیں انتہی انھیں آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اس بات
 تعین مذہب اور تقلید مجتہدین کی ثابت ہو گئی اور غیر مقلد و نو چون و چرا کرنے کی جگہ باقی نہیں رہی
 مان البتہ اسکو خواب خیال سمجھا اعتبار نہ کرینگے لیکن وہابی صاحب کے انکار سے منکر جزو نبوت شرعی
 حدیث شریف میں وارد ہو کہ سچا خواب نبوت کا ایک حصہ ہے اور نیز اس بیان سے شرف و منزلت امام صاحب کی
 بیہودانہ مجتہدین پر ثابت اور تحقق ہو گئی اور دربارہ استنباط مسائل اور احکام شرعی کے کچھ کھار

اصطیاط تھی اور زہد و اتقا میں ایسا کہ تبار تہ ہوا کہ تہ تک مثل او کا نظر نہیں آیا کہ قطع نظر تابعی ہونے کے
اس قدر فضائل و کمالات کسی میں تھے اس امت محمدیہ پر او کا بہت بڑا تفضل و احسان ہو اور پھر انہیں
علم و ناقہ و اس جہاد دی او کے کے او کو نہ مانا اور بڑا

او کا ایک بھرتنقصان نہ ہو یا نہ ہو بلکہ معترض اور معترضین اور اس سبب سے
ہو یا نہ ہو کہ نور فی شانہ و سبب گناہ نہ ہو مگر راجع جرم خاصیت سگ بہن بودہ اور تہ فیض
میں امام جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں کہ خطیب ابو وہب محمد بن مزاحم سے روایت کی ہو کہ او بخون
سات عبد اللہ بن مبارک کو کہتے تھے اگر اللہ عز و جل مہری امانت امام ابو حنیفہ اور امام سفیان
واسطی سے نہ کرتا تو میں تلخ ہوا ہوں کہ ہوتا اور روایت کی گئی ہو محمد بن عبد جبار کہ امام بن حنفیہ
عبدالرحمن سے کہا گیا کیا تم راضی ہو کہ امام ابو حنیفہ کے غلام وغیرہ سے ہو کہما نہیں تھے آدمی کے پاس
کہ زیادہ نفع و عطا یا ہو مگر امام ابو حنیفہ کے اور خطیب احمد بن صباغ روایت کی ہو کہما سنا تھے
امام شافعی کو کہما او بخون امام مالک سے کہا گیا تھے امام ابو حنیفہ کو دیکھا کہ کہا مان تھے ایسے شخص کو کہا
تھا کہ تم کلام کرے اس طرح سے کہ وہ سکو سکو کا ثابت کرے تو اس شخص کی حجت سے سونے کا ہو گا
اور خطیب نے محمد بن سعد کا تب سے روایت کی ہو کہما سنا تھے عبد اللہ بن داؤد کو کہتے تھے اے

واجب ہو کہ امام ابو حنیفہ کو واسطی نماز و نذرین عالم کا گریں اور خطیب نے
کی ہو کہ تہ شاد و بن حکیم سے سنا کہ تہ تھے نہیں دیکھا میں زیادہ
یہ بھی بن عیین سے روایت کی ہو کہما سنا یہ بھی بن عبد القطان کو کہتے تھے نہیں سنی میں نے ثوی
براہی ام ابو حنیفہ سے اور تہ اکثر اقوال و احادیث میں کہا بھی بن عیین نے یہ بھی بن سعید قزوینی
کو فوٹو کیا کرتے تھے اور لو نہیں امام ابو حنیفہ کا قول اختیار کرتے تھے اور ان کی راہی کا اتباع کیا کرتے
اور بھی بن فضال سے خطیب نے روایت کی ہو کہ امام ابو حنیفہ اکثر قرآن شریف کو زبان میں ساتھ
پڑھتے تھے اور روایت کی خطیب نے ابو روا سے کہ آدمی امام ابو حنیفہ کو برکنے والے قسم میں ایک
کرتے و اور دوسرے کے مال سے ناواقف اور دیکھ کر ان واقف ہوئے تھے بن محمد بن حنفیہ

ابو حنیفہ کے بارے میں

حسن بن اویس بن سلیمان سے روایت کی ہو کہ اویس بن اسحاق کی تفسیر میں کہ نہیں قائم ہو گی قیامت
 یہاں تک کہ ظاہر ہو جا علم وہ علم امام ابو حنیفہ کا اور تفسیر ثار کی ہو اور بشر بن معمر سے روایت ہو کہ اویس بن
 نے اپنے حدیث ابو عبد الرحمن بن قمری نے بیان کی اور ابو حنیفہ سے حدیث کی روایت کر کے
 تو کہتے ہیں حدیث شریفہ بیان کی اور ابو حنیفہ سے روایت ہو کہ اسنا بن اسیر سے کہتے تھے
 نعمان بن ابی حمزہ بن اویس بن قمری کہ اویس بن قمری نے کہا کہ اویس بن قمری نے کہا کہ اویس بن قمری نے کہا کہ
 وزیر اور امراء نے اکرام کیا اور مسرت تھے جو شخص امام ابو حنیفہ کو در بیان آتا اور در بیان خدا کے
 رکھیا گیا میں اسید کرتا ہوں کہ پھر وہ کچھ خوف نہ کر گیا اور اسمعیل بن عیاض سے روایت ہو کہ اسنا بن
 اور اصحاب اور عمر بنی دونوں کہتے تھے کہ امام ابو حنیفہ مشکلات مسائل کو سب زیادہ جانتے ہیں اور وفات
 ان کی بنا، امین بنی اور قمر بنی خیران میں مدفون ہو اور قبر ان کی اوس جگہ مشہور ہے زیارت کی جاتی ہے
 اور حافظ مالہ بن مریم نے تہذیب میں کہا کہ نماز اور حجہ بارگاہی گئی اور دفن ہوتا ہے سبب
 از حدیث کثیرہ کے قدرت ہوئی انتہی ملخصاً اور امام حنفی جامع الاصول کی دسویں جلد میں لکھا ہے
 کہ امام ابو حنیفہ کی نزاہت پر دلالت کرتا ہے جیسا دینا اللہ کا ذکر اوس کے کو تمام جہان میں اور علم ہے کہ
 روی زمین پر اور اندر زمین کو ساتھ مذہب فقہ اویس کے اور جو علم و فضل و کمال کے اور یہ اگر کسی اور شخص
 جسکی اللہ تعالیٰ نے توفیق دی ہو تو خدا تعالیٰ اہل اسلام کو اس پر جمع نکلتا اور اویس کی تقلید پر اور عمل کے
 پر ساتھ برای اور مذہب اویس کے کے کو کوثر و قربت کرتا انتہی اور در اثبات اللیب میں ہو کہ میں کہتا ہوں
 زیادہ تر فوی دلیل اویس کی جلالت شان کی یہ ہو کہ ہزار مہار و ہند اور ماوراء النہر وغیرہ کے
 واصل خدا یو جو عمل کرنے کے فقہ اویس کی پر ہو گئے انتہی اور کشف المحجوب میں ہو کہ معاذ رازی نے
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں کیا پس عرض کیا میں آپ کو کمان طلب کون فرمایا نزدیک
 فقہ ابو حنیفہ کے انتہی اور تملیق مجید میں جناب مولانا بحر العلوم ابو الحسنات محمد عبد الحمیدی صاحب
 دام بالا فضائل لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ کے بیان مناقب جیسے عقل انسان کی عاجزی اور
 مناقب میں ایک جامع ہے ملای مذاہب متفقہ سے کتاب میں نصیحت کی ہیں اور زمین طعن کی ہیں اور

جامع الاصول
 جلد دوم
 صفحہ ۱۰۸
 مناقب
 مولانا بحر العلوم
 جلد اول
 صفحہ ۱۰۸
 مناقب

مگر بڑے مصباح اور بڑے جلیل نے اور طعن کرنے والا اگر محدث یا شافعی ہوگا تو ہم اوپر اس کے مناقب کی کتابیں جو اس کے علمای مذہب کے تصنیف کی ہیں پیش کریں گے اور اس کو وہ مناقب امام صاحب جو اس پر مبنی ہیں دکھلا دیں گے جیسے جلال الدین سیوطی نے تبذیر الصنیفہ فی مناقب ابی حنیفہ تصنیف کی ہے اور ابن حجر مکی نے خیرات الحسان فی مناقب النعمان لکھی ہے اور زہبی نے اوکو تذکرہ حفاظ میں راجع کیا ہے اور اوکی مدح کی ہے اور لکھنا اس کے مناقب میں لکھا ہے اور ابن خلکان نے اس کے مناقب اپنی تاریخ میں ذکر کیے ہیں اور یافعی نے مرآت الجنان میں مناقب بیان کیے ہیں اور حافظ ابن عسقلانی نے تقریر غیرہ میں ذکر کیا ہے اور تہذیب کی ہے اور امام نووی شارح مسلم نے تہذیب السامیہ اور امام غزالی نے احیاء العلوم میں مناقب لکھے ہیں اور اگر وہ شخص ملے ہوگا تو اس کے علم جو مناقب لکھے ہیں ان سے اس کو واقف کریں گے مثلاً حافظ ابن عبد البر وغیرہ کے اور اگر وہ شخص حنبلی ہوگا تو اس کے مذہب و علم کی تصریحات پر مطلع کریں گے مثلاً یوسف بن عبد اللہ و حنبلی کے جھوٹے تنویر الصنیفہ مناقب ابی حنیفہ لکھی ہے اور اگر وہ شخص مجتہدین ہوگا تو ہم اس کو مجتہدین اور محدثین کا کلام سنائیے اور اگر عامی الاذہب ہوگا تو وہ جو یا یونین سے ہے بلکہ اونسے بھی زیادہ جھٹکا ہو یا ہو اس کو ہم فخر کا مستحق کریں گے انتہی پس فضائل و مناقب امام صاحب کے بیان کرنے کو ایک قدر کارہی اس مختصر میں اس کی بجائے نہیں اور جو اسکے ان مناقب کو مقلدین سن کر خوشی سے باغ باغ ہو گئے اور شکرین کے دل آتش حسد و اغ داغ ہو گئے اندکی باتو بگفتہ و بدل ترسیم کہ کہ دل آزرده شوی ورنہ سخن بسیار است *

قال اور ایک مغالطہ امام اعظم کے مقلد حدیث پر چلنے والوں کو کہتے ہیں کہ جان و حدیث میں آپس میں ستراض ہیں و مانع امام اعظم نے اس حدیث پر عمل کیا ہے جو حدیث میں احتیاط بھی پائی جاتی ہے اور صحیح بھی زیادہ ہے سو جواب اس کا یہ ہے کہ یہ بات باطل غلط ہے کیونکہ بہت سی حدیثیں ایسی ہیں کہ جن پر امام اعظم نے عمل نہیں کیا وہ نسبت ان حدیثوں کے کہ جن پر امام اعظم نے عمل کیا ہے صحیح بھی پاؤ ہیں اور احتیاط بھی اور حدیثیں پر عمل کرنے میں جو موجود ہیں انہیں **اقول** حنیفہ اسکے ہرگز نہیں کہ ہر جگہ احتیاط ہی پر عمل کی یہ محض حترض صاحب نے خود مغالطہ دیا بلکہ حنیفہ کے مخالفین

کتاب کی تصدیق

من لکری اور نہیں نکاح مگر ولی سے اور ہر سکر حرام ہو کر گیا اسکو ابو الفرج نے اور مثل اسی کو امام احمد
 اور سحن بن ابی یوسف مروی ہے انتہی اور امام بخاری کا یہ کہنا کہ یہ حدیث اسبابین زیادہ صحیح ہے اسکو
 مقتضی نہیں کہ فی نفسہ ہی یہ حدیث اشد نزدیک صحیح ہو بلکہ اعتبار اور روایتوں کے اور شو صحیح ہو و قدسین
 طلق کی حد امام طحاوی کا یہ ہے **هَذَا حَدِيثٌ مُسْتَقِيلٌ لَاسْتَدَارَ غَيْرُ مُضْطَرٍ فِي إِسْنَادِهِ وَمَكْنِي خِلَافَهُ**
الْبُشَيْرِيُّ فَإِنَّهُ أَضْعَافُ الْبُشَيْرِيِّ بِنِهَايَةِ ضَعْفِ اسْنَادِهِ یہ نہیں اندھڑا ہے اسناد اور متن اس کے میں
 بخلاف حدیث بصر کے کہ اسکی اسناد اور متن میں مضطرب ہے انتہی اور عمرو بن علی الفلاس مروی ہو کہ
 انھوں نے حدیث طلق عندک اشد من حدیث بصر کی حدیث بصر کے حدیث صحت کے میں حدیث طلق
 کی بہتر نزدیک یا ثابت ہے حدیث بصر سے انتہی بلکہ طبرانی اور ابن خزم نے بھی طلق کی حدیث کو صحیح کہا
 اور بصر کی حدیث میں شیخ الاسلام علامہ عینی نے بنائین جبری گفتگو کی ہے نہ ناسخ خلاصہ اسکایہ لکھا کہ
وَعَلَى كُلِّ تَقْدِيرٍ حَدِيثُ بَصْرٍ مُعْلُولٌ وَقَالَ فِي الْعَمَامِ هُوَ عِنْدَ الْجُمْهُورِ مُعْلُولٌ
 یعنی ہر صورت کے حدیث بصر کی معلول اور ضعیف ہے اور کہنا امام میں یہ حدیث نزدیک بخاری کے معلول انتہی
 اور علامہ عینی دو ستر مقام پر لکھتے ہیں کہ اس حدیث کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے بڑے صحابہ
 و برو تو بیان نہیں کیا یہاں تک کہ کسی نقل اسکی صحیح نہیں ہوئی اور بیان کیا تو بعد عورت سال آنکہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کواری عورت سے بھی زیادہ حیا راز تھی اور باقی جتنی حدیثیں اور صحابہ سے مروی ہیں
 سب میں ضعیف اور کذابا وی بھر ہوئے ہیں چنانچہ تفصیل انکی بنایا ہے لے لواتی نواقض و موقوف
 ملاحظہ فرمائیے اور اسی قائل میں عمر رض اور علی رض اور ابن عباس رض اور عبد اللہ بن مسعود اور عمار بن
 اور زید بن ثابت اور حذیفہ بن الیانی و عمران بن حصین ابوالبراء و سعید بن ابی قحاصہ بن ابی جریج
 اور سعید بن مسیب تابعین سے اور سفیان ثوری کا بھی یہی مذہب ہے **وَقَالَ** مسلم و امام احمد و ترمذی
 کے ٹوٹنے سے اس نماز کو از سر نو پڑھنے کے قائل نہیں نہ کر سکیے قائل ہیں حال آنکہ اسبابین حدیث صحیح
 ہے کہ سند امام احمد اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن جریر و ابوت ہی علی بن طلق رضی اللہ
 عنہ **اقول** یہ محض غلط ہے کہ امام صاحب از سر نو نماز کے قائل نہیں بلکہ تمام فقہ کی کن بولند

رہے

رہے

رہے

رہے

رہے

رہے

رہے

رہے

رہے

رہے

رہے

امام نووی شرح مسلم میں کہتے ہیں وَأَجَابُوا عَنْ حَدِيثِ الثَّوْمِيِّ مَا مَسَّتْ بِجَوَابِ
 أَحَدٍ مِمَّا أَنَّهُ مَسَّتْ بِجَوَابِ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ آخِرَ لَدُنِّي مِنَ النَّبِيِّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَكْتُ الْوُضُوءَ مِمَّا مَسَّتْ الْكَافُوهُ وَهُوَ حَدِيثٌ صَحِيحٌ وَأَجَابُوا
 وَالسَّكَاةُ وَغَيْرُهَا مِنْ أَهْلِ الشَّيْءِ بِأَسَانِيدِهِمُ الصَّحِيحَةِ وَالْجَوَابُ الثَّانِي أَنَّ الْمَاءَ
 بِالْوُضُوءِ غَسَلَ الْفَمَ وَالْكَفَيْنِ ثُمَّ إِنَّ هَذَا اخْتِلَافٌ الَّذِي حَكِيكُنَا كَانَ فِي
 الصَّدِّيقِ الْأَوَّلِ ثُمَّ أَجْمَعَ اللَّهُ لِمَا يُعَدُّ ذَلِكَ عَلَى أَنَّهُ لَا يَلِيقُ بِالْوُضُوءِ بِأَكْثَرِ مَسَّتْ
 الْكَافُوهُ يَعْنِي مِمَّا مَسَّتْ الْكَافُوهُ وَجَوَابُ بَيْنِ كَيْتِ كَيْتِ بِهَذَا
 مَسْنُوعٌ بِجَابِرٍ كِي حَدِيثُكَ أَمَّا أَوْضَعُونَ آخِرُ دَوَامٍ وَنَحْنُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَكْنَا وَضُوءَ
 تَحَا أَوْسَ حَيْثُ جَسَدُ الْغُلَامِ بِجَابِرٍ أَوْ رِيهِ حَدِيثٌ صَحِيحٌ بِهَذَا آيَتِ كِيَا اسْكُو بُوْدَاوُورِ نَسَائِي وَغَيْرِهِ
 اِبْلِ سَنَجِ اسْمُ صَحِيحَةٍ سَ أَوْ دَوْرُ جَوَابِ بِهَذَا مَرَادُ وَضُوءٍ هُوَ نَسَائِي لَوْرَا تَحْوُ كِيَا بِهَذَا خِلَافُ
 جَوَابِ بِيَانِ كِيَا قِرْنِ لَوْلِي مَن تَحَا بِهَذَا عِلْمُ بَعْدُ اسْمَاتِ بِرِجَاعِ كِيَا كِيَا وَضُوءُ كِيَا كِيَا بِهَذَا
 نَسَائِي كِيَا كِيَا سَ وَاجِبُ نَسَائِي هُوَ نَسَائِي أَوْ دَوْرُ مَقَامِ بِرِجَاعِ كِيَا كِيَا كِيَا كِيَا كِيَا كِيَا
 عِلْمُ نَسَائِي كِيَا كِيَا كِيَا كِيَا كِيَا كِيَا كِيَا كِيَا كِيَا كِيَا كِيَا كِيَا كِيَا كِيَا كِيَا كِيَا
 رَاشِدِينَ ابُو بَكْرٍ رَافِعُ رَافِعُ رَافِعُ رَافِعُ رَافِعُ رَافِعُ رَافِعُ رَافِعُ رَافِعُ رَافِعُ رَافِعُ رَافِعُ
 اَوْرَابُ الدَّرْدِ اَوْرَابُ الدَّرْدِ اَوْرَابُ الدَّرْدِ اَوْرَابُ الدَّرْدِ اَوْرَابُ الدَّرْدِ اَوْرَابُ الدَّرْدِ اَوْرَابُ الدَّرْدِ
 اَبِي حَنِيفَةَ اَوْرَابُ الدَّرْدِ اَوْرَابُ الدَّرْدِ اَوْرَابُ الدَّرْدِ اَوْرَابُ الدَّرْدِ اَوْرَابُ الدَّرْدِ اَوْرَابُ الدَّرْدِ
 جَوَابِ بِهَذَا كِيَا كِيَا كِيَا كِيَا كِيَا كِيَا كِيَا كِيَا كِيَا كِيَا كِيَا كِيَا كِيَا كِيَا كِيَا
 اَوْرَابُ الدَّرْدِ اَوْرَابُ الدَّرْدِ اَوْرَابُ الدَّرْدِ اَوْرَابُ الدَّرْدِ اَوْرَابُ الدَّرْدِ اَوْرَابُ الدَّرْدِ
 وَضُوءُ كِيَا كِيَا كِيَا كِيَا كِيَا كِيَا كِيَا كِيَا كِيَا كِيَا كِيَا كِيَا كِيَا كِيَا كِيَا
 نَسَائِي كِيَا كِيَا كِيَا كِيَا كِيَا كِيَا كِيَا كِيَا كِيَا كِيَا كِيَا كِيَا كِيَا كِيَا كِيَا

۳۳۶
 جَابِرِ
 مَسَّنَدُ

قدیمی بات ہو اس سے کیا ہو سکتا ہے یہ بالکل اہم بات ہو کسی بات کا دعویٰ کرو تو اپنے ملک کا اثبات
 بھی لازم سمجھو ورنہ اس بی استعدادی پر ناظر فکر و فکر گفتی نذر کسی بات کو کار و میکن جو گفتی و بیشتر
 بیارہ بلکہ خود جا رہے جو راوی و موضوع کے ہیں وہی راوی ترک وضع کو آخر الامر میں کہنے میں غرض خفیہ
 کسی صورت سے اعتراض ممکن نہیں مان جاہل آدمی جو چاہے کہ وہ معذور ہو **قال** سالم خمس
 امام عظیم کے نزدیک شراب کا سکر بنانا اور اس کا کھانا پینا جائز ہے **اقول** بحث اسکی بارہویں مغالطہ کے
 جواب مسئلہ بانیسویں میں مفصل موجود ہے حاجت مکرر بیان کرنے کی نہیں ہے **و** سخن گر چہ کہند
 شیرین بودہ سزاوار تصدیق و تحسین بودہ چو کیا گفتی کو باز پرس کہ حلو چو کیا خورد و سزاوار
قال ششم امام عظیم کے نزدیک کعبہ کی پشت پر نماز پڑھنی درست ہے حالانکہ یہ بات خانہ کعبہ کی
 تنہا کے بھی خلاف ہے اور پیغمبر کی حدیث کے بھی بعکس ہے دیکھو تیزی اور ابن ماجہ میں روایت
 ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہ کما منع کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نماز پڑھی جاوے
 سات جگہ میں **اقول** کعبہ پر نماز پڑھنی مکروہ ہے چنانچہ بیاضی **قال** لا یکرہ لک فیہ
من تراہ التعلیم وقد ورد اللہ عن محمد بن عبد اللہ عن علی بن ابی طالب عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 بسبب اس کے کہ او میں ترک تعلیم اور تحقیق اس سے نہیں وارد ہوتی یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 انتہی اس طرح تمام فقہ کی کتابوں میں مکروہ لکھا ہے اور خود ترمذی اور ابن ماجہ اس حدیث میں کو با
 اگر اہمیت صلوات میں لکھا ہے پس معلوم ہوا کہ میں نہیں کہ نزدیک بھی ان مواضع میں نماز مکروہ ہے البتہ
 اگر خفیہ بلکہ اگر اہمیت نماز کو درست کہتے تو احتیاط کے سنا فی تھا اس طرح مقہور اور راستہ اور حرام
 میں جو کہ نزدیک نماز سادہ نہیں ہوتی بلکہ مکروہ ہوتی ہے علاوہ اسکے یہ حدیث ضعیف ہے چنانچہ
 ترمذی نے کہا ہے حدیث ابن عمر کہ اسناد کا لکھنا **قال** لکھنا **قال** لکھنا **قال** لکھنا **قال** لکھنا
من قبل جعفر یعنی حدیث ابن عمر کی اسناد قوی نہیں اور تحقیق یہ حدیث جو میں کلام کیا گیا
 باعتبار حافظہ ان کے کے انتہی پس اول تو معترض صاحب کو اسکی محبت و نچانی چاہیے تھی اور
 یہ کہنا مناسب تھا کہ انہی میں کو نسبی ہے اور پھر مذہب امام صاحب کا بلکہ اگر اہمیت اور کتب نزدیک جائز ہو

میں یہ تصدیق ہے

۱۰
 ۱۱
 ۱۲
 ۱۳
 ۱۴
 ۱۵
 ۱۶
 ۱۷
 ۱۸
 ۱۹
 ۲۰
 ۲۱
 ۲۲
 ۲۳
 ۲۴
 ۲۵
 ۲۶
 ۲۷
 ۲۸
 ۲۹
 ۳۰
 ۳۱
 ۳۲
 ۳۳
 ۳۴
 ۳۵
 ۳۶
 ۳۷
 ۳۸
 ۳۹
 ۴۰
 ۴۱
 ۴۲
 ۴۳
 ۴۴
 ۴۵
 ۴۶
 ۴۷
 ۴۸
 ۴۹
 ۵۰

بائیں عرض صاحب سبکو بالای طاق رکھ کر اپنے دل کا بخار خوب نکالا چھوٹا منہ بڑی بات دخل
در مستقولات نیسے ٹوٹیا اور عقل و فہم یہ کچھ نہ خفیف حدیث کو بھی محبت کر انکر اپنی جہالت ظاہر
کرتے ہیں یہ سب کچھ فہم و انصاف کی ایک لائن ہی کی بدولت حاصل ہوئی ہے **ہر** خسرو خا کہ

نمودنی از یہ آخری باد صبا این ہمہ وردہ تست **قال** اور ایک خالطہ مقلدین ایہ

چلنے والوں کو پتہ ہے کہ حدیث پر چلنے والے فقہ کی کتابوں کے مسائل کو بڑا جانتے ہیں بلکہ بعض لو
گوں کو وہ بھی کہتے ہیں **انما قول** اس خالطہ کو معترض صاحب حنفیہ کی طرف کیون نسبت کیا خود

مرد و مسائل لکھتے ہو گوروہ کیا کریں عادت پڑی کہ چھٹی **ہر** خوی بدو طبیعتی کہ نسبت

نزدیک وقت مرگ از دست **قال** مسئلہ اول میں دوم کہ ایک مرد و مسئلہ فقہ حنفیہ کا حدیث پر چلنے والا

نزدیک ہے جو کہ تاریخ اختلاف میں لکھا **انما قول** یہ دونوں مسئلہ محض بی اصل میں ہرگز قابل

اعتبار نہیں چنانچہ نو ابصار ابیر بھوپا اسکے قول کو معترض صاحب کالو حین الشملہ سمجھتے ہیں

اپنی کتاب کتاب التباس میں لکھتے ہیں یہ حکایت جس کا خلاصہ تیرہ نو نا کا نام ہے و غلام کام شرع میرا ہے

محض بی اصل ہے اس لیے کہ علی الاطلاق عدم اعتبار اسکے اقوال کا محتاج بیان لیں اور نہ تالف

تو اے شرع اصل قصہ اگر معلوم ہو اور جوہ طعن ظاہر ہوں تو کچھ کہا جاوے **مسئلہ الدیاب**

برکات وضع الزکلی ہ کوئی کام سوای عیب جہنی اگر ہم نہیں **درہم** ق طعیانہ تعہد ہوں اگر

قال مسئلہ سوم اور ایک مرد و مسئلہ فقہ حنفیہ کا حدیث پر چلنے والوں کے نزدیک ہے جو کہ حیا العلوم میں

لکھا **انما قول** یہ حکایت بلا استدلال بہت نہیں حیا العلوم میں تو بعضی موضوعات ہیں

بھی لکھی ہیں اور یہ تو فقط قصہ غلام و اسکے معترض صاحب نے کوئی حدیث بھی تو اسکے مخالف نظر

لکھی اور حنفیہ کی طرف یہ جواب ہے کہ اونکا اس پر عمل نہیں **قال** مسئلہ ہمارا اور ایک مرد و مسئلہ

فقہ حنفیہ کا حدیث پر چلنے والوں کے نزدیک ہے جو کہ قنواوی قاضی خان میں لکھا **انما قول**

جواب اسکا مسئلہ نسبت و دوم کے جواب میں موجود ہے **قال** مسئلہ پنجم اور ایک مرد و مسئلہ

فقہ حنفیہ کا حدیث پر چلنے والوں کے نزدیک ہے جو کہ قنواوی قاضی خان میں لکھا **انما قول**

در مستقولات نیسے ٹوٹیا اور عقل و فہم یہ کچھ نہ خفیف حدیث کو بھی محبت کر انکر اپنی جہالت ظاہر کرتے ہیں یہ سب کچھ فہم و انصاف کی ایک لائن ہی کی بدولت حاصل ہوئی ہے ہر خسرو خا کہ نمودنی از یہ آخری باد صبا این ہمہ وردہ تست قال اور ایک خالطہ مقلدین ایہ چلنے والوں کو پتہ ہے کہ حدیث پر چلنے والے فقہ کی کتابوں کے مسائل کو بڑا جانتے ہیں بلکہ بعض لوگوں کو وہ بھی کہتے ہیں انما قول اس خالطہ کو معترض صاحب حنفیہ کی طرف کیون نسبت کیا خود مرد و مسائل لکھتے ہو گوروہ کیا کریں عادت پڑی کہ چھٹی ہر خوی بدو طبیعتی کہ نسبت نزدیک وقت مرگ از دست قال مسئلہ اول میں دوم کہ ایک مرد و مسئلہ فقہ حنفیہ کا حدیث پر چلنے والا نزدیک ہے جو کہ تاریخ اختلاف میں لکھا انما قول یہ دونوں مسئلہ محض بی اصل میں ہرگز قابل اعتبار نہیں چنانچہ نو ابصار ابیر بھوپا اسکے قول کو معترض صاحب کالو حین الشملہ سمجھتے ہیں اپنی کتاب کتاب التباس میں لکھتے ہیں یہ حکایت جس کا خلاصہ تیرہ نو نا کا نام ہے و غلام کام شرع میرا ہے محض بی اصل ہے اس لیے کہ علی الاطلاق عدم اعتبار اسکے اقوال کا محتاج بیان لیں اور نہ تالف تو اے شرع اصل قصہ اگر معلوم ہو اور جوہ طعن ظاہر ہوں تو کچھ کہا جاوے مسئلہ الدیاب برکات وضع الزکلی ہ کوئی کام سوای عیب جہنی اگر ہم نہیں درہم ق طعیانہ تعہد ہوں اگر قال مسئلہ سوم اور ایک مرد و مسئلہ فقہ حنفیہ کا حدیث پر چلنے والوں کے نزدیک ہے جو کہ حیا العلوم میں لکھا انما قول یہ حکایت بلا استدلال بہت نہیں حیا العلوم میں تو بعضی موضوعات ہیں بھی لکھی ہیں اور یہ تو فقط قصہ غلام و اسکے معترض صاحب نے کوئی حدیث بھی تو اسکے مخالف نظر لکھی اور حنفیہ کی طرف یہ جواب ہے کہ اونکا اس پر عمل نہیں قال مسئلہ ہمارا اور ایک مرد و مسئلہ فقہ حنفیہ کا حدیث پر چلنے والوں کے نزدیک ہے جو کہ قنواوی قاضی خان میں لکھا انما قول جواب اسکا مسئلہ نسبت و دوم کے جواب میں موجود ہے قال مسئلہ پنجم اور ایک مرد و مسئلہ فقہ حنفیہ کا حدیث پر چلنے والوں کے نزدیک ہے جو کہ قنواوی قاضی خان میں لکھا انما قول

اقول قاضی خان نے یہ صورت امام ابو یوسف سے نقل کی ہے اس جہ سے کہ عمل نہیں چاہیے قاضی خان
 میں اس سے پہلے یہ عبارت موجود ہے اذ اصحابنا الطائفة في القدر مكان التحل في الحيلة فان كل
 يظن انك لا تروى عن ابي يوسف انه يعلی ثلثا لا یؤخذ به كذا الحنطة اذا طجت
 في الخبز لا یطهر البکاء یعنی جس وقت پکانیوالا ماندی میں سرکہ کی بکھ شراب غلیظ ڈال دے پس کبھی
 پاک نہیں ہوگا اور وہ جو امام ابو یوسف سے روایت ہو کہ وکتوین بار جو بن یا جا سوود قابل اعتبار
 نہیں آسیر کیوں جب شراب میں پکانے جائیں کبھی پاک نہیں ہوگا انتہی اس عبارت معلوم ہوتا ہے کہ
 امام ابو یوسف قول پر قوی نہیں اور اگر متعرض صاحب امام ابو یوسف پر اعتراض ہو تو محض جہاں
 اس لیے کہ کوئی حدیث اس کی حرمت پر ال نہیں اور اگر کسی حدیث میں بھی وارد ہو تو وہ نیز بھی نہیں چاہیے
 مسئلہ ابست دوم کے جواب میں گذر چکا اور اسی مسئلہ پنجم میں جو تیسری صورت ہے اس کے پاک ہونے میں
 ٹچہ شبہ نہیں تمام نجاسات اس طرح دھوئے پاک ہو جاتی ہیں **قال** مسئلہ ششم ہفتہم کہ ایک مرد
 مسئلہ فقہ حنفیہ کا حدیث پر چلنے والوں کے نزدیک ہے جو کہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے **اقول**
 اس کا جواب بھی مسئلہ ابست دوم کے جواب میں مذکور ہے اور جو **اب** مسئلہ ششم کا مسئلہ دوازہم میں
 اگر لکھے بعض فقہ حنفیہ کا عمل نہیں تو متعرض صاحب کو شکل بڑی کی اس لیے کہ کسی حدیث کی مخالفت ان مسائل میں
 متعرض صاحب ثابت نہیں کر سکتے اس لیے جو فقط زبانی جمع ہے پر اکتفا کی ہے **قولہ** مسئلہ سیزدهم الخ
اقول حنفیہ نزدیکیت مسئلہ مفتی بن نہیں بلکہ اس میں صاحبین کے قول پر قوی ہے اور امام صاحب مدظلہ
 سے سال سوم کے جواب میں گذر چکا بلکہ ابن ہمام نے امام صاحب کے قول کو قوی کہا ہے وہاں کہ
 خوب تفصیل موجود ہے ملاحظہ فرمائیے **قولہ** مسئلہ چہاردهم **اقول** اس کی بحث مسئلہ چہارم کے جواب میں
 مفصل مذکور ہے **قولہ** مسئلہ پانزدہم **اقول** اگر حنفیہ پر اعتراض ہو تو اوں کا عمل اسے نہیں بلکہ
 صاحبین کے قول پر قوی ہے اور اگر امام صاحب پر اعتراض ہو تو جواب اس کا مسئلہ ششم کے جواب
 میں گذر چکا **قولہ** مسئلہ شانزدہم الخ **اقول** اس کی بحث مسئلہ پنجم خالطہ بارہویں کے جواب میں
 قرار اقمی مذکور ہے **قولہ** مسئلہ ہفتم الخ **اقول** جواب اس کا مسئلہ دوازہم کے جواب میں خوب

مفصل موجود ہے **قولہ** مسند ہیچ ہم **اخلاق** حنفیہ کے نزدیک سب سے طویل عمل نہیں بلکہ تمام فقہ کی کتابوں میں دباغت سے جلد خیر اور آدمی کو مستثنیٰ کر دیا ہے اور امام ابو یوسف کی طرف سے یہ جواب ہے کہ کہ حدیث کے یہ مسلک مخالف نہیں بلکہ حضرات ظاہر کو تو اس مسلک میں کچھ بھی چون و چرا کرنا نہیں چاہیے اس لیے کہ حدیث میں جو الفاظ ہیں اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ کسی کا چہرہ ہو دباغت پاک ہو جانا ہے اور کہیں حدیث میں کسی چیز کی تخصیص بھی نہیں پائی جاتی ہے **مسلم** میں ہے **عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا دَخِلَ الْهَابُ فَقَدْ طَهَّرَ** یعنی ابن عباس سے روایت ہے کہ اہل انصون نے سنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے جب چہرہ دباغت یا جاسے تو تحقیق وہ پاک ہو جاتا ہے اور ترمذی میں ہے **أَيُّهَا الْهَابُ فَطَهَّرْ** یعنی جو چہرہ دباغت یا جائیگا تو تحقیق وہ پاک ہو جائیگا اتنی اور اس حدیث کو ترمذی نے صحیح کہا ہے اس حنفیہ تو امام ابو یوسف کو اس حدیث کا یہ جواب ہے کہ قرآن میں **أَوْحَلُّكُمْ حُزْنَ** کا ترجمہ جس کا کیا ہو اس سے تخصیص کر لیا جائیگی کیونکہ ضمیر فاعل کا مرجع خبر ترمذی ہم نہیں اور امام ابو یوسف نے مرجع اس کا حکم لیتے ہیں اور حدیث میں عمومیت تو موجود ہے اور کسی حدیث میں تخصیص نہیں پائی جاتی پس امام ابو یوسف پر تو اعتراض محض بجا ہے ظاہر یہ کہ مشکل بڑھ گئی کیونکہ وہ کلیہ اور نکاح کہ کیا ہے خدا صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کے معنی نہیں سمجھتے تھے جو آپ ہر حال میں دباغت حکم طہارت کا دیا جانے لے گا تب شروع ہو گا کہ عرض صاحب بھی خبر کی طرف ضمیر پھر ہے اور آیت حدیث کی تخصیص کہ بیگہ کو قاعدہ کلی اور نکاح باقی نہ رہے گزرا امام ابو یوسف جو حکم کی طرف ضمیر پھر ہیں اس کا جواب عرض سنا سب کو ہی حدیث سے نہ نکلے ذرا سوچیں اور گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں کہ اس سو فہمی پر یہ عوامی حدیث دانی کس پر پڑتی پائی **ع** عاشق ہوئے ہیں یا کہ ہم کس سید پر ہرگز انہارا ٹھوٹی سامان ہی نہیں **قولہ** مسند نو زہم تمام **مسند** دوم **اخلاق** قول یہ مسلک کسی حدیث کے مخالف نہیں پس اعتراض بجا ہے **قولہ** مسند بست دوم **اخلاق** قول بحث اس کی مسند دوم اور ششم کے جواب میں مذکور **قولہ** مسند بست و چہارم **اخلاق** قول یہ مسئلہ بھی کسی حدیث کے مخالف نہیں بلکہ **مسند** بست و چہرہ ششم **اخلاق** قول حدیث جو یہ شبہ کے ساقط ہو جاتی ہے نہ چہرہ ششم دوم کے

۲۰
احادیث
مختلفہ
مختلفہ
الغیر
مختلفہ

جواب میں تفصیل اسکی موجود ہے **قولہ** مسئلہ بہت ہفتہم **انہ** **اقول** سمین تو اشد کہ اسہیت موجود ہے
 اس سے زیادہ کسی حدیث سے ثابت نہیں ہوتا **قولہ** مسئلہ بہت ہشتہم **انہ** **اقول** یہ مسئلہ بھی کسی حدیث
 کے مخالف نہیں **قال** مسئلہ بہت ہنہم اور ایک دوسرے مسئلہ فقہیہ کا حدیث پر چلنے والوں کے نزدیک
 یہ ہے جو کہ دلائل میں شرح در المنار میں لکھا ہے **انہ** **اقول** حالت اضطرار میں جب خوف جان ہوتا ہو
 تو حرام نہ تو ذکر نماز زبان سے کہہ کر بھی کہنا جائز ہے اور اس طرح جو دوا حرام ہو اگر وہ میں شفا نسخہ ہو اور کوئی
 بقای جان کے واسطے دوا یا دین نہ ہو تو اوقات و سکا استعمال کسی حدیث کے مخالف نہ ہو گا مگر یہ صورت
 فرضی عدم الوجود ہی اس واسطے لفظ فقہیہ کو شفا پر مقدم کیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے علاوہ اسکے بول
 مراد بول انسانی لینا کیا ضروری ملکیشیا اپنی طاور بکری کا بھی ہو سکتا ہے جو خفیہ کے نزدیک بلا ضرورت
 اس پیشاب کا استعمال بھی درست نہیں کہونکہ وہ حدیث عربین اور حدیث بول مائیکو کل محمد کو
 حدیث استندھو عن البول سے جس کو حاکم نے ابو ہریرہ کے روایت کیا ہے منسوخ کہتے ہیں مگر طاہر
 نزدیک یہ چیز میں منسوخ نہیں بلکہ تو اسے اعتراض ہمیں کسی صورت میں نہیں پہنچ سکتا خود مترض صاحب نے
 مسئلہ پنجواں و ششمین حدیث عربین بخاری اور ترمذی سے نقل کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بلا ضرورت
 بھی اون کے نزدیک انکا پیشاب پینا دوا کے لیے جائز ہے یہ عجیب معلوم ہے کہ اپنے معمولات کے اعتراض اور
 دوسرے اعتراض **لا مذہب** میں شرم کا کچھ بھی اثر نہیں ہے اعتراض اور نو برانی خبر نہیں
 چنانچہ از قطنی اور سنن امام حمد میں ہے عن البراء قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 لا بأس ببول مائیکو کل محمد یعنی برابر بن عازب روایت ہو کہ انھوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم نے نہیں مضایقہ پیشاب وں چیر کا کہ کھایا جا گوشت اسکا انتہی اور جابر رضی روایت
 میں ہے قال کل لحمہ قال لا بأس ببولہ یعنی جس شے کا گوشت کھایا جاوے پس میں کچھ مضایقہ
 پیشاب میں مانتی اسوجہ امام مالک اور امام احمد نزدیک اپنی طاور بکری کا پیشاب پاک ہے اور جہر نزدیک
 یہ حدیث اسی حدیث مذکور سے منسوخ ہے پس مترض صاحب کا اعتراض محض لغو اور بی اصل ہو گیا
 کہ کوئی حدیث لکھتے ہیں نہ کوئی آیت فقط اپنی زبان کو رو قہج میں کافی سمجھتے ہیں اسے کیا ہوتا ہے

میں یہاں بھی ہے

۲۰

بادین حصول کے لئے کہ میں نے کرو اور آپ اپنے منہ سے ان کے لئے فرمایا کہ تم کو ہر ایک کے لئے فرمایا کہ
 یاد کو یونہی نہ باتو تاکہ اس کو کوئی تعین نہ ہو کہ یہ جو کچھ کہتے ہیں کیا اس میں کوئی غلطی ہے اور کیا اس میں کوئی غلطی ہے
 لغو ہو گیا مرض میں یہ کہے ہو کہ یہ قول سید علی ہمدانی **اقول** ہر ایک میں لکھا ہے کہ یہ قول سید علی ہمدانی
 فی نفسہ سید سید الموصی بن سید اس قول کو امام فخر الدین رازی نے تفسیر فرمایا کہ یہ قول میں لکھا ہے کہ یہ
 اس عبارت کے بعد لکھا ہے **قلت** ومفادہ اھا افضل من الفیض یعنی میں کہتا ہوں کہ مفادہ اسکا
 یہ جو کہ امامت اقتدا سے افضل ہے انتہی **حاصل کلام** یہ جو کہ یہ قول کسی حنفی یا شافعی کا نہیں ہے بلکہ
 ہونا غائب کسی غیر معتد ظاہر یہ کہ قول ہو کہ اس کے نقل کرنے سے کچھ غلطی ہو سکتا ہے ہونا لازمی نہیں ہے بلکہ غلطی
 ہو سکتی ہے کہ قرأت کافی ہو اور قرأت خدمت الامام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیشک جھڑکا ہو اور شہادہ
 کے نزدیک قلمی کو قرأت واجب ہو **وہم** لکھا ہے **فجھڑکا** علاوہ اس کے کہ کوئی بظہر احتیاط امامت کے لئے تو
 کوئی مضامین بھی نہیں ہے نہ صائب سائل نقل کیا ہے اور کوئی وجہ میں لکھا ہے کہ نہیں ہے بلکہ
 زیادہ تحقیق کرنی ضروری ہے نہ یہ نقطہ اتنا کہ دنیا کافی ہے کہ یہ سائل کسی حدیث کے مخالف نہیں ہے بلکہ
فعلیہ السلام اور پھر عرض کیا کہ یہ کہنا کہ قسم کے سائل میں یا میں بعض غلطی ہے جس سائل
 تمام عمر میں کمال انفسانی اور تلاش استعانت غیر قلمی ہے جیسے کچھ اور تھوڑے لکھے ہیں اس میں کوئی
 علم و فہم کی سب قلمی کھل گئی یا کوئی لکھا ہے کہ صاحب تصنیف بن بیٹھے اور دو چار حدیثیں پڑھ کر ان کی
 سچ اور جھٹلا سنا یا فساد کا دم بھرنے لگے **کہ** گزیراں یافت روزی خواہش را دانہ سلیمانی بہ بڑی
 مورد نکاح سے سخت وان باشند **قال** لکھا ہے **قال** لکھا ہے **قال** لکھا ہے **قال** لکھا ہے **قال** لکھا ہے
 کہ کتاب ہدایہ ہمارے مذہب کی بڑی قبول اور جامع ہے نیز اعلیٰ اور کچھ کے عمل کیے جاتے ہیں اور اگر
 روایات پر فتویٰ دے چکے ہیں اور ان کے اس کے کسی سلسلہ پر بھی کسی شخص نے حرج و مرج نہیں کیا ہے
 لیکن حدیث پر چلیو اس کو نہیں دیتے ہیں اور اس کی اکثر حدیثوں کو ضعیف اور بعض کو مردود اور جائز
 بتاتے ہیں جو جواب کہ علماء متقدمین میں کتاب ہدایہ کو کوئی بھی قبول نہیں سمجھتا اور نہ اس کے سب
 سائل پر کوئی شخص عمل کرنا صحیح جانتا ہے البتہ شخص کو کوئی قبول بھی کرتے ہیں اور اس کے تمام سائل

۲۰
 دلائل
 جہاں
 جہاں
 جہاں

عمل کرنا بھی صحیح جانتے ہیں **اقول** اعتراض صاحب کج ہو چکا کہ ان حدیثوں کی نسبت علامہ علیہ
یون کہتے کہ یہ معنی کسی حدیث کا ثابت نہیں ہوتا اور ضوں نے تو فقط الفطوری لفظی کی ہے کہ یہ حدیث ان لفظوں
نہیں پائی گئی اس میں کچھ جابست نہیں کیونکہ روایت بالمعنی کو جو ہو محدثین جائز کہتے ہیں گو امام صاحب کے
نزدیک جائز نہیں جو فقط اعتراض اس قدر ہو گا کہ صنف یہاں امام صاحب کی تقلید میں سوا کے خفیہ
قائل نہیں بہت سائل ایسے ہیں کہ امام صاحب کی روایتیں نہیں کرتے بلکہ جو قول مفتی بہ ہو اور سہل
گرتے ہیں وہ صاحبین کے طور پر ہو خواہ طرفین کے خواہ شیخین کے **قولہ** حدیث دل **اقول**
عینی میں لکھا ہے **هَذَا الْحَدِيثُ هَذَا لَفْظُهُ لَمْ يَخْرُجْ عَنْ أَحَدٍ قَائِمًا أَخْرَجَهُ أَبُو أَدُوْدٍ وَخَدِجَةُ
لَفْظُهُ لَا وَضَعُوا لَمْ يَكُنْ رَأْسُ اللَّهِ عَلَيْهِ** یعنی اس حدیث کو ان لفظوں کے کسی نہیں ہا کہ
بلکہ ابوداؤد وغیرہ نے جو روایت کی ہے اس کے اندر اس میں کہ نہیں ضرورتاً اور شخص جو اللہ کا نام نہ
اتہی آپ ہم پوچھتے ہیں دو نوٹ کئے معنوں میں کیا فرق ہے بلکہ معنی تو ایک ہیں البتہ الفاظ کا فرق ہے پھر اس کے
تمام محذوین روایت بالمعنی جائز نہیں اور صاحب کیا یہ کو روایت بالمعنی جائز ہے انصاف ہو ملاحظہ فرمائی
شرح مسند امام کے خطبہ میں لکھتے ہیں **فَاصْلًا أَنَّهُ لَمْ يَخْرُجْ إِلَّا بِالْمَعْنَى وَلَوْ كَانَ مُرَادُ فَا
لِلْمَعْنَى خِلَافًا لِلْفَرْقِ مِنَ الْمُخَرَّجِينَ فَالْمَعْنَى وَالرُّوَايَةُ بِالْمَعْنَى لَا يَسْمَعُ عِنْدَ سَائِلِ الْمَعْنَى**
یعنی حاصل یہ ہے کہ امام صاحب روایت بالمعنی جائز نہیں کہنے اگرچہ وہ ہم معنی اصل کے ہو بخلاف جمہور محدثین
پس تحقیق انھوں نے جائز کہا ہے روایت بالمعنی کو خصوصاً وقت بحوالہ اصل کے انتہی جس کے محدثین کے
نزدیک مطلقاً روایت بالمعنی جائز ہے خاص کر اس وقت میں کہ جب اصل حدیث با، نہ تو روایت بالمعنی میں
کوئی محدث بھی اسکا نہیں تاجہ اگر صاحب علیہ روایت بالمعنی کی تو کونسا قصور ہو تمام حدیث کی ان
روایت بالمعنی موجود ہے ورنہ ایک قصہ میں انھوں نے الفاظ مختلف نہتے حال انکہ حجۃ الوداع وغیرہ کی حدیث
دیکھ کیسے مختلف الفاظ سے موجود ہیں پس اسی ہی مسئلہ میں امام صاحب کو نوجا ہے کہ اپنے عیوب کو چھپاؤ
اور دوسروں پر لازم لگاؤ **مسئلہ** کو اذکب کفر فرما دیا ان بات جو مسلمان ہیں تہذیب و ایمان کی بات
ہے نہ ہر طرح سے ان کو دنیا میں ہو گا کوئی نہ لگا دیکھا ہے اوپر سننا نہیں تو ان کی بات **قولہ** حدیث دوم الی آخر

اقول یعنی میں جو و ماورک هذا الحديث بهذا اللفظ والذي وخر هو ما رواه اللذان
 عن ابن عمر رضي الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لم يخلوا اصابعكم
 لا تخلوها الله بالثا يوم القيامة واخرجها الطبراني من حديث وائل بن حجر
 عن النبي صلى الله عليه وسلم قال من لم يخل اصابعه بالماء خلها الله بالثا
 يوم القيامة وفي الباب عن لقيط بن صمم وابن عباس قال ان سمعيت معوذتي
 عثمان وعبد الله بن مسعود بن نبيذ بن بولي بن حريش ان الفاظ من اوردوه جو وارد ہو
 ہ وہ ہر کہ جسکو داغ دینی نے سن اپنی میں ابو ہریرہ رضی سے روایت کیا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم خلال کرو اوٹکیاں اپنی کا شہر خلال کر گیا اوٹیں اللہ سے کہے کہ قیامت کو اور روایت کیا
 اسکو طبرانی نے حدیث وائل بن حجر سے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص خلال کر گیا
 اوٹکیاں اپنی کا ساتھ پانی کے تو خلال کر گیا اللہ تعالیٰ انکا ساتھ آگ کے دن قیامت کو اور اس
 باب میں حدیث لقیط بن صمم اور ابن عباس اور ربع بنت معوذ اور عثمان و عبد اللہ بن مسعود رضی
 بھی مروی ہیں انتہی اس طرح ان دونوں میں کو الفاظ کا کچھ فرق ہو گیا ہے نوٹ کیا ایک ہے مستخرج
 نے دھوکا دینے کو یعنی کی پوری عبارت نقل نہیں کی وہ کیا دیانت و امانت ہے آخر فرمایا اور
 دھوکا کی بات کھل گئی کہ اگر شہرہ کنی درمیان صدیکہ خرد و زورث ان دہر کہ کا فورست
قولہ حدیث سوم الخ **اقول** یعنی میں یہ هذا الحديث بهذا اللفظ کہ مخرجہ احمد
 والاک الامانة السنة اخر جوف قیامتہ وکتبہم من حدیث مسروق عن عائشة
 رضی اللہ عنہا قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یحلب الیام من فی کل شیء
 فی طہون و تنخلہ و شربہ کلہ و اہ البکاء و سلم و النساء و ابی بنہ
 فی الطہاک و ابوا و در فی الباس و الرمید فی الصلوات و الفاظہم متفقہ و اخر جوف
 ابن حبان و لفظہ کان یحلب الیام من فی کل شیء فی و صونہ کہ فی التخل
 الا شحال یعنی اس حدیث کو ان الفاظ سے کسی روایت نہیں کیا ہو لیکن مجہون اماموں نے اپنی

کہ ابوہریرہؓ کی روایت کی ہر حدیث مسروق سے روایت ہو عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا وہ خود نے رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کو دست رکھتے تھے وہ اپنی ہاتھ سے شروع کرتے کہ ہر یومین یہاں تک کہ وضو اپنے میں
 اور جو تیاں پہنے میں اور گنگھی کرنے میں اور کل حال اپنے میں روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم اور ابوداؤد
 اور ابن ماجہ طہارت میں اور ابوداؤد نے اباس میں اور ترمذی نے صلوٰۃ میں اور الفاظ او قریب
 میں اور ابن حبان جو روایت کی ہر اس کے لفظ یہ ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوست رکھتے تھے
 تیار کو ہر بات میں وضو اپنے میں یہاں تک کہ گنگھی کرنے میں اور جو تیاں پہنے میں انہی احادیث میں
 بھی خود کر لیجئے کہ خود میٹھیں گے الفاظ میں فرق ہو مگر معنی اور سبب کا ایک ہے کچھ حدیثیں ہیں کہ نواری نے
قولہ حدیث ہمارم اقول عینی میں تو ہذا الحدیث غریب کا ذکر کیا ہے کہ حدیث
 واستدل الشافعی مؤرخاً فیما ذهب الیہ باحدیث منها ما روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 انہ قال فاعسل فمہ فقیل لہ الا شؤنا وضوءنا لا للصلوۃ فقال لکما الوضوء من
 الفیض یعنی یہ حدیث غریب ہے نہ فیہ لہ اسکا کتب حدیث میں امام شافعی نے دو مقلدوں میں سے کسی حدیث سے
 استدلال کیا ہے یعنی اوکی وہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہو کہ آپ نے فرمایا پس وضو اپنے
 پس کیا گیا آپ کہ وضو نماز کا سا آپ کیون نہیں کرنے فرمایا تو سے ایسا ہی وضو ہوتا ہی نہیں آپ خود فرمائیے
 کہ صاحب ہدیہ اگر کہید کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہو کہ آپ نے فرمایا اور وضو نہیں کیا میں
 کیا خلاف ہو گیا بیشک اس حدیث میں معلوم ہوتا ہو کہ آپ نے وضو نہیں کیا تھا بلکہ فقط منہ دھولیا تھا
 جس بات میں امام شافعی کا اختلاف تھا وہ بیان کر دیا زیادہ کی کیا ضرورت تھی البتہ اگر اسکے مطلب میں
 وقت ہوتی تو مناسب تھا اور محدثین کے نزدیک بھی تو کسی تفصیل معنی حدیث کی جائز ہواست مخرج معتبر حدیث
 کرنی بھی جائز و امام نووی شرح مسلم میں لکھتے ہیں الصبیح اللہ فی ذہب الیہ الجاہل و المؤمنون
 من اصحاب الحدیث والفقہ والاصول التفصیل وجواہر ذلك من العارف اذا كان
 ما ذكره غير متعلق بما ذكره الحديث لا يختل البیان ولا يختلف الدلالة لا بدک کہ
 یعنی اور صحیح مذہب جمہور مؤرخین صحابہ حدیث اور فقہ اور اصول میں اس تفصیل سے اور صحابہ و ائمہ

۴
 حدیث
 جداول
 صفحہ

جائز ہو چکا وہ شریعت کو اسے ترک کر دیا ہو غیر متعلق اوس سے جو کچھ اوس نے روایت کیا ہی باطل ہو کر بیان نہ
 ہو چکا اور دلالت اوس کے چھوڑنے سے مختلف نہ ہوتی **قولہ** شیعہ **اقول** کہا علامہ عینی نے
 ۱۔ الحدیث بهذا اللفظ غیر ہے ائما و اہل اہل اود و الترمذی عن حدیث ابن عباس
 رضی اللہ عنہما و لفظہ ان الیٰہما و لا یحییٰ الیٰہما من نام مصطلحاً فانہ اذا اصطلح
 استخرجت مقاصلہ و رواہ احمد فی مسندہ و الطبرانی فی معجمہ و ابن ابی شیبہ
 فی مصنفہ و الدارقطنی فی سننہ و رواہ الیٰہما عن فی سننہ و لفظہ لا یحییٰ الیٰہما
 حل من نامہ لیساً و قائماً و ساجداً کتبت بضم جنبہ فانہ اذا اصطلح استخرجت
 مقاصلہ یعنی یہ حدیث ان الفاظ سے غریب ہے بلکہ ابوداؤد و ترمذی حدیث ابن عباس سے روایت
 کی ہے اوس کے الفاظ یہ ہیں کہ وضو نہیں واجب تا مگر اوس شخص جو سو لیٹ کر لیٹ کر جب لیٹ جاوے گا تو
 جوڑ اوس کے ٹھیلے ہو جائیگا اور روایت کیا اسکو امام احمد سند اپنی میں ابو طرانی نے مجموعہ میں اور
 ابن ابی شیبہ نے مصنف اپنی میں و دارقطنی نے سنن اپنی میں اور روایت کیا اسکو بیہقی نے سنن اپنی میں
 اور لفظ اوس کے یہ ہیں کہ وضو واجب نہیں اوس شخص جو بیٹھ کر یا کھڑے ہو یا سجد میں سو جاوے یا نہ
 کھڑے ہو یا نہ کھڑے لیٹ جاتا ہو جوڑ اوس کے ٹھیلے ہوتے ہیں اسی میں بھی صاحب دلیہ بیہقی نے حدیث کے او
 میں کچھ فرق نہیں لکھ کر اپنی ہی فہرست میں نو دو ہو جاتا ہو دون طالعہ کتب فقہیہ میں حدیث شریف کا
 سمجھا بہت مشکل ہے **ثروند** نامہ سوزن ہر کی صورت و بغیر فقہ نہیں اعتبار کی صورت
قولہ حدیث ششم **اقول** کہا علامہ عینی نے کہ یک کما حدیث الشرح اصل هذا الحديث
 و اما قال الأثرانی و تبعه الأکمل بدلیل کافی عن ابن عباس عن جابر بن عبد اللہ
 عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال ائما و ضحان فی الجنابة و نفلان فی الوضوء
 و لفظ الاکمل سستان فی الوضوء و قال الشرحی و اما قول صاحب الهدایہ
 بدلیل قولہ علیہ السلام ائما و ضحان فی الجنابة و سستان فی الوضوء فلا
 نعرف قلت روی الدارقطنی و الترمذی فی سننہما ما یقارب لک من حدیث بركة

ابْنِ مُحَمَّدٍ يَحْكِي عَنْ يُونُسَ بْنِ أَسْبَاطٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ خَالِدٍ بِالْحَكَاةِ عَنْ
 ابْنِ سِينَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَضْمُضَةُ
 وَالْإِسْتِشْقَاقُ لِلْحَبِّ ثَلَاثُ فَرِيضَةٍ وَكَوَاهُ الْحَاكِمِ فِي الْمُسْتَدْرِكِ وَلَفْظُهُ قَالَ
 جَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَضْمُضَةَ وَالْإِسْتِشْقَاقَ لِلْحَبِّ ثَلَاثَ فَرِيضَةٍ
 وَقَالَ لِيهِمْ مَعَى رَفَاهِ الثَّقَاتِ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ خَالِدٍ بِالْحَكَاةِ عَنْ ابْنِ سِينَةَ
 مُسَدَّدًا وَقَالَ الشَّيْخُ تَقِيُّ الدِّينِ بْنُ الْإِمَامِ وَقَدْ مَرَّ بِهَذَا الْحَدِيثِ مَوْضُوعًا كَثِيرًا
 غَيْرَ حَدِيثِ بَرَكَةِ يَعْنِي نَحْوُ كَرَامَتِ كَسْبِي شَرَحَ بِرَأْيِهِ أَصْلَ اسْ حَدِيثِ كِي بَانَ تَرَاوِيهِ دَرَكَمِ نَ
 كَمَا هُوَ بِدَلِيلِ اسْ جَوْرَاوِيَّتِ كِي كُنْ بَانَ عَبَّاسٍ وَرَجَابِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ثُمَّ فَرَمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 نَ لَمْ كَلِي كَرَانَا وَزَنَا مِينَ بَانِي دَالِنَا جَانِبَتِ مِينَ فَرَضِ هُوَ وَرَوْضُونِ نَفْلِ هُوَ وَرَفْظُ الْكَمِ كِي وَضُونِ
 وَوَسَنَتِ بِنِ أَوْ كَمَا مَرَّ جِي نَ لِكِي قَوْلِ صَاحِبِ هِدَايَةِ كَا بِدَلِيلِ قَوْلِ الْخَضِرِ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَمَا كَرَامَتِ شَقِاقِ وَ
 مَضْمُضَةٍ جَانِبَتِ مِينَ فَرَضِ بِنِ وَرَوْضُونِ سَنَتِ بِنِ بَسْ نَهْدِي بِنِ جَانِبَتِ بِنِ كَمَا هُوَ مَعْنِي دَارِ قَطْعِي أَوْ بَرَقِي
 ابْنِ سِينَةَ مِينَ اسْ قَرِيبِ قَرِيبِ بَرَاوِيَّتِ كِي هُوَ حَدِيثُ بَرَكَةِ بِنِ مُحَمَّدٍ مَلِكِي سَ وَنَحْوُ كِي يُونُسَ بْنِ أَسْبَاطٍ سَ
 وَنَحْوُ كِي سُفْيَانَ سَ وَنَحْوُ كِي خَالِدِ صَدَاوَسَ وَنَحْوُ كِي ابْنِ سِينَةَ سَ وَنَحْوُ كِي ابْنِ هُرَيْرَةَ سَ
 كَمَا كَرَمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَ مَضْمُضَةٍ وَاسْتِشْقَاقِ مَعَ بَرَكَةِ وَاسْطَ وَثَلَاثُ فَرَضِ كَمَا بَانَ
 أَوْ رَوَاوِيَّتِ كِيَا اسْ كَوَا كَمَ نَ مَسَدَرِ كِي مِينَ أَوْ لَفْظُ اسْ كِي يَهُ مِينَ كَمَا كَرَمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَ
 مَضْمُضَةٍ وَاسْتِشْقَاقِ كَوَا وَاسْطَ جَبَكِ دَوْنَهَا مِينَ فَرَضِ كِي أَوْ كَمَا هُوَ مَقْبُولِي نَ رَوَاوِيَّتِ كِيَا اسْ كَوَا ثَقَاتِ
 سُفْيَانَ ثَوْرِي أَوْ نَحْوُ كِي خَالِدِ صَدَاوَسَ وَنَحْوُ كِي ابْنِ سِينَةَ وَرَوَاوِيَّتِ كِيَا اسْ كَوَا شَيْخِ تَقِيِّ الدِّينِ نَ رَوَاوِيَّتِ كِيَا
 يَهُ حَدِيثِ مُتَصِلِ سَوَايِ حَدِيثِ بَرَكَةِ كِي انْتَقَى أَبَ تَعْرِضِ صَاحِبِ كِي مَالِ اللَّهِ أَوْ رَوَاوِيَّتِ كِيَا كَوَا غَيْرُ كَرَامَتِ بَرَكَةِ
 كَا تَقَرُّهُ وَوَا الصَّلَاقِ ذَكَرَ رَدِيَا وَكَانَ مَسْكَاسِ بَرَكَةِ جَبَكِ نَحْوِ حَدِيثِ مِينَ خَلَاطِ مَلَطِ كَرَامَتِ مِينَ أَوْ
 نَحْوِ بَاتِ جَبَاوِيَّتِ مِينَ يَهُ هُوَ دَوْرُ نَهْدِي رَتَامِ دَحْرِ مِينَ فَقَطْ سَرُوحِي كَا قَوْلِ نَفْلِ كَرِيَا أَوْ عِلَامَةِ عَيْنِي كَا
 تَحْقِيقِ جَوْرَاوِيَّتِ كِيَا كَرَامَتِ كِيَا كَوِي حَدِيثِ مِينَ مِينَ لِي تَرَكُوا كِيَا اسْ صَاحِبِ هِدَايَةِ بَرَكَةِ تَعْرِضِ بَرَكَةِ كَمَا هُوَ

بعضوں کی تلاش صرف بتی ہو تو انکو پتا نہیں لگتا دوسرے اوپر گاہ کرتے ہیں مگر مترض صاحب بھی صغیر
امانت اور دیانت ہیں بھرتی ٹرنیکے قابل ہیں ایسی جگہ مترض صاحب وجود دیکھ حدیث اور قرآن میں کتنا
حق پر بڑی وعید و ازہر سیالای طاق رکھ دیتے ہیں امام صاحب و خفییہ کی بڑائی کو جہانگیر جٹ
سج ملا کے بیان کرنا ممکن خود نسخہ نہیں کرتے اور شروع جواب میں غلطی میں خود لکھتے ہیں عوام کو گمراہ
وافق ہو جاویں اور خفییہ کے اس دھوکے میں نہ آویں اور خود اس ٹٹی کی آئین کیا کچھ گل کھلا رہے ہیں
فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِيَ الْأَبْصَارِ ایسی فریبیہ دعا کی بات تو نہ خدا کی مار اور رسول کی پھٹکار مترض صاحب کے
بھگتے ٹٹو یا لوگ خوب جانتے ہیں اور انکی بناوٹی باتوں کو خوب پہچانتے ہیں کی بناوٹ بہت
سی باتوں میں بہر کہیں جھپتی ہر بنائی بات یہ **قولہ** حدیث ہفتم **اقول** کما علامہ عینی نے
لَمْ يَكُنْ هَذَا الْحَدِيثُ هَذَا اللَّفْظَ إِلَّا أَنَّ ابْنَ مَاجَةَ رَوَاهُ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ مَاجَةَ قَالَ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْمَاءَ طَهُوْرٌ مَا لَمْ يَلْبَسْهُ إِلَّا مَا غَلَبَ عَلَيْهِ رِيحُهُ وَطَعْمُهُ
کوئی نہ بنی نہیں تا رہی یہ حدیث ان الفاظ مگر ابن ماجہ اسکو حدیث ابو امامہ روایت کیا ہے کما فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بانی پاک ہی نہیں ناپاک کرتی اسکو کوئی شے مگر وہ چہ چہ جو اسکی بو اور ریح
اور رنگ پر غالب آجائے اتنی جس صاحب اپنے اپنی طرف اس حدیث کو نہیں لکھا ابن ماجہ کی حدیث ایسے
الفاظ بیان کی ہو کہ جس معنی میں باطل تغیر نہیں ہوا البتہ لفظ تغیر لایا ہے **قولہ** حدیث ہشتم الی آخرہ
اقول کما علامہ عینی کوئی کہہ لے اَوْ كُنْتُ حَدِيثَ الْمَشْهُوقِ غَيْرَ أَنَّ الشُّفْعَانِ فِي ذِكْرِ
شَرْحِهِ رَوَاهُ أَبُو حَنِيفَةَ الشَّيْخُ قَتَادَةَ بِإِسْنَادِهِ وَلَكِنْ فِيهِ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ
وَالسَّلَامُ أَنَّهُ قَالَ إِلَى آخِرِهِ وَتَبِعَهُ إِلَّا كَمَلُ فِي ذَلِكَ حَيْثُ نَفَعَكَ فِي شَرْحِهِ هَكَذَا وَقَالَ
صَاحِبُ الدَّرَايَةِ كَذَا أَمَّا الشَّيْخُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِذَلِكَ فِي رِوَايَةِ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
یہی نہیں مذکور ہے یہ حدیث کتابوں شہور حدیث کی ہیں مگر شفعا فی نے اسکو اپنی شرح میں لکھا ہے کہ
ابو علی حافظ سمرقندی نے اسکو مع اسناد روایت کیا ہے لیکن ابوسمین النخعی سے روایت ہو کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا الخ اور علامہ اکمل نے اس میں اوٹا اتباع کیا ہے اسلئے کہ اسکو اپنی شرح میں

وَرَأَيْتُ أَنَّهُ وَإِنْ رَأَتْ دَمًا فَلْتَقُصِّدْ شَيْئًا مِنَ الْمَاءِ وَتَغْتَسِلْ مَا كُنْتُ فِيهِ وَكَوْنِي
 ابْنِي شَيْبَةَ فِي مَصْنَعِهِ وَكَوْنِي أَلَا أَمَّا أَبُو جَعْفَرٍ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْحَارِثِ وَكَوْنِي
 كَمَا الْبَيْتُ وَفِي رَوَايَةٍ أُخْبِرْتُ وَأَقْرَبُ بِهِ بِالْمَاءِ وَاغْسِلِيهِ وَصَلِّ فِيهِ وَشَيْبَةَ بِالْمَاءِ
 یعنی اصل حدیث کی اصل صحیح حدیث میں ہے لیکن اس لفظ سے روایت نہیں کی گئی اور روایت کیا ہے
 ایسے سننے والے کہ ابی بنی و ابی بنی اور الفاظ مسلم کے یہ ہیں حدیث ہے اسما بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا سے کہا وہ خون نے
 آئی ایک عورت امین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پس عرض کیا کہ ہم میں سے کسی کے پیر پر خون حیض کا
 آگیا تاہم کیا کرے فرمایا وہ اس کو کھپ ڈالے پھر پھر اس کو دھو ڈالے پھر اس سے نماز پڑھے اور ایک روایت
 ابوداؤد میں ہے کہ عورت کو دھو پھر پانی سے ملے اس کو پھر دھو اس کو اور ایک روایت میں ابوداؤد کی ہے اگر وہ
 خون ہے پس چاہے کیا کچھ پانی سے اس کو دھوے اور چاہے کہ دھوے اس کو بیتک اثر اس کا معلوم نہ ہوا
 نماز پڑھے اور اس روایت کیا اس کو ابن ابی شیبہ مصنف ابی بنی اور روایت کیا اس کو امام ابو محمد نے
 کتاب منی بنی اور ابی بنی روایت میں ہے چھیل تو اس کو اور ملے تو اس کو پانی سے اور دھو تو اس کو اور نماز پڑھ
 اس سے اور ابی بنی چھیل تو اس کو اور ملے تو اس کو پانی سے اور دھو تو اس کو اور نماز پڑھ
 صاحب فقط ایک ہی ٹکڑے کا ذکر کر کے باقی کو چھوڑ گئے قولہ حدیث یازدہم **اقول** كما عا
 عَنِ هَذَا الْحَدِيثِ بِهَذَا اللَّفْظِ غَرِيبٌ وَقَالَ ابْنُ الْجَوَارِيِّ فِي التَّحْقِيقِ وَالْحَقِيقَةُ
 بِحَدِيثٍ عَلَى نَجَاسَةِ الْمَنِيِّ بِحَدِيثٍ مَرْسُومٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ الْعَائِشَةُ
 لِعَسْلِمٍ إِنْ كَانَ رَطْبًا وَافَرَكِيهِ إِنْ كَانَ يَابَسًا قَالَ وَهَذَا حَدِيثٌ لَا يُعْرَوْنَ إِنَّمَا رَوَى
 نَحْوُهُ مِنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ قُلْتُ حَدَّثَ الْمَرْفُوعُ مِنْهُ أَوْ مِنْ عَدْرِهِ لَا يَسْتَلْزِمُ نَفْيَ مَعْرِفَةِ
 غَيْرِهِ إِنَّمَا أَهْلُ الْحَدِيثِ فِي الصَّحَابَةِ وَقَدْ رَوَى مُسْلِمٌ وَالْأَكْبَرُ عَنْ عَائِشَةَ مِنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ
 قَالَ كُنْتُ غَسِلْتُ الْجَنَابَةَ مِنْ نَوْبِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجْتُ إِلَى الصَّلَاةِ وَ
 أَنَّ يَمْرُؤًا مَاءً فِي نَوْبِهِ وَقَالَتْ أَيْضًا كُنْتُ أَفْرَأُ الْمَنِيَّ مِنْ نَوْبِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُغْسِلُ فِيهِ أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ وَأَبُو دَاوُدَ وَابْنُ الدَّرَافِطِيِّ وَالْبَيْهَقِيُّ عَنِ

عائشہؓ کا کہنا کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذاکا
 طبا وافر کیا اذاکا نکاح کیا یعنی یہ حدیث ان الفاظ غریب ہو اور کہا ابن جوزی نے کہ خفیہ جہت کپڑے
 ہیں مٹی کا پاک پتھر اور اس حدیث سے کہ روایت کیا ہو انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور یہ
 حدیث نہیں پہچانی جاتی ہے بلکہ مثل اسکے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہو کہنا ہو نہیں سکتا کہ ابن جوزی غیر کا
 پہچانا اسکو لازم نہیں کہ دوسرا بھی نہ پہچانے حالانکہ اصل اس حدیث کی صحاح میں موجود ہو اور مسلم اور
 ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابوداؤد نے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ میں نے پاک کی اور رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے دھویا کرتی تھی پس نماز کو تشریف لیا اور تری کپڑے میں ہوتی اور بھی کہا
 انھوں نے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے ملا کرتی تھی پس اس سے نماز پڑھتے تھے سو اس کا
 اسکو مسلم اور ابوداؤد نے اور روایت کیا دافرنی اور ہرقی نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم کے کپڑے دھوئے تھے جب تڑھوتی اور ملدلتی اسکو گروہ شک ہوئی اتنی اور علامہ ابن ہمام شیخ الفیثی
 اسی مقام پر لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو دھونیکا حکم دیا ہو اسکو اللہ جل جلالہ نے یہ کہہ کر
 صلی اللہ علیہ وسلم اسکو جاتے تھے صفا اور وقت میں جب یہ فعل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا کر رہا ہو ابوجہد انفات کر
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طرف باکا آپڑے ایسے اور فقہوں نے حال اس سے اور ظاہر تر اس سے
 یہ قول عائشہ رضی اللہ عنہا کہ میں نے دھوئے تھے اسکو کپڑے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سے نماز کیا اس سے تشریف
 لیا اور اثر پانی کا کپڑے میں ہوتا کیونکہ ظاہر ہے کہ آپ کو کپڑے کی تری محسوس ہوتی ہوگی اور یہ سبب التفات کا ہے
 طرف حال ثوب کے اور فقہوں کا خبر اسکی سے اور اس وقت سبب کا ظاہر ہو گا اور اسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 برقرار رکھا پس وہ کپڑا پاک تھو تا تو آب پانی کے تلف کرنے سے بلا ضرورت منع فرمادیتے اسلیکے اس وقت پانی
 اس میں ہوتا کیونکہ اس وقت بلا حاجت پانی کے صرف کو کہتے ہیں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بھی بلا ضرورت دھونیکا
 تکلیف دینی ہے علاوہ اسکے مسلم میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کو دھویا کرتے
 پھر نماز کو تشریف لیا اسی کپڑے اور میں اثر دھونیکا اس کپڑے میں دیکھتی تھی پس اگر اسکو مٹی حقیقی پر محمول
 کیا جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود بذات خاص اسکو دھوتے تھے تو ظاہر ہے یا مجاز پر محمول ہونا چاہیے

۲
 دفعہ

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو اسکا حکم دیا ہو پس آپ کے علم پر تفرع ہوا تھی **قولہ** حدیث دوازہم
اقول کہا علامہ عینی کہ اس حدیث کو کسی نے مرفوع نہیں بیان کیا بلکہ اسکو ابو جعفر محمد بن علی رحمہ اللہ
ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں روایت کیا ہے فرمایا اونھوں نے پاکی زمین کی خشک ہونا اسکا ہر اور محمد
ابن الحنفیہ اور ابو قلابہ سے روایت کی ہے کہ اونھوں نے جب خشک ہو جاوے زمین پس پاک ہو جاتی ہے اور
عبد الرزاق نے مصنف اپنی میں روایت کی ہے کہ ابو قلابہ نے فرمایا خشک ہونا زمین کا پاکی اسکی ہر اور
اسرار میں ہے کہ یہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے اور محمد بن حنفیہ مدیکہ فقہی تابعین میں ہیں اور اوتے روایت
کی گئی ہے کہ کہ اونھوں نے خرمن اور حسین بن مجھے بہترین اور میں نے ابوالد کی حدیث اون و نوٹ سے زیادہ
جانتا ہوں اور یہ وہ ہے کہ صاحب نے اونکو سب میں سے فتویٰ دینے پر قائم کیا تو وہ مثل ایک صحابی کے بوجہ
اونکی کہ ہو چکے کہ کوئی فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رد ہو رہا ہو اور آپ نے اس پر سکوت کیا پس جب
اون سے یہ روایت کی گئی کہ طہارت زمین کی خشک ہونا اسکا ہر اور سوا اونکے کسی خلاف امر اور نصیحت
تو اس پر سب کا اجماع ہو گیا خصوصاً اسوقت کہ اونکی موافقت ابو جعفر محمد بن علی رضا اور ابو قلابہ رضی اللہ عنہما
نے بھی کی ہے اور علاوہ اسکے اصحاب ہمارے اس سلم میں استدلال لائے ہیں اور حدیث سے جسکو ابو داؤد
اور احمد بن حنبل نے عبد اللہ بن عمر سے روایت کیا ہے فرمایا اونھوں نے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ
میں سب میں سوا کرتے تھے اور میں نو جوان مجروح تھا پس کتے پیشاب کرتے تھے اور آتے جاتے تھے سب میں
صحابہ و سپہ سالار نہیں ملتے تھے اور اس حدیث کو ابو بکر بن خزیمہ نے صحیح اپنی میں بھی روایت کیا ہے اتنی
اور ابو داؤد نے اس حدیث کو باب مکرور الارض اذ ایتیمت میں لکھا ہے یعنی اسباب میں یہ حدیث مذکور ہے
جس سے ثابت ہوتا ہے کہ زمین خشک ہونے سے پاک ہو جاتی ہے پس جب اس حدیث کی اسناد سند پہنچ گئی کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس میں تقریباً ثابت ہوئی اور صحابہ کا بھی اجماع معلوم ہو گیا لہذا صاحب نے یہ
جو قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نقل ہے مال نکدہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس پر سکوت فرمانا اور اسکا
اجماع یہ قول بجا ثابت نہیں گوئیے تقریر حکم میں قول ہی کے ہر اس صاحب بدلتے پر اعتراض نہیں ہو سکتا
اسی لیے کہ ہو سکتا ہے کہ اونکو کہیں یہ قول ثابت ہو گیا ہو اور شرح کی نظر سے نکدہ راہو یا قول اور تقریر اونکے

نزدیک ایک شہر ہو ایک دوسرے قلعہ کرنا جائز جانتے ہوں علاوہ اسکے جس سلسلہ میں انھوں نے یہ حجت بیان کی
 وہ سلسلہ بلا ریاضی حدیثوں سے ثابت ہو گیا معترض صاحب کو مسائل سے غرض ہر اگر کوئی محدثین کی ہدایت
 کے خلاف کرے تو کچھ خیر ان عجیب نہیں خصوصاً ایسا متحقق جس کے احادیث کی تخریج سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل
 میں وہ بڑا متجرب اور کمال رکھتے تھے مگر غالباً فقط اپنی یاد پر اعتماد کر کے اس حدیث کو نقل کرتے تھے اسی واسطے
 بعض الفاظ میں فرق ہو گیا ہے سو اس کا کچھ ضمیمہ نہیں معلوم ہوتا ہے کہ اور محدثین بھی اس کو جائز رکھتے ہیں
قولہ حدیث سبز دہم **اقول** کہا علامہ عینی **وقد مر أن هذا الحديث أخرجه جماعة من**
الصحابة وليس في حديث واحد منهم هذا اللفظ بهذه العبارة فقبارہ حدیث
ابن عباس في الوقتين هذين العقتين وعبارة حديث جابر ما بين هذين
وقتي كلهم وعبارة حديث ابن مسعود والنصارى قال جبريل عليه السلام ما بين
هذين وقت صلوة وعبارة حديث أبي هريرة ما بين هذين وقت يد وزلف
كلهم فقبارہ حدیث جابر میں تحقیق بیان ہو چکا کہ اس حدیث کو ایک جماعت صحابہ روایت کیا ہے اور اس
 حدیث میں یہ لفظ اس عبارت میں ہے عبارت حدیث ابن عباس رضی کی یہ ہے کہ وقت نماز کا درمیان ان دونوں
 ہے اور عبارت حدیث جابر رضی کی یہ ہے کہ ان دونوں وقتوں کے درمیان میں کل وقت ہے اور عبارت حدیث
 ابو مسعود انصاری کی یہ ہے کہ کہا جبریل علیہ السلام نے ان دونوں درمیان میں وقت نماز کا ہے اور عبارت
 حدیث ابو ہریرہ رضی کی یہ ہے کہ درمیان ان دونوں وقتوں کے وقت ہر دو ان لفظوں کے جو حدیث جابر رضی
 میں تھا انتہی پس اس عبارت میں بھی معلوم ہوا کہ فقط لفظ کا فرق ہے معنی میں کچھ فرق نہیں ایسا فرق خود حدیث
 ہی میں موجود ہے اس کو محل اعتراض نہیں انا احادیث پر اعتراض کرنا ہے کہ وہ ابولون الفاظ کو کیوں بدلنا آخر
 جبریل علیہ السلام نے تو الفاظ معین خاص ہی فرمائے ہونگے غرض الفاظ میں گفتگو کرنی نا اہل و کما حق
 البتہ قرآن کی آیت کو اگر صاحب نے یہ اور لفظ سے بیان کر دیتے تو اعتراض بجا تھا **قولہ** حدیث جابر دہم
اقول کہا علامہ عینی **هذا الحديث بهذا اللفظ غريب لم يرو هذا والنصارى**
أبو داود أنه عليه السلام قال قال جبريل عليه السلام وأخبرني بوقت الصلوة

الحَدِيثُ وَقَدْ يَصَلِّي الْعِشَاءَ حِينَ اسْتَقَى الْأَفْقُ وَكَأَنَّ ابْنَ حَبَّانٍ فِي صَحِيحِهِ مَعْنَى بِرَدِّ شِ
 اس لفظ سے غریب ہو اسطور سے روایت متین کی گئی نیکلہ بوداؤد نے یہ روایت کی ہو کہ آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور وقت نماز کی مجھ کو خبر دی انجم اور اس حدیث میں ہے
 کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے عشاء کی جسوقت کناؤ آسمان کا سیاہ ہو جاتا اور روایت کیا کہ
 ابن حبان صحیح میں اتنی قولہ سلسلہ پانزدہم انجم **اقول** کا علامہ عینی نے یہ حدیث اسرار
 سے ارد نہیں ہوئی اور یہ غریب ہو اور مسطور میں ہے کہ ابوہریرہ رضی عنہ سے روایت کی گئی ہے کہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آخر وقت عشاء کا وقت طلوع فجر ثانی کے ہو اور عجائب کثیر تشریح سے یہ ہے کہ
 وہ اس حدیث سے استدلال لائے ہیں اور اسکی روایت کو ابوہریرہ رضی عنہ کی طرف منسوب کرتے ہیں
 اور یہ اسناد صحیح متین ہو اور امام طحاوی نے شرح معانی الآثار میں اس مقام پر عموماً کلام بیان کیا ہے کہ
 خلاصہ اسکا یہ ہے کہ کما او نھوں نے مجموع احادیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ آخر وقت عشاء کا طلوع ہونے
 فجر تک ہو اور یہ سلسلہ کہ ابن عباس رضی عنہما اور ابو موسیٰ اشعری اور ابو سعید خدری رضی عنہم کی روایت کی ہو کہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی تہائی رات تک تاخیر کی اور ابوہریرہ رضی عنہ اور انس رضی عنہ سے روایت ہو کہ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی اسی رات تک تاخیر کی اور ابن عمر رضی عنہما سے روایت ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 نے اسکو بیان کیا کہ دو تہائی رات چلی گئی اور عائشہ رضی عنہا سے روایت ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 نے عشاء کو یہاں تک دیر کی کہ کل رات چلی گئی اور یہ تمام امتین صحیح حدیثوں کی ہیں کما امام طحاوی نے
 پر ثابت ہوا اس سے کہ کل رات وقت عشاء ہو لیکن میں قوت پر وقت شروع عشاء تہائی رات تک افضل وقت
 ہو اور بعد اسکے نصف شب تک اس سے فضیلت میں کم ہو اور بعد نصف رات اس سے بھی کم ہو اتنی
 اب جاننا چاہیے کہ معترض صاحب کچھ سنا اللہ کی یہاں سب قلمی کلم گئی اور وہ مسائل احادیث صحیحہ
 ثابت ہو گئے بلکہ بہت حد میں جو علامہ عینی نے ان مسائل کی تائید میں لکھی ہیں انکو ہم نے جو مختار
 نقل نہیں کیا ہو اور فقط صاحب ہدایہ کی احادیث کا پتا بتلادیا ہے تاکہ عوام ظاہر کے دھوکے اور فریب میں
 نہ آجائیں ورنہ احادیث اور بھی عینی اور فتح القدیر میں موجود ہیں ایسی حدیثوں کا نام نہیں فرق الفاظ ہو

مترض صاحب نے موضوع رکھا اگر موضوع پہلے تین تو علامہ عینی اور امام ابن ہمام ضرور تصریح کرتے
قولہ اور حدیثوں صحیحہ کے باطل کہ نہیں سنا بیان کرتے ہیں **الخ** **اقول** یہ قول مترض صاحب کا
 سرسجھوٹا اور بہتان صریح ہے بلکہ وضوح ہے یہاں تک کہ ان کی ہر کہ الفاظ تک بھی بتلا دیے کہ ان
 الفاظ سے یہ حدیث نہیں آئی اور ضعیف کو ضعیف اور صحیح کو صحیح کہہ دیا البتہ مترض صاحب کے مذہب
 دو نوعی تحقیق مخالف ہے مترض صاحب اپنے مذہب کے خلاف کو خلاف حدیث سمجھتے ہیں اور مترض صاحب
 عبارت شمس السعدی کی نا تمام لکھ دی اوس کے بعد ترجمہ عبد الحق محدث دہلوی لکھتے ہیں لیکن شرح
 شیخ ابن ہمام ج۱ ص ۱۸۱ اللہ تعالیٰ اعلم تلافی ان نودہ ویر تحقیق کا فرمودہ است یعنی شرح علامہ
 ابن ہمام نے اندرون کو جزای شیر کے تلافی اوس کی کرنی ہے اور تحقیق کے ساتھ کام کیا ہی انتہی اور تحقیق
 میں لکھتے ہیں **وَالشَّيْخُ بْنُ أَهْلَهُمْ رَحِمَهُ اللَّهُ قَوْلَهُ كَذِبًا لِحَقِّي وَتَشَكُّفِي**
بِالْحَاكِدِ نَيْتَ حَتَّى كَادَ أَنْ يُقَالَ إِنَّ الشَّافِعِيَّ مِنْ أَهْلِ الرَّأْيِ وَأَبُو حَنِيفَةَ مِنْ
أَهْلِ كَابِ الظُّلُمِ یعنی اور شیخ ابن ہمام نے مذہب حنفیہ کو ثابت کیا اور شک کیا اوس میں ساتھ
 احادیث کے یہاں تک کہ قریب ہو گیا کہ یوں کہا جائے کہ امام شافعی اہل رأی سے ہیں اور امام ابو حنیفہ
 اصحاب ظلماء سے ہیں انتہی اور کلام شریف فقط اتنا معلوم ہوتا ہے کہ بعض حدیثوں کو کوئینہ فی
 پھر اس کا کچھ ترجمہ نہیں ابن جوزی کیسے حقوق کہلاتے ہیں ان کو بہت حدیثیں نہیں ملیں اور فقط اشکالی
 ان کو موضوع بتلا دیا چھ علامہ سیوطی وغیرہ نے کیسا اونٹ کا پیچا کیا ہے اور ان احادیث کو ثابت
 کر دیا ہے اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ صاحب ہدایہ کو بھی ان احادیث کا پتہ نہ لگا ہوا سمین حسن بن زکریا
 دین کی طرف اچھا ہے آخر اور احادیث صحیحہ سے تو متحقق ہے ان مسائل کو ثابت کر دیا ہے ہر مسألہ کے
 ثبوت سے غرض ہے یوں تو بدگمانی ہر ایک سلسلہ کی نسبت ممکن ہے مگر تو اس سوانحی کی دلیل نہیں
 محض شکل ہو گا ہر کہ شافعیہ ابن ام بلاہ کی رسانند بھر شام بلاہ مخولین ہی کہ خارش در دست
 حذر ای باد کش ہام بلاہ **قَالَ** اور ایک ناظم مقلدین ائمہ حدیث پر چلنے والوں کو یہ ہے کہ
 معتزلہ میں چاروں اماموں کے چار مصلے جو کہ اس وقت میں موجود ہیں ان کو حدیث پر چلنے والوں کو گمراہی

۲۰
 صحیحہ
 حنفیہ

سواء جہاد و جہاد میں

کہتے ہیں جو اب اسکا پارح پر پڑا دل یہ کہ مکہ منظر میں چاروں مصلے چاروں اماموں کے علی و علیہ
 سند آٹھ سو سات حج پرین پیشق نے چ زائد فرح بن برکوک کے بنا میں کن انکے بنانے اور مکر کر نیکی
 نہ تو حکم خدا ناطق ہی اور نہ حکم رسول نخر **اقول** چاروں مصلوں کو ناجائز سمجھنا اور حدیث بدعت کی
 سند لانا محض غلط اور قیاس مع الفارق ہی جب مذہب چاروں اماموں کا بالافتاق حق ہے پھر ان کے مصلے
 ٹیکر بدعت ہو سکتے ہیں مان افراط و تفریط اچھی نہیں جس مصلے پر نماز طیار پاؤ شریک ہو جاوے
 انتظار اپنے امام کا کہ جبنا چہ را قم محرومت سے مصلوں پر نماز پڑھی بڑا البتہ بعضے صاحب امتین اعتدال
 کرتے ہیں کہ اگر امام مالکی یا شافعی نے نجس پانی سے جو مقدار قلین سے ہوا یا کم ہو وضو کیا یا بچھنے لگا
 یا حلی نے فقط بگڑ پیر سج کیا تو حقیقہ کے نزدیک ایسی صورتوں میں نماز فاسد ہو جاتی ہے مگر یہ محض فہم
 اور تعصب ہی ہم تو فوقہ نماز پر کچھ بھی حکم صلوٰۃ اختلف کل براؤ و کاجر کے برابر نماز پڑھنے پر
 البتہ معترض صاحب آیت استنبأوا کرنا کہ خدا تعالیٰ وَاخُذُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مَصَلًّا
 فرماتا ہے تو مجھ پر ایک مصلے کے دو را نہونا چاہیے عجیب اجتہاد ہے اگر معاملہ سنجیدہ نہ ہوتا تو قابل تضحیک تھا
 کسی مفسر اور کسی مجتہد کو یہ نہیں ہو سکتی خاص معترض صاحب کا حصہ ہوا سیو جہ کہتے ہیں کہ عوام
 خصوصاً حضرات ظاہر کو ایسا کہ کسی امام کی تقلید کرنا پڑو رہی حدیث کی تہ کو تو خوب پونچھی
 تھے اب قرآن پر بھی ازبانی خدا خیر کہ معترض صاحب اپنی اجتہاد کیا ہے ایک سلم حکمو بھی چھا
 ہے کہ عید کی نماز سوای مقام ابراہیم کے اور جگہ جائز نہیں اور دلیل اس پر یہی آیت مذکورہ ہے جسے
 معترض صاحب نے مصلے کے معنی امام کے مصلے کے لیے ہنہ مصلے کے معنی عید گاہ کے لیے علاوہ
 ایک اور مسئلہ اس آیت سے نکلتا ہے کہ کوئی نماز فرض ہو یا نفل سوای مقام ابراہیم کے کسی جگہ جائز نہیں ہے
 جماعت تو ممکن ہی نہیں جب بہت آدمی ہونگے تو ایک دو کیلے دو کیلے پڑھکر قیاس ہو چکا ہو
 کھڑے ہو غرض معترض صاحب نے ان میں اس مصلے کے معنی خوب سمجھے اپنے اور کہیں نماز پڑھی ہوگی
 وہ نماز معترض صاحب کے نزدیک جائز نہ ہوگی اور پہلے بنا ہونے مصلوں جو نمازین صاحب نے پڑھی ہیں مگر
 صاحب نے اپنے اجتہاد سے ہم ہم کر دین پس اگر ضابطہ میں سے کسی میں کہ امام کا مصلے کے ہونا چاہیے

اور وہ بھی خاص مقام پر بہیم ہو تو اس استنباط کے تمام صحابہ و پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بھی مخالف
 ہو جائیں گے نو ذی الجہاد اسے ہی کہتے ہیں اور عید گاہ کے معنی معترض صاحب کو نہیں سوجھے تھے
 وہ جسے تلامذہ کیے کبھی کبھی حضرت طاہرؓ نے اجتہاد کیا تھا اسکو بہت خشک مین اور ادا یا بہ حال
 عمرت دراز باد کہ اینم غنیمت ست پڑیا وی بن بر و هو امر استحباً شی کی کہ علیہ الصلوٰۃ
 والسلام اخذ سید عمرؓ فقال هذا مقام ابراہیم فقال لا یخاف ان یخاف من مصل
 فقال لا و امر بذلک فلم تغیر الشمس حتی نزلت وقیل المراد بہ اراکم فی کعبۃ
 الطواف لیس فی جاہ انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام لما فرغ من طوافہ عمد
 الی مقام ابراہیم فصل خلفہ کعبتین وقوا واخذوا من مقام ابراہیم فصل
 بنی یہ امر استحبای بر روایت کی گئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا
 یہ مقام برہیم ہے کیا ہم اسکو نماز کی جگہ نہ کر لیں فرمایا مجھ کو حکم نہیں کیا گیا بس آفتاب غروب
 نہیں ہوا تھا کہ یہ بیت نازل ہوئی اور بعض نے کہا ہر کہ مراد اس حکم کو کہ تو ان طواف کا ہر سبب
 جو بارہ رخصت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب طواف فارغ ہوئے تو قصد کیا طواف
 ابراہیم کے پس نہ تین بیچے اس کے پڑھیں اور آیت کا اٹھنا واپس آتی پس اس آیت کی شان
 سے معلوم ہوا کہ فقط امر استحبای ہر وجہ نہیں اور امام کے مسئلے کے معنی جو معترض صاحب نے لکھے
 ہم تک متجہ ہیں کہ اس جواب کی کیا ضرورت تھی جو لوگوں کو اپنے اجتہاد سے بی اعتقاد کر دیا اور اپنے نیز
 بھی کہلویا اور معترض صاحب نے ٹھکانے کی کہنا چاہیے بی سوچے اشکن بچوتے نہ لگائے
 مزین بی تا مل گفتار دم نہ کو گوی گردی کوئی چہ غم نہ بطق آدمی بہر ترست از دوا بہ دوا بانو بہ کو گوی صوا
قال وہا یک غلطہ مقلدین ایہ حدیث پر چلنے والوں کو یہ بتی ہیں کہ حدیث پر چلنے والے حدیث
 آسان آسان سلو پر عمل کرتے ہیں شکل پر نہیں چلتے ہیں جو اباسکایہ ہر کہ جو لوگ حدیث کے آسان
 سلو کو چھوڑ کر شکل شکل مسائل پر عمل کرتے ہیں وہ بڑے بیوقوف اللہ تعالیٰ کے نافرمان ہیں
اقول معترض صاحب نے کیے کین غلطہ دینے شروع کیے اسکا ہم کیا جواب دین بجا ہے

۴
 بنی ہادی
 صفحہ ۳۴۷

۵
 حق بنی ہادی

آدمی تھے غرضکہ مطلب ان حدیثوں کا یہ ہے کہ جس طرف اکثر محدث اور محدث ہیں وہی گروہ ہی ہوا پس اگر
 امام اعظم ایک طرف ہوں مثلاً اور غرضی اور حسن بصری اور ثوری اور اسحق اور مالک اور شافعی اور احمد بن حنبل
 ایک طرف پس نصف خود دیکھ لے کہ سواد اعظم اور گروہ بڑا کہ ہر ایک **اقول** حنفی اس قول کو مقابلہ
 ظاہر کہ کہتے ہیں کہ یہ لوگ چاروں اماموں کے گروہ علیحدہ ہیں اور اپنی طریقہ انیسٹ کی مجری سے بنائی ہے
 یہ لوگ بیشک سواد اعظم کے خلاف ہیں شافعی وغیرہ کو حنفی نہیں کہتے ان چاروں کے حق ہو چکے ہیں کام نہیں
 جو انہیں کہتے ہیں کہ اعتبار نہ کرنا تو حکم حدیث شریف **اِنَّ شَيْعَةَ السَّوَادِ لَا عِظَمَ فَمَنْ شَدَّ شِدَّتَهُ**
فِي الشَّكِّ کے اوپر شذوذ و صاق آجائے گا اگرچہ ظاہر ہے کہ یہ بیان کوئی مفسر نہیں دیکھا تو حدیث میں اپنی
 طرف سے تاویل کی ظاہری الفاظ کو بالکل چھوڑ دیا حالانکہ یہ ایک سراسر خلاف ہے کہ حدیث
 اور قرآن میں تاویل کی جائے مگر یہاں بغیر تاویل کچھ نہ بنی کیا کریں مذہب چھوٹا ہی اپنا طریقہ خار
 جو اختیار کیا ہے آخر اسکو بھی تو نباہنا چاہیے مگر ان کی اس تاویلات کیا ہوتا ہے احادیث کے الفاظ
 بیشک انہیں صاق آتے ہیں البتہ انکو یہ کہنا چاہیے تھا کہ شدد کے معنی یہ ہیں کہ جو بالکل علیحدہ
 ہو گیا اور یہ بات ظاہر ہے پر صاق نہیں آتی اسلیئے کہ وہ اگرچہ بعض مسائل میں ایسے ارہجے بالکل سے خلا
 ہیں مگر اکثر مسائل پر عمل کر لیتے ہیں یہ ظاہر ہے پر ترجمہ کر کے تاویل کر دی ہے ورنہ انکی خیالات
 اس سے بھی زیادہ فاسد معلوم ہوتے ہیں اور عمر کہ کر بلا کی سند پیش کرنی بڑی نادانی ہے اسلیئے کہ تواریخ معتبر
 کے نہ کھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عمر کہ کر بلا کی سند پیش کرنی بڑی نادانی ہے اسلیئے کہ تواریخ معتبر
 لڑائی کی خبر نہ تھی چون جانتے تھے کہ اہل کوفہ نے واسطے مشورہ اور اصلاح کار کے بلوایا ہے ورنہ انکی طرف
 تو اس قدر صحابہ اور تابعین تھے کہ اس طرف سے لوگ ہرگز نہ تھے بلکہ اس طرف وہ لوگوں کو خوف جان و شریک
 جنگ تھے مگر اکثر مجبور اور کار کا آخر حضرت حراشی جمعیت اس طرف شریک ہی ہو گئے تھے متعرض نہ ہو
 اصل قصہ تو معلوم نہیں فقط اپنی تاریخ دانی کی سند پیش کرتے ہیں اور امام صاحب کے ایک مسئلہ
 مخالف ہونا مفسر نہیں اس قسم کی مخالفت ہر محدث میں موجود ہے امام شافعی درود کو نماز میں فرض
 کہتے ہیں حالانکہ یہ مسئلہ ہر طرف خلاف ہے امام احمد اور اسحق جمعہ کو قبل احوال جائز کہتے ہیں حالانکہ

کفر کیا کہ صمد و شاذ و دم

جمہور کے خلاف ہو اور لیٹ بعد نماز فجر احکامات میں ٹھٹھنے کو سنون کہتے ہیں اور جمہور رات بھی اوسمین
 داخل کرنے کو سنون کہتے ہیں اور خطابین ابی رباح تاہمی جو امام شافعی اور امام بخاری و راکنہ مخیر
 اساندر میں ہیں اور سب محثین انکو مانتے ہیں اوسکے نزدیک اگر عیدین جسکے واقع ہو تو فقط عید کی نماز
 واجب ہوتی ہو اور جمعہ کی اور نہ کی نماز اور غیر واجب نہیں بجا غرض عصر تک انکے نزدیک کوئی نماز نہیں اور
 داود ظاہری کے نزدیک راکد میں پیشاب کرنا موافق حدیث کا بیوقوف کے جائز نہیں مگر پانخانہ
 اوسمین پھر ناجائز جانتے ہیں حال انکہ ارفعل کی طرف کوئی بھی نہیں گیا اسبطح اگر کوئی برتن میں
 پیشاب کرے اور شیرے ہو پانی میں ڈال دود بھی جائز کہتے ہیں ایسے قریب پانی کے پیشاب کرے اور
 ہلکے پانی میں جلا جائے صورت بھی اوسکے نزدیک جائز ہو حال انکے تینوں صورتیں خلاف اجماع ہیں اور انکو
 دلیل یہ کہ حدیث میں تو پانی کے اندر فقط پیشاب کرنے کی ممانعت آئی ہے اسکے سوا سب صورتیں جائز
 ہونگی اور قیاس کے مطلقاً حرام جانتے ہیں بر خلاف جمہور کہ وہ از روی قیاس کے اسی حدیث سے
 استنباط کرتے ہیں کہ جب پیشاب کو منہ کیا ہو تو پانخانہ بدرجہ اولیٰ منہ ہوگا اور غرض پیشاب کرنے سے
 یہ کہ اوسمین کسبطح پیشاب واقع ہو پس حضرات ظاہر لیس صحیحین کے ظاہر الفاظ کو چھوڑ کر قلت کی
 حدیث ضعیف پر کامے کو عمل کریں گے پس غور کیجئے کہ یہ مذہب اس سلسلہ میں کل کے مخالف ہے پھر کیا
 بعض بعض مسائل سے خلاف جمہور کرنے میں ایہ مجتہدین نفوذ بائند اس حدیث کا مصداق ہو سکتے
 ہیں کوئی جائز بھی ایسی بات نہیں کہ یکا مان جو لوگ اپنا نام حدیث پر ملنے والا رکھتے ہیں اور اپنے
 منہ آپ بیان ٹھونٹتے ہیں اور محققین انکو حدیث کے خلاف عمل کرنے والا سمجھتے ہیں ایسے لوگ بیشک
 سواد اعظم سے خارج ہیں گو اپنی زبان کچھ کہے جائیں پس معلوم ہوا کہ جمہور کا طریقہ جو ہمیشہ سے
 تقلید ملا آیا ہے اور ہزار ہا عارف اور قطب و رابدال ہر مذہب کے مقلدین ہیں خصوصاً حنفی مذہب
 اسی فقہ کی بدولت ہو گئے اور علما ہی محققین کے کو بعض مسائل میں بوجہ مجتہد ہونے کے خلاف کیا ہے
 مگر تقلید پہلوت کے اقوال کی ضرورت کی اپنی طرف سے یا طریقہ ایجاد نہیں کیا حضرات ظاہر نے تو وہ نئے نئے
 رنگ دکائے جنکی سواد اعظم میں کہیں بوباس بھی نہیں جاتی بیشک ایسے لوگ خارج اجماع ہیں بربرے

محققین اور عارفین اگر تقلید پُری چیز ہوئی تو ہرگز اختیار نہ کرتے حالانکہ وہ پُر تعلیق و پُر ضروری نہ تھی با اینکہ
ایک دوسرے کی تقلید کرتے چلے آئے اور اپنی رائے کو چھوڑ کر دیکھ کر کچھ عوام کا لانا منگوا کر بھی خبر
نہیں کہ دین کیا چیز ہے مطلقاً نہ ہر ان حضرات ظاہر ہے کہ بدولت ایسے کے نسبت انھوں نے کیا کیا زبانی
ٹھولی ہیں اور کہنے لے رہے ہیں کہ وہ یوں سمجھتے ہیں کہ غرض نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس زبان
بعد غرض میں پوری پوری ہوئی کوئی یہ مضمون نہیں سمجھتا تھا خدا تعالیٰ نے جیسا کہ نبی آخر الزمان افضل
الانبیاء کو بھیجا تھا اس طرح یہ حضرات ظاہر ہوئے علیحدہ میں افضل میں سب ایسے مجتہدین کو بعض
حدیثیں میرے آئین اور سب نے خود بات خلاف حدیث عمل کیا اور اجتہاد صحابہ و تابعین کی سب کا خانہ بویہ
پورا ان کے نزدیک طابق حدیث نہ تھا اب ان کے پاس سب حدیثیں جمع ہو گئیں حالانکہ حدیث پر حسب ضامی الہی
عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے سوائے انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کسی کو عمل احادیث
پر جیسا کہ انکو میرے آج کے خیال غامض میں میرے ہوا اور سب میں قصور کا گڑھ ہے بعلی کے سب سے خطائز
معاف کر دی جائیگی اور حضرات ظاہر یہ کہ طبقہ اعلیٰ عنایت ہو گا کیونکہ یہ لوگ جامع جمیع صفات ہیں
خدا اور رسول کا مقصود پورا پورا ان لوگوں نے سمجھا اور انھیں کے واسطے بعثت ہوئی ہوئی بعض صحابہ
حدیثیں نہیں ملیں اور اس طرح ایسے اربعہ بھی جملہ احکام کی احادیث کو نہ پونچھے تو ان کے اجتہادات مخالف
احادیث کے پڑے ہیں خاص مقبول خدا ہی لوگ ہیں جو باوجود اسی ہونے کے برابر احادیث سے مسائل اخذ کرتے
ہیں اور کسی تقلید ضروری نہیں سمجھتے اور جب کسی مسئلہ امام کو ایسا کہ اپنے اجتہاد مطلق میں حدیث
مخالف پائیں پھر تو ایسے ایسے برہمن کرنے ہیں کہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ شاید ابھی جبریل علیہ السلام انکو وحی
پونچھا کر رخصت ہوئے خدا جہاں یہ لوگ خوشاب خرگوش میں ہیں اور شیطان ان کے کان میں کیا بھونک رہا
اور تبراتو اس مسلک کے اعظم ارکان سے ہی بغیر اسکے کہ جب ایسا اربعہ کو دو چار باتیں لعن ملعن کی نہ سنائے
عامل بالحدیث نہیں کہلاتے غرض سب میں زیادہ طعان اور لعان ہو وہ بڑا بچا مسلمان ہے خدا تعالیٰ
ایسے احمقوں کے خیالی بلاؤں سے بچاؤ اور اسکے جہنم میں عوام الناس کو نہ پھنساؤ ہم چہرے ہیں کہ لوگ
اس مسلک ضلالت پر تکیہ کریں یہ وہاں کیوں نہ جانتے ہیں حالانکہ اسے نہ سمجھ سکیں کہ بے اعرافی

گئیں کہ تو میری تبرکستانست اور ایہ سلف اور خلف کی شان میں گستاخان کرتے ہیں کہ جبکہ
 حد پایا نہیں پس معلوم ہو کہ خدا تعالیٰ اور رسول خدا ان کو گونے خوش نہیں نہ انکے اطوار کی تو ضرور
 اصلاح ہو جاتی اتحادی اعتقاد ہو کہ ایسے غلطی ہو گئی ورنہ انکی طرف مخالفت حدیث کی نسبت
 اور انکو مرنہ کہتے پس جس قوم کی یہ کیفیت ہو وہ کیا خاک حق پر ہوگی پس معلوم ہو کہ حکم حدیث
 شریف خیر المؤمنین فانی ثم یدکونہم انہم ووافق آیر الکشاف یقون الشافیعون اولیک المقربون
 کے خیریت اور فضیلت یہ تھیں ہی کیواسلئے ہو اور انھیں کی تقلید میں باو حق ہو ان تعصب کی باتوں
 تو علم دین ہزارین کو س و ہر ہو کہ انکی کسی بات کا اعتقاد نہیں ہلے تو ہم جانتے کہ شاید ان کو گون
 صلاحیت ہو کہ اب انکی کتابوں اور گفتگو سے معلوم ہو کہ ان کو گونا خیالی اور خود رائی مذہب ہو جو
 وہ مذہب ہو اور ٹھیک ٹھیک حدیث پر چنے و آتو مقلدین ایدین اور یہ لوگ فرقہ ظاہر مخالفت حدیث
 اور پابند ہو اوس میں ہیں انکے قول اور فعل سے ایسا بھاگنا چاہیے کہ جیسے کوئی دشمن سے بھاگتا ہو چو
 باتوں ان کو گونکو کچھ پاک نہیں بن کی کتابوں میں اس قدر حق کو چھپایا ہو کہ جسکا کچھ حد پایا نہیں
 فدای قیامت اسکا کیا جواب دینگے افسوس صد افسوس ظاہر میں تو یہ لوگ پابندی شریعت اور خدا
 رسول کی محبت کا دم بھرتے ہیں اور حقیقت میں غلو صریح کو عمل نہیں کرتے میں
 قدم باید اندر طریقت نہ دم کہ بی اصل باشد ہی بی قدم **قال** اور ایک عالم مقلد امام اعظم کے
 حدیث پر چلنے والو کو یہ دہین کہ بموجب حدیث اللہ کو طہر ہے لایستوی فیہ شیء یعنی پانی پاک ہو
 نہیں پاک کرنی اوسکو کوئی چیز پانی کے ٹوٹے کا اندر کوئی پیشاب ملا کہ تو حدیث پر چلنے والے
 اوسکو ناپاک نہیں سمجھتے اور اوس وضو کرنا اور اہ سکونہ بنا جائز جانتے ہیں جو جواب کا دو طرح ہو
 اولیٰ کہ یہ سراسر بہتان ہو حدیث پر چلنے والو نہایت عقیدہ ہرگز نہیں ہو بلکہ ان کا عقیدہ تو یہ ہو کہ پانی اگر
 فلتین کی مقدار یعنی سوا چھدن تول سے کم ہو تو پیشاب سے نجاست کچرنے سے ناپاک ہو جاتا ہو
 اگر پانی فلتین کی مقدار یعنی تول میں سوا چھدن ہو تو جب تک نجاست کچرنے سے اوس کا رنگ نہ متغیر ہو
 یا مزاد بکر جاتا ہو نہ آنے لگے تب تک پاک ہو اور دلیل اسکی یہ حدیث ہی **اقول** مصنف

شریعت کی پابندی

ابن ابی شیبہ بن محمد ثنا عبد اللہ بن القوام عن سعید بن ابی خثیف عن قتادة عن
ابن عباس ان زنجیا وقع في زمزم فمات فانزل اليه رجلا فقال اني حوام
فيما من الماء يعني ابن عباس سے روایت ہو کہ ایک نکی چاہ زمزم میں گر پڑا پس کیا پس اوتارا
وہ اس کے ایک شخص کو پھر فرمایا سب پانی اسکا نکالو انتہی اور عبد الرزاق اور داؤد بن ابی یوسف اور
ترمذی اس حدیث کو ابن عباس اور ابن جریر سے روایت کیا ہے اور چاہ زمزم قلین سے بہت بڑا ہوگا
اگر مقدار تین چار سین ہوتا تو دونوں صحابی جلیل القدر چاہ زمزم کا پانی نہ نکھولتے اور اوشانہ
میں اور صحابی بھی موجود تھے سب نے سکوت کیا اور حدیث قلین کی کسی پیش نہیں کی پس کیا اجماع
ہو گیا اور حدیث قلین کی ضعیف ہو چنانچہ شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے قال ابن المکی بی و هو
اسامہ أمية الحدیث وشيخ البخاري انه مخالف لاجماع الصحابة قال ابن حجر وقع
في زمزم فمات فأنزل ابن عباس الماء فخرج الماء كله فماتوا بالصحابه ولم ينزل
منهم أحد فماتوا حديثا قلین مخالف لاجماع یعنی کہا ابن ماجہ جویہ حدیث
امام اور بخاری کے استاد ہیں کہ حدیث قلین کی مخالف اجماع صحابہ ہو سیکے کہ نکی چاہ زمزم میں
گر پڑا تھا تو ابن عباس اور ابن جریر نے کل پانی نکالنے کا حکم صحابہ کی حضوری میں یا تھا اور کسی
اوسکا انکار نہیں کیا پس حدیث قلین کی مخالف اجماع ہوئی انتہی اور امام شافعی نے جو کہا ہے کہ حدیث
نکی کی ابن عباس سے معلوم نہیں ہوتی اور اگر ثابت بھی ہو تو نجاست کچھ پانی میں آگئی ہوگی یا جوہر
اعتیاط طاعت کے کل پانی نکھلوا یا ہو اور امام نووی شافعی نے کہا ہے کہ خیر اہل کوفہ کو کیسے ہوگی حالانکہ
اہل مکہ اوس سے خبر دار نہ ہوئے دونوں کے قول کا جواب امام ابن ہمام فتح القدر میں لکھتے ہیں کہ یہ قول
بایضو ردفع ہے کہ اونکا بخاندین خدا میں دلیل ہوگی صلاحیت نہیں کہتا اور ظاہر فوق عبارت
اور لفظ راوی سے کہ نکی مرگیا پس حکم دیا پانی نکالنے کا یہ ہے کہ موت کی وجہ یہ حکم خانہ اور کسی
نجاست ملا وہ اس کے اونکے نزدیک نجاست کی وجہ کہ نولیں کل پانی نکالنا نہیں چاہیے پھر اونکے
اور اس حدیث کے درمیان میں قریب پڑے سو برس کا فاصلہ تھا پس اوس شخص کا خبر دینا جسے

ابن ابی شیبہ بن محمد ثنا عبد اللہ بن القوام عن سعید بن ابی خثیف عن قتادة عن
ابن عباس ان زنجیا وقع في زمزم فمات فانزل اليه رجلا فقال اني حوام
فيما من الماء يعني ابن عباس سے روایت ہو کہ ایک نکی چاہ زمزم میں گر پڑا پس کیا پس اوتارا
وہ اس کے ایک شخص کو پھر فرمایا سب پانی اسکا نکالو انتہی اور عبد الرزاق اور داؤد بن ابی یوسف اور
ترمذی اس حدیث کو ابن عباس اور ابن جریر سے روایت کیا ہے اور چاہ زمزم قلین سے بہت بڑا ہوگا
اگر مقدار تین چار سین ہوتا تو دونوں صحابی جلیل القدر چاہ زمزم کا پانی نہ نکھولتے اور اوشانہ
میں اور صحابی بھی موجود تھے سب نے سکوت کیا اور حدیث قلین کی کسی پیش نہیں کی پس کیا اجماع
ہو گیا اور حدیث قلین کی ضعیف ہو چنانچہ شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے قال ابن المکی بی و هو
اسامہ أمية الحدیث وشيخ البخاري انه مخالف لاجماع الصحابة قال ابن حجر وقع
في زمزم فمات فأنزل ابن عباس الماء فخرج الماء كله فماتوا بالصحابه ولم ينزل
منهم أحد فماتوا حديثا قلین مخالف لاجماع یعنی کہا ابن ماجہ جویہ حدیث
امام اور بخاری کے استاد ہیں کہ حدیث قلین کی مخالف اجماع صحابہ ہو سیکے کہ نکی چاہ زمزم میں
گر پڑا تھا تو ابن عباس اور ابن جریر نے کل پانی نکالنے کا حکم صحابہ کی حضوری میں یا تھا اور کسی
اوسکا انکار نہیں کیا پس حدیث قلین کی مخالف اجماع ہوئی انتہی اور امام شافعی نے جو کہا ہے کہ حدیث
نکی کی ابن عباس سے معلوم نہیں ہوتی اور اگر ثابت بھی ہو تو نجاست کچھ پانی میں آگئی ہوگی یا جوہر
اعتیاط طاعت کے کل پانی نکھلوا یا ہو اور امام نووی شافعی نے کہا ہے کہ خیر اہل کوفہ کو کیسے ہوگی حالانکہ
اہل مکہ اوس سے خبر دار نہ ہوئے دونوں کے قول کا جواب امام ابن ہمام فتح القدر میں لکھتے ہیں کہ یہ قول
بایضو ردفع ہے کہ اونکا بخاندین خدا میں دلیل ہوگی صلاحیت نہیں کہتا اور ظاہر فوق عبارت
اور لفظ راوی سے کہ نکی مرگیا پس حکم دیا پانی نکالنے کا یہ ہے کہ موت کی وجہ یہ حکم خانہ اور کسی
نجاست ملا وہ اس کے اونکے نزدیک نجاست کی وجہ کہ نولیں کل پانی نکالنا نہیں چاہیے پھر اونکے
اور اس حدیث کے درمیان میں قریب پڑے سو برس کا فاصلہ تھا پس اوس شخص کا خبر دینا جسے

محل وقوع کو معلوم کیا اور ثابت کیا غیر کے بنانے سے بہتر ہوگا اور نفوی کا یہ کہنا کہ یہ خبر اہل خوفہ کو کیونکر
 پہنچی اور اہل بلد اوس سجاہل کے نہایت مستغیر بنی ظاہر ہر دو جہاں طرفی حدیث کے اور معارضہ
 اوس قول کے جو امام شافعی نے امام احمد کے کہا تھا کہ تم اخبار صحیح سے زیادہ جانتے ہو کبھی فی خبر صحیح ہو
 مجھ کو بتاؤ تاکہ میں کسی کو فی ابصری یا شامی سے جا کر تحقیق کروں پس امام شافعی نے کیوں
 نہیں کہا کہ اوں لوگوں کو کیسے خبر پہنچ سکتی ہے کہ اہل حنین اوس سے ناواقف ہوں اور وجہ اسکی
 یہ ہے کہ صحابہ اور شہر و غیرہ خصوصاً عراق میں چلے گئے تھے کما علامہ محلی نے تاریخ اپنی میں کہ کو فوینا
 ڈیڑھ ہزار صحابہ اور قریباً میں چھ سو صحابہ جاسے تھے انتہی اور علامہ عینی کا معترض صاحب نے بقول
 نقل کیا کہ در مسل حدیث ہمارے ان جہت بر اس کے خفیہ پھر نہیں سمجھا جاتا بلکہ اکثر کا یہی مذہب ہے کہ
 مسل حدیث حجت ہوتی ہے چنانچہ شرح مسلم میں **قَدْ ذَهَبَ مَا لَكَ وَأَبُو حَنِيفَةَ وَأَكْثَرُ أَكْثَرِ**
الْفُقَهَاءِ إِلَى جَوَانِ الْأَحْيَانِ کہہ کر بالکسسل یعنی امام مالک اور امام ابو حنیفہ اور امام احمد اور اکثر فقہاء
 اس طرف گئے ہیں کہ مسل حدیث سے حجت پکڑنی جائز نہ تھی اور حدیث قلیتہا کج بعض کے اگر باعتبار
 بعض اسناد کے صحیح کہہ دیا تو اس سے مطلقاً صحت کہاں کے لازم آتی ضعف کی بہت وجوہ ہیں مثلاً
 اسناد کے اضطراب بھی ضعف ہے جانا علی بذالقیاس دیوس کے مطعون ہونے سے اور اعضاء اور مرتب
 اور زلعیں اور رشذ و ذواتر ضعیف اور ابہام فی المعنی اور علت وغیرہ سے بھی ضعف ہو جاتا ہے فقط
 اس کے جدید ہونے سے کیا کام چلتا ہے جب تک یہ تمام وجوہ ضعف معدوم نہ ہوں باقی راہ عمل کو کیا ضعیف
 حدیثوں پر براہ محدثین عمل کرتے ہیں اوسکے عمل سے صحت پر کیونکر استدلال ہو سکتا ہے ہر دو
 تہذیب میں لکھا ہے کہ روخلج ابو العاص بن یسج کی حدیث جو عمر بن شیبہ سے روایت ہوا کو محدثین ضعیف
 کہتے ہیں اور ابن عباس سے روایت ہوا کو ابو داؤد اسناد کہا ہے اور پھر یہ بھی لکھا ہے کہ عمل عمر بن
 شیبہ کی حدیث پر تو پس محب نام کی بات ہے کہ خود تو جس حدیث پر ہا بن علی کیوں اور صحیح حدیث کو چھوڑ
 اور دوسرے پر اعتراض ہو چلا اور تہذیب کی کبھی چراغ داؤد تمہارے حق وغیرہ کی وہ بات
 مقبول نہیں جائے گی آپ کو موافق نہ رہنے کے روایت آتی ہوا کو قبول کہہ لیتے ہیں اور وہ عمل

۴
 نقی
 صحیح
 ضعیف
 ۵

یہ حدیث نہ ان کو یاد ہوئی اور نہ کبھی یاد ہوگی اور شیخ نقی الدین کتابیام میں لکھتے ہیں کہ زیورانی ہر ایک کے کو
اسناد کو یاد رکھتا تھا کہ رجال نہوں میں نہیں منقطع ہوئی پس اس کی حجت قائم نہیں ہو سکتی اور دوسرے کہ قول انہما
جو حدیث میں نقل ہے کہ ابو اسوس وہ تھا کہ وہ فیض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حال تھا کہ جب تک کہ اس کی حالت میں اس کی
آنحضرت کا اور میں کہتا ہوں کہ شیخ ابوسعید بن خالد کو ایک صاحب نے کہا کہ میں نے بہت سی بھی میں نے نہایت کثرت
انتی اب غور کیجیے کہ جس حدیث میں انتی علی بن ابی جابر اس کو حجت گردانا کیسی طرح ممکن نہیں خصوصاً
حضرت ظاہر ہے بہت بعید ہوتا ہے اگر تقلید کا اقرار کریں تو یہ بات اور یہ ظاہر ہے کیسا یہ تقلید کا انکار
مگر بغیر تقلید ہم لکھتے ہیں کہ کوئی بات نہیں کہہ سکتے ہیں ان تو اوں خود صحیح حدیث جو پانی میں پتیاں
ٹرنے کی مانند ہوں اور ساتھ ڈالنے سے نہی فرمائی ہو اس کو تو ضعیف حدیث سے خاص کر لیا حالانکہ
ہر پانی میں پتیاں نہ ہوں نا اور ساتھ ڈالنا منع ہے جو جگہ کہ اس کو پانی جاری کا حکم حاصل نہ ہو
یہاں تو صریح حدیث بخاری اور مسلم کی موجود تھیں اور خود امام بخاری فرماتے ہیں کہ استاد ابن مدینی
جو علل حدیث کی عبارت تمام لکھتے ہیں اس حدیث کو ضعیف کہتے ہیں اور بھی حضرات ظاہر ہے فقط
بوجہ اصرار صاحب السیقلیہ کا کہ کو کام فرمایا ہو کہ صحیح کی حدیث کو بھی بالای طاق رکھ دیا اور
وہ درود جو ستر نصاب بیان کیا وہ مذہب امام محمد کا تھا پھر اس اوں خود رجوع کر لیا چنانچہ
نسخ التدریس میں لکھا ہے قال الحاکم قال ابو حنیفہ کان محمد بن الحسن یوقف فی ذلک
شعر فی عشرین لیلۃ یقول ابی حنیفہ وقال لا اوقف شیعۃ یعنی کہا حاکم نے
تھا ابو حنیفہ کہ امام محمد اسیرج درود کی مقدار تین گنے تھے پھر اوں خود امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں
طرف رجوع کیا اور کہ میں کوئی مقدار میں نہیں کرتا انتی پر امام صاحب ابوسعید جو مقدار میں نہیں
اور رای بتلی پر جو شتر ہیں کیونکہ شرع میں کوئی مقدار میں نہیں آئی اور یہی حنفیہ کے نزدیک مذہب
صحیح اور قوی ہے چنانچہ ابن ہمام اور شمس الدین وغیرہ تصریح کر دی ہے اور کئی اور صاحبان اور نابغ
وغیر ہم کا یہی مسلک تھا کہ تین حنفیہ سے وہ درود کی حدیث ملے گی غایت کہ جس کی حاکم نے لکھا
ہو البتہ کہ حنفیہ میں اس کا اشتہار نہیں کہ جو شخص اس کا ظاہر ظہن کی حدیث کے حامی اسناد و احادیث

وجہ سے صحت ثابت کرے یا اڑھائی مشکین کسی حدیث صحیح یا ضعیف ثابت کرے تو وہ منہ از قو
 انعام حق سے مستحق ہو گئے تو بیشک انکو زیبا ہو اور دس ہزار کا اگر شمار سو پہ صرف کریں گے
 تو بھی ممکن نہیں کہ حضرات ظاہر قلین کی حدیث کی صحت صحیح الوجود ثابت کر دیں ان روہ پچا کر شمل
 میں ہیں کیا پتہ ہی اور کیا پتہ کجا شور با اگر مشرقی اور مغربی کے تمام علماء میں ہو جائیں تو بھی صحت ثابت نہیں
 کر سکتے اور حدیث اکملہ صحت ہو گئی ہے کسی کو اگر خاص یہ رضاء عین نیا جا تو ہی بہت کہ
 وہ پانی باغون میں جاری تھا اور جاری پانی ناپاک نہیں ہوتا اور اگر اعتدال عموم الفاظ کا کیا جا
 تو یہ حدیث اوس صحیحین کی حدیث جس میں شایب کی ممانعت اور بالحد ڈالنے کی نہی اور ہر منہ ہو جائی
 غرض حنفیہ پر سمجھ کر لی اعتراض نہی اللہ اعتراض نہی جو خلافت مکمل خدا اور رسول ہی طرف سے ہے
 متعین کہ لینے ہیں اور اوسکو حدیث ثمریہ میں پھر مزیدی بران مذہب حق پر اعتراض بھی کر گئے کو موہو
 ہو جائیں یا اللہ میں تجھ کو گواہ کرتا ہوں کہ میرا یہ گریز عقیدہ نہیں کہ کسی امام نے حدیث اور قرآن کا خلاف
 کیا اور نہ میں کیوں سلف اور خلف میں بڑا جانتا ہوں حضرات ظاہر کے تو ہاتھ فاسدہ سب برسی
 اس کے بڑھنے سے وہ ہرگز جبرے نہیں ہو سکتے بلکہ یہ خود آپ کے ہیں دستاوردیوینی مجھ دیگا تو رات اپنا
 بڑھ گیا کیا متری ہوگی زبان خراب **قال** علاوہ اسکے حنفیہ گرنے سے قلین کی حدیث کو نہ صرف
 کہتے ہیں انکے امام کے نزدیک تو حنفیہ ضعیف اور سہل حدیثیں ہیں سب عمل کے لائق ہیں چنانچہ
 عقود الجواہر المنصف فی اولیٰ مذہب امام ابی حنفیہ میں کجا ہو کہ حق ائرونی عنہ انہ کان یعرف ضعیف
 المجتہدین صاحب الکفر اراء الرجال **اقول** سچا ہاں تداہ مولف صاحب کی عجائبات
 اور سنی فہم کی حال اور سنی اور علمی کا کمال معلوم ہو گیا ہے اگر ہوتا تو زامین حصول علم ہی منہ
 تو بساری کتابیں ایک جابل ہو چکا تاہم اس حنفیہ کی عبارت استلال ساتھ عمل کرنے حنفیہ
 حدیث ضعیف پر مطلقا گزرتا ہے نہیں ہو سکتا بلکہ عبارت تو فرقہ ظواہر یہ و گروہ و ابیہ کے
 قول کار دخلتا ہو کہ وہ بمقابلہ عامل یا حدیث ہونے اپنے کے نصیب ابیہ رطہ امام صاحب رطلین
 عامل علی الی و رطل الی غما کر کے ہیں اس عبارت میں امام صاحب کی طرف اسکا جواب ہے کہ

نہی حدیث صحیحہ نہی حدیث ضعیفہ
 غلطیوں اور غلطیوں کی انتہا نہی حدیث صحیحہ

عالمی الحنفیہ و کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دوست رکھنا اور اپنی اگرچہ دین ضعیف بھی ہو تو ہم اس کو برقرار رکھنا
 ازای رجال کے بہتر جاننے اور مانگنے نہ یہ کہ صحیح اور قوی احادیث کو جوڑ کر محض ایسی جملین
 بہر نیکی و تلافی راہ از کجاست کیا بچا پنچہ مولوی بدیع الزمان لائبریری گریبان کی مذہب غیر مقلد مگر معتقد
 نواب صاحب میر جوہاں اپنی کتاب فتح المبین علی مذاہب المقلدین بطبع لاہور میں از راہ تعصب اپنے
 نفسانیت کے چابھ لکھا ہے کہ مقلدین سن صحیحہ صحیحہ و خصوصاً طبعیہ محکمہ کو رد کر دیا اور جوڑے یا اصل
 اسکے مصداق پور پور سے لائبریری میں نہ مقلدین لکھا اللہ تعالیٰ اس کتاب کا جواب بھی نذران حکم
 عنقریب ہم لکھینگے اور ساری قلمی ان مذاہب سے مکائد کی کھول دینگے۔ مثل قریب جوڑے ہر شے
 جو راست راست بات ہو کہ دین ہزار میں **قال** اور ایک صالح مقلدین ایسے حدیث پر چلنے والے کو
 دیتے ہیں کہ ہم لوگ جو حدیث نہیں چلتے ہیں تو وہ اس کی یہ بھی ہے کہ حدیث کی کتابوں میں بہت سی غلطی
 منسوخ موجود ہیں اور ناسخ اور نسخ حدیث کو ہر شخص پہچان نہیں سکتا اور انکو پہچانا اور انکو سمجھنا محض خدا
 ہی کا کام ہے جو اب کا اٹھ طرز پر اول یہ کہ ناسخ اور نسخ حدیث سمجھنے کا قاعدہ سبق عدل ہے اس
 اور اس قاعدے سے ہر ایک تلک بلکہ تھوڑی سی استعداد وال آدمی بھی ناسخ اور نسخ حدیث کو سمجھ سکتا ہے الخ
اقول متعرض صاحب نسخ میں مسند ظاہر کی لکھ کر کفایت کی صاحب راست کا قول خفیہ پر
 ہرگز حجت نہیں اور نہ کتاب خفیکہ کے مسند خلاو اور غالی ان تعصبات میں حاصل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم سے نسخ کے بارے میں تصریح نہیں آئی ہر فرقہ اپنی دلائل پیش کرتا ہے اور دوسرے اس کو رد کرتا ہے
 تمام کتابوں میں نسخ کی گفتگو میں کس قدر اختلاف ہے کہ ایک محققین میں اس کا فیصلہ نہیں ہوا اور کوئی
 امر از نہیں پایا جس سے اطمینان ملی ہو بہت آیتیں اور حدیثیں ایسی ہیں جن میں اختلاف ہے کوئی انکو
 منسوخ کہتا ہے اور کوئی ان پر عمل کر لیتا ہے اسی گفتگو میں بڑے بڑے محقق تمام علم مجتہد کے تھے
 اور کوئی بات طے نہیں ہوئی متعرض صاحب ایک ظاہری کا قول کہ میں سمجھ لیا بہت ہے کہ
 کہ اب فیصلہ ہو جائیگا یہ قاعدہ بہت آسان ہے جو کہتے ہیں کہ زبان اللہ یا بہت ہے
 اختلافات کو سمجھ لیتا ہے دعا و غوار میں فقط ان دو قسم پر حصر کرنا محض غلط اور غلط ہے

کتاب مسند ظاہر

عقل البتہ نسخ قطع جس سے عبارت ہوا اسکے واسطے بیشک امور اتفقینہ بنو چاہیں مگر دین
فقط یقین پر ہی منحصر نہیں اکثر احکام ظنی پر یا بر عمل کی خصوصاً حدیث آحاد و کہ وہ ظنی ہوتی ہو قطع
نہیں ہوتی با اینہم تمام ظاہر یہ بھی اوس پر عمل کرتے ہیں اور صاحب اسات کا قول نسخ قطع ہے
تمام و پر مبنی ہو پس نسخوات ظنیہ کو وہ شخص ذکر کیا جو احادیث آحاد کو در کسے اور اوس پر عمل نہ کر
نہ کرے یا احکام ظنی شرع میں موجود ہیں اور انکا کوئی انکار نہیں کرتا مگر تعجب ہے کہ حضرات ظاہر نسخہ نسخ
حدیثین اور آئینین میں بیچ عدد میں کون منکر کر دین یہ قول تو جمہور محققین کے خلاف ہے چنانچہ تفصیل کی
آگے بیان ہوگی **قول دوم** اگر کسی شخص کو کسی حدیث کا نسخہ معلوم نہ ہو **اقول** عجیب کلام
مسلک ہے کیونکہ جب تک کتاب میں ہو یا اور مفصل ہو نہیں اور نسخہ اور نسخہ کو فقہاء متاخر ذکر دیا ہے بھی کوئی
شخص متفقین کا کلام نہیں دیکھ گیا اور ابتدای اسلام پر قیاس کر کے بلا دفعہ عمل کیے جائیگا اور
حدیث متفقہ وغیرہ پر کار بند ہوگا وہ بیشک کنگاری یہ عذر اوسکا شرع میں ہرگز سموع نہوگا اوس سے
بلا دفعہ باز پرس ہوگی کیونکہ ابتدای اسلام میں لوگ مذکور تھے اب کیا کچھ غیر رہنمیں حل سکتا البتہ
مفسوع اختلافی ہو مثل رفع یدین اور آئین با بجر کے کہ وہ میں اسے غور **قول سوم** صحیح صحیح نسخہ
حاشیہ **اقول** کوئی شخص کسی حدیث کو امام کے مذہب کے خلاف ہوئے نسخہ نہیں لے سکتا
بلکہ اوسکے نسخہ پر احادیث اور اقوال اور افعال صحابہ اہل بین کوئی حدیث ہو کو ایسی بتلائیے کہ جس میں
امام کے قول سے اسکی نسخیت ثابت ہو ہرگز ہرگز نہیں مان جب صحابہ جس حدیث کی روایت
ہوگی اور اوسکا عمل اوسکے خلاف پایا جائیگا تو ہم بھی صحابہ پر حسن ظن کر کے اوس حدیث پر عمل
نہ کریں گے اور جو وقت خود صحابہ ایک حدیث کی روایت کریں اور دوسرے صحابہ اوسکے خلاف روایت
بیان کریں تو اسوقت جلیل القدر صحابہ کی حدیث بہ نسبت دوسرے زیادہ قابل عمل ہوگی اور بہ
اتقان بین ابن حصار کا یہ قول نقل کیا ہے اوسکے اول میں انفظا کال موجود ہے مترض صاحب نے
دھوکہ دینے کو جلال الدین سیوطی کا قول بنا دیا اور اگر تسلیم کیا جائے کہ اونا بھی یہی مسلک تھے تو
عبارت کے سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض لوگوں نے جو کئی سو آیتوں کو نسخہ کہ دیا اونا دفعہ کیواسے

ناسخ نہیں ہوتا الخ **اقول** حنفیہ اسکے ہرگز قائل نہیں کہ ہر فعل اخیر ناسخ اول ہو بلکہ وہ فعل اخیر
 ناسخ ہوتا ہو کہ جسین صحابہ روایتیں موجود ہیں کہ اس فعل کو مثلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے
 پھر آپ نے اسکو چھوڑ دیا تھا جیسے جہاز کی داسٹ کو مٹا ہونا یا رفع یدین کا کرنا صحابہ مروی ہو کہ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اول کرتے تھے پھر آپ نے ترک کر دیا یا ان اگر وہ المرسلات کو رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ مغرب میں پڑھا کرتے پھر کسی صحابی مروی ہو تاکہ آپ اسکو ترک کر دیا
 تو بیشک ہم بھی اسکو ترک کر دینے سے اسطرح اعتکاف و غیر فقط ایک یا اخیر میں واقع ہوا اس ترک
 نہیں لازم آتا ورنہ کسی صحابی ضرور روایت ہوتی حالانکہ کسی صحابی مروی نہیں کہ آپ نے دس دن کا اعتکاف
 ترک کر دیا تھا بلکہ یہ صورت اتفاقی تھی مرنے صحابہ میں دن کا اعتکاف کرتے پس جب تک صحابہ ہمارے
 ثابت نہ ہوگا ہرگز اس عمل کو ترک نہیں کر سکتے اور ہر حدیث خواندہ منسوخ ہو خواہ اجماع صحابہ خلاف
 حضرات ظاہر یہ ہی اوپر حدیث سمجھ کر عمل لیتے ہیں حنفیہ میں نہایت احتیاط کرتے ہیں پس حنفیہ کی
 طرف اسرق علیہ خود ایجا کرنا عین مخالفت حنفیہ استقامت کے ہرگز قائل نہیں علاوہ آنحضرت شریف
 میں لکھا ہوا **وَأَمَّا يُؤْخَذُ بِالْأَخْرِ بِالْأَخْرِ مِنْ فَعَلِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ** یعنی نہیں لیا جاتا
 مگر آخر سے آخر فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو انتہی پس ظاہر یہی واجب ہو گیا کہ مغرب میں وہاں رسالت پڑھا
 کریں اور رمضان میں بیس روز کا اعتکاف کیا کریں ورنہ خلاف بخاری لازم آئیگا اور اعتبار ثبوت
 حدیث میں غنہ پڑ جائیگا ذرا اسکا پہلے خیال کیجیے تو پھر ضرور کو لازم دیکھیں **چون مذاری کمال**
 فضل آں ہے کہ زبان درمان نگہداری **قال** خجمر اگر کوئی شخص حتمال کے ساتھ یاد نہ
 دلیل کے کسی حدیث کو منسوخ کہے تو ماننا چاہیے الخ **اقول** کوئی شخص حتمال اور بدو
 دلیل کے حدیث کو منسوخ نہیں کہتا مستعرض صاحب بیفائدہ آٹھ جواں بخانا نام لیا اگر ایسے چھوٹا
 نام بھی جواب ہی تو ہم چاہیں جواب لکھ کر مثل معترض صاحب کے ورق سیاہ کر دینگے مگر عقلاً خوب جا
 ہیں کہ سب جواب کیل اور باد ہوئی ہیں حنفیہ کسی حدیث کو بغیر دلیل قوی منسوخ نہیں کہتے گویا بغیر
 اسکو غمانیں کہ اہل کلمے کو خدا اور رسول نے ہم پر کچھ حجت نہیں گردانا ورنہ دین کو کیسے مانا

بخاری
منسوخ ہو

ماننے پر موقوف رکھا ہر **قال** ششم یہ جو بعض لوگ بعض حدیثوں کو سبب نہ ہونے کے خلاف جو
 ظن ہے یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ غاصہ تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سو بہرگز قابل اعتبار اور لائق
 ماننے کے نہیں ہوا **اقول** از قافی کے قول پر معترض صاحب اگر عمل کرتے تو آیت عامہ
 حدیث آحاد ظنی سے خاص کرتے اور قرآن کے مخالف اگر حدیث آحاد ہو تو اوپر عمل کرتے اور اگر
 نہیں ہے مگر فقط ظن عقل پر تو حنفیہ کسی حدیث کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ بخیر حدیث دوسرے
 نہیں کہتے بعد ہر کے نماز کو جو ہر روزی کے خاصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہتے ہیں غرض معترض صاحب
 فقط رابطہ یا بس جوابات جمع کر دیے ہیں اور کوئی اسطرح نہیں بیان کیا کہ فلان صورت میں حنفیہ
 یوں کہتے ہیں جواب دہ کے سے عوام کو بغلطہ ہوتا ہے کہ حنفیہ شاید اس کے قائل ہوں حالانکہ حنفیہ اس سے
 براصل و برہن معترض صاحب نے ان جوابات میں بغلطہ کی خوب رعایت کی ہے کہ دوسرا آدمی جا کر حنفیہ
 ہی مذہب ہو گا یہ محض اوپر اتہام ہے وہ ہرگز نہ کرے ان احتمالات کے قائل نہیں معترض صاحب کی فقط از
 خانہ ساز گفتگو پر **قال** ہفتم جہان وجودیون میں آپس میں تعارض معلوم ہو و مان بلا دلیل ایک کے مانع اور
 دوسرے کو منسوخ نہ کر دینا چاہیے بلکہ جہان تک ممکن ہو ان میں موافقت دینی چاہیے **اقول** دوسرے میں
 تطبیق جیسا کہ حنفیہ نے دی ہے کسی کو بھی آج تک یہ نہیں ہوئی اور ظاہر یہ کہ اسمین محض دعویٰ ہی ہو
 ہے وہ مطلق تطبیق نہیں جاتا اور یہ ظاہر ہے کہ چونکہ جائیداد کے او کی نظر تو صرف الفاظ پر ہی مبنی اور مقصود
 دشمن جانی ہیں خصوصاً امام بخاری اور مسلم کے الفاظ تو ایسے کرتے ہیں کہ پھر دایان بایان کا بھی مطلق
 نہیں کہتے نہ صحابہ کا کیا فعل تھا اور انھوں نے اس حدیث پر عمل کیا ہے یا نہیں بلکہ یہ مجتہدین نے اصل پر
 کیا مبنی لکھے ہیں اور جہان امام بخاری اور امام مسلم کی روایت ہوگی وہ ان کی نظر میں کیسے ہی دور
 روایت صحیح ہو تطبیق تو درکار بلکہ فوراً اس کے مقابل انکار کر دیتے ہیں اور یوں اعتقاد رکھتے ہیں کہ ان
 دونوں خلاف جس کسی نے جو کچھ کہا سب مردود ہے گویا صحیح کو مختصر اسمین سمجھتے ہیں اگر صحیح کی کوئی حدیث
 موافق ہوئی تو اس کو حجت گردانتے ہیں اور اگر ٹوٹی حدیث مخالف ہوگی اور وہ بھی فقط او کی ہدایت پر
 مخالف ہے متحقق کنندہ ایک مخالف نہیں اور تطبیق بھی اس کی موجود ہو تو یہ گول و حل میں کہہ کر زمین

ہر اور اس پر عمل کر نیوالے کو خلاف تھا اور رسول کے ساتھ ہیں پھر نکاح یہ کہنا کہ اس میں موافقت کرنی
 چاہیے محض بانی دعویٰ ہی چنانچہ ان ہوسلمو کے جوابات کو ناظرین ملاحظہ فرمائیں کہ حنفیہ نے یہوں
 متعارض میں تطبیق دی ہے یا ظاہر ہے ان لوگوں کو تو اتنی لیاقت اور اتنا مادہ کہاں جو تطبیق کے سبب
 اپنے خیال میں حدیث بخاری اور مسلم کا جو ترجمہ سمجھ لیتے ہیں ان کو کو خاص مقصود رسالت نبیہ صلی اللہ
 علیہ وسلم سمجھتے ہیں غرض قوت خیال یہ ہے ایسی غالب آتی ہے کہ سوسطایہ کو بھی نصیب ہوگی **ہوگی قال**
 ہشتم سید محمد صدیق حسن خان صاحب نے اپنے رسالہ افادۃ الشیوخ بقدر المناہج والمسنوخ میں
 لکھا ہے کہ نزدیک شیخ الاسلام احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام بن تیمیہ الحنفی کے مسنوخ حاشیہ
 کل دس ہیں **الحاقول** یہ جواب آپ کا بل جواب ہو اسکا جواب خوب گوش ہوش سے سنیجے اول تو
 یہ سنئے کہ فقط پانچ آیتیں مسنوخ کہنی صریح غلطی ہے اس لیے کہ نسخ میں اختلاف ہو بعضے تو کہتے ہیں تین یا
 سو تو نہیں بالکل ناسخ اور مسنوخ نہیں اور پچیس سو تو نہیں ناسخ اور مسنوخ دونوں طرح کی آیتیں بانی
 ہیں اور چھ سو تو نہیں فقط ناسخ ہے مسنوخ نہیں اور چالیس میں فقط مسنوخ آیتیں ہیں ناسخ نہیں
 اور بعضے کہتے ہیں کہ جن آیتوں میں کفار سے اعراض کرینیکا حکم ہے وہ بھی آیت سیف کے مسنوخ ہیں مگر حلیہ
 سیوطی التیقان میں میں آیتیں مسنوخ ہونیکا اقرار کرتے ہیں اور اس قول کو محققین کبریٰ نسبت کرتے
 ہیں چنانچہ تفصیل میں اسب کی تفسیر التیقان کی سینتالیسویں قسم میں مذکور ہے کہ اس معترض صاحب کا
 یہ کہنا کہ آیتیں مسنوخ پانچ سے زیادہ نہیں خلاف جمہور محققین ہے اور نہ کوئی اوپر دلیل ہے اب حدیثوں کو
 سنئے کہ دس حدیث کو فقط مسنوخ کہنا بھی جمہور خلاف ہے اور نہ کوئی اوپر دلیل پائی جاتی ہے جو جرح
 کہ معترض صاحب نے ابن جوزی کی تقلید جامد کی ہے حالانکہ ابن جوزی کا قول مسنوخ اور موضوع کہنے پر
 محققین مجاہدین کے نزدیک بالکل بایہ اعتبار ساقط ہے موضوع میں تو اونکا یہ تشدد کہ صحیح حدیثوں کو بھی موضوع کا
 حکم لگا دیا اور مسنوخ میں یہ سہلہ کہ کچھ ہیں یہ صبر کر دیا خیر اور انھوں نے تو ملا فی ما فات کی مگر معترض صاحب
 کیوں انکے مقدمہ پر قدم چلے اب مسنوخات سنئے بخاری شریف میں **وَقَالَ الْعَسِيدُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ**
جَاءَنَا فَصَلُّوا جُلُوسًا هُوَ فِي مَرْجِدِهِ الْقَدِيرُ تَوَصَّلْ بَعْدَ ذَلِكَ لَيْلًا لَيْسَ عَلَى اللَّهِ حَافِلٌ

تین یا پانچ آیتیں

بخاری
حدیث

جَالِسًا وَالنَّاسُ خَلْفَهُ قِيَامًا يَأْتِيهِمُ بِالْقَوْلِ وَإِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمُ الْآخِرُ مَا لَا خَيْرَ فِيهِ مِنَ الْقَوْلِ
 النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِي كَمَا حَمِيدِي فرما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ جب آپ سے تنبیہ نہ ہو
 تو تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھو یہ وہی پہلے مرض کا یہ ہے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹھ کر نماز پڑھی اور نہی
 پیچھے آگے کھڑے ہوتے تھے نہیں حکم کیا اونکو بیٹھنے کا اور نہیں انکا کیا جائے اگر آخر فعل رسول اللہ صلی
 علیہ وسلم کا انتہی اور ستم شریفین میں یہ عن ابن المغفل قال مر رسول الله صلى الله عليه وسلم
 يقتل الكلاب ثم قال ما بالهم وبأل لک لا یتم دخص وکل الصيد وکل الغنم
 یعنی ابن مغفل نے روایت کی کہ انھوں نے خدمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کونے مار ڈالنے کا
 پھر فرمایا اون سے اور کون سے کیا علاقہ پھر غصت کی کئی شکاری اور ربوڑ کے کتے میں انہی اور
 شیخ مسلم نووی میں یہ ذکر مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ فی ہذا الباب الاحادیث الواکدہ
 بالاصحاح ما مسند النکات ثم عقبہا بالاحادیث الواکدہ بترك الوضوء ما مسند النکات
 فكانه يشير الى ان الوضوء منسوخ وهذه حادثة مسلم وحين من آية الحديث
 يذكر ان الاحاديث التي رويها منسوخة ثم يعقبوها بالناسخ یعنی امام مسلم نے وہ حدیث
 ذکر کرین ہیں کہ مسند النکات میں وضو وارد ہے پھر اس کے پیچھے وہ حدیثیں بیان کرتے ہیں کہ وضو میں وارد
 پس گویا وہ اشارہ کرتے ہیں طرف اس کے کہ وضو منسوخ ہے اور یہ عایت مسلم وغیرہ ایہ حدیث کی ہے کہ وضو
 منسوخ احادیث کو روایت کرتے ہیں اس کے بعد ناسخ احادیث کا ہیں انتہی عرض اس قسم کی بہت
 حدیثیں منسوخ موجود ہیں پنا پچھ حضرت عائشہ رضہ آورد اور اظہار کی نزدیک جمع انی میں بھی منسوخ ناسخ
 ہوتا ہے اور جمہور نزدیک یہ حدیث منسوخ ہے یا یہ مورد میں خاص ہے اس طرح کہ انتہی المصنف
 لا المصنفان کے حدیث بھی جمہور نزدیک حواشی شافعیہ منسوخ ہے اس طرح اونٹ کا گوشہ
 کھانے وضو آجائی حدیث جمہور نزدیک حواشی شافعیہ منسوخ ہے اور بنیابین کما ہے عن ابن عباس
 قال کان رسول الله صلى الله عليه وسلم يرفع يديه كلما ركع وكلما رفع يده فصار
 الى فتناهم الصلوة وتركها من ذلك وعن ابن النجاشي انك رأيت رجلا يقول

شرح
 ص ۵۴
 جلد اول
 باب في المنسوخ

مِنَ الرُّكُوعِ فَقَالَ امَّةٌ فَإِنْ هَذَا شَيْءٌ فَعَلَكُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَسُّعًا
 یعنی ابن عباس سے روایت ہو کہ انھوں نے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھاتے ہاتھوں کو
 رکوع کرتے اور جب سر اٹھاتے پھر جوع کیا آپ نے ہر شے شروع نماز کے یعنی تکبیر تحریر میں اور اسوا کو
 ترک کر دیا اور ابن زبیر رحمہ سے روایت ہو کہ انھوں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ ہاتھ کو رکوع میں اٹھاتا تھا
 پس فرمایا است کہ یہ ایک شے ہے کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر چھوڑ دیا اس کو انتہی
 اور جو ابن جوزی نے ان دونوں حدیثوں میں کچھ کلام کیا ہو اس کا بھی جواب بنالیہ میں ہو قُلْتُ قَوْلُهُ
 لَا يَعْرِفَانِ أَصْلَ الْأَيْسْتَلِمْ مَعْرِفَةَ أَصْحَابِنَا هَذَا وَدَعَوْا لِمَا لَا يَلِيقُ لَيْسَتْ
 نَحْنُ عَلَى الْمَنْبِتِ وَأَصْحَابُنَا أَيْضًا نَفَاتُ لَا يَكُنْ إِلَّا حَتَّى جَرِمَا لَمْ يَثْبُتْ عِنْدَهُمْ
 صِحَّتُهُ لَأَنَّ هَذَا أَكْرَمُ الدِّينِ فَالْمُسْلِمُ لَا يَسْتَمْرُزِي فِيهِ وَيَتَوَيْدُ مَا قَرَى مِنْ عِلْمِ
 الرَّفِيعِ عِنْدَ الرُّكُوعِ وَعِنْدَ الرَّفِيعِ مِنْهُ مَا رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَحَدِيثُ ابْنِ إِسْحَاقَ قَالَ ابْنُ
 إِسْحَاقَ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ حَصِينٍ عَنْ مُجَاهِدٍ
 قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عُمَرَ فَلَمْ يَكُنْ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِلَّا فِي التَّكْبِيرِ الْأَوَّلِ مِنَ الصَّلَاةِ
 قَالَ الطَّحَاوِيُّ قَوْلُ ابْنِ عُمَرَ قَدْ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ تَرَكَهُ هُوَ الرَّفْعُ
 بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا يَكُونُ ذَلِكَ إِلَّا وَقَدْ ثَبَتَ عِنْدَهُ نَسْخُهُ مَا كَانَ رَأَى
 النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَهُ وَاسْنَادُهُ مَا رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَصَحِيحُهُ وَآخِرُهُ أَيْضًا
 فِي ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ فِي مَوْصُفِهِ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ حَصِينٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ
 مَا رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِلَّا فِي الْأَوَّلِ مَا يَقْتَضِيهِ بَعْضُ مَنِ كَتَبَ هُوَ بَنُ جُزَى كَأَنَّهُ
 يَدُونَ حَدِيثِ نَهْنِ بَجَانِي جَانِبِ نَهْنِ سَلَزَمَ اسْكُو كَمَا رَأَى اصْحَابَ بَحِي وَكَوْنُهُ بَجَانِ بِنِ وَرَفْعِ
 كَرَنُوا كَمَا دَعَوَى ثَابِتُ كَرَنُوا لَمْ يَرْجُحْ نَهْنِ بِنِ اصْحَابَ بَحِي بَعْدَ بَحِي نَهْنِ بِنِ اسْكُو حُجَّتْ نَهْنِ بِنِ رَأَيْتُ
 جَوَانِ نَزْدِكْ صَحِيحٌ نَهْنِ اسْكُو كَمَا دَعَوَى بِنِ اسْكُو سَلَزَمَ اسْكُو سَلَزَمَ اسْكُو سَلَزَمَ اسْكُو سَلَزَمَ اسْكُو
 عَدَمُ رَفْعِ كِي وَهَ حَدِيثُ جَوَامِطِ طَوِي مَجَاهِدُ رَفْعُ رَوَايَتِ كِي هُوَ كَمَا نَمَارِطُ هِيَ بَحِي بِنِ اسْكُو

۴
 چندی
 سے

دس میں صحر کرنا باطل ہو گیا اگرچہ منسوخ احادیث جنہر تمام امت کا اتفاق ہو کر مہین مکر مختلف
 منسوخ تو بہت ہیں اور مختلف فیہ جو منسوخ ہو اور سپر آدمی عمل کیے جا اسکا ثبوت کہیں حدیث
 اور قرآن سے نہیں پایا جاتا بلکہ احتیاط اس میں ہو کہ تنفق اور مختلف تمام منسوخات سے بچے ورنہ ارتکا
 شبہات لازم آگیا **قولہ** نوین حدیث سند امام احمد آہ **اقول** معترض صاحب افطار محرم
 کی ناخ حدیث تو بیان کردی مگر جامع کا افطار کماں منسوخ کرینگے **قولہ** لیکن سوای ان بن
 جن جن اور حدیثوں کو بعض علماء منسوخ ٹھیرایا ہے آخر **اقول** کل ان حدیثوں کو جو معترض صاحب
 نے نقل کی ہیں علماء منسوخ نہیں کہتے بلکہ اور حدیثیں بھی جو پہنچنے ابھی نقل کی ہیں علماء منسوخ کہتے
 ہیں **قال** جواب اس حدیث کا تو یہ ہے کہ کہا ترمذی نے یہ حدیث ضعیف ہے اور حدیث ضعیف
 لاحق حجت پکڑنے کے نہیں ہوتی آہ **اقول** ماکم اور یہی نے ابو ہریرہ رضی روایت کی ہے ان
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال قائمنا کما یحرمہ ما یضی یعنی تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 ٹھٹے ہو کر پیشاب پید نہ کرے اسے کیا تھا انتہی اور مرقاۃ میں ہے قال ابو اللیث رحمہ
 بعض الناس بان یبول قائمنا وکونہ بعض الناس لا یمن علی قریۃ یقولون کیا
 ابو اللیث نے کہ بعض آدمیوں نے ٹھٹے ہو کر پیشاب کرنے کی رخصت دی اور بعض نے اسکو
 بلا عذر مکروہ جانا اور ہم اسی کے قائل ہیں انتہی پس قول عائشہ رضی کا اس پر محمول ہے کہ بلا عذر نہیں
 چاہیے اسی طرح عمر رضی کو منع کرنا بھی اسی پر محمول ہوگا اور امام شافعی سے بھی منقول ہے کہ عرب کٹر
 ہو کر پیشاب کرنے کو ٹھٹھے اور کر کی درد کیواسطے شفا جانتے ہیں شاید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 پیٹھے یا کمر کا درد ہوگا جو آپ نے ٹھٹے ہو کر پیشاب کیا ورنہ عادت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم یوں نہ تھی
 اور بعضوں نے کہا ہے کہ وہ ان ٹھٹھنے کی جگہ نہ تھی بوجہ وقوع نجاست کے اسلئے آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم نے ٹھٹے ہو کر پیشاب کیا پس جب حاکم اور بیہقی سے بھی اول و دونوں حدیثوں حضرت
 عمر رضی اور حضرت عائشہ رضی کی روایت موجود ہے کہ بوجہ زخم کے تھا اور متحققین سے بھی یہی منقول
 ہے لہذا وہ عذر پر محمول کرنے کو بہتر جانتے ہیں پس ہم کس طرح سے امام حمرانی کے اس قول کے

۷
 ۸
 ۹
 ۱۰
 ۱۱
 ۱۲
 ۱۳
 ۱۴
 ۱۵
 ۱۶
 ۱۷
 ۱۸
 ۱۹
 ۲۰
 ۲۱
 ۲۲
 ۲۳
 ۲۴
 ۲۵
 ۲۶
 ۲۷
 ۲۸
 ۲۹
 ۳۰
 ۳۱
 ۳۲
 ۳۳
 ۳۴
 ۳۵
 ۳۶
 ۳۷
 ۳۸
 ۳۹
 ۴۰
 ۴۱
 ۴۲
 ۴۳
 ۴۴
 ۴۵
 ۴۶
 ۴۷
 ۴۸
 ۴۹
 ۵۰

تسلیم کر لیں کہ وہ کہتے ہیں کہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا رخصت ہو اور بیٹھ کر پیشاب کرنا عزیمت ہو جائے
 جمہور علمائے نزدیک بلا عذر کھڑے ہو کر پیشاب کرنا مکروہ ہو گا اس طور پر اکثر چھبٹین پیشاب کی
 یا نوپہڑ جاتی ہیں اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی عادت تھی مان
 جو ایک آدمی مرتبہ ایسا ہو اسوہ بنیاد تھا اور تقریباً ہر شخص صاحب کمرے سے خارج ہوتا ہو گا ورنہ اس کا
 پیشاب کیسے غیبت زیادہ ہو گیا ہو اہل اہل بیت اور پاکیزگی اگر نسلاً بعد نسل آج بھی اور جلدی ہوتی تو ہر
 طبیعت اس طرف نہ جاتی اور یہ چال کفار کی پسند نہ آتی لیکن حضرت تو اب سلمان ہو ہیں اور دل
 میں ہی خوب بوجہ پانہ کوئی سمائی ہی ہے **ہو** دہنہ زنگے ریشہ درخت خبرہ نہفتہ ای بدلتہ شہود و پیا
قولہ مگر گئے اور خنجر کا چمڑا دباغت دینے سے بھی پاک نہیں ہوتا **اقول** اسپر کوئی دلیل
 حدیث اور قرآن سے پانی نہیں جاتی کہ کتے کا چمڑا بھی دباغت پاک نہ ہو بلکہ حدیث میں ہے چمڑا
 طہارت دباغت معلوم ہوتی ہے اور خنجر کا چمڑا بوجہ وارد ہوا ہے اس سے مستثنیٰ ہے اور کتے میں
 نہ کوئی آیت آئی اور نہ کوئی حدیث وارد ہے کہ اس کا چمڑا دباغت ناپاک رہتا ہو چنانچہ بیان اسکا
 سترھویں مقالہ کے جواب میں گذرا **قال** جواب یہ کہ حضرت کا آخر فعل وضو نہ کرنا ثابت
 ہونے کے لازم نہیں آتا **اقول** یہ قول مترض صاحب امام مجاہد کی عبارت کے سراسر
 خلاف ہے کیونکہ اسی جواب میں ہم نے اونٹنی عبارت نقل کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آخر فعل رسول
 صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کیا جائیگا ورنہ نماز میں مقتدیوں کو بیٹھنا جبکہ امام بیٹھا ہو جائے ہو جائیگا پھر
 جیسے وہ زمین پر نہیں کہہ سکتے کہ بیٹھنا بھی جائز ہے اس طرح زمین قیاس کرنا چاہیے اور فواہ الصباغ
 بھوپال کی عبارت جو ہم نے اسی جواب میں نقل کی ہے اس کے بھی یہ قول مخالف ہے کیونکہ انھوں
 کہتا ہے کہ جمہور کا یہ مذہب ہے کہ فعل قول سے اور قول فعل سے منسوخ ہو جاتا ہو علاوہ اسکے حدیث
 تو صحیحاً **ما مَسَّتْ لَهَا رِجْلٌ** سے معلوم ہوتا ہے کہ آگ کی پکی ہوئی چیز وضو کرنا واجب ہے اور
 اس کو نوں امر یعنی وجوب اور استحباب نہیں پائے جاتے فقط ایک صورت یعنی پڑھنے کی ہے
 جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوا کہ آپ نے ایسی چیز کھانے سے وضو کرنے کو نہیں فرمایا

پس اس حدیث کے منسوخ ہونے میں تو کچھ کلام نہ آیا استجاب ضو کا اور حدیث سے ہو گا
 اس کیونکہ ہو سکتا ہے اس میں اگر پہلا استجاب ہوتا تو اب بھی باقی رہتا حال آنکہ پیشتر کے استجاب
 ثوابی بھی قابل نہیں اور نہ الفاظ نکلتا ہے اور یہ کہ نہ کفر و جوب استجاب باقی رہتا ہے اور نہ کوئی دلیل
 نہیں ہے کہ یہ جوب استجاب کے ضرور قابل ہو پس جو از وضو و منسوخ ہو میں حدیث کے کلام نہیں
 غرض حدیث کا جو حکم یہ وہ قطعاً منسوخ ہے اس کا نام منسوخ قطعاً ہے کہ خاص تصریح قولی پر نہایت
 مستحکم نہیں ورنہ جب امام بیہکرم نماز پڑھے تو مقتدا کو بھی بیہکرم پڑھنا جائز ہو جائیگا کیونکہ اس میں
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قسم کی تصریح نہیں جس کے معترض صاحب قبال میں بلکہ فقط
 فعل آخری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیہکرم پڑھنا اور مقتدا کو نکاح کرنا پابا گیا ہے اس کے جمہور
 نسخ کے قابل ہو گئے ہیں اور امام بخاری بھی اس کے قابل علوم ہو ہیں چنانچہ پیشتر ہم عبارت اولی
 نقل کر چکے ہیں شاید معترض صاحب یہ مقام بخاری کا نہیں دیکھا جو صاحب اسات کی تقلید کی
قولہ حدیث خیم سند امام احمد اور ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن جریر و ابی داؤد و ابی یوسف
علی رضی اللہ عنہما قولہ یہ حدیث بسرف کی حدیث سے قوی ہے چنانچہ تحقیق اس کی سولہویں
 مطالبہ کے مسئلہ اول جواب میں خوب مفصل موجود ہے ملاحظہ فرما **قولہ** لیکن مکہ میں نماز پڑھنی
 ہر وقت جائز ہے جیسا کہ سند امام احمد **قولہ** عجب تماشے کی بات ہے کہ صحیحین بخاری و مسلم
 جن میں اجماع قاتل و مکرہہ کی تصریح ہے اور نہ ترمذی اور ابو داؤد کی حدیث خاص کیا جا اور ترمذی
 ابو داؤد کی حدیث کو اون حدیثوں سے خاص کیا جا اور فقط ایک حدیث سند امام احمد و ابن جریر کو متواتر
 ترجیح دی جا اور ان کو اس حدیث خاص کر لیا جا حال آنکہ یہ حدیث ضعیف ہے چنانچہ فتح القاری
 لکھا **وَهُوَ مَعْلُولٌ بِأَنَّهُ أَمْرٌ أَنْقَطَعَ مَا بَيْنَ مُحَمَّدٍ قَائِلٍ دَرِّفَ فَإِنَّهُ الَّذِي**
يَرْفَعُهُ عَنْهُ وَضَعَفَ ابْنُ الْمُثَنَّى وَضَعَفَ مُحَمَّدٌ مَوْلَى عَفْرَاءَ وَاضْطُرَّ ابْنُ سَلَمَةَ
وَرَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَأَدْخَلَ قَيْسُ بْنُ سَعْدٍ بَيْنَ مُحَمَّدٍ هَذَا وَبَيْنَ مُحَمَّدٍ وَرَوَاهُ
سَعِيدُ بْنُ سَلَمَةَ فَاسْقَطَهُ مِنَ الْبَيِّنَاتِ یعنی یہ حدیث چاروں سے معلول ہے قطعاً میرا

۴۰
 فقہ القاری
 فصل الاوقات
 فی نماز و غیرہ
 مسئلہ

اور بلا سفر اور بلا بارش کے جمع کیا اور دوسری حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ فرمایا آپ
جب غرضت کے پسند نہ لگاؤ اس کے پس اگر پھر سے چوتھی بار پس قتل کرو اس کو انتہی اس حدیث
ترمذی کے معلوم ہوا کہ ظاہر اس حدیث ابن عباس کا کوئی بھی قائل نہیں ہوا بلکہ وہ حسین حنفیہ
جمع صوری مراد لیتے ہیں اور یہ صورت آیت **إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَوْقُوتًا**
کے زیادہ مناسب ہی یعنی نماز مسلمانوں پر فرض وقت میں کیا گیا ہی انتہی اور صحیحین میں جو حدیث
عبداللہ بن مسعود روایت ہو کہ میں نے کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک وقت میں دو نمازین
جمع کرتے ہوئے عرفہ اور مزدلفہ کے نہیں دیکھا اس حدیث کے مخالف نہ ہوگی ورنہ قرآن و صحیح بخاری
اور خود صحیح مسلم کے خلاف ہو جائیگی اور معترض صاحب تو خود فرما چکے ہیں کہ جہانک پہ تطبیق ہونے
چاہیے یہاں تو کو کیا ہو گیا کہ فقط ایک مذہب کی تقلید سے قرآن اور حدیث صحیحہ اور حدیث کی
وجہ سے کہ حسین بن علی ایک وقت کے جمع ہونے کی بھی نہیں چھوڑے شائبہ اش مریح تقلید جابر کے کہتے ہیں
جو افضلیت دیکر انرا نصیحت تہتے جانا تھا کہ یہ شور و شعب معترض صاحب کا مسلمانانہ بیہوشی
خلوص اور سوزی گہوگا لیکن اب جو غور سے دیکھا تو روٹو ٹوٹو کا مذہب یا چند پریشانیوں کا
نقشہ نظر آیا **بڑا شور سنتے تھے پہلوئیں لگا** جو چیرا تو اس قطرہ خون **مکلا** اور ابن عباس سے
جو اس کی وجہ بیان کی کہ تا امت کو آسانی ہو اس سے بھی ہی معلوم ہوتا ہی کہ جمع صوری کیونکہ
جمع حقیقی لینا تو قرآن اور حدیث کے مخالف ہوتا ہی پس اس واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
یہ نماز پڑھی تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اگر کوئی شخص کسی وجہ سے دو نون نمازین اٹھے یا بیڑہ زندہ ایک کا
آخر وقت ہو اور دوسری کا اول وقت ہو پڑھ لیا تو جائز ہو کیونکہ بعض اوقات آدمی ایسے کام میں
مشغول ہوتا ہی کہ ہر بار نماز کے واسطے اوٹھنا دشوار معلوم ہوتا ہی تو یہ صورت اگر ٹوٹی کر لیا تو کچھ
مضامین نہیں غرض جمع صوری میں خوب تطبیق ہو جائیگی اور جمع حقیقی بغیر خدا کے لینا تو کسی کا بھی
مذہب نہیں فقط معترض صاحب کی ایجاد ہی اور گمراہی کا اجتہاد ہی **یہی اجتہاد آپ کا گمراہی کا**
تو دفتر ہدایت کا اہر ہے گا **اور تفصیل اس کی نہیں مسئلہ سچا ہے کہ جواب میں خوب بیان ہو ہی ہے**

قَسَمُ شَاءَ لَطْلَحَ عَلَيْهِ فَلْيَجْعَلْ الْكِبْرُ خَفِيَةً بَيَانِ اس فہم کی لفاظ پرستی جسکے متعرض ہیں
 قائل ہیں بیشک نہیں اگر کوئی حدیث صریح آیت قرآنی اور حدیث صحیحہ الزبانی کے مخالف پائے
 ہیں تو اوسین تطبیق عمدہ بیان کر دیتے ہیں جسکو طبع سلیم قبول کر لیتی ہے اسکا نام خواہ کوئی مخالفت
 رکھے یا موافقت اور ظاہری کہ جس شخص کی محض الفاظ پر نظر ہوگی اور دوسرے الفاظ اور سنی پر غور
 نہ کرے گا اوس شخص کی ہرگز مبصرین اور محققین نہیں بن سکتی دونوں میں مخالفت حقیقی ہے نہ محض تو حجب
 آئنا ہے کہ اور حدیثوں میں تو متعرض صاحب تطبیق دیکھتے ہیں حالانکہ ظاہر حدیث کے بالکل غلط
 ہے اور یہاں تطبیق کی کچھ بھی توجہ نہ فرمائی فقط ترمذی کی ضعیف حدیث لیکر نسخ کو باطل کیا
 صحیح حدیثیں اور آیت کی طرف خیال کر کے تطبیق نہ بیان فرمائی مگر اوسکو کیسے بیان کرتے
 کہ اوسنے مذہب کے خلاف ہو جانا اگر ظاہری الفاظ پر عمل کرتے ہیں تو ہر جگہ کرن فقط قاضی
 شوکانی وغیرہ کی تقلید سے الفاظ ترک کر دینا اچھا نہیں حالانکہ ظاہر حدیث پر عمل کرنا چاہیے
 کرتے ہیں مگر درحقیقت نہ اوسکے کسی قول کا اعتبار نہ فعل کا اپنے خیال میں جبکہ معتقد ہیں
 تقلید کسی حالت میں نہیں چھوڑنا خواہ حدیث کے مخالف ہو یا موافق ایسی تقلید کو ہم بیشک برا
 جانتے ہیں مان جو تقلید حدیث و قرآن کے موافق ہوگی اوسے مانہیں لاندہ ہونکی طرح ہر
 الفاظ کی پابندی نہیں کرتے ہیں متکلم کے مقصود اور سنی کلام پر نظر رہتی ہے چراغ لیکے
 جیسے ہونڈتے ہیں پروانے چاکر دل میں ہے وہ شمع انجمن میں نہیں + **قولہ** جواب اسکا یہ ہے
 کہ جن حدیثوں سے کفار کا تحفہ قبول کرنا مروی ہے وہ سب حدیثیں بحال ہیں نسخ نہیں کیونکہ
 ان حدیثوں میں اور عیاض بن حمار کی حدیث میں یوں تطبیق ہو سکتی ہے **آہ** **اقول** انصاف
 کرنا کیا مقام ہے کہ متعرض صاحب چونکہ ابن جوزی اور نو ابصاحب سیر بھوبال کی تقلید
 دس حدیثوں میں نسخ کو صحر چکے ہیں اب کیسی ہی صریح الفاظ حدیث موجود ہوں ہرگز نو
 عمل نہ کرے گا ظاہری کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ عیاض اسلام لایا ہے کہ نہیں
 آئے ۱۔ اندیشہ کہ سنی مذہب سے منکر کیا گواہوں اس کے کہ اسکا اسلام کی امید اور عدم امید

کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس روزہ کو رکھا کرتے تھے اس حدیث منسوخ سے روزہ عاشور کا
 مستحب کہنا محض بلا دلیل بات ہے بخاری میں ہے عن ابن عمر قال قال صابر النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 یوم عاشوراء واکرم یامہ قلنا وضر رمضان ترکہ وكان عبد اللہ لا یصومہ
 الا ان یوافی صومہ یعنی ابن عمر روایت ہے کہ ما روزہ رکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 دن عاشور کا اور حکم کیا روزہ اس کے کا پس جبکہ فرض ہوا رمضان چھوڑ دیا گیا روزہ عاشور کا اور
 عبد اللہ بن عمر روزہ عاشور کا نہیں رکھتے تھے مگر جبکہ ان کے روز کیے ساتھ آجاسے انتہی ہر
 حکم کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دال اس پر ہے کہ روزہ عاشور کا فرض تھا پھر اس کو ترک
 کر دیا صاف منسوخ ہونا اسکا ہی غرض اس حکم کے منسوخ ہونے میں کلام نہیں جہاں پھر وہی
 حدیث بخاری سے بھی معلوم ہوتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یامہ واکرم یامہ حتی
 فرض رمضان فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من شاء فلیصمہ ومن
 شاکم اقطع یعنی حکم کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ عاشور کا یہاں تک کہ رمضان کا روزہ
 فرض ہو ا پس فرمایا اپنے جو چاہا روزہ رکھے اسکا اور جو چاہے نہ رکھے اتنی پس آنحضرت صلی
 علیہ وسلم کا اختیار دینا اس پر ہے کہ پہلا حکم آپ نے منسوخ کر دیا مگر مترض صاحب خلاف
 حدیث پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حدیث کو بحال سمجھتے ہیں اور بجز حدیث دانی اور علی
 باحدیث کا دم بھرتے ہیں کہ تعصی الیہ واکرم یامہ واکرم یامہ ہذا لکھتے ہیں فی القیامہ
 بدیعہ لکھتے ہیں کہ صاحبہ قالہ لکھتے ہیں ان المومنین لیس فی صلیعہ قولہ جواب ہے کہ
 اس حدیث سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ آخر فعل اول کا نسخ نہیں ہوا انما قول بخاری میں ہے
 واما یق خذ بالآخر بالآخر من فعل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی نہیں عمل
 میں جاتا مگر آخر فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اتنی قال حصول الماسول من علم الماسول
 میں لکھا ہے اول تو حدیث ناسخ حدیث منسوخ سے قوی ہونی چاہیے اور اگر قوی نہ ہو تو منسوخ حدیث
 کے ساتھ درجہ میں برابر ہو وہ آہ قول اول تو مترض صاحب کو سو ابھی کتب نما صاحب ہے

نسخہ
 جامع
 جامع
 جامع

کتاب فی التفسیر و التبیان

بھوپال کے اور کوئی کتاب حوالہ دینے کو نصیب نہیں ہوتی کہ اکثر اس کتاب میں اوغین کی کتابوں
 حوالہ پر کچھ ردال میں کالہی حال نکلا اور ہزاروں معتبر کتابیں تقدیم و تاخرین کی موجود ہیں اور طرہ
 کہ صرف نام کتاب کا لبا جو طراعی عبارت میں لکھ دیتے ہیں اور کہیں اس کے مصنف یعنی ذرا بچ پل کا
 نام بھولے سے بھی نہیں لیتے کہ نام لکھنے سے کتاب کا اعتبار تارہ گیا کہ لوگ سب گئے کہ کتاب میں
 اوکی بوجہ مسائل مزدورہ اور کثرت غلطی کے پایہ اعتبار سے ساقط ہو گئے خصوصاً جسے کہ جناب علامہ
 جلیل فہرستہ مولانا محمد عبدالحی صاحب لکھنوی ام فیضہ الصوری المعنوی نے اپنے غلط فاحشہ اور
 مسائل مزدورہ کا ابراہیم النبی میں اعلان کر دیا ہے اور فی الحال بھی کتابت تبصرۃ الناقد کا رد لکھتے ہیں اور
 آئندہ بھی ان کا پیچھا نہ چھوڑینگے انکی ساری قلمی کھولہ نیکی سے تو ابھی دل ہی رہتا ہے کیا یہ آگے آگے
 دیکھتے ہو تا ہی کیا یہ غیر مکر اس کے کیا و لکل مطلب تحقیق ہر زمانہ میں بن جانب لندہ ہوتا چلا آیا ہے وہی
 کتاب حصول المامول کے صفحہ ۲۷ میں اس حدیث کے نسخہ ہوئی کی تصریح بھی تو کر دی ہے مگر عرضنا
 قاعہ اس کا دیکھ کر اعتراض تو کر دیا مگر نہ دیکھا کہ اس میں اسی حدیث کو جسے حضرت صاحب
 نہیں کہتے نسخہ لکھا ہے اور جبے نوں حدیثیں صحیح واقع ہوئی ہیں تو پھر فقط اس وجہ کہ یہ مسلم کی حدیث
 ہے دوسری صحیح حدیث کا وجود مساوات صحت کے نسخہ نہ ہو عین بی انصافی اور تکبر و خود اور خود
 کی طرف کچھ اس مکرافہ نہیں کہ بخاری اور مسلم کی حدیث کو دوسری اسی رجہ والی حدیث سے
 ترجیح دیجائے اور اس حدیث کو چھوڑ دیا جائے اور باوجود صریح مخالفت و تصریح مضمون نسخہ کے اسکو
 نسخہ نہ کہا جائے جس جمالت و نادانی پر یہ بنیاد میں ان لوگوں کا خیال ہے تو دنیا معاملات کون
 ٹھکانا ہے کہ با آخرت ندارد کار کا دنیا شہم تباہ شود **قال** اور ایک شالطہ امام اعظم
 مقلد حدیث پر چلنے والوں کو یہ بتائیں کہ صحیح بخاری میں بعض حدیثیں ایسی ہیں کہ وہ ہرگز لائق عمل و عمل نیکی
 نہیں خیال نہ ہو مگر خود ہی انہی نے اپنے رسالہ اتصال اسلام میں لکھا ہے کہ بخاری شریف میں بعض احادیث
 ایسی ہیں کہ وہ بالکل بظاہر لائق عمل کے نہیں جیسا کہ حدیث طوطی فی الدبر کی ابن عمر رضی اللہ عنہما بخاری
 واسطے تفسیرت نسائی کہ حدیث لکھ فائز احسن کہ انی شہد کہ لا ہیں اس جملہ لوہا

کتاب فی البدایہ و النہایہ

فی البدایہ و النہایہ

جلد اول صفحہ ۸۰

نفوذ باللہ معلوم ہوتا ہے **اقول** مترض صاحب کو اسوجہ مولوی محمد لودھیانوی صاحب کے
 جواب میں شوری واقع ہوا کہ کل احادیث صحیح بخاری کو قابل عمل نہیں آیا ہے اور احادیث ہدایہ
 موضوع اور نسخہ بتلایا اگر یہ دعویٰ نہ کرتے تو کچھ بحث نہ تھی اسوجہ سے و بخون اس کلیہ کی نقض
 کرنے کو ایک صورت بیان کر دی ورنہ وہ خود اپنی کتاب تصار الاسلام میں تصحیح کرتے کہ امام بخاری
 اسکے ہر قائل نہیں باقی رہا اس قول ابن عمر رضہ کو بنا دینا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ بخاری بخلاف دیگر بہتر
 معلوم ہوتا ہے جب تک کسی قول کا محمل صحیح ہو سکتا ہو اس پر اسکو محمل کرنا انسانی اولیٰ ہے ورنہ اسکا
 یہ بھی جواب ہو سکتا ہے کہ امام بخاری کہ اسکا علم نہ ہو کہ ابن عمر رضہ کا مذہب صحیح حرمت لو اطلعت یہاں ابن
 پہلے قائل جواز اسکی کے ہوئے ہوں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکی تصریح مستند قائل
 ہو گئے ہوں کیونکہ اونے و لون قسم کی روایت موجود ہے حدیث مرفوعہ جو اونے حرمت لو اطلعت میں
 مروی ہے و اسکو مترض صاحب نے فتح البیان سے نقل کر دیا کہ اس کے جواز کی صورت بھی اونے
 مروی ہے چنانچہ تفسیر فتح البیان میں لکھا ہے وَقَدْ ذَهَبَ السَّكَنُ فِي الْخَلْفِ مِنَ الصَّحَابَةِ
 النَّبَاحِينَ وَالْأَيْمَةَ إِلَى مَا ذَكَرْنَا مِنْ تَفْسِيرِ الْآيَةِ وَأَنَّ إِيَّانَ الرَّوْحَةَ فِي ذِكْرِهَا
 حَرَامٌ وَمَرْوِي عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَنَافِعٍ وَأَبْنِ عُمَرَ وَتَحْمِيدِ بْنِ كَعْبٍ وَالْقُرَظِيِّ وَابْنِ
 ابْنِ مَاجِشُونٍ أَنََّّهُ يَحْكُمُ ذَلِكَ حَكْمَهُ عَنْهُمْ الْفَرَطِيُّ فِي تَفْسِيرِهِ بِمَعْنَى مُتَقَدِّمِينَ وَرِثَائِهِ
 صحابہ و تابعین اور ائمہ اس طرف گئے جو تفسیر میں ذکر کیا ہے اور یہ کہ زوجہ کو اطلعت حرام ہے
 اور سعید بن مسیب اور نافع اور ابن عمر اور محمد بن کعب بن عبد الملک بن ماجشون سے روایت ہے کہ زوجہ
 لو اطلعت جائز ہے بحکایت کیا اسکو تفسیر قرطبی نے نقل کیا عجب ہے کہ اس روایت کے
 موافق امام بخاری روایت کر دی ہو اور مذہب یہ ہو کہ معلوم ہوا آخر علقہ کا سماع
 باپ اپنے سے بھی تو امام بخاری انکار کیا ہے حالانکہ صحیح مذہب یہی ہے کہ سماع علقہ کا ثابت ہر چنانچہ
 مسئلہ صدم کے جواب میں اسکو ہم بیان کر چکے ہیں باقی رہا یہ کہ جو حدیث امام بخاری لکھ دی کہ
 وقابل عمل یہ محض غلط اور مخالف جمہور اور خلاف واقع ہے ہر دو میں تو نسخہ حدیثیں بھی

موجود ہیں اور یہ عمل مسترض صاحب ہی اپنے حسن ظن سے کر لینگے مسلمان کی تو یہ شان نہیں کر
 بارگاہ خود امام بخاری بھی قائل نہیں حضرات ظاہر یہ وہی ہے عمل کر لیتے ہیں کچھ بخاری میں اور
 ویرو، عن الحسن بن حسن بن حیدر واحد فی مؤلفہ فی کما جزموا فی الجوزم وقال لی عیسا بن شہاب
 عبد اللہ لا ھل ینا یعن الحسن بن الحسن بن حیدر واحد فی مؤلفہ فی کما جزموا فی الجوزم وقال لی عیسا بن شہاب
 نعم لہ قال واللہ انک لیس فی من بصری کثر سے فروع وایت کرنے ہیں کہ کچھ لکھا گیا اور
 کچھ لکھا گئے گا روزہ نہیں ہوتا اور مجھے عیاش نے کہا کہ مجھے عبد اللہ علی نے حدیث بیان کی
 انھوں نے یونس سے انھوں نے حسن سے وایت مثل اسی بیان کی کہا گیا ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم سے یہ روایت ہو کر آیا ان پر فرمایا اللہ خوب جانتا ہی انتہی اب وہی حدیث ناسخ اسکی بخاری میں
 میں روئے عن ابن عباس ان اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یحب الخمر وھو خمر وھو الخمر وھو الخمر
 صاۃ بن یس بن عباس سے روایت ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لکھا اور اس حال میں
 کہ آپ حرام باندھے ہوئے تھے اور کچھ لکھا اور اس حال میں کہ آپ روزہ سے تھے انتہی میں عام ہوا
 کہ یہ حدیث پہنی حدیث کی ناسخ ہو اسوقت امام بخاری نے دونوں حدیثوں کو متصل بیان کیا ہی
 جیسا کہ علامت ابیہ حدیث کی ہو کہ اول مسوٹ حدیث بیان کرتے ہوئے فرما سکے بعد اس کے کہ
 ہیں اور مسترض صاحب نے بھی اس حدیث کو تیسویں متاظرہ میں فرمایا میں حدیثوں میں
 شمار کیا ہو دوسری حدیث مسوٹ بخاری میں یہی کہ عائشہ سے روایت ہو کہ کہا انھوں نے
 غازی بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکان میں اس حال میں کہ آپ بیمار تھے میں نے کچھ لکھا
 پر بھی اور کچھ آپ کے لوگوں نے لکھا ہے ہو کر غازی پر بھی پس اشارہ کیا آپ نے میں ہوا و جب غازی
 ہوئے فرمایا امام اسول سے مفر کیا گیا ہو کہ اسکی اقتدا کیا پس جب رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو
 اور جب وہ سر اٹھاؤ تو تم بھی سر اٹھاؤ اور جب سیمہ اللہ کرے تو تم رکعت لکھو
 اور جب غازی پھر رکھے تو تم سب بھی پیچھا کرنا پڑھو دوسری حدیث مسوٹ بخاری میں یہی
 کہ انس بن مالک سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر پھر پڑھیں اور پھر پڑھیں

بخاری میں
 مسوٹ
 حدیث
 غازی
 پھر
 پڑھیں

گڑھے تو لگی رہی جانب چھل گئی پس ایک ناز بیٹھ کر پڑھائی پس ہم نے سچے آپ کے بیٹھ کر ناز پڑھی پس جب
 فوج ہو کر آیا کہ امام اس واسطے مقرر ہوا ہی تاکہ اوسکی اقتدا کی جائے جب کہ کھڑے ہو کر ناز پڑھے
 تو ہم بھی کھڑے ہو کر پڑھو اور جب کوع کرے تو ہم بھی رکوع کرو اور جب اوٹھے تو ہم بھی اوتھو اور
 جب سبوح اللہ ملین پکھڑا کرے تو ہم رکعت الگ الگ پکھڑا کرے اور جب بیٹھ کر ناز پڑھے تو ہم سب بھی بیٹھ کر
 ناز پڑھو تاکہ حمید سنی کہ فرما: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ جب امام بیٹھے تو ہم بھی بیٹھ کر ناز پڑھو
 یہ قول مرض سابق میں تھا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد اسکے بیٹھ کر ناز پڑھی اور آدمی پیچھے
 آپ کے کھڑے ہوئے تھے نہیں حکم کیا اور کو بیٹھے کا اور نہیں عمل کیا جاتا مگر اخیر فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم پر اتنی پس معلوم ہوا کہ یہ دونوں چیزیں اخیر فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوخ ہیں
 اسبطح جمہور اسکے منسوخ ہونیکے قابل ہیں اگر اب بھی معترض صاحب مانیں تو اسکا کچھ علاج ہے
۱۔ ہر دم آزدگی غیر سبب لہجہ علاج ۱۔ اسبطح صوم عاشور کی حدیث بخاری کی منسوخ ہے
 غرض بہت حدیثیں بخاری اور مسلم کی جمہور کو نزدیک منسوخ ہیں مگر معترض صاحب یہ کہے جائینگے کہ یہ حدیث
 بخاری کی قابل عمل ہے غرض منسوخ احادیث کے ہونے کے کچھ صحیح حدیثوں میں قیامت لازم نہیں آتی
 صحیح ہونا اور شری ہو اور منسوخ ہونا اور امر ہو **قال** معترض صاحب یہ مذہب حنفی کی کتاب میں ہے
 دیکھ لیتے تو بخاری پر بھی اعتراض کرنے لیکر کیا کریں انھوں نے تو اپنی آنکھیں اور زبان بند کر لیے
۲۔ آنکھیں اگر بند ہی ہیں تو پھر دن بھی رات ہو وہ اسید قصور کیا ہی سبلا آفتاب کا ۲۔ برخلاف
 مذہب امام بخاری کے یہ نہ خیال کیا کہ وطنی فی الدین تو مذہب حنفی ہی ہے حال ہی خیاں امام طحاوی کی
 حنفیہ جو کہ عینی اور ابن ہمام کا بھی پیشوا ہے لکھتا ہے خیاں پھر تفسیر فتح البیان کی جلد اول کے صفحہ ۲۶
 میں بردوی اصغر بن القاسم عن عبد الرحمن بن القاسم قال ما احدثت احدا ان اقتدا
 بہ فی دینی مثلاً فی انہ سأل عینی و طی المرأة فی دبرها ثم قرأ النساء و کہ حوث لکھ
 تو قال قاضی نعم الدین من ہذا یہی روایت کی اصغر بن فرج نے نقل کی اسے عبد الرحمن
 ابن قاسم سے کہا تو نہیں پایا اپنے کسی کو کہ اقتدا کرو نہیں سامعہ او بکے پیروں سے کچھ کہہ کر

بیچ اوسکے تحقیق وہ حلال ہے یعنی جماع کرنا عورت کو اوسکی دہرین بھر چڑھی یہ بیت عورتین تمہاری
 کہتی ہیں تمہاری بھر کہا پس کونسی چیز بہت ظاہر ہو اس سے صریح دلیل ہے کہ خفیہ کے نزدیک حلال ہے
 دہرین میں حلال کرنی حلال ہے **اقول** جب معترض صاحب بجا صاحب بنصار الاسلام کے کچھ
 نہ بن پڑا تو آخر اپنے ہندوچہ کی اصالت پر آگے بیٹھ گئے حضرت امام طحاوی رحمہ اللہ علیہ کو
 لکھتا ہے کہ لگا کر جو اب تری تری وندان شکن اس بی ادبی اور بیوگی کا ہمارا پاس ہو جو تھلا
 و اب تہذیب کے خلاف سمجھا اوس زبان قلم کوڑکا اور اسپر کل کیا ہے کی گزیر ہوگی دریا سے جا بہ قیل
 تو میا لاکھ وندان گرچہ سنگ پات گزیدہ اور روای اسکے معترض صاحب کو کچھ خدا کا خوف بھی نہ آیا
 جو خفیہ کی طرف ایسے فعل شنید کی نسبت کی اور حضرت امام طحاوی رحمہ اللہ نہایت حق اس امر قیچ کا تھا
 تھا امام طحاوی حکایت اگر کیا کہ قول ابنی کتاب میں بیان کریں تو او کا قائل ہونا کمانے سمجھا گیا ورنہ لازم
 آئیگا کہ جتنے معترض صاحب نے خفیہ کے اقوال اپنی کتاب میں بیان کیے ہیں سب کے معترض صاحب ہی
 قائل ہیں اور قرآن اور حدیث اور تفسیر میں برابر مخالفین کے اقوال ہو جو دہرین اوسکو نقل کرے بوالے کا
 مذہب کہنا اس سے بڑھ کر اور کونسی جہالت ہوگی قرآن شریف میں تو ان اللہ تبارک و تعالیٰ نے
 موجود ہے یہ کہ اس مقولہ کفار کو معترض صاحب پنا مذہب تہذیب الیگے استغفر اللہ قول مشہور نقل
 کفر کفر ناسد سے بھی کان آشنا نہ ہو دیکھو اب صاحب یہ جو بال نے اوسی تفسیر البیان کے صفحہ
 مذکور میں لکھا کہ **وَرَوَى عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَنَافِعٍ وَابْنِ عَسْرٍ وَحُجَلِّ بْنِ كَعْبٍ وَابْنِ عَسْرٍ**
وَعَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ الْمَكْحُومِ أَنَّهُ يَجُوزُ خُلَاكُ يَعْنِي سَعِيدُ بْنُ سَعِيدٍ وَنَافِعٌ وَابْنُ عَسْرٍ اور ابن عمر رضی اللہ
 محمد بن کعب اور عبد الملک بن ماجشون یہ روایت ہے کہ وہی فی الدبر جائز ہو اتنی پس اسکو
 صاحب تفسیر البیان کا مذہب کہنا معترض صاحب ہی کو زیبا ہے اس طرح خفیہ شافعی اور
 مالکی کے اقوال کو اور شافعی خفیہ اور مالکی کے اقوال کو اپنی اپنی کتابوں میں برابر نقل کرتے چلے آہیں
 او کو قائل کا مذہب کہنا معترض صاحب ہی کا مسلک ہے صاحب تفسیر فتح البیان نے مقام میں ہے
 صاحب کے ہیں جو کہ امام مالک سے روایت ہے جو اسکو نقل کیا ہے اسکی سند کیونکہ امام طحاوی

خفیہ کی ایک حدیث و بیت و غیر

خفیہ کی ایک حدیث و بیت و غیر

فوان می نقل کیا کہ وہ نمون نے امام مالک کو شکر و عبد الرحمن بن قاسم سے اس قول کو نقل کیا ہے یا نہیں
 اور جو بروی عبارت تفسیر کو کی نقل کی جاتی ہو و ذکر ابن العیون کا ابن شعبان اسناد بخوان
 فذلک انی ذکر فی کثیر من الصحابة والتابعین قال مالک من روایات کثیرت فی کتابنا
 السنن و احکام القرآن قال الطحاوی و ابو اصحیح ابن القبر الخ یعنی ذکر کیا ابن عربی کے
 ابن شعبان کے اسکے جواز کو ایک جماعت کثیر صحابہ کبریٰ و تابعین اور امام مالک طرف روایات کثیرہ سے اپنی کتاب
 جامع النسوان احکام القرآن میں نسبت کر یا ہو کہا امام طحاوی کی روایت کی اصحیح بن فرات نے انویس
 ہیں معلوم ہوا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے مثل صاحب فتح البیان جہان و روئے احوال نقل کی ہیں
 وان عبد الرحمن بن قاسم مالک کا قول بن کر کیا ہو حال انکا امام طحاوی اور حنفیہ مذہب کے اسکو
 بنا علاوہ اگر فقط افضل سے کسی کا مذہب ہو جائے تو صاحب فتح البیان بنی تفسیر میں اس قول کو
 نقل کرتے اور تقریب میں ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں عبد الرحمن بن القاسم بن خالد بن جبلة
 رقی ابو عبد اللہ البصری الفقیہ صاحب مزالک من کبار العلماء ترمذی عبد الرحمن بن
 قاسم کی روایت ابو عبد اللہ قاضی امام مالک کے شاگرد ہیں با طبقہ شامیہ سے ہیں اتنی اس عبارت کو
 سے معلوم ہوا کہ عبد الرحمن بن قاسم مالکی ہیں حنفی نہیں اور واسطے مفسر صاحب سہو خفیہ
 کہ وہ کریم واسطے اس تفسیر فتح البیان کی نقل عبارت میں ایک بڑی چالاکی اور کمال دیانتی کی
 عبارت سابقہ اور لاحقہ کو چھوڑ کے سچ کی عبارت لکھی فقط لا تقدروا الصلحی ثوبیلا فان
 شکرنا کو چھوڑ دیا اگر ماہرین تفسیر پر او کی دھوکے بازان کب چھپ سکتی ہیں سوئے عبارت باقیہ
 نویسان کر دی اور عبارت لاحقہ پر وقار کوئی شکر و الدار لفظی و الحبيب بل بخلاف علی مالک
 من طرف ملاحظہ لاحقہ خلق فی سائیدہا ضمت وقد روی الطحاوی عن محمد بن
 عبد اللہ بن عبد الحکم انه سمر الشافعی یقول ما سمع عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی
 تحلیہ ولا تحریفہ شیء والقیام انہ حلال فقد روی عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال
 انما العلم بکم کان الذم بکم بالذم الذی لا یزال لکم الذم الذی لا یزال لکم الذم الذی لا یزال لکم الذم

یہ عبارت
 عبد الرحمن بن قاسم
 مالک کا شاگرد
 ابن حجر عسقلانی
 ابن حجر عسقلانی
 ابن حجر عسقلانی

انکافور فی خلافت کمال الشافعی اھل علی شیعہ فی مسئلہ کتبہ من کتبہ یعنی اور تحقیق
 حاکم اور دوقطنی اور خطیب خاوری سے امام مالک سے کسی طریقہ کے ساتھ اور سچیز کو ثابت کیا کہ جو وطی فی
 الدبر کے حلال ہو تو مقتضی یہ حال انکا کسی اسناد میں ضعیف ہو اور روایت کی امام محمد اور حنفی
 ائمہ علیہ محمد بن عبد اللہ بن عبد الحکم سے کہ تحقیق انھوں نے کہا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو کہ فرماتے
 کہ اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وطی فی الدبر کی حالت میں مرتبہ کن کوئی روایت صحیح اور نہیں ہوئی
 اور قیاس پر بھی کچھ کچھ کہ سلطان اور تحقیق یہ روایت کیا اسکا ابو بکر خطیب کے کہا ابن اصبغ نے کہ نہ ہم
 ٹھاتا تھا یہ اس سے کہ وہی اس کے دوسرے کہی اسجو وہ نہیں ہے ہر تائیدہ تحقیق کہ جھوٹ باندھا
 ابن عبد الحکم نے امام شافعی پر اس مسئلہ میں اسواسطے کہ امام شافعی نے اپنی تفسیروں میں ابونعین ابن ابی
 تصریح کر دی ہو کہ وطی فی الدبر حرام ہے انتہی اور وہی تفسیر البیان میں بعد ان اقوال کے یہ بھی لکھا
 کہ جو کچھ کہو کہ حلال یا حرام علی اھل اہل حق یعنی اور چار تہیں کی گردان لوگوں کے اقوال پر عمل کرے پس
 سب کسی سے بعد اقل اقوال مخالفین کے تصریح کر دی کہ وطی فی الدبر ناجائز اور حرام ہے اور اس کے جواز میں
 بعض ضعیف راویوں کے قول پر عمل کرنا چاہیے تو پھر کوئی جاہل اور گھوٹا اندھا بھی اس سے نہ سمجھ گیا
 کہ ان عبارتوں میں قولہ کا ضمون ناقل کا مذہب ہے اور حنفیہ کے قائل ہیں مگر مترض صاحب کی گھوٹا
 تو خون فاسد نصیب اور تریا اور زلزلہ سے لے کاغذ داغ میں نزول اجلال فرمایا حق و باطل کے نور
 ظلمت میں اندیا زلزلہ اور شمر مترض صاحب سے پہلے اول شرفین پر صادق آیا ۱۵ آکھیں اگر سند بھی
 تو پھر دون بھی ثابت ہو اس میں اور کیا ہو صلا آفتاب کا **قال** اور یہی باعث ہے کہ حنفیہ جو شکی
 دہر میں وطی کرنا اسے پروردگار سے کہ قائل نہیں ہا پھر نفی شرح ہدایہ میں لکھا ہے **انما قول**
 حدیث کا لازم نہ ہوتا اس امر کو مستلزم نہیں کہ منہل حرام بھی نہ ہو سیکر چون فعل حرام میں مگر وہ نہیں نہیں
 چنانچہ پیشانی انسان کا پینا سیکر نزدیک امر ہے مگر حدیث میں سیکر نزدیک نہیں گئی اگر شرب بیکر کا تو
 بیشک آجائیکلی اور نسبت ارتحاف فعل مذکور کے خود صحابہ میں اختلاف واقع ہوا ہے کہینے نزدیک
 اگر میں صلا کا وہ کسی کے نزدیک ہو اور اس کے نزدیک بن مکان کے اگر تھوڑا بنا ہی

کشف الکیفہ وابتیاع
مفہوم

تس اگر اس میں حد لازم ہو تو صحابہ سے یہ قول مروی نہ ہوتا البتہ حنفیہ کے نزدیک ایسے شخص پر نذر لازم
ہو بلکہ نذر یا مار ڈالنا بھی جائز ہو اور حد شرعی کہیں شرع میں ثابت نہیں فقہ میں کہیں اس فعل کو جائز
نہیں لکھا مگر سترض صاحب کو بڑی دقت پڑی کیونکہ تاویل کرنا تو وہ بخاری وغیرہ میں حرام سمجھتے
ہیں پس لامحالہ ان کو اس کے جواز کا قائل ہونا پڑ گیا ورنہ اس قول سے باز آئیں اور یہ نہ کہیں کہ ہر بات
بخاری کی قابل عمل ہو ورنہ مولوی محمد اودھیا نوی کا اعتراض اور پھر جمع جائیگا ٹائے نہ ٹلیگا
چرا کاری کن عاقل کہ باز پیش پائی **اقول** است محمد علی اس بات پر اتفاق ہو چکا جو کہ بخاری اور
مسلم کے بار صحت میں اور قوت عمل میں تمام جہان میں کوئی کتاب نہیں ہے چنانچہ کہا شیخ الاسلام
نے شرح نخبۃ الفکر میں **اقول** اسی شرح نخبۃ الفکر میں لکھا ہوا **الرجال الذین یحکمون فیہم**
من رجال مسلم اکثر عدد امین الرجال الذین یحکمون فیہم من رجال البخاری سے
یعنی تحقیق وہ رجال جن میں کلام کیا گیا ہو مسلم کے رجال میں زیادہ ہیں ان رجال جن میں کلام کیا گیا ہو
بخاری کے رجال سے انتہی اور شرح نخبۃ الفکر میں طاعلی خاوی اسی مقام میں لکھتے ہیں **فان الذین**
انفردوا بحکمائہم اربع مائۃ وخمسۃ وثلثون رجلا والستۃ وثمانون رجلا بالضعف
من ثمانین رجلا والذین انفرد بہم مسلم ست مائۃ وعشرون رجلا والستۃ و
فینہ منہم مائۃ وستون رجلا علی الضعف لذا ذکرہ الشیخاوی فی شرح
الکفۃ العرقلۃ یعنی وہ لوگ جسے فقط امام بخاری نے روایت کی جو بارہ سو پینتیس آدمی ہیں جو ان میں
ضعیف راوی ہیں وہ قریب آسمی آدمیوں کے ہیں اور جن لوگوں سے فقط امام مسلم نے روایت کی وہ
چھ سو اور بیس آدمی ہیں اور ضعیف ان میں سے ایک سو ساٹھ شخص ہیں دو نے اوس سے
اسی طرح ذکر کیا اس کو امام خاوی نے شرح الفیہ عراقی میں انتہی غرض کتاب بخاری باعتبار
اکثر احادیث صحاح کے اور کتاب
کرتے ہیں مگر یہ کہ ہر حدیث
قابل بحث ہو قابل تسلیم نہ
یہی اسکی سلاہ چارہم کے جواب میں لکھی گئی

چاہے کہ جس درجہ کی جو کتاب ہو اسکو ویسا ہی رکھنا چاہیے مگر حضرات ظاہر یہ تو بخاری کے ساتھ
 قرآن کو بھی نہیں مانتے نہیں اور اس کے مقابلہ میں انصوص صریح کی بھی کچھ حقیقت نہیں جہاں
 یہ انکی زیادتی ہوئی اللہ کا یحییٰ بالمتحدین یعنی تحقیق حق تعالیٰ سے تبارک و تعالیٰ اللہ و دوست
 نہیں کہتا **قولہ** اور ایک غلط امام غزالی کے مقلد مولوی محمد لودھیانوی نے حدیث پر علینہ والو کو
 یہاں پر بخاری میں ہے کہ اگر شراب میں مچھلی ڈال کر ذرا دھوپ میں رکھ کر یہ تو درست ہے **اقول**
 چونکہ مترض صاحب بخاری ہر قول کو قابل حجت سمجھتے ہیں پس انکو شراب کے مسئلہ میں کچھ بھی کام
 کرنا نہیں چاہیے اور بلا چون و چرا تسلیم کر لینا مناسب ہو ورنہ اس کے قاعدہ کے خلاف ہو اور یہ
 لازم آئے گا کہ جو مذہب قابل عمل مترض صاحب کے نہیں اسکو امام بخاری شیون درج کیا **قال**
 لیکن انھوں نے یہ خیال کیا کہ ہمارے مذہب کی فقہ کی کتابوں کا تو کوئی باب بھی ایسا نہیں ہے جو
 پورا پورا لائق عمل کے ہو کیونکہ ہزار مسائل میں جو امام غزالی اور اس کے شاگردوں ابو یوسف اور
 امام محمد اور امام زفر کا اور امام مالک اور امام شافعی اور امام احمد بن حنبل وغیرہ کا آپس میں اختلاف ہے
 ان میں سے کس کو بچا جانا چاہوے اور کس کو سچا نہ جانا چاہوے اور کس کو خدای تعالیٰ اور اس کے رسول
 کے حکم کے مطابق سمجھا جاوے اور کس کو نہ سمجھا جاوے ذرا بتلا تو متجھے **اقول** کیا خوبی اور خورق
 کچھ کہ تمام کتابیں اس پر ہیں کہ ہر حق چاروں مذاہب میں دام نہ ہو اور ہر امام حق پر ہو اختلاف کا
 متافی حقیقت کے نہیں ہو سکتا بلکہ اس قسم کا اختلاف تو اسے کیواسطے موجب رحمت ہے اور علماء
 الامم و ائق قرآن حدیث کے ہرگز مخالفت نہیں اور مترض صاحب کا یہ کہنا کہ فقہ کی کتابوں کا کوئی
 باب صحیح نہیں ہے جو کہ پورا پورا لائق عمل کے ہو محض لغو اور بوج و بادر ہو اور اس واسطے کہ جس قدر
 مسائل فقہ کا جواب اس کتاب میں جو مترض صاحب کے نزدیک کوئی مسئلہ اسکا قابل عمل کے تھا
 اور اسکو حدیث کے خلاف جانتے تھے شرح و بسط کے ساتھ یا ہی اور ہر ایک مسئلہ کا ماخذ قرآن
 حدیث سے بتلا دیا گیا ہے اس قابل عمل کے نہیں ہیں اگر وہ ائق اعترض مترض صاحب کے متلا
 قرآن و حدیث کے ہر مسئلہ کو اس واسطے کہ اختلافات تعالیٰ پر مجتہدین میں شک کیا جاوے

کتاب تہذیب و تہذیب

کہ جس کو کہیں اور جھوٹا کہیں تو بخیر وہی تقریر مسترض صاحب کی محدثین پر بھی صادق آتی
 جاتی ہے کہ امام بخاری اور امام مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ وغیرہم کا آپس میں
 اختلاف ہی نہیں ہے کہ وہ سب جانا جاوے اور کہو چاند جانا جاوے اور کہو خدزی وغیرہم کا آپس میں
 رسول کے حکم کے مطابق سمجھا جاوے اور کہو نہ سمجھا جاوے ذرا بتلاؤ دیجیے تو مسترض صاحب کی بھی
 بوجھ کیوں ایسی تقریر لایینی اور ایراد یعنی کیجیے کہ خود اپنا اعتراض اولٹ کر اپنے اوپر آوے اور اپنی
 بات کا الزام آپ وٹھاوے اور بغیر سکوت و خجالت کے کوئی جواب و سکا بنے اسے جان زن خود
 مردہ خود کردہ را در مان نیست و اور باقی اعتراضات مسترض صاحب نے جو آخر کتاب کے ورق میں لکھے
 ہیں سب مکرر میں دھوکا دینے اور کتاب بڑھا گئے واسطے پھر ان مسائل کا اعادہ کیا ہی سب کا جواب
 باصواب تفصیل تمام قرآن و حدیث کے اپنے ہی موقع پر ہم لکھ چکے ہیں بیان حاجت مکرر جواب دینے کی
 نہیں چاہتا تھا کہ جسے جوابات حصہ اول کتاب ظفر میں لکھے باقی مسترض صاحب نے ضعیف است الحاس میں لکھے
 وہ وہ کیا ہے کہ حصہ دوم بہ ختم جلد ثانی معاملات بلاغ المبین کی تالیف کیا جائیگا سو ہم منتظر انسانی عدالت
 جس وقت حصہ دوم چھپ کر یا رونے کے ملاحظہ میں آئیگا تو اگر اور کچھ بھی جواب کافی اور سکا بنا کر
 حصہ دوم فتح المبین لکھا جائیگا اور کوئی حرف بجا خلاف تہذیب نہیں اندراج
 نہ لایا جائیگا بشرطیکہ اوپر سے بھی یہی ملحوظ خاطر رہے لاندہ ہو نکور دیتے
 ہیں ہم شہنشاہ و تائبوں کو کرتے ہیں ہم ہوشیار
 اب ہنسے سب شتم اسکا مذہب جواب میں
 ورد کرینگے ہم بھی وہی اختیار اب
 وَاخْرُجُوا مِنَ الْمَدِينَةِ
 الْعَالَمِينَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ
 وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

پس قیاس کر کے اور قیاس اور سکا غلط ہو تو اس کے واسطے ایک ثواب ہوا انتہی کو نیز قیاس کا سنت نبوی ہوا اس
صحاح ستہ کی حدیث سے ثابت ہو عن شُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ اَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَاتَهُ
لِلْأَيْمَنِ قَالَ كَيْفَ تَقْضِي إِذَا عَرَضَ لَكَ قَضَاءُ قَالَ أَقْضُو بِكِتَابِ اللَّهِ قَالَ فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فِي كِتَابِ اللَّهِ
قَالَ فَيَسْأَلُ رَسُولَ اللَّهِ فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فِي سُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ قَالَ أَجُودُ بِرَأْيِي وَلَا أُلَوِّ قَضَاءَ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى صَدْرِي وَقَالَ الْحَكَمُ لِلَّهِ الَّذِي وَفَّقَ رَسُولَ رَسُولِ اللَّهِ
بِمَا رَضِيَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ رَوَاهُ الذَّهَبِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَالدَّارِمِيُّ يَعْنِي مَسَازِينَ جَبَلِ صَحَابِي
فَرَمَاتُ بَنِي جَبَلٍ أَخْبَرَتْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْنُ مَجْتَمِعِينَ كَاتِبِي بَنِي كَرِجٍ جَابُوا نَوْبًا جَابًا مَجْتَمِعِينَ كَسْطَرِ حَكْمٍ كَرِجَاتٍ
جَب تَبَسَّ يَسَاسٍ كَوْنِي قَضِيَةِ أَوِيكََا عَرْضَ كِيَا مِينَ لِي حَكْمُ كَرِجَاتٍ كَاتِبِ لَسْتِ سَ فَرَمَا أَلِ كَرِجَاتٍ سَ تَوَكَّتَابِ
الْتَمِينَ أَوْ سَكَا فَيَصْلِي عَنِي جَوَابَ صَرِيحٍ أَوْ سَكَا عَرْضَ كِيَا مِينَ لِي حَكْمُ كَرِجَاتٍ سَ تَوَكَّتَابِ
أَلِ كَرِجَاتٍ تَوَجَّابَ صَرِيحٍ أَوْ سَكَا سَ تَوَكَّتَابِ رَسُولِ اللَّهِ مِينَ عَرْضَ كِيَا مِينَ لِي أَوْ سَوَقَاتٍ أَجْتَادُ كَرِجَاتٍ رِي
سَ مَعْنِي كَلَامِ اللَّهِ أَوْ حَدِيثِ رَسُولِ اللَّهِ سَ قِيَا سَ كَرِجَاتٍ كَاتِبِ لَسْتِ سَ فَرَمَا أَلِ كَرِجَاتٍ سَ تَوَكَّتَابِ
أَوْ مِينَ بَحْرٍ أَخْبَرَتْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْنُ مَجْتَمِعِينَ كَاتِبِي بَنِي كَرِجٍ جَابُوا نَوْبًا جَابًا مَجْتَمِعِينَ كَسْطَرِ حَكْمٍ كَرِجَاتٍ
الْتَمِينَ تَوَفَّقَ دِي رَسُولِ اللَّهِ كَرِجَاتٍ قَاصِدُ كَوَا سَ امْرِجَاتٍ سَ رَاضِي بَوَكِيَا رَوَا لِي كَاتِبِ لَسْتِ
كِيَا اسْكُو تَرَمَذِي أَوْ رَوَا دَاوُدَ رَوَا دَاوُدَ رَوَا دَاوُدَ رَوَا دَاوُدَ رَوَا دَاوُدَ رَوَا دَاوُدَ رَوَا دَاوُدَ
اول یہ کہ سب قضایا اور مقدمات کا جواب قرآن اور حدیث سے معلوم نہیں ہو سکتا یعنی اس طرح
کہ ہر عامی اور غیر عامی سمجھ سکے بلکہ بعض احکام ایسے ہیں کہ جن کا استنباط کرنا حضرات مجتہدین عظام کے
ساتہ خاص ہو گیا وہ وہم یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اجتہاد کرنے کی اجازت دی اور ان
میں کہ نئے جواب صریح اور ان و حدیث سے وہم یہ کہ جب بنایا مجتہدین نے جواب ہزاروں
مسائل کا قرآن و حدیث سے تو استنباط کیا اور انھوں نے ان مسائل کے جواب کو قرآن و حدیث و اجماع
امت و قیاس سے پس یہ سب مسائل احکام شرعیہ میں داخل اور لائق عمل کے ہیں یعنی جب تک کہ پہلو کا
مخالف ہونا کسی نص صریح غیر مؤول و غیر منسوخ و غیر حارض کے بغیر ممکن نہ معلوم ہو جاوے تو
وہ سب مسائل معمول بہ ہیں اور کتب اصول میں مذکور ہو کہ اجماع امت کا شرعی قیاس پر عقد ہوا ہے
بھی آیکر یہ لَعَلَّہُ الَّذِینَ یَسْتَبْطِیْنُہُ مِنْہُمْ آتَاہُ اَوْ رَاَیَہُ فَاَعْتَدُوْا اَوَّلَ الْاَبْصَارِ کَوْفِیْرَا

واسطے شریعت قیاس کے دلائل قاطعہ سے گردانا ہی اور منکر قرآن و حدیث کو کافر کہا ہی اور اس طرح حال علی
اجماع اور قیاس کا اور بعض نے کہا کہ منکر اسکا رافضی اور زندقہ ہے دوسرا مسالہ غیر مقلدین کہتے ہیں
کہ ہم سوای قرآن و حدیث کے اجماع کو نہیں مانتے سوا انھوں نے خلافت کیا ہی ان احادیث کا لاجتماع
اُتھنی علی الخلفاء یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کا اجماع فضالت اور قرآنی
نہو کا اور فرمایا بَدَّ اللہ علی الجماعۃ یعنی اجماع مومنین پر اللہ کا ہاتھ اور فرمایا اِشْعَبُوا الشَّوْكَ الْعَظِيمَ
فَصَرْشَدَ شَدَّ فِي النَّارِ یعنی ہر وی کرو تم بڑی جماعت کی مدد سے جا بھر بہت لوگ ہیں اونکی راہ پر چلو جو کوئی
اس جماعت اعظم سے الگ ہو داخل ہو گیا وہ دوزخ میں اور ظاہر ہے کہ جماعت اعظم اور گروہ کثیر مسلمانوں کا
مقلدین چار مذہب کے ہیں جس مذہب کو چاہو اختیار کر لو کہ حق انھیں چار میں داخل ہو اور جو ان سے نکلا وہ
دائرہ اہل سنت و جماعت سے باہر ہے اور بھی سنن دارمی میں حدیث وارد ہے وَلَیْسَ أَحَدٌ یُفَارِقُ الْجَمَاعَةَ
شِبْرًا فِیْمَا تَمَّتْ اَلْاَمَاتُ مِثْلَ جَاہِلِیَّةٍ یعنی جو کوئی اجماع مومنین سے جدا ہو کر گیا تو جاہلیت کی موت
مرا تھی بلکہ اجماع کی دلیل قرآن سے ثابت ہے چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے وَیَقِیْمُ عِیْدَ سَیِّدِ الْمَیْمَنِ
نُورِہِ مَا تَوَلَّی وَتُصَلِّیْہِمْ جَمْعًا وَفَرَادًی صَیْرًا یعنی جو کوئی چلے خلاف راہ جماعت مسلمانوں کے
تو ہم اسکو اوسی راہ ضلالت پر کھینکے اور ڈال دیں گے اسکو دوزخ میں اور وہ بہت بُری جگہ پہنچا ہیگا
موضع القرآن میں مولانا شاہ عبدالقادر صاحب نے بطریق فائدہ لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فرمایا کہ اللہ کا ہاتھ ہر مسلمان کی جماعت پر جسے چڑی راہ پکڑی وہ جاپڑا دوزخ میں پس جس بات پر امت کا
اجماع ہو او ہی اللہ کی مرضی ہے اور جو منکر ہو اسکا وہ دوزخی ہے انتہی غرض حق تعالیٰ نے راہ اجماع
مومنین کے خلاف پر چلنے والے کو عذاب دوزخ کی و بعد سنائی اور تمامی مفسرین اور علما اور فقہاء
اہل سنت کو حجت اجماع پر سندا لائے ہیں اور مولوی اسماعیل صاحب شہید نے بھی ایضاً الحق میں اسی
کو دلیل اجماع کی قرار دی ہے وَیَزِیْرُہِمْ وَکَلَّہُمْ لَعَلَّہُمْ یَرْجِعُوْنَ اِلَیَّ وَیَسْطَلُّ لَکُمُ الشَّہَادَۃُ عَلَی النَّاسِ اَوْرَیْتَ
لَکُمُ خَیْرًا مَّا کَانَ اُخْرِجَتْ لَیْسَ بِیْہِ اِطَاعَۃٌ کِیْ حُجَّتْ ہُوَ دِلِیْلٌ وَاضِحٌ لِّیْسَ بِشَرِّہِمْ اِجْمَاعٌ وَجِبْطُہِمْ یَقْبِیْرُ
اور منکر حجت قطعی کا مثل و افضل منکر ہے اور منکر جماعت قطعی کا بالاتفاق کافر ہے اور منکر جماعت ظنی کے کفر میں اختلاف
ہے کذا فی کتب الاصول ہمیں مسالہ غیر مقلدین کہتے ہیں کہ نماز میں بعد قرات الحمد کے ہمیں پکار کر کہنی
چاہیے سوا انھوں نے اس مسالہ میں خلافت کیا ہی اس حدیث کا جو شہد امام احمد گوشتند ابو داؤد

در جماعت اور

در جماعت کی قرآن سے ثابت ہے

در جماعت میں یا اختلاف

در جماعت میں یا اختلاف
در جماعت میں یا اختلاف
در جماعت میں یا اختلاف

وعلی السی وکشد البویلی ورتندی وشدیب الاثار ودارقطنی وجمہ طبرانی وطحی شرح موطاء وشدیب
 باسناء وجمہ جوہر عن کافل بن جحیر قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال بلغ عن المغضوب
 علیہم ولا الضالین قال امین وخفض بها صوتا یعنی وائل بن حجر سے روایت ہے کہ ماتہ رسول
 صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھی پس جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ولا الضالین پڑھتے تھے تو ان میں سے
 کئی انقی اور نیز خلافت کیا پس اس حدیث کا جو صحیح ترمذی میں ہے اور روایت کیا اسکو امام احمد جبل والہ اور
 وطیسی والہ بویلی نے اپنی مسامد میں اور طبرانی نے مجمع میں اور دارقطنی نے اپنی سنن میں اور حاکم مستدرک
 میں اور کما حاکم نے یہ حدیث صحیح ہے اور اگر تجھے کچھ کلام ہو شعبہ میں کہ ایک راوی ہے اس حدیث کا تو کہتے ہیں
 یعنی شہادت بخاری اور تقریب ابن حجر کہ ان دونوں نے شعبہ کو امام الحدیث لکھا ہے چنانچہ وہ ہے شعبہ
 عن علی بن ابی طالب عن ابيہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال بلغ عن المغضوب علیہم ولا الضالین
 قال امین وخفض بها صوتا یعنی روایت ہے علقمہ بن وائل سے وہ روایت کرنے
 ہیں ایسے باپ سے تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پس کہا امین اور مستدرک
 کہا اسکو اور علامہ الوہاب حسن شامی ترمذی کی کتاب فوار الکرام میں سے وعن شعبہ عن سلمۃ بن
 کھیل عن علی بن ابی طالب عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال بلغ عن المغضوب علیہم ولا الضالین
 قال امین وخفض بها صوتا یعنی روایت ہے شعبہ سے وہ روایت کرتے ہیں سلمہ
 بن کھیل سے وہ روایت کرتے ہیں علقمہ سے وہ روایت کرتے ہیں وائل بن حجر سے کہ فرمایا نماز پڑھی پس
 پیچھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پس جبکہ فرمایا امین ولا الضالین تو فرمایا امین اور پست کیا ساتھ
 اواز کو یعنی امین آہستہ لی اور روایت کیا اسکو ترمذی اور ابوداؤد اور دارقطنی اور ابن حبان نے طریق ثوری سے
 اور ذکر کیا اس حدیث کو ابویلی نے اپنی مسند میں اور جرانی نے اپنی مجمع میں اور حاکم نے اپنی مستدرک میں اور
 امام احمد نے اپنی مسند میں اور بعض روایت میں جو بجای خفض بها صوتا کے ملتا ہے کھیل آیا ہے جو
 معنی اسکے محدثین نے اٹکا لکھی دراز کیا کے لکھے ہیں اور بعض محدثین نے بڑے سے مدعا رضی جو اول کلمہ میں تا کر
 یا آخر کلمہ میں ملا لیا یعنی یہ مدعا بل حذف کے ہی نہ مقابل خفض کے بہر حال اس سے جرم نہیں ثابت ہوتا ورنہ
 امام بخاری اس حدیث کو باوجود معلوم ہونے اسکے نہ چھوڑے اور بالضرور اسکو اپنی صحیح میں درج کرتے اور
 اول احادیث سے جو اس کے سفیر طلب نہیں تعرض کرتے یا اس میں کوئی ایسی علت قاعدہ تھی جس کے سبب سے

۱
 ۲
 ۳
 ۴
 ۵
 ۶
 ۷
 ۸
 ۹
 ۱۰
 ۱۱
 ۱۲
 ۱۳
 ۱۴
 ۱۵
 ۱۶
 ۱۷
 ۱۸
 ۱۹
 ۲۰
 ۲۱
 ۲۲
 ۲۳
 ۲۴
 ۲۵
 ۲۶
 ۲۷
 ۲۸
 ۲۹
 ۳۰
 ۳۱
 ۳۲
 ۳۳
 ۳۴
 ۳۵
 ۳۶
 ۳۷
 ۳۸
 ۳۹
 ۴۰
 ۴۱
 ۴۲
 ۴۳
 ۴۴
 ۴۵
 ۴۶
 ۴۷
 ۴۸
 ۴۹
 ۵۰

۱
 ۲
 ۳
 ۴
 ۵
 ۶
 ۷
 ۸
 ۹
 ۱۰
 ۱۱
 ۱۲
 ۱۳
 ۱۴
 ۱۵
 ۱۶
 ۱۷
 ۱۸
 ۱۹
 ۲۰
 ۲۱
 ۲۲
 ۲۳
 ۲۴
 ۲۵
 ۲۶
 ۲۷
 ۲۸
 ۲۹
 ۳۰
 ۳۱
 ۳۲
 ۳۳
 ۳۴
 ۳۵
 ۳۶
 ۳۷
 ۳۸
 ۳۹
 ۴۰
 ۴۱
 ۴۲
 ۴۳
 ۴۴
 ۴۵
 ۴۶
 ۴۷
 ۴۸
 ۴۹
 ۵۰

لکھا ہوا کہ ابو داؤد باسنہ صحیح یعنی روایت کیا اس حدیث کو ابو داؤد نے اسناد صحیح کے ساتھ
 پس حکم کرنا حافظ ابن حجر کا ساتھ صحت اسناد اس حدیث کے مستلزم ہے اس بات کو کہ یہ حدیث
 متصل ہے مرسل اور منقطع نہیں اور واقف سنن ابو داؤد کو معلوم ہے کہ یہ حدیث ابو داؤد میں طریق علقمہ
 عن ابیہ سے مروی ہے پس اس کلام سے واضح ہو گیا کہ مختار حافظ کا سماع علقمہ ہی و نہ بموجب تحریر فقیر
 بیان بھی حکم دیتے اور صحت حدیث علقمہ بن وائل کے قائل نہوتے اور زیادہ توضیح علقمہ کی عبارت
 تہذیب کی کتاب القول المجاز میں سقوط الحدیث بخارج المجاز میں موجود ہے جس کا جی چاہت دیکھ لے کہ جسکو
 فاضل علم جناب مولانا ابوالحسن محمد عبدالحی لکھنوی نے واسطے دفع شکوک و اوہام فاسدہ
 فرقہ و تابعیہ کے تصنیف فرمایا ہے اور جوابات دندان شکن سے لاندہ سونے کے مطاعن بجا کو یک قلم اوٹھا یا ہے
 ان البتہ علقمہ کے چھوٹے بھائی عبد الجبار نے اپنے باپ سے نہیں بنایا اور روایت علقمہ کی اپنے باپ سے
 تو باجماع صحابہ متحقق ثابت ہے جیسا کہ امام ترمذی اپنی جامع میں کتاب الحدیث کے باب ماجاء فی المرأة
 میں بعد ذکر حدیث کے جو مروی ہے طریق علقمہ سے کہتے ہیں **عَلْقَمَةُ بْنُ وَائِلٍ بْنِ خُضَيْمٍ عَنْ أَبِيهِ**
وَهُوَ الْكَبِيرُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ وَائِلٍ وَعَبْدُ اللَّهِ الْجُبَارِيُّ وَالْأَخْلَقِيُّ عَنْ أَبِيهِ یعنی علقمہ بن وائل نے
 حجرتے اپنے باپ سے سنا ہے اور بڑا ہی اپنے بھائی عبد الجبار بن وائل سے اور عبد الجبار بن وائل نے اپنے
 باپ سے میں سنایا ہے اور یہی باپ صحیح مسلم کے باب وجوب ملائمت جماعۃ المسلمین عند ظور الفتن کے شروع میں
 حدیث **كَذَلِكَ تَنَاجَدُ بَيْنَ الْمَلِكَيْنِ** کی اسناد میں **عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ** نا حضر مروی ہے عن ابیہ
 وارد ہے اور ظاہر ہے کہ امام مسلم اصول میں کوئی حدیث منقطع نہیں لائے ہیں پس لے کر نزدیک بھی سماع کا
 اپنے باپ سے ثابت ہے اور یہ حدیث متصل السند ہے اور اسمین لفظ حدیث بھی الفاظ سماع سے آیا ہے
 اور بھی مختار کا بر محمد بن کا مثل امام بخاری و سمعانی و ابن عبد البر و جزیری و ابوالحسن شارح
 ترمذی و قاسم بن قطلوبغا و ملا علی قاری و شیخ الدہلوی کے سماع علقمہ سے اپنے والد سے اور یہ شاید
 بھی اخفا کے مؤید ہے **عَنْ أَحْسَنِ أَنْ سَمِعَهُ بَنُ جُنْدَبٍ وَعُمَرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ تَدَاكَرَا قَدْ حَدَّثَ**
سَمُرَةَ بْنَ جُنْدَبٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَكَنَتَيْنِ سَكَنَةً إِذَا الْكَلْبُ
وَسَكَنَتُهُ إِذَا فَرَعَمِنْ فَرَاةٍ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ هَذَا الصَّالِحُ قَطْعًا ذَلِكَ سَمُرَةُ وَأَبُو كَبْرَةَ
عُمَرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ فَلَتَبَا فِي ذَلِكَ إِلَى أَبِي بَنٍ كَبٍ فَكَانَ فِي كِتَابِهِ إِلَهُمَا أَوْ قِيَامَهُ أَنْ سَمُرَةُ قَدْ

سماع مختار کا سماع علقمہ سے اپنے باپ سے

حفظ یعنی روایت بر حسن سے کہ تحقیق سمرہ بن جندب اور عمران بن حصین نے تذکرہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی سمرہ بن جندب نے کہ تحقیق مجھے یاد ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو سکتے کرنے ایک سکتے بعد تکبیر کے یعنی بعد تکبیر تحریر کے اور دوسرا سکتے بعد ولا الضالین کے اور بخاری اسکا عمران بن حصین نے پس لکھا دونوں نے خط طرف ابی بن کعب کے یعنی مدینہ میں پس جواب لکھا انہوں نے دونوں کو کہ تحقیق سمرہ کا حفظ صحیح ہے اور روایت کیا ترمذی نے کہ عمران بن حصین نے کہا کہ مجھ کو ایک سکتے یاد ہے تفصیل کیا اون دونوں ابی بن کعب نے کہ حفظ سمرہ کا صحیح ہے اور یہ حدیث ابو داؤد کی ہے اور ترمذی اور نسائی میں بھی کہا طبعی نے باوجودیکہ شافعی المذہب ہے پہلا سکتے سبحانک اللہ کے واسطے اور دوسرا سکتے آمین کے واسطے کہ ان فی المرات اور ترمذی نے یہ بھی روایت کی کہ کہا سید نے جو ایک لای وی یہ حدیث سکتے کا جو چاہئے قنادہ سے وہ ایک راوی ہے اس حدیث کا کہ کیا ہیں یہ دونوں سکتے کا قنادہ نے پہلا سکتے جسوقت کہ داخل ہو تو نماز میں یعنی تکبیر تحریر کے بعد اور دوسرا سکتے جسوقت کہ فراغت پاوے تو قنارت سے پھر کہا جب پڑھ چکے تو ولا الضالین تو ای بھائی غور کا مقام ہے کہ حدیث سکتے سے جو روایت صحاح کی ہے خوب علوم ہو گیا کہ آمین آہستہ کنی سنت ہے اس واسطے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ولا الضالین سکتے کیا تو آمین آہستہ کنی جیسا کہ دلالت کرتی ہے اس پر یہ حدیث شیخین کی عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا قال الامام غیر المغضوب علیہم ولا الضالین فقولوا امین یعنی جب کہ امام ولا الضالین تو آمین کہو یہ تو نہیں فرمایا کہ جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو کہ البتہ اوس سے آمین جہی ثابت ہوئی واذا لیس فلیس اور یہ حدیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور دوطای امام مالک کی ہے اور دلالت کرتی ہے اس پر روایت نسائی کی عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قال الامام ولا الضالین فقولوا امین قالوا لا لا فقال لا تقولون امین وان الامام يقول امین یعنی جب امام ولا الضالین کہے تو کہو تم آمین اس واسطے کہ ملائکہ کہتے ہیں آمین اور امام کہتا ہے آمین اگر امام جہر پڑھتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں آمین کہ امام بھی کہتا ہے اور سوای اسکے قول تو اس کے معنی بیکار کہو تم کہ کمان آئے آمین بلکہ معنی کہو تم کہ ثابت ہو تا ہے اور عطائے کہا کہ آمین دعا ہے دعا فی البخاری قال عطاء امین دعاء تو دعا کو آیت کہنا حکم قرآن شریف کا ہے جیسا کہ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ادعوا ربکم تضرعاً وخفیۃً

بہرین

بہرین آمین بالا خف عریف سکتے

قولہ آمین آواز سے کہنے کے نہیں آیا

یعنی پکارو تم اپنے رب کو زاری سے اور آہستہ اور حضرت زکریا علیہ السلام نے بھی عاکل تو
 آہستہ کی اذکار کا ذکر کیا ہے اِنَّ خَفِيَّاكَ اَوْ فَرَمَا يَعْبُدُ بَنِي سُوْدَانَ اَرْبَعٌ يَحْفَظُهُمْ
 اِلَامَامُ التَّوْحِيْدُ وَالْاَتَاءُ وَالشَّمِيعَةُ وَالْكَامِئِينَ كَمَا تَقْلَهُ فِي قَفْحٍ الْقَدِيرِ یعنی چار ذکر امام
 آہستہ کے اَعُوْذُ اور شَهِدُكَ اللّٰهُمَّ اور بِسْمِ اللّٰهِ اور آمین اور اس بحث آمین بالا خلا کو ہم نے صفحہ
 ۲۴۲ سے صفحہ ۲۶۳ تک خوب تفصیل سے بیان کر دیا ہے جس جگہ احادیث صحیحہ اور اقوال صحابہ
 اور آیات قرآن شریف کو بھائی مسلمانوں نے ملاحظہ کیا تو بابا اپنے لوگوں میں انصاف کریں کہ آمین
 آہستہ کہنے میں غلو ص اور عاجزی زیادہ ہی یا بچا کر کہنے میں افسوس کہ اس زمانہ نے اسکی تصدیق
 کر دی کہ رکعتوں کو اور عوام کو فرائض نماز کی تعلیم نہیں ہوتی مگر آمین اور رفع یدین کے تعلیم کا بڑا اہتمام
 ہوتا ہے۔ **نہم نہ سہی کعبہ ای اعلیٰ ہا کین**۔ یہ کہ تو میری بزرگداشت + **چوتھا سالہ**
 غیر متقلدین کہتے ہیں کہ رفع یدین کرنا چاہیے حال آنکہ انھوں نے اس سالہ میں خلاف کیا ہے ان احادیث
 صحیحہ کا کہ جسے رفع نہ کرنا ثابت ہوتا ہے **عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ اَلَا اَصْلَاحُكُمْ
 صَلَوَاتُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَصَلُّوْا فَلَہُمْ رَفْعُ یدَیْہِ الْاُولٰٓئِیْنَ** اور یعنی علامہ
 روایت کیا کہ فرمایا عبد اللہ بن مسعود نے کیا نہ بڑھاؤں تمکو نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 پھر ٹھہری نماز پس اوٹھائے دونوں ہاتھ اپنے مگر وقت تکبیر اولیٰ کے یہ حدیث صحیح ترمذی کی ہے اور کہا
 ترمذی نے کہ اسی مضمون کی حدیث برابر بن عازب سے بھی آئی ہے اور یہ حدیث حسن ہے اور تسلیم
 قبول کیا ہے اس حدیث کو بہت سے علماء اور صحابہ اور تابعین نے اور یہ قول ہے سفیان ثوری اور
 اہل کوفہ کا یعنی ابو حنیفہ اور اوٹھائے اتباع کا تمام ہوا کام ترمذی کا صحیح ترمذی میں اور ابو داؤد نے
 تو باب غنہ کیا جدا گانہ اس بات کا کہ رفع یدین نماز میں اول ہی مرتبہ ہے اور روایت کی علت یہی
 حدیث اور روایت کی ابو داؤد نے ابو ہنیان اور برابر بن عازب سے اسی اسناد کے ساتھ ہی حد
**عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ اَنَّہُ سَمِعَ النَّبَاَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا افْتَحَ الصَّلَاةَ
 رَفَعَ یدَیْہِ اِلٰی قَرِیْبِ مَنْ اَذِیْنِہُ ثُمَّ کَفَّ** یعنی روایت ہے برابر بن عازب سے تحقیق رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم تھے کہ بسوخت شروع کرتے نماز کو اوٹھاتے دونوں ہاتھ اپنے قریب کانوں کے پھر بارہ
 نہ اوٹھاتے ساری نماز میں اتنی جگہ انصاف ہے کہ یہ ۱۰۰۰۰ مرتبہ صحاح ستہ کی ہیں اور

سالہ چارم عدم رفع یدین کا

مقلدین عمل کا محدث کا دعوہ کرتے ہیں اور وقت رکوع اور قوس کے رفع یدین کر کے تارک ہوتے
 بن ان دو حدیثوں صحاح کے اور اگر ان کو یہ خیال ہو کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں عبداللہ بن عمر
 سے رفع یدین میں کی طریق سے روایتیں آئیں سو جو اب اس کا یہ ہو کہ وہ منسوخ ہیں چنانچہ صحیح
 مرج بخاری میں مرقوم ہے اِنَّهٗ كَانَ فِيْ بَدْءِ الشَّكْرِ شَيْءٌ يَعْنِيْ تَحْرِيفُ یدین رکوع وغیرہ کا بعد
 سلام میں پھر منسوخ ہو گیا اور دلیل کے نسخ پر یہ ہے اَنَّ عَدَّ اللّٰهَ بِنَاصِيَةِ رَجُلٍ اَنَّهٗ رَفَعَ يَدَيْهٖ
 بِالصَّلَاةِ عِنْدَ التَّوَلُّوعِ وَعِنْدَ رَفْعِ رِجْلَيْهِ مِنَ التَّوَلُّوعِ فَقَالَ لَا تَفْعَلْ وَاِنْ هَلَاكَ اَشْيَ تَحْتَ
 رِسْوَتِيْ اِنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَعْنِيْ تَحْقِيقُ عبداللہ بن زبیر نے ایک شخص کو رفع یدین
 کرتے وقت رکوع اور قوس کے کما کر تو یہ کام اس کے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کام کیا
 بھڑک کر یا اس کو اور دوسری دلیل نسخ کی یہ ہے کہ جو روایت کی امام طحاوی نے سند صحیح کے ساتھ
 حَلَّ شَنَا اَبُو دَاوُدَ قَالَ اَنَا سَمِعْتُ اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُو بَكْرٍ بَنُ عَيَّاشٍ بَنُ
 حُصَيْنٍ بَنُ جَحَادٍ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ بَنِ عُمَرَ فَقَالَ نَكُنْ فَرَفَعُ يَدَيْهِ اَوَّلًا فِي الصَّلَاةِ
 اَوَّلًا مِّنَ الصَّلَاةِ كَمَا طَاحُوِيٌّ لَے روایت کی مجاہد ابوداؤد نے اس کو احمد بن عبد اللہ بن یونس نے
 اس کو ابوبکر بن عیاش نے اس کو حصین نے اس نے روایت کی مجاہد سے کہا مجاہد سے کہ نماز پڑھی میں نے
 پیچھے عبداللہ بن عمر کے سونے رفع یدین کیا انھوں نے مگر کیا اولیٰ میں نماز کے کہا امام طحاوی نے کہ یہ
 وہی ابن عمر ہیں کہ کہتے تھے رفع یدین وقت رکوع اور قوس کے بھڑک کر کیا ابووفات بنی صلی اللہ علیہ وسلم
 کے سونے کرنا اور دلیل نسخ کی ہر انتہی کار العینی اور بڑھاپہ کی یہ لوگ حدیث کے برتنے والے تھے
 جو ہر تال گئے اور بقابلہ تحقیق حدیث ان لوگوں کے اس وقت کے علماء کو کیا نسبت ہو چہ نسبت نکال
 باعالم پاک اور بعض لوگ جو دھوکے میں ڈالتے ہیں کہ حدیث رفع یدین کے راوی قوی ہیں سو یہ
 قصہ بھی خاص ملکہ عظمہ میں امام اوزاعی اور امام ابو حنیفہ سے داخلین میں ہو چکا ہو آخر کار
 امام اعظم غالب رہے اور امام اوزاعی چپ ہو رہے جیسا کہ فتح القدیر میں وعقد ابوالحسن النقیعین
 ہر کسی الحارثی فی مسئلہ قَالَ حَلَّ شَنَا حَمْدٌ مِّنْ اَبِيْ هِلَالٍ بَنِ زِيَادٍ السَّارِيْ حَلَّ شَنَا
 سَلَمَانَ بَنِ الشَّاذِلِ كَوْنِيْ سَمِعْتُ سَمِيْعَانَ بَنَ مَحْبَلَةَ يَقُوْلُ اَجْمَعُ اَبُو حَنِيفَةَ وَلَا وَاَنَا
 فِيْ دَارِ الْحَكَا طَيْنِ يَنْكَا فَقَالَ اَلَا وَاَنْتَ عَمْرُو كَا فِيْ حَبِطَةٍ مَا بَالُكُمْ لَا تَرَفَعُوْنَ اَيْدِيَكُمْ

رفع یدین میں کی طریق سے روایتیں آئیں سو جو اب اس کا یہ ہو کہ وہ منسوخ ہیں چنانچہ صحیح

مقلدین عمل کا محدث کا دعوہ کرتے ہیں اور وقت رکوع اور قوس کے رفع یدین کر کے تارک ہوتے

بن ان دو حدیثوں صحاح کے اور اگر ان کو یہ خیال ہو کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں عبداللہ بن عمر

فِي الصَّلَاةِ عِنْدَ الْكُوفَةِ وَعِنْدَ الرُّفْعِ مِنْهُ فَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ لَا جِلَّ لِلَّهِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِ شَيْءٌ فَقَالَ كَيْفَ لَمْ يَصِحَّ وَقَدْ حَدَّثَنِي الرَّهْزِيُّ عَنْ سَالِمٍ
 عَنْ أَبِيهِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا أَفْتَحَ الصَّلَاةَ
 وَعِنْدَ الرُّفْعِ مِنْهُ فَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ حَدَّثَنَا حَمَادٌ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ
 وَالْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَرْفَعُ
 يَدَيْهِ إِلَّا عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ وَلَا يَعُوذُ لِقَائِهِمْ مِنْ ذَلِكَ فَقَالَ الْأَوْزَاعِيُّ أَحَدُ تَلَكَّ عَنْ
 الرَّهْزِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ وَقَوْلُ حَدَّثَنَا حَمَادٌ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ عَنْ
 عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ فَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ كَانَ حَمَادٌ أَفْقَهُ مِنَ الرَّهْزِيِّ وَكَانَ إِبْرَاهِيمُ
 أَفْقَهُ مِنَ سَالِمٍ وَعَلْقَمَةُ لَيْسَ بِدُونِ ابْنِ عُمَرَ فِي الْفِقْهِ وَإِنْ كَانَتْ لِابْنِ عُمَرَ حُجَّةٌ
 وَلَهُ فَضْلٌ مُحْكَمٌ فَالْأَسْوَدُ لَهُ فَضْلٌ مُبِينٌ وَعَبْدُ اللَّهِ عَبْدُ اللَّهِ فَسَكَتَ الْأَوْزَاعِيُّ
 یعنی حارثی نے اپنی سند میں روایت کی کہ کہا حدیث کی ہجو محمد بن ابراہیم بن زیاد رازی نے
 اور اسکو حدیث کی سلیمان بن شاذکونی نے کہ سنا میں نے سفیان بن عیینہ سے کہ فرماتے تھے
 کہ ایک روز جمع ہوئے امام ابو حنیفہ اور امام اوزاعی مکہ معظمہ میں درمیان دارنا طین کے کھائے
 امام اوزاعی نے امام ابو حنیفہ سے کہ تم لوگ رفع یدین کیوں نہیں کرتے ہو رکوع اور قومہ میں نماز کے
 کہا امام ابو حنیفہ نے کہ نہیں جو اس باب میں کوئی حدیث صحیح کہا امام اوزاعی نے کیونکہ نہیں صحیح
 کہ حدیث کی ہجو زہری نے اسکو سالم نے اسکو اوسکے باپ نے کہا سالم کے باپ نے کہ تحقیق
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے رفع یدین وقت تکبیر اولی کے اور وقت رکوع اور قومہ کے
 پس کہا امام ابو حنیفہ نے کہ حدیث کی ہجو حماد نے اسکو ابراہیم نے اسکو علقمہ اور اسود دونوں نے
 روایت کی عبد اللہ بن مسعود سے کہ کہا اونھوں نے تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہ اٹھاتے تھے
 دونوں بات اپنے مگر شروع نماز میں پھر نہ اٹھاتے ساری نماز میں پھر کہا اوزاعی نے حدیث کی میں نے
 ہجو زہری سے کہ وہ میرے استاذ ہیں اسنے سالم سے اور سالم نے اپنے باپ سے اور تم کہتے ہو
 حدیث کی ہجو حماد نے اسکو ابراہیم نے اسکو اسود اور علقمہ نے ان دونوںکو عبد اللہ بن مسعود
 پس کہا امام ابو حنیفہ نے کہ زہری سے حماد زیادہ فقیہ ہیں اور ابراہیم بڑے فقیہ ہیں سالم سے اسکو

۴ نور الانوار

صفحہ ۱۷۱

طبعی

مصطفیٰ

معدنیہ

نور الانوار میں ہے وقد عني عن محمد بن عيسى قال سمعت ابن عمر بن الخطاب قال سمعنا
 رفع يديه الا في تكبيره الا فتاحه فذكرنا العمل به دليل على اننا نسخا به يعني رواه
 صحيح مجاهد سے یہ کہ فرمایا انھوں نے کہ صحبت میں رہا میں ابن عمر کے دس برس تک سونہیں
 دیکھا میں نے انکو رفع یدین کرتے ہوئے سوائے تکبیر تحریمہ کے پس جھوڑ دینا عمل رفع یدین کو دلیل
 ہوا اس کے منوع ہونے پر وہی التواتر عن عبد اللہ بن الزبیر انہ راى رجلا يصلي في
 السجدة الحرامه ورفع يديه عند الركوع وعند رفعه التراب من يده فقال لا تفعل
 انك شئ قد تركه رسول الله صلى الله عليه وسلم بعد ما فعله يعني نہا یہ میں فرمایا
 عبد بن زبیر مرقوم یہ کہ دیکھا انھوں نے ایک آدمی کو مسجد حرام میں نماز پڑھتے ہوئے اور وہ رفع یدین
 کرتا تھا وقت رکوع اور قیومہ کے پس منع کیا انھوں نے رفع یدین کو کہ وہ ایک فعل تھا کہ جسکو رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد کرنے کے جھوڑ دیا وعن عبد اللہ بن عباس قال قال النبي صلى الله
 عليه وسلم لا ترفع الا يدي في شيء الا في سبع مواطن في افتتاح الصلوة وفي
 العبدین وعند استلام الحجر وعلى الصفا والمروة وعند عرفات وعند جمع و
 عند رمي الجمار یعنی روایت ہے عبد اللہ بن عباس سے کہ انھوں نے کہ فرمایا رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ اٹھائے جاوین مانتہ کسی شی میں مگر سات جگہ اول تکبیر تحریمہ میں دوم نماز
 عیدین کی تکبیر و ثلثین سوئم وقت بوسہ زینہ حجر اسود کے چہارم صفا و مہ پر خیمہ عرفات میں ششم
 مزدلفہ میں شہتم وقت گنہ گار مارنے کے شیطان کو مٹانے روایت کیا اسکو یہی نے اور
 صاحب ہدایہ نے بھی مگر باختلاف الفاظ اور کفایہ شرح ہدایہ میں دربارہ ترجیح حدیث عدم رفع یدین
 کے لکھا ہے ولا ترفع الا يدي في شيء الا في سبع مواطن روايتنا فعليه عليه السلام وجب المصير في قوله
 عليه السلام وهو الحديث المشهور لا يرفع الا يدي في شيء الا في سبع مواطن عند
 افتتاح الصلوة وقبوت التواتر وتكبير العبدین وعند استلام الحجر وعند
 الصفا والمروة وعند المؤمنین وعند الجمرتين أي الأولى والثانية والى
 يؤى من الوقع نحو على لا يتبدل هكذا قيل على النبي يعني سبب دو حدیث بخلاف
 ہونین فوضو ہوا ربوع کہ یا قول انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کہ وہ حدیث مشہور ہے

۴

صفحہ ۱۷۱

طبعی

مصطفیٰ

معدنیہ

کہ فرمائی کہ حج اور حدیث رفع یدین کی ابتدا محمول ہوگی یعنی یہ خبری اور سفل کی بنا پر سخت
 صلی اللہ علیہ وسلم اوائل میں کرتے تھے اخیر کو آپ نے چھوڑ دیا کا لا عتبار یا لھذا کہ نبی صلی اللہ
 علیہ وسلم محلہ سے وغیرہ اور آثار صحابہ کے حدیث رفع یدین کی منسوخ ہونے میں کچھ شک و شبہ نہ آتا تو عمل
 مقلدین خفیہ کا موافق حدیث کے ہوا اور اگر مقلدین کو صوف اس بات کا غصہ اور تعصب بہتر کہ یہ
 مذہب فقط امام اعظم کا ہی سو یہ بات محض غلط ہی اس واسطے کہ کما ترندی لے یہ مذہب بہت سے
 اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور تابعین کا اور علامہ عینی غرض صحیح بخاری میں لکھتے
 ہیں کہ یہ مذہب مولانا حنفیہ اور ان کے اصحاب اور سفیان ثوری کا اور ابوالہجیم غفرلہ کا اور ابن ابی لیلیٰ
 اور حلقہ اور اسود کا اور عامر شیبی کا اور ابواسحق سبیعی کا اور خثیمہ اور میخوہ کا اور وکیع اور عاصم
 ابن کلب کا اور مشہور مذہب امام مالک کا اور ان کے اصحاب کا انتہی کلام العینی یا پچوان مسالہ
 غیر مقلدین نماز میں سری ہو خواہ جہری امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے کو واجب جانتے ہیں سو وہو
 نے خلاف کیا ہی اس آیت قرآنی کا اذ اقوی القرآن فاسمعو لہ و اطعوا لہ و انصتوا لعلکم
 ترحموا یعنی جب قرآن پڑھا جاوے تو سنو تم اور چپ رہو تم شاید تم لوگ رحم کیے جاؤ انتہی
 یہ آیت منع کرنی ہی مقتدی کے سورہ فاتحہ پڑھنے کو امام کے پیچھے اس واسطے کہ اس میں وجہ و حکم
 ہی ایک سنا دو سرے چپ رہنا پس دونوں پر عمل کیا جاویگا اور سنا خاص ہی جہری نماز کے ساتھ اور
 چپ رہنا خاص نہیں پس مطلق باقی رہیگا پس واجب ہوگا چپ رہنا عموماً قرات کے وقت یعنی
 جہری نماز میں سنا اور چپ رہنا دونوں پر عمل ہو سکتا ہی اور سری نماز میں چونکہ سنا غیر ممکن ہی تو
 حق تعالیٰ کے اوس دوسرے حکم یعنی چپ رہنے پر عمل ہوگا ہر نوع مقتدی کو ہر نماز میں چپ رہنا
 چاہیے کیونکہ اللہ پاک فرما چکا کہ جب قرآن پڑھا جاوے تو تم لوگ چپ ہو اور چونکہ امام سری اور
 جہری دونوں میں قرات قرآن کرتا ہی تو لاجاً مقتدی کو دونوں حالتوں میں چپ رہنا ہوگا حکم
 قال العلامة ابن الہمام فی فتح القدر فی القائلین بالطلوبین من ہذا الایۃ امر بالانصات
 والانصات یعمل بکل منہما والاوّل یخص بالجمعیۃ والثانی لا یشترط علی الخلق
 فیجب علیہم سکتۃ القراءۃ مطلقاً اور یہ آیت دربارہ قرات نماز کے نازل ہوئی ہی تو
 قول مستند اور قابل اعتبار کے ہی چنانچہ تفسیر عابدین کثیرین مرقوم ہی قال علی بن مسلمۃ عن

لا یجوز ان خلاف الامام

ابن عباس رضی اللہ عنہما قولہ وَاذْكُرْ فِي الْقُرْآنِ يَعْزِي فِي الصَّلَاةِ الْمَكْرُوضَةِ اور امام بغوی صاحب
تفسیر معارف القرآن نے تو قول فصل کر دیا یعنی اس آیت کی شروع تفسیر میں لکھا ہے ذہب جماعۃ الی انفا
فی القرآن فی الصَّلَاةِ یعنی ایک جماعت کے راہی یہ ہو کہ یہ آیت دربارہ قرأت نماز کے ہو اور بعد کے
مناظر کو لکھے اخیر میں یہ فیصلہ کر دیا وَالْأَوَّلُ أَوَّلُ وَهُوَ أَتَمُّ فِي الْقِرَاءَةِ فِي الصَّلَاةِ اور زرقانی
شرح سوطا میں قاضی ابن عبدالبر نے لکھا ہے اجماعاً علی انہ لم یُردِّہم کلُّ موضعٍ یُسْتَمَعُ فیہ
الْقُرْآنُ وَانَّمَا ارَادَ الصَّلَاةَ وَیَتِمُّ بِهَا قَوْلُكَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فی الْإِمَامِ وَادَّخَرَ
فَانْصَدُوا صَحَّحَہُ ابْنُ حَبَّالٍ فَإِنَّ الْمَذْهَبَ عَنِ الشَّيْخَةِ وَظَاهِرُ الْقُرْآنِ یعنی سب کا اتفاق ہے
کہ اس آیت سے ہر جگہ مراد نہیں ہے کہ جہاں کہیں قرآن پڑھا جاوے بلکہ نماز اس سے مراد ہے اور اس سے
حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امام کی شان میں گواہی کہ جب امام قرآن پڑھے تو ہم لوگ جب تک
امام احمد بن حنبل نے اس حدیث کو صحیح کہا پس حدیث اور ظاہر قرآن سے کہاں جگہ جانے کی ہے پس ان کو دیا
سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ مقتدی امام کے پیچھے قرأت کیا کرتے تھے سو اس کی مانعت میں یہ آیت اور
یہاں مولف صاحب عبارت قدیدہ اپنی ایسی بددیانتی اور خیانت کی ہے کہ خاتون کے بھی کان کاٹے
میں چنانچہ اس شخص نے بلاغ المبین کے صفحہ ۲۰ میں تفسیر عالم سے اور اور اقوال نقل کیے مگر قول
صحیح کو کہ (یہ آیت دربارہ قرأت نماز نازل ہوئی ہے) اول سے اوڑا دیا اور بیچ کا فقرہ بھی کہ (تو
اول اول ہے) غلط انداز کر دیا اور ترجمہ بھی نادر اور ادھر ادھر کی عبارت اپنے مطلب کے موافق کا
کے لکھی یہ کیا بلکہ اس فقرہ لاندہب کے ایسی ہی تصرفات اور خیانت کے معاملات ہیں جیسے
عوام قلدین جو ان کے مکان سے ناواقف ہیں ان کے دام فریب میں آجاتے ہیں اور اپنی سادگی سے دھوکا
کھا جاتے ہیں اور بعض یہ کہتے ہیں کہ یہ آیت زور سے قرأت کرنے اور نماز میں باتیں کرنے کی
مانعت میں نازل ہوئی ہے سو ہم پوچھتے ہیں کہ اسمین جلا کے نہ پڑھنے اور باتیں نہ کرنے کا کہاں حکم
بلکہ حکم اسمین قرآن سننے اور چپ رہنے کا ہے یعنی سننا تو نماز بھری کے ساتھ خاص ہے اور چپ رہنا نماز
سری و بھری میں عام ہے کلام الہی ہی اس کا ایک ایک نقطہ بھی حکمت اور فائدہ سے بھرا ہوا ہے زائد اور
بیکار نہیں اور ہر لفظ پر فائدہ ہے اور حکم جدا گانہ نکلتا ہی اس مقام میں مولف صاحب بلاغ المبین
صفحہ (۱۰۰) مرہ ۱ کا قول ہے مقتدا نے یہ کہ تفسیر رحمانہ ۲۰۳ اس آیت کا تفسیر ۱۰۱ لکھ ہے

۲
۳
۴
۵
۶
۷
۸
۹
۱۰
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

جسے رہو سو امی قرآن کے یہاں سے دانشمندی مؤلف صاحب کی معلوم ہو گئی کہ باوجود امر بات کے
 کہ قول معتبر و مستند عالم التفریل و در مشور و تفسیر عام و غیرہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ آیت در بارہ قرأت
 نماز کے اور لوگ امام کے پیچھے قرأت کرنے سے روکے گئے پھر حضرت تفسیر رحمانی سے کہ ایک شخص شہو
 تفسیر نقل کرتے ہیں کہ قرآن کی ممانعت نہیں اور یہی جرات کہ قرآن پر بھی بے شکا حاشیہ پڑانے لگے
 اور بے پرکی اوڑانے لگے اور دعویٰ یہ کہ ہم فقط قرآن وحدیث مانتے ہیں دوسرے کے قول سے بلکہ جو شخص
 نہیں چاہتا پچاسی بنا پر مؤلف صاحب نے بلانغ المبین کے صفحہ ۱۶۲ میں لکھا ہے کہ قواعد صحابی کا حجت نہیں ہے
 نہایتوں انصاف کا مقام یہ کہ قول صحابہ توجہ نہوا و تفسیر رحمانی کا قول جو مجموع آیت کہ خلاف اور دوسری
 تفسیر معتبر کے بھی خلاف اور شان نزول کے بھی خلاف ہر وہ قابل تسلیم ہو جو آیت کا اور سب سے دیا جائے
 نحو ذلک لکرم من ہذا الشریعہ العظیمہ و الجمل الجسیم اور جو آیت قافراً قافراً کما تشرعن القرآن سے (یعنی جو ہم
 قرآن سے اس قدر جو آسان ہوتا ہے کہ مقتدی بھی امام کے پیچھے کہ قرأت کرے سو نہ شغل ہوگا
 ہی اس واسطے کہ جب بلکہ احادیث صحیحہ سے معلوم ہو گیا کہ قرأت امام کی عین مقتدی کی قرأت ہے تو پھر قرأت
 مکر مقتدی کی کیا حاجت رہی چنانچہ ابن ماجہ میں حدیث صحیح وارد ہے عن جابر قال قال رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم من کان لک اثم فقرأ لک الاثم لک قراءۃ یعنی حضرت جابر سے
 مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھنا امام کا مقتدی کا پڑھنا ہی تس مقتدی حکم آیت
 وَاِذَا قَرَأَ الْقُرْآنَ فَکَیْفَ یُحْذَرُ اَنْ یَّکُونَ مِنْ غَیْرِ طَرِیقٍ یَّکْرَهُ بَیِّنٌ جِیسا کہ کتابت
 ہو احادیث صحیحہ سے اس صورت میں دونوں آیتوں کا تعارض بھی جاتا رہا اور ہر ایک اپنے اپنے حکم پر پانی
 رہی اور یہ قاعدہ مسلمہ یہ کہ جب وہاں تعارض واقع ہو تو تا با مکان جمع کرینگے نہ یہ کہ دونوں کو سا قوط
 کر دیں اور علامہ عینی نے شرح صحیح بخاری میں لکھا کہ روایت کیا حدیث میں کہ ان کو ایک جماعت
 صحابہ نے کہ ان میں سے مبارک بن عبد اللہ و ان عمر و ابوسعد خدری و ابو ہریرہ و ابان عباس و انس بن مالک
 ہیں اور سنہ کیا ہی امام کے پیچھے قرأت کرنے سے انہی صحابہ کے کہ ان میں سے حضرت علی اور عبد اللہ بن عمر
 اور عبد اللہ بن عباس اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم میں سے تھا۔ یہاں صحابہ علیل القدر کا
 بزرگہ اجماع کے ہو گیا اسی کثرت کے اعتبار سے صاحب ہدایہ کے لکھا کہ یہ مقتدی کچھ نہیں ہے
 اللہ کے صحیحے اور عبد اللہ بن زید بن اسلم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ اس صاحبہ بنی ہاشم

و امام مالک و تمامی سلف و خلف کا اور ایک روایت ہے امام شافعی سے بھی روایت کیا اس حدیث کو ترمذی نے
 اور ابوداؤد نے بھی یہ روایت ابو ہریرہؓ کی کئی سندوں سے نقل کی ہے اور قول زہری کا بھی ابوسین کچھ ہے کہ
 باز ہے لوگ قرأت سے عاجز ہیں اور بھی امام مالک نے موطا میں ساتھ اسی قول کے نقل کیا ہے کہ چھوڑ دیا
 گو گو نے قرأت کرنا اوس دن سے اس مقام پر اگر کوئی منکرین میں سے کہے فاقہ تھی لکن آئیں یہ قول زہری کا
 ہی مرفوع نہوا پس حدیث قابل حجت نہیں ہو جواب اسکا یہ ہے کہ ہمارا استدعا تو قول زہری کے ساتھ ہے بلکہ
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے ساتھ ہے اور نیز ابن ماجہ و نسائی اس باب کا باب بخد کیا ہے کہ یہ
 کچھ بڑھے اور اسکے اثبات میں یہ حدیثیں لائے ہیں عن ابی موسیٰ کاشعرب قال قال رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم اذ اقر الامة فاصنعوا یعنی روایت ہے ابی موسیٰ تنقیر سے کہ فرمایا رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اہل بڑھے تو تم جپ ہو و عن ابی ہریرہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 لما جعل الامة لیسوا لیسوا فاذ انکم فکلوا واذ اقر الامة فاصنعوا یعنی کہا ابو ہریرہ نے کہ فرمایا
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امام اسید واسطے تقر کیا گیا ہے کہ پیروی کرو تم اوسکی جپ تبکیر کے تو تم بھی تبکیر ہو اور
 جب وہ قرآن پڑھے تو جپ کے سنو تم نقل کیا اس حدیث کو نسائی نے ساتھ و سند کے اس مقام پر روایت صاحب گذر
 صرح اور دروغ و بیفروغ سنا چاہیہ و ایسے شخص کذاب پر نفرین کرنا چاہیہ چنانچہ اسبابہ علیہ السلام کے
 صفحہ ۱۲۳ میں حدیث و کذا قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ یہ فقرہ ابو خالد کا ہے ہم یہ اور
 ابو خالد مولای جعدہ بن ابی ہریرہؓ کا بھول ہی تمیرے طبقے سے اور تقرب کا حوالہ دیا ہے وہی جرأت
 کہ ایسے جھوٹ سے جھوٹے بھی شرما جائیں اور خاص نشان اس و غلوئی کا یہی ہے کہ جب کھوں نے دیکھا کہ سنی
 اس حدیث کے صاف صاف جنفیوں کے مدعا بردار لکرتے ہیں اور کوئی جواب اسکا بن نہیں پڑتا تو اس شخص نے
 واسطے ضعیف اور مخدوش کرنے حدیث کے فریب ہی سے ایک اور ابو خالد کو یہاں ظاہر کیا حال انکو جو ابی
 اس حدیث میں ہے وہ ابو خالد اسے کہ نام اسکا سلیمان بن حبان ہے یہ وہ شخص ہے کہ جس سے بخاری اور
 مسلم سند لیتے ہیں چنانچہ حافظ منذری نے اپنی مختصر میں جواب ابوداؤد لکھا ہے و لهذا فیہ نظر و کان
 ابی خالد لا کثر هذا هو شیخان بن حبان و هو من الثقات الا انی استخیرت بعض البخاری و مسلم
 و مع هذا کہ یہ مذکورہ الذی ذکرنا بل تابعہ علیہما ابو سعید محمد بن سعید لا انصار ی یعنی
 ابوداؤد کے قول میں بحث ہے کہ ابو خالد اسے وہی سلیمان بن حبان ہے اور وہ ایسا ثقہ ہے کہ بخاری و

در روایتی موافقت ظفر بن سبکی

۲
 ابو خالد بن حبان
 ابو سعید محمد بن سعید

حدیث تمام محدثین کے نزدیک قابل محنت نہوگی باوجود اسکے کہ محدثین اس کی کو مالک نے جھوٹا کہا ہے اور امام احمد
ضعیف اور کہا کہ اوس سے حدیث کرنا صحیح نہیں اور کہا ابو زرہ مکاری نے کہ اوس کی کسی بات کا اعتبار
نہیں کیا جاسکتا پس یہ حدیث قابل حمل کے نہ رہی اور قطع نظر اسکے اقوال و آثار صحابہ و تابعین کو دیکھنا چاہیے
کہ امام کے پیچھے قرأت کر نیوالے کے حق میں کیا کیا سخت وعیدیں وارد ہوئیں چنانچہ کہا حضرت عمرؓ اور سیدنا
وقاصؓ نے کہ وہ صحابی عشرہ مبشرہ سے قطعی جاتی ہیں کہ پھر بھون میں اوس کے منہ میں جو الحمد پڑھے شیچھے
امام کے روایت کیا اس حدیث کو عبدالرزاق نے اپنی مصنف میں اور بھی امام محمد نے اپنی موطا میں اور
کہا علقمہ نے کہ آگ بھرتی منہ میں بہتر الحمد پڑھنے سے پیچھے امام کے یہ حدیث بھی موطا میں امام محمد میں ہے
اور فرمایا حضرت علیؓ نے کہ الحمد پڑھنا امتدی کا دین کے خلاف ہے نقل کیا اس حدیث کو کفایہ میں اور
فرمایا عبداللہ بن مسعودؓ نے کہ مٹی بھیر جاوے اوس کے منہ میں نقل کیا اسکو عبی نے اور فرمایا حضرت علیؓ نے
کہ جو کوئی پڑھے پیچھے امام کے وہ سنت پر نہیں ہے روایت کیا اسکو امام جعفر طحاوی نے شرح مسانی اللغات
میں مع سند صحیح کے اور ابو بکر بن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں بلیغاً فقطاً اخطا الفطرۃ اور عبدالرزاق
نے اپنی مصنف میں بلیغاً فقطاً علی الفطرۃ اور بھی روایت کیا ابو بکر بن ابی شیبہ جو اسناد بخاری
اور مسلم کے میں اپنی مصنف میں ابراہیم سے کہ جو پڑھے پیچھے امام کے وہ فاسق ہے اور سعد بن وقاصؓ کہ قطعی
جہنی ہیں اور زید بن ثابتؓ جو جمع کر نیوالے قرآن شریف کے ہیں فرماتے ہیں کہ جس نے پیچھے امام کے پڑھا نماز
اوس کی جائز نہیں اور کہا شمس اللامید حسبی نے کہ فاسد ہے نماز اوس کی کتنے صحابہ کے اقوال سے نقل کیا اسکو
کفایہ میں اور ذکر کیا اسکو بلا علی قاریؒ نے پس طالب کو اس قدر کافی ہے اور زیادہ بیان جو چاہو مکتوب
بسوطہ میں دیکھ لو چھٹا مسالہ غیر متقلدین نماز میں ناف سے اوپر پراتہ باندھتے ہیں بلکہ اکثر انہیں سے
جو پکے لاندھب جاہل ہیں مثل عورتوں کے سینہ پر پراتہ باندھتے ہیں اور طرہ یہ کہ داہنے ہاتھ کی اقمچکیوں
سے بائیں ہاتھ کی کہنی پر بوجھتے ہیں گویا یہ علوم ہوتا ہے کہ اکھاڑے میں خم ٹھوک کے ابھی کشتی اڑا چاہے
میں ابھی کیا رفتہ رفتہ لوگ سینہ سے بھی تجاوز کر کے گلے پر پراتہ باندھتے ہیں غرض انھوں نے دونوں مرو
میں (یعنی ناف سے اوپر پراتہ باندھنے اور داہنے ہاتھ سے بائیں ہاتھ کے پونچھ کو نہ پکڑنے میں) خلا
کیا ہے ان احادیث صحیحہ کا پہلی حدیث وہ ہے جسکو امام ابی امام محمد بن الحسن الشیبانی نے کتاب الآثار میں
باین اسناد روایت کیا ہے انا ابی حنیفۃ عن حماد عن ابراہیم عن انس بن مالک عن رسول اللہ ﷺ

مسالہ ششم لایہدی کی اس حدیث

ابو داؤد اپنی سنن میں روایت کرتے ہیں **حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَبِيبٍ شَاكِحٌ عَنْ غِيَاثِ بْنِ**
عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ إِسْحَقَ عَنْ زَيْدِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ
السُّنَّةُ وَضَعَهَا عَلَى الْكَلْبِ فِي الصَّلَاةِ نَحْتُ الشُّكَّةَ یعنی حدیث کی ہمو محمد بن محبوب نے
 کہا اوصوف نے حدیث کی ہمو حص بن غیاث نے عبد الرحمن بن اسحق سے وہ روایت کرتے ہیں زیاد بن زیاد
 وہ روایت کرتے ہیں ابو جعفر سے تحقیق کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سنت ناز میں ہاتھ پر ہاتھ رکھنا
 ہی نیچے ناف کے یعنی داہنے ہاتھ کی مٹیلی بائیں ہاتھ کے پورے پر نیچے ناف کے رکھنے جیسا کہ تصریح اسکی اوپر کی
 حدیثوں میں گذر چکی اب کوئی غیر مقلد صاحب یہ کہیں کہ یہ روایت موقوف ہے مردود ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے
 پس اس طریق سے سنت نبوی ثابت نہیں ہوتی سوچو اسے ہاشمی اسکا مطابق اصل حدیث کے یہ جو کہ
 جب کوئی صحابی بلا اضاعت مطلقاً یا بنظر کہے کہ **السُّنَّةُ مَا يَأْتِيَانِ مِنَ السُّنَّةِ كَذَا** اور اس سے
 سنت نبوی ہوتی ہے اور وہ حدیث مرفوع ہوگی جتنا صحیح اسے ابو جعفر طحاوی معانی الآثار میں رد اسے
 بدرالدین عینی اور محدث محمد شامی سنہ ۱۰۰۰ وغیرہ ناقدین حدیث اس مقام پر لکھتے ہیں **أَنَّ السُّنَّةَ**
تَرَجَعُ لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ أَنَّ مِنَ السُّنَّةِ هَذَا الْفَرْقُ دَخَلَ فِيهَا لِمَنْ شَاءَ مِنْ عِبَادِهِ فَالْفَرْقُ بَيْنَ السُّنَّةِ
الصَّحِيحِ إِذَا طَلِقَ اسْمُ السُّنَّةِ فَالْمُرَادُ بِهِ سُنَّةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یعنی تحقیق کہ سنت
 علی رضی اللہ عنہ ان سے **السُّنَّةُ** یہ لفظ داخل ہے مرفوع میں جو حدیث کے نزدیک اور مراد یا عبد اللہ سے تحقیق کہ
 جب صحابی العلم سنت کو مطلقاً کہے تو مراد اس سے سنت نبوی ہے اور ملا علی قاری نے نہایت اہتمام سے
 فی شرح الموطا میں لکھا ہے **الْحَقِيقَةُ إِذَا قَالَ السُّنَّةُ عَلَى سُنَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ**
 اور امام نووی شرح مسلم میں لکھتے ہیں **إِذَا قَالَ السُّنَّةُ فِي أَهْلِ الْبَيْتِ كَذَا أَوْ لَمْ يَذْكُرْ** **عَنْ لَدَا أَوْ عَنْ السُّنَّةِ**
كَذَا فَكُلُّهُ مَرْفُوعٌ عَلَى الْمَذْهَبِ الْحَنِيفِيِّ الَّذِي قَالَهُ الْبُحَّارُ مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ یعنی
 جبکہ کہ صحابی امر یا لکھا کہ **إِنَّمَا هِيَ كَذَا** **السُّنَّةُ كَذَا** اس پر کہ اب ان یہ روایت سنو کہ
 الفاظ سے حدیث مرفوع ہے و نہ یہ صحیح ہے کہ جسے قائل ہیں تمام لوگ اصحاب فنون سے نبی اور اہل بیت
 نے کتاب حلیۃ الرسل و فیہ الشہادۃ فی انہ فیہ شیعہ و غیرہ نے مخرج احادیث الاعتقاد میں لکھا ہے کہ
 مثل حدیث مذکور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہے ابن ابی شیبہ نے روایت کی ہے حدیث روایت کی ہے ابو یوسف نے
 اسیکے جامع الاصول میں بہ روایت زر بن حبیش علی رضی اللہ عنہ سے حدیث مذکور ہے اور بعض علماء

یعنی شرح بخاری میں لکھتے ہیں کہ وی ان حذر من حدیث انیس من اخلاق النبوة وصنع البہن
 علی الشمال تحت الشکر و هذا یعضد حدیث علی رضی اللہ عنہ یعنی روایت کی ابن حزم نے
 حدیث انس رضی اللہ عنہ سے کہ نبوت کے اخلاق سے ہو رکھنا داہنہ ماتہ کا بائیں پر نیچے ناف کے آویس حدیث قوت
 دیتی ہے حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ کو انتہی پانچویں وہ حدیث ہے جسکو امام ابو بکر بن ابی شیبہ نے جو استاد
 ہیں امام بخاری اور امام مسلم کے اپنی مصنف میں لکھا ہے حدیث ثنا و کیم عن مؤمن بن عمر عن علی بن علقمہ
 ابن وائل بن حجر عن ابیہ رضی اللہ عنہ قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وضع یمینہ
 علی شمالہ تحت الشکر یعنی حدیث کی ہلک و کیم نے وہ روایت کرتے ہیں موسیٰ بن عمیر سے وہ روایت
 کرتے ہیں علقم بن وائل بن حجر سے وہ روایت کرتے ہیں اپنے باپ والے سے کہا او نحوں نے دیکھا میں نے
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ رکھا آپ نے داہنا ماتہ اپنا بائیں ماتہ پر نیچے ناف کے انتہی اس مقام میں علامہ محدث
 محمد ابوالطیب مدنی نے بعد کلام طویل کے شرح ترمذی میں لکھا ہے ثم اطلعنا علی حدیث صحیحہ
 یحمل اللہ و هو سند المسند ہب و مؤید فی حدیث علی رضی اللہ عنہ و هو ما اخرجہ
 ابن ابی شیبہ فی مصنفہ یعنی پھر اطلاع پائی ہم نے حدیث صحیحہ پر شکر تو اللہ تعالیٰ کا اور وہ حدیث سند
 مذہب کی اور حدیث حضرت علی کو تائید کرتی ہے اور یہ وہ حدیث ہے جو روایت کیا او سکوا بن ابی شیبہ نے
 ابی مصنف میں اور پھر بعد اس کے لکھا ہے و هذا حدیث قوی من حیث الشدید پھر او نحوں اس
 حدیث کے قوی ہونے کے وجوہات اور شواہد اور راویوں کی عدالت اور ثقاہت اور صحت سند و متن حدیث
 کو تفصیل تمام لکھا ہے مختصر میں کسی گنجائش نہیں نصف عامل بالحدیث کو اسقدر کافی ہے شعر
 کجوف بس سناکر شعورست و ورنہ جو چراغ پیش کورست و پس ثابت ہو گیا ان احادیث صحیحہ اور لا اقول
 سے کہ زیر نان ماتہ باندھنا موافق طریقہ مسنونہ کے ہے اور دربارہ سماع علقمہ کے اپنے باپ سے اس حدیث
 میں کیونکہ گذرے تو جواب باصواب اسکا اثبات سماع علقمہ میں مع شواہد و اقوال ثقات بخیرین
 بحث اخفی آئین میں یکھ لیوے کہ ہم پہلے اسکے کچھ بچے ہیں یہاں حاجت اعادہ کی نہیں آوے اگر کسیکو
 اس پر بھی المینان نہو اور زیادہ تفصیل ہے کتاب الذمہ فی عقد الایدی تحت الشکر
 میں ملاحظہ کر لیوے کہ جسکو محدث یعنی علامہ لودعی مولوی وصی احمد صاحب سورتی نے تائید کیا ہے
 اور بحث جرح و تعدیل روایت کو مثل آئینہ کے صیقل بیان سے چمکا دیا ہے ساتھ ساتھ ان سالہ

سالہ سنہ ۱۲۸۵ھ فی عقد الایدی تحت الشکر

یہ مقلدین کہتے ہیں کہ دو نمازوں کا ایک وقت میں کسی غم سے جمع کرنا درست ہے حالانکہ یہ قول ان کا اس
 حدیث کے مخالف ہے جو بخاری اور مسلم میں آئی ہے کہ عبد اللہ بن مسعود فرمایا قسم میرا اس ذات کی کہ
 مولا اوس کے کوئی مسبود نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرگز کوئی نماز نہیں پڑھی مگر اپنے وقت پر
 لیکن وہ نمازین کہ جمع کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے در میان ظہر اور عصر کے عرفہ میں اور در میان مغرب اور
 شتا کے مزدلفہ میں اتنی اس حدیث صحیح سے معلوم ہوا کہ جان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جمع کرنا
 وہی ہے وہ جمع صلیٰ ہے حقیقی نہیں ہے نہ دونوں ہر دونوں میں تناقض ہو جائیگا اٹھواں مسئلہ
 یہ مقلدین کہتے ہیں کہ صفت کے پیچھے کیلئے آدمی کی نماز نہیں ہوتی سوا انھوں نے اس سالہ میں خلاف کیا ہے
 اس حدیث کا جو بخاری اور ابوداؤد میں آئی ہے اَبَا بَكْرٍ اَنْتَهَى اِلَى اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم
 فَمَوَّكَّہُمْ قَبْلَ اَنْ یَّصِلَ اِلِی الصَّغَفَاتِ ثُمَّ مَشَى اِلَی الصَّغَفَاتِ فَدَكَرَ اِلَی اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم
 لَمْ یَبْرُکْ فَمَقَالَ زَاكَ لَکَ اللّٰهُ حُرَّصَاوَاکَ تَعَدَّیَ یعنی تحقیق ابوبکر نے اپنے طرف ہی صلی اللہ علیہ وسلم
 کے جس وقت کہ آپ رکوع میں تھے پس ابوبکر نے رکوع کیا قبل اسکے کہ صفت میں لمجائیں پس یہ بات
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی گئی پس فرمایا آپ نے اللہ تعالیٰ تیری حرص زیادہ کرے تو میرا کیا
 رہا نماز کا اعادہ مت کر بلا جلدی کیا کرتی انتی نوان مسئلہ غیر مقلدین کہتے ہیں کہ کافر مرد یا اوسکی
 ورت مسلمان ہو کر دار الحرب سے دارالاسلام میں آجائے تو اوشکا نکاح باقی رہتا ہے تو ثنائین ہو
 انھوں نے اس مسئلہ میں خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو ابن ماجہ میں ہے اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم
 لَمْ یَبْرُکْ رَدَّ اِبْنَتَہُ زَيْنَبَ عَلٰی اَبِی الْعَاصِ بْنِ الرَّبِیعِ بَعْدَ مَا جَعَلَہَا جَدِیدَ یعنی تحقیق آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی زینب کو ابوالعاص بن ربیع پر نکاح جدید کر کے لوٹا دیا انتی او
 خلاف کیا ہے یہ مقلدین نے اس حدیث کا جو ترمذی میں موجود ہے اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم
 رَدَّ اِبْنَتَہُ زَيْنَبَ عَلٰی اَبِی الْعَاصِ بْنِ الرَّبِیعِ بَعْدَ مَا جَعَلَہَا جَدِیدَ یعنی تحقیق آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی زینب کو ابوالعاص بن ربیع پر جدید مہر اور نکاح جدید
 کر کے لوٹا دیا انتی دسواں مسئلہ غیر مقلدین کہتے ہیں کہ گھوٹے کا گوشت کھانا مطلقاً مکروہ نہیں
 اس سالہ میں او ضوح خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو ثنائی میں وارد ہے عَنْ خَالِدِ بْنِ اَلِیٍّ
 رَوَّیَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ یَقُوْلُ لَا یَحِلُّ اَكْلُ حُمُرِ الْحِیْلِ وَالْاَبْغَالِ

۱۲۰ صفحہ ۱۲۰
 ۱۲۱ صفحہ ۱۲۱
 ۱۲۲ صفحہ ۱۲۲
 ۱۲۳ صفحہ ۱۲۳
 ۱۲۴ صفحہ ۱۲۴
 ۱۲۵ صفحہ ۱۲۵
 ۱۲۶ صفحہ ۱۲۶
 ۱۲۷ صفحہ ۱۲۷
 ۱۲۸ صفحہ ۱۲۸
 ۱۲۹ صفحہ ۱۲۹
 ۱۳۰ صفحہ ۱۳۰
 ۱۳۱ صفحہ ۱۳۱
 ۱۳۲ صفحہ ۱۳۲
 ۱۳۳ صفحہ ۱۳۳
 ۱۳۴ صفحہ ۱۳۴
 ۱۳۵ صفحہ ۱۳۵
 ۱۳۶ صفحہ ۱۳۶
 ۱۳۷ صفحہ ۱۳۷
 ۱۳۸ صفحہ ۱۳۸
 ۱۳۹ صفحہ ۱۳۹
 ۱۴۰ صفحہ ۱۴۰
 ۱۴۱ صفحہ ۱۴۱
 ۱۴۲ صفحہ ۱۴۲
 ۱۴۳ صفحہ ۱۴۳
 ۱۴۴ صفحہ ۱۴۴
 ۱۴۵ صفحہ ۱۴۵
 ۱۴۶ صفحہ ۱۴۶
 ۱۴۷ صفحہ ۱۴۷
 ۱۴۸ صفحہ ۱۴۸
 ۱۴۹ صفحہ ۱۴۹
 ۱۵۰ صفحہ ۱۵۰
 ۱۵۱ صفحہ ۱۵۱
 ۱۵۲ صفحہ ۱۵۲
 ۱۵۳ صفحہ ۱۵۳
 ۱۵۴ صفحہ ۱۵۴
 ۱۵۵ صفحہ ۱۵۵
 ۱۵۶ صفحہ ۱۵۶
 ۱۵۷ صفحہ ۱۵۷
 ۱۵۸ صفحہ ۱۵۸
 ۱۵۹ صفحہ ۱۵۹
 ۱۶۰ صفحہ ۱۶۰
 ۱۶۱ صفحہ ۱۶۱
 ۱۶۲ صفحہ ۱۶۲
 ۱۶۳ صفحہ ۱۶۳
 ۱۶۴ صفحہ ۱۶۴
 ۱۶۵ صفحہ ۱۶۵
 ۱۶۶ صفحہ ۱۶۶
 ۱۶۷ صفحہ ۱۶۷
 ۱۶۸ صفحہ ۱۶۸
 ۱۶۹ صفحہ ۱۶۹
 ۱۷۰ صفحہ ۱۷۰
 ۱۷۱ صفحہ ۱۷۱
 ۱۷۲ صفحہ ۱۷۲
 ۱۷۳ صفحہ ۱۷۳
 ۱۷۴ صفحہ ۱۷۴
 ۱۷۵ صفحہ ۱۷۵
 ۱۷۶ صفحہ ۱۷۶
 ۱۷۷ صفحہ ۱۷۷
 ۱۷۸ صفحہ ۱۷۸
 ۱۷۹ صفحہ ۱۷۹
 ۱۸۰ صفحہ ۱۸۰
 ۱۸۱ صفحہ ۱۸۱
 ۱۸۲ صفحہ ۱۸۲
 ۱۸۳ صفحہ ۱۸۳
 ۱۸۴ صفحہ ۱۸۴
 ۱۸۵ صفحہ ۱۸۵
 ۱۸۶ صفحہ ۱۸۶
 ۱۸۷ صفحہ ۱۸۷
 ۱۸۸ صفحہ ۱۸۸
 ۱۸۹ صفحہ ۱۸۹
 ۱۹۰ صفحہ ۱۹۰
 ۱۹۱ صفحہ ۱۹۱
 ۱۹۲ صفحہ ۱۹۲
 ۱۹۳ صفحہ ۱۹۳
 ۱۹۴ صفحہ ۱۹۴
 ۱۹۵ صفحہ ۱۹۵
 ۱۹۶ صفحہ ۱۹۶
 ۱۹۷ صفحہ ۱۹۷
 ۱۹۸ صفحہ ۱۹۸
 ۱۹۹ صفحہ ۱۹۹
 ۲۰۰ صفحہ ۲۰۰
 ۲۰۱ صفحہ ۲۰۱
 ۲۰۲ صفحہ ۲۰۲
 ۲۰۳ صفحہ ۲۰۳
 ۲۰۴ صفحہ ۲۰۴
 ۲۰۵ صفحہ ۲۰۵
 ۲۰۶ صفحہ ۲۰۶
 ۲۰۷ صفحہ ۲۰۷
 ۲۰۸ صفحہ ۲۰۸
 ۲۰۹ صفحہ ۲۰۹
 ۲۱۰ صفحہ ۲۱۰
 ۲۱۱ صفحہ ۲۱۱
 ۲۱۲ صفحہ ۲۱۲
 ۲۱۳ صفحہ ۲۱۳
 ۲۱۴ صفحہ ۲۱۴
 ۲۱۵ صفحہ ۲۱۵
 ۲۱۶ صفحہ ۲۱۶
 ۲۱۷ صفحہ ۲۱۷
 ۲۱۸ صفحہ ۲۱۸
 ۲۱۹ صفحہ ۲۱۹
 ۲۲۰ صفحہ ۲۲۰
 ۲۲۱ صفحہ ۲۲۱
 ۲۲۲ صفحہ ۲۲۲
 ۲۲۳ صفحہ ۲۲۳
 ۲۲۴ صفحہ ۲۲۴
 ۲۲۵ صفحہ ۲۲۵
 ۲۲۶ صفحہ ۲۲۶
 ۲۲۷ صفحہ ۲۲۷
 ۲۲۸ صفحہ ۲۲۸
 ۲۲۹ صفحہ ۲۲۹
 ۲۳۰ صفحہ ۲۳۰
 ۲۳۱ صفحہ ۲۳۱
 ۲۳۲ صفحہ ۲۳۲
 ۲۳۳ صفحہ ۲۳۳
 ۲۳۴ صفحہ ۲۳۴
 ۲۳۵ صفحہ ۲۳۵
 ۲۳۶ صفحہ ۲۳۶
 ۲۳۷ صفحہ ۲۳۷
 ۲۳۸ صفحہ ۲۳۸
 ۲۳۹ صفحہ ۲۳۹
 ۲۴۰ صفحہ ۲۴۰
 ۲۴۱ صفحہ ۲۴۱
 ۲۴۲ صفحہ ۲۴۲
 ۲۴۳ صفحہ ۲۴۳
 ۲۴۴ صفحہ ۲۴۴
 ۲۴۵ صفحہ ۲۴۵
 ۲۴۶ صفحہ ۲۴۶
 ۲۴۷ صفحہ ۲۴۷
 ۲۴۸ صفحہ ۲۴۸
 ۲۴۹ صفحہ ۲۴۹
 ۲۵۰ صفحہ ۲۵۰
 ۲۵۱ صفحہ ۲۵۱
 ۲۵۲ صفحہ ۲۵۲
 ۲۵۳ صفحہ ۲۵۳
 ۲۵۴ صفحہ ۲۵۴
 ۲۵۵ صفحہ ۲۵۵
 ۲۵۶ صفحہ ۲۵۶
 ۲۵۷ صفحہ ۲۵۷
 ۲۵۸ صفحہ ۲۵۸
 ۲۵۹ صفحہ ۲۵۹
 ۲۶۰ صفحہ ۲۶۰
 ۲۶۱ صفحہ ۲۶۱
 ۲۶۲ صفحہ ۲۶۲
 ۲۶۳ صفحہ ۲۶۳
 ۲۶۴ صفحہ ۲۶۴
 ۲۶۵ صفحہ ۲۶۵
 ۲۶۶ صفحہ ۲۶۶
 ۲۶۷ صفحہ ۲۶۷
 ۲۶۸ صفحہ ۲۶۸
 ۲۶۹ صفحہ ۲۶۹
 ۲۷۰ صفحہ ۲۷۰
 ۲۷۱ صفحہ ۲۷۱
 ۲۷۲ صفحہ ۲۷۲
 ۲۷۳ صفحہ ۲۷۳
 ۲۷۴ صفحہ ۲۷۴
 ۲۷۵ صفحہ ۲۷۵
 ۲۷۶ صفحہ ۲۷۶
 ۲۷۷ صفحہ ۲۷۷
 ۲۷۸ صفحہ ۲۷۸
 ۲۷۹ صفحہ ۲۷۹
 ۲۸۰ صفحہ ۲۸۰
 ۲۸۱ صفحہ ۲۸۱
 ۲۸۲ صفحہ ۲۸۲
 ۲۸۳ صفحہ ۲۸۳
 ۲۸۴ صفحہ ۲۸۴
 ۲۸۵ صفحہ ۲۸۵
 ۲۸۶ صفحہ ۲۸۶
 ۲۸۷ صفحہ ۲۸۷
 ۲۸۸ صفحہ ۲۸۸
 ۲۸۹ صفحہ ۲۸۹
 ۲۹۰ صفحہ ۲۹۰
 ۲۹۱ صفحہ ۲۹۱
 ۲۹۲ صفحہ ۲۹۲
 ۲۹۳ صفحہ ۲۹۳
 ۲۹۴ صفحہ ۲۹۴
 ۲۹۵ صفحہ ۲۹۵
 ۲۹۶ صفحہ ۲۹۶
 ۲۹۷ صفحہ ۲۹۷
 ۲۹۸ صفحہ ۲۹۸
 ۲۹۹ صفحہ ۲۹۹
 ۳۰۰ صفحہ ۳۰۰
 ۳۰۱ صفحہ ۳۰۱
 ۳۰۲ صفحہ ۳۰۲
 ۳۰۳ صفحہ ۳۰۳
 ۳۰۴ صفحہ ۳۰۴
 ۳۰۵ صفحہ ۳۰۵
 ۳۰۶ صفحہ ۳۰۶
 ۳۰۷ صفحہ ۳۰۷
 ۳۰۸ صفحہ ۳۰۸
 ۳۰۹ صفحہ ۳۰۹
 ۳۱۰ صفحہ ۳۱۰
 ۳۱۱ صفحہ ۳۱۱
 ۳۱۲ صفحہ ۳۱۲
 ۳۱۳ صفحہ ۳۱۳
 ۳۱۴ صفحہ ۳۱۴
 ۳۱۵ صفحہ ۳۱۵
 ۳۱۶ صفحہ ۳۱۶
 ۳۱۷ صفحہ ۳۱۷
 ۳۱۸ صفحہ ۳۱۸
 ۳۱۹ صفحہ ۳۱۹
 ۳۲۰ صفحہ ۳۲۰
 ۳۲۱ صفحہ ۳۲۱
 ۳۲۲ صفحہ ۳۲۲
 ۳۲۳ صفحہ ۳۲۳
 ۳۲۴ صفحہ ۳۲۴
 ۳۲۵ صفحہ ۳۲۵
 ۳۲۶ صفحہ ۳۲۶
 ۳۲۷ صفحہ ۳۲۷
 ۳۲۸ صفحہ ۳۲۸
 ۳۲۹ صفحہ ۳۲۹
 ۳۳۰ صفحہ ۳۳۰
 ۳۳۱ صفحہ ۳۳۱
 ۳۳۲ صفحہ ۳۳۲
 ۳۳۳ صفحہ ۳۳۳
 ۳۳۴ صفحہ ۳۳۴
 ۳۳۵ صفحہ ۳۳۵
 ۳۳۶ صفحہ ۳۳۶
 ۳۳۷ صفحہ ۳۳۷
 ۳۳۸ صفحہ ۳۳۸
 ۳۳۹ صفحہ ۳۳۹
 ۳۴۰ صفحہ ۳۴۰
 ۳۴۱ صفحہ ۳۴۱
 ۳۴۲ صفحہ ۳۴۲
 ۳۴۳ صفحہ ۳۴۳
 ۳۴۴ صفحہ ۳۴۴
 ۳۴۵ صفحہ ۳۴۵
 ۳۴۶ صفحہ ۳۴۶
 ۳۴۷ صفحہ ۳۴۷
 ۳۴۸ صفحہ ۳۴۸
 ۳۴۹ صفحہ ۳۴۹
 ۳۵۰ صفحہ ۳۵۰
 ۳۵۱ صفحہ ۳۵۱
 ۳۵۲ صفحہ ۳۵۲
 ۳۵۳ صفحہ ۳۵۳
 ۳۵۴ صفحہ ۳۵۴
 ۳۵۵ صفحہ ۳۵۵
 ۳۵۶ صفحہ ۳۵۶
 ۳۵۷ صفحہ ۳۵۷
 ۳۵۸ صفحہ ۳۵۸
 ۳۵۹ صفحہ ۳۵۹
 ۳۶۰ صفحہ ۳۶۰
 ۳۶۱ صفحہ ۳۶۱
 ۳۶۲ صفحہ ۳۶۲
 ۳۶۳ صفحہ ۳۶۳
 ۳۶۴ صفحہ ۳۶۴
 ۳۶۵ صفحہ ۳۶۵
 ۳۶۶ صفحہ ۳۶۶
 ۳۶۷ صفحہ ۳۶۷
 ۳۶۸ صفحہ ۳۶۸
 ۳۶۹ صفحہ ۳۶۹
 ۳۷۰ صفحہ ۳۷۰
 ۳۷۱ صفحہ ۳۷۱
 ۳۷۲ صفحہ ۳۷۲
 ۳۷۳ صفحہ ۳۷۳
 ۳۷۴ صفحہ ۳۷۴
 ۳۷۵ صفحہ ۳۷۵
 ۳۷۶ صفحہ ۳۷۶
 ۳۷۷ صفحہ ۳۷۷
 ۳۷۸ صفحہ ۳۷۸
 ۳۷۹ صفحہ ۳۷۹
 ۳۸۰ صفحہ ۳۸۰
 ۳۸۱ صفحہ ۳۸۱
 ۳۸۲ صفحہ ۳۸۲
 ۳۸۳ صفحہ ۳۸۳
 ۳۸۴ صفحہ ۳۸۴
 ۳۸۵ صفحہ ۳۸۵
 ۳۸۶ صفحہ ۳۸۶
 ۳۸۷ صفحہ ۳۸۷
 ۳۸۸ صفحہ ۳۸۸
 ۳۸۹ صفحہ ۳۸۹
 ۳۹۰ صفحہ ۳۹۰
 ۳۹۱ صفحہ ۳۹۱
 ۳۹۲ صفحہ ۳۹۲
 ۳۹۳ صفحہ ۳۹۳
 ۳۹۴ صفحہ ۳۹۴
 ۳۹۵ صفحہ ۳۹۵
 ۳۹۶ صفحہ ۳۹۶
 ۳۹۷ صفحہ ۳۹۷
 ۳۹۸ صفحہ ۳۹۸
 ۳۹۹ صفحہ ۳۹۹
 ۴۰۰ صفحہ ۴۰۰
 ۴۰۱ صفحہ ۴۰۱
 ۴۰۲ صفحہ ۴۰۲
 ۴۰۳ صفحہ ۴۰۳
 ۴۰۴ صفحہ ۴۰۴
 ۴۰۵ صفحہ ۴۰۵
 ۴۰۶ صفحہ ۴۰۶
 ۴۰۷ صفحہ ۴۰۷
 ۴۰۸ صفحہ ۴۰۸
 ۴۰۹ صفحہ ۴۰۹
 ۴۱۰ صفحہ ۴۱۰
 ۴۱۱ صفحہ ۴۱۱
 ۴۱۲ صفحہ ۴۱۲
 ۴۱۳ صفحہ ۴۱۳
 ۴۱۴ صفحہ ۴۱۴
 ۴۱۵ صفحہ ۴۱۵
 ۴۱۶ صفحہ ۴۱۶
 ۴۱۷ صفحہ ۴۱۷
 ۴۱۸ صفحہ ۴۱۸
 ۴۱۹ صفحہ ۴۱۹
 ۴۲۰ صفحہ ۴۲۰
 ۴۲۱ صفحہ ۴۲۱
 ۴۲۲ صفحہ ۴۲۲
 ۴۲۳ صفحہ ۴۲۳
 ۴۲۴ صفحہ ۴۲۴
 ۴۲۵ صفحہ ۴۲۵
 ۴۲۶ صفحہ ۴۲۶
 ۴۲۷ صفحہ ۴۲۷
 ۴۲۸ صفحہ ۴۲۸
 ۴۲۹ صفحہ ۴۲۹
 ۴۳۰ صفحہ ۴۳۰
 ۴۳۱ صفحہ ۴۳۱
 ۴۳۲ صفحہ ۴۳۲
 ۴۳۳ صفحہ ۴۳۳
 ۴۳۴ صفحہ ۴۳۴
 ۴۳۵ صفحہ ۴۳۵
 ۴۳۶ صفحہ ۴۳۶
 ۴۳۷ صفحہ ۴۳۷
 ۴۳۸ صفحہ ۴۳۸
 ۴۳۹ صفحہ ۴۳۹
 ۴۴۰ صفحہ ۴۴۰
 ۴۴۱ صفحہ ۴۴۱
 ۴۴۲ صفحہ ۴۴۲
 ۴۴۳ صفحہ ۴۴۳
 ۴۴۴ صفحہ ۴۴۴
 ۴۴۵ صفحہ ۴۴۵
 ۴۴۶ صفحہ ۴۴۶
 ۴۴۷ صفحہ ۴۴۷
 ۴۴۸ صفحہ ۴۴۸
 ۴۴۹ صفحہ ۴۴۹
 ۴۵۰ صفحہ ۴۵۰
 ۴۵۱ صفحہ ۴۵۱
 ۴۵۲ صفحہ ۴۵۲
 ۴۵۳ صفحہ ۴۵۳
 ۴۵۴ صفحہ ۴۵۴
 ۴۵۵ صفحہ ۴۵۵
 ۴۵۶ صفحہ ۴۵۶
 ۴۵۷ صفحہ ۴۵۷
 ۴۵۸ صفحہ ۴۵۸
 ۴۵۹ صفحہ ۴۵۹
 ۴۶۰ صفحہ ۴۶۰
 ۴۶۱ صفحہ ۴۶۱
 ۴۶۲ صفحہ ۴۶۲
 ۴۶۳ صفحہ ۴۶۳
 ۴۶۴ صفحہ ۴۶۴
 ۴۶۵ صفحہ ۴۶۵
 ۴۶۶ صفحہ ۴۶۶
 ۴۶۷ صفحہ ۴۶۷
 ۴۶۸ صفحہ ۴۶۸
 ۴۶۹ صفحہ ۴۶۹
 ۴۷۰ صفحہ ۴۷۰
 ۴۷۱ صفحہ ۴۷۱
 ۴۷۲ صفحہ ۴۷۲
 ۴۷۳ صفحہ ۴۷۳
 ۴۷۴ صفحہ ۴۷۴
 ۴۷۵ صفحہ ۴۷۵
 ۴۷۶ صفحہ ۴۷۶
 ۴۷۷ صفحہ ۴۷۷
 ۴۷۸ صفحہ ۴۷۸
 ۴۷۹ صفحہ ۴۷۹
 ۴۸۰ صفحہ ۴۸۰
 ۴۸۱ صفحہ ۴۸۱
 ۴۸۲ صفحہ ۴۸۲
 ۴۸۳ صفحہ ۴۸۳
 ۴۸۴ صفحہ ۴۸۴
 ۴۸۵ صفحہ ۴۸۵
 ۴۸۶ صفحہ ۴۸۶
 ۴۸۷ صفحہ ۴۸۷
 ۴۸۸ صفحہ ۴۸۸
 ۴۸۹ صفحہ ۴۸۹
 ۴۹۰ صفحہ ۴۹۰
 ۴۹۱ صفحہ ۴۹۱
 ۴۹۲ صفحہ ۴۹۲
 ۴۹۳ صفحہ ۴۹۳
 ۴۹۴ صفحہ ۴۹۴
 ۴۹۵ صفحہ ۴۹۵
 ۴۹۶ صفحہ ۴۹۶
 ۴۹۷ صفحہ ۴۹۷
 ۴۹۸ صفحہ ۴۹۸
 ۴۹۹ صفحہ ۴۹۹
 ۵۰۰ صفحہ ۵۰۰
 ۵۰۱ صفحہ ۵۰۱
 ۵۰۲ صفحہ ۵۰۲
 ۵۰۳ صفحہ ۵۰۳
 ۵۰۴ صفحہ ۵۰۴
 ۵۰۵ صفحہ ۵۰۵
 ۵۰۶ صفحہ ۵۰۶
 ۵۰۷ صفحہ ۵۰۷
 ۵۰۸ صفحہ ۵۰۸
 ۵۰۹ صفحہ ۵۰۹
 ۵۱۰ صفحہ ۵۱۰
 ۵۱۱ صفحہ ۵۱۱
 ۵۱۲ صفحہ ۵۱۲
 ۵۱۳ صفحہ ۵۱۳
 ۵۱۴ صفحہ ۵۱۴
 ۵۱۵ صفحہ ۵۱۵
 ۵۱۶ صفحہ ۵۱۶
 ۵۱۷ صفحہ ۵۱۷
 ۵۱۸ صفحہ ۵۱۸
 ۵۱۹ صفحہ ۵۱۹
 ۵۲۰ صفحہ ۵۲۰
 ۵۲۱ صفحہ ۵۲۱
 ۵۲۲ صفحہ ۵۲۲
 ۵۲۳ صفحہ ۵۲۳
 ۵۲۴ صفحہ ۵۲۴
 ۵۲۵ صفحہ ۵۲۵
 ۵۲۶ صفحہ ۵۲۶
 ۵۲۷ صفحہ ۵۲۷
 ۵۲۸ صفحہ ۵۲۸
 ۵۲۹ صفحہ ۵۲۹
 ۵۳۰ صفحہ ۵۳۰
 ۵۳۱ صفحہ ۵۳۱
 ۵۳۲ صفحہ ۵۳۲
 ۵۳۳ صفحہ ۵۳۳
 ۵۳۴ صفحہ ۵۳۴
 ۵۳۵ صفحہ ۵۳۵
 ۵۳۶ صفحہ ۵۳۶
 ۵۳۷ صفحہ ۵۳۷
 ۵۳۸ صفحہ ۵۳۸
 ۵۳۹ صفحہ ۵۳۹
 ۵۴۰ صفحہ ۵۴۰
 ۵۴۱ صفحہ ۵۴۱
 ۵۴۲ صفحہ ۵۴۲
 ۵۴۳ صفحہ ۵۴۳
 ۵۴۴ صفحہ ۵۴۴
 ۵۴۵ صفحہ ۵۴۵
 ۵۴۶ صفحہ ۵۴۶
 ۵۴۷ صفحہ ۵۴۷
 ۵۴۸ صفحہ ۵۴۸
 ۵۴۹ صفحہ ۵۴۹
 ۵۵۰ صفحہ ۵۵۰
 ۵۵۱ صفحہ ۵۵۱
 ۵۵۲ صفحہ ۵۵۲
 ۵۵۳ صفحہ ۵۵۳
 ۵۵۴ صفحہ ۵۵۴
 ۵۵۵ صفحہ ۵۵۵
 ۵۵۶ صفحہ ۵۵۶
 ۵۵۷ صفحہ ۵۵۷
 ۵۵۸ صفحہ ۵۵۸
 ۵۵۹ صفحہ ۵۵۹
 ۵۶۰ صفحہ ۵۶۰
 ۵۶۱ صفحہ ۵۶۱
 ۵۶۲ صفحہ ۵۶۲
 ۵۶۳ صفحہ ۵۶۳
 ۵۶۴ صفحہ ۵۶۴
 ۵۶۵ صفحہ ۵۶۵
 ۵۶۶ صفحہ ۵۶۶
 ۵۶۷ صفحہ ۵۶۷
 ۵۶۸ صفحہ ۵۶۸
 ۵۶۹ صفحہ ۵۶۹
 ۵۷۰ صفحہ ۵۷۰
 ۵۷۱ صفحہ ۵۷۱
 ۵۷۲ صفحہ ۵۷۲
 ۵۷۳ صفحہ ۵۷۳
 ۵۷۴ صفحہ ۵۷۴
 ۵۷۵ صفحہ ۵۷۵
 ۵۷۶ صفحہ ۵۷۶
 ۵۷۷ صفحہ ۵۷۷
 ۵۷۸ صفحہ ۵۷۸
 ۵۷۹ صفحہ ۵۷۹
 ۵۸۰ صفحہ ۵۸۰
 ۵۸۱ صفحہ ۵۸۱
 ۵۸۲ صفحہ ۵۸۲
 ۵۸۳ صفحہ ۵۸۳
 ۵۸۴ صفحہ ۵۸۴
 ۵۸۵ صفحہ ۵۸۵
 ۵۸۶ صفحہ ۵۸۶
 ۵۸۷ صفحہ ۵۸۷
 ۵۸۸ صفحہ ۵۸۸
 ۵۸۹ صفحہ ۵۸۹
 ۵۹۰ صفحہ ۵۹۰
 ۵۹۱ صفحہ ۵۹۱
 ۵۹۲ صفحہ ۵۹۲
 ۵۹۳ صفحہ ۵۹۳
 ۵۹۴ صفحہ ۵۹۴
 ۵۹۵ صفحہ ۵۹۵
 ۵۹۶ صفحہ ۵۹۶
 ۵۹۷ صفحہ ۵۹۷
 ۵۹۸ صفحہ ۵۹۸
 ۵۹۹ صفحہ ۵۹۹
 ۶۰۰ صفحہ ۶۰۰
 ۶۰۱ صفحہ ۶۰۱
 ۶۰۲ صفحہ ۶۰۲
 ۶۰۳ صفحہ ۶۰۳
 ۶۰۴ صفحہ ۶۰۴
 ۶۰۵ صفحہ ۶۰۵
 ۶۰۶ صفحہ ۶۰۶
 ۶۰۷ صفحہ ۶۰۷
 ۶۰۸ صفحہ ۶۰۸
 ۶۰۹ صفحہ ۶۰۹
 ۶۱۰ صفحہ ۶۱۰
 ۶۱۱ صفحہ ۶۱۱
 ۶۱۲ صفحہ ۶۱۲
 ۶۱۳ صفحہ ۶۱۳
 ۶۱۴ صفحہ ۶۱۴
 ۶۱۵ صفحہ ۶۱۵
 ۶۱۶ صفحہ ۶۱۶
 ۶۱۷ صفحہ ۶۱۷
 ۶۱۸ صفحہ ۶۱۸
 ۶۱۹ صفحہ ۶۱۹
 ۶۲۰ صفحہ ۶۲۰
 ۶۲۱ صفحہ ۶۲۱
 ۶۲۲ صفحہ ۶۲۲
 ۶۲۳ صفحہ ۶۲۳
 ۶۲۴ صفحہ ۶۲۴
 ۶۲۵ صفحہ ۶۲۵
 ۶۲۶ صفحہ ۶۲۶
 ۶۲۷ صفحہ ۶۲۷
 ۶۲۸ صفحہ ۶۲۸
 ۶۲۹ صفحہ ۶۲۹
 ۶۳۰ صفحہ ۶۳۰
 ۶۳۱ صفحہ ۶۳۱
 ۶۳۲ صفحہ ۶۳۲
 ۶۳۳ صفحہ ۶۳۳
 ۶۳۴ صفحہ ۶۳۴
 ۶۳۵ صفحہ ۶۳۵
 ۶۳۶ صفحہ ۶۳۶
 ۶۳۷ صفحہ ۶۳۷
 ۶۳۸ صفحہ ۶۳۸
 ۶۳۹ صفحہ ۶۳۹
 ۶۴۰ صفحہ ۶۴۰
 ۶۴۱ صفحہ ۶۴۱
 ۶۴۲ صفحہ ۶۴۲
 ۶۴۳ صفحہ ۶۴۳
 ۶۴۴ صفحہ ۶۴۴
 ۶۴۵ صفحہ ۶۴۵
 ۶۴۶ صفحہ ۶۴۶
 ۶۴۷ صفحہ ۶۴۷
 ۶۴۸ صفحہ ۶۴۸
 ۶۴۹ صفحہ ۶۴۹
 ۶۵۰ صفحہ ۶۵۰
 ۶۵۱ صفحہ ۶۵

حَاكَ بَكَّاءَاتٍ الشَّيْخُ كَيْفَ قَتَلَتْ يَدَا شَوْقٍ عَلَيْكُمُ يَعْنِي فَرَّيَا اَوْسَحُونَ نَے ہرگز نہیں قنوت پڑھا رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز فجر میں مگر ایک مہینے تک اسلئے کہ آپ ایک قبیلہ شمرکین سے جہاد کرتے تھے
 قنوت پڑھتا بدعا کین اور پڑھتی انتہی اور بھی خلاف کیا ہوا اس مہینے کا جو عاصم بن سلیمان سے روایت ہے
 کہ مہینے ان سے کہ ایک قوم کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ صبح کی نماز میں قنوت پڑھتے
 فرمایا جھوٹ کہتے ہیں میں قنوت پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مگر ایک ماہ تک کہ بدعا کرتے تھے
 قبیلہ شمرکین کے انتہی اور بھی خلاف کیا ہوا اس حدیث کا جو ابی القنوت میں ان سے روایت ہے کہ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں قنوت پڑھتے تھے مگر جو قنوت کہیکے واسطے دعا کرتے یا بدعا کرتے
 انتہی اور بھی خلاف کیا ہوا اس حدیث کا جو امام احمد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور طحاوی نے
 ابو مالک سعد بن طارق سے روایت کی ہے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا انہوں نے
 میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی پس قنوت پڑھی آپ نے اور میں نے ابو بکر کے
 پیچھے نماز پڑھی پس قنوت پڑھی و ظہون نے اور میں نے عمر کے پیچھے نماز پڑھی پس قنوت پڑھی اور
 میں نے عثمان کے پیچھے نماز پڑھی پس قنوت پڑھی اور میں نے علی کے پیچھے نماز پڑھی پس قنوت پڑھی
 فرمایا بیشک یہ بڑی انتہی اور صحیح کہا اس حدیث کو ابن حبان نے اس کا حافظ نے سند اس
 حدیث کی اور پڑھا مسلم کے ہوائی سترھواں مسالہ غیر مفیدین کہتے ہیں کہ دو مجلس خود بخود مر جا
 اور اولی ہو جاوے تو اس کا کھانا کر نہیں ہر سو اونھوں نے اس سالہ میں سلام کیا ہوا اس حدیث کا
 جو ابو داؤد اور ابن ماجہ میں جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ مَا أَلْقَى الْبَحْرُ أَوْ بَحْرٌ رَحْمَةً فَكُلُوا مِنْهُ وَمَا مَاتَ فِيهِ فُطْقٌ فَلَا تَأْكُلُوا مِنْهُ يَعْنِي فَرَّيَا
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بحر و دریا یا علمبرہ ہو جاوے اوس سے پس کھا جاوے اوس کو
 اور جو چیز دریا میں مر جاوے اور اولی ہو کر اوپر آ جاوے پس مت کھاؤ تم اوس کو انتہی اٹھا ہوا
 مسالہ غیر مفیدین کہتے ہیں کہ ذی رحم محرم کو کوئی شیہہ کر کے پھر اوس سے واپس لینی جائز نہ ہو
 انھوں نے اس سالہ میں خلاف کیا ہوا اس حدیث کا جو ہقی اور دقطنی اور مسند درکین میں روایت
 ہے قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ نَسَاءُ لَهْبَاءٍ لَيْلٍ دَخَلَ بَيْتَهُمْ لَمْ يَكُنْ يَجْمَعُ
 یہاں یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کسی شخص ذی رحم محرم کو کوئی چیز بختی جاوے

تو واپس بلجائے انتہی انیسواں سالہ غیر مقلد بن گئے ہیں کہ مرد کو مثل عورتوں کے تکریم کے
وقت ہونڈھوں تک تہ اوٹھانا پاسبیہ کا نون تک نجاست سوا و نمون نے اس سال میں خلاف کیا کہ
اوس حدیث کا جو مسلم میں ہے عَنْ ذَاتِ النَّيْلِ بْنِ جَحْرٍ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَعَ
يَدَيْهِ حِينَ دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ كَثْرًا وَوَضَعَهُمَا حَيْثُ أَدْنَاهُ الْحَدِيثَ يَعْنِي ذَاتِ النَّيْلِ بْنِ جَحْرٍ
روایت ہے کہ اوس نمون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اوٹھایا ہاتھوں کو جب نماز میں داخل ہوئے
تکبیر کی اور کیا دونوں ہاتھوں کو مقابل کاٹنے انتہی اس طرح ابو داؤد اور نسائی اور طبرانی اور دارقطنی
روایت ہے کہ اور بھی خلاف کیا ہے اوس حدیث کا جو سند انام احمد اور سند اسحق بن راہویہ اور سنن دارقطنی اور
شرح معانی الآثار میں برابر بن عازب سے روایت ہے قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
إِذَا صَلَّى رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى تَكُونِ إِبْهَامَاهُ حِدَايَتَيْهِ يَعْنِي كَمَا وَضَعَهُمَا حَيْثُ أَدْنَاهُ رَفَعَ رِجْلَيْهِ
صلى اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھتے تو اوٹھاتے دونوں ہاتھوں کو یہاں تک کہ دونوں انگوٹھے مقابل کاٹنے کے ہو جاتے
اور بھی خلاف کیا ہے اوس حدیث کا جو سند رک اور سنن بیہقی اور سنن دارقطنی میں انس سے روایت
ہے قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَثْرًا فَخَاضَ بِإِبْهَامَيْهِ أَدْنَاهُ الْحَدِيثَ
یعنی کما و نمون نے دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکریم کی پس مقابل کیا اپنے دونوں انگوٹھوں
دونوں کاٹنے انتہی اور کما حاکم نے اس حدیث کی اسناد صحیح مطابق شد بخاری اور مسلم کے ہے
اور خلاف کیا ہے اوس حدیث کا جو ابو داؤد اور مصنفین ابی شیبہ اور شرح معانی الآثار میں برابر
ابن عازب سے روایت ہے قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَثُرَ قَتْلُ الصَّلَاةِ
رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى تَكُونِ إِبْهَامَاهُ قَرِيبًا مِنْ شُحْتَيْهِ أَدْنَاهُ لَمْ يَكُنْ يَدْعُوهُ يَعْنِي كَمَا وَضَعَهُمَا حَيْثُ
تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب وقت تکریم کے واسطے شروع نماز کے تو اوٹھاتے ہاتھوں کو یہاں تک کہ
دونوں انگوٹھے قریب ہو جاتے پھر رفع یدین نہیں کرتے تھے انتہی بیسواں سالہ غیر مقلد
کہتے ہیں کہ ظہر کی اول دو رکعتوں میں برابر کی سورتیں نہ پڑھتے بلکہ کم زیادہ پڑھتے سوا و نمون نے اس سالہ
میں خلاف کیا ہے اوس حدیث کا جو مسلم میں ہے إِنْ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ
فِي صَلَاةِ الظُّهْرِ الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ قَلِيلًا ثَلَاثِينَ آيَةً الْحَدِيثَ
یعنی تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا کرتے تھے پہلی دو رکعتوں میں نماز ظہر کی مقدار تیس آیت کے

۴۱۵
تکریم کے
تکریم کے

تکریم کے

تکریم کے

تکریم کے

بہارِ نبوی
جلد اول
صفحہ ۴۱۶

بہارِ نبوی
جلد اول
صفحہ ۴۱۶

بہارِ نبوی
جلد اول
صفحہ ۴۱۶

برکت میں اتنی آکسیوان مسالہ غیر مقلدین کہتے ہیں کہ مرد اگر اپنا آلت نکال چھو لے تو وضو ناجائز
ہو سو انھوں نے اس سالہ میں خلافت کیا ہی اوس حدیث کا جو سند امام احمد اور ترمذی اور ابو داؤد
اور نسائی اور ابن ماجہ میں طلق بن علی سے روایت ہے کہ کہا انھوں نے کہا ایک مرد نے چھو اس لیے ذکر کیا
یا کہا جو مرد کہ چھو لے ذکر اپنا نمازیں تو کیا اوسیر وضو فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں وہ
ایک لکڑی اپنے جسم پر بیکھائی تھی اور صحیح کہا اس حدیث کو ابن جان نے اور کہا ابن مدینی شیخ بخاری نے کہ
یہ حدیث بکسرہ کی حدیث سے بہتر اور نزدیک امام بخاری کے بکسرہ کی حدیث معلول ہے اور کہا امام
طحاوی نے حدیث بکسرہ کے متن اور اسناد میں اضطراب ہے اور کہا علامہ عینی نے بڑے تعجب کی بات
ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے بڑے صحابہ کے روبرو تو بیان نہیں کیا یہاں تک کہ کسی سے
نقل اس کی صحیح نہیں ہوئی اور بیان کیا تو کس سے بکسرہ عورت سے حال آنکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کواری عورت سے بھی زیادہ جبار تھے پس حضرات غیر مقلدین کا یہاں تقویٰ اور قوی حدیث پر عمل
کرنا کہاں کہاں کیا عورت کی حدیث کو ایسے معاملہ میں مصدوق کی حدیث قوی پر ترجیح دیدی ہی
بائیسواں سالہ غیر مقلدین کہتے ہیں کہ اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے سو
انھوں نے اس سالہ میں خلافت کیا ہی اوس حدیث صحیح کا جو ابو داؤد اور نسائی وغیرہ میں حضرت
جابر سے روایت ہے **قَالَ كُنَّا إِذَا سَلَخَ الْكُرْكُ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَكَ**
الْوَضُوءَ عِثْمًا مَسَّ السَّكَّادَ یعنی کہا انھوں نے آخر دوام و نکاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ترک
کرنا وضو کا تھا اس چیز کے کھانے سے جسکو اگ نے پکایا ہی اتنی اور امام ابو الدین نووی شافعی محدث
شرف مسلمین نے ہیں کہ اختلاف کیا ہی علمائے اونٹ کے گوشت کھانے میں ہیں اکثر اس طرف گئے
ہیں کہ اوس سے وضو نہیں ٹوٹتا چنانچہ ہمای راشدین حضرت ابو بکر صدیق اور عمر اور عثمان اور علی
یہ چاروں اور ابن مسعود اور ابی بن کعب اور عبد اللہ بن عباس اور ابو الدرداء اور ابو طلحہ اور عامر بن
بریدہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم و جمہور تابعین اور امام مالک اور امام ابو حنیفہ اور امام شافعی اور اصحاب
اونٹ کے ہیں اور جمہور نے حدیث وضو کا حدیث جابر سے جواب دیا ہے کہ آخر دوام و نکاح رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے ترک کرنا وضو کا تھا اوس چیز کے کھانے سے جسکو اگ نے مس کیا ہو اتنی
تیسواں سالہ غیر مقلدین کہتے ہیں کہ کسو کا چمڑا باعث عینے سے پاک نہیں ہوتا لہذا وضو

نے اس مسئلے میں خلاف کیا اور اس حدیث کا جو مسلم میں ہے عن عبد اللہ بن عباس قال سمعت رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اذ ابغ الاہاب فقد ظہر یعنی عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت
 کیا اور انھوں نے سنائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھے جب چڑا باغت دیا جاوے تو وہ
 لک ہو جاتا ہو انتہی اور بھی خلاف کیا اور اس حدیث کا جو ترمذی میں ہے اکمل اہاب دینہ فقد ظہر
 یعنی جس قسم کا چڑا باغت دیا جائیگا وہ بیشک پاک ہو جائیگا انتہی اگرچہ کہ خفیفہ کے نزدیک موافق آیت
 قرآنی کے سوا کہ چڑا بھی ناپاک ہو مگر حضرات غیر مقلدین تو حدیث پر غایت درجہ کا عمل کرتے ہیں اور حدیث
 کے مقابلہ میں قرآن کی بھی نہیں سنتے اور نکوضرور سور کے چڑے کی پاکی کا ثائل ہونا چاہیے اور کدی طرح امام
 ابو یوسف پر اعتراض نکل چاہیے ورنہ اس صحیح حدیث کی مخالفت لازم آوے گی اور دوسرے عمل بالحدیث کے خلاف
 ہو گا کہ دار و مدار اور علمد راعی غیر مقلدین کا ظاہر حدیث پر جب پہنچے مطلق کمال کی طہارت بالباغت نہی حدیث
 صحیح پیش کی تو اب و نکوچوں و چراکی بکرباقی نہ رہی چو بیسوان مسالہ غیر مقلدین کہتے ہیں کہ جو شخص حدیث
 پر سے سیوہ چوراوے او سکا ہاتھ کاٹا واپس چوراوے اور انھوں نے اس مسئلے میں خلاف کیا اور اس حدیث کا جو
 ابو داؤد میں ہے ایض بن خدیج سے روایت ہے و انہ سمیع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ لک لک
 فی لک یعنی تحقیق انھوں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھے نہیں قطع یہ پہل چوراسے
 میں انتہی اور پھر اس پہل کو کشتہ میں جو رخت میں لگا ہوا ہو چنانچہ ناموس میں شمر کے معنی جل الشجر کے
 لئے میں انتہی چکپیوان مسالہ غیر مقلدین کہتے ہیں کہ زمین سے اگر تھوڑی چیز نکلے تو اس میں دسواں
 دنیا میں آتا سوا و انھوں نے اس مسئلے میں خلاف کیا اور اس حدیث کا جو بخاری اور ابو داؤد اور ترمذی
 ورنسائی اور ابن ماجہ میں ہے و قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیما سمعت السماع و العلون
 و کان علونیا العن و ما سقی بالانضیم نصف العن یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس
 شے میں جسکو ابراہیم و اسماعیل نے پیاب کیا ہو یا عثری ہو دسواں حصہ اور عثری وہ زمین ہے جس میں پانی نہ
 لی حاجت نہ اور اس چیز میں جو سیلاب کیسے آبپاشی سے بیسوان حصہ ہو انتہی اور بھی خلاف کیا اور
 اس حدیث میں ہے و قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیما سمعت الاکھاد و العیم و انضیم
 و فیما سقی بالانضیم نصف العن یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس زمین میں جسکو
 زمین اور ابراہیم و اسماعیل نے پیاب کیا ہو یا عثری ہو دسواں حصہ اور عثری وہ زمین ہے جس میں پانی نہ

مسند احمد
 مسند ابی داؤد
 مسند ترمذی
 مسند ابن ماجہ
 مسند بخاری
 مسند بیہقی
 مسند حاکم
 مسند دہلی
 مسند مشکوٰۃ
 مسند سیوطی
 مسند بیہقی
 مسند ابن ماجہ
 مسند ترمذی
 مسند ابی داؤد
 مسند احمد

مسند احمد
 مسند ابی داؤد
 مسند ترمذی
 مسند ابن ماجہ
 مسند بخاری
 مسند بیہقی
 مسند حاکم
 مسند دہلی
 مسند مشکوٰۃ
 مسند سیوطی
 مسند بیہقی
 مسند ابن ماجہ
 مسند ترمذی
 مسند ابی داؤد
 مسند احمد

(اور سامیہ اور سل وٹ کو کتبہ میں جس پر بانی رکھ کر زمین کے واسطے لے جاتے ہیں) انتہی اور علیہ السلام
 نے محمد بن عبد اللہ بن ابی ہریرہ اور مجاہد اور کثیری سے روایت کی ہے کہ فرمایا اونیہون بنو حنیظہ بن جوہر بن اداک سے
 تھوڑی ہو یا بہت دسواں حصہ ہو انتہی اسید طرہ ابن ابی شیبہ نے عمر بن عبد العزیز اور مجاہد اور ابی ہریرہ
 سے روایت کی ہے نہیں ان احادیث صحیحہ سے معلوم ہوا کہ زمین کے قلیل اور کثیر میں دسواں
 حصہ دنیا لازم آتا ہے کیونکہ یہ احادیث عام ہیں قلیل اور کثیر دونوں کو شامل ہیں پس جن حدیثوں میں
 پانچ وسق کا بیان ہے وہ زکوٰۃ تجارت میں وارد ہیں کیونکہ قیمت بریق کی اور سوقت چالیس درہم تھی
 چنانچہ علامہ ذہبی وغیرہ نے اسکی تصریح کر دی ہے بلکہ لفظ صدقے کا جو اس حدیث میں موجود ہے اسی پر
 دل ہے اسی کے صدقہ زکوٰۃ میں ہوتے ہیں اور خارج زمین پر عشر کا اطلاق آتا ہے علاوہ اسکے عام کو خاص
 پر ترجیح ہے اور بنائے میں لکھا ہے کہ علامہ ابوبکر بن عربی نے کہا ہے کہ قوی تر مذہبوں کا اس مسئلے میں مذہب امام
 ابو حنیفہ کا ہے جو بقدر دلیل و احتیاط کے انتہی چھڑا ہے صحیحین کی حدیث کو ترک کر کے صدقہ زکوٰۃ کی حدیث پر قیام
 کرنا محال نادانی اور محض تقلید جامد کی نشانی ہے چھپیدیسواں مسالہ غیر قلیلین کہتے ہیں کہ زیادہ جادات
 کرنی بہت ہے اور کثرت ریاضت میں جو نفس پر مشقت ہو خلاف طریقہ سنت ہو سوا و ہون اس مسئلے میں
 خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو بخاری میں عائشہ سے روایت ہو گا ان اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 لیکون لکم لیسلی حتی یوم قد ماہ فیقال لہ فیقول اخلأ آکون عبدًا شکوذا یعنی رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم طرے ہوا کرتے نماز پڑھنے کو میاں تک ورم کر جاتے دونوں قدم یکے پس کہا جاتا ہے پس کہتے
 کیا میں بندہ شکر گزار ہوں انتہی اور بھی خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو ترمذی میں مغیرہ سے روایت ہے وقال
 صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی تنفخت قد ماہ فیقول انتک کف هذا وقد غفر لک
 ما تقدم من ذنبک واما آخر قال اخلأ آکون عبدًا شکوذا یعنی کہا اونیہون نماز پڑھی رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں تک کہ قدم آپ کے آس پاس آئے پس کہا گیا آپ سے کہ آپ کیون ایسی تکلیف
 اوحاتے ہیں حال آنکہ آپ کے اگلے پچھلے

بہار صحیحہ
 نو کتبہ
 صفحہ ۱۳۳

مسالہ بنت و کثرت جواز کثرت عبادت میں
 صفحہ ۱۳۳

انتہی کما ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیح ہے اور بھی خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو ابی ہریرہ
 سے روایت ہے وقال صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی تنفخت قد ماہ فیقول انتک کف هذا وقد غفر لک
 ما تقدم من ذنبک واما آخر قال اخلأ آکون عبدًا شکوذا یعنی کہا اونیہون نماز پڑھی رسول اللہ

حرام ہوگی ایسا اسلئے تقلید نام و احد کی وجہ ہوئی تا اس سے منع و تمیز کا ہو اس قلم پر یہ تقریر یا مبنی
 قاری علیہ رحمۃ الباری کی نہایت مفید ہو اور قابل تسکین قلید ہو بل شیعہ حتماً ان یعلین مذہباً فوق
 ہدیہ الداہب اما مذہب الشافعی فی جمیع اوقافہ و الفروع و اما مذہب مالک و اما مذہب
 ابن حنیفہ و غیرہم و کیس لہ ان یبطل من مذہب الشافعی فی البعض ما یقواہ و من مذہب
 غلبہ فی المناقہ ما یوصا کہ ان لو حوزہ اذ لک کادی الی الخبط و الخوض عن القبط و حاصلہ ہذا
 الی بقی التکلیف لکن مذہب الشافعی اذ اقصیٰ تکوینہ شی و مذہب غلبہ و انا حذالک
 الشافعی یعیہ او علی العکس فہو ان شاء مال الی الخلال و ان شاء مال الی الخوام فلا یقتضی
 اصل و الخوام و ذلک باطل بالاجماع لکن جملہ الدین واحد و ذلک ما یخص لالابہ فلو
 واجب لان مقدمہ او واجب واجب بالاجماع قدیمت اذ التقلید المذہب الواحد واجب
 لکن مقدمہ او واجب واجب ای کتبہ ہب کہ تقلید کا اختیار کرنا واجب ہو تا اس پر بعد سے مثلاً تقلید
 شافعی کی جمیع مسائل میں و علی ہذا القیاس تقلید غنی از آوریہ کی جو جائز نہیں کہ بعض مسائل میں تا فیہ کتب
 خواہیں نفس خود اختیار کرے و بعض مسائل میں کتب کا ہی رہنمائی کے موافق لیلیٰ اسوالت کہ اگر ہم باہر ہو
 تو تکلیف شرعی او شہ جائے مثلاً مذہب شافعی میں ایک تو علم ہر اور ہی شونہ بک حنفی میں حلال ہر یا بالکلیت
 سو غیر متعلق کھلی و سکودال کتب میں اور کبھی حرام پس حلت و حرم متحقق نہ ہوئی اور یہ بالاجماع باطل و رد
 ہر اس واسطے کہ حفاظت و نگہ رانی دین کی وجہ ہو اور بات ہر دون تعیین نہ ہو اہل کے حاصل نہیں ہوئی
 پس تعیین مذہب احد کی وجہ ہوگی کہ مقدمہ واجب کا بھی واجب ہو تا جو لیمہ نہایت ہو گیا کہ علیہ السلام
 واحد کی وجہ ہو اور یہی مدعا جو آوریہ سا توین حدیث بھی ان لوگوں کی عدم تقلید اور آزاد کی خبر دیتی ہو
 اور علی الخا صدق اس حدیث کا ہوتا ہو عن عبد اللہ بن عمر قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 مثل المنافق کمثل الشاة العائرة بکب الغنمین یعدل الی ہدیہ موتہ و مال الی ہدیہ موتہ و کذا
 مسلمان یعنی مسلمان عبد اللہ بن عمر سے روایت ہو کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ منافق کی مثل
 اوس بکری کی سی مثل جو دو گھون کے درمیان ماری ماری پھرتی ہو کبھی اس ریوڑ میں جا ملتی ہو اور کبھی
 ریوڑ میں جا ملتی ہو پس یہ حال منافق کا ظاہر ہو کہ کبھی ایمان کی طرف جھک جاتا ہو کبھی ہر گاہی مذہب میں
 ہو وہ کج نہ اوھر کا ہوانہ اوھر کا اور آٹھویں حدیث کتاب جمع الزوائد میں طبرانی نے باب ما جاء

تقلید مذہب

تقلید مذہب

و احادیث نبویہ کا کہ حق تعالیٰ نے اور اس کے رسول مقبول نے ابالیان ان مقامات مقدسہ کی شان میں
 کیا کچھ ارشاد فرمایا یعنی بطریق پیشین گوئی اور کئے پر ہیز کا راد متقی ہونے اور قیامت تک و تک طریق حق پر
 رہنے کی خبر دی جتنا چھ فرمایا حق تعالیٰ نے قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَ مَا يُبَدِّلُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيدُ یعنی کہہ دے
 اے محمد یہاں کے رہنے والوں سے کہ آگیا دین اسلام کا اور نہ ظاہر ہو گا طریقہ کفر و شرک کا اور نہ لوٹ آوے گا
 اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَوْمَ فَتَاهَا عِبَادِي الضَّالُّونَ
 یعنی بیشک کہہ دیا مجھے زبور میں بعد صحت کے کہ آخر مالک ہونگے زمین بیت المقدس کے میرے نیک بندے
 اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے إِنَّ أَوَّلِيَاءُ إِلَّا الْمُتَّقُونَ یعنی مسجد الحرام کے مالک ہی میں جو پرہیزگار ہیں وَ
 عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ وَحَوْلَ الْكَعْبَةِ ثَلَاثُ مِائَةٍ
 وَسِتُّونَ صَنَمًا فَعَمَلُ يُطْعِمُهَا يَبُودُ فِي يَدِهِ وَيَقُولُ جَاءَ الْحَقُّ وَ هَاقَ الْبَاطِلُ إِنَّ
 الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا مُتَقَفٍّ عَلَيْهِ یعنی روایت ہے عبداللہ بن مسعود سے کہ داخل ہوئے آنحضرت
 کے میں دریا بیکہ گرد اگر کعبے کے تین سو ساٹھ بت تھے سو آنحضرت کو بچا دیتے تھے اور بتوں کو لکڑی سے
 جو ہاتھ میں آپکے تھی اور فرماتے تھے کہ آگیا دین اسلام اور کل بجا کا کفر باطل بے شک کفر باطل نچ جانے
 والا ہے یعنی سچے دین کا غلبہ آیا اور کفر کے اور تمام عرب سے چلا گیا اور فرمایا آنحضرت نے غَلَطَ الْقُلُوبُ وَ
 أَجْعَاءُ فِي الشَّرْقِ وَالْإِيمَانُ فِي أَهْلِ الْحِجَازِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ یعنی سختی دلوں کی اور ظلم و جفا مالک
 شمرتی ہیں ہر اور ایمان و اتقا اہل حجاز میں اور آنحضرت نے فرمایا أَلَا يَهْدِي اللَّهُ الْبَاطِلَ إِلَى الْيَقِينِ وَ هُمْ
 أَرَبُّونَ رَجُلًا كَلَّمَاتٍ دَجَلٌ أَبَدَلِ اللَّهُ مَكَانَهُ رَجُلًا رَوَاهُ أَحْمَدُ یعنی ابدال ملک شام
 میں ہوتے ہیں اور وہ چالیں آدمی میں جب وہ نہیں سے کوئی مرجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے قائم مقام کرتا
 ہے جو دوسرے کو اور حضرت نے فرمایا طُوبَى لِلشَّامِ قُلْنَا لَا يَٰ ذِيكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ لَا لِأَنَّ مَلَائِكَةَ
 الرَّخْصِ بِأَسْطَةِ أَجْنَحَتِهَا عَلَيْهِمْ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَ التَّوْمِذِيُّ یعنی خوشحالی کے واسطے اہل شام کے
 عرض کیا کہ کس سبب سے فرمایا اس واسطے کہ فرشتے جن کے پھیلانے ہوئے ہیں بازو اپنے ملک شام پر واسطے
 محافظت کفر کے کو ہاں ابدال رہتے ہیں اور حضرت نے فرمایا أَلَا يَهْدِي اللَّهُ الْبَاطِلَ إِلَى الْيَقِينِ وَ هُمْ
 أَرَبُّونَ قُلْنَا لَا يَٰ ذِيكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ لَا لِأَنَّ مَلَائِكَةَ الرَّخْصِ بِأَسْطَةِ أَجْنَحَتِهَا عَلَيْهِمْ
 یعنی مدینہ میں کفر نہیں سما سکتا ہے اور فرمایا آنحضرت نے إِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ أَشْرَ أَنْ يَعْْبُدَهُ

الْمُصَلُّونَ فِي حَزْرَةِ الْعَرَبِ دَوَاةُ مُسْلِمٍ، یعنی تحقیق شیطان ناامید ہو گیا اس بات سے کہ عبادت
 کریں لوگ و سکی جزیرہ عرب میں اور فرمایا آنحضرت نے إِنَّ الدِّينَ لَيَأْتِي ذُرِّيَّ الْحِجَازِ كَمَا تَأْتِي النَّحْلَةُ
 إِلَى مَخْرَجِهَا دَوَاةُ التَّمِيذِي یعنی تحقیق دین مسّت آوے گا ملک عرب کی طرف جیسے سانپ مسّت آتا ہوا اپنے
 بل کی طرف اور بخاری میں بروایت ابو ہریرہ یہ حدیث اس طرح ہو ان الْإِيمَانُ لَيَأْتِي ذُرِّيَّ الدِّيْنَةِ
 كَمَا تَأْتِي ذُرِّيَّ النَّحْلَةِ إِلَى مَخْرَجِهَا یعنی تحقیق ایمان سمیٹے گا دین کی طرف جیسے سانپ سمٹتا ہوا اپنے بل کی طرف
 یہاں سے معلوم ہو کہ حجاز اور مدینہ دین و ایمان کا گھر ہوا و قیامت کے قریب ہر طرف سے کفر کا غلبہ ہوگا
 تو آخر سب ملکوں کے ایمان اس منکر دین میں امام مہدی کے پاس جمع ہونگے پس ایسے مقدس مقامات کے
 مسلمانوں کو بسبب تقلید یہ اربعہ کے بد دین اور مشرک اور بدعتی کہ بیٹھنا اور اونکے مسلک و مذہب کو
 خلاف سنت سمجھنا کیسا باگناہ ہو کہ صریح آیات و احادیث مذکورہ کا انکار کرنا جو اللہ تعالیٰ نے صریح ارشاد
 فرمایا كَلِمَةً شَعْرًا مِنْهُنَّ اَوْ نَوَاحِشَهُمْ اِنْ يَقُولُوْنَ اِلَّا كَذِبًا یعنی کیا بڑی بات ہو کہ مقلدی جو اونکے منہ سے
 سب جھوٹ ہو جو کہتے ہیں اور بخاری اور مسلم میں بروایت ابو ہریرہ وارد ہو کہ حضرت نے فرمایا مَنْ اَدَّادَ
 اَهْلَ الدِّيْنَةِ يَسُوْءًا اَدَّاهُ اللهُ كَمَا يَدُوْبُ الْمَلِكُ فِي الْمَاءِ یعنی جو کوئی دین کے رہنے والوں سے بُرائی
 کا قصہ کرے گا خدا اُس کو کھا ڈالے گا جیسے نیک پانی میں گھلتا ہوا اور سوا اسکے ثبوت اور بقا دین محمدی کا حقیقت
 مذہب مقلدین پر ساقوت ہو کہ یہ دین خاتم النبیین انھیں حضرات مقلدین کی بدولت ہلکے ہوئے اور مٹا
 جب بزم فاسد ان غیر مقلدین کے سبب اہل تقلید مشرک و ربیدین شہر جاوین تو دین محمدی کیونکر قابل
 اعتبار کے رہے گا اور جب قابل اعتبار نہ ہو تو قطع ہونا لازم آئے گا حال آنکہ یہ دین حق السبین قیامت تک
 باقی رہے گا جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نَزَّلَتْ الذِّكْرَ الَّذِيْنَ اَلْقَيْتُمْ وَلَكِنْ اَكْثَرُ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ یعنی دین
 قائم رہنے والا ہے لیکن بہت لوگ اس بات کو نہیں جانتے اور بروایت سعد بن ابی وقاص مسلم میں حدیث
 وارد ہو کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لَا يَزَالُ اَهْلُ الْقَوْبِ ظَاهِرِينَ عَلَى الْحَقِّ حَتَّى
 تَقُوْمَ السَّاعَةُ یعنی ہمیشہ رہنے کے تمام عرب کے لوگ قائم دین حق پر رہیں گے کہ قیامت قائم ہو جائے گی
 اور فرمایا آنحضرت نے لَا يَزَالُ مِنْ اُمَّتِيْ اُمَّةٌ قَائِمَةٌ بِاَمْرِ اللهِ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَدَّاهُمْ وَلَا مَنْ
 خَالَفَهُمْ حَتَّى يَأْتِيَ اَمْرُ اللهِ وَهُمْ عَلَى ذَلِكَ مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ یعنی ہمیشہ رہے گا میری امت سے ایک گروہ
 قائم امر کسی پر نہ ضرر ہو نہ نجات ہو نہ کوئی مخالف اور مخالف ان کا یہاں تک کہ جائے گی قیامت اور وہ لوگ دسی

حالی پر پہنچے اور بخاری و مسلم میں بغیر بن شعبہ سے روایت ہو کہ حضرت نے فرمایا یا کمال الناس من قتیظ
ظکھرن حتی یأتیہم آثم اللہ وھم ظکھرون یعنی ایک گروہ میری امت سے ہمیشہ قائم اور غائب
رہے گا یہاں تک کہ آوگی قیامت اور وہ غالب ہی رہے گا یعنی وہ لوگ طعنب اہل السنۃ وجماعت مقلدین
ہیں کہ تمام فرقوں میں امت محمدیہ کے سوا اہل عظم اور کثیر الافراد اور سب پر غالب ہیں اور بالعکس کے معنی
ایک جم غفیر اور گروہ کثیر غالب مقلدین کا تو گمراہ ہو جائے اور غیر مقلدین چند گنتی کے آدمی مغلوب راہ ہدایت
پر ہوں تو ہرگز نہیں ہو سکتا اس واسطے کہ اس سے اکثر امت کا گمراہ ہو جانا لازم آتا ہے حال آنکہ یہ حدیث
صحیح بروایت ابن عمر منع کرتی ہو اسکو کہ فرمایا آنحضرت نے لَا تَجْتَمِعُوا مَعَنَا عَلَى ضَلَالَةٍ وَانْتَهَعُوا
بِحَقِّكُمْ عَلَى ضَلَالَتِكُمْ رَوَاهُ أَحْمَدُ فِي مُسْنَدِهِ وَالتَّبَارَانِ فِي مُعْجَمِهِ یعنی میری امت گمراہی
پر نہ جمع ہوگی اور وہ لوگ اکثر گمراہ نہ ہونگے اور نیز یہی فرقہ مقلدین کا سبب نبوہ کثیر ہونے کے ناجی ہوگا
کہ فرمایا حضرت نے اتَّبِعُوا السَّوَادَ الْأَعْظَمَ مَنْ شَدَّ شُدَّ فِي النَّارِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ یعنی پیروی
کرو تم بڑی جماعت کی کیونکہ جو تمنا رہا اس سے جا پڑا و فرخ میں اور فرمایا حضرت نے عَلَيَّ كُمْ بِأَجْمَاعِهِ
وَالْعَامَّةِ رَوَاهُ أَحْمَدُ یعنی لازم کہ بڑی جماعت کو پس ظاہر ہو کہ بڑی جماعت ہی چاروں مذہب کے
مقلدین ہیں کہ تمام دنیا انہیں لوگوں سے بھری ہوئی ہو اور انہیں میں لاکھوں کروڑوں اولیاء و اقطاب
و ابدال و غوث ہو چکے اور اب بھی سوجوہین اور غیر مقلد تو ہزار میں ایک بھی نہ نکلیگا یہ ہوشیاروں کا جو
کثرت سے گروہ دین ہوں ۛ اونکی کیا گنتی ہزاروں میں جو اک دو تین ہوں ۛ تیسواں مسئلہ
ان غیر مقلدوں نے واسطے ہکانے اور شک میں ڈالنے عوام مقلدین خفیہ کے ایک نیا طریقہ یہ نکالا جو
کہ ہمارے ان سوالات کا کوئی جواب ہے تو اس قدر انعام ملے تا لوگوں کو معلوم ہو کہ یہ سوالات نہایت
مشکل ہیں کہ جوابات انکے کسی سے نہ ہو سکیں گے ورنہ یہ لوگ شہار جواب طلب بوعده انعام دیتے چناںچہ
مولوی محمد حسین لامہوری مقتدا ہی غیر مقلدین نے ایک ہزار روپیہ کا اشتہا اپنے پرچہ افتاح السنۃ ہر
جلد ششم بابت ماہ جب مسئلہ ہجری میں اس مضمون کا دیا جو کہ جو شخص ولوں اعتقالات اور علیات کو
جو کہ فرقہ غیر مقلدین کی طرف ایک پرچہ جامع الشواہد مطبوعہ فیض محمدی لکھنؤ میں منسوب کیے ہیں
اونکی کتب معتبرہ سے ثابت کر دے تو ہزار روپیہ نقد پاسے آتی واہ کیا جعلی فرس تازی ہو اور کسی
تجاہل عارفانہ دھوکے بازی ہو اور مجھے اس وعدہ انعام کی فضول شہنی پر نہایت تعجب آتا ہو جو بیک

اس طرح

پرچہ فتوے جامع الشواہد میں مفتی لدیب نے پہلے ہی سے باین خیال کہ کسی منکر کو اون عقائد و اعمال کے مان لینے میں گنجائش انکار کی تو ہر ایک عبارت کو بجز الہ ہند نہ صفحہ کتاب مع تصریح نام مطبع و مصنف کتاب کے صاف صاف لکھ دیا اور انہیں غیر مقلدین کی چھپی ہوئی تحریروں سے اونکے عقائد فاسدہ اور اعمال کا کہ کو بخوبی ثابت کر دیا ہر تحریر اب اون مسائل کے طلب ثبوت میں اشتہار و نیا کستہ تجال اور فریب عوام پر اور کتنی بڑی دھوکے بازی کا یہ کام نہ خود بالکلہ کیا ناظرین اور شہتار اور اس طاقت کی بوجھ سے (جو حقیقت اونکے قائلین پر منہ کی طرح موسلا دھار لگا رہی تھی) اور فرشتے صالح المومنین آئیں کہتے ہیں) یہ سمجھنے کے مفتی لدیب نے جن کتابوں کا حوالہ اس فتوے میں دیا ہے یہ کفریات انہیں نہیں اور اناحق اونکے مؤلفین کی طرف منسوب کر دیے ہیں نہیں نہیں ہرگز نہیں مشہر صاحب اگر غیرت کے پورے اور وعدے کے سچے ہیں تو پہلے اون کتابوں کو کہہ چکا اس پرچے میں حوالہ ہر بغور ملاحظہ فرمائیں اگر اونکو وہاں یہ کفریات نہ ملین تو ہمارے پاس تشریف لائیں اور اونکا ثبوت لین اس واسطے کہ جسے اس فتوے کو اس کتاب میں بھی چھپوا دیا ہے بعد اسکے حسب وعدہ ہزار روپیہ رائج الوقت ہمارے پیشکش کرن ضرور انکی عسرت پر ہم ترجیح کر کے پانسو معاف کرتے ہیں وہ پانسو ہی اپنے غیر مقلدین بھائیوں سے چندہ کر کے یا حسب طعن ممکن الوصول ہو تحصیل کر کے بکھو دیں ورنہ پھر ایسے خیالی انعام دینے کے جھوٹے وعدوں کا نام نہ ملین اور قبل اسکے بھی ان مشہر صاحب نے واسطے دھوکا دینے اور تردد کرنے مقلدین کے ایک اشتہار سوالات عشرہ کا بٹے شد و ماور نہایت زور شور سے بوجہ انعام دینے و پیہ فی آیت و فی حدیث کے چھپوا کر مشہر کیا تھا چنانچہ واسطے ملاحظہ ناظرین کے وہ اشتہار بحسنہ مندرجہ ذیل ہے۔

اشتہار

میں مولوی عبدالعزیز صاحب و مولوی محمد صاحب و مولوی اسماعیل صاحب ساکنان بلیہ وال اور جو اونکے ساتھ طالب العلم بن جیسے میان غلام محمد صاحب ہو خیال پوری و میان نظام الدین صاحب و میان عبدالرحمن صاحب وغیرہ معنی جملہ خفیاء پنجاب ہندوستان کو بطور اشتہار وعدہ دیتا ہوں کہ اگر ان لوگوں سے کوئی صاحب مسائل ذیل میں کوئی آیت یا حدیث صحیح صحیح صحت میں کسیکو کلام نہ ہو اور وہ اس مسئلے میں جسکے لیے پیش کیا ہو اسے نص صریح قطعی الدلیل ہو تو فی آیت اور فی حدیث یعنی ہر آیت و حدیث کے بدلے دس روپے بطور انعام کے دو گنا آؤ گا اگر نفع دین نکلا آنحضرت کا بوقت رکوع جانے اور رکوع سے سر اٹھانیکے آئینا آنحضرت کا نماز میں خفیہ آئین کننا آٹا آنحضرت

نہاد میں زیر ناف ہاتھ باندھنا اگر بعداً آن حضرت کا مقتدیوں کو سورہ فاتحہ پڑھنے سے منع کرنا صحیح
 آنحضرت یا باری تعالیٰ کا کسی شخص پر کسی امام کی ایمنہ اربعہ سے تقلید کو واجب کرنا سداً سداً غلط و قبیح
 دوسرے مثل کے اخیر تک باقی رہنا سداً سداً بعداً عام مسلمانوں کا ایمان اور پیغمبروں اور جبرئیل کا مسابو
 ہونا ناگھٹنا قصداً ظاہر و باطن نافذ ہونا تشہیر میں مثلاً کسی شخص نے ناحق کسی کی جو رو کا دعویٰ کیا
 کہ یہ میری جو رو ہے اور قاضی کے سامنے جھوٹے گواہ پیش کر کے مقدمہ جیت لے اور وہ عورت اور بچہ
 بلجائے تو وہ عورت بحسب ظاہر بھی اوسکی بی بی ہے اور اوس سے صحبت کرنا بھی اوسکو حلال ہے نہ کہ سداً
 جو شخص محرماتِ ابدیہ جیسے ماں یا بہن سے نکاح کر کے اوس سے صحبت کر لے تو اوپر حد شرعی جو قرآن
 یا حدیث میں وارد ہوئے لگانا عاقبتی یا تجدیداً کثیر جو وقوع نجاست پلید نہ وہ درجہ کرنا تنبیہ
 ان مسائل کی احادیث کی تلاش کرنیکے واسطے میں ان صاحبوں کو اس قدر مہلت دیتا ہوں بقصد
 یہ چاہیں زیادہ مہلت میں انکو بھی گنجائش ہو کہ یہ اپنے اور مذہبی بھائیوں سے مدد لیں۔ المشاہد
 ابو سعید محمد حسین لاہوری محمد حسین
 ابو سعید محمد حسین لاہوری
 حال آنکہ یہ سب مسائل کتب معتبرہ و حنفیہ میں جیسے فتح القدیر شرح ہدایہ لابن الہمام و شرح ہدایہ
 و شرح معانی الآثار للطحاوی و تبرہان شرح مواہب الرحمن و مؤطا للہمام محمد و کتاب الحج للامام محمد و کتاب
 الآثار للامام محمد و عمدة القاری شرح بخاری للعینی و ملعات التتبع شرح مشکوٰۃ المصابیح للشیخ الدلبوسی
 و مرقات شرح مشکوٰۃ للماعلی قاری و تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق و مستملی شرح منیۃ المصلی و تہذیب
 فی حل شرح الوقایہ لمولانا محمد عبدالحی الکنعنی و شرح احکایہ علی شرح الوقایہ لمولانا محمد حسن السبغلی وغیرہ
 میں اچھی طرح ثابت ہو گئے ہیں اور عموماً جا بجا اس کتاب فتح المبین میں بھی لکھے گئے ہیں اور خصوصاً
 اسکے جواب میں بہت سے رسائل مثلاً ذلک کاملہ و اظہار الادلہ و عشرہ کاملہ و عشرہ مبشرہ و اشعار الاشرار
 علی اشتہار العشرہ و انحصار الاسلام وغیرہ کے مطابح کا پتہ اور ترسرو دہلی و لودھیان میں چھپ کر کام کیا
 پنجاب و ہندوستان میں پھیل گئے لیکن اب تک مترصاحب نے باوجود قرآن و حدیث سے جواب با
 صواب پانے کے ایسا وعدہ نہ کیا اور کسی مجیب مصیب کو ایک ٹکا بھی نہ دیا پس معلوم ہوا کہ حضرت
 کا بالکل البانی جمع خرچ تھا اور پھر اوپر طریقہ کہ فی الحال انکے کسی متبع نے اسی اشتہار کو دوبارہ
 ستر بارہ چھپو کر کھنڈ اور دہلی وغیرہ میں تقسیم کیا اور اسکے نیچے لکھا انیسویں کہ آج تک جو اپنا استہزاء

مقلدین نے نہیں دیا وادہ سے تجاہل و صفائی کہ ساری و یک ہضم و کار تک نہ آئی وعدہ خلافی کا وہ
 حال جواب پا کر کر جانے میں یہ بحال کیوں نہ ہو مع تحالف ہو تو ایسا ہو تجاہل ہو تو ایسا ہو یہ اب ہم چھو
 ہیں جبکہ سوالات عشرہ و مشتملہ درمیان مجتہدین ائمہ دین کے مختلف فیہا ظنی اور قیاسی نہیں بلکہ
 بعض انہیں سے ایسے ہیں کہ حضرات صحابہ میں جنکے باب میں حدیث اکھائی کا لُجُوم یا کَیْہِرَاقَتَہِ لَیْکَ
 لَہُتَکَ یَہِیْمُ وارد ہو مختلف فیہ میں جیسے رفع یدین وغیرہ کہ بعض صحابہ کرتے تھے اور بعض نہیں اور بعض
 صحابہ خلف الامام قرائت کرتے تھے اور بعض نہیں اور بعض صحابہ آمین جہر سے کہتے تھے اور بعض نہیں
 اور احادیث مرفوعہ بھی ان امور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مختلف وارد ہیں اور جو مسائل
 مختار خفیہ کے ہیں ان سب کے دلائل اور ماخذ قرآن و حدیث سے ثابت ہیں اور کوئی مسئلہ کسی مجتہد کا
 خلاف قرآن و حدیث کے نہیں ہو چہر آکا ایسے مسائل جہاد یہ و مختلف فیہا کے ثبوت میں آیت یا حدیث
 صحیح منقذ علیہ اور نص صریح قطعی الدلالتہ طلب کرنا یہ کیسا سوال تعلیق بالحال میرے البطلان قطعی لایا
 ہو اسکا ادنیٰ علم والا بھی سمجھ لیا کہ جن مسائل میں ائمہ مجتہدین و علمای محدثین کا سیرے سے اختلاف
 چلا آیا ہو اور ہر ایک نے اونکو اپنے اپنے اجتہاد کے موافق قیاس و رطن سے ترجیح دی ہو تو پھر ان
 مسائل کا سب کے نزدیک متفق علیہ اور قطعی ہونا ہرگز ممکن نہیں (اختلاف میں اتفاق کیسا) بسلا
 اہل سنت جماعت کے یہاں مشتمل صاحب کے ایسے سوالات جواب طلب مشروط فریب آمیز کو دخل کہاں
 حضرت سائل تو ہنوز معنی عبارت اہل سنت و جماعت سے بھی واقف نہیں اللہ اللہ کہاں یہ اہل سنت
 و جماعت اور کہاں یہ طریقہ مبتدعہ کہ جس سے عبادات و اعمال مروجہ خیر القرون کی اسناد و طلب کرنا اور
 پھر اوس پر انعام کا وعدہ دنیا کہاں اصل کی نقل کہاں نقل سے اصل اس عبث و عیب کا نتیجہ کیا بجز اسکے
 کہ سائل کو غوامس جاہل جانین اور عوام ان سوالوں سے دھوکا کھاویں اور اہل سنت کی کوئی عرض
 دینی آمین متوقع نہیں یہ طریقہ ایسا مشکوک و غیر مسلوک ہو کہ صحیح لذاتہ و حسن لذاتہ بھی بدون شہادت
 کسی قاعدہ یقینی کے اہل حدیث کے اصول کے بموجب ہرگز عمل کے لائق و یقیناً توقع نجات کے
 قابل نہیں جسکے اصول غلطی او سکے کل فروعات بھی غلطی میں آور جسکے اصول یقینی او سکے کل فروعات
 بھی یقینی اتھا اصل اگر بطور جرح و تعدیل کے اہل حدیث کے وصول پر صحت کا ثبوت کیسے معمول ہو
 کی نسبت ہو ابھی ہو تو اسکا کیا نتیجہ اور میری یہ دعویٰ بے سنی کہ اسکی صحت میں کیسکو گفتگو ہو بغیر

اٹنگو کے وجود و صحت کیونکہ سمجھا جائے پہلے تو مسائل کو یہ چاہیے کہ اپنے مسائل معمول بہا کو بطریق حرج و تعدیل کے احادیث صحیحہ سے ثابت کر دین کہ جس سے اونکی عبادات اور معاملات کے اعمال یقینی النجات ثابت ہو جائیں اور عند اللہ ماجور ہو کر انعام اخروی پاویں والا انعام دنیا کی خواہش ہو تو لایک سے نجات کی طرف قدم بڑھا دیں اور مرے اور اویں اور مباحث علمی کے جھگڑوں میں نہ پڑیں اور ہرگز ہرگز مسائل خلافیہ کے جواب کو بدل لائل اتفاقہ بوعده انعام نہ طلب کریں ورنہ اوکو یا اونکے تلافیہ یا اساتذہ میں جنکو دعویٰ ہوا وہیہ واجب ہو کہ حسب شرائط خود ہمارے چودہ سوالات و تل نہ ہر اول کا بھی جواب دین اور دس کے بدلے فی جواب ہم سے ہمیں روپیہ انعام لین اور اگر میں سوالات نمبر دوم کے جوابات بغیر مدد اجماع و قیاس فقہی کے صرف قرآن و حدیث سے ثابت کر کے پیش کرینگے تو انجانب فی آیت اور فی حدیث دس شرفیاب زخا لیس کی انعام دینگے اور تل ششہ صاحب کے وعدہ خلافی نہ کریں گے۔

سوالات نمبر

اول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وقت رکوع کرنے اور سر اوٹھانے کے ہمیشہ رفع یدین کرنا و دوم آنحضرت کا نازن ناف سے اوپر بلکہ سینے کے اوپر ہمیشہ ہاتھ باندھنا سووم آنحضرت کا نازن آئین باہر ہمیشہ کتنا چہارم حدیث قرأت خلف الامام کا بعد نزول آیت اذ اقول للہ انکم کے مروی ہونا پنجم آنحضرت باقی تعالیٰ کا ایماہ اربعہ میں سے کیسکی تقلید شرعی کو منع کرنا ششم کتاب سنت سے قیاس و اجماع کا حرام ہونا شہتم تین طلاق و دیگر بدولن حلالہ کرنے کے عورت کا نکاح شوہر اول سے کر دینا شہتم ایماہ اربعہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ و داؤد و طاہری و ابن حزم و قاضی شوکانی زیدی کی تقلید کرنا شہتم بغیر کسی عذر شرعی کے جمع بین الصلاتین کرنا یعنی ظہر و عصر کو ایک ساتھ اور مغرب و عشا کو ایک ساتھ پڑھنا و شہم احادیث صحیحہ کا کتب صحیحہ میں منکر ہونا اور سوائے انکے دوسری کتاب کی حدیث کو غیر معتبر سمجھنا یا ازوہم اس زمانہ پر شور و فتن میں ہر شخص عامی کا قرآن و حدیث پر مباح تحقیق عمل کرنا اور اوپر لوگوں کو حکم دینا و ازوہم جو حدیثین امام اعظم کو بت شیوخ تابعین یا صحابہ رضی اللہ عنہم معین کے واسطے سے پہنچی ہوں اوکو ہر روایات رجال غیر تابعین کے ضعیف اور مخدوش سمجھنا شہم و شہم حاجیوں پر زیارت قبر شریف نبوی کا حرام یا مکروہ ہونا چہارم و شہم علمای عربین شریفین اور جو لوگ اونکے پیرو ہوں اوکل مقلدین کو مشرک و ربعتی کہنا اور غیر مقلدین کو مجاہدین کہنا

سوالات نمبر
جواب طلب
از غیر مقلدین

سوالات نمبر

اول کسی لائبریک جتنے میں چوبامرہو داخل اور اوس جے میں سورخ بھی ہو اور اوسے اوس نے نمازین پڑھی ہیں تو کتنے دنوں کی نماز پھرے حدیث صحیح سے ارشاد ہو ورم کسی شخص نے اپنے نکاح سے یہ کہا خدا آخر تو کھدا اؤھدا اس قول سے کون کون آزاد ہوگا شوہم سرکنڈوانے یا ناخن تراشوانے یا زخم کا چھلکا اوتا دینے سے تجدید وضو یا غسل اسے اوس موضع کا فرض ہوتا ہو یا نہیں چھارم اندرون چشم و حاجب کا دھونا فرض ہو یا نہیں سچم جبکہ ایک جانب دو ہاتھ پید ہو جاوین و دون کا دھونا فرض ہو یا ایک ہاتھ سے فضل ارشاد ہو ششم داخل برورت و ناف و سورخ بند میں پانی پونچا غسل میں ضرور ہو یا نہیں شہتم مجر و مباشرت فاحشہ یعنی انتہائی ختائین سے غسل واجب ہوتا ہو یا نہیں یا کوئی اور شرط منصوص ہو ششم نفس لواطت سے غسل واجب ہوتا ہو یا نہیں اور سبط و طلی زن جثیہ اور جماع خاشی اور طلی ہیہ و صغیرہ غیر مشتتہ موجب غسل ہو یا نہیں شہتم قدرت انجیل کا حالت جنابت میں کیا حکم ہو و شہم دباغت سے جلد خنزیر و مار و موش بھی پاک ہو جا ایگی یا نہیں یا ز و شہم کستہ فصل و بعد سے تیمم جائز ہوگا و واز و شہم عورت صاحب نفاس کو بھی بعد انقطاع نفاس بر تقدیر عجز تیمم جائز ہو یا نہیں سینر و شہم مقطوع الیدین و الذلین و مجروح الوجه کا کیا حکم ہو بلا وضو نماز پڑھے یا مسح یا کہیم کرے چہار و شہم جبکہ پانی اور سنی پاک میسر نہ ہو کہ کیونکر نماز پڑھے یا نہ و شہم عورت و مرد و دون تو ام پیدا ہونے اور نکلے علاج کی کیا صورت ہو شہم کوئی شخص دریا یا تالاب کے پانی میں یا بخانہ پھرے کوئی اوسکی بغیر قیاس حدیث منعه البول فی الماء الزکک کے ارشاد ہو شہم جو پانی کہ لید یا گویر کے کنڈون سے گرم کیا گیا ہو اوس سے وضو جائز ہو یا نہیں شہم جبکہ دمی سوتے سے جاگے اور بڑا اسکا پانی کا زمین میں گرہا ہو چھوٹا کوئی برتن نہیں تو وضو اور طہارت کیونکر ہے نویر و شہم جو روئی کہ لید یا گویر کی کپی ہو کھانا اسکا جائز ہو یا نہیں بستہم جن گھڑوان اور مشکون کی مٹی لید اور گویر کے ساتھ گوندھی گئی ہو جیسا کہ کمارون کا دستور ہے استعمال اداں برتنوں کا جائز ہو یا

تنبیہ - حسب شرائط مذکورہ ان مسائل کے جوابات لکھنے میں استقدر مصلحت دیجاتی ہو کہ وہ اپنے تمام برادران غیر مقلدین سے بھی خاطر خواہ مدولین اور جواب باصواب دین ورنہ اسلئے کہ کہیہ مور دین او کو داخل ہونا پڑیگا آم لھم تھم کاع شتر عوا لھم من الدین ما لھم یا کذہ اللہ

اس مسئلہ کے متعلق جو مخالفین نے جو غلط فہمیاں پیدا کیں ہیں ان کے جواب میں

ترجمہ کیا اونکے اور شریک میں جو راہ نکالی ہو اونھوں نے اونکے لیے دین کی جسکا حکم نہیں یا اللہ نے
مسئلہ اکتیسواں ان غیر مقلدون کے اکثر عقائد اور اعمال اہل سنت جماعت کے بالکل مخالف
ہیں کہ بعض مسائل مختصرہ و احکام مبتدعہ اونکے موجب کفر اور بعض مبطل نماز اور بعض موجب فسق
و ابتداء ہیں کہ تفصیل اوسکی موجب تطویل ہے نظر بران ہم بیان صرف فتوای جامع الشواہد
فی اخراج الوہابیین عن المساجد کو حسب حدیث سابقہ مرجع کی دیتے ہیں تا ناظرین کو مولوی محمد حسین
صاحب لاہوری کا جھوٹا وعدہ انعام کرنا اون مسائل اور احکام کے وجہ ثبوت میں ظاہر ہو جائے
اور زیر بحث شخص جو اوسکو ملاحظہ کرے غیر مقلد و کفر عقائد فاسدہ و مسائل کا سہ سے بخوبی ماہر ہو جائے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
لَهُمُ الدَّرَجَاتُ الَّتِي كَانُوا يَعْمَلُونَ

(۱) علمای اہل سنت و جماعت اس مسئلے میں کیا فرماتے ہیں کہ یہ گروہ وہابیین یعنی فرقہ
غیر مقلدین داخل ہواہل سنت و جماعت میں یا خارج ہواہل سنت و جماعت میں اور فرقہ ضلالت کے (۲) اور
ہم مقلدون کو اونکے ساتھ مخالفت و مخالفت کرنا اور انکو اپنی مساجد میں باوجود خوف فساد کے کھانے
دینا درست ہو یا نہیں (۳) اور اونکے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہو کِنْتَوَالِ التَّقْصِیْلِ تَوَجُّرًا وَلَا لِأَخْرِاجِهِمْ

جواب سوال اول

وہابیہ غیر مقلدین (کہ قطع نظر عقائد کے جنکی علامات ظاہری اس ملک میں ایماہ اربعہ میں سے کسی
تقلید نہ کرنا اور فقہ کو مخالف حدیث کے کہنا اور مقلدون کا نام شرک اور بدعتی رکھنا اور اپنے متین موجد
اور محمدی ظاہر کرنا اور تقلید سے چڑھنا اور نفس انعقاد مجلس میلاد خیر العباد اور فاتحہ خوانی و حرس
اولیاء اللہ کو شرک بدعت کہنا اور بغیر کسی امام کی تقلید کے نماز میں آمین پکار کے کہنا اور وقت رکوع
اور قوسے کے رفع بدین کرنا اور نماز میں ناف سے اوپر بلکہ سینے پر ہاتھ باندھنا اور امام کے پیچھے سورۃ
فاتحہ پڑھنا اور جالیسا نکرے اوسکو بڑا کہنا) مثل دیگر فرقوں ضلالت رافضی و خارجی و غیر ہما کے اہل سنت
و جماعت سے خارج ہیں کیونکہ اونکے ہیئت سے عقائد اور مسائل مخالف اہل سنت و جماعت کے ہیں
چنانچہ بموجب تحریر اوغین کی کتابوں کے چند عقائد و مسائل بقید نام کتاب و ہندسہ صفحہ کے بطور
نمونہ بیان کیے جاتے ہیں تا پھر کسی مسک کو اونکے ثبوت میں گنجائش ملے اور شبہ کی باقی نہ رہے

پہلے انکے عقائد سنئے

اول یہ کہ خداے پاک کا جھوٹ بولنا ممکن کہتے ہیں چنانچہ صفحہ ۶ کتاب صیانت الایمان مطبوعہ مراد آباد
تصنیف مولوی شہود الحق شاگرد مولوی نذیر حسین میں مندرج ہے دوم انبیاء علیہم السلام سے
احکام دینی میں بھول چوک کے قائل ہیں جیسا کہ مولوی حسین خان صفحہ ۱۲ کتاب رد تقلید بکتاب
الحمید مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی میں اس مضمون کا اقرار کرتے ہیں اور طرہ یہ کہ اوسکی صحت پر
مولوی نذیر حسین و شریف حسین وغیرہ اکابر غیر مقلدین کی مہرین بھی ثبت ہیں حال آنکہ
انبیاء علیہم السلام تبلیغ احکام میں بالاتفاق معصوم ہیں مضمون یہ کہ آنحضرت کے خاتم النبیین
ہونے سے انکار کرتے ہیں چنانچہ یہ مضمون صفحہ ۱۶۹۲ نظر المؤمنین مصنفہ آنوند صدیقی نیشاوری
شاگرد رشید مولوی نذیر حسین سے ظاہر ہو کہ انھوں نے خاتم النبیین کے الف لام کو عمدہ
خارجی کا لکھا ہے جسکے معنی یہ ہیں کہ بعض کے خاتم میں نہ جسکے حال آنکہ آپ کل انبیاء کے خاتم اور
نبی آخر الزمان ہیں کہ بعد آپ کے کوئی نبی نہ ہو گا چہاں ہم کہتے ہیں کہ حاشیت آحاد سے یعنی سوائے
حدیث متواترہ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ثابت نہیں ہوا جبکہ یہ مطلب ہوا کہ
آنحضرت سے سوا ایک و معجزون کے زیادہ صادر نہ ہوئے کیونکہ سوائے قرآن کے اور معجزات حد
متواترہ سے ثابت نہیں ہوتے چنانچہ یہ مضمون کتاب لیل حکم مطبوعہ دہلی تصنیف مولوی
نذیر حسین سے ظاہر ہے چیمچ اجماع کل امت کا جسکی سند ہو معلوم نہوجت شرعی نہیں ہو جیسا
کہ صفحہ ۱۸ کتاب معیار الحق مطبوعہ لاہور مصنفہ مولوی نذیر حسین میں و صفحہ ۲۲ کتاب اعتصام
مطبوعہ کانپور تصنیف مولوی عبداللہ محمدی معروف جھاؤ سنگن مؤمن موجود ہے و صفحہ ۲۹
مجتہد کا قیاس شریعت میں قایل اعتبار کے نہیں ہے چنانچہ اوس کتاب معیار الحق کے صفحہ ۶۹
میں اور اعتصام السنہ کے صفحہ ۳۴ میں مرقوم ہے کہ کتاب دراست للیب مطبوعہ لاہور
ملاحظہ کے صفحہ ۲۱۹ میں لکھا ہے کہ حضرت امام محمدی کے زمانے میں رجعت ہوگی یعنی جو لو
اونکی محبت میں بدون ملاقات کے مر گئے ہیں اور بنایا انھوں نے زمانہ امام کو تو بحکم خدا
تعالیٰ قبروں سے قبل نبیاست کے زندہ ہو کر اوسے مستفید ہو گئے چنانچہ اصل عبارت
عربی اوس کتاب کی یہ ہے وَمَنْ مَاتَ كَلَىٰ نَحْبِ الصَّادِقِ لَا يَأْمُ النَّصْرَ الْمَوْلَىٰ عَلَيْهِ السَّلَامُ

محمد سلیمان نے رسالہ اشعار الحق جواب رسالہ تنویر الحق میں سب مقلدوں کو انخوان یزید اور رافضی ملید
اور شیطان و کافر لکھا ہے اور اسید طرح مولوی محمد الدین نو مسلم کتب فروش لاہوری نے بھی کتاب
ظفر المبین مطبوعہ لاہور مورخہ رمضان ۱۲۹۶ ہجری کے صفحہ ۸۹ و ۲۳۰ و ۲۳۲ میں تقلید کو شرک
اور حرام اور مقلدین حنفیہ کو مشرک و کافر لکھا ہے اور چاروں اماموں کے مصلوں کو ضلالت اور
بدعت قرار دیا ہے جسکا جی چاہے دیکھ لے **تنبیہ** مقام عبرت ہے اور کتنی بڑی جرأت
ہے کہ عجب نعموں نے علمای مقلدین اور اولیای کاملین کو بے دہر کر مشرک و کافر لکھ دیا تو اب انکے
کفر و اسحاق دین کیا شک باقی رہ گیا افسوس صد افسوس ان ناعاقبت اندیشوں اور بخیروں کو اتنی
سچی خبریں کہہ رہی ہیں یہود و نصرانیوں اور ناشائستہ تحریر سے خود ہمارے امام الحدیثین اور مقتدا می علمین
حضرت امام بخاری علیہ رحمۃ الباری بھی معاذ اللہ کافر و مشرک ہوئے جاتے ہیں بدین وجہ کہ وہ بھی
مقلد ہیں امام شافعی رحمہ اللہ کے اور داخل ہیں زمرہ مقلدین شافعیہ میں جیسا کہ زمرہ الحدیثین
حمہ المفسرین مارت باللہ مولانا شاہ ولی اللہ صاحب ہلوسی نے اپنی کتاب الانصاف فی
بیان سبب الاختلاف میں لکھا ہے **وَمِنْ هَذَا الْقَبِيلِ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْخَارِزْمِيُّ وَآدَمُ مَعْدُو**
فِي طَبَقَاتِ الشَّافِعِيَّةِ وَمَنْ ذَكَرْنَا فِي طَبَقَاتِ الشَّافِعِيَّةِ الشَّيْخَ تَائِبَ الدِّينِ الشُّبْلِيُّ وَقَالَ
لَا تَعْقَلُ بِالْأَحْمَدِيِّ وَالْأَحْمَدِيُّ نَعَقَ بِالشَّافِعِيِّ وَاسْتَدَلَ شَيْخُنَا الْعَلَامَةُ عَلَى إِدِّ
الْخَارِزْمِيِّ فِي الشَّافِعِيَّةِ بِذِكْرِهِ فِي طَبَقَاتِهِمْ وَكَلَامِ النَّوَوِيِّ الَّذِي ذَكَرْنَا شَاهِدًا لَهُ
انتہی یعنی جس طرح ابو جعفر جریر طبری شافعی المذہب میں اسید طرح امام محمد بن اسماعیل بخاری بھی مقلد
شافعیہ میں شمار کیے گئے ہیں اور جس شخص نے انکو طبعات شافعیہ میں ذکر کیا ہے وہ امام تلج الدین سبکی
ہیں اور انھوں نے فرمایا کہ امام بخاری نے علم فقہ کیا ہے امام حمیدی سے اور حمیدی نے امام
شافعی سے اور دلیل لائے ہیں ہمارے شیخ علامہ امام بخاری کے داخل ہونے پر شافعیہ میں ساتھ ذکر
ہونے انکے طبعات شافعیہ میں اور کلام امام نووی کا جو ذکر کیا ہم نے اسکو گواہی دے رہا ہے
اس بات کی کہ امام بخاری شافعی المذہب میں انتہی پس جب ایسے بڑے امام الحدیثین نے بدون تقلید
دین میں چارہ نہ دیکھا ناچار مذہب شافعی اختیار کیا تو اب ان لائمہوں کو بتقلید امام بخاری علیہ الرحمہ
کے ضرور چاہیے کہ کسی مذہب کو اختیار کریں اور اپنی لامذہبی پر ہزار بار نفرین اور طعنا کریں۔

و از دہم جو شخص ایمان باند و ایوم الآخر و تصدیق با جاہد النبی رکھے اور حلال کو حلال اور
 حرام کو حرام جانے اور شخص کو غیر مقلدین مسلمان متقی اور مصداق اس آیت کا جانتے میں اولیاء
 الذین صدقوا اولئک ہم المثلون چنانچہ یہ مضمون رسالہ ثبوت الحق بحقیق تصنیف مولوی
 نذیر حسین مطبوعہ چشمہ فیض دہلی محلہ پیل ہمدانیہ کے صفحہ اول میں مندرج ہے حال آنکہ صرف موصوف
 بالایمان اور تصدیق با جاہد النبی کرنے سے مسلمان متقی کذائی نہیں ہو سکتا ورنہ باوجود مرکب ہونے
 محرمات قطعہ کے اور تارک ہونے واجبات حمیدہ کے متقی اور مصداق ہونا اس آیت کا لازم آتا ہے اور یہ
 بالاتفاق تمام علمای اہل سنت کے نزدیک باطل ہے بلکہ متقی کذائی ہونے میں اتصاف بالحنات
 اور احتراز عن لیسات بھی ضرور ہے اور مصداق آید مذکورہ کے وہی لوگ ہیں جو باوجود موصوف بالایمان
 ہونے کے موصوف بالفضائل عملیہ بھی ہوں جیسے بذل سوال و ایتمای زکوٰۃ و اقامت صلوٰۃ
 و ادائے صوم و حج و ایفای عہود و موافق و صبر و استقلال بوقت مصیبت و ملال غرض کہ حملہ
 ضروریات دین اور مستحسانات اسلام پر بھی عمل ہو سیکر وہم اوسے کتاب ثبوت الحق بحقیق کے صفحہ
 ۳ و ۴ و ۵ میں مولوی نذیر حسین نے تقلید کو بدعت مذمومہ اور مخالف طریق اسلام قرار دیا ہے اور
 ایضہ مجتہدین کو مثل اجمار و رہبان یعنی علمای یہود و ترسا کے بنایا ہے اور حضرات مقلدین کو مصداق
 ان آیات کا ٹھہرایا ہے اَحْبَادُهُمْ وَ رَهْبَانُهُمْ اَیَاکُمْ ذُوْنِ اللّٰہِ وَاِذَا قِیلَ لَهُمْ
 اَتَّبِعُوا مَا اَنْزَلَ اللّٰہُ قَالُوْا اَبْلِیْ سَمِعْنَا اَلْفِیْئًا عَلَیْہِ اَبَاءُ نَا حَالِ اَنکُمْ یَہِ اَتَمِّیْنَ یٰہُوْدَ وَاَنْصَارِیْ
 و کفار شرکین کی شان میں وارد ہیں انھوں نے کہ مصداق اوسے مومنین و مجتہدین اسلام ٹھہرائے ہیں
 اس سے بڑھ کر تعصب و رگڑ بھی کیا ہوگی ۵ ازبرون طعنہ زنی برابر مزید ۶ و زدن و ننگ
 سید اردبیلید ۷ خیال کرنا چاہیے کہ تفسیر آیات سے ظاہر ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل نے جو تحریم ماحل شدہ
 اور تحلیل ماحرم اللہ میں اپنے اجمار و رہبان کی اتباع کی تو کافر و مشرک ہو گئے ہم جو چھتے ہیں کہ وہ
 تحلیل و تحریم محرمات و مباحات یقینیہ ضروریہ کی تھی یا ایسے محرمات و مباحات کی کہ جنکی حرمت و حلالیت
 میں اختلاف اور ضرورت اجتہاد کی ہو پس در صورت اول مولوی صاحب کو ایضہ الرجوع رضی اللہ
 عنہم کی نسبت بھی تحلیل و تحریم محرمات و مباحات یقینیہ ضروریہ کی ثابت کرنا چاہیے حتی کہ اوسکے
 مقلدین بسبب اتباع کرنے کے ایسی تحلیل و تحریم میں مشرک و کافر قرار دیے جاویں اور برون شہا

۱۔ یہی بیان
 ۲۔ نہ ہی
 ۳۔ قدر کے
 ۴۔ عالوں
 ۵۔ اور مقلدین
 ۶۔ سبب و سبب
 ۷۔ سبب و سبب
 ۸۔ سبب و سبب
 ۹۔ سبب و سبب
 ۱۰۔ سبب و سبب
 ۱۱۔ سبب و سبب
 ۱۲۔ سبب و سبب
 ۱۳۔ سبب و سبب
 ۱۴۔ سبب و سبب
 ۱۵۔ سبب و سبب
 ۱۶۔ سبب و سبب
 ۱۷۔ سبب و سبب
 ۱۸۔ سبب و سبب
 ۱۹۔ سبب و سبب
 ۲۰۔ سبب و سبب

اس کے مقلدین ایسے کہ مشرک قرار دینا قیاس ناروا اور اجتہاد بھی اس پر آور و صورت ثانی معاذ اللہ
 صحابہ کرام کا مشرک کا فرہونا لازم آتا ہے کیونکہ انھوں نے لفظ آنت کا لائق نکالا تاکہ سے طلاقات
 ثلاثہ واقع ہونے میں حضرت عمرؓ کا اتباع کیا ہے تاکہ فرہونا خود بدولت اور ان کے اکابر کا شل جی منی
 شو کافی راہنہ یقیم وغیرہم کے لازم آتا ہے اس واسطے کہ انھوں نے لفظ مذکور سے طلاقات ثلاثہ نہ واقع
 ہونے میں ابن تیمیہ و داؤد ظاہری و ابن خرم کی تقلید کی ہے پس شق اول تو بدیہی البطلان ہے کہ
 صحابہ سے تحریم ماحل اللہ گز نہیں ہو سکتی اور شق ثانی بزعم مولوی صاحب کے متعین ہو گئی ہے اب اس کا
 کیا جواب ہے کیونکہ ایسی بات کیجیے کہ اولاً الزام اس کا اپنے اوپر کیجیے چہاں روحم رسالۃ الاحیاء
 مسئلۃ الاستواء تصنیف نواب محمد یق حسن خان امیر بھوپال مطبوعہ کاشن اووہ الکھنویں لکھا ہے
 کہ خدا عرش پر بیٹھا ہے اور عرش اس کا مکان ہے اور دونوں قدم اپنے کسی پر رکھے ہیں اور کسی او
 قدم رکھنے کی جگہ ہے اور ذات خدا کی ہمت فوق اور طرف علو میں ہے اور اس کو فوقیت ہمت کی ہے نہ فوقیت
 رتبہ کی اور وہ عرش پر رہتا ہے اور اوترتا ہے ہر شب کو طرف آسمان دنیا کے اترتا ہو سکے یہ دہنا بایا
 ہاتھ اور قدم اور شبیلی اور اوٹگلیان اور دو آنکھیں اور منہ اور پٹلی وغیرہ سب چیزیں بلا کیف
 ثابت ہیں اور جو آیتیں اس بارے میں ہیں سب محکمات ہیں آیات تشابہات نہیں اور ان
 آیات و احادیث میں تاویل نہ کرنا چاہیے سب آیتیں اور حدیثیں اپنے ظاہر معنی پر محمول ہونگی اور
 اسی ظاہر معنی پر عمل اور اعتقاد رکھنا چاہیے انتہی حال آنکہ یہ مذہب فرقہ و مجسمہ و مشبہ و مجملہ
 کا ہے اور مخالفت ہے اہل توحید و ارباب تنزیہ سنت جماعت کے چنانچہ اس سلسلے کے رد میں سالہ ہتھیلہ
 علی الاحیاء مطبع مصطفائی لاہور میں چھپ چکا ہے اور دوسرا سالہ بھی اسکے جواب میں موسوم
 بضمود الایمان فی تنزیہ الرحمن بطبع حبیبی لودھیانہ میں مطبوع ہوا ہے ان دونوں رسالوں میں
 مذہب اہل حق کو خوب تفصیل سے لکھا ہے اور نواب صاحب کے عقائد کا رد بخوبی کیا ہے کہ وہ حق تعالیٰ
 کے صفات واردہ فی الشرع پر ہرگز ایمان نہیں لائے ہیں بلکہ ظوہر میں تشابہات پر اپنی راہ
 اور تاویل اور تفسیر کے موافق ایمان لائے ہیں اور اس سے مصداق زائفین و مفسدین فی الدین
 کے ہونے میں جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے قَامَا الَّذِیْنَ فِی قُلُوبِهِمْ لَا یَغْفِرُ لَہُمْ مَا تَشَآبَہَ
 سُنَّۃُ اَبْنِہٖمَ الْفٰسِقِیۡنَ وَ اَتَّبَعَا کُلَّ وِلْدَہٖ وَ مَا یَعْمُرُ تَاوِیْلَکَ اِلَّا اللّٰہُ یعنی جن لوگوں کے دل میں

کجی اور گمراہی پر سووہ پیروی کرتے ہیں تو اہم معنی آیات متشابہہ کی بنیاد پر فتنہ انگیزی اور واسطے
 چاہنے حقیقت اسکی کہ حالانکہ حقیقت اسکی اللہ ہی جانتا ہو پس اس بارے میں مذہب اہل سنت
 جماعت کا یہی ہر کہ آیات واحادیث صفات باری تعالیٰ باعتبار الفاظ اور کلمات کے حکم ہیں یعنی صاف
 اور واضح الدلالة ہیں اور باعتبار مفاسیم اور معانی کے متشابہہ ہیں یعنی انکے کئی کئی معنی ہیں اور بالاجمالاً
 اسکے ظاہر الفاظ پر ایمان لانا کافی ہو اور بلا ضرورت اسکی تفسیر اور تاویل نہ کرین اور حق تعالیٰ کو اول
 صفوں کے حقائق سے بالکل ورنہ جہانین اور اسکے مراد میں مضمون کو علم الہی کے سپرد کر دین اور
 اسکی کیفیت سے ماکمل ورفہ اموش رہیں اور اسکے کسی معنی کو معین نہ کرین مثلاً یہ نہ کہیں کہ سبوتا
 یعنی مستقر یا جلوس کے ہر یا یہ یعنی قدرت یا جارح کے ہر یا وجہ یعنی ذات یا منہ کے ہر یا انا کناسا کی
 ہر کہ اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہو اور صاحب ید اور صاحب وجہ ہو کیونکہ ظاہر معنی مشابہات کے لینے
 سے اللہ تعالیٰ کے واسطے جسم اور صورت اور جہت تحتانی و فوقانی اور مکان و زمان و جوارح و دیگر
 لوازم ہست من صفات اکوارش و امکانات ثابت ہوتے ہیں حال آنکہ اللہ تعالیٰ قدیم ہو اور ان چیزوں
 سے منزه اور پاک ہو اور اسکا نہ منہ ہو اور نہ ہاتھ ہو اور نہ وہ چڑھتا ہو اور نہ اوترتا ہو اگرچہ بے کیفیت سی
 فَأَفْهَمَ وَخَذَ هَذَا مِنْ عَقَائِدِ الْفُقَهَاءِ وَالْحَدِيثَيْنِ وَلَا تَكُنْ مِنَ الظَّوَاهِرِ تَبْرُؤِ الدُّنْيَا وَالْقُلُوبِ
 یا مخرؤ ہم بین رکعت تراویح کو بدعت اور ضلالت جانتے ہیں اور اس بارے میں حضرت عمرؓ کو قرض
 خاظمی در مختار بدعت ضلالہ کا ٹھہرتے ہیں چنانچہ نواب صدیق حسن خان امیر بھوپال نے کتاب
 الانتقاد الرجح مطبوعہ مطبع علوی لکھنؤ کے صفحہ ۹۲ و ۹۳ میں حضرت عمرؓ کو نہایت بیباکی سے صاف
 خاظمی اور بدعت ضلالہ کا مختصر لکھا ہے کہ عبارت عربی اسکی یہ ہو آمَّا قَوْلُكَ نِعْمَ الْبِدْعَةُ هَذِهِ
 فَلَيْسَ فِي الْبِدْعَةِ مَا يَهْدِي كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَاكَةً وَلَيْسَ الْمُرَادُ بِسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ
 إِلَّا طَرِيقُهُمْ الْمَوْافَقَةُ بِطَرِيقَتِهِمْ جِهَادِ الْأَعْدَاءِ وَتَقْوِيَةِ شَعَائِرِ الدِّينِ وَتُحْوِهَا وَمَعْلُومٌ
 مِنْ قَوَاعِدِ الشَّرْعِ أَنَّهَا لَيْسَ خَلِيفَةُ الرَّاشِدِينَ يَنْصَرِعُ طَرِيقَةً غَيْرَ مَا كَانَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ
 نَقَرًا عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الرَّاشِدِ سَمِعَ مَا زَا هُمِنْ تَجْمِيعِ صَلَاتِهِ لِكُلِّ رَمَضَانَ بِدْعَةٌ
 وَلَمْ يَقُلْ إِنَّهَا سُنَّةٌ اس تقریر سے صاف ظاہر ہو کہ نواب بھوپال نے جماعت تراویح کو مخالف حکم
 آنحضرت کے سمجھا اور سپر اطلاق سنت کا ناجائز خیال کیا ہو حال آنکہ قول و فعل صحابہ کرام بھی سنت

جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا عَلَيْكُمْ لِسْتَيْنَ وَمُسْتَلَاةٌ مَحْلُفَاۗءُ الرَّاسِ ثَلَاثٌ مِّنْ بَعْدِي اور سوای اسکے اس میں رکعت تراویح کو بدعت عمری کہنا رافضیوں کا قول ہے کما ذکرہ السیوطی فی جامعہ اور آٹھ رکعت تراویح کو سنت کے بہانے سے راحت نفس کی سمجھ کر پڑھنا اور میں نے رکعت کو بدعت عمری کیلئے مشقت کے سبب سے چھوڑ دینا تو میرے ہمین تقلید خواہش نفسانی ہے نہ اتباع سنت رسول رحمانی بلکہ آنحضرت کی سنت فعلی کو بغیر تخفیف محنت کے لینا ہے اور سنت قبولی کو تو بہا مشقت کے چھوڑ دینا ہے سبحان اللہ دعویٰ یہ کہ ہم پوری پوری سنت پر عمل کرتے ہیں اور عمل یہ کہ آدمی سنت پر چلتے ہیں اور وہ آدمی بھی پوری نہیں آتا اور اس پر طرہ یہ کہ جو تمام امت محمدیہ شرق سے غرب تک میں رکعت تراویح کی پڑھتے ہیں اور سنت قبولی فعلی دونوں پر عمل کرتے ہیں بدعتی اور تارک سنت نبوی ہو جائیں اور خود جو نیم سنت پر چلتے ہیں عامل السنہ کملائیں یہ بھی عجیب دھوکہ کی بات ہے جو پیر و سنت کملاتے ہیں وہ راہ سنت پر نہیں آتے ہیں اور جو سنت کو بجا لاتے ہیں وہ بدعتی کا خطاب پاتے ہیں کیا اندھیر ہو اور کیسا اولٹ پھیر ہو کہ بغیر مقلد نے صرف آٹھ رکعت پڑھ کے فراغت پائی تخفیف عبادت کی راحت اوٹھائی اور مقلد نے ہر چند کہ میں رکعت ادا کرنے میں بار مشقت اوٹھائی لیکن ہر دو سنت کے میدان تکمیل پیروی سے قدم نہ ہٹایا سودا ہمارا عشق میں شیریں ہے۔ کو لیکن بازی اگرچہ پانہ پاس تو کھوسکا کہ کس منہ سے پھر تو آجکو کتابا ہے عقبا زب اور وسیاہ تجھے تو یہ بھی نہوسکا شمار وہم کتاب بنجی المؤمنین مطبوعہ مطبع محمدی لاہور تصنیف قاضی محمد حسین ساکن اچر اضلع مالوان کے صفحہ ۹ سے تا ۱۰۲ میں لکھا ہے کہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیخ اللہ کہنے والا کافر اور شرک ہے کہ اس نے یہ تینوں شرک کیے اشرک فی العلم اور اشرک فی التصرف اور اشرک فی العبادة اور اسدِ طرسے یا رسول اللہ کہنے والا بھی کافر اور شرک ہے مالانکہ یہ کہنا بالکل بعصب و نفسانیت سے بھرا ہے اور جو معتزض علم معرفت سے بے بہرہ ہے وہ ہر شے کو ہم اسی کتاب کے صفحہ ۱۱۹ میں لکھا ہے جو کوئی اذان میں وقت سننے اٹھتا کہ اَن تَحْمَدُ رَسُوْلَ اللّٰہِ کے انگوٹھوں کو جو ہم آنگھوں پر رکھے وہ بدعتی ہے اور جب قد راس بارے میں حدیثیں ہیں وہ سب موضوع اور بناوٹی ہیں اور عمل کرنا اس پر موجب فضالت ہے مالانکہ یہ کہنا بھی بالکل حماقت اور جہالت ہے شیخ ہم اسی کتاب کے صفحہ ۱۲۶ سے تا ۱۲۸ میں مرقوم ہے کہ آنحضرت کا عالم برزخ میں احوال اور اعمال ات پر وقت

اور ادراک و سلع اہل قبور سے بالکل مفتی ہو اور نیز واسطے دعا سے اہل قبور کے کوئی اثر مرتب نہیں ہو
پس دعا گزاران سے لغو و بربادی پس یہ عقیدہ بھی خلاف اہل سنت کے ہے **بیت مودوم** اور اسی
صفحہ ۳۵ میں لکھا ہے کہ سفر کرنا بقصد تحصیل برکت کے اکٹھے ملنا یعنی مسجد نبوی و مسجد حرام و مسجد
بیت المقدس کی طرف حکم حدیث کا **لَا تَشْتَدُوا إِلَيْهِ حَالًا وَلَا لَالًا ثَلَاثَةَ مَسَاجِدَ إِلَّا مَنَصُوحًا** اور بحجۃ ان مقامات کے اور کسی قبر نبی یا ولی کی زیارت کو دور سے جانا ناجائز ہے کہ خود حدیث صحیح کی
موجود ہے کہ فرمایا **أَخْضَرْتُ لَكُمْ لَا تَخْذُوا أَقْبَرِي وَتَنَّا** اور دعا مانگی آپ نے **اللَّهُمَّ لَا تَجْعَلَ قَبْرِي**
وَتَنَّا یعنی اے اللہ نہ بنا میری قبر کو بُت کہ لوگ و سکی پرستش کریں اور یہاں سے معلوم ہوا کہ قرن
ہم سے عام ہے کہ صورت و غیر صورت دونوں پر بولا جاتا ہے اور بھی یہ بات دریافت ہوئی کہ قبر بھی
بر تقدیر پرستش کے داخل اوثان ہے اور مصنف ابو بکر بن شیبہ میں مروی ہے کہ ایک شخص آنحضرت کی قبر
شریف کے پاس کھڑا ہوا کہ کچھ عرض حال کر رہا تھا پس زین العابدین علی بن حسین نے اس کو منع
کیا اور کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا **لَا تَخْذُوا أَقْبَرِي وَتَنَّا** پس یہاں سے یہ بات محل آئی کہ جب
طرح بہت پرست بتوں کے آگے عرض حال کرتے ہیں اس طرح کسی قبر کے آگے نہ کیا جاوے ورنہ وہ قبر
حق اوثان میں داخل ہو جاوے گی اور اجتناب اس سے واجب ہوگا سیواسطے خواجہ بہار الدین نقشبند نے
فرمایا **تَوَانُكُورِ مَرْدَانِ رَابِطِي** بکر دکار مردان کن درستی **لَا تَنْهَتْ خُلَاصَةً مَا فِي**
تَنْجِي الْمُؤْمِنِينَ بَلْ هَذَا مَهْلِكَةٌ كَيْفَ لَا ضَلَالٍ لِعَوَائِمِ الْمُتَكَلِّفِينَ اب ان غیر مقلدون کا کیا
کنا کہ بطرح محمد بن عبدالوہاب نجدی نے آنحضرت کے مزار شریف کو اسی کج فہمی کے سبب حرم اکبر
قرار دیکر اندام کا حکم لگا دیا تھا یہ بھی ویسا ہی کیا جاتے ہیں اور یہ خبر نہیں کہ خود حق تعالیٰ نہیں
زیارت نبوی پر لعنت فرماتا ہے اس واسطے کہ جب یہ حدیث صحیح دربارہ و عبدغیر مجوزین زیارت نبوی
کے وارد ہو گئی **مَنْ حَجَّ وَكَمَرَهُ قَبْرِي فَقَدْ جَفَأَنِي** یعنی جس نے حج کیا اور نہ زیارت کی میری قبر کی
سوا نئے بیشک مجھ پر ظلم کیا جب اللہ تعالیٰ مطلق ظالمون کے حق میں ارشاد فرماتا ہے کہ **لَعْنَةُ اللَّهِ**
عَلَى الظَّالِمِينَ پس جو لوگ کہ آنحضرت پر ظلم کرنا جائز رکھیں گے وہ تو اللہ کے نزدیک بہت بڑے پکے
ظالم ہونگے **بیت مودوم** ختم نبی آیت و سوم بیت و مصافحہ جمعہ و معانقہ معین و مجلس
سیلا و خیر العباد و عمل اسقاطیت و غیرہ یہ سب امور بدعت اور ضلالت میں چنانچہ یہ مضمون کتاب

تحقیق الکلام فی مسئلہ البیعة والہام تصنیف ابو عبد اللہ قصوری عزت غلام علی مطبوعہ ریاض بند
 پر لیس مرتبہ مورخہ ۱۹۸۸ء کے صفحہ ۵۱ میں مرقوم ہے **پست و چارم** اسی کتاب کے صفحہ ۲۰
 و ۲۱ میں لکھا ہے کہ تاثیر اور ادو اعمال سلبی امراض و افاضہ توبہ عاصی و تصرف خیال و آگاہی نسبت
 اہل اللہ و اطلاع خطرات قلبیہ و کشف وقائع آیندہ و دیگر تصرفات اولیاء اللہ و کشف قبور و کشف
 ارواح و تعویذات و طریق دفع بلیات وغیرہ من اعمال المشائخ الصوفیہ سب شرک و بدعت میں اور
 خلاف حدیث و سنت اور صفحہ ۲۸ میں بعد انکار و رد بہیت صوفیہ کے لکھا ہے کہ بہت بڑا استدلال
 اس بہیت کے حرام ہونے پر یہ ہے کہ بہیت مروجہ یعنی پیری مریدی سے دین اسلام میں استفادہ تو
 اور فسادات پڑے ہیں کہ جنگا شمار امکان سے باہر ہو شرک فی اللہ الوہیت و شرک فی الربوہیت
 و شرک فی اللہ عاجزہ اقسام شرک کے ہیں سب اسی سے پیدا ہوئے ہیں اور صفحہ ۲۸ میں لکھا ہے سچ
 پوچھو تو یہی بہیت مروجہ باعث ہوتی ہے کلمات کفریہ و اعتقادات حلولیہ کی جسکو فنا فی اللہ اور
 فنا فی الشیخ سے تاویل کرتے ہیں انتہی مقام حیرت اور جالے عبرت ہے کہ اس شخص نے بتعلیل نفس
 پلید بلکہ باتباع خبیث نیزیک کے حضرات صوفیہ کرام کی شان میں کیسی کیسی صریح بے ادبیان کی ہیں کہ
 گویا گالیان دی ہیں منتہی حقیقی اسکا بدلہ لایوسے یا اوسکو ہدایت دیوسے **پست و چارم** اسی کتاب
 کے صفحہ ۳۲ میں لکھا ہے کہ درود مستغاث اور دلائل نجات و کبریت احمد و درود اکبر وغیرہ کتب
 درود مستطیل اور محض اختراعی ہیں بلکہ یہ درود ہی نہیں انتہی اخلاص و اچاوسے ایسے خیالات
 و اہمہ اور مقالات یہودہ سے کہ بالکل خیانت اور آنحضرت سے صاف عداوت معلوم ہوتی ہے
پست و چارم اسی کتاب کے صفحہ ۴۰ و ۴۱ میں فرط محبت عقلی کو آنحضرت کے ساتھ شرک لکھا ہے
 اور آپ کے ساتھ زیادہ محبت رکھنے والے کو شرک لکھا ہے نفوذ باندہ دنیا اور اسی بنا پر صفحہ ۴۳ میں جنت
 مولانا نظام الدین گنجوی رح کو شرک لکھا ہے کہ انھوں نے بسبب فرط محبت کے سکندر زماے
 میں یہ بیت نعتیہ لکھی ہے **چہ گویم کہ عیسے بمو کب وان بہار و نیش خضر و موسیٰ دو ان**
 اور لکھا ہے کہ اس فرط محبت میں دوسرے پیغمبروں کی تحقیر اور توہین ہوئی جاتی ہے حال آنکہ اگر عورت
 دیکھا جاوے تو ایسے سید المرسلین خاتم النبیین کی سواری معراج کے ساتھ ساتھ جلو میں ہونا
 پیغمبر و نسا موجب کمال تعظیم اہل موکب ہو نہایت عزت و تکریم ہمارے ہوں کا سبب ہے اور احادیث

سے ثابت ہو کہ شب عراج میں آپ بمقام بیت المقدس سب پیغمبروں کے پیشوا اور امام ہوئے اور سب کو
 آپ کو بیچھا قصد کی اور نہ دیکھی اس طرح سے آسمانوں میں بھی پیغمبروں نے تنظیم تمام آپ کا استقبال کر کے
 ملاقات کی اور اپنی ہر نسبتاً رنگ آنحضرت کی سواری کے ساتھ رہے ہمیں تو کوئی توہین پیغمبری
 نہیں سمجھتی ہاں اہل تہذیب و تمدن اور سواد کی سب پیغمبروں پر ظاہر ہوتی ہوا تین کیا مباحث کہ خود
 حق تعالیٰ نے آپ کو سب سے پیغمبروں کا سردار اور بادشاہ بنا کے بھیجا اور سب اہل سلام کا بھی یہی اعتقاد
 کہ آپ افضل الانبیاء اور سید المرسلین ہیں پس اس شعر کے سبب حضرت نظامی کو مشرک کہنا قصوری
 صاحب کی عقل کا قصور ہو اور داغ میں اونکے باطل فتور جو نسبت و ہتھم اسی کتاب کے صفحہ
 ۵۴ سے صفحہ ۵۵ تک لکھا ہو کہ امام صرف دل کے خیال کو کہتے ہیں خواہ خدا کی طرف سے ہو خواہ شیطان
 کی جانب سے خواہ وہ خیر ہو خواہ شر اور امام ہر ایک کو ہوتا ہو کلمی سے لے انسان تک و رکاف سے
 لے مسلمان تک ہمیں کیسی خصوصیت نہیں ہو اس امام کو اولیاء اللہ کا خاصہ سمجھنا خطا ہو بلکہ
 ہر ایک مومن اولیاء اللہ ہو اور امام کسی کا خاصہ نہیں انتہی کلامہ و آہ اب کیا پوچھنا ہو کہ کلمی بجز
 اور مشرک و کافر کو بھی امام ہونے لگا اور ہر مومن خواہ فاسق ہو یا فاجر اولیاء اللہ ہو لا حول ولا
 قوۃ ایسی سمجھ کے آدمی سے خدا بچا دے اور کسی مسلمان کو ننگے دام و سوسہ شیطانی میں نہ پھنسا
 ظاہر ہو کہ سوسہ اور شر میں شیطانی طرف سے ہوتا ہو اور امام لموزیر میں زمین کی جانب سے
 ہوتا ہو جیسا کہ ملانے بیان کیا اہل ایمان انقاء مفعنی فی الظلم بظریق الفکر من تلخیص الخیر اوسوۃ
 بست و ہشتم اسی کتاب کے صفحہ ۵۴ و ۵۵ میں لکھا ہو کہ سب فعال و اقوال آنحضرت
 صلعم کے تشریحی اور محمود نہیں ہیں اور عصمت مطلق آپ کے واسطے ثابت نہیں ہو ورنہ صحابہ آپ کی
 بعض خطاوں پر اعتراض نہ کرتے انتہی خلاصہ کلامہ بیان تو ملا قصوری آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم سے بھی خوش عقیدہ نہیں ہو اور انکو پیغمبر معلوم نہیں سمجھتا ہو اور آپ کے بعض قول و فعل کو
 خلاف شرع اور ناجائز بتا ہو اور انہیں کی انتہی میں ہو کہ انہیں پر اعتراض جاتا ہو اور نسبت
 اسکی صحابہ کی طرف لگاتا ہو معاذ اللہ اگر کئی بادشاہ دین ہوتا تو اس گستاخی اور اہل کی ضرر و سزا دیتا
 اور دائرۃ اسلام سے خارج کر کے بدلا اسکا قرار واقعی لینا خیر اب ہم ملا قصوری کے اس قصور
 سے ایسا فسق و فجور کو قطع حقیقی کے سپرد کرتے ہیں کہ وہ اپنے صبیحہ پرافتر اور اعتراض کرنے لگے

خوب سمجھ لیا جو چاہیگا اسکی سزا دیگا حال آنکہ عقیدہ اہل سنت کا آنحضرت کی نسبت یہ ہو کہ جلائے
 و اقوال آپ کے محمود اور مشروع ہیں اور مطلق عصمت آپ کو حاصل ہو سب صحابہ آپ کے حکم کے تابع
 اور فرمان بردار تھے کسی نے آپ پر اعتراض نہیں کیا بلکہ بعض معاملات میں بطریق مشورہ اور متفقاً
 مصلحت وقت کے عرض حال کرتے تھے اور آپ کو ہر کام میں امام مطلق اور پیشوا سے برحق سمجھتے تھے
 اور کسی نے مخالفت اور عدول علمی آپ کی نہیں کی کہ اس پر یہ آیت واضح الدلالة مطلق ہو و ما کان
 راسخاً منہ و لا مؤمنین اذ اقصی اللہ و رسوله اھلاً ان یکون لھم الخیۃ و یمین افھم
 و من یتھمل للہ و رسوله فقد ضلّ کل کعبۃ البینۃ الینی نہیں لاکون جو واسطے کسی بیوں کے
 اور نہ مومنہ کے جبکہ مقرر کر دے اللہ اور رسول اور سکا کوئی کام یہ کہ ہووے واسطے اونکے اختیار
 اپنے کام سے اور جو کوئی نافرمانی کرے اللہ اور اس کے رسول کی سو وہ باطل گمراہ ہو گیا نسبت
 و یمین اوس کتاب کے صفحہ ۵ میں تضمین اور اقتباس قرآنی کو کنز اور منوع لکھا ہے اسی بنا پر
 شیخ سعدی و حضرت جامی و حافظ ایسے بزرگوں کو کہ جنکی جلال و عظمت و نقاہت متفق علیہ
 زمانہ ہو کا فرمان دیا اور ان پر تکفیر کا فتویٰ لگا دیا صرف اس قصور پر کہ سعدی نے گلستان میں
 ۵ زینہار از قرین بہ ہزار + و فناء بکتا عذاب الکاذب + اور جامی نے زیہامین
 شد از سبویان گردون صدادہ + کہ سبحان الذی استوی یعبدہ + اور حافظ نے
 دیوان میں ۵ چشم ما فزیر بام قہر آن خور سرشت + شیوہ جنتا تجرئی غمگھا
 الکاذا داشت + کو آیات سے تضمین کر کے قرآن کو سیاق سے ہٹا کر اپنے جنس کلام سے
 کیوں کر دیا اس واسطے کہ یہ آیتیں جس محل اور موقع پر نازل ہوئی تھیں اوسکے خلاف بیان دے
 کیا ہو حال آنکہ پہلے شعر میں تضمین آیت کی نہیں ہو کیونکہ آیت تو فقط و فناء عذاب الکاذب +
 یا فقیئنا عذاب النار + پر پس قصوری صاحب کا نظم قرآن میں سر اسر قصور ہو ورنہ کیسی کو
 آیت قرار دیکر ایسے بزرگ کی تکفیر پر مستعد نہوجاتے اور یہ سمجھا کہ شعر جامی میں آیت سیاق
 سے محل گئی صرف منشا می سو فہمی ہو اور عقل کی کمی ہو کوئی ماقول سکونہ کیجا کہ یہ آیت اپنے
 سیاق سے محل گئی کیونکہ اس شعر کا صرف یہی مطلب ہو کہ جب آنحضرت شب معراج میں آسمان
 پر پونچھے تو ملائکہ نے آپ کا ہر عروج اور مرتبہ دیکھ کر اس آیت کو جو خاص بیان معراج میں وارد ہو

حکایت بطور تسلیح باری تعالیٰ کے بعد پڑھ دیا یا اسکا مضمون ادا کر دیا جیسے احادیث میں وارد ہو کہ
 آنحضرت بوقت اقتل صلوات کے آیت لآی وَجْهَتْ وَجْهٌ لِّلْمُخْرَجِ فَاصْصَلِّ خِزْفَ اِبْرَاهِیْمَ کے حق
 میں وارد ہو نقل و حکایت پڑھا کرتے تھے اور علی ہذا القیاس شعرا و فاضلین بھی جو استعارہ لطیف و طرائف
 و تشبیہ بلغی شاعرانہ ہرگز نہ مافی سیاق آیت کے نہیں ہو جو شاعر و وہ اسکے مضمون باریک
 مابہر و اور جو قصوری ہو وہ اس نازک خیال کے فہم قاصر ہے

اور پھر انکے علیات دیکھیے

اول یہ کہ پانی اگرچہ نہایت ہی قلیل ہو نہایت پڑنے سے ناپاک نہیں ہوتا جب تک کہ رنگ و ربوہ
 اور مزاج اسکا نہ بدلے اور پانی پاک ہو اور پاک کرنے والا چنانچہ یہ مضمون طریقہ محمدیہ ترجمہ درمیان
 قاضی شوکانی مطبوعہ فاروقی دہلی کے صفحہ ۷۷ میں نواب صدیق حسن خان امیر بھوپال نے لکھا ہے
 اور یہ وہ کتاب ہے کہ چیر خود مولوی نذیر حسین نے اپنی ہر نگاہ لکھا کہ اسپر موصدین بے دھڑک
 عمل کریں اور وہ پیارے میں خود نواب متبرجم کہتے ہیں کہ قبیح سنت اسپر نگہ بند کر کے عمل کرے اور
 اپنی اولاد اور بی بیوں کو ٹھٹھا دے اور یہی مضمون کتاب فتح المغیث بقفۃ الحدیث مطبوعہ مطبعہ
 لاہور کے صفحہ ۷۷ میں بھی مندرج ہے یہ وہی کتاب طریقہ محمدیہ جو کہ جسکا نام بد کے نواب بھوپال نے
 دوبارہ اور تہ بارہ بھوپال اور لاہور میں چھپوا دیا فرض مطلب سکایہ ہوا کہ کسی کنوین میں سو یا کتا
 یا بلی ڈوب مرے کہ جس سے پانی کے اوصاف ثلاثہ میں تغیر آیا ہو یا ایک لوستے یا ایک پیارے پانی میں
 یا ایک گھر سے میں استدرگ یا موت یا شرب کوئی بخش شو پڑ جاوے جس سے اسکا رنگ و ربوہ اور مزاج نہ
 بدلے یا اسے یا اس میں کتا یا سورسٹ ڈالے تو وہ پانی پاک و در پاک کرنے والا ہو اس سے وضو نماز درست
 ہو اور دنیا و اسکا جائز اگرچہ مخالف و نفی صریح کے اور نہ مافی ہو اس حدیث صحیح کے اِذَا وَلَقِمَ الْکَلْبُ
 فِیْ اِنَاءٍ اَحَدٍ کَوْفَلِیْ سَلَامٌ سَلَامٌ سَلَامٌ یعنی جب کتا کسی برتن میں منہ ڈالے تو اس برتن کو
 سات مرتبہ دعویٰ چاہیے مگر غرض قلین ظاہر ہے شاید اسکا یہ جواب ہیں کہ بیان حدیث میں صرف کتے
 کے منہ ڈالنے سے برتن دھونے کا حکم آیا ہے نہ پانی ناپاک ہو نہ اسکا مزاج نہ ذکر ہو کتے کے پیچھے کا پس لگاؤ
 ظاہری نے فرمایا کہ بوجہ اس حدیث کے کہ لَا یَسْکُنُ اِلَّا مَنْ کُوْفِیْ اَلْاَسَاوِ الْاَلِکِ پانی میں پیشاب کرنا

ہر قسم اسی فتح المفیث کے صفحہ میں لکھا ہے کہ وضو لیٹنے سے ٹوٹتا ہے انتہی اس سے معلوم ہوا کہ نیکو
 کچھ دخل نہیں فقط لیٹنے سے بغیر سوئے وضو جاتا رہتا ہے حال آنکہ یہ باطل ہے ہر قسم اسی کتاب کے
 صفحہ میں مرقوم ہے کہ توڑنے والی تحم کی وہی چیزیں توڑنے والی وضو کی ہیں انتہی آپس اس سے
 معلوم ہوا کہ پانی کے دیکھنے اور اوپر قدرت پانے سے تیمم نہیں ٹوٹتا حال آنکہ یہ غلط ہے ہر قسم اسی
 کتاب کے صفحہ ۱۰ میں لکھا ہے کہ اگر غلغل پڑے نماز میں امام کی تو وہ غلغل امام پر ہی نہ مقتدیوں پر انتہی اس سے
 ظاہر ہوا کہ اگر امام جنبی ہو دوسے یا اس سے کوئی فرض ترک ہو گیا اور اسکا کپڑا نجس ہو دوسے یا اس سے
 وضو نہ کیا ہو یا وضو اسکا ٹوٹ گیا ہو تو فقط امام کی نماز فاسد ہوگی اور مقتدیوں کی نماز میں کچھ نقصان
 نہ آوے گا حال آنکہ یہ باطل ہے ہر قسم اسی کتاب کے صفحہ ۱۰ میں لکھا ہے کہ حرام ہے کہ کوئی بی شام اور آنکھ
 غلاموں پر اور آسودہ اور تندرست کھاؤ پر انتہی اسکا یہ مطلب ہوا کہ مصرف زکوٰۃ کے واسطے جاری
 لازم ہے اور اگر فقیر تندرست ہو گا تو اسکو زکوٰۃ یعنی حرام ہوگی حال آنکہ یہ محض غلط ہے یا تو ہم
 اسی کتاب کے صفحہ ۲۰ میں مرقوم ہے کہ جائز ہے دودھ پلانا بڑی عمر والی اگر چہ ڈاڑھی رکھتا ہو واسطے جانا
 ہونے نظر کے انتہی یہ بات تو موافق مطلب بعض یاروں کے کہی یعنی اگر کوئی جوان مرد کسی عورت
 مرضیہ پر عاشق ہو تو وہ اس دودھ پینے کے بہانے سے اس عورت کو ہر روز دیکھا کرے اور
 اسکی چھاتیان پکڑے آپس جس عورت سے یہ بات حاصل ہو تو پھر پردہ جو معنی دار و روزی و
 وضو میں سجاے پائون دھونے کے مسح فرض جو چنانچہ فتاویٰ املاہیہ صفحہ مولوی ابراہیم خیر
 مطبوعہ مطبع و ہرم پر کاش آہ آباد کے صفحہ ۲۰ میں بطور حال آنکہ یہ رافضیوں کا دستور ہے سینہ و ہرم
 پیشاب کے بعد پانی سے تنہا کرنا اور ڈھیلا لینا بدعت جو چنانچہ کتاب عقصام السنہ کے صفحہ ۲۰ و ۱۹
 میں تصریح اسکی موجود ہے اور بدعت انکے نزدیک ایسا فعل ہے کہ جو آنحضرت کے بعد ہوا اور ہر بدعت
 ضلالت ہے اور ہر ضلالت فی النار آپس ہر بدعتی انکے نزدیک ناری اور روزی ٹھیرا تو کلمہ خدا پانی
 سے استنجا کرنے والا بھی روزی ہوا حال آنکہ یہ سنت حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے پس قبول
 انکے معاذ اللہ حضرت عمر بھی بدعتی اور روزی ٹھیرا چھاروہم جو کوئی اپنی بیوی سے جماع کرے
 اور انزال نہ ہو تو اسکی نماز بغیر غسل کے درست ہے چنانچہ کتاب ہدایت قلوب قاسیہ جواب گلزار آہ
 تصنیف مولوی محمد سعید شاہ مولوی نذیر حسین کے صفحہ ۳۰ میں موجود ہے یا تو ہم یا تو ہم یا تو ہم

زیادہ نوافل پڑھنا اور تہائی رات سے زیادہ عبادت میں جاگنا بدعت مذمومہ ہے چنانچہ کتاب میں لکھا ہے
 مصنفہ مولوی نذیر حسین مطبوعہ دہلی کے صفحہ ۲۲ میں مذکور ہے خلاصہ یہ کہ اکثر شب یا تہائی رات سے
 زیادہ عبادت کرنا جیسا کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام وصحابہ کرام و اولیاء عظام مثل حضرت غوث
 اعظم وغیرہ سے ثابت ہوا انکے نزدیک گناہ ہے معاذ اللہ مثلاً زہم خالہ سوتیلی یعنی جبکہ باب ایک ہو
 اور مان جدا جدا اوس سے اوسکے بھانجے کا نخل درست ہے چنانچہ فتوالکے مہدی مولوی عبدالقادر غیر
 امام کالی سجدہ دہلی میں مرقوم ہے کہ چہرہ اونکے اُستاد مولوی نذیر حسین کی مہر بھی ثبت ہے ہفتہ ہم پیر شام کا
 جو سورہ کے پیرائے سے بنایا جاتا اور سکامشہور ہے یا اور چیزیں مثل حج کے جنہیں سورہ کی جہری لپڑائی مثلاً
 ہے جب وہ آنحضرت کے پاس آتی تھیں تو آپ بلا در یافت کھاتے تھے چنانچہ یہ عبارت فتوے مہدی
 مولوی عطاء محمد مندرجہ کتاب تھا الحق مطبوعہ مطبع اہلیق ہند لاہور کے صفحہ ۱۸ میں مرقوم ہے اور اس
 رسالہ میں مولوی نذیر حسین وغیرہ علماء غیر مقلدین کی بھی مہرین موجود ہیں اور اسکے چھپوانے
 میں مولوی نذیر حسین نے بڑی کوشش فرمائی چنانچہ خود مصنف رسالہ مذکور نے عنوان کتاب میں اُس
 امر کی تصریح کر دی ہے اب ہمارے انکار باقی نہیں نفوذ باشد من ذلک کہ آنحضرت صلعم پر ایسی سی
 حرام چیزیں کے استعمال کرنے کا سرسری بیان اور اتمام ہے اور پھر ایسے فرقات مضامین کی اشاعت
 میں علماء کا سہمی اور کوشش کرنا باعث سود انجام و موجب ہرم اسلام ہے جنہیں معلوم غیر مقلدین ایسی باتوں
 کو بھلائے مقلدین کے ازراہ نفسانیت جان بوجھ کر چھپواتے ہیں یا بسبب نادانی اور بے سمجھی کے ایسے امور اونے
 تلمو میں آتے ہیں بہر حال **فَاَلَمْ يَكُنْ لَكَ دَرِيٌّ قَالًا مَّصْبُوبًا ۚ وَاِنْ كُنْتَ تَذَكَّرُ فَالْقَصِيئَةُ اَعْظَمُ ۚ**

جواب سوال دوم

ایسے غیر مقلدین سے جو عقائد و عملیات مذکورہ کے قائل ہیں مخالفت اور مجاہدت کرنا اور انکو
 مساجد میں آنے دینا شرعاً ممنوع اور باعث خوف فتنہ دین ہے کیونکہ مذکورہ سائل متذکرہ بالا سے معلوم
 ہوا کہ وہ اہل بدعت ہیں اور مخالف ملت اہل سنت ہیں اور مجاہدت و مخالفت اہل بدعت سے
 شرعاً ممنوع ہے کہنا **قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ اخْتَارَنِي وَاخْتَارَ لِي
 أَصْحَابِي مَجْلَعُهُمْ أَصْدَارِي وَأَصْهَارِي وَأَنَّهُ سَيَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ يَنْقُصُونَ نَهْجَهُمْ
 فَلَا لَوْ كَلَوْهُمْ وَلَا بَشَارَ بُوَهُمْ وَلَا تَأْكُوهُمْ وَلَا تَضَاؤُوا مَعَهُمْ وَلَا تَصَلُّوا عَلَيْهِمْ لَمْ يَنْهَى**

بلکہ مشرک اور برہمنی سمجھے ہیں اور اس سے بڑھ کر ایک بات ان لامذہبوں کے حق میں محدث نامی علامہ شامی نے حاشیہ رد المحتار میں لکھی ہے کہ ہمارے زمانے کے وہابی عبد الوہاب نجدی کے پیرو اور تابع مثل خارجوں کے ہیں جنہوں نے حضرت علیؑ کی مخالفت کر کے ان کے لشکر سے غرور کیا تھا پس جب لامذہب مثل خارجوں کے ٹھیرے اور خارجی مثل باغیوں کے ہوئے تو جو حکم باغیوں کا ہو وہی حکم لامذہبوں کا ٹھیرا تھا فی البدیہہ ولا یصلی علی بعاۃ کل یکفون وید فکون یعنی ان کے جنازے کی نماز نہ پڑھی جاوے صرف ان کو کفن دیکے دفن کر دیں وکلوا الخواکیر عندہم وواللہ لئن حکم البعاۃ وذهب بعض الصحابیین الی کفرہم یعنی حکم خارجوں کا نزدیک جہو علی مہین تھا کہ حکم باغیوں کا ہو بعض محدثین ان کے کفر کے قائل ہیں (شامی ص ۱۷۱ ج ۱ ص ۱۷۱)




واضح ہو

کہ شہر دہلی میں فیما بین ہر دو فریق کے نوبت نزاع کی پایا تک پہنچی کہ عدالت دیوانی اور فوجداری میں مقدمات دائر ہو گئے تھے سو صاحب کشتربہادری دہلی نے فریقین کے بعض لوگوں کو اپنی کوشش پر بلا کر واسطے دفع فساد کے باہم ملاپ کر لیا پانچ ۲۸ ذیقعدہ ۱۲۹۸ ہجری کو ایک کاغذ لکھا گیا کہ کوئی شخص ایک دو سو سو سے متعزز نہ ہو اور شہر طرامعات عدم مقدمات نماز کے ایک دوسرے کے پیچھے نماز بھی پڑھ نہ سوا وہ ایک فیصلہ باہمی تھا نہ فتوے شرعی بچند وجوہ اول یہ کہ حکام والا نشان کو دینی امور میں کچھ مداخلت نہیں نہ وہ فتووں پر دستخط کرتے ہیں و قوم نہاد میں سوال علماء دین سے نہ بجا و الکتب دینیہ اسکا جواب رقم ہو سٹوہم او سپر مو اسپر اور دستخط کرنے والے سب علماء نہیں بلکہ اکثر طلباء ہی مولوی نذیر حسین اور بعض عوام سکنا لے شہر میں گواؤنگے نام بڑے بڑے چوڑے لکھے گئے ہیں تاکہ مولوی ہوں اور بعض طریق کے مولوی بھی ہیں اور ظاہر ہے کہ اس فتوے کو علماء اہل سنت نے بطریق خاطر منظور نہیں کیا بلکہ بنظر ظالم اعلیٰ کے او سپر مخرن کر دین چنانچہ مولوی منصور علی صاحب ساکن مسجد نئی شہر چاندنی چوک نے باوجود طلبی مکرر کہ اس کے اپنی مہر لگی اور پرتا ہر ہر کہ اگر وہ فتویٰ ہوتا تو ان عوام کی مہر او سپر کیوں ہوتی مگر غیر مقلدین نے اس کو فتویٰ سمجھ کر بڑی شہرت دی تاکہ اور لوگ بھی دھوکے میں آجائیں اور بالفرض اگر یہ فتویٰ بھی ہو تو اس سے اونکی وہ کتابیں کہ جنہیں حضرات مقلدین کو کافر و مشرک لکھا ہے سب باطل ہو گئیں کہ آخر ان کے مٹے سے حق صادر ہو گیا کہ مقلدین کے پیچھے نماز جائز مری

وَهُوَ الْقَصْدُ وَاللَّهُ سُبْحَانَهُ

الْع
موسیٰ احمد الشیخ الحنفی السورنی

مواہیر و تخط علمای دہلی و کانپور وغیرہ

هوالموافق	هوالموافق	هوالموافق
ایسا شخص گروہ اہل سنت و جماعت سے خارج ہو اور نماز اوسکے پیچھے نہ پڑھنا چاہیے۔ کتبہ الفقیہ الی اللہ یعنی محمد علی عینی	اصلاً و اجازاً احکاماً فادوا سماعاً و اعلم و علمہ اتم و احکم مراد لایبہ حال محمد عادل علیہ الرحمۃ بفضل الشامل و جملہ من لا ینین یوم الزلزال	المحواب صحیح و المحجب مصیب - حذرہ قاضی شیخ احمد عفا اللہ عنہ
		

هوالموافق

مجبب لیسے جو مسائل و احکام مخالف فرقہ اہل سنت و جماعت غیر مقلدین کے فرقہ اہل سنت سے
خارج ہونے پر بطور دلیل کے اوکی کتابوں سے کہے میں او میں سے بعض احکام او کی بعضی کتابوں
میں راقم نے بھی دیکھے میں غیر مقلدین کے یہ مسائل مختصر و احکام متبدلہ بلاشبہ قابل رد و انکار ہیں
کہ او میں سے بعضے موجب کفر و بعضے موجب فسق و ابتداء اور عموماً یہ سب احکام اہل سنت کے
نزدیک محض لغو اور بے اعتبار ہیں ایسے احکام مخالف اہل سنت کا معتقد و ملتزم بلاشبہ اہل سنت
کی جماعت سے خارج ہو اور جب وہ شخص ایسے مسائل مخالف کے التزام سے اہل سنت کی جماعت
سے خارج ہوا تو اوسکے پیچھے اہل سنت کو مار پڑھنا ناجائز ہو اور اگر ایسے شخص کے مسجد
میں آنے سے فتنہ و فساد پیدا ہوتا ہو تو اسناد فتنے کے لیے مسجد میں آنے سے منع کرنا



بہتر ہو و اللہ اعلم۔ کتبہ محمد عبد اللہ الحبیبی
الواسطی البکراوی طاب اللہ طبعہ لعیم السامی

صو الجواب



دانش مرآت بدیع پوری دہلی

الجواب صحیح

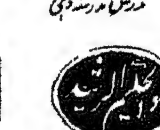


امام مسجد حوض

الحجیب مصیب



ابن کریم اللہ



الجواب صحیح



فی کتبت اگر ان لوگوں کے یہ تمام امیر و اعمال ہیں تو ایسا ہی جو صیبا مجیب صاحب نے جواب دیا۔

واللہ اعلم بالصواب
وعلیہ السلام

فخر الحسن

صم الجواب -

محمد ظہور الہی

واللہ اعلم بالصواب
وعلیہ السلام

ہو الفتاح

فی الوقت اس فرقہ لا مذہب کو کہ جسکے عقائد موافق تحریر مفتی نحریر میں اہل سنت جماعت سے خارج سمجھنا اور اونکے پیچھے نماز پڑھنا اور سبب فتنہ و فساد کے اونکو مساجد میں آنے دنیا بجا اور

درست ہو۔ واللہ اعلم بالصواب

عندہ ام الكتاب

حررہ ابو عمرو بن القوی الحافظ فتح محمد الفاروقی الحنفی الدہلوی

بے شبہہ جو غیر متقدمین ایسے ہوں کہ عقائد اونکے خلاف اہل سنت و جماعت و سلف صالح کے ہوں اور متقدمین کو اپنے زعم فاسد میں مشرک و بدعتی سمجھتے ہوں تو اونکے پیچھے نماز پڑھنا اور اونکو سبب فتنہ و فساد کے اپنی مساجد میں آنے دنیا جائز نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

ابو ایوب محمد

والیہ الرحمہ والمآب - ابو بخش محمد صدیقی عفا عنہ اللہ المادی - الفرینجی علی

مواہیر و دستخط علماء مقام لودھیانہ و دیوبند

تختینا عرصہ ۴۹ سال یعنی ۱۲۵۲ھ سے ۱۳۰۱ھ تک اس فرقے کو خوب دیکھا مسائل سند بڑھتا ہوا
کے سوا اثری بڑی مخالفت حدیث پر یہ فرقہ جری ہو تو لانا اسحق صاحب مرحوم بر ملا اونکو فضائل مضل
وغوین فرمایا کرتے اور یہ لوگ باہر کل کے کہتے کہ میان صاحب کا مذہب وہی جو ہمارا ہے طاہرین
ایسا کہمہ دیا جو اسطرح ہر عالم دیندار کو ہم مذہب پناہ تہا کہ دین محمدی سے اور قرآن و حدیث سے
منحرف کرتے ہیں انکے دین محمدی سے مخالف ہونے اور سنت جماعت کے مخالف اور دشمن ہونے
میں کچھ شک و شبہ نہیں ہے جیسے روافض و خواجہ کے پیچھے نماز پڑھنی
ویسے ہی انکے پیچھے نماز پڑھنی ہر انکی امامت جائز نہیں ہے تفصیل طول کرتی ہو اللہ اعلم۔

ابو الحسن بنی

چونکہ گروہ شرفہ لا مذہب اہل بدع اور موامین سے ہیں اسلئے انسے حتی الاسکان احتراز
ضروریات سے ہو۔ وما علینا الا البلاغ - الراعی
رحمۃ ربہ البیاری ابو البشیر عبد العلی القادری

عبد العزیز

یہ فرقہ غیر مقلدین بیشک خارج اہل سنت و جماعت سے ہے اس لئے مجالست کرنی ایسی ہے جیسے



کہ اہل ہوا اور دین سے آہستہ آہستہ جائز نہیں کیونکہ عقائد اور عملیات ان کے مخالف حدیث و قرآن کے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

ماہنامہ سنہ ۱۳۸۵ھ

عَنْ ابْنِ حُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي غَزْوَةِ حَيْدَرَمَنْ أَكَلَّ مِنْ لَهْدٍ وَ الشَّصِّ قَاتِلِي النَّوْمِ فَلَا يَفْرَبَنَّ مَسْجِدًا نَادَاَهُ الْبُخَارِيُّ بِعِنِي جَوْشَنُ كَهْمَا لَمْسَنِ كُو
پس نزدیک نہ چٹکے مسجد ہماری کے اور مؤطا امام محمد بن عمر بن الخطاب سے مروی ہے کہ ایک عورت
مجدوبہ کو طواف کئے سے مانع آئے۔ اور فرمایا کہ تو اپنے گھر میں بیٹھ اور لوگوں کو ایذا نہ دے۔ اور
شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر عزیزی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یوں نقل کی ہے کہ ایک دن
ایک واعظ کو مسجد کو گئے میں دیکھ کر فرمایا کہ یہ کون شخص ہے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ یہ واعظ ہے لوگوں
کو گناہوں سے روکتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس سے پوچھو کہ ناسخ منسوخ کو جانتا ہے
اوستے کہا کہ مجھ کو ناسخ منسوخ کا علم نہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس کو مسجد سے نکال دو
اور نیز شاہ عبدالعزیز صاحب نے تحت بیان آیہ وَأَصْبِرْ عَلَى مَا يَقُولُونَ کے لکھا ہے کہ طعن کرنا
سلف پر سخت ترین ایذا ہے لسانی سے ہے اور ایشاہ میں لکھا ہے کہ مودی کو مسجد میں آنے سے منع
کرنا چاہیے اگرچہ ایذا اس کی لسانی ہو۔ فائدہ پس جبکہ روکنا مسجد کے آنے سے بسبب موجود
ہونے ایک امر کے امور مذکورہ سے درست ہوا تو غیر مقلدون کو جو جامع امور مذکورہ کے ہیں نکالنا
بطریق اولیٰ درست ہوا اور سبب حقوق مرض باطنی کے جو خدام سے بڑھ کر ہوسا جہ میں ان کے
آنے سے فتنہ و فساد برپا ہوتا ہے اور خداے تعالیٰ مفسدون کو دوست نہیں رکھتا تھا قَالِ
اللَّهُ تَعَالَى وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ ۝ باقی تحقیق اس مسئلے کی رسالہ انتظام الساجد
باخراج اہل الفتن والمفسدین جو اس عاجز کی تالیفات سے ہے موجود ہے واللہ اعلم وعلیہ التقر



۱۳۸۵ھ

خادم العلماء محمد حبیب الرحمن لودیانوی۔ المرقوم ۱۳۸۵ھ

عقائد اس جماعت کے جبکہ خلاف جمہورین تو بدعتی ہونا ظاہر اور مثل تجسیم اور تحلیل چار سے زیادہ
ازواج کے اور تجویز تفسیر اور برائے کائنات سلف صالحین کا فسق یا کفر تو اب نماز اور نفل اور ذبیحہ میں ان کے
احتیاط لازم ہو سیر و افض کے ساتھ احتیاط چاہیے۔



سورۃ محمد یعقوب النافقوی عفا عنہ القوی

شید احمد رنگوی عفی عنہ ابو انجرات سید احمد عفی عنہ محمود حسن عفی عنہ محمود و دیوبندی عفی عنہ



حاضر اوصلیا فی بحقیقت یہ گروہ غیر قلدین اور لازمہ ب خارج ہیں اہل سنت و جماعت اکلواہل
وجاعت میں سمجھنا بڑی غلطی کی بات ہو کسوسطے کراہل سنت و جماعت منحصر ہیں ذامبیلہ ربیعہ میں اور
جسب اہل سنت حنفی میں یا مالکی یا شافعی یا حنبلی جو کوئی بالکلیہ ان چار مذہبوں میں سے اس زمانے
میں ایک کا بھی قلد اور یہ نہ ہو اور اپنے تئیں انہیں سے ایک کی طرف منسوب نہ کرے وہ اہل سنت سے
نہیں بلکہ وہ خارج مذہب اہل سنت و جماعت سے ہو اور مثل دیگر فرقہ ضالہ و افض و خواجہ و غیر
و جبریر و قدیریہ وغیرہم نے ہر حال لفظی و شریعی المختار علیہم کہ یا معتزلہ و معتزلہ یا متابع
الفرقۃ الناجیۃ المسماۃ بأهل السنة والجماعة فان نصرۃ الله تعالى وحفظہ و توفیقہ
فی موافقتہم و خذلانہ و خطہ و مقتہ فی مخالفتہم و هذه الطائفة الناجية قد جمعت
اليوم فی المذاہب الاربعۃ و هم المحنفیون و المالکیون و الشافعیون و الحنبلیون و من كان
حارحاً من هذه المذاہب الاربعۃ فی ذلك الزمان فهو من اهل لبدعة و النار انھی۔ و
قال فی التفسیر الاحمدی قد وقع الاجماع علی ان الاتباع انما يجوز للامة الاربعۃ
انتهی و قال فی الاستباه والنظر تحت القاعدة الاولى ما خالف للامة الاربعۃ فهو
مخالف للاجماع وان كان فيه خلاف غیرہم فقد صرح فی التقریر ان الاجماع قد انعقد
علی عدم العمل بمذہب مخالف للامة الاربعۃ انتهى قال الفاضل تحلیل الفقہ
المحدث المفتی الشیخ ولی اللہ دہلوی فی عقد المجید اعلم ان الاخذ بهذه المذاہب
الاربعۃ مصلحة عظيمة وفي الاعراض عنها كلها مفسدة كبيرة قال رسول الله صلعم

ابقوا السواد لا عظم فشد شد فی التلا تہی قال لقاصی ساء الله فی التفسیر المظهری فان
 اهل السنة قد افرق بعد القرون الثلاثة والاربعة علی اربعة مذاهب لم یبق مذہب فروع
 المسائل سوى هذه المذاهب الاربعة فقد انقعد لاجماع المركب علی بطلان قول یحالف
 ہندہ قد قال رسول الله صلعم لا تجتمع امنی علی الضلالة وقال الله تعالی من یتبع
 غیر سبیل المؤمنین فلما تولى ونصلہ جہنم وساءت مصیباتہ انتہی پس ثابت ہوا حصر اہل سنت
 وجامعت کا اس زمانے میں مذہب اربعہ میں اور جس کسی کا قول کہ مخالف اہل اربعہ کے ہو گا وہ مردود
 اور باطل ہو گا بسبب مخالف ہونے اہل سنت وجامعت کے اور نہ مانا جائیگا اور یہ لازم ہے لوگ قائل
 ہیں جواز خروج کے مذہب اربعہ سے اور ہر مذہب اربعہ کو باطل سمجھتے ہیں چنانچہ معیار راجح مطبوعہ
 لاہور کے صفحہ ۳۰ میں مولوی نذیر حسین نے لکھا ہے۔ جبکہ اہل سنت وجامعت منحصر اور مجتمع ہو مذہب
 اربعہ میں بالاجماع تو اب اس انحصار اور اجماع کا باطل کہنے اور سمجھنے والا اور قائل جواز خروج مذہب اربعہ کا
 اہل سنت وجامعت میں سے نہیں ہوا اور مثل دیگر اہل مذہب باطلہ اور فرق ضالہ روافض وخواارج اور
 جہرہ اور قدریہ اور مزہبیہ وجمہیہ وغیرہم کے ہر پوس جبکہ لازم ہے اہل سنت وجامعت سے
 خارج ہیں تو اہل سنت وجامعت کی نماز لازم ہے ان کے پیچھے نہیں ہوتی اور بالکل غیر جائز اور نادرست ہے
 اور ان کے ساتھ مخالفت اور مجاہدت اور موافقت رکھنے سے بھی اہل سنت وجامعت کو پرہیز اور اجتناب
 چاہیے کیونکہ مجاہدت اور مخالفت اور مصاحبت اہل شروفساد و اہل بدعت کے ساتھ بموجب حدیث
 صحیحہ کے بالاجماع منع ہے قال اکامام النووی فی تہذیب صحیح المسلم قبل کتاب القد فی باب استحب
 مجالسة الصالحین ومجانسة قواء السوء فیہ تمثیلہ صلی اللہ علیہ وسلم المجلس الصالح
 یحاصل المسك والمجلس السوء ینافخ الکبر فیہ فضیلة مجالسة الصالحین واهل الخیر
 والمرتبة ومکادم الاخلاق والورع والعلم والادب والنہی عن مجالسة اهل الشر واهل
 البدع ومن یغتاب الناس او یکثر فحوتہ وبطالتہ ونحو ذلک من الانواع المذمومة
 انتہی اور حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ شہسوی میں فرماتے ہیں سے دور شواہز
 اختلاط یاہد بہ یاربہ بدتر بود از مار بود مار بد تنہا ہمیں برجان زندہ یاربہ برجان بر ایمان
 زندہ + نارختہ ان باغ را خندان کند + صممت نیکانت از نیکان کند + صممت صالح تر اصل کج کند +

صحبت طالع تراطلی کند یہ پس اہل سنت و جماعت کو فرقہ ضالہ لاندہ بان غیر مقلدین کی صحبت سے
 بہت استرا کرنا اور بچنا اور بھاگنا چاہیے فواہن محبتہم الذموا نفرہ امن الاسد کسوا سطلے کہ
 صحبت کو بڑا اثر ہو حضرت خواجہ عزیزان علی رہنمائی رحمۃ اللہ علیہ محبوبہ اعارفین میں فرماتے ہیں **۵**
 منشیہن یاد بان کہ صحبت میں گرچہ پاکی ترا پیدا کند + آفتابے دین بزرگی را + ذرۃ ابرنا پدید کند
 جس حالت میں کہ یہ غیر مقلدین خارج از اہل سنت و جماعت اور داخل اہل بدعت و فرق ضالہ ہوں
 میں ٹھیکے اور نماز اہل سنت و جماعت کی ان لاندہ ہوں کے پیچھے غیر صحیح و ناجائز و ناصحت ہوں
 اور مخالفت اور مجاہدست بھی سب روایات مذکورہ ان سے منع ہوئی تو اہل سنت و جماعت کو چاہیے
 کہ ان لاندہ ہوں کو اپنی مساجد سے نکال دیں اور ہرگز نہ آنے دیں اس واسطے کہ ان کے آنے سے
 مسجدوں میں شرف و فساد و فتنہ پیدا ہوتا ہو قال اللہ تعالیٰ وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنْ الْقَتْلِ وَقَوْلُهُ
 تَعَالَى وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْفَاسَادَ اور حدیث شریف میں آیا جو کہ جو کوئی وقت نماز کے بسن بیاز
 گندنا وغیرہ بدو دار چیز کہ جیسے کمانے سے منہ میں بدو پیدا ہو گا کہ مسجد میں آوے تو اس سے دخل
 مساجد سے منع کرو من ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی علیہ وسلم من اکل من ہذہ الشجرۃ
 فلا یقر بن مسجدی الا یؤذینا یرویح التوم رواہ مسلم وعن ابن عمر بن رسول اللہ صلی علیہ وسلم
 قال من اکل من ہذہ الشجرۃ یعنی التوم فلا یقر بن المساجد رواہ ۱۲۰۰ م وعن عمر بن
 الخطاب قال انکم ایھا الناس تأکلون شجرین لا اراھا الا احییتین ہذا ۱۰۰۰ م مسلم التوم
 ولقد رايت رسول اللہ صلی علیہ وسلم اذا وجد رجلاً من الرجل فی المسجد اذہب و اخرجہ الی البقیع
 من کلہما فلیتمہا طیحا رواہ مسلم قال النووی فی تہذیب صحیح المسلمین باب نئی من کل ثوب
 او یصل او کانا او تمویھا متا لہ رائحة کربوۃ عن حضور المسجد حتی یدھب ذلک الذی
 واخر اجماع من المسجد قولہ صلی علیہ وسلم من اکل ہذہ الشجرۃ یعنی التوم فلا یقر بن المساجد ہذا
 نصیر یہی من اکل التوم ونحوہ عن دخول کل مسجد و ہذا مذهب لعامة کافۃ امتی
 پس یہ امامیہ صحیحہ مال بین اس امر پر کہ جس شخص کی ذات سے لوگوں کو تکلیف ایدہ پونچے اسے
 مسجد میں نہ لے دینا چاہیے پر ظاہر ہو کہ لاندہ ہوں کے مسجد میں آنے سے شرف و فساد و فتنہ پیدا ہوتا
 ہے اور لوگ بے علم غیر بیچارے انکی صحبت سے بگڑتے اور غراب ہوتے ہیں پس لازم و مناسب ہے

هل سنت و جماعت کوه لافه بیون غیر متقلدون کو اپنی مسجدوں میں نماز میں اور ان مفسدون شریروں کو اپنی مساجد سے اخراج کریں اور نکال دیں والسلام علی من اتبع الهدی وآخره عواناً الرحمن للرب العالمین۔ حرم الفقد المقتدر المدنی الراجی الی رحمة الله اکبر العلی الولی القوی الغنی محمد احسن الدین ابو الصبر المعروف بسید محمد اکبر علی المحسنی المجیدی



تحقیق منقح در سجدہ موجب فتنہ است والفتنة استند من القتل والبر اخراج کردن این فتنه باطله ہوید است اولا این فرقہ ماؤلین تشابہات اندک بشکل محکات میدانند چنانچه در رساله احتوی علی العرش استوی از نواب بو ببال موجود است و اینهمه بدان عقیده با و متفق اند ما لانکه انصرام تا از تشابہات بکلام عزوجل وما یعلم تا و یله الا الله ثابت پس مورو من فسی القرآن بر آیه فلیتبوا متعة من الثاکرین شرفه بسطله اند شایانکین قیاس و اجماع اند بنا علیہ بتدین بر سیکونید و متقلدین امشک میدانند حالانکه بکتاب ثابت است بقوله عزوجل و اعتبروا یا اولی الابصار و حمید نبوی نیز مود ما مادی ان النبی صلعم حین بعت معاذاً الی الین قال کیف تقض یا معاذ فقال لکتاب الله قال فان لم تجد فی کتاب الله قال فسنن رسول الله قال فان لم تجد قال احتجوا برائی فقال علیه السلام محمد الله الذی و فی رسول رسول بهما یرضی رسول فان لم یکن القیاس حجة لانکر بل حمد الله علیه **ثالثاً** کمان بطلان عقیده و خود غرض و الحق بل سیکتون عند اهل الحق اذ اغلبوا علیهم خلقهم الله تعالی بقول حبیبہ صلی الله علیه وسلم من سکت عن الحق فهو شیطان اخر من قبت ان هذا قوم لا یحکم قضاة محکم و خیا نهم فی الدین فحسبهم ضرب بالنفل من اهل الحق و التکمال الذین استقروا هذه الضابطه ان لا یدخلون هذا القوم فی مساجدنا ولا یصحبهم ابداً و الله تعالی علیهم بما كانوا یفعلون۔ فقط کتبہ تواب اقدم اهل الاسلام عید الضعیف المدعو محمد عبدالسلام امکا شمیری و طناً و المحنفی مذہباً و المحشقی انظامی الفخری النیازی مشوباً الیه غفر الله له فی حیاته و یدخله الجنة بعد مماته آمین



مواہیر و دستخط علمای شہر اندور و چھاوٹی

الحجواب صحیحہ ہکان فی کتب الفقہ والمحدث **قاسم علی شاہ** خادم شرع رسول **قاسم علی شاہ** خادم شرع رسول
 خادم شرع رسول قاسم علی شاہ اندور خادم الطلبدین علی خادم الطلبدین علی
 صحابہ احباب لا یرفہ الامرا کمالہ صابہ احباب
 حافظ محمد حسین خان احمد جان ولایتی محمد عیسیٰ خان ساکن سید محمد یعقوب پنجاہی
 اندوری اندوری اندوری اندوری

صحابہ احباب خادم علی احمد الواسع مال اور شہر اندور صحابہ احباب سفیات الدین ساکن مدین علی اور اندور
 فرقہ جدیدہ غیر مقلدین کے عقائد جو محیب مصیب نے ارقام کیے فی الواقع اہل سنت و جماعت سلف
 صاحبین کے خلاف ہیں اور یہ فرقہ بدعتی مفسد مفارق الجماعت او اہل سنت جماعت سے خارج ہو
 اور مخالفت اور مجاہست فرقہ مذکورہ کے ساتھ ہرگز جائز نہیں ہو اور اپنی مسجدوں میں ہرگز کھڑے نہ
 نہیں چاہیے اور نماز اس فرقہ مذکورہ کے پیچھے ہرگز جائز نہیں
 ہے۔ واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ التمر۔ الواقع خیر خواہ مسلمان



قد اطلعت علی هذا الجواهر للسطور بتام ما فيه من اللؤلؤ المنثور فوجدته موافقا
 بالکتاب السنۃ والدلائل قد جاء الحق وزهق الباطل اشکر اللہ علی حسن توفیق آ
 المصید سألہ ان يعطیہ فی الدارين اکمل النصیب
 حررہ حافظ محمد اکرم قاضی کمپ مو۔ فقط۔



اعظم اللہ اجور من اجاب فانه قد نطق بالقول الصواب الى ما يشهد به السنۃ والکتب
 وقيل اولو الا لبا بقیة ترا بقلہم اهل العلم وضعف عباد اللہ لمنان محمد ولید عبد الرحمن نائب قاضی کمپ
ما قالہ المحب المصیب حق سدید بالحق المحض عقیدہ جزاء اللہ خیر الخیر عباد اللہ
 امین یا رب العالمین ویأجیب عاء السائلین فی کل آن وحین۔ سطرۃ الراجی غفران اللہ المستغاث
 محمد فضل الرحمن قاضی دارالافتاء حیدر آباد

جو عقائد غیر مقلدین کے او خبین کی کتب معتبرہ سے بیان کیے گئے۔ درحقیقت خلافت محمبیہ

اہل سنت و جماعت میں انکو مفسدین جانکر اسے مخالفت نکریں۔ عاجز محمد عبد الرحمن اندوری

اصنام و اجناس



محمد الیاس
عم الحواب

مواہیر مشاہیر علمای دارالاسلام مصطفیٰ آباد عرف رامپور

بلاشبہ یہ فرقہ فضالہ جسکے عقائد فاسدہ اور اعمال کا سدھ مخالف فرقہ ناجیہ اہل سنت و جماعت کے عجیب معصیبتے بخوالہ رسائل اور فتا و اسے باطلہ اور نکلے نقل کیے اور اکثر اس کے راقم الحروف

کی نظر سے بھی گزرے متبع ہو اور اسکے حق میں یہی حکم ہو جو عجیب مصیب نے تحریر کیا۔ واللہ سبحانہ الموفق

۱۶ احمد ۱۲
محمد
اشاد حسین

هذا هو الحق الصريح والصدق القاطع

الجواب هو لا

هذا هو الحق عند

محمد علی

الدین حسن

۱۲۹۲

المجواب صحيح والى محجة المجواب حق المحل هو الصواب لا شك فيه ذلك كذلك

العبد العبد العبد العبد العبد
مولوی بلبل تعلیم محمد یعقوب عنفی عنہ سید حبیب احمد محمود عالم عنفی عنہ حضرت شاعفی عنہ

یہ شخص امام اس گروہ غیر مقلدین کا سنی نہیں ہے۔ رافضی ہو تو محجب نہیں۔ یہ بیچارہ
عامیوں کو اپنے ساتھ جہنم میں لے جانا چاہتا ہے والد اللہ اعلم۔
کتبہ سید عبدالحق۔ سابق متوطن کانپور حال باشندہ رامپور۔

فی الواقع عقیدہ اس فرقہ جدیدہ و جماعت مستحدہ کا الیاس ہی ہے جس کا کہ مجیب نے ثابت کیا

من قال سؤ ذلك قد قال محالا

عابد حسن عفی عنہ



واقعی یہ فرقہ باطلہ کہ جس کے جواب میں علماء دین ہمارے جو کچھ تحریر فرمائے ہیں درست ہے۔

حرفہ لواجی ورحمۃ اللہ علیہ
 محمد کریم
 المجیب
 العبد

فدائے احمد عفی عنہ
 الحجاب والصلو
 سعید احمد عفی عنہ
 ۱۲۹۸
 ۱۲۹۹
 ۱۲۹۳

والی النبی
 محمد حسین
 ہر سواری محمد حسین صاحب

ابوالنہمان محی
 الدین محمد عجاوب حسین
 عفی عنہ عن الدیوب
 ۱۲۹۹
 محمد ارشد حسین صاحب
 محمد ارشد حسین صاحب

ان حضرات مشیخت آجاسدین مفسدین دین و معاندین مجتہدین و مقلدین اور انکے مریدین و معتقدین کے حق میں جنکو حضرت حق جل جلالہ و عم لوالہ نے آزادی کا حق گلامین ڈالکر ہندوستان کا شیخ نجد بنا کر چھوڑا ہے جسقدر شمشیر دست و زبان کے ذریعے سے

فتواى مفتيان حرمين شريفيين برو كتاب الظفر المبين في رد مغالطات المقلدين

مؤلفه محي الدين لاهوري دوسم كتاب فروش *

حرمين

بسم الله الرحمن الرحيم

وبه نستعين حامداً لله تعالى ومصلياً على نبيه وآله اجمعين - اما بعد فما قولكم دام فضلكم
في رجل يقول ان اكثر مسائل كتب الفقه خلاف القرآن والحديث وان الائمة الاربعة ورحمهم
الله تعالى ليسوا على الحق لا سيما الامام ايا حنيفة النعمان اقواله مخالفة للقرآن والحديث
وانما تلقى في جميع عمره الاسبعة عشر حديثاً ويزعم انه مخالف للقرآن والحديث وشتم عليه
شتماً فاحشاً وصنف في ذلك كتاباً وسماه الظفر المبين في رد مغالطات المقلدين وطبعه
وافشاه وذكر فيه بعض المسائل المذكورة في كتاب الحليمية وسطوا ايضا في رقم مائة من الكتاب
المسطور قائلان هذه مخالفة للقرآن والحديث وقال من قلدا با حنيفة تقليداً شنيعاً فهو منكم
يا محرم او شوك واستدل بقوله تعالى لا تأخذوا الحجارههم ورحمهم انما آمن دُونَ الله وقال
كل ذلك مخالف للقرآن والحديث القلانية واعرض عن الاحاديث التي استدل بها
الامام رحمه الله تعالى وارضاه وهذا لاجل ان بعض الناس جعل بالقد قوله مسائل الفقه مودة
خصوصاً مسائل الامام رحمه الله تعالى من عمل بها من عوام القاس ويدعوهم ويرغبهم في
بالحديث مطلقاً سواء كان ناسخاً ومنه بخاصة او موضوعاً حتى ترك الناس العمل
بالكتب المعتمدة كالمهذبة والنقاية والبحر والمنقذ والهندية والكنز وشروحه والذو حواشي
ويخرج كل من كل بهذا الكتاب الجملة المعطية من الاسلام ويلقبهم بالمشركين نعوذ بالله
تعالى منه فما حكم هذا الرجل المصنف لهذا الكتاب ومن يعمل بكتابه فتواى ما يجوز

الجواب

انما لا يؤخر قولنا بانه هذا بيتا وهبنا من لدنك رحمة اذ انك انت المؤلف
حكم هذا الرجل المنتصف بالصفات المذكورة انه ضال مضل ساء على الارض بالفساد وقد
بين له سوء علمه فهو وبتاعه من حرب الشيطان الا ان حزب الشيطان هم الخصمون
ويحذرونهم على شئ الا انهم هم انكاذبون وقوله من قلدا با حنيفة كان مشوكاً دليل على
انه من جملة المسلمين وقد ورد في الحديث الشريف اتبعوا الشواذ الا عظم

فمن شك في ذلك فليقله في حق الحديث التي هي رواية الى الحكم الامتثال وفيما عطف عليها من الحديث
التي تقوم صدقها والى اعلام هذه حققة فتزيد بصدقته نعم خيال الله تعالى بها وقد نظر ان هاتين العلوي
العلماء كمرصوصا للكلربا لفا حشنة في حق الائمة الاربعة رحمهم الله تعالى وقد انعقد لاجماع خلقا عن
سلف على وجوب تقليد واحد منهم لان التجهيز عقود بعد المائة الاربعة تحكما في اذكار النور حيث لم يؤ
بعد هذا التاثير من كمال شروط الاجتهاد ومن دعاه قدون ذلك خراط القناديس اقدمهم الامام
ابو حنيفة الدمامكان لا زالت عملها على ضرورية الا قدس سبحا لرحمة والوصول كيف وقد ابرك جمعها
من الصحابة رضي الله عنهم ومن جرم بذلك الحافظ الذهبي الحافظ العسقلاني وغيرهما شهد له النبي
صلعم بالخيرية لان من التابعين بلا شبهة ولا يدين في الحديث الشريف مرفوعا حديثي القرن الذي يثبت
نعم الذي يوثقهم الى اخره حتى من جامع الحافظ السيوطي روى الشيخان عن ابى هريرة والذي نفسي بيده
لو كان الدين معلقا بالزنا لكانت اوله رجل من فارس قال الحافظ السيوطي هذا الحديث الذي رواه الشيخان
اصل صحيح يعقد عليه في الاشارة الى حنيفة وهو متفق على صحته وفي حاشية الشرح في الاربعة شيئا
يعني الحافظ السيوطي من زاي حنيفة هو المراد من الحديث ظاهر لا شك فيه لانهم يلقون من بناء فارس
في العلم ببلقنه احداثتي وقد تبعة كثير من ائمة الدين وكل منهم قول بفضله وانني عليه على رؤوس
الاشهاد بين المسلمين فقد روى عن حلف بن يوبن قال قال صالح العلم من الله تعالى الى محمد صلى الله عليه
وسلم ثم صار الى الصحابة رضي الله عنهم ثم صار الى التابعين ثم صار الى الحنيفة فمن شاء فليرض من شاء فليست
انتهى فيجب على كل من اراد ان لا يخرج عن جماعة المسلمين ان يتبع هذا الرجل الظاهر في ائمة الدين
ويجب جرحه الى الدرجة التي بها انتهى عن هذا العمل المفضي الى الكلام في هذا المقام يطول فيما حوزنا كفا
عند دوى الدين واما كمال العقول والله يقول الحق وهو يهدي السبيل -



نقية الفقير هو ما يدين بالي الحنفى صفى المدينة المنورة عفى عنه

المدرس بالبحر الشريف لسوى



من ائمة الحنيفة ومحمد خير النبي



الحمد لله وحده من مما تكون + استمد التوفيق والعرب + انكم في هذا الرجل انصافا مصل قول المسعودي
يدع وضلا لا يقول الا مبتدع خارج عن طريقة علماء الشيعة وخصوصا اخيه عن اتباع الملك
الحديث في المذهب الاربعة فان تلك المذاهب مستمدة من تلك السنة فهي عبادة عن تنبيه رسول
الله صلى الله عليه وسلم الذي من خرج عنها كان حكوما كلفه في يوم على قول هذا الضال ان الشواذ لا يلزم

نحمدہ و نصلی علینا یا لکیریم

فاکسارنے جو مضامین کتاب فتح المبین فی کشف کاندغیر المقلدین کے دیکھے تو بہت صحیح اور مستطاب ذراہل سنت و
جماعت مذہب مقلدین حنفیہ کے پاس ہر چند کہ مصنف کتاب کی استعداد بخوبی تمام سمجھ جانتے تھے یعنی مقولات میں
یہ شخص بھی سیکڑوں میں ایک فرد ہو مگر اب اس کتاب کے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ یہ شخص جامع علوم بھی ہو
ہر مہر مشقت و محنت کی انتہا جو اسی خیر فیہ اور کامل الی سلام کو قفا فیاطلہ سے محقق نظر آئے
آمین فامین ثم آمین فقہ حررہ ہنف عبد اللہ محمد فضل اللہ مفتی مدرس اہل عربیہ کینک کالج الکفوف

فصل اللہ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ

فی الواقع کتاب الفتح المبین فی کشف کاندغیر المقلدین مؤلفہ فاضل کمال عالم باعمل مخزن محاسن غنی و جلی مولوی
محمد منصور علی صاحب مراد آبادی ضاعف اللہ علمہ و عم فقید کتاب لا جواب ہو بکلیہ یہ روایت و مصواب ہو فقیر حیرت
باجا چند اقوال دیکھے بغایت صحیح پائے فیاض مطلق مؤلف کو ہر جہل حکا کو سے اور
جلد ناظرین و سامعین کو فائدہ تام بخشے۔ حررہ مولانا الحق تبار و حسن برائے رب الفلق بین لانا کالج محمد برہان الحق سندہ قدس سرہ

باسمہ سبحانہ

یہ کتاب فتح المبین بہت اچھی کتاب ہے۔ الفتح المبین کا جواب لا جواب ہو۔ اسکے مصنف نے رد اعتراضات میں
سعی بلوغ فرمائی ہے۔ اور تائید ایزدی سے ظفر بظفر پائی ہے۔ اللہ تعالیٰ مصنف کو اجر عظیم
عطا کرے۔ اور مترض کو بہت کہے آئندہ ایسے اعتراضات باطلہ سے بچا آمین۔ حررہ مفتی محمد غلام

فصل اللہ

ہو العلم

یہ کتاب فتح المبین بلاشبہ حسب تمہید فتح مبین برحق الفین مقلدین ہو مضمون اسکا بلا شک ذریعہ تائید دین
مصنف کو خدا تعالیٰ جزا سے خیر فیہ کہ تصنیف و تالیف فارق بین الباطل و الحق المقلدین
حررہ الفقیر محمد عبد الوہاب محمد غلام حسین مولانا و مرشدنا الحافظ المولوی محمد عبد الرزاق دانفہ علم آفاق

فصل اللہ

ہو الحق

یہ نسخہ نہایت عمدہ پسندیدہ اولی الاباب ہے۔ فقیر مبین کا جواب لا جواب ہو۔ اسکے مصنف نے تردید اعتراضات میں
کوشش بہت فرمائی ہے۔ فضل ایزدی سے ظفر بظفر پائی ہے۔ خالق الکریم مصنف کو جزا سے جو دیل و رثواب جلیل رحمت
فرمائے۔ اور مترض کو ایسے اعتراضات و مہیات سے آئندہ بچائے آمین یا رب العالمین
حررہ الراعی الی مرتبہ انتق خادم العلم اہل الحق المدعو محمد برہان الحق غفر انفا
ذوقہ و ستر الشارعیو بہن مولانا و مرشدنا الحافظ المولوی محمد برہان الحق قدس سرہ الفربخی علی

فصل اللہ

فی الواقع این کتاب فتح المبین در رد مضالطات محی الدین مولف ظفر معین عظیم البذل است بلکه جهت مقلدین
اہل سنت و سنی العمل است کہ از مضالطات آن در دام بکا مدقہ نظر اہرہ نہ نیایند و ہر جا و ذوق غلیظ خود را بر جا نمایند
تصنف عالی مقام دین کتاب ہدایت انتساب کاری کردہ کہ در دفع ہر اعتراض و دلائل قاطعہ و برابریں مسلم
از قرآن و حدیث آوردہ کہ تاخصیر نام نہاد عامل با محدث را از تسلیم آن چارہ نہ باشد و شیرازہ کہ و غیر شبہاتش
در ہم باشد و آئمہ اہل الصواب و الولیہ المرجع و المآب - کتبہ ابو ابیہش محمد مدنی
عفا عنہ اللہ الہادی ابن مولانا المولوی المفتی محمد یوسف الفرنجی محلہ - ابو ابیہش محمد مدنی

لا اله الا هو العلی الرب العکبر

نحمدہ و نشکورہ علی ما اصطیف مولانا و مقتدا انانیتنا المصطفی بالہدی و دین الحق لیظہرہ علی الدین کل
بالفقر المبین علی المحدثین غیر المقلدین لمن ہو رسول من اللہ یتلو مصحفاً مطہوراً فیہا شہ فیہ فی
الطریقۃ الانیقۃ الخفیۃ الخفیۃ القویۃ والدين التآب الی یوم الدین - یریدون ان یطفحوا
نور اللہ بانہم ویابی اللہ الاہدی نورہ و لو کما الکافرون - ان الدین عند اللہ الاسلام من
یبلغ غیر الاسلام دنیا فلن یقبل منہ و ہم فی الآخرۃ خاسرون - و تفضل و تسلم علیہ و علی
المحبوبین المنسوبین الیہ من آلہ البرۃ الفقہاء الخلفاء الخلفاء الخلفاء و سائر اکابر
التابعین لہم بأحسنان - سیما الائمة الاربعۃ الذین ہم للدين المتین اربعة اركان - خصوصاً
علی کما بنا الی حنیفۃ شریفۃ و الخلفاء الخلفاء الاعلام - منہا کمالہ سراج الامة اعظم ائمہ الاسلام
ابعد شفیق صدیق مہر غلوس عمیق جو ہر کینہ علوم گوہر خزانہ فہم قضائل و شامل نشان مولوی محمد عظیم
سنی المذہب غنی المشرب علی ابدی مقام لانزال کاسہ بعلہ محمد مسعود علیا علی انحصار منہ اندون بر باریہ
کتاب نایاب مطبوعہ باب البای سنی بالفتح المبین فی کشف مکارم غیر المقلدین تالیف قوی - اور مقامات
چیہ سے سامات حدیدہ بین اس خاکسار خادم صفار و کبار کے مطالعہ میں در آئی - بملاحظہ تقریرات
سنجیدہ جوابات پسندیدہ کا سرۃ الاسنان کے صفوات مطاعن پر خفاں غیر مقلدین مجتہدین سے نسبت
اکمہ دین خصوص حضرت باریکات حنفیہ عالی شان کشہ اندک الرحمن معاشہم فی کل مکان و زمان کے
ساتھ اسانیدہ صحیحہ و عبارات فصیحہ کے سزاوارتہ تحسین و تحاشی و مسانی و مہمانی و بان کی پائی سداً بصدیق
و اقباء والی درج الکمال رفقاء و لم یجعل لہ فی الکتوبین ضییر او جزاء فی الدارین غیر آمین فآمین رب العالمین



دارالعلوم حقانیہ
ابو الکلام محمد اکرم انصاری النظامی محدث دارالعلوم حقانیہ محلہ - دارالعلوم حقانیہ
دارالعلوم حقانیہ دارالعلوم حقانیہ دارالعلوم حقانیہ دارالعلوم حقانیہ دارالعلوم حقانیہ

بکر مسکرم و جلد کماکان اہلین و شیعہ جنتہ النعیم بن مولانا اسحاق المولوی محمد نعیم دام بالفیض رحمہ

ساعدا و صلیا و سلم

بین تصدیق کرتا ہوں کہ مولوی منصور علی خان صاحب مؤلف کتاب ہدائے بہت قلیل زمانہ میں محققان



جو اب نفع البین کا دیا ہو اور کما دغیر مقلدین کو عبارات و تفادیر محققین کا ہر ایک
وہو دیا کرو یا جو حواہ شدہ خیر ہو۔ حررہ العاصی محمد عبدالعزیز القرظی محل غفر اللہ عنہ

ہو الموفق

در حقیقت النفع البین فی کشف کما دغیر المقلدین جسکو جامع کمالات صوری و منوی مولوی محمد منصور علی
خان صاحب مراد آبادی نے تالیف کیا و کیا کو کوزے میں بھر دیا کتابا نظیر تحریر و لپیڈ یہو خصوص فوق
ضار کے حق میں بے نیام شمشیر۔ راقم آٹم نے جا بجا چند اقوال دیکھے صحیح و درست پائے خداوند عالم مولانا



کو جزای خیر عطا کوسے اور سارے مستفیدین مسترشدین کو نفع بخشے۔ منقہ خادم
اولیاء اللہ اکرم محمد ابراہیم غفر اللہ الرحیم ابن مولانا المولوی علی محمد جلد شدہ احمد الغفری

نقد و شتعلینہ

مولوی منصور علی خان صاحب نے یہ کتاب فتح البین بہت اچھی تحریر فرمائی۔ روحہ اضافات الطفر البین
فتح کامل پائی۔ کیونکہ نوایک توادعین تائید مذہب حق حنفی منظور ہو۔ اور الحق بعلو ولا یعلی مشہور
ہو۔ دوسرے انکناہ نصرت سے مشتق ہو۔ اور لا سمعہ تذل من السماء حق ہو۔ اللہ تعالیٰ انھیں



برخیزم عطا فرمائے اور معتض کو راہ صواب دکھائے۔ آمین ثم آمین
حررہ نظام الدین محمد عطاء اللہ الاحد بن مولانا اسحاق المولوی محمد الدین احمد

باسمہ سبحانہ

الحمد لله الذي اصطفى مولانا بالهداية والملة الخفيفة. وهدى قلوبنا الى تقليد هاتى الطريقة
الشويفية. والصلاة والسلام على رسول الله خيرا لا نام. وعلى آله واصحابه المجتهدين عظماء اهل
الابجد کیا ہم میں کیا ہماری زبان ہو۔ کمان خداوند عالم کمان او سکی شان ہو۔ کیونکہ حرف شکر زبان
پر لاوین کہ شپکا ہر عین میں بضاعت مزیات ہو۔ اپنے کو دیکھیں یا او سکو چھوٹا منہ بڑی بات ہو کسی
کیسی نعمتوں سے ہر دم بکواسر فرادی ہو۔ کیسی ہماری تنگ چشمی و کیسی او سکی بے نیازی ہو۔ اس غلی
کا صہ انسان کو عقل دیکر کیسا متاثر کیا۔ ولقد کو منافی ادم کے خلعت خاص کسر فرادیا۔ حق و باطل
میں فرق دکھایا۔ جاء الحق وزهق الباطل کا مژدہ سنایا۔ کیونکہ کمال دنیا زمندی سے قدم باہر کرنے

اور کس طرح تقلید کو تو زین سر عجز اور ٹھانین۔ کل اسکے احسانند و منون ہیں۔ اسکے سامنے عاجز و بکسر
 ہیں جسے ذرا بھی سرکشی سے سروٹھایا۔ ذلیل ہوا اور بچنایا۔ چنانچہ سابق میں سرکشان خود میں و بکرا
 اسلام متین نے حق المبین فرمود و مخاطبات المقلدین تصنیف کر کے اپنی لیاقت غیر محترکہ کو ظاہر کیا۔ جو غم
 مجتہدان عالی شان پر غلطیوں کا الزام دیا۔ جمال ناقص البقید کو بزم باغ کا مالک حضرات کبار کو اپنی بد مذہبی سے
 نشانہ تیر لامت بنایا۔ من محل صالحا پر طعن و عیان کیا۔ تیر سوین صدی میں لہن آخو ہذا الامۃ اولھا
 کے مضمون کو بیان کیا۔ چاند پر خاک ڈالی اپنے منہ پر آئی نیا فائدہ ہوا بقول شخصے لکل فرعون موسیٰ
 و لکل دجال عیسیٰ۔ بدو نہ تعالیٰ سر نشانہ فاضل طلیل عالم فیل صاحب طبع و قادر و ذوالایادی۔ موسیٰ
 محمد منصور علی خان صاحب مراد آبادی کے کس ستانت و دیانت سے جواب دیا ہو۔ اور کیسے عمدہ طرز سے
 مذہب باز و لائل پیش کر کے خصم کو قائل کیا ہو۔ اشارت اندہ کیسی کتاب مستطاب فتح البیہ کشف سکا نہ غیر المقلدین
 ہالیف قرانی کہ جبکہ دیکھنے سے سرکش و باہیون نے گردن بھکا لی۔ حق تو یہ کہ فاقا بسورۃ من مثله کی تائید
 کہی ہو کہ ہر دلیل او کی برہنہ شمشیر ہو۔ ہر سطر او کی خصم کے واسطے تیر جگر و زہر ہو۔ اور ہر لفظ او کا سنگریں کیے
 شعلہ جان سوڑ ہو۔ کتاب کیا ہو دستور العمل الی سنت ہو کہ ہر نقطہ او کا تیرہ دلوں کے واسطے چرخ ہدایت ہو
 حق تعالیٰ اس کتاب سے مقلدین کے دلوں کو پر نور کرے اور غیر مقلد و مکے تعصب
 نفسانیت کو دور کرے۔ آمین قارئین ثم آمین۔ حررہ خادم الطالب ابو الفنا محمد بن محمد
 غفرلہ اللہ الوید ابن مولانا مولوی امجد علی احمد صاحب حکیم علیہ رحمۃ اللہ الرحیم فرمائی



ہو التحکیم المجلد

حاشا للہ المجید الحمید و مصلیٰ و مسلما علی رسولہ الوحید۔ والدہ الکرماء۔ و اصحابہ الرحماء۔
 و سن تبعہم باحسان الی یوم الدین۔ من الامۃ و المجتہدین۔ سیما امامنا الاعظم۔ و مقلدنا
 المکرم۔ قطب دائرة الترویج و الاحکام۔ ناظم نظام الملۃ و الاسلام۔ سیدنا ابی حنیفہ و صاحب
 و اتباعہ المذنبین۔ جزاہم اللہ عنی و عن سائر المسلمین۔ حلیہ المجرء۔ الی یوم البقاء۔ الامجد
 یہ عجالتہ افعہ و غیر مقلدین میں ایک شاہد و مشہور ہو۔ ہر جملہ اسکا حجامۃ العین پر منصور ہو۔ کیونکہ کوئی کہ فصل
 تحریر عالم مدیر انظیر مشہور میں الی لائل و الاقران مولوی محمد منصور علی خان صاحب کی عمدہ تالیف ہو
 کر زید تصنیف ہو۔ جس قدر تہمتی نظر فقیر سر پا تصدیق کر دیکھنے میں آئی۔ فوائد سے ملو وائد سے خالی پائی
 مضامین اسکے نہایت نفیس۔ عبارت اسکی بدربہا سلیس۔ ہر سطر کو یا شہر جاہت ہو۔ ہر بیان قانع
 ضلالت ہو۔ خد او نہ کریم اپنے فضل عمیم سے اسکو مقبول قیادے۔ اور جو برکت آن حضرت علیہ الصلوٰۃ

والحیة فی الفین کور است پر لاوس۔ الامام فقہینا و بین قومنا با الحق وانت خیر الفقہین۔ جنتہ
یا ارحم الراحمین حورہ الفقیر الی اللہ الوحید ابو الحامد محمد عبد الحمید
غفر اللہ ذنوبہ وستر عیوبہ ابن سلطان المشوہ برہان الطریقہ مولانا الحافظ
محمد عبد الحامد مد ظلہ العلیل و فیضہ العیم۔ الفرخی علی الکنوی



هو العلم الحکیم

لله در الحبيب حيث انى باجوبة صالحة منقولة في كتل لفقهاء بترجمة صحاء مرقة وبتوضيخ اخر
في دفع شبهة خلقيتيهم ورودها على مخالفة اقوال ملقدين الحديث والاخبار الصعبة
المروية عنه صلوات الله عليه وسلم بحيث صارت تلك المشبه هباء منثورا من غير تعصب واعتساف
بل بنظر الانصاف بالفاظ حذرة وبيانات طرية ولكن بهذا انفس لم يجعل الله له نورا فاعلم ان نورا
ولو على طوره وعين الرضى عن كل عيب كريمة ولكن عين النقط تبدي المساويا



حبيب العبد الاكسى محمد نور علي
عسا الله الولي ملاذ آنا دى

محمدي كتب صرف و نحو و مقول و مقول
مطبوعه و نصف نور احمد في شرح نفيس

الحبيب مصيب فيما اجاب قاله دره فيما اجتهد واصاب



نعمت العبد الواجب راحة ربه الولي
المدعو بمحمد عا س علي

درس درسه جو نورداد و و برادر
حضرت مولانا موصوف الصدر

محمد يعلى على رسول الكريم

پید است که در دار کون فساد امری بزرگتر از صلاح دین خواستن و باحقاق حق پرفاستن نمود و هست و بجانش
ایزدی و توفیق ازلی بجز کسی نیکو نیاید و نشان همه عادت است و زیور پرایه آنها تمام که کشتن دین دولت سواد امر
پس بشارت باد فخر المعاصرين جامی دین الفیض الایمه محی السنه مولوی محمد منصور علی خان راکر این عطیه کبرئیه
ارزانی داشتند و اعلام فخرش بنیروی باروی ان حزب الله هم الفاعلون برافراشتند که ذکر امتش بچاک
تحقیق جاری و نقد وقت مخالفان هر وقت کساد بازاری بتسوی این جواب لاجواب که سواد و بیاضش من
صدق و ثواب است و معروف و معانیش مقاصد دقیقه و اسرار شکله حضرت سلف در فتح باب لفظ الفطنش من
جان معنی حکیمه زود ورق و قرش آئینه است بیکر تائید نفوس قدسیه و رب و وجهه که تفسیر و تکریر بایده الله کلیم
ایمان کائناتین بتسویش بود و بصدق محی حق الحق و بیطلال باطل و توکله المجهول پس و پیش
میداشت انشائی بوالهینا لی بربت و و پای تقیق بر صراط مستقیم تا نور شبات یافت تقوی پیش چنان نشانی

تحقیق بیتہ کہ خصم بخارہ اگر مضطربانہ زبان پر تجسید نکشاید چہ کند و براہین عقلیہ و نصوص قطعیہ چنان بکسری قبول نشسته کہ طاعن شرمسار از ادوی خریدار لکڑی کا دہ تسلیم و تقلید قدم نہ بند کجارد و سرچند سعادت طلبان موافق را از ضعف ترو در سنگاری رسید و بمقتضای و قائل کاسکاری مگر محرومان بخا رانیز بتفصیح و تذلیل سد باب گستاخی و شوق چشبی شدہ بوجہ تقلیل جنایت و امتناع منکر تخفیف عقوبت و توفیق مذمت متوقع است پس شکر گفتنش بر مخالف و موافق واجب و من لہ یشکر الناس لہ یشکر اللہ از آنجا کہ از کلمہ حق خموشیدن خصوصاً بوقت حاجت و ہتہما و حکم و لا تکتوا الشہادۃ و من یکتہا فقد اتہ قلبہ امرست ممنوع میگوید سراپا عائب فتح محمد تائب کہ مضامین متفرقہ و مجمتعہ فتح المبین بچشم انصاف دیدم و بمیزان شعور و تحقیق سنجیدم و دعائیش صحیح براہنیش قوی بجا مسلم عیش مشکور علش مقبول یافتہم واللہ اعلم و علمہ اتم۔ العبد المذنب فتح محمد تائب عفی عنہ



ہو لعالم الحکیم

الحق کہ این نسخہ نسخہ السیت پر تاثیر بل در دفع مواد فاسدہ مس قلب منکران تقلید بمنزلہ اکسیر علامہ انتصار الحق کہ خودش نیز اسٹم ہی مضمونست بردہ قنات و خرافات پوچ و پا در ہوا سے مولف ظفر مبین حکماء انصاف و مضاف نجا الفین سراپا اعتساف برداشت و دور دیدہ صد لہ با کور باطن خاک بذلت انباشت جزاۃ اللہ تعالیٰ احسن الجزاء فی الدنیا والاخری و شکر سحیہ الذی بذلہ لاحقاق الحق و اہتداء الوری - فقہ الفقید الشہید بجا فظا فہم محمد فاروقی الحقیقہ +



حامداً و مُصلیاً

بعد تحمید علام الغیوب و پس توحید ستار العیوب نفت سید الابراور آلہ الاطہار و صحابہ الانبیاء کے اس احقر العباد و اصغر الافراد نے کتاب فتح المبین جواب باصواب ظفر المبین کے اکثر مقامات کو جو غور سے دیکھا تو جوابات عجیب عجیب کو مزمل اعتراضات و دافع مغالطات مولف ظفر مبین کے پایا اللہ تعالیٰ جزاۃ خیر عجیب لمیب کو عطا فرماوے اور ناظرین کو راہ راست تقلید سلف صالحین کی دکھاوے۔ حررہ خادم النشع المبتین محمد شمس الدین عفی عنہ



ہو عالم الغیب

اسمین کیمہ شک نہیں کہ مولف ظفر مبین نے محض نفسانیت اور تعصب سے قہما سے مجتہدین خصوصاً

احناف مقلدین کی نسبت اتمام سجا کیا ہے اور مسائل خلافیہ میں ناحق کا الزام دیا ہے سلف صابین
 اور حضرات ائمہ دین پر جو کچھ اس نے اپنی خیانت اور جالت سے مطاعن و اعتراضات کیے ہیں
 اور اپنے زعم فاسد اور عقیدہ کاسد اور طبع حاسد میں غلط کو صحیح اور ضلالت کو ہدایت سمجھ کر سجا
 خود بیان مٹھو بنکر ٹین ٹین کی ہے اور عمل بالحدیث کا مدعی ہو یہ سب مکر و فریب کے رنگ تھے
 دین کے پردے میں دنیا کمانے کے ڈھنگ تھے چنانچہ عالم باعمل مناظر بے بدل فاضل گیار
 علامہ زمانہ مولانا محمد منصور علی خان صاحب نے اس کتاب فتح المبین میں اونکے دھوکے بازوں
 کی ساری قلعی کھول دی اور بزر واریہ جو بات دندان شکن کے خوب ہی اونکی خبر لی۔ اب اونکو
 اور اونکے تابعین کو چون و چرا کی جائزہ ہی خیریت اونکی اسی میں ہے کہ اس کتاب کو دیکھ کر سیجی
 اختیار کریں اور اپنی کج فہمی پر بار بار چھکار کریں ورنہ اگر چھپر چھارٹ سے باز نہ آئینگے اور ذرا ہی اصلی ترویج
 میں قلم اٹھائینگے تو بالضرور ہمارے مولانا صاحب موصوف میدان معرکہ مناظرہ میں علم
 اٹھائینگے پھر تو شبہ نیز قلم کی ٹاپوں سے ہر ایک کی سرکشی کو مثل نقش پا کے خاک میں ملائیں گے
 اور جب تک کہ ہر مدعی سے حقیقت نہ اہل رجبہ پر جھلک نہ لے لینگے اس میدان سے قدم نہ ہٹائینگے
 وما علینا الا البلاغ۔ حررہ الراحمی رحمة ربہ الہی
 محمد حامد علی عفا اللہ عن ذنبہ الحقی والجلے۔



هو الفارق بين الخطاء والصواب

اکثر مضامین اس کتاب فتح المبین کے جواب ظفر المبین نہایت عمدہ اور لائق عمل اہل سنت جا
 ہیں اور باعث ہدایت و ہایان سہرا چل ضلالت ہیں کیونکہ نہ تو کہ اسکے ہر ہر مسئلے کا مضمون
 موافق قرآن و حدیث کے صاف صاف ہے جو جواب ہو بلا تعصب و اعتساف ہو سچ ہو جیسے تو
 واسطے فتویٰ بی بہادران مقلدین کے میدان مناظرے میں ہر فرقہ اس کتاب کا ایک والفقر آقا
 ہے اور ہر سطر اسکی واسطے دفع فقہ مخالفین کے ایک ننگی تلوار ہے اور ضمیمہ تنبیہ الوہابیین کا
 تو کیا کہنا کہ اسکے ہر ہر مسئلے میں مصنف علام نے ایک عجیب التزام کیا ہے کہ مدعیان عمل بالحدیث
 کو مخالفت سنت کا صریح الزام دیا ہے اگر ان مخالفین کو کچھ بھی عقل ہو تو حق بجانب اہل الراے
 کے جانیں اور دل سے حقیقت مذہب مقلدین کو مانیں خصوصاً اس ضمیمہ کو دیکھ کر راہ حق
 پر آمین لا مذہبی کو چھوڑ کر مقلد نبیائین حق تعالیٰ اس فرقہ ظواہرہ پر مقلدین اہل باطن کا
 پر تو ڈالے اور انکو راہ راست انقلاب پر لگا کر آذادی کی دلدل سے نکالے۔ آمین ثم آمین



یارب العالمین۔ حررہ العبد الفقیر محمد بخش عفا اللہ القدر۔

تقاریر مشتبہ و شخړا و مواہیر علیٰ نحر فیض الشاہ ہیر شہر کانپور

هو الفتاح العليم

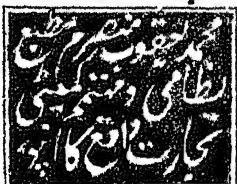
الحمد لله وحده الذي صدق وحده ونصر عبده والصلاة والسلام على من لا نبي بعده أما بعد اس كتاب الاجواب مسمى بالفتح المبين في كشف مكايد خيل المقلدين كونا كاسا وكما مؤلف علام نے اسکو نہایت تحقیق و صحت سے لکھا تھا یہ مقصود کو الی ستالی نصو صلیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ سے مزین فرمایا تفسیر صدق مشعون جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا کا جلوہ دکھایا و دفع جدال و الزام الدحضام بوجہ حسن کیا جواب باطل و ندان شکن دیا۔ دلائل عقلیہ و نقلیہ سے اسکو آئینہ حق نامنا یا صیقل برہین قطعیہ سے رنگ تعصب کو مٹایا فی الواقع یہ قول منصور ہو + سہین کلام حق مسطور ہو۔ حق سبحانہ و تعالیٰ اسکے مؤلف علام قظیم نہام عالم عامل فاضل کامل متاخر بے نظیر شکر و تحسین و الاساقب موعوی محمد منصور علی خان صاحب مراد آبادی سلمہ اللہ المادی کو جو اسے خیر عطا فرماوے اور آفات و آزار سے بچا وے جعلہ اللہ تعالیٰ کا اسمہ منصور و کان سعیدہ مشکوراً



کتبہ العبد الاجم غفرہ اللہ القوی تھیں عبد لغفار اللکنوی ثم الکافور

هو الملهم بالصبوب

حقیقت یہ ہے کہ اس کتاب فتح المبین کے شائع ہونے سے ظفر مبین پایہ اعتبار سے ساقط ہو گئی اور اسکے مؤلف محی الدین کی ساری وقعت جاتی رہی تمام لاہور اور بلاد ہندوستان میں فتح المبین کا ڈھنگا بجا لاندہ ہون کی شکست فاش کا گھر گھر چاہوا کہ اب مقلدین نے کتاب فتح المبین کا ایسا ہتھیار پایا ہے کہ جسکے مقابلہ میں غیر مقلدون سے کچھ نہ بن آئیگا اور جو کسی نے خرابی چون و چرا کی تو مقلدون سے قائل معقول ہو کر منہ کی کھائیگا حق تعالیٰ اس کتاب کے مصنف علامہ اور اسکے دیکھنے والوں کو منکرین تقلید اور طاعنین فقہ برہنہ مظفر و منصور رکھے۔



اور ان لاندہ ہون کے زور و فریب سے ہر وقت ہم کو دور رکھے۔ آمین یارب العالمین۔ حررہ العبد الذنب محمد یعقوب تجا و زعہ علام الغیوب۔ مہتمم کیٹی تجارت کانپور

بسم الله الرحمن الرحيم

حائداً علی آلاء و مصلیاً مسلماً علی فضل رسل و خاتم انبیاء بعد ازین نفثه مباد که در نوقت
کساد باز علم بعضی از کم مایگان جهالت نشان حرفی چند از ترجمہ اردو سے مشکوٰۃ شریف و غیر آن
در یافتہ خود را در عدد علم اگر فتنہ اند و طعن و تشنیع بر اکابر مجتہدین و سب و شتم علمائے ربانین
فریضہ شہرت خود فہمیدہ درین راہ پر خار کورانہ رفتہ اند و از جہل مرکب سوء ادب کہ در جبلت این
طائفہ مخمرست علم بعض احادیث را محیط جملہ احادیث دانستہ اگر گدای سائل فقہی را خلاف حدیث
در نظر خود می بیند اند علی الاطلاق مخالف کتاب سنت انکاشتہ بر مجتہدین دین زبان سب و شتم
می کشایند از آنجملہ شخصےست کہ کتابہ و همچنین طعن و تشنیع ائمہ دین موسوم بالظفر البیدین فی
مغالطات المقلدین بہ عرض تحریر در آورده بے علمی خود را بر اہل علم آشکارا گردانید و از کمال تعصب
نفسانیت بخالفت حدیث نبوی لیس بالموءن بالطعان ولا بالکعان ولا الفاحش ولا
المبذی سبالات نگردہ خود را از کجاستا کجاستا سانیہ اگر چہ این ہمہ گہریزی و بے راہ روی او بہر تغلیط قفا
و بغرض انحراف جماعتی از تقلید مجتہدین بود لیکن ازان جہت کہ خدا سے تعالیٰ بر اسے ہر سبطے
محقق و بر اسے ہر شوریدہ سرے سر کو بے مقرر فرمودہ بہت وحید عصر عالم سفیض حاضر و بادی
موجودی محمد منصور علی خان مراد آبادی جملہ ائمہ مؤیدہ بالا یاد دی و کاسمہ منصور علی الاعادی کر
بہت برود سہنات او بر بستہ رشتہ تالیف این کتاب رشادت نصاب را با نام ل تحقیق بر کشود و مستقل
قلم ہدایت رقم رنگ تلخیص و رنگ تر صبیح از آئینہ الحق یعلو ولا یعلیٰ بر زرد و دقصار کیدہ ۷
نشرہ و امن المومنون من ضرہ و شوقہ بآرک اللہ فی علم ہذا المؤلف و عیستہ و ذات
دیدہ و ایدہ بتحقیق الحقائق فی رد الباطل و طرح ہذا علی



وانا العبد الراجی شفاعۃ النبی الامام محمد عبد اللہ بن الحکام
السید ال محمد الحسینی الواسطی البکرامی رزقہما اللہ النعم المقیم و جیل

ہو الحق المبین

اما بعد الحمد للخالق الکل والصلوۃ علی افضل الرسل و علی آلہ واصحابہ ہدایۃ استبل
اس حق را دم الطلبی نے ان ایام میں جو کتاب فتح البین جواب ظفر مبین کے متعدد مقامات کو دیکھا تو
فی الحقیقت یہ کتاب لاجواب سراسر صواب ہے۔ مضمون اسکا موافق ما قال الرسول والاصحاب
ہے۔ اولی الابواب ہے۔ قابل ہدیہ اصحاب ہے۔ رعایت قواعد اصول و فروع میں دلیل نایاب ہے۔

نظر مائل من مؤلف ظفر مبین جو صاحب شتم و سباب ہر جسکے نزدیک ایسے ہی کو برا کہنا ثواب ہو قابل
عتاب استحقاق عقاب ہو۔ کیونکہ فتح المبین کی تعریف نہ کی جاوے مؤلف اسکا عمدہ الانا مل معقود علیہ
بالانا مل جبرگزیدہ اقران فخر زمان فاضل اجل عالم اہل مقبول بارگاہ لم نری مولوی محمد منصور علی
سلمہ رب العلی ہو۔ خداوند کریم حضرت مؤلف کو جزا سے خیر عطا فرماوے اسکے
مقابل کو عناد اور تعصب بچائے آمین ثم آمین حررہ الہی بخش مرثیہ فیض عالم ہو



هوالم اللهم للصواب

میں نے اس کتاب کو جا بجا دیکھا جواب شافی تو ہر جگہ پایا مگر بعض جگہ تو نہایت ہی عمدہ و نمان شکن
جواب دیا ہو آسمین عمر کی نفس جواب کے علاوہ یہ امر بھی لائق تحسین ہو کہ ایسے غیر مذہب و رتے کے مقابل
میں مصنف علام نے تہذیب و متانت کو نہایت دخل دیا ہو جزا اللہ تعزیر الخیر
کتبہ العبد الفقیر الی اللہ الغنی محمد علی اصبح اللہ حالہ الخفی واسجلہ۔ فقط۔



تقاریط بلاغت مضمون تقاریر فصاحتون علما بریلی و بدایون

هو حافظ دین الاسلام

بعد حمد و صلوة کے واضح ہو کہ شریعت حقہ اسلامیہ میں اختلاف ائمہ صحابہ و علما کا موجب رحمت
حق سبحانہ کا ٹھہرا دیا گیا ہو اور احادیث کا اختلاف بھی بیان حلت و حرمت وغیرہ میں بخوبی ہوا
ہو تیس منجملہ ائمہ اربعہ مجتہدین اہل سنت کے جس مجتہد کی تقلید و صورت عدم طاعت اجتہاد کے
کیجا و لگی موجب نجات ہو اور اپنے نفس کی لذت کے واسطے ملال و حرام کو بدل دینا اور برے
نام بھی خفی اور کبھی شافعی بنجا محض خرافات اور طعن کرنا خاص کر حضرت امام صاحب پر سر
گراہی ہو کہ اجتہاد اور تقویٰ اور ورع اور تبحر آپ کا مسلمہ جمہور ائمہ دین ہو اسکا انکار کرنا و سوشائین
پس اس زمانے میں مگر انہوں نے باتباع ووافض کے جو رسائل طعن مسائل خفیه میں لکھے ہیں
وہ سب مطاعن یک قلم باطل ہیں کہ احادیث و اقوال صحابہ کرام سے وہ سب مسائل ثابت
ہیں چنانچہ اہل سنت نے اپنے رسائل میں اسکی تحقیق کر دی ہو خاص کر یہ رسالہ کہ جبکا نام ناجی
فتح المبین ہو جا بجا میرے دیکھنے میں جو آیا تو میں نے اسکو تحقیق حق کے ساتھ بخوبی موصوف
پایا۔ حق سبحانہ و تعالیٰ مصنف کو جزا سے خیر عطا فرماوے اور مگر انہوں
کو راہ ہدایت پر لاوے۔ کتبہ محمد عبد القادر بدایونی۔ عفی عنہ۔



بسم الله الرحمن الرحيم

میرے نزدیک یہ کتاب فتح المبین نہایت مفید اور نافع ارباب تعلیم پر اور اہل سمعیہ و قیاسیہ
مندرجہ اس کتاب کی درست و سدید مبنی بر صراط مستقیم و منج رشید اور کیون نہ مصنف کتاب
مولوی منصور علی خان صاحب مراد آبادی حفظہ اللہ نقالے عن شہور الاعادی سے میں
خوب واقف ہوں واقعی نہایت ذی استعداد صاحب طبع سلیم و مذہب مستقیم ہیں آیات تکمیل
میں بھی حبس بندہ بھیچیز بھیچان ناکارہ زمان پر اکثر عنایت فرماتے تھے اور اپنے حسن اعتقاد
سے بعض میت استفادہ ہنگام انتصاب بندہ بدرسی اول مراد آباد بعض کتب معقول و منقول
بصورت سبق سناتے تھے تو خود رنگ استقامت اوٹکی ناصیہ حال سے ظاہر و نور سلامت
اوٹکی پیشانی پر تابان و رخشان تھا اور طبیعت گو نہ سیال و وقادہ و قوت مدرکہ جیدہ و نقادہ
تھی اگرچہ خفیفہ کی جانب سے اس باب میں بکثرت کتب مشتمل برا جو بہ دندان شکن تصنیف
ہو گئی ہیں بندہ کو مزید حاجت کچھ تحریر کی نہیں ہوتا ہم اس قدر برادران اہل سلام کی خدمت میں
التماس مختصر ضروری تصور کرتا ہوں کہ شیوخ اس قدر اس طریقہ بے قیدی و مطاعن ایمہ خصوصاً
رئیس المجتہدین و راس المحدثین امام ابو حنیفہ کو فی رحمہ اللہ کا اس وجہ سے ہو کہ اکثر کتب استعداد
اشخاص ارباب اذہان قاصرہ نے جب ان ظواہر احادیث کتب مرویہ شافعیہ وغیرہ مشکوٰۃ تصانیف
و ترمذی یا اس کے تراجم کا مطالعہ کیا جو اکثر مقصور بر احادیث مناسبہ مذہب شافعی و مالک وغیرہ ہیں
اور مضامین ظاہرہ سے بجانب بواطن معانی و مغز و لب لباب مقصود و بغور و فکر قائلین
انتقال کرنا اوٹکی قوت سے باہر تھا اور نہ طرق استدلال مسائل سے کچھ مناسبت بلکہ اجنبیت محض
علامہ ازان و ان المشیاطین لیو حون الی اولیاء اہم جو کچھ وہ نہیں کسی قدر اہل علم بھی تھے
وہ اس قدر غبار تعصب نفسانیت میں آلودہ اور بھگینہ و خلاف و کدورت سینہ میں خفیفہ کے مستغفر
کہ سوار انصاف و مواد تحقیق و تفتیح مقام سے براصل بعید اسپرہ اور باعث جرات و جبارت
کہ مسانید و کتب حدیث خفیفہ مثل شرح عینی و صفحانی وغیرہ بر بخاری و شرح مشکوٰۃ از جانب
خفیفہ و معانی آثار لطحاوی و شرح عینی بر معانی آثار و سانیہ امام و دیگر مؤیدات خفیفہ اکثر کیا یا
یا نایاب ان وجوہ اور ان کے امثال سے ان اذہان قاصرین میں یہ خیال بندھا کہ یہ مسلک
خفی مبنی بر مجرورائے عقل مثل فلسفہ مخالف احادیث صحیحہ نبویہ ہوا اور اگر کہیں کوئی حدیث مطابقت
بھی اون کے آگئی تو وہ ضعیف ہو کیونکہ صحاح و حسان تو مخصوص انھیں صحاح ستہ میں ہیں اور سیدو

انجا اصحاب الرسے نام رکھا گیا ہو کشف ان وساوس و شہادت کا اگرچہ قرار واقعی اس ناچیز نے
اجوبہ راضیہ اور مقدمہ حواشی شرح وقایہ میں کر دیا ہے مگر اس وقت اس سے قطع نظر کر کے صرف سقہ
عرض پر اکتفا کرتا ہوں کہ خفیہ کی جانب ہر ہر سالہ خلا فیہ وغیرہ خلا فیہ میں نصوص قرآنی و احادیث
بکمال صحت و قوت متن و سند بکثرت موجود و موافقت مذہب امام احمد ابن حنبل کی جو مبنی
پر ظواہر احادیث و آثار ہر مذہب امام الایمہ اکثر مسائل میں اول دلیل ہر مطابقت مذہب خفی
کی ظاہر اخبار و آثار کے ساتھ نیز اس سب سے درگزر ہے تو حسب طرح ہم عامیان بے دست و پا کو مسائل
اجتہاد یہ غیر منصوصہ میں بدون تقلید کوئی چارہ نہیں ہے اس طرح مسائل منصوصہ خلا فیہ میں بھی
بغیر تقلید امام کوئی صورت بطور استقامت ممکن نہیں ہے یہ موازنہ ہر دو کتبہ جانبین کا اور چچا
ایک پہلے کا بنظر معانی و عمیق درجہ نصوص متعلقہ مسائل بامرعات جمیع اطراف و جوانب مبرا
و مدارج از روئے یقین و جزم و مراتب مختلفہ ظن و اسناد و متن از روئے رجال و اضطراب
و دلالت و اقتضا و صراحت و اشارت و غیر ذلک حصہ انھیں ایہ مجتہدین بالخصوص ربعہ متعاقبہ
کا تھا جو ہمہ تن اسی نقادی اور پرکھنے میں با کمال فراغ جہد در طرق اجتہاد یہ تمام عمر اپنی جان
صرف کر گئے اور وہ بھی بوجہ سہولت اسباب و قلبت آراء و اختلاف و قدسیت و ملکیت نفوس
و آلائہ برکات و انوار قرب عند نبوی یہ امر متعذر الحصول بارادہ تأیید و تفضیل دین محمدی اعلیٰ
ارواح مقدسہ کو عنایت کر دیا گیا تھا ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء ورنہ ذرا غور فرمائیے
کہ کتاب صحیح بخاری جو در باب صحت بعد کتاب اللہ الباری معدوم ہے اس کے رجال احادیث میں
بھی بکثرت کلام موجود اور انتقادات و اقطعی وغیرہ مشہور و مشہور وہاں یہ کہیے کہ رجحان اوہین
بجانب توثیق و تعدیل ہے مگر اختلاف میں شک نہیں ہے اگر حدیث صحیح جامع الاسانید بھی ملجا و
تو عمل او سپر اس وقت ممکن ہے کہ عدم منسوخیت اس کی معلوم ہو اور کوئی معارض عقلی و نقلی
راجح یا مساوی موجود نہ ہو ناسخ و منسوخ کے علم کی کیفیت کہ حسب قدر اہتمام و اعتنائے شان اس
بارے میں بلکہ عامہ ابواب میں کلام باری کا کیا گیا ہے اور مساعی بلینہ جلیلہ و جود و جمیلہ و جلیلہ
اسمین صرف کیے گئے ہیں اسکا عشر عشر بھی دوسری شرح میں نظر نہیں آتا اور اس نظم معجز کے
منسوخ تلاوت و نسخ حکم وغیرہ کی باتم تفضیل بحث و تفتیش کی گئی ہے تاہم جو اختلافات تعداد کم و کثرت
و تعیین ناسخ و منسوخ میں بکثرت واقع ہوئے وہ کسی قدر مطالعہ تفسیر تقان سیوطی سے ظاہر ہیں
پھر احادیث کا کیا حال پوچھنا ہے کہ تو اسے ارشاد کا علم تو اور پھر ہر شان و دروہ بھی اکثر میں معلوم

اور اگر کچھ علم ہو بھی تو اکثر بطریق ضعیفہ ہاں البتہ وہ زمانہ قریب بعد کسب قد صالح و سزاوار شریعہ و تنقید تھا جس سے اقویٰ امر ایسا حاصل ہونا ممکن تھا کہ اوس سے طبعیت کو سکون و طمانینت حاصل ہو جائے اگرچہ بطور قطع و جزم دشوار ہو پھر معارض کو خیال کیجیے کہ فقدان معارض عقلی کے مقامات تو شاید کچھ کل بھی آئیں اگرچہ عدم علم سے علم عدم ضروری نہیں ہو مگر معارض نقلی کے مفقود ہونے کا علم ہوتا تو ایسا امر متعسر بلکہ قریب بہ مستعذر ہو کہ غالباً یہ اوشین نقادین سلف مجتہدین کا حصہ تھا اس وقت میں تو اگر کوئی مجتہد مطلق اوشینے اعلیٰ درجے کا بھی پیدا ہو تو بظاہر ماوراء امام مہدی مؤید بتائید غیبی کے اس امر پر با تم طریق حاوی و قابلین ہونا اس کا محال عادی نظر آتا ہو اس واسطے کہ یہ بھی ایک قسم کا معارض نقلی ہو کہ جو مشاہدہ عین شریعت غراسے حنفیہ سے اصول شرعیہ مقررہ کے اکناہ و حقائق بمطابقت و حلول فی مواد الشریعہ معلوم کر کے اوشینے انہار و بحور کے سیلان و روانگی یا احاطہ اشکال و اعماق مجاری کے طرق و مناہج پر وقوف کلی حاصل کیا جاتا ہو جو مخصوص موہوب و یحییٰ ارباب اجتہاد و مکاشفان شریعت کے ساتھ تھا یہ مضمون خبر اوس منبع اور اوس منظر و انگلی و طرز سیلان و جریان کے مخالف نہو چنانچہ موضوعات حدیث بھی بعض جگہ اودن مجاری ظاہرہ کے وقوف سے ارباب تحدیث نے دریافت کی ہو مگر تدقیق نظر و تعمق فکر اس باب کی جو اودن ارباب اجتہاد کو حاصل تھی اصحاب تحدیث کو اوشین سے حصہ سیرہ حاصل تھا بلکہ بنیائے نظر پہلی اس امر کی عنایت ہوئی تھی اور ایک قسم معارض نقلی کی یہ کہ مضمون خبر کسی صریح آیت یا ظاہر نص و مفسر و محکم یا اشارت و دلالت و اقتضایا عموماً و اطلاق یا خصوص و تنقید کسی آیت کریمہ کی معارض و منافی ہو اور ایک قسم معارض نقلی کی یہ ہو کہ کسی دوسری صحیح حدیث کے مخالف ہو گو وہ حدیث صحیح ماہدین و فقیہین نجاری یا مسلم مکتوب و مسطور نہو خواہ رجال اسناد اوس کے رجالین صحیحین یا اصحاب صحیحین ہوں یا نہوں اور علی شرط النجاری یا مسلم ہوں یا نہوں مگر وہ حدیث اوشین قوت مضبوط و عدالت سے حاصل ہو چرچہ صحت ہو بلکہ حسن بھی معارض صحیح اس وقت ہو سکتی ہو کہ قوت دلالت و مزید صراحت و قطعیت مدلول میں صحیح سے بغایت اقویٰ ہو اور ایک قسم معارض نقلی کی یہ کہ مضمون خبر کی وہ حدیث معارض واقع ہو کہ گو بوجہ روایت سافہ بہ نسبت ہمارے اس طریق وصول سے اوشین ضعیف ناشی ہو اہو مگر زیادہ مجتہد مستدل تک کے روایات میں ضعف اصلاً نہوا اور وہ استدلال اوس کا ہمہ وجہ تلم ہو اور شاید کہ اکثر احادیث ضعیفہ میں اگر ہو تو اسی طرز کی مطعونیت لاحقہ زمانہ ما بعد امام

طاری ہو گئی ہوگی جس سے مسائل امامین کچھ اختلاف نہیں ہو سکتا جیسا کہ شیخ عبدالحق بھی شرح سفر السعادت میں تحریر فرماتے ہیں بلکہ بعض متعصب نفس روایت امام سے اوس حدیث کو ضعیف کہتے ہیں نہ بروایت مابعد و نہ بروایت ماقبل جیسے حدیث نہی قرارت فاتحہ خلعت الامام اور فذلک انہی معارضات کا علم ہر اون احاطہ و تعمق کامل جمیع احادیث مرویہ صحیح و سنن و مسانید و مستدرکات و مصنفات و معاجم و دیگر اصناف تصانیف حدیث علی وجہ الاستیعاب مع الامعان الکامل کے نہیں ہو سکتا جنہیں کسے آجکل کے محدثین اہل تحفیف کو اکثر کے نام بھی سموع نہوئے ہونگے چہ جاسے معاینہ صورت چہ جاسے عبور و مطالعہ باقی احاطہ و استیعاب و راد سپر غور کامل تو اور چیز جو علاوہ ازان ایسا میا بھی ہو تو حصر جمیع کتب و مس مقدر امتیاز میں ممنوع بلکہ غیر ظاہر اور بضر محال وہ حصر بھی مسلم تو حصر جمیع احادیث صادرہ کا اس مجموعہ میں کیا ثبوت کل متفرقات کے بحیث لائشہ عنہ سنی مکتوب مدین ہونے پر کیا دلیل و برہان قائم ہو چکا کہ نہ مثلاً امام کو وہ حدیث پونہی ہو جو انہیں غیر مدین ہر پھر تباری عقل بلا وجہ ثبوت جانیہ فیصلہ مقدمہ کر دینے پر کس طرح قادر ہو سکتی ہو یا کسی جانب کو ترجیح دے سکتی ہو اور ایک قسم معارض نقلی کی یہ کہ یہ مضمون خبر کسی حدیث مشہور الفحوی یا اقوال و تعامل و عملہ راد صحابہ یا مذہب رادی کے صراحۃً مخالف ہو یا بروایت واحد فیما یعم بہ السلوٰی یا متعلق اجرائی احکام و حدود یا عدم علم خلفای راشد ہو یا با وجود اہم فراض عامہ و احکام ضروریہ کے غیر مشہور و مستفیض فیما بین الصحابہ ہوا و سوا اسکے اور بہت وجہ ہیں اور ایک قسم معارض نقلی کی یہ کہ جماع یا مقتضای اجماع کے خلاف ہو اور ایک قسم یہ کہ باوجود روایت غیر فقیہ کے جمیع اقبسہ ظاہرہ شرعیہ کے منافی ہو پھر ان سبب صحت اور ہر معارضہ کے جمیع انحاء و اصناف کا احاطہ تام کرنا ہم بانصاف آپ ہی سے پوچھتے ہیں کہ ثبوت یا اس سے کچھ قبل کسی سے ہو سکتا ہو پھر یہ سبب اس تقدیر پر یہ کہ وہ حدیث قطعی الدلالت علی معناہ غیر محتمل تاویل و تخصیص ہوا و غالباً اگر احادیث معارضہ و مخالفہ ضعیفہ کین نکل بھی آئیں تو تاویلات کثیرہ و معانی جمہ کے محتمل و تخصیصات بسیار و احتمالات بیشمار اور مدین راہ پائے ہوئے کہ اگر مضامین محتالیہ غیر ظاہرہ ہی ہو جس کسی حدیث ضعیف منجبر لکسر تعددہ الطرق قابل احتجاج کی وجہ سے اخذ کر کے معمول نہ ہوں تو اسکا نام مخالفت کوئی رکھ سکتا ہو بلکہ اگر بنظر اتر ضعیف غیر شدید الضعف و لا کثرۃ الطرق باوجود قطعی الدلالت ہونے کے بنظر تطبیق بہت اشد ثبوت معنی محتمل غیر ظاہر حدیث قوی کے لیے جائز تو اسکا نام بھی مخالفت حدیث نہیں ہو بلکہ اگر ہو تو مخالفت ظاہر بعد رض ضرورت کہ سکتے ہو یہ کل مضمون عجاذ وقت بالبداہتہ بریناسی لزوم عقلی و نقلی تقلید بہر کیفیکہ باشد متعلق بجواب سائل قنایا

الحسنى لظاهى المداقى كان لله ادى الى اتي العون من الحكيم بن سيدى لولد مولانا الماحد -
 ذى العروا حياه الحافظ على سلاله الله الحياه الوكيل القادر المحمد بن الصديق المحمدى الكاشف
 البديع لى سلاله الله تعالى واثقاه وزادنى فضله العجيب - يوم الاربعاء الثامن عشر من اولي الحما دين
 والماتر التالفة بعد االف من هجرة رسول المقلدين صلى الله
 تعالى عليه وعلى اهل واصحابه وسلم احسن التسليم



عبدالله اعجاز احمد لوسته
 هذا التبرع عظيم جاددم القوم السيد
 هذا التبرع عظيم جاددم القوم السيد
 هذا التبرع عظيم جاددم القوم السيد



غضب بر جودت طبع مصنف به كهمون كيام حيت سحر البيا في به جو هوتى نيكگون ورتون به قمر به
 توكتامين كتاب آسمانى به سبحان الله مضامين مبین يا كلة تر يا عين منبع كى روانى جوا جادو
 بيانى - جو مضمون به كيتا به جو طرز به و نه نالاه - هر جواب لا جواب - هر اعتراض زبان عدو پر مقرر من
 تحقيق و تدقيق مصنف علام قابل داد بهين طعن و تشنيع كا پورا پورا انكار و انكسار
 به اعجاز بيان اهل خرد كے واسطے بهار موز كچ مضمون كے حق مين كھنكنا بهو خارو



عامر او مصليا - فتح المبين كتاب بهت تحريك و باصواب به - جو اسكے مطالب حق كونهانے و وزن
 جهان مين خراب به - به تحقيق و تدقيق بن پڑنا بهو غيفه كوفى صوفى كى كرامت به
 جو اسپر سبى نه سمجه او سكى بيان در پرده اور و بان ظاهرا شاست به فقط



محمد ه و نصيلة صلى سوله الكريم - حضرت مؤلف فتح المبين كى سعى و حمايت دين و لفرات نرسب
 مقلدين كادل و جان سے شاكرون - خواه غائب هون خواه حاضر هون - ان غير مقلدون كى
 طرف سے خصوصاً منجانب مؤلف ظفر مبين محى الدين كہ در حقيقت ميرت الدين به جو زبان رازنا
 اور در يده و بنيان نسبت ائمہ مجتہدين اور علماء مقلدين كے معرض ظهور دين آئين سب كا
 جواب باصواب بدلائل ماديت و قرآن كے اس كتاب مين مذكور به اور هر طعن كا و فقيه نهايت تنبيه
 كے ساتھ بحواله كتاب و سنت مسطور به مصنف علام نے تحرير جوابات مين منصب حفظ مراتب كا بخوبى
 ادرازايا فسيفيكه هم الله و هو الشهيذ العلي كوه جيكه ديكھنے سے ہر ایک كى آنكھون مين
 هامت كا نور آيا ان لائى هون كا فتنه و جمال كے فتنے سے كم نيين و انھين سے دشمن مقلد تو
 دشمن دين به بلكه يسه دشمنون كا دوست بهى صداق مبس لقيرين به تسلانون كى صورت
 مقلدون سے كہ درت لا حول و لا قوه جهان تقليد كو چھوڑا لا مذہب بهو گئے - ادھر كے نہ اوچك

در میان میں مذہب ہو گئے پھر جو اس مذہب سے منجھے تو خاصے آزاد بنکر نچریت میں کامل ہوئے
پرانے فشن کو چھوڑ کر نئی روشنی والوں میں شامل ہوئے اب کیا پوچھنا کہ ٹھیک اسلام کے نیچری
میں اور ترقی قومی اور بہروری کے کلمات زبان پر جاری ہیں علماءی سلف پر لعن و طعن کی
بوچھاڑ جو حضرات صوفیہ پرنس قاضیوں کی جبراً و جریۃ مجبور کیاں و احکام ذاتی نہیں بلکہ واقعی جو
کہ صابوتی و افراد اس معنی کے علیحدہ و دہلی و کانٹو رحید راماد و مدراس و کلکتہ و عظیم آباد وغیرہ
میں موجود ہیں جکا جی چاہے ہو کیلئے و کے اللهم الصبر من نصو دین



محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم واحد اعلیٰ عنہم۔ امیں یار العالین

بسم الله الرحمن الرحيم - الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى - لا سيما على
هذا النبي المجتبیٰ والخبیر الطریقی والہ واصحابہ اهل التقی والمقی وعلما امتہ
وخطو می ملتہ والمقلدین لهم باحسان دائماً ابداً حضرت حق تبارک وتعالیٰ نے اپنی
رحمت کاملہ و نعمت شمارستہ اپنے نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم پر قرآن عظیم و ذکر عظیم و اہل
نور یا تمسکنا لکل شیء جبراً و جریۃ بیان ہو کر اس کی ہر نظر کے ایسے ایک بطن ہو اور
ہر بطن کے لیے ایک اہل و ثلاث الامثال نصیبیہ الناس وما یعقلها الا العلون
کہاوتیں کہ تو سبکی یہ ہیں پر او کی سمجھ او خیر کو جو علم و اے میں الرحمن مسئل خیراً
اہل خبرت سے سوال ضرور ہو ہر قسم قاصر اس کے ادراک سے معذور ہو فاسئلوا اهل الذکر
ان کلمہ لا تعلقون ذکر والوں سے پوچھو اگر تمہیں خبر نہ ہو و کل العلم فی القرآن
لکن بہ تقاصر عنہ افہام الاحوال بہ اگر قرآن عزیز کو سب سمجھ لیتے تو وہ تو تفصیل کل تہی
ہو حدیث بھی محض مہل و بیکار رہ جاتی اسی لیے ارشاد فرماتے ہیں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
لا الفین احدکم متکئاً علی اریکتہ یا تہیہ الا من امر من امری مما امرت بہ او نہیت عنہ
فیقول لا ادری ما و سئل فی کتاب اللہ اتعناہ نہ پاؤں میں تم میں کسی کو اپنے تحت
پر تکیہ لگائے کہ آئے اس کے پاس میرا کوئی حکم جو میں نے کرنے کو کہا ہو یا نہ کرنے کو تو بولے میں
نہیں جانتا ہم نے جو خدا کی کتاب میں پایا اس کی پیروی کی رواہ احمد وابو داؤد والترمذی
وابن ماجہ والبیہقی فی دلائل النبوة عن ابی رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور فرماتے
میں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الا فی او تبت القرآن ومثلہ معہ سن لو میں دیا گیا
قرآن اور اس کے ساتھ اسکا مثل یعنی حدیث الحدیث اخرجه الدارمی وابو داؤد وابن ماجہ

عن المقدم بن معد یکر ب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
فرماتے ہیں انہ سیاقی ناس یجادونکم بشبہات القرآن فخذوہم بالسنن فان صحاب
السنن اعلم بکتاب اللہ رواہ الدارمی عن عمر بن الا شعث امر عزیز اسی گمراہی کی نسبت
ہو کہ وہ پیٹ بھر اپنے فکر اپنی مسند پر تکیہ لگائے بیٹھا ہو جب اس سے حدیث پوچھے کہنا تو ہم یہ حکم
قرآن میں نہیں پاتے قاتلہم اللہ انی یوفون ○ جان ابوہریرہ اسیا ہی ہوتا تو عیاذ باللہ نہ
حق سبحانہ و تعالیٰ کا یہ ارشاد و ما انتکم الرسول فخذوہ و ما نهکم عنہ فانہووا جو متعین
رسول دے وہ لو اور جس سے منع کرے باز ہو محض لغو تھا لہذا حضور سید المرسلین صلوٰۃ اللہ
وسلامہ علیہ وعلیہم جمعین نے قرآن کے جملات کی تفسیر مشکلات کی تفسیر محملات کی تعیین مبہات کی
بتیین بطویات کا انکشاف کیا اسفار فرمایا اور وجہ شریعت غراو مبہات سے نقاب و حجاب کو اٹھایا
فصلی اللہ تعالیٰ وسلم علیہ وعلی الہ قدر جاحہ و جلالہ و فضلہ و حکمہ لایا تک
تر صحابہ کرام و محمول مجتہدین کی تسکین ہوئی کہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسا فرماتے
تو ان اراکین ملت و اساطین شریعت کا ذہن ناقص فکر صائب پس دامن ادراک سے کوتاہ نہ
رہتا تا سلیے ارشاد و ما یعلمہم الکتاب و الحکمۃ یہ نبی و انھیں کتاب و حکمت سکھاتا ہو صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کتاب عزیز خود سمجھ میں آسکتی تو تعلیم کی کیا حاجت تھی مگر ابھی احادیث کی
غیر فقہا و صحابہ کرام کے حق میں وہی کیفیت تھی جو قرآن عظیم کی صحابہ و فقہاء کے سامنے لہذا سیدنا
سفیان بن عیینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ اجلہ ائمہ محدثین و شیوخ بخاری و مسلم سے ہیں ارشاد فرماتے
ہیں الحدیث مصلۃ الالقاء حدیث گمراہ کر دینے والی ہو مگر مجتہدین کو تاہم عبد الرحمن
بن ہمدانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں السنۃ المتقدمۃ من سنۃ اہل المدینۃ
خیر من الحدیث اہل مدینہ کی سنت قدیم روش حدیث سے بہتر ہے سیدنا امام مالک رحمۃ اللہ
تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں العمل ثبت من الاحادیث تابعین میں کچھ لوگوں کو ان کے خلاف
پر حدیثیں پہنچتیں تو فرماتے ما نحل هذا ولكن مضی العمل علی غیرہ میں یہ حدیثیں
معلوم میں مگر عمل تو ان کے خلاف پر ہو چکا ہو محمد بن ابی بکر بن جریج سے جب ان کے بھائی کہتے
لو لم تقض حدیث کذا تم نے فلان حدیث پر کیوں نہ حکم دیا جواب دیتے لم اجد الناس
علیہ میں نے لوگوں کو اس پر نہ پایا کل ذلك نقلہ الامام العلامة ابن الحکم فی مخرجه
لاحرم تعلیق کی ضرورت ہوئی اور اس کے وجوب میں کسی طرح کا کلام نہ آیا اور کیونکر نہ ہوگی حالانکہ

و ملقی است بالافتد خبر و افی ملاوہ او پیر ایک خاص فضل الہی تھا یا نہ کہ صد ہا سال سے
فرقہ ناجیہ اہل سنت انھین کے اتباع میں منحصر اور انھین کے اتباع پر مقصر ہو گا انرا علامۃ الطحاوی
فی حاشیۃ الدر المحرورم اور سخت محروم ملوم اور پورا ملوم وہ بے برکت بے سعادت خود کی
پسند بے قید و بند جو ان حضرات میں سے کسی پر معافو اللہ بکرم عناد و ولایت فساد دنی تشنیع
کر کے اپنی زبان کو اوردہ ہزار خیانت کرے یہ سب ایسے رشہ و ہری ہیں اور ان سب کے پیرو
سالکان راہ خدا جنہا ہم اللہ عتّا خیر الخیراء علمائے دین تصریح فرماتے ہیں کہ حضرات
ایمہ مجتہدین امانت اللہ علیہم و اتباعہم بالیقین تمام اولیائے باقیین سے افضل و
اکمل ہیں قال سیدی عبد الوہاب الشعلانی رحمہ اللہ تعالیٰ فاعتقادنا ان کمال
الصحابۃ والتابعین والایمۃ المجتہدین کان مقامہم اکبر من مقام باقی اکملیاء
بقین پھر اسے عداوت ملک جبار قمار جل جلالہ سے لڑائی باندھنا جو قال ینبأ تبارک
وتعالیٰ فیما یروی عنہ نبیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان عادی لی ولیا
اذنتہ بالخریب رواہ البخاری جو میرے کسی دلی سے دشمنی رکھیں گے میں اور اسے
لڑائی کا اعلان کر دوں گا۔ اُن رمی بہت ان لوگوں کی اور بل بے جگر سے ان بہادروں
کے جو خدا سے خم ٹھوک کر لڑنے کو طیار ہیں رہنا کسنا اللہ حسن الانب مع جمیع
اولیائک امین اللہ تعالیٰ اس کتاب ستطاب فتح المبین کے مؤلف کو جزا می خیر کر امت
فرمائے کہ انھوں نے دشمنان دین کی سرکوبی فرما کر قلوب سو منین کو شفا اور صبر و شکر
کو زیارت غیظ و شقا بخشی فوج اللہ من شفی واشتفی واغنی وتغنی والسلام
علی من اتبع الہدی۔ قالہ بقمہ ورقمہ بقلہ عبدة الملتاق الیہ اکل
علیہ عبد المصطفیٰ احمد رضا المحمدی السنی الحنفی القادری البرکاتی البیہو
اصلحہ اللہ احوالہ وجعل لی خیرآلہ وبمشلہ کل مؤمن و
مؤمنۃ امین شوامین برحمتک یا ارحم الراحمین۔



عبارات ثبتہ نموا ہیر و دستخط علمائے دیوبند و سارنپور و مشکو

باسمہ سبحانہ۔ بعد حمد و صلوة معلوم ہو کہ اس کتاب کو بند سے نے اکثر مقامات
سے دیکھا حق یہ کہ بعض جا پر تو بہت ہی عمدہ لکھا ہوا اور بعض مقام پر بقدر ضرورت جواب

ہین اور مہر اسی پر کرتے ہین۔ فقط



بسم الله الرحمن الرحيم - الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على خير خلقه

محمد بن آدمی قال صریحاً فی الدین اما بعد فقد طالعت هذا الكتاب
المسمى بفجر المبین فی كشف مكايد غیر المقلدین وتاملت فيه فوجدته حقاً
صريحاً وصدقاً واضحاً بالاذعان والیقین قد سلك المصنف سلمه الله تعالى
مسلك ارباب التحقيق وابطل مكايدهم ومطاعهم تقديراً نيق على الاصول والاسس
للامام الفهाम المقام الذي هو سراج لامة نبی آخر الزمان السید المشهور
بأبي حنيفة نعمان - جزاهم الله عنياً وعن جميع المسلمين - حرره
العبد الفقير إلى رحمة الله الغني المکارم المدعو محمد فاسم علی المراد آبادی



حامداً ومصلیاً ومسلماً بکتاب فی شرح المبین کو چند جا سے بمعان نظر وغور
کامل دیکھا تو الفاظ و عبارات بغایت درست اور جوابات اوسکے اعلیٰ درجے کے نہایت خست
پائے سیج تو یہ ہو کہ یہ کتاب اپنی نوع میں لا جواب ہو مسائل فقیہ کی احادیث نبویہ علی صاحبہا
الف الف صلوة وسلام کے ساتھ عمدہ تطبیق دی ہو اور ہر برسائے کا ماخذ کتاب و سنت
خوبی کے ساتھ بیان فرمایا ہو اور بڑی خوبی اس کتاب کی یہ ہو کہ باوجود اس سر کے کہ فی زمانہ
ہذا مناظرات باہمی تعصب و تعند سے کم خالی ہوتے ہیں - فریقین کی تحریرات میں افراط و تفریط
تک نوبت پہنچ جاتی ہو مگر مولف کتاب موصوف عالم نبیہ و محدث فقیہ مولانا مولوی محمد مصطفیٰ
خان صاحب جعل اللہ سعیدہ مشکوراً و کاذال ہو کا سہ مظهر و موصوفاً کمال
انصاف ہو اور غایت تہذیب کہ با انہم گستاخی و شوخی کلام مخالف کہ جبکی تحریر تعصب و عناد سے
مالا مال ہو اور بنشہ تعصب و عناد شخص نے سلف صالحین و ائمہ مجتہدین کے حق میں بان رازیا
کر کے اپنے کو فوارہ لعنت بنایا ہو - لیکن مولوی صاحب موصوف نے انصاف کو ہاتھ سے
نہیں دیا اور حکم ارشاد ہدایت بنیاد و اذامہ و ابال لغوم و اکرام کے عمل کیا اور بطور جناب ۶
سیئۃ سیئۃ مثلہا کے بھی اوسکے حق میں کھنکھ و کہنے سے اپنی زبان و قلم کو روکا باجمالیہ
کتاب ہر جملہ نعمتات ہو و داخل باقیات الصالحات - اللہ تعالیٰ مولف کتاب کو جزا سے غیر



اور برادران اسلام کو توفیق عمل عنایت کرے - کتبہ تعلیمہ خادم الطلیعہ
احقر الزمن احمد حسن الحسینی الامر وہی غفر اللہ له ولوالدہ جمیعاً - فقط



الحق المبین





حاملہ اومصلیٰ۔ فی الواقع یہ کتاب لا جواب رد متین فتح مسبین
ہو۔ مکتبہ احقر ابراہیم اسماعیل عفا اللہ لہ ولوالدیہ

حاملہ اومصلیٰ۔ اما بعد فانی نظرت فی هذا الكتاب المستطاب فوجدته تذكرة
لطالب سبیل الرشاد وتصورة لمن يبتغي للاستقامة والسداد فبشرى لمن يطلب
الصواب وطوبى لاولى الالباب وواویدا لمن لم يتخذة خلیلاً وواحد من
لم يجد منه سبیلًا وتجری اللہ عنا لمصنفہ جزاءً موفوراً ویجعل سعید مشکولاً



مقہ خادم طلبہ العلم فی المدرسۃ الاسلامیۃ الواقعة
فی بلدة مراد آباد الموسوم بعبد الحق صاحب الحق۔ فقط

فی الواقع کتاب فتح المسبین مؤلفہ جناب فاضل جل مولانا مولوی محمد منصور علی خان صاحب ام
فیوضہم غیر مقلد ہون کے رد میں ایسی تالیف ہوئی ہو کہ آج تک کوئی کتاب اس بارے میں ایسی خوبی
سے دیکھنے میں نہیں آئی افراط و تفریط سے خالی ہر حق والضاف سے مالا مال ہر عمدہ بات اس
کتاب میں یہ ہو کہ مؤلف دام فیوضہم نے تقلید کو بھی ہاتھ سے نہیں دیا اور محدثین کی بھی کمال
طرف داری کی ہر حق بات اور کتابوں میں کیا بلکہ نایاب ہو۔ کیونکہ مصنف علامہ کا حق پسندی
طریقہ ہر اللہ مراد آباد حق حق وارزقنا اتباعہ واسرنا الباطل باطلاً



مکتبہ احقر لزمن محمد روشن عفا اللہ عنہ۔ فقط

بسم الله الرحمن الرحيم۔ يقول لعبد الضعيف لطف الله اني طالعت هذا السفر
السامي بل البحر الطام، فوجدته محتويًا على تحقيقات انيقة وتقريرات رسيقة
ومستملًا على ما هو كاف لدفع اوهاام الزائغين وشفاف لاثبات ما هو الحق البين
سجری اللہ مصنفہ خیر الیوم وحصص امالہ مدرس مدرسہ علیگرہ از ارشد
بحرۃ سید الانبیاء علیہ التحیۃ والسلام



عبارات مستندة ثبتہ مواہیر و تخط علمای علام و فضلائی ام شہر امپور

مضامین فتح مسبین کے اکثر جگہ سے دیکھے گئے مطابق عقائد اہل سنت و جماعت کے اور کو صحیح پایا
فی الواقع مصنف کتاب نے بجال کوشش جوابات عمدہ اعلاط اور شبہات ظفر المسبین کے لائق
قبول ارباب دیانت اور عقول کے تحریر کیے بعد اسکے خضم غوی اور معاند غبی کو گنجائش افرا



و تحکم ہجای باقی نرہے۔ جزاۃ اللہ تعالیٰ عنا وعن جمیع
المسلمین خیرا لجزائہ۔ فقط۔ العبد الراقم



حامدا ومصليا ومسلما۔ فقیر نے کتاب
فتح المبین کے اکثر مقامات دیکھے۔ تحقیق اسکی
قرین حق گوئی وانصاف ہے۔ اور مضمون
اوسکا دور از اعتساف ہے۔ منقہ العبد
المذنب الاواءہ محمد لطف اللہ عفی عنہ
ابن مولانا الحاج مفتی محمد سعد اللہ غفر اللہ لہ۔

بسم الله الرحمن الرحيم۔ الحمد لله الذي خلق الانسان وهدى تواو وخلق له
بيئات من الفرقان والهدى وجعل مساعيهم في احذنا صيتهم اليه تنقي فيون
من يشاء لما يحببه ويرضى فيعطيه الفهم والركا والفقه في الدين والتقى وشيخ
صدقه ولبسوه لليسرى وتفضل من شاء ان يهوى ويذله في الدنيا ويخبره في الآخرة
فيجعل صدقه ضيقا حرجا كما نما ليصدق في السماء وسيرة للعسرى والصلوة في
السلام على خير البرية والورى افضل من اوحى اليهم ربهم وعلمهم شديدا
من اطاعه فقد اطاع الله ونجى ومن عصاه فقد تاه وهوى وضل ونحوى
والله واصحابه الذين هم شمس براقع الترفع والعلا واما ظلام الاحوى ونجوم
الدجى وعلى من تبعهم باحسان المداى من المجتهدين وائمة الدين الذين لهم الدرجة
العلی آتاهم ربهم من لدنه ذكرى لا سيما الاربعة الذين فاه من انوار باضهم القد
نفحات الاش والرضا فطر مشام العالم وعرف عرفهم وشذى وظهل نوار مقباس
حقايقهم وتجلى نضاء فضاء المخلق الى المنتهى وبرزوا كنوز الدقائق الاسنى فلاح
قللهم العالمين واسنى من امن بهم بان قلدهم باعياهم فقد استمسك بالعرصة
الوثقى ومن اظلم واظغى فاعرض عنهم وبلى فلعله باخبر نفسه على اتا من اتبع
هواه بما سعى وصقتم في الاخيرين اعكالا الذين ضل سعيهم في الحيوۃ الدنيا وهم
محسبون انهم يحسنون صنعا وبعد فان عادة الله قد جرت وسنة الله قد
مبنت في حفظ دينه وشرع امينه في كل زمان ومكان من بدء طلوع ذكائه

الى الآن ان يبعث الحق على عيسى المبطل الزايق ليقذف الحق على باطل فيدفعه
 فاذا هو زاهق كما قال العلامة ابن عابد بن علي قول الدر ولا يخلو الوجود عن
 ميمز هذا حقيقة لا طناً جزم بذلك اخذاً مما رواه البخاري من قوله صلى الله عليه
 وسلم لا تزال طائفة من امتي ظاهرين على الحق وذلك لانه سبحانه وتعالى يحفظ
 لما اوحى الى عبده ما اوحى وهو صفة نوره في كوكبه الكافرون كرهاً فيما اراد احد ممن
 مضى ان يطفى نوره الا وقد اذله الله واخرى وما نهض فرحين ان يري ان يلبس الحق
 بالباطل الا ونكسه الله واخرى فكما انها كلمة سبقت من ربنا الذي لا اسماء
 المحسنى على تصديق القول الدائر والمثل السائر لكل فرعون موسى فكذلك البعث
 هذا المحمود المنبيل والحي الوكيل المحرز قصبات السابق على اقرانه واشباهه في كل
 فن يحوي المحمود الباطل من كل علم اقصى الدرر اعنى المولوى منصور علياً
 المراد ايا دى صاحب هذا الكتاب المتين المسمى بالفقه المبين لا رغام قدوة لمضلين
 وزبدة المفسدين من الفرقة النجديّة المفطنة المحاذفة الشائعة الذائقة في زماننا
 نشيوع الشعي وذيوع الذوى ولقد راينا كتابه هذا وخطابه الالهى مع ذلك الكفل
 الاعزل الغر القدام المافون الخبث الاعشى فوجدناه قد اتى في مباحثه ببيان
 مثاق وبرهان كاف وتبيان اوفى قلله دره حيث سلك مسلك الاقتصاد في امة
 الاذى عن طريق الحق وسبيل لسوى فمن صدق به وارضى وسلمه ونصحه
 فقد اذعن للحق المستلقى واهتمى وتخلص عن شوب اللظى واتقى وصدق
 بالحسنى فاما من استكبر واستغنى وادبر وتولى وسعى في خلافة وتلهى فقد
 اعتدى وطغى وتعدى وعنى وكذب بالحسنى بيعت يوم الرجعى في طائفة ودم
 الله وقل ويحشر في زمرة من كان في هذه اعلم فهو في الاخرة اعلم وفقنا الله شعباً
 وتعالى وسائر اخواننا لما ينال به القربى من امتثال
 ما امرنا والاجتناب عما نهى وصلى الله على سيدنا و
 مولانا محمد واله وصحبه اجمعين ابداً ابداً

الشيخ
 الدين محمد
 ابوالزجاج

محمد حسين
 ١٣٩٩

محمد حسين
 ١٣٩٩

محمد حسين
 ١٣٩٩

محمد حسين
 ١٣٩٩

محمد حسين
 ١٣٩٩

<p>حامداً ومصلين</p> <p>اصاب من اجاب</p> <p>فجزاه الله خير الجزاء</p> <p>عني عن سائر النظائر</p> <p>علي خاتون</p> <p>محمد ربا</p>	<p>ابو النعمان محمد</p> <p>الدين محمد اعجاز حسين</p> <p>عفي عن الدين المسلمين</p> <p>٩٩</p> <p>المولى</p>	<p>باسمها سبحان</p> <p>ان هذا الجواب</p> <p>حق صحيح صحيح</p> <p>والجيب نجيم فقط</p> <p>علي خاتون</p> <p>محمد ربا</p>
---	---	--

تقارير مستندة وعبارات مصدقة علمي مشاهير فضلاء نحر شريف

الحمد لله رب العالمين والصلوة على سيد المرسلين وعلى المجتهدين أصحاب التتبعين وأتباعه المنتصرين وأنصاره المجتهدين أصاب بعد فيقول الصد يقى السنى الخفى محمد شاكره وصله الله سبحانه وتعالى شأنه الى ما يرضاه كما كان نظام الانام يحكم الاحكام وكان احكام الاسلام بالعلماء الاعلام لان العلماء ورثة الانبياء كما في حديث رواه احمد والترمذي وابوداؤد وابن ماجه والدارمي وكان حكم الانبياء والمرسلين ان من راي منكم منكراً فليغيره بيده فان لم يستطع فليثبت وان لم يستطع فقلبه وذلك اضعف الايمان رواه مسلم وغيره من المحدثين وكان حكم الزمان ان الزمان السابق خير من اللاحق بحكم حديث خير امتي قولن ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم الحديث متفق عليه حتى صار ترجمته هكذا كل يوم بد ترجمته حديث قال عليه الصلوة والسلام لا ياتي عليكم الزمان الا الذي بعده شرمه حتى تلقوا ربكم رواه البخاري حتى كان آخر الزمان اشد الاشد خرج طلاب الدنيا بالدين والدجاجلة الكذاب فيخترعون في صلواتهم والعلماء مسائل فاسدة وعقائد باطلة كما في مجمع البحار في بحث الدال بحكم حديث فانه قال عليه السلام يخرج في آخر الزمان رجال يفتنون الدنيا بالدين ليسون للناس جلود الضان من الدين السنتهم احلوا من السكر وقلوبهم قلوب الذين اب رواه الترمذي وقال عليه السلام يكون في آخر الزمان دجالون كذابون ياتونكم بالاحاديث بما لم تسمعوا انتم ولا آباؤكم فاياكم واياهم

لا یضلونکم ولا یفتنونکم رواہ مسلم وکان حال لسفلة وعادة الجھلة
اغترارہم بالامور المحدثہ واسراعہم الى قبول الاقوال الباطلة عند لعلماء
العظام والفضلاء الکرام بحاصرح بہ مسلم صاحب الصحیح حیث قال فی صد
الصحیح لما تخوفنا من عواقب لشورہ واغترار الجھلة لمحدثات الاء ورواہم
الى اعتقاد خطاء المخطین والاقوال الساقطة عند العلماء رأیاً الکشف عن فساد
قوله ورد مقالته بقدر ما یلیق بہا من الود اجدی علی الانام واحمد للعاقبة ان شاء
الله تعالی انتھی قام العلماء الاعلام والفضلاء العظام قدیماء وحديثاً مشہورین
لنصرة الدین والشرع المتین بالقدر والجرح والرد بالجد علی اهل البدع والاهواء
اهل الذیغ والاعواء بالادلة الواضحة والبراهین الساطعة من الادلة الاربعة
الکتاب والسنة والاحماع والقیاس کالایمة الاربعة فلم یزالوا ھکذا او ھکذا
حتی قام جامعون المعقول والمقول حاوی لفرع والاصول سالك مسالك المتقد
ھالك اسائل مبتدعین اولی محمد بن عبد اللہ علیہ السلام المراد آباء دی ادامہ اللہ ذوالمنی
والایادی نانو صف فی کشفہ مکائد غیر المقلدین فسماء بالفتح المبین فی کشف مکائد
غیر المقلدین فلما رایتہ فی الموضع المتفرقة والمقامات
المستترة فوجدتہ قد باص استطاباً جعل اللہ تعالی سعي مصنفہ
ومعینہ سعياً مستکوراً واجراً موفوراً واخرج علواناً ان الحمد لله رب العالمین



الحمد لولیه والصلوۃ علی نبیہ اما بعد میں اس کتاب فتح المبین رد مظہر مبین کو دیکھا
ببت عمدہ کتاب ہے اور خوب ہے جواب باصواب ہے کیونکہ جو حکم بعرفت الرجال بالاقوال مولانا
اولی منہ ورتلی شان صاحب کی استعداد ویاقت کو ہر آفرین اگرچہ مولف ظفر مبین پیش
غیر مقلدین یہ بھی الدین کتب فروش ولد ہری چند جات (جو چند روز سے مشرف باسلام ہوا
تھا اور جبکہ سوا سے اردو کتابیں دیکھنے کے اور کچھ لیاقت نہیں نہ مذہب حق سے ماہر نہ اوٹکے
دلائل سے واقف نہ ہے ابابوہدین اپنی عادت قدیمانہ کے موافق دعا بازی وحیلہ سازی
بلکہ محض بے ایمانی ہے۔ جاسنے کو آندھی) قابل جواب والاٹھ خطاب نہ تھا مگر حکم
چوباسفہ نویں ہے۔ ۴ قرون گردش کبر و گردن کشی بد مصنف موصوف نے
اس کتاب میں اسکی خوب ہی خبر لی اور ظفر مبین کے فراغات کی بخوبی تردید کردی ورنہ اوپر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ خدا کی حمد مجھ ایسے سے ہو گیا۔ لکھون مین نعت کیا میرا جوتربا۔
 اصابعدیہ خاکسار ابوادریس محمد عبدالرب حنفی قادری دہلوی ثم السہارنفوری بھائی مسلمانوں
 کو بعد سلام سنوں الاسلام کے آگاہ کرنا جو کہ یہ فتنہ لاندہ ہوں نے جو چند سال سے اٹھایا ہے یہ
 اوس فتنے کا جو کہ جہین حضرت عثمان رضہ شہید ہوئے اور قاتل اونکے جہنم میں گئے اوس فتنے کا
 سردار نو مسلم عبد اللہ بن سبا بنو عقی کہ وہ خاص اسی فتنے کے واسطے مع قوم میوہ کے مسلمان ہوتا
 پس اس فتنے کے سردار لادانت رام صاحبزادے لالہ کوٹی مل کے مع اپنی قوم کے خاص سوا
 مسلمان ہوئے کہ اسلام اور مسلمانوں میں فتنہ ڈالین عبد اللہ بن سبا نے بھی محبت اہل بیت
 کی اوٹ رکھ کر مسلمانوں کو حضرت عثمان سے بنی کیا اور سبکو یہی پٹی پڑھائی کہ قابل ورائے
 خلافت کے حضرت علی تھے نہ کہ حضرت عثمان ان لالہ صاحب نے بھی عمل باحدیث کے پرے
 میں فقہ اور فقہاء سے مسلمانوں کو بدظن کر کے کہنا شروع کیا کہ صحیح بخاری کتاب رسول اللہ
 چھوڑ کر ہر ایہ شرح وقایہ پر کیوں عمل کرتے ہو جیسے اس وقت کے جاہل مسلمان اطراف و جواب
 کے اوس یہودی کے دہوکے میں آگئے اور یہ نہ جانا کہ حضرت عثمان کی خلافت انصار اور
 مہاجرین کے مشورے سے ہوئی اور حضرت علی نے بھی خود اونسے بیعت کر لی پھر کم کیوں اس
 یہودی کے بھکانے میں آوین ایسے ہی اس وقت کے کم فہم مسلمانوں نے یہ نہ جانا کہ فقہ اور فقہاء
 آج کل کے تو نہیں زمانہ پیغمبر سے فقہ اور فقہاء امت میں آئے ہیں بلکہ زمانہ حضرت
 صلعم میں جو صحابہ صاحب قناعت تھے وہ داخل مشورہ پیغمبر ہو کر تھے پیغمبر صلعم حکم
 و اسکا و کھم فی الامم کے اومنین سے مشورہ لیتے تھے اردو سیر کی کتابوں میں اگر ملاحظہ کیا جاوے
 تو معلوم ہوگا کہ جنگ بدر اور جنگ احد اور جنگ خندق اور فتح مکہ میں پیغمبر صلعم
 مشورہ فقہاء صحابہ سے لیتے تھے یا فقہاء صحابہ سے جو دیہات کے لوگ مسلمان
 تھے جیسے اوس یہودی اور اوسکی قوم نے حضرت عثمان کے فضائل جو دربار نبوت سے
 عطا ہوئے تھے انوش کر کے کالہم کمین کر دیے تھے ویسے ہی اس ہندو قوم نو مسلم نے
 سنی فقہ کے اور فضائل فقہاء کے جو آیات اور احادیث سے ثابت تھے سب دیکھ بھا لکر
 ہلا دیے تھا قال اللہ تعالیٰ فما لہؤلاء القوم لا یکادون یفہقون حدیثاً وقال رسول
 اللہ صلعم فقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد اور جیسے اوس یہودی نے
 بعض چھے اچھے لوگ مسلمانوں میں سے مکہ و مدینہ کے اپنے ساتھ کر لیے تھے

ویسا ہی اس قوم منہ دے بعض علمای اسلام کو کہ جنکی خلقت ارض ملین سے جو اور حقیقت
 وہ مقلد مال و جاہ کے ہیں اپنے ڈھنگ پر لگایا اور جیسے اس قوم میں دو مسلم نے ایک دوسرے سے
 مسلمانوں کو عقائد کفریہ و یہودیت تعلیم نہ کیے بلکہ رفتہ رفتہ اس سرشت کو جاری کیا۔ اور بعض
 اس کام پر مسلط ہوئے کہ محبت اہل کبیریت کی فرصت حضرت عثمان کو قتل کرنا اجر عظیم ہو سو وہ
 اوسنے کلمہ زمین آیا بعض کو اس کام پر مامور کیا کہ حضرت عثمان کو حضرت علیؓ نے قتل کر دیا
 اوصحون نے شام میں جا کر حضرت معاویہ کو طالب قصاص خون خلیفہ برحق کا بنایا اور حضرت
 شاہ ولایت کا تانک مین دم کروایا بعض اس کام پر مامور ہوئے کہ عقیدے مسلمانوں کے تباہ
 اور خراب کریں کسی نے یہ درس جاری کیا کہ حضرت شاہ ولایت کو نبوت ہوئی تھی جبریل سے
 وحی لانے میں خطا ہوئی بعض نے یہ تعلیم شروع کی کہ حضرت شاہ ولایت خود ذات خدا تھے
 اوصحون نے قصہ سی پور کیا انا لله وانا الیکہ راجعون ۵ ایسا ہی اس قوم منہ دے دو مسلم نے
 عقائد کفریہ و یہودیت مسلمانوں کو تعلیم نہ کیے بلکہ اول مسلمانوں کے دلوں کے شان قیمت
 دین ہلام اوٹھانی شروع کی بعض اس پر توجہ نہ ہوئے کہ اوصحون نے مسلمانوں کے دلوں سے
 شان نقاہت کہ عبارت سمجھ کامل سے ہو اور وقت فقہا کی کہ وہ اعلیٰ درجے کے معاہد اور
 تابعین تھے اور عادی پہاٹک کہ تراویح میں رکعت کی کہ سنت فاروقی ہو اور شرق سے غرب
 تک تمام مسلمانوں کی معمول پر بعض اہل سلام کے دلوں سے اوٹھا دی کہ اوصحون نے
 اوسکو بدعت عمری جانکر آسانی نفس کے واسطے ترک کیا اور لباس رقص کا پس لیا بعض نے
 یہ ڈھنگ اختیار کیا کہ علم صرف تحفہ عقائد و معانی بلاعت نہیں سب موقوف کر دیا کہ فقط حرم
 قرآن مجید کا لڑکوں اور بوڑھوں کو حفظ پڑھانا شروع کیا اور یہ لوگوں کے قلب میں ڈالا کہ تحصیل
 علوم کرے سے کچھ فائدہ دین کا نہیں دیکھو تمام لوگ علم پڑھکر تباہ ہو گئے ہم تنکو فقط قرآن پڑھنے
 کے معانی بتاتے ہیں کہ اس سے قیامت میں پوچھو اور مضمون یہاں ہی یہ کثیر و مفصل
 یہ کثیراً کہ قطعاً فراموش کیا بعض نے انہیں سے ایسا اور خطیر اختیار کیا کہ اوالعزم علمای است
 کی ہر سنت جیسے ایما و رعبہ اور اتباع اوسکے کہ اوصحون نے ہر وجہ تحقیق حدیث میں اپنے جان
 مال کو سب قربان کیا اور انکی کار گزار بان جناب بادی عہد احمد میں مشکور ہو میں اور وہ
 مقبول کا فائدہ و حیا اہل سلام ہوئے اس منہ سے کرنی اور گھسی شروع کی کہ اوصحون نے اپنے
 قیاس سے مخالفت کی حدیث رسول اللہ کی اور فقہ کی کتابیں خلاف سنت کے کہیں چنانچہ انہوں

ایک کتاب مسیحی بنظر المبین لالہ ہر چند بن دیا و اپنے صاحب کھتری نے کسی عالم ناعاقبت اندیش سے لکھوا کر اپنے نام سے چھاپی اور سین لکھا کہ امام اعظم نے سو سالے حدیث اصحیح کے صحاح لکھے اور یہ بخانا کہ کمان مین اور کمان تصنیف میری اور کمان وہ ذات عالی صفات امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی کہ اولیٰ تقلید زمانہ بارہ سو برس سے ہر ہر زمانے کے لاکھوں علما اور کور و فتنہ و اولیا و ابدال نے اختیار کی ہو حتیٰ کہ اوس جماعت نو مسلم کے پیشواؤں نے بھی اولیٰ تقلید اپنی بڑی عزت سمجھ کر کے قبول کی ہو لیکن لالہ صاحب نے امام صاحب کی جناب پاک مین بڑی گستاخی کی اور یہ نہ غور کیا کہ ہم جنگیہ نام لیا ہین اونکا تو امام صاحب کے ساتھ یہ عقیدہ ہو اور مقلد ہین وہ امام کے کیونکہ اونکی شان مین گستاخی کرین چنانچہ کہا صاحب لمبیار نے قائل اصامنا و سیدنا کا امام اکبر عظمیٰ ابو حنیفہ اور صاحب دراست البیہ امام صاحب کی بہت تعریف لکھی ہو امیر بھوبل نے اپنی کتاب تحفۃ النبلا مین لکھا کہ امام صاحب کے جناب پر پچاس ہزار مسلمانوں نے نماز پڑھی اور چار سو تینتالیس فقہای محمدین مقلدین کے جان اور مناقب اوسی کتاب مین اونھوں نے لکھے مین اور اونھوں نے اپنی کتاب تقصارت مین تمام اولیای مقلدین کے مفاخر و محامد کیسی عمدگی کے ساتھ ذکر کیے ہین کہ یہ قوم نو مسلم اگر اونکو دیکھ کر ایمان لاوے تو اپنی غلط فہمی بھول جاوے مولوی سید نذیر حسین کو مین نے سوال لکھ دیا تھا کہ آپ مقلد ہین یا نہیں اور جو مقلد ہین تو امام صاحب کے یا کسی اور کے اونھوں نے جواب دیا کہ اپنی مہر سے مزین کر کے مجھے دیا کہ ہان مین فروعات جزئیہ مین امام صاحب ہی کا مقلد ہوں وہ میرے پاس موجود ہے لالہ صاحب نے یہ دھوکا کیسا دیا کہ امام صاحب نے سو سال مخالف حدیث اصحیح کے مین اگر اس مضمون کو لکھا تھا تو اپنے مقتداؤں کی مہر مین اوس کتاب پر کر الینی تھین کہ اونکا بھی کافی اضہیم معلوم ہو جاتا اور عقیدہ ولی ظہور مین آتا اب معلوم ہوا کہ لالہ صاحب ہی منکر امام صاحب کے فضل و کمال کے مین خیر اسکا کچھ مضامین مین مین ہو مقتداؤں کا اگر حال نہ تو کیا غم ہو ہو اسے سجدہ ابلیس کیا نقصان آدم کا پاد اور لالہ صاحب ایسے خوشی مین آئے کہ سر دفتر علمای امت پر صدہا عیب لکھائے یہ بخانا کہ مینا اتنی سے دُنجا اونکے مذہب کا از شرق تا غرب اوسی دھوم دھام سے آج تک کج رہا ہو جیسا کہ مشروع مین تھا ظاہر ہو کہ یہاں حنفی مذہب کے علما بڑی دل مین دیکھو تو کیسی انکی عزت لالہ مین کی خاک دڑاتے مین اور انکے باغ و بہار کی رونق مٹاتے مین اس ظفر المبین کی

کیسی ہزیمۃ المبین بناتے ہیں انتصار الحق کو کیا کچھ کم جانا آجنگ جواب اسکا نصیب نہیں ہوا
اور جو کتب و رسائل مقلدین کی ہر جہاں طرف سے ڈالہ باری ہو رہی ہو اس فرقے کی سخت ہت
ہو کہ نہیں نخلتی اگر کچھ بھی غیرت کو کام فرماتے تو منہ نہ دکھاتے اور اس ظفر المبین کے جواب جو
چند درجہ ہونے ملاحظے میں گذرے ہی ہو گئے اب فتح المبین آبلو تحفہ بھیجی حاتی جو قبول بھیجے
خدا کے واسطے انصاف کو ہاتھ سے نہ نیا اپنے ہر دھوکے کا جواب صاف صاف لینا اور
چھیڑ چھاڑ شعر اشعار سے کہ طرز عاشقانہ پر اس کتاب میں ہر دلیل انہ چین بر جبین نہ لانا میدان
استفاضہ سے ہرگز قدم نہ ہٹانا ۵ جاسکتا کوئی اس بُت خود کام تک نہیں ۵ جاوے
اگر تو کام نہ کچھ نہ کچھ تو ہو ۵ دو چار گالیاں ہی ہیں خط میں لکھ کے بھیج ۵ اگر چہ دعا سلام نہ ہو
کچھ نہ کچھ تو ہو ۵ چنانچہ میں نے چل حدیث کو صحیح شے نقل کر کے بڑی امید سے تحفہ آپ
فرقہ نامبارک کو ارسال کیا تھا کوئی تو کچھ نہ بولا مگر رنجیت سنگھ عرف مولوی محمد سعید صاحب نے
وہ گالیاں مجھے لکھیں کہ اوسکے دیکھنے سے بے اختیار مجھے ہنسی آئی اور ادنیٰ تحریر سے
قطعاً معلوم ہو گیا کہ ہشیرہ کا نکاح کرنا معیوب ہو مگر خرمی پر چلانا خوب ہو آسیا ہی جواب اس کتاب
کا ہو گا خیر اب وہ کچھ ہی لکھیں مصنف صاحب یعنی مولانا منصور نے تو ایسے وقت میں یہ کتاب
اس فرقہ ناصواب کے جواب میں لکھی کہ دُور زمانے کا آخر تو آہل مجلس وٹھے جاتے ہیں
جلسہ درہم برہم ہو چلا منع اسلام سنبھال لے رہی ہو با و مخالف کے جھوٹے ازمد چل رہے
ہیں اوسمیں بھی جماعت علماء کے اتفاق سے اعدا کے دانت کھٹے تھے اور کسی کو کچھ بن زانی
تھی جو سامنے آتے تھے اپنا سامنہ لیکر رہ جاتے تھے اس فرقہ ناعاقبت اندیش نے وہ
تفرقہ امت میں ڈالا کہ اپنے بیگانے ہو گئے دوست دشمن بن گئے بھائی کو بھائی قہ کی نکال
سے دیکھنے لگا عیادت و تعزیت سب موقوف ہو گئی حمایت و نصرت بھی کوچ کر گئی حسد کا
بازار گرم ہوا کہ ایک ایک کو دیکھ نہیں سکتا وَاللّٰهُ مُبْتَلٰی لُوْذٰہٗ وَلُوْکُہٗ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْعَزِیْزِ
ایسی کتاب ہو کہ واسطے دفع تاریکی جہالت کے ایک روشن آفتاب ہو ۵ کتابے نو کہ خوشنود
ڈکالے ۵ کہ ذرہ ذرہ ازور نہ چھپائے ۵ زخلاق جان عرص من نیست ۵ دہر فتح المبین
راہم بقائے ۵ مصنف راہدہ روزی فراوان ۵ زراحت
روح ریحان ہم رضائے ۵ خدا منہ خود در مثل نامش ۵ براعدائش ہو
نازل بلالے ۵ غلبت سکر تغلیظان ۵ زنا تیر کلاشن ۵ دہا ۵ سچا احمد و صحابہ الش ۵ بود مقبول یاربین عالم ۵



تقاریر مثبتہ و مستحوظ و مواہیر علمائے مشاہیر مقام پبلی بحیثیت

الحمد لله الذی جعلنا من امة حبیبہ محمد صاحب القرآن صلے اللہ علیہ وسلم الی ما عاقب الملوکان ووقفنا لتقلید الامام الاعظم التابعی ابی حنیفۃ النعمان علیہ الرحمۃ والرضوان بعد اسکے واضح ہو کہ اس زمانے میں کس قدر ضعیف اسلام ہو کہ دینداری برائے نام ہو اخلاص اتفاق کی کہیں صورت نظر نہیں آتی ہر دیکھے اختلاف و فساد کی ترقی ہوتی جاتی ہو علم و عمل نایاب ہو حالت کا ہر طرف فتنہ باب ہر جن وطن کا بازار گرم ہو نہ کسی خوف کا خوف ہو نہ رسول سے شرم و عجب و دور ہو طرفہ طور ہو نہ ظہر القلہ نماز یعنی صحابہ و تابعین و تبع تابعین کا گذر گیا بلکہ اوسکے بعد بھی ہزار برس سے زیادہ گزر گئے اور اس درمیان میں لاکھوں علمای معتبرین اور اولیای کاملین پیدا ہوئے اور بیہودوں نے اتفاق کیا کہ جن حق ان چاروں مذاہب میں منحصر ہو چنانچہ کوئی حنفی کوئی شافعی کوئی مالکی کوئی حنبلی ہوا اسید طرح برابر سلسلہ ان چاروں مذاہب کا چلا آیا اور ہر ایک نے اسی اتباع اور تقلید میں مرتبہ قربت و ولایت کو پایا لیکن اس تیرھویں صدی میں کہ اثنہ العرون ہو چند سال سے فرقہ و ہابیہ نجد میں نے ایک نیا پانچواں طریقہ نکالا کہ وہ کسی مذہب کو نہیں مانجے ہیں بلکہ اپنے زعم فاسد میں اوسکو بدعت اور ضلالت جانتے ہیں حضرات ائمہ اربعہ اور اوس مقلدین کو مشرک اور بدعتی ٹھہرتے ہیں اور اوسکے مسائل کو مخالف قرآن و حدیث کے بتاتے ہیں انکے کذب و افتراء سے شریعت میں فساد کے رخنے پڑ گئے اور لوگوں کے دلوں میں عقائد فاسدہ انکے گڑ گئے بے شہد زمانہ قیامت کا قریب آیا آئیں کذابوں اور مفیدوں کے حق میں نخبہ صادق نے بھروسہ میں کوئی کے یکوئی فی الخیر الزمکان کجا اور کذا لکن فرمایا چنانچہ مصدق اس مال کی اور شاہد اس مقال کی ایک کتاب کذب اور بتان کی کتب باب موسوم بنظم مبین نتیجہ عداوت و کین تصنیف محی الدین کہ در حقیقت خمیس الدین او مفسد بالیقین ہو دیکھتے ہیں آئی جس سے مسلمانان مقلدین خصوصاً عوام خفیہ اپنے امام اعظم سے بدظن ہونے لگے اور تقلید سے ہاتھ دھونے لگے فقہامی سلف پر لیکن طعن کے آواز کے آتے تھے جہلاً مذہبی کی طرف جھکے جاتے تھے شیاطین نے دین میں فساد ڈالنے کا موقع پایا لاندھوں نے مقلدوں کو ہکا بایکان کیا خوب صفوں مرتبہ حیل انکے زبان قلم پڑا

سب غیر مقلدین بلا شک و گمان | لکھتے ہیں ائمہ کو برا شام و چچا ہ

شیطان میں بکاتے ہیں سر میں کلا حول ولا حول الا باللہ

غرض کہ جب اس فساد کو ہمارے مولانا کے فاضل علیل علامہ نبیل فقیہ اہل حدیث نے بل مولوی محمد منصور علی خان صاحب مراد آبادی دَامَ بِالنَّعْمِ والا یاد میں نے ملاحظہ فرمایا تو میدان مناظرہ میں نیزہ قدم کو اوٹھایا اور سیف زبان کو چمکا یا پھر تو کوئی مخالف سامنے نہ آیا ہر قسم کے فتنہ کف کا کہ عاقلانہ مفیدین کا نتیجہ پایا حتیٰ کہ مولانا منصور نے تمام عالم میں فتح و نصرت کا ڈنکا بجایا اور اس کتاب فتح المبین کو رد و خرافات ظفر المبین میں سنجو بات و ندان شکن نقیض فرمایا۔ حناء اللہ عنی وعن سائر المقلدین خیر البشراء وحفظہ عن جمیع طوارق الآفة والبلاء حررہ الفقیر الی رحمۃ اللہ العفیٰ وحمی احمد المحنفی السورۃ



نخلہ و ستعینہ۔ میں نے اس کتاب کو دیکھا اور مصنف علامہ کو تعظیم پایا اور جن اہل ادب سے مولف نے تسک کیا ہر سب قوی اور صحیح اور محتج بہ میں اس کتاب کے چھپنے سے نہایت طبیعت خوش ہوئی اس واسطے کہ دربارہ فتح اور قلع اوہام فرقہ سنجیدہ کے آج کل کسی کتاب نظر نہیں پڑی اس کے مصنف اور چھپوانے والے کو جزا سے خیر دے۔



تقاریر نے نظیر و تقاریر و پذیر علمای مشاہیر لاہور۔ امرتسر و سنجھ و موافقہ الحمد للہ و کفی و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ + اما بعد فقد طالع الفخ لمبین فی کشف مکائد غیالمقلدین علی سبیل الاجمال للاستبحال فوجدت دلائلہ ساطعۃ کالشمس فی الضحیٰ و براہینہ لامعۃ کالقمر فی الدجی + لم لا وقد حققہ المصنف المولوی محمد منصور علی خان المراد آبادی سلمہ اللہ ذوالایاد لدی اوصحاب الظواہر الذین لا یمیزون بین الغث و السہین + والمہین و الملتین۔ وثنتہ بالکنائز والسنۃ واجماع الامۃ الی لا تجتمع علی ضلالۃ اصلا + ثم بقیاس الفقہاء المجتہدین الذین ہم ہدایۃ الشریعۃ الغراء + جعل اللہ سعیدہ مشکوراً فی الآخرۃ و الاولی ثم حقہ فقیہ الدین المحنفی للہا ہوری مصنف کتاب وقتہ الادباء



باسمہ سبحانہ۔ فتح المبین را کہ مولوی محمد منصور علی خان صاحب در رد و مغلطات نفیر میں مولفہ محی الدین تالیف نمودہ انداز مواضع مختلفہ مطالعہ نمودم مصنف علامہ جزا اللہ خیر الجزاء داد تحقیق و تدقیق دادہ اند و دلائل خفیہ بر او اقوال ہر کہ از کوچہ تحقیق محض تا بلند ائمہ زبان رد و انمودہ



حرمہ خادم شریعت رسول اللہ ﷺ خلیفہ محمد اللہ قاضی لاہور عفی عنہ

حامداً ومصلياً ومسلماً۔ اما بعد۔ فتوح المبين في كشف مكائده

غیر المقلدین یوم الاحد ۲ ربیع الاول کو میرے پاس پونجی اور دوسرے روز بیاعت
مجلت وقت کے واسطے دی گئی اگرچہ پوری پوری واقفیت اس کتاب کی حاصل نہیں ہوئی
لیکن بعض بعض مقامات اس کتاب کے مطالعے میں آئے چونکہ مشتے نمونہ خروار ہوتا ہے



اسیے میری رائے ناقص میں یہ کتاب بہت فائدہ مند اور ظاہر ہے
کے لیے جواب کافی ہے۔ حررہ الفقیر البکوی غلام محمد المسمیٰ بجا دشاہی ہو

حامداً ومصلياً۔ اما بعد فقد رأيت هذا الكتاب من اوله الى اخره فوجدته
مطابقاً بالقرآن والحديث والاجماع والقياس۔ سعي لمصنف فيه سعيًا كثيرًا و



ادى حق الترتيد ثباتاً ونفسياً اختاره الله عنا وعن سائر
المسلمين حير الجراء۔ فقير محمد المحض الجھلمی ثور اللہ ہوی

باسمہ سبحانہ۔ نظرت فی هذا الكتاب لمستطاب فوجدته مطابقاً لاهل السنة و
الجماعة جعل لله سعي المصنف عنده ما جورا وعند الناس



مشكورا۔ العبد الاثيو فقير بربھان الدین ولد مولوی عبد الرحیم

حامداً ومصلياً ومسلماً۔ کتاب الاجواب کا سرروس ملففین مسمیٰ تفتح المبين جو ماشار اللہ
چشم بد و در اسم با مسمیٰ جو مجموعہ مفتریات اعدائے دین ہدائم اللہ القوی المتین جب کا نام بڑا

مظہر المبين جو میری نظر سے گزری اور میں نے اسکو نظر جمالی ملاحظہ کیا فی الواقع یہ کتاب
لاندرہوں کے فرقہ طائغیہ باغیہ گندم ناو جو فروش کی قلمی کھولتی ہے اور حق مائی میں آئینہ

سکندری کا حکم رکھتی ہے اعدائے حضرت امام اعظم رحمہ اللہ کے قلع و قمع میں سیف صبارم کا
کام دیتی ہے خود اوند تنالے عزائمہ حضرت مصنف علام کو جو اسے خیر عطا فرماوے کہ اشباع

شیخ نجدی کا سر خوب ہی توڑا۔ اشیاء عدو بین ائمہ مجتہدین کا کیا ہی بھانڈا بھوڑا۔ و اہ و اہ
سجان اللہ کیا کہنا ہے۔ اب مقلدین حقانیتیں خم ٹھوک کر دھناتے ہوئے دل کھول کر بے دھڑ

یہ کہیں جآء الحق و زحق الباطل ان الباطل کان زھوقا کا اور بھارے لاندہب
باقی دریا سے فحالت اپنے کیے سے منفعیل ہو کر کہیں یا لکینتی کنت کو اب اگر اب
بھی لاندہب باطل پرست اپنی ہڈی دھرمی اور تبتان بندی سے جو اس شیعہ نجدیہ کا

شیعه فاسده هر باز نه آئین تو بجز خاموشی انکا کیا جواب هر ع جواب جا بلان باشه خموشی است
 گرنه بنده بر روز شپره چشم به چشمه آفتاب رایج گناه به والسلام علی من اتبع الهدی
 حرره الحاج محمد علی لاری الوالد الشیخ عبدالعلی القاری مفتی و مدرس ستم اسلامی



تقاریر قبته مواهیر و دستخط علمای مشاهیر آرا و هوگی و کلمه به

الحمد لله الذی لولاہ ما اھتدینا + والصلوة والسلام علی رسولہ محمد الذی ارسل الیہ
 انا فتحنا لک فتحا مبینا + وعلی آلہ واصحابہ الذین ہم معقدنا + وعلی الائمة المجتہدین
 ہم و سبیلنا فی القرب والافتدای برسولنا ونبیا و مولانا و جیبیا و شفیعنا محمد
 الذی خاتم الانبیاء ورحمة للعالمین + اما بعد میگوید مکتبه است کثرین اہل سنت بنده
 گننام محمد علی اکرم نام خادم اسد شیش و رجالہ الکرام - الآروی وطننا و آخفنی مذنبنا و الحمد فی مشربنا
 و الصدیقی العلوی نسبنا و بواسطہ و بواسطین استحقی تلمذ اوامکی اصلا و الحمد فی مدفننا ان شاء
 تعالی کہ چون زمزمہ قبول سلام مولوی محی الدین و امثال ایشان بگویشم رسید بادای شکر باری
 تعالی ہر موی تنم صورت زبان گرفت کہ درین هنگام کہ کساد بازاری اہل اسلام بحدیست
 تا ہم مردمان در زمزمہ اسلام داخل میشوند و جماعت مؤمنین غربت میکنند در مسرت و شکر این
 بود کہ تا گاہ اتفاق دیدن کتاب خضر المبعیت مؤلفہ ایشان گردید سرتم تبدیل بپنج شد و زبانی
 متبحر اندم کہ الہی این چه معاملہ است آیا این نو مسلمان در پردہ اسلام آمدہ افتراق اہل اسلام
 ارادہ کردہ یا چه مطلوب ایشانست آخر کار داشتیم کہ مولوی صاحب کدہ ہر چند با سلام گردیدہ اند
 لکن ہنوز ادب کہ سرآمد اخلاق ایمانست از کسے کیا موقتہ اند بل بگوش جان نہ شنیدہ اند
 حافظا علم ادب و رز کہ در حضرت شاہ ❀ ہر کہ انیسٹ ادب قابل صحبت نبود +
 نتیجہ تالیف این کتاب چنان گردیدہ کہ ہر ناقص العلم آنرا دیدہ و از جادہ ادب پابرون نہاد و یا
 اگر او خود مؤدبست از مقلد این کتاب و مؤلف آن بجنبگ دریوست کم کسیست کہ از دیدن
 این کتاب نتیجہ بد نہ برداشتہ باشد جمیع معاندین دین را دستاویز نیست خوش و بی ادبان را شکستہ
 است خوب و در حق خفیان تبرانیست کہ بران جانباز ہیا و جنگ کردن ضرورت افتادہ است
 خلاصہ آنکہ مؤلف رسالہ عجب شور و فساد در دین متین انداختہ کہ در اخوان دین افتراق و
 تباعض سجدے پیدا گردیدہ کہ قابل بیان نیست داشتہ بودم کہ اسلام آوردن اغیار محبوب
 موافقت و تحائب با خود با خواہد شد بخلات آن ذریعہ تقاریر و وسیلہ تباعض فیما بین نیست

تو براسے وصل کردن آمدی و فی براسے فصل کردن آمدی و نفوذ بالند من ذلک
تالیف این کتاب بلائیسست و مطالعہ آن ابتلائے پروردگار عالم سونین ر الزان دورتر دارد
و از فضل خود ایشان را تو ب سازد از خدا خواہیم توفیق ادب و بے ادب محروم شد
از فضل رب و بے ادب خود را نہ تنہا داشت بد و بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد و بہر چند این فقیر
ازین وادی در گذشتہ است کہ میان غوغا سے طلبہ در آید و بمیدان لا و نعم و جنگ و جدال بانگین
پر دزد و دوستان تکلیف این معنی بسیار رسیدہ لکن مرکب من چنان بالا رفتہ است کہ آواز این
اشہار نیز در اینجا سمع مار نہ بخراشد لکن شخصے این کتاب را پیش من دفعۃ آوردہ خواندن گرفت پس
در دل من چنان ریختہ کہ نزد و نزو جاہم بفضلہ تعالی اکثر کتب حدیث موجود است جوابے
کافی تحریر کنم و مولف این کتاب را اما دیشتمسک حقیان کہ ہنوز آنرا نہ شنیدہ تبلیغ کنم کہ سائل
حقیان نہ آنچنان است کہ کلامی سائل را حدیثی نہ باشد بلکہ بہر سائل حقیان و دیگر ائمہ حدیثی
مہبت و آیتی است محکم کہ آزار من فہم و کہ بے ادب آنرا بگویش شے آورد و سہرین تر و و جمع
کتب استنباط و دم کہ آگاہ رسالہ جواب و رد این کتاب مسہلی بفتح المبین نزد و رسید اکثر جاہای
آزادیدم جوابے شافی در یافتہم تہروردگار در اعانت مؤلفش بموجب و اللہ فی عون العبد
ما کان فی عون اخینہ باشد کہ بر تمام اہل اسلام عموماً و بر حقیان خصوصاً او اسے شکر و ثناء
ضرورست کہ جوابے خوب نوشتہ اند بہر چند آنچہ من نے نوشتہ بطرز دیگر پیش رے لکن این کتابم
قابل ستاد و لائق اعتماد و ستاد اہل سنت را باید کہ برین کتاب عمل نمایند و از مطالعہ تفرات مبین
احتراف نمایند فقط کتب المسکین خادم الحدیث و الرجال
محمد علی اکرم نعمۃ اللہ و اساتذہ و والدیہ بر حمتہ و مغفرتہ



الحمد لله الذي كفى وحده، والصلوة والسلام على نبيه، الأمل الذي لا ينبي بعده
وعلى آله الطيبين، وأصحابه الطاهرين، وعلى الأئمة الأربعة، المحدثين المقبولين
كلهم أجمعين، أبعد فقد طلعت مآهريه من المضامين، في هذا الكتاب الفقه المبین
في كشف مكائد غير المقلدين، في جواب الظر المبین، في روح المعانيات المقلدين،
فوجدت أحسن التصنيفات للمصنفين، وأجمل لتأليفات لكتوفين، وحسبته
حايًا على تحقيقات المداهب، وجامعًا على تدقيقات الممارب، ورأيتہ موافقًا
لما هو في لشريعة لاهل السنة والجماعة منصوبًا عليه، فينبغي لنا الرجوع عند

اختلاف الرواة اليه + فهذا بفضل تعالى لقلم ضلالة لا شقاء كاف + ولننفع
هذه الأتباع وان + فلا شك ان المؤلف قد اجاد فيها ادا + وسلك سبيل السداد
والرشاد + وكلما اجاب + فاصاب + فكان سعيه مشكورا + فلذلك صار كاسمه
على الخالفين منصورا + فتحققوا اللامد هبون في كل واحد يهوسون + لما لم يبق
لهم من الجواب - فبغيطهم يموتون + فيا ايها اللامد هبون موتوا غيظكم + ولا تلوموا
غيركم + فانكم مفسدون في الارض لا مصلحون + لم تقولون ما لا تعملون + فتوبوا
الى بارئكم + واستغفروه من ذلوبيكم - فنبهوا + ولا تفعلوا + لان الشريعة عبارة
عن هذه المذاهب الاربعة فحسب وهي فيها قد انحصرت + وان هذه المذهب
قد دونت + وقوا عداها قد ضبطت + وصولها بالصوص قد انطبقت + وبفضل
تعالى احكامها في كل الملال دحرت + وروعها في جميع الجهات انشئت + فبحار
هدايتها في قلوب المسلمين تتوجت + ودررها المكونة في صدور المؤمنين قد
استقرت + فتفوس المقادير بضوئها انجلت + فرأت بها ما رأت + وحصلت بها كاصلة
وعرفت بها ما عرفت + فلذلك ترى ان الفرقة الداجية المسماة باهل السنة والجماعة
فيها قد اجتمعت + لان الشريعة من غير هذه المذاهب في الدنيا ما وجدت + واطاعت
احكام الشريعة للناس قد فرضت + فان لم يجتسست هذه المذاهب الاربعة للشريعة
معتبرة فالشريعة عن الدنيا عدت + لان ما سواها من المذاهب ليست كمثلهما في ضبط
القواعد والاصول + وفي ربط العلة والمعلول + بل كلها قد اندرست + وفي بعض كتبها
التي بقيت + احوال المعاديين فيها قد دخلت + فتغيرت ما تغيرت + فكيف تكون
هي التوبة التي من الشارع شرعت + فما اعتبرت احكامها المنتشرة فيها وما
حسبت فلا محالة ان هذه المذاهب الاربعة لاهراء الاحكام للشريعة قد بقيت
لانها من التقديرات قد حفظت + لما من الدلائل التي قد ذكرت + والاختلافات
التي بين المذاهب نظرت + فهي حجة للعالمين من خالق الثقلين خلقت + فمن
كان خارجا عن المذاهب الاربعة في هذا الزمان + فهو من اهل البدعة والنار و
متبع الشيطان + كيف لا وقد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله لا يجزم امتي
او قال امه محمد علي الضلالة ونداءه على كـ - - - - - في ٢٠١١ - - - - -

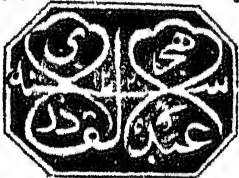
الله تعالى من يتبع غير سبيل المؤمنين نوله ما تولى ونصله جهنم وساءت مصيراً
 فكما يجب علينا الأيمان والصدق بكل ما جاءت به الرسل وإن لم نفهم حكمته
 فكذلك يجب علينا الأيمان والصدق بكل كلام الأئمة الأربعة وإن لم يفهم علتهم + فإن قلت
 هذا أشرك قلت لا + لأنهم كانوا من أولى الأمر وأهل الذكر المعرفين المقبولين وقد
 أوجب الله تعالى علينا ما أمرهم بقوله طيعوا الله واطيعوا الرسول وأولى الأمر منكم
 فإن الله تعالى قد عطف إلى الأمر منكم على الرسول والمعطوف والمعطوف عليه في
 الحكم مساوياً + فإن الشرك في هذا الكلام مقصور + إن هذا إلا بفهمك السليم
 وأمرنا أن نسأل عنهم عما لا نعلم بقوله فاستلوا أهل الذكر إن كنتم لا تعلمون + و
 هذا إذا أنزل المسائل إليهم ونشأ استنباطهم بقوله ولورثوه إلى الرسول وإلى أولى الأمر
 منهم لعلم الذين يستنبطونه منهم + وأخبرنا بأن الأئمة منا يهدونا بقوله وجعلنا منهم
 أئمة يهدون بأمرنا + فكيف لا يحل بنا عنهم علينا + وكما لا يجوز لنا الطعن فيما جاء
 به الأنبياء مع اختلاف شوايعهم + ولذا لا يجوز الطعن فيما استنبطه الأئمة المجتهدون
 بطريق الاجتهاد والاستحسان مع اختلاف استنباطاتهم لا نهم ما استدلوا
 ما استنبطوا إلا بالحديث ومن الحديث وبالقرآن ومن القرآن + أما أن لم يجدوا
 فيهما وفي قضية الصحابة رضی عنهم الرب المستعان + حكماً من الأحكام أو ركناً
 من الأركان + فقا سوماً قاسوا بما تحاد العلة والبرهان + فصار هذا القياس أصلاً
 رابعاً لنصل الحديث والقرآن + أما القرآن - فاعتبروا يا أولى الأبصار - وغير ذلك
 من الآيات التي الفتها في كتابي تذكيراً للمذاهب لمطالعة الإخوان + وأما الحديث
 فعن ابن عباس قال أتى رجل النبي صلى الله عليه وسلم فقال إن احتج نذرت
 أن تجروا فيها مات فقال النبي صلى الله عليه وسلم لو كان عليهما دين كنت قاضيه قال نعم
 قال فاقض دين الله وهو الحق بالقضاء + خرج البخاري - وعن ابن مسعود
 ما رآه المؤمنون حسناً فهو عند الله حسن وغير ذلك من الأحاديث التي جمعتها
 في المذكر فارجعوا إليها استلوا بها الخلل + فهذه الأئمة الأربعة هم
 العلماء الذين قيل في ثنائهم علماء امتي كانبيا بني إسرائيل + فاولئك هم
 الأمراء المشارع على شريعتهم من بعده فلا اعتراض عليهم فيما بينوه للخلق واستنبطوه

من الشيعة لا سيما الامام الاعظم ربح فلا يجوز لاحد الاعتراض عليه لكونه
 من اجل الايمنة واقد مهم تدوين المذهب واقربهم مسندا الى الرسول صلعم
 ومشاهدا لفعل الصحابة واكابر التابعين رضي الله عنهم اجمعين ، وكيف يجوز لامثالي
 الاعتراض عليه لقد اجمع السلف والمخلف على جلالة وعلمه وفضله وورثته
 وزهده وعفته وعصمته وسخاوته وعبادته وكثرة مراقبته لله تعالى وخوفه
 منه فمن قال غير ذلك فهو من جملة الجاهلين المتعصبين المنكرين على ائمة
 الهدى المقبولين ، يفهمه السقيم ، وبغادة الذي يقبله المقدير ، بل يجب على
 كل مكلف ان يشكر الله تعالى على ايجاده مثل الامام ابى حنيفة ربح في الدنيا
 المتركيف بذل الجهد وسعى الامام الاعظم في استنباط احكام الشريعة الغراء
 والنضباط اركان الطريقة البيضاء ، واماطة الادنى وسبيل المعرفة العليا ، المعتبر
 كيف استحكم به الشرع المبين ، واهتدى به الخلاق كلهم اجمعين ، فانه يوبى موبيا
 وفضله مفضلا ، وهذب به مهذبا ، ورتبه مرتبا ، ونقحه تنقيحا ، وعلمه تعليل
 وميزة متميزا ، ويسيره تسييرا ، تعرف مثله من الايمنة في الدنيا ، فلا تجد نظيره
 فيها ، فاذا عرفت انه افضلهم فلا تنسى فضله واعمل بقوله تعالى : ولا تنسوا
 الفضل بينكم ، واذا عرفت انه احسنهم ولا تشتغل عنه واعمل بقوله تعالى : واتبعوا
 احسن ما انزل اليكم من ربكم ، فطهروا هذا من انكر مسائل الامام المستندة
 من الكتاب والسنة وقضية الصحابة رضي الله عنهم ، لانه انكر الشيعة وكل من انكر
 الشريعة فهو كافر ، فنكر المسائل كافرا ، وكذلك من لعن او طعن في الامام الهمام
 فهو ليس بمؤمن ، لانه طعن او لعن المؤمن الذي اكمل المؤمنين ، واجلهم وحسنهم
 في الدين ، وكل من طعن او لعن المؤمن فهو ليس بمؤمن ، فطعن الامام او لاعنه
 او فاحشه ليس بمؤمن ، كيف لا وقد قال رسول الله صلعم ليس لمؤمن بطعان
 ولا لعان ولا فاحش ولا بندي كذا في التيسير ، وايضا قال لا يرمى رجل رجلا
 بالفسق والكفر لاردت اليه ان لم يكن صاحبه كذلك ، اخرجني البخاري ، وكذلك
 من سب الامام فهو فاسق ، لانه سب المسلم ، وكل من سب المسلم فهو فاسق فمن
 سب الامام فهو فاسق ، كيف لا وقد قال رسول الله صلعم سبوا المسلم فسوق

وقتاله كفر اخرج به الخمسة كذا في التيسير وقد قال الله تعالى والذين يؤذون
 المؤمنين والمؤمنات بغير ما اكتسبوا فقد احتملوا بهتانا وإتهاماً مبيناً وكذلك
 من ضار الامام فهو ملعون لا يضار مؤمناً وكل من ضار مؤمناً فهو ملعون فمن
 ضار الامام فلا شك انه ملعون وكيف لا وقد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
 ضار مؤمناً او مكره اخرج به الترمذي كذا في التيسير وقد قال الله تعالى لئن الذين
 يحبون ان تبتغي الفاحشة في الذين آمنوا لهم عذاب اليم في الدنيا والآخرة يولد
 من لم يوقر الامام فهو خاكر عن اهل الاسلام ولا يملك يوقر كبريا الامام الهام وكل من لم يوقر
 كبريا فهو ليس من اهل الاسلام فمن لم يوقر الامام فهو ليس من اهل الاسلام وكيف لا وقد قال النبي
 صلى الله عليه وسلم من لم يرم صغيراً ولم يوقر كبرياً اخرج به الترمذي فذلك وقع الامام الشافعي
 عند زيارة قبره في بغداد قاضاهما الله نعم العباد هكذا في كتابي التذكرة فما يقال
 لهرم جند بن ديوان جند المؤلف لطفر المبين في رد معالطات المقلدين الذي
 اسلم حداً للسلين كما اسلم عند الله من سباح دعا للمؤمنين فاستفت عن
 نفسك ولا استفت عن غيرك فهو كفايتك والمرتكب هذى بتداع الامام
 فيه فقال تارة ان الامام ما تلقى من احاديث الرسول الاسبعة عشر حديثاً وشيئ
 عليه تستدعي فاحشاً تقليد المتأخرين المتعصدين المعاندين وما عجماء فذاك
 بينكم التقليد لا سام المجتهدين وقال تارة ان الامام قد خالف الحديث والقرآن
 في مسائل فلان وفلان وعد هاهنا البيان واجبه عليه بالاحاديث التي وقعت
 لما فهو نفسه من الصحاح واعرض عما استدل بها الامام المصاحب للمفاج
 تنفير المقلدين الصالحين عن عمل الفقه الايمة المجتهدين المقبولين وقال
 تارة ان الامام قد خالف في هذه المسألة الفلانية حديث الصحيحين ليعلم
 المحقق والسامع ان الصحيحين قد كانا قبل الامام ارضاه الله تعالى عن جميع المؤمنين
 المقلدين فلهذا لا يعلم هو نفسه ولا مقلده بفقر اللام ان صاحبه الصحيحين
 الى الامام كطالك لعل لا يبل كساد الرعية من السلطان الاعظم وكيف لا
 قد قال الامام سفيان الثوري رحمه الله تعالى حنيفة ما لعصفور عند الماذن
 وايضا قال فحاطب الابي حنيفة رحمه الله تعالى ان تعلم ان المسلم الشافعي

تلميذ البخاري - والخاري تلميذ للإمام أحمد بن حنبل رحمه - وأحمد تلميذ للإمام
الشافعي رحمه - والشافعي تلميذ للإمام محمد بن جرير - ومحمد تلميذ للإمام الأعظم رحمه
الله تعالى عليهم اجمعين - فاعرف مسارهم ومدايرهم واحفظ مساقهم وبدعياتهم
فلا تغفل ان أدلة الإمام ضعيفة - ولا أدلاليه بالفاطمية - تقليد للتعصبين ففحش
مع الحاسرين - اما الصحيح وان كانت اصح الكتب بالنسبة الى ما بعدها - لكنها لا
عبرة لها بمقابلة الاحاديث التي استدل بها الإمام الإمام قبلها - لكونه اقربهم
الى الرسول - ولذلك تلفت الامة الاستدلال بالقبول - فلا ينبغي لاحد ان
يطعن في الإمام الإمام بروايات الصحيح التي تعد المائتين وثلاثة مائة دوت
ولاشك ان فيها احوال المعتزلة المتعصبين والمنافقين قد دخلت - فذلك قال ابن حجر
في نخبه العكران الحرام يكون له طرق بلا عدد معين او مع عدد حصصا فوق
الاثنين او نهما او واحدا فالاول هو المتواتر وهو المفيد للعلم اليقيني بشروطه
والثاني هو المشهور والثالث العزيز وليس شرطا للصحيح خلافا لمن رعمه والرابع
القريب وكلها سوى الاول احاد فيها المقبول والمردود لتوقف الاستدلال على
البحث عن احوال روايتها دون الاول الخ - الاقل من اسمعيل بن حنبل الذي قال
للقرآن مخلوق واهلك بحكمه تلميذه الخليفة المأمون خلقا كثيرا وجا عقيلا
وابو بكر بن شيبه الذي وضع في كتابه ما بالدر على الامام ابي حنيفة واخوه عثمان بن
شيبه وغيرهم الرواة البخاري قد كانوا متعصبين ومنكرين على الامام الإمام
فالحقيقة او الصدقة من الرواة النازلين من الامام بالتعصب او منذ اول الزمان و
الامام قد فقدت - لان الآية السابقون السابقون او لك المقرون الخ والاحاد
خير المقرون قرني - الى - ثم يجي قوم سبق شهادة احدهم عيנם ويمتنع شهادته اخرج
البخاري - وفي رواية او صيكم باصحا الى - الى - ثم نفسوا للكتب - وفي رواية ثم نظر
الكتاب وغير ذلك التي في التذكرة كتبت - في فقد انها قد سبقت - بل على كذب
الرواة السابقين قد شهدت - فاین الاعتماد على جميع روايات الصحيح وكيف يشا
بها الاحاديث التي استدل بها الامام المصاحح للصالحين - ولا شك ان اعتبار الروايات
باعتبار الرواة واعتبارهم باعتبار قرب زمانهم الى الرسول صلى الله عليه وسلم

مع قوة علائقهم وإيمانهم وفضلهم وعلمهم وورعهم وزهدهم وعفتهم وخوفهم من
الله تعالى ولا شك انه قد ثبت ان الأئمة الأعظم التابعين أقر بهم سنداً إلى الرسول
صلعم. وأقدمهم تدويناً للذهب. وأجلهم إيماناً. وأجملهم إسلاماً. وأعلمهم
علماً. وأفضلهم فضلاً. وأورعهم ورعاً. وأحسنهم ديناً. فأنصف في ذلك. و
استفت عن نفسك. تعرف مثله في هذه الأمور المتعرفة من رواة الصحيح الثابتين
عنه في الدرجة العيدة التي قد شهدت بكذب الأحاديث المذكورة. فينبغي لنا
العمل بالأحاديث التي استدل بها الأئمة. ولو ضعفها المتأخرون تقليل الأكثر
المعاندن لذلك الأئمة. ولرؤيتهم التغييرات فيها بعد الزمان وتداول
الأئمة. ولو لم يوجد كلها في الصحيح. لما قال صاحبوها تركنا الأكثر من الأحاديث
الصحاح. فتأمل في هذا الكلام فإنه أدق الدقائق. وأحسن الحقائق. وقد زلت
فيه أقدام أكثر الخلائق. ولقد شهتكم عليه يا أيها الإخوان. بنصرة الله المستعنة
فإن خضعت وتدبرتموها الخللان. فتجدوا كلها في كتب أهل الكشف والعرفان
والله أعلم بالصدق والصواب. واليه المرجع والمآب. هذا ما كتبته المحقق
المفتقر إلى ربه الكبير. خادماً للمقلدين محمد عبد القادر



عقله ولوالديه رسل العالمين. المدرس الأول للمدرسة
الحسنية في بلدة الهجلي صاتها عن الآفات هو العلي.

باسم سبحانه. فما كتب مولانا المنصور علي. من الدليل والبرهان الجلي. كاف
لجواب غير المقلدين. الذين رأيتهم غير متدين. وينبغي ان يقال انه ذو الفقار علي
لقطع براهين البتة. وما حلال لغير الواهية. وحمل الله المنصور منصوراً علي



المفسدين. بمقتضى اقوال لقائك. لكل من اسمه
لضياء. وهذا اسمي ليس محيب. الراقع غلام سيدي
الغاسي عفا الله عن الذية. سوم مدرس مدرسة محسية هو علي

مخيرة ونسبته. اجمع سادات الفقهاء وفحول العلماء من السنة والجماعة على صحة
التقليد وجوبه. احتياطاً لسد باب الفساد في الأركان الإسلامية. وتأليفاً
لقلوب المسلمين في الأمور الشرعية. فلا شك ان القول ببطلانه قول منحرب

بناءً الأصول الإسلامية، ويوفق بين صلحاء الأمة المصطفوية، قلجاً مصنف
 هذا الكتاب في رد اعتراضات المبطلين الساعين في أرض الله بالفساد في الدنيا والدين
 والمريدين بأطفاء نور الله الساطع في قطار العالم كالمسح في ضوء النهار بالافتراء على
 سادات الأئمة المرجوحين فخره الله تعالى عن المسلمين خير الخلاء
 في الدنيا والآخرة آمين، هذه مقالة عبد العلي السلام آبادي عفى عنه



لله در المحجة الفاضلة للبيث قلجاً في جواب غير المقلدين المفسدين، لا ديناً لهم
 ولا دين، ومثل لقوم قد ظهروا في زماننا، وهم يستموتون أئمة ديننا، ويقولون أن
 الأئمة المجتهدين، قد أهدوا بنا الإسلام والدين، بأراءهم الباطلة، فقسّمهم
 الفاسدة، وأظهروا طريقاً خلاف الحديث والمثاني، وأصل الناس ولا متلهم
 فيه زاني، والمقلدون سلكوا طريقاً غير حق، وأنهم على لباطل ونحن على الحق،
 لا نعمل بالقرآن وحديث خير البرية، وهم يعملون بأراء أبي حنيفة، هيئات
 هيئات هذا الزكاة رايهم، ومن قلة بضاعتهم، أما فهموا أن الأئمة ركن الإسلام
 وما كان غرضهم إهدام بناء الإسلام والانعدام، وقد أدركنا ما كنا الأعظم حقاً
 عدة، وليس في ذلك شيء من الرثيق الشهير، وقد بلغ في العلم والعمل درجة
 القصوى، واجتهد من القرآن والحديث من المستد إلى المستحلى، والاستنطاق
 والقياس كله مستند من كلام الله، ومن حديث خير البرية، وكان في حيز القرون
 الأمام الوحيه روح، وفي الزهد والورع كان عديم المثال بلا شك وسبهة، كيف
 يكون اتباع الأئمة من ضلال، من غير قيل قال، لأن المقلدين اتبعوا إلى الامور
 منهم، وما أخذوا سبيل شر والكيد مثلهم، إلا أنها الأخوان إن كيدهم ككيد
 الشيطان، لا ينبغي للعقل أن يقع في شركهم، لأنه ما نحن كل من وقع في فخهم
 وأما رأيتهم سلكوا طريق التلوي الحرام، وأخذوا طريق الفجرة اللئام، ففي حين
 من الأحياء يأخذون دلائل الروافض والمعتزلة، ويلزمون حفية من ههنا
 الباطلة، وربما يستدلون بدلائل الشافعية، بغلبون على المقلدين لا بحقيقة
 فظهور أن غير المقلدين، رايهم غير متين، وهم مضل ومضل، وما سلموا
 من الخلل والزلل، فنعم ما قال القائل المرء يقبس على نفسه، فسيبوا الضلال

الى الخنفي دون غيره + لله در المصنف + لا فض فوة فانه كمال احاب + قد اصاب
 واجاد بما اراد - فهذا انعم الكتب - وحمد الخطاب - لمطالعة
 اولى الابواب - منقذ محمد راشد اول مدرس من رسته عرشه محسنه هو كل -



هيهاك هيهاك ان متوهته الرمان قد زوروا القول ترويرا + وضلوا واضلوا كثيرا +
 وعثوا عتوا كثيرا + مع انهم لا يفقهون الا قليلا + وتأهبوا الهدم دعائش الدس + وثمر
 لا استصبال تواثر اليقين + فويل لهم عما كتبت ايديهم + وويل لهم مما ليكسبون + و
 تشبثوا بدلائل ريكه + وتسلخوا ببراهين ضعيفه + فتلههم كمثل العنكوت + وان
 او هن البيوت لبنت العنكوت + وعموا وصموا عن حجة نبيه + وعمهوا وغوا عن حجة
 واضحة + فهو كوامن عماية + وحبطوا خبط عشواء + ان اولياؤهم الا الطاغوت
 يخرجونهم من النور الى الظلمات + فيا ليت شعري كيف تآذروا الى التشنيع واطعن
 على الامام الهمام القمقام + اسوة الائمة الكرام + قدوة الانام + نراس الملة
 المحمديه البصاء + ذي الاخلاق السنية والثناء + قاهر البدعة + محي السنة +
 سراج الامة النبوية + صلى الله عليه وعلى آله واصحابه اجمعين وسلم - لله در
 المحييب ما اجد ما اجاب - لقد جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان هوانا
 اللهم اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم من النبيين والصديقين
 والشهداء والصالحين + ربنا اغفر لنا ذنوبنا وكفرنا بسيئاتنا ووفنا مع الابرار +
 بحمزة النعيلين الشريطين المعظمين محسبك ورسولك خاتم النبيين والمرسلين



صلى لله عليه وعلى آله واصحابه وسلم اجمعين - آمين
 ثم امين + منقذ أكبر علي عفي عنه مدرس مدرسة عالية كلته

من طعن على الائمة سيما على الامام الهمام مقتدى الائمة العظام + المحي
 لشريعة خاتم الانبياء عليه وعليهم السلام امامنا وسيدنا ومولانا الامام ابن حنيفة
 رحمه الله تعالى فتل كمثل كلب ان تحل عليه يلهث او تتركه يلهث - قلله دس
 المحب لعالم النحر حيت افضحه سوط الجور غاية الافضاح + وشعله عن النعم
 الا هو لا تجعلنا مع التوم الظالمين + اخلصنا في عبادة
 الصالحين واخرج عوانا ان الحمد لله رب العالمين



محمد محمود بن عبد الله ذو النورين شريف عيون، مدرس مدلسه عاليه كراتيه

تقارظیہ و شخط و معاہدہ علی می شاہیر خیر آباد و کن و مدراس

انچه احوط در کتاب فتح المبين في كشف مكائد غير المقلدين بتولوي صاحب جامع معقول و منقول
كشاف و فائق فروع و اصول جناب مولوي محمد منصور علي صاحب سلمه الله تعالى و البقاء مرقوم فرمود
اند صحيح و خلاف آن باطل جزاء الله عنا في الخبر و بايد كه جميع مسلمانان بر آن عمل لازم و واجب دانند

المحمدي
عنایت

وہیچا

اسم الله الرحمن الرحيم وقد رأيت هذا الكتاب
 كاملا ولله الأجر وحده صحيحا كاملا بحجج
 وحمدت عليه على صحة اعني كتاب الفقه المبين
 كتبه مكاتيد غير المقلدين لولا أنا والفضل لأنا
 مولوي محمد منصو على صاحب جزاء الله تعالى عما
 وعجز جميع المقلدين يلزمها ما من البصيرة وفي الله
 عند خسر الخراج - وأنا الفقير الضعيف حائل تعال

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱



العلماء العالمين الصوفيين
الكاملين محمد أكبر علي عفا
الله عنهم فقط

قد اصحاب من اجاب
مح ۹۱
الوسعيد
خلق اگر شد دو لیدر دولوی

جنگ مولوی محمد علی خان
السلطان ناصر الدین بادشاه
فصلنامه محمد علی خان

باسمہ تعالیٰ الاعلیٰ

کتاب فتح المسین فی کشف نکاید غیر المقلدین تالیف جناب مولوی محمد منصور علی خان صاحب مکتب
برکاتھم ابتدا اسے قلم سوجھتے ہیں قلم مستطید عن تکملہ خطہ بن آئی۔ سخن یہ کتاب دلائل قویہ و زرائع

جواب



۱۳۴۰ھ
۱۳۴۱ھ
۱۳۴۲ھ

عبد القاسم قاضی الملک
کان اعظم

سے غفر و مغفرت اور شک شبہ و اوجھڑ
سے دور ہو بھری اللہ سبحانہ عن المؤلف الفاضل
خیر الحجۃ ۱۲ - مرقوم ۱۶ ربیع الثانی سنہ ۱۳۴۱ھ
حررہ المراجی الی حمۃ ربہ المنان طرازش خان



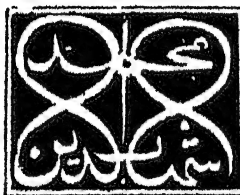
محمود قاضی الملک
مدار الدولہ کان اعظم



بیجان ہند اس کتاب کو دیکھنے سے
جلالہ جیم نفوذ قلب حاصل ہوتا ہے



الجواب صحیحہ والجمہ صبیح
احمد بن قاضی الملک



قد اصحاب من
اجاب - محمد
شہاب الدین عفی عنہ



واقفی یہ جواب لا جواب
با صدواب ہو جمہ عبد لکھنؤ
عفی عنہ وعن اسلامہ



صح الجواب
سید علی رضا البین
کان اللہ



ابوالحسا مد سلطان محمود
الخصفی بن الاغلام قاد
الغافر و فی عفی عنہما و
عن اسلامہ

یہ کتاب موافق مذہب اہل سنت و جماعت کے صحیح ہے۔ علی موسیٰ رضا عفی عنہ۔

تاریخ تصنیف کتاب از تازہ اختراعات نامہ نکتہ دان شاعر فصیح اللسان کا شوق کاند
لانہ بیان قافع مطاعن با بیان جان فظ فتح محمد صاحب فاروقی حنفی دہلوی متخلص بہ مقلد

نکا لای نیا اکتیجوان لانہ ہی مذہب
مگر سب شیخ نجدی کے مبن بر وکلار لای
بدی ن رات اما سونی نہیں کرتے ہیں لیکن
بلا شک ہیں شایعین کفر و فتنہ لای

بر اکتی اما سونی مبن یہ بدکار مذہب
نصو ہی انھیں انکار لام کہ مذہب
مقلد کے مبن لے در پو لای مذہب
فقیہوں کی برائی کر کے بھاتے ہیں کو

کو کہو تکر دو جراتین مبن لیل از زوار لای
مبن مبن مبن مبن مبن مبن مبن مبن
نہ مبن کرتے ہیں مبن مبن مبن مبن
مبن مبن مبن مبن مبن مبن مبن مبن

چکا دین ہم کو ڈراستہ سہا میر کا
 جہان میں خوج دی اسطو میں بکر دار لاند
 سزا دیکر تباوین معنی و تاسیت انکو
 تو ہم بھی صاف کھدنگے میں بال انرا اند
 شرانے آج کل میں ہو بھی بھی گئے کوئی
 مگر کہتے ہیں کہ رفسا دکا بازار لاند
 جہان میں کھدنگے اتنے ہیں جہاں بے غلہ
 مقابل مل نہیں گئے ہیں ہمار لاند
 عجب یہ فرقہ و تاسیر ہو غنہ و دوران
 اگر چہ لڑنے توین باندھ کر تھیک لاند
 انھوں نے شہر ملی میں بہت سب سزا دیا
 شہر شہر کے بہتے ہیں دشہر لاند
 مقلد گشتن میں نبی کے میں گل تازہ
 کہ مکہ میں مقلد ہیں بلا مکر لاند
 پیشیں ایسے یہ کہے ہیں کہ وہ ہونگ میں
 کہیں سنتے نہوں بائیں پس لاند
 اگر بیان کھو لکر کہتے ہیں یہ بہت جی
 رکابی شہر بے طلب کے میں پس لاند
 خوشامد کا ہو میں اور روٹی نکالنا بہت
 ہیں شر میں بھی تیرا لاند کس کو راند
 ہو عامل بال کدیت لکھ لکھ کر حقیقت
 سمجھتے ہی نہیں قرآن کسے انرا لاند
 نہیں ہر مانتے قرآن کی بات ہر کو
 سمجھتے ہیں صلہ اور موم کو دشوار لاند
 نہیں تانے میں منقطع موقوف و سر
 ہا کھائے آدین اگر کبار لاند
 تیرا کرتے ہیں شل و فیض یہ مقلد
 کریں جا کر کسی عالم سے ہنسنا لاند
 تعصب سے باندھے اعر حق کو حق نہیں کہتے
 کبھی ہرگز نہ ہونگے رستہ و رہو لاند
 جہاں جاتے ہیں ان کرتے ہیں بیاک نیا
 مگر کھاتے ہیں رگ پر رگ نرا و بار لاند
 مقلد ہر کو نہیں کرتے شہر میں بھڑک
 جہاں کھدو بان لڑنے کو میں لاند
 یہ کیا ہونگے مقابل سرکہ لائی میں ہم
 اوٹا سے جائینگے اگر دھنیا پار لاند
 اکل تقلید کی انکھوں کاٹا سا چھتا
 مگر باغ شریعت میں ہو میں خا لاند
 تعلقہ مثل شیعہ کے مذہب میں بھی لاند
 عقائد گرد و مال پنے کریں لاند
 میں سادات نہیں اکثر نہیں دت انکی طہنت
 پھاڑی میں بنائیں اپنا کھسار لاند
 یہ سب دنیا کے بچہ میں خلون کی کیا
 کہ میں کھاتے میں طے ہسار لاند
 بدی کا خون سوداوی بھرا ہو انکی گھنٹ
 نہ عالم میں عامل بلکہ میں بچار لاند
 نہیں تصدیق کے دونوں میں ایمانی
 جدیوں کا بھی کرتے ہیں سچ انکا لاند
 روہ میں ہیں صدق یہ قائموا اسلے
 نہیں حجت کے قابل کہتے میں آثار لاند
 بزرگان حلف پر ہمیشہ طعن کرتے ہیں
 اوٹھا نینگے بہت ذات سر دربار لاند
 اگر کہتے ہیں وہ ناری مقلد کو تعصب
 نہ ہونگے خواب غفلت کبھی ہا لاند
 زبان و لہجہ میں کئے نام کو صلا نہیں اصلاح
 فساد و شیطنت کرتے ہیں ہر کار لاند
 کبھی بازی نہیں پائی انھوں نے سچ
 اگر چہ ہوا دہر لکھ راو و دھو لاند
 و لیکن اہل تقلید کو دم بھر میں بھکا دیتا
 نہ ٹھہرتے نہ کہ دم بھاگ میں ہر کار لاند
 کہا کرتے ہیں یہ تقلید کو سب شکر و عبت
 نہیں دیکھتے ہرگز خلد کا گلہ لاند
 مقلد سے یہاں لڑتے ہیں اوٹا کر لاند
 بلا شک میں فریبی جہلی و مکار لاند
 مسلمانو سچ ہر دم تم انکے تہذیب
 بجا ہرگز کہو میں سید الاشرار لاند
 جہاں کھانیا دیکھا روٹی کی سی کھتے ہیں
 جدھر دیکھو وہاں بندہ زردار لاند
 بظاہر خیر کا دم بہرتے ہیں باجوہ لاند
 مگر ظاہر میں ہتے ہیں سچا تیرا لاند
 یہ کیا جہاں میں غوٹے دقانی اور حقانی
 اگر چہ سب ہر کرتے ہیں اقرار لاند
 فرائض بھی کرتے ہیں اور تارک نہیں
 زہاد کو میں لے تیرا و بچار لاند
 رسالہ ہر حال تھا حق رکھا نام و کا

ادیب آنکو منصور شد بر حرف	حرف آنگہ باتد بہر معیت نصیب	ہر کیم سہ اندھ مقسوم ست
بقول عربا صیب یصیب	قلم تند سر و شمتاں یک قلم	قلم را عظم کرد چون آن لبیب
ہر آنکس کہ خواند بصدق این کتاب	ہر آنکس کہ در دہ سنت صیب	جوابات سرکوب و دندان شکن
رقم زد با قومی دلائل عجیب	زہے آب و رنگ مضامین او	ز باغ سخن میدہ ہر فتح طیب
کسا نیکہ تقلید بر ہم زہد	خوئی لہم من عذاب مہین	با غر زمان شاہ بافتناہ
تو گوئی کہ آمد قیامت قیب	شد آنکس کہ پیارا نہ سب	نہ اور اعلیٰ نہ اور طیب
ظفر یاب کن اس نقیب را	الہی بحق رسول صیب	چو تا سرخ نصرت قرین خواہم
ز قرآن ہجر نامے غریب	ند از لب یافت آمد حبیب	کہ نصرت اللہ فتح قرین

ایضا از زمانہ فخر حیات النبۃ النبیکی المحدث المولوی صاحب سنی سنی

ذرا انصاف کی آنکس کے احمد و بانو کی	کتاب سنی کے کچھ کیا دکنہ احمد	جو با تین سنی سنی دلائل
ہر کتابت اہل روایت کی کیا لکشا	کتاب میں حسن خوبی کی نہی کی	کہ خطا کا نہ تختہ لکھی ہو لکشا
سب احمدی حوض کا نہر جدو	اور اسکی لوح و پیشانی کی کیا دکنہ	ہر اسکا نسخہ و تسلیق کی نہی لکشا
خفی کیا دکنہ احمد علی کیا دکنہ احمد	ضمیمے کو جو کیا حضرت سنی بول دکنہ	کہ حق بات میں ظاہر ہو کی کیا دکنہ
جو پچاس سال چھنے کا لکشا ہے لکشا	کتاب و محلی لکشا ہے کیا دکنہ احمد	جو کا نو سپرد ہالی کا تاشا ہے سنی
سین تصنیف پیدا و حق کیا دکنہ احمد	سین تصنیف پیدا و حق کیا دکنہ احمد	سین تصنیف پیدا و حق کیا دکنہ احمد

ایضا از بندہ ائیم محمد عبد الحکیم عفا عنہ اللہ الکریم سحر متہ نبیہ الکریم

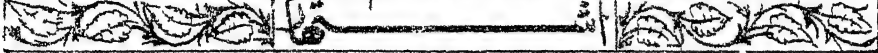
فتح لبین کی طبع کے کس ہوم و ہم	ساکر جہان میں فتح کا بھجا بجا دیا	لازم ہے کی آگ جہنم کی ہی بر طعن
اسل بشاہ طبع نے او سکھو بجا دیا	لازم ہوں میں اس پری سبھی کھل لی	و ہا میں کو خواب گران سے جکا دیا
الزلیٰ جو سے مصنف ایک قلم	جتنے مطاعن لکھے تھے سبکو او بھلا دیا	تو آں اور دہشت سے کیا لک دیا
ہر سنائے کا شرع سے ماخذ بنا دیا	ساکر معالمت نہان کو بے عیان	سب تکے داو گات کا خاک اوڑا دیا
و تابیت کی بیخ کو چیکا او کا دیا	تقلید حق کو دلعین ہر اک بجا دیا	طبل و حکم دوات و قلم لشکر سخن
میدان صفحہ تیغ زبان سب کھا دیا	پہر کیا مجال تھی کہ یہ کرتے مقام	اکدم میں سبکو تیغ دو دم بجا دیا
اتباع شیخ نجد کمائی ہے کیا لکشا	بالی سزا خیال ظفر کو بھولا دیا	اس معرکے میں بسے واپس لکھی مار

دین محمد علی

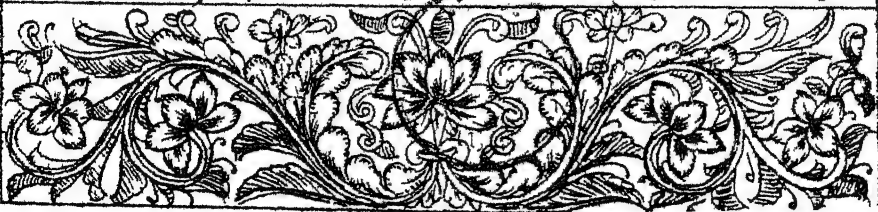
فوجِ عدو کو ہند سے روٹوک ہٹا دیا	ملاوین سے جنگِ ظالمہ کی سیلان جنگ	من نفیس ہائے ہر گستاو با
اب ہموکان مخالفوں نے خون کچھ نہیں	اللہ نے توفیق کا مرقعہ دلا دیا	اُن کے کی جوت عنے تو اس نظامِ زمین
لگا کر رست کو انکی سنا دیا۔	تہی فکر سالِ نبیؐ کی لڑائی	فتحِ امین نے فتح کا دھجھا بچا دیا

ولہ تاریخ تصنیف مشتمل بر صنعت و بحرین و ذوقِ اقبالیہ و خوشبین

ماگل این نسخہ نصرت شگفت	مے وزد از مذہب منصوباد	سر زدہ جون امر حق از حرمِ باد
زد و دم از جوششِ منصوباد	مصرع سالش در حکمِ قسم	نصرت حق حایمِ منصوباد



مقلدین ملتِ حنیفہ و تبعینِ سنتِ شریفہ پر واضح ہو کہ جو مجتہد لاف زبانِ پنجاب متخرف جاہِ صواب طاعن
ایمہ مجتہدین مولوی غلام محی الدین نے ایک کتاب ظفر المبین فی ردِ مغالطات المقلدین ایسے سخت
الفاظ خلافِ تہذیب کے ساتھ کہی تھی کہ جس تمام مقلدین ہند کا سوا دِ اعظم جوشِ من آیا اور تقلیدِ
معین میں ہوا نفس کی آزادی قدم چایا تو باچار واسطے دفعِ فسادِ دین و رفعِ غنا و منکرینِ عالمِ باطل خالص
بے بدل جنابِ زانا محمد منصور علی خان صاحبِ مراد آبادی شاگردِ رشیدِ علامہ و حیدر جنابِ لانا محمد قاسم صاحبِ حرم نے
اس کتاب کو تصنیف فرمایا اور بعنوانِ شایستہ انصافانہ بغیر نصیبِ حدیث و قرآن کے دلائل سے ہر اعتراض کو اٹھایا
اور خفیہ کے مسئلہ کا انداز کتابِ سنت بتایا بعد کے اسدہ اشہم محمد عبد کیم علی اس کتاب کو تاحند سنہ (۱۳۸۴) ح
۷۷ ورقِ ٹیٹل کے مطبعِ نجم العلوم فرنگی محل میں باجرتِ سنگ چھپوا کر واسطے تصدیق و اعتبار کے جاسجا بلا دہشتان
و حرمین شریفین میں حکما کامی کے پاس مسجدِ بابا وجود اس سندی اور سرگرمی کے دو برکات زمانہ سپر مہرین کر لے اور
تقریریں لکھوانے میں گذر اظہیر لکھنا کا نامی مع فہرستِ ولی ایکات تک مطبع و دیگرین چھپتا رہا البتہ فضلِ تعالیٰ نصرت
زر کشیر با اینہم تیس اس مجموعہ کی تکمیل ہو گئی اور بظرفِ تقویتِ دین و منفعتِ مقلدین قیمت اسکی مع محصول (عمر) کوئی
اور جو کو حق تصنیف اس کتاب کا مصنف صاحبِ صوفیہ بطریقِ مہرِ حاصل کیا گیا ہے لہذا اعلان کیا جاتا ہے کہ کوئی محتاس
کتاب کے چھپنے کا قصد فرمائیں اور بار کتابِ جرم حق تلفی حفظ کتاب کے حسبِ قانون ایکٹ (۲۵) ششم لکھنا و نوذہر نفع
کے بے نقصان اٹھائیں ہاں جبکہ نسخے مطلوب ہوں مقامات مندرجہ آخر کتاب سے منگو الین۔



جمل نزل غلط فہم میں تشفی کا ذریعہ المقلدین مع ضمیمہ موسوم بتبلیغ بہین

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۱	۱۱	کر	کر	۱۳	۱۳	میری	میری	۱۵	۱۵	میری	میری
۱۲	۱۲	یگنڈ	یگنڈ	۱۴	۱۴	یگنڈ	یگنڈ	۱۶	۱۶	یگنڈ	یگنڈ
۱۳	۱۳	چھوٹ	چھوٹ	۱۴	۱۴	چھوٹ	چھوٹ	۱۶	۱۶	چھوٹ	چھوٹ
۱۴	۱۴	قال قال	قال قال	۱۵	۱۵	قال قال	قال قال	۱۷	۱۷	قال قال	قال قال
۱۵	۱۵	کما او فعون	کما او فعون	۱۶	۱۶	کما او فعون	کما او فعون	۱۸	۱۸	کما او فعون	کما او فعون
۱۶	۱۶	ترندی	ترندی	۱۷	۱۷	ترندی	ترندی	۱۹	۱۹	ترندی	ترندی
۱۷	۱۷	یا صبح	یا صبح	۱۸	۱۸	یا صبح	یا صبح	۲۰	۲۰	یا صبح	یا صبح
۱۸	۱۸	کی	کی	۱۹	۱۹	کی	کی	۲۱	۲۱	کی	کی
۱۹	۱۹	افقہ	افقہ	۲۰	۲۰	افقہ	افقہ	۲۲	۲۲	افقہ	افقہ
۲۰	۲۰	کے	کے	۲۱	۲۱	کے	کے	۲۳	۲۳	کے	کے
۲۱	۲۱	بات کے	بات کے	۲۲	۲۲	بات کے	بات کے	۲۴	۲۴	بات کے	بات کے
۲۲	۲۲	اور اور	اور اور	۲۳	۲۳	اور اور	اور اور	۲۵	۲۵	اور اور	اور اور
۲۳	۲۳	الصباغة	الصباغة	۲۴	۲۴	الصباغة	الصباغة	۲۶	۲۶	الصباغة	الصباغة
۲۴	۲۴	منہا	منہا	۲۵	۲۵	منہا	منہا	۲۷	۲۷	منہا	منہا
۲۵	۲۵	اور سے	اور سے	۲۶	۲۶	اور سے	اور سے	۲۸	۲۸	اور سے	اور سے
۲۶	۲۶	اور	اور	۲۷	۲۷	اور	اور	۲۹	۲۹	اور	اور
۲۷	۲۷	نہیب	نہیب	۲۸	۲۸	نہیب	نہیب	۳۰	۳۰	نہیب	نہیب
۲۸	۲۸	پابندی	پابندی	۲۹	۲۹	پابندی	پابندی	۳۱	۳۱	پابندی	پابندی
۲۹	۲۹	واجب	واجب	۳۰	۳۰	واجب	واجب	۳۲	۳۲	واجب	واجب
۳۰	۳۰	کر	کر	۳۱	۳۱	کر	کر	۳۳	۳۳	کر	کر
۳۱	۳۱	اور	اور	۳۲	۳۲	اور	اور	۳۴	۳۴	اور	اور
۳۲	۳۲	الذین	الذین	۳۳	۳۳	الذین	الذین	۳۵	۳۵	الذین	الذین
۳۳	۳۳	موجود	موجود	۳۴	۳۴	موجود	موجود	۳۶	۳۶	موجود	موجود
۳۴	۳۴	ایک	ایک	۳۵	۳۵	ایک	ایک	۳۷	۳۷	ایک	ایک

صفحہ	صفحہ	صفحہ	صفحہ	صفحہ	صفحہ	صفحہ	صفحہ	صفحہ	صفحہ		
۱۹۱	۱۳	بھی	+	۲۰۸	۱۰	اعلیٰ کیا	اعلیٰ کیا	۲۵۸	۱۲	اظہر	اظہر
۱۹۲	۳	او	اور	۲۰۹	۱۹	ما تھو	ما تھو	۲۵۹	۳	حصہ	درجے
۱۹۳	۱۴	گی	کی	۲۱۰	۱۰	قدرت	قدرت	۲۶۰	۲۰	بلا واسطہ	بلا واسطہ
۱۹۴	۱۵	ی	تھی	۲۱۱	۱	خیا	خیا	۲۶۱	۱	بمعنی	بمعنی
۱۹۵	۲	ہو جائے	ہو جائے	۲۱۲	۱۰	عشق	عشق	۲۶۲	۹	جب	اوسوت
۱۹۶	۵	ہنزلے	ہنزلے	۲۱۳	۱۵	در	در	۲۶۳	۰	اوسے	اوسکو
۱۹۷	۱۹	جب	جب تک	۲۱۴	۱۶	قبل	قبل	۲۶۴	۱۰	تقدیر	تقدیر
۱۹۸	۱۲	اسی	اس	۲۱۵	۶	ہوتا	ہوتا	۲۶۵	۵	+	+
۱۹۹	۴	تلفی	تلفی	۲۱۶	۵	نور	نور	۲۶۶	۱۵	بھی	+
۲۰۰	۹	کرا دے	کرا دے	۲۱۷	۱	لہ	لہ	۲۶۷	۱	لینا	لیا
۲۰۱	۱۴	نقص	نقص	۲۱۸	۲	اور	اور	۲۶۸	۱۳	معنی	معنی
۲۰۲	۱۹	حرم	حرام	۲۱۹	۱۶	افضل	افضل	۲۶۹	۲	بین	کے
۲۰۳	۱۶	انتقص	انتقص	۲۲۰	۱۰	چیر	چیر	۲۷۰	۳	گر	لیکن
۲۰۴	۲۱	آٹھا	آٹھا	۲۲۱	۶	نقد	نقد	۲۷۱	۱۲	عجی	عجی
۲۰۵	۲۰	ق	+	۲۲۲	۱	من	من	۲۷۲	۱۳	عجی	عجی
۲۰۶	۲۱	فرمایا	فرمایا	۲۲۳	۱۳	بکلمہ	بکلمہ	۲۷۳	۱۸	+	+
۲۰۷	۲	بسم	بسم	۲۲۴	۸	بسم	بسم	۲۷۴	۱۲	اللہ	اللہ
۲۰۸	۵	ادعی	ادعی	۲۲۵	۹	نیت	نیت	۲۷۵	۱۱	یجنہ	یجنہ
۲۰۹	۶	صاحب	صاحب	۲۲۶	۱۰	کہ میر	کہ میر	۲۷۶	۱۰	ویند	ویند
۲۱۰	۱۷	نیں	نیں	۲۲۷	۱۰	جب	جب	۲۷۷	۱۳	فقط	چند
۲۱۱	۶	تک	تک	۲۲۸	۲۷	اپنا	اپنا	۲۷۸	۱۱	سے	سے
۲۱۲	۱۲	یجلس	یجلس	۲۲۹	۲۱	اعلیٰ	اعلیٰ	۲۷۹	۱۲	+	+
۲۱۳	۵	قال	قال	۲۳۰	۱۹	حدیث	حدیث	۲۸۰	۶	الحسنی	الحسنی
۲۱۴	۲۱	پوچھی	پوچھی	۲۳۱	۱۶	فاذ	فاذ	۲۸۱	۸	الحصی	الحصی
۲۱۵	۲۰	من آن	منہ ان	۲۳۲	۱	کی	کی	۲۸۲	۲	الاسود	الاسود
۲۱۶	۱۱	علیہ	علیہ	۲۳۳	۱۹	اوس	اوس	۲۸۳	۱۲	غیر	غیر
۲۱۷	۱۲	المصدق	المصدق	۲۳۴	۵	فیسر	فیسر	۲۸۴	۵	عجی	عجی

صفحہ	سطر	خط	صحیح	صفحہ	سطر	خط	صحیح
۲۸۳	۷	عجرو	عجرو	۲۸۷	۱۷	ابو الغفور	ابو یغفور
۱۵	یحییٰ بن	یحییٰ بن	۲۹۱	۷	قن	قن	۲۹۱
۲	مثل	مثل	۲۹۲	۲۰	ابنہ	ابنہ	۲۹۲
۲۱	الصفیر	الصفیر	۲۹۳	۶	کثیر	کثیر	۲۹۳
۱	الحکم	الحکم	۲۹۷	۷	بناء	بناء	۲۹۷
۳	ابروہ	ابروہ	۲۹۸	۸	نفل	نفل	۲۹۸
۴	النخري	النخري	۲۹۹	۱	شعر	شعر	۲۹۹
۵	السبعی	السبعی	۳۰۱	۱۳	طو	طو	۳۰۱
۶	الی	الی	۳۰۲	۸	أهلاً	أهلاً	۳۰۲
۸	طی	طی	۳۰۳	۲۱	موسون	موسون	۳۰۳
۱۰	بحار	بحار	۳۰۴	۱۰	ہوتی	ہوتی	۳۰۴
۱۱	مسلم	مسلم	۳۰۵	۱	ایک	ایک	۳۰۵
۱۲	فحول	فحول	۳۰۷	۳	فأعظیہا	فأعظیہا	۳۰۷
۱۳	الحلی	الحلی	۳۰۸	۲۱	استغعد	استغعد	۳۰۸
۱۴	الشیم	الشیم	۳۱۲	۱۹	ابو حنیفہ	ابو حنیفہ	۳۱۲
۱۵	الکندی	الکندی	۳۱۳	۶	اعلام	اعلام	۳۱۳
۱۶	الی	الی	۳۱۴	۲	کما	کما	۳۱۴
۱۷	ابو سب	ابو سب	۳۱۷	۷	فقہ	فقہ	۳۱۷
۱۸	ابو السوار	ابو السوار	۳۱۸	۵	بسر	بسر	۳۱۸

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۵۰	۷	ایسے	ایسے ہی	۲۶۹	۲	مُتَبَيِّنًا	مُتَبَيِّنًا	۲۲۰	۹	انتم	انتم
۳۵۱	۱۸	جب	جب تک	۲۷۰	۷	مَغْفِرًا	مَغْفِرًا	۲۲۱	۸	بجاگین گے	نکل جائیں گے
۳۵۲	۵	تم	تم الذین	۲۷۱	۱۱	بَلْفَظْ	بَلْفَظْ	۲۲۲	۹	بجاگتا	نکل جاتا
۳۵۳	۲۰	وہ سے	وہ سے بھی	۲۷۲	۱۷	الْأَسَدِيَّ	الْأَسَدِيَّ	۲۲۳	۱۰	حنابلہ	اچھے ہی
۳۵۵	۱	کسی	اوس	۲۷۳	۱۲	أَنْ	أَنْ	۲۲۴	۱۷	او	اور
۳۵۶	۷	ہو	تو ہو	۲۷۴	۷	۷	۷	۲۲۵	۸	جیر	جیر
۳۵۷	۷	ضعیف	ضعف	۲۷۵	۱۵	اعلم	اسم	۲۲۶	۷	حقیقت	حقیقت
۳۵۸	۲	سب پر	سب	۲۷۶	۱۷	لَيُحْيِيَنَّا	لَيُحْيِيَنَّا	۲۲۷	۵	اِنْ	اَنْ
۳۵۹	۱۷	جس	اوس	۲۷۷	۱۹	۷	۷	۲۲۸	۱۹	القرب	العرب
۳۶۰	۱	الاحرار	الاحرار	۲۷۸	۲۰	نذیب	نذیب	۲۲۹	۵	اوش	اوس
۳۶۱	۱۵	تَظْهَرُ	تَظْهَرُ	۲۷۹	۲۳	رَزِين	رَزِين	۲۳۰	۲۲	ابانی	زبانی
۳۶۲	۲	کرتے	کرتے ہیں	۲۸۰	۹	فَدَاكَ	فَدَاكَ	۲۳۱	۸	سے ثابت	+
۳۶۳	۱۲	جائل	جائل	۲۸۱	۲۳	التَّحْمِ	التَّحْمِ	۲۳۲	۲۲	وصول	اصول
۳۶۴	۱۲	الضَّعْفُ	الضَّعْفُ	۲۸۲	۲۱	نماز میں	نماز میں	۲۳۳	۱۷	جمع	جمع حقیقی
۳۶۵	۲۳	مفسر نے	مفسر نے	۲۸۳	۷	مستدرک	مستدرک	۲۳۴	۲۲	او	اور
۳۶۶	۱۲	پوچھا	ہو	۲۸۴	۱۱	اشن	اشن	۲۳۵	۲۳	او کے	اون کے
۳۶۷	۳	اخفا	اخفی	۲۸۵	۱	لوٹتا	لوٹتا	۲۳۶	۸	تالیثہ	شالیثہ
۳۶۸	۱۸	ابو یعلیٰ	ابو یعلیٰ	۲۸۶	۲	وہ مگر	وہ مگر	۲۳۷	۱۱	المکانات	المکانات
۳۶۹	۷	صبرانی	طبرانی	۲۸۷	۲۳	نہیں پڑھا	نہیں پڑھا	۲۳۸	۳	پڑھا	پڑھا
۳۷۰	۲۲	اپ سے	اپ سے	۲۸۸	۱۰	جگہ	جگہ	۲۳۹	۱	والام	والامام
۳۷۱	۱۱	مجاہد	مجاہد	۲۸۹	۱۲	حدیجہ	حدیجہ	۲۴۰	۸	جانی	جانی جانی
۳۷۲	۲۱	الواذی	الواذی	۲۹۰	۱۲	کتقول	کتقول	۲۴۱	۲۱	ان	ان فی
۳۷۳	۲۲	الشَّادُكُوْیُ	الشَّادُكُوْیُ	۲۹۱	۷	چورائے	چورائے	۲۴۲	۱۸	یحاصل	یحاصل
۳۷۴	۲۳	المخاطبین	المخاطبین	۲۹۲	۱۳	کئے ہیں	کئے ہیں	۲۴۳	۲	تقروا	تقرون
۳۷۵	۷	صلی	صلی	۲۹۳	۱۵	ابن	ابن	۲۴۴	۱۶	رجیھا	رجیھا
۳۷۶	۷	آنہ	آنہ	۲۹۴	۱۲	ابن	ابن	۲۴۵	۷	البقیہ	البقیہ
۳۷۷	۳	اصول	اصول	۲۹۵	۹	بیان	بیان	۲۴۶	۱۷	اسلم	المسلم

صفحہ ۱۴	نقطہ	صحیح	صفحہ ۱۵	غلط	صحیح	صفحہ ۱۶	غلط	صحیح
کل	اکل	۱۲	۱۵	العمل	بھا	۶	۱۶	اللہ
ہدہ	صلی ہدہ	۱۳	۱۶	اللقہ	اللقہ	۸	۱۷	طریق
ید حلوا	ید حلوا	۱۳	۱۶	القاس	الناس	۲	۱۸	پختایا
ساحدہم	ساحدہم	۱۸	۱۹	فوننا	افوننا	۲۱	۲۳	مرل
ولا یصاحوا	ولا یصاحوا	۲۰	۲۱	فلوننا	قلربا	۱۸	۲۴	الکل
الیہ	+	۲۱	۲۲	هدا	هدا	۱	۲۸	خیدا
الی	اتی	۲۲	۲۳	ساع	ساع	۴	۲۹	ستعی
کہ	+	۲۲	۲۳	اتباعہ	اتباعہ	۱	۳۰	سبحانہ
فاحشا	فاحشا	۲۳	۲۴	الہم	انہم	۱	۳۱	سبحانہ
المعدن	المعدن	۲۴	۲۵	نکاء	ابنا	۱۴	۳۲	نقص
المخلفیۃ	المخلفیۃ	۱۴	۱۵	فیمیا	وفیمیا	۲۰	۳۳	سیئون
المخالفة	المخالفة	۲۱	۲۲	المسورة	المشہورة	۱۹	۳۴	سفما
شخصیۃ	+	۲۲	۲۳	لقولہا	لقولہا			

تنبیہ متعلق بغلطی متضمنہ تاظرین بل علم کو تو حال جمالت و بی علمی مولف ظفر مبین کا معلوم ہے کہ اس شخص کو سوائے اردو کتابین دیکھنے کے عربی و فارسی انی کی بالکل ریاقت نہیں بلکہ اردو بھی ٹھیک نہیں سمجھتا وہ دعویٰ کرتا ہے کہ فقہ و حدیث بھی جانتے ہیں بھلا اس بات کو یاد رکھو کہ بابت یہ جسکو صحیح لفظ کہتے ہیں انہیں تا وہ معنی کی غلطی کو کتب سمجھنا چاہتا ہے یہی ایک نکتہ اذکار ہے کہ جب لفظ (مقوق و فسون) کا صفحہ ۲۷ سطر آخر ظفر مبین مطبع سابق شہ ۹ میں چھپا تو کچھ بھول جان ہوا کہ یہ غلطی ہو گئی ہے کہ اس کتاب کے غلط نامہ میں بھی صحت و سکی رگئی لیکن جب پھر دوبارہ شہ ۱۰ میں یہ کتاب چھاپی گئی تو وہی غلطی (فسوق) کی قات ہے صفحہ ۲۷ سطر ۲۷ میں بدستور سابق رگئی اور طرہ یہ کہ دوبارہ غلط نامہ میں بھی صحت و سکی نہیں کی صحت کیا خاک کرتے کہ مولف صاحب کو تو یہ لفظ اسی طرح غلط یاد تھا اور اس قدر آچا مبلغ استعداد تھا جس نے بھی اس کتاب کے صفحہ ۲۷ سطر ۲۷ میں حکم نقل کا اصل تحت عبارت قال بعینہ اوی لفظ غلط کو لکھ دیا لیکن اس کتاب کے غلط نامہ میں تصحیح اور سکی بجای مجبہ کردی ہے خیر یہ تو اپنی فکر کا کام تھا اب انکی غلطی کا کمال سنیں کہ کلمہ زبانی و موزونیت طبع تو خاک نہیں شعر کہنے کو آمد علی و نظم پر جان دیتے ہیں بلکہ وہ حقیقت اس فن کی جان لیتے ہیں چنانچہ ظفر مبین کی تاریخ میں یہ مصرعہ آچل ع ثواب سو شیدون کانین ہفت کہ کس قدر غلط ہے کہ باوجود جانور نہ گئے اضافت کا جائز لفظ ثواب کے اردو کی طرف پھر بھی لفظ (کا) محل اور بجا رہا ہوتا ہے اور اگر ثواب بقطع اضافت پر عین تو نامزدونی مصرعہ کا کچھ علاج نہیں ع جزا یکہ لعنہ زند غلق و خند یا اطفال + لا مول و لا لاقوہ اسی شاعری اور شعر گوئی پر ہزاروں ہارنفرین اور لاکھوں بار پشیمان رہے بلکہ انہیں اپنی حماقت اور جمالت کا انہماک

اعلان

چونکہ اس کتاب فتح المبین کے تصنیف کا انداز غیر المقلدین مع ضمیمہ

تنبیہ اوطا بین کی تالیف و طبع کرنے میں زر کثیر صرف ہوا و نیز
حق تصنیف کا مصنف صاحب بطریق ہبہ بالعوض لیکر مطبع نجم العلوم
واقع فرنگی محل لکھنؤ میں محفوظ رکھا گیا ہے لہذا کوئی صاحب دہون
اجازت مہتمم مطبع مذکور اس کتاب کے چھپوانے کا قصد نفرائین
اور بار کتاب جرم حق تلفی حفظ کتاب کے قانوناً ماخوذ ہو کر نفع
کے بدلے نقصان نہ اوٹھائیں۔ ہاں جس قدر نسخے مطلوب
ہوں دو روپیہ قیمت مفصلہ بھیج کر مقامات مذکورہ ذیل سے
سنگوالین۔ قیمت فی جلد (عیدہ) محصول ڈاک (۲۰)
لکھنؤ فرنگی محل مولوی محمد یعقوب صاحب مہتمم اخبار کارنامہ
چوک لکھنؤ حافظ محمد عبدالستار خان صاحب تاجر کتب

چوک لکھنؤ حافظ محمد عبدالستار خان صاحب
تاجر کتب